سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
اٹھائیسواں حصہ

شی تارا اپنے باپ اور بھائی کے سامنے پلتھی مارے بیٹھی ہوئی تھی آنکھیں بند کیے بولتی جارہی تھی اور وہ دونوں خاموشی اور سنجیدگی سے سن رہے تھے۔ شی تارا کی پیش گوئی کا یہی انداز ہوتا تھا۔ وہ کاغذ پر لکھ کر بتاتی تھی یا زبان سے بولتی تھی اور تمام حالات حقائق کو پورے ڈرامائی انداز میں پیش کرتی تھی۔

پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ باپ کو دیکھ کر کہا "باپو! میں ان ہی حالات کے پیشِ نظر پیش گوئی کرتی ہوں کہ دھنپت رائے کل یہاں نہیں آئے گا۔ وہ حراست میں ہے اس پر قتل کا مقدمہ چلتا رہے گا اور میری یہ پیش گوئی بھی درست ہوگی کہ آپ کو باقی تین لاکھ روپے نہیں ملیں گے۔"

پھر وہ بھائی کو دیکھ کر بولی "شی تارا کی جان! بھائی سرنا! تو نے سچ کہا تھا کہ شیلا کے ستارے بڑے شکتی مان ہیں۔ دھنپت رائے ہار جائے گا اور بچہ شیلا کو مل جائے گا۔"

پے پے سرنا نے کہا "میری آنکھ کا تارا! تو نے جو روداد سنائی ہے اگر وہ درست ہے تو شیلا کو اب طلاق بھی نہیں ہوگی۔ دھنپت رائے کے پھانسی چڑھنے کے بعد وہی اس کی دولت اور جائیداد کی مالکہ ہوگی۔"

باپ سر جھکائے ایک بڑے سے کاغذ پر آڑی ترچھی لکیریں بنا رہا تھا۔ سنسکرت کے شبد اور کچھ ہندی اعداد لکھتا جا رہا تھا۔ انگلیوں پر کبھی گنتا تھا کبھی بیٹی کو گھور کر دیکھتا تھا۔ پھر اس نے کاغذ اور مار کر کو فرش پر رکھ کر کہا "بے شک، وہ کل نہیں آئے گا۔ لیکن دنیا کا کوئی جوتشی یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کیوں نہیں آئے گا۔ اس کے قاتل ہونے کی پیش گوئی کی جا سکتی تھی لیکن یہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس نے شراب پی، ایک داشتہ کو اس کی بیوی نے قتل کیا اور وہ قاتل کہلایا۔ جب قتل ہوا تو طوفانی بارش ہو رہی تھی اور قتل کرنے والی نے کتنے اہتمام اور احتیاط سے وہ قتل کیا تھا۔"

پے پے سرنا نے کہا "میری بہنا! تو ایسے بتا رہی تھی جیسے تیری بند آنکھوں کے سامنے وہ فلم چل رہی ہو۔ کیا تیرے اندر پرمیشور بولتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ہم سے نہ چھپا۔"

"میں کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ جب میں کسی کی آواز سن کر یا کسی کی تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر اپنی آنکھیں بند کرتی ہوں تو اس آدمی کے پاس اس کے ماحول میں پہنچ جاتی ہوں۔"

باپ نے خوش ہو کر کہا "بیٹی! یہی ٹیلی پیتھی ہے۔ کچھ اور بتاؤ۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی "باپو! شما کریں، آپ جانتے ہیں، میں بچپن سے ہی ایسی ہوں۔ بہت کم بولتی ہوں جو کہہ دیا اس سے آگے نہیں کہوں گی۔"

باپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا "جگ جگ جیو! آج تم

نے دل خوش کردیا۔ اب میں چاہتا ہوں تم دونوں اس علاقے سے باہر نکلو۔ تم لوگوں نے یورپ اور امریکا کا مختصر سا سفر کیا ہے۔ اب دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گھر گھر کی سیر کرو۔ زمانے کے سرد و گرم کو اور لوگوں کی محبت اور مکاریوں کو سمجھو۔ دشوار گزار مرحلوں سے گزرو اور تجربات کی بھٹی میں پکتے پکتے کندن بن جاؤ۔"

پے پے سرنا اگرچہ ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہیں کرسکا تھا تاہم ایک گھنٹا اور چند منٹوں تک سانس روکنے کی مشقوں نے اس میں آتما شکتی پیدا کردی تھی۔

اس کے باپ سرنا مہاراج نے اپنے بیٹے کو ایک برس کے لیے تبت کے اسی لاسہ مندر میں مہالامہ کے پاس بھیجا تھا جہاں سے بعد میں مرینا نے آتما شکتی حاصل کی تھی۔ دونوں بہن بھائی علم و ہنر اور غیر معمولی صلاحیتوں میں بے مثال اور ناقابلِ شکست تھے۔ اس چھوٹے سے سرنا ٹاؤن سے نکل کر گھر گھر کی سیر کرتے رہے تھے۔

دونوں نے یہ طے کیا تھا کہ شی تارا اپنے ٹیلی پیتھی کے علم کو اور پے پے سرنا اپنی آتما شکتی کو حتی الامکان چھپائے رکھے گا۔ وہ دونوں کبھی مصیبت کی گھڑی میں اپنے غیر معمولی علم کے ذریعے خاموشی سے اپنا بچاؤ کریں گے اور عام انسانوں کی طرح دوستوں اور دشمنوں کو پرکھتے رہیں گے۔

دونوں نے پانچ برسوں تک خانہ بدوشوں جیسی زندگی گزاری اس دوران ان کے باپ سرنا مہاراج کا دیہانت ہوگیا۔ انہوں نے اسرار اور خاموشی کے پردوں میں رہ کر بڑی بڑی بین الاقوامی سطح کی خطرناک تنظیموں سے ٹکر لی پھر اچھا خاصا تجربہ حاصل کرکے روپوش ہوگئے۔ خطرناک قسم کے قاتلوں، دہشت گردوں اور اسمگلروں کو تگنی کا ناچ نچایا پھر ان کی نظروں سے بھی اوجھل ہوگئے۔

وہ دونوں میرے اور سونیا کے پیچھے بھی رہے۔ پارس اور علی تیمور کے متعلق بھی معلومات حاصل کرتے رہے۔ انہیں کسی حد تک معلومات حاصل ہوتی رہیں لیکن ہم سے کبھی سامنا نہیں ہوا۔ عقل نے سمجھایا، اگر وہ کسی طرح بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہوجائیں تو شاید وہ میرے پورے خاندان کو قریب سے دیکھ سکیں گے۔

اس مقصد کے لیے وہ بابا صاحب کے ادارے کے دروازے پر آئے۔ سیکورٹی افسر نے پوچھا "کیوں آئے ہو؟ کس سے ملنا چاہتے ہو؟"

پے پے سرنا نے کہا "ہم بدھ مت کے پیرو ہیں۔ یہاں اسلام قبول کرنے آئے ہیں۔ اور ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

سیکورٹی افسر نے فون پر رابطہ قائم کیا۔ کچھ باتیں کیں پھر ان دونوں سے کہا "آؤ فون پر بات کرلو۔"

شی تارا نے کیبن میں آکر ریسیور لیا پھر اسے کان سے لگا کر کہا۔ "محترم! میرا نام شی تارا ہے۔ میں اپنے بھائی پے پے سرنا کے ساتھ آئی ہوں۔ ہم اسلام قبول کرکے اس ادارے میں تعلیم حاصل کرنا اور یہاں کے ہاسٹل میں رہنا چاہتے ہیں۔"

دوسری طرف سے آواز آئی "بیٹی! میں خدا کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ میرا نام علی اسد اللہ تبریزی ہے۔"

وہ آواز سنتے ہی ان کے دماغ میں پہنچ گئی۔ لیکن سمجھ میں نہیں آیا کہاں پہنچ گئی ہے۔ اس کے چاروں طرف نور ہی نور تھا۔ ایک عجیب سی مست کردینے والی خوشبو کا احساس ہورہا تھا۔ دھوئیں کی طرح پھیلتے ہوئے نور میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ انہی بزرگ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے "بیٹی! جب عقل داڑھ نکل آئے تو چلی آنا۔ بھائی کے ساتھ جتنی جلدی ممکن ہو اس علاقے سے دور چلی جاؤ۔"

خاموشی چھا گئی۔ آواز گم ہوگئی۔ شی تارا نے چونک کر دیکھا نہ نور تھا نہ خوشبو تھی۔ وہ کیبن میں ریسیور پکڑے کھڑی ہوئی تھی اور وہ ریسیور بھی خاموش تھا۔ اس نے اسے کریڈل پر رکھ دیا۔ کیبن سے باہر آگئی۔ بھائی نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ بولی "فون پر بات نہیں ہوئی۔ میرے اندر کوئی بول رہا تھا۔ اس کی آواز کی مٹھاس اور لہجے کی دھمک سے اب تک میرا دل دھڑک رہا ہے۔"

وہ کار میں آکر بیٹھ گئی۔ پے پے سرنا نے اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا "واپس کیوں جارہی ہو؟ کیا انہوں نے ادارے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی؟ کچھ تو بولو۔"

"بھائی سرنا! اس ادارے میں کوئی مہاگیانی ہے۔ اس نے شاید سمجھ لیا ہے کہ ہم سچ مچ اسلام قبول کرنے نہیں آئے ہیں۔ جھوٹ بول کر ادارے میں رہنا چاہتے ہیں۔"

"کیا وہ مہاگیانی ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟ وہ تمہارے دماغ میں آیا تھا؟"

"وہ آتا تو میں سانس روک لیتی۔ میں خود اس کے دماغ میں گئی تھی۔ یہ کوئی روحانیت کا عمل ہوسکتا ہے۔ اس نے کہا بیٹی! جب عقل داڑھ نکل آئے تو چلی آنا۔ اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مہاگیانی ہمارے فراڈ کو سمجھ گیا ہے۔"

دونوں وہاں سے ناکام ہوکر چلے گئے۔ انہوں نے بچپن سے اب تک یہ سیکھا تھا کہ ناکامی کو دل سے تسلیم کرو۔ اسے تسلیم کرو گے تو ناکامی کے صحیح اسباب سمجھ میں آئیں گے اور اگلی کامیابی کے راستے ہموار ہوں گے۔

پھر انہوں نے دوسرا طریقۂ کار اختیار کیا۔ وہ مختلف بہروپ میں اور مختلف ہتھکنڈوں سے ہمارے دشمنوں کے کبھی دوست بن کر اور کبھی آلہ کار بن کر رہے اور ان کے ذریعے ہماری حکمتِ عملی اور لائن آف ایکشن کو سمجھتے رہے۔ وہ ہم سے دور رہ کر بڑی ذہانت سے ہماری اسٹڈی کرتے رہے۔ ایسا کرنے کے لیے وہ کبھی یہودیوں کے آلۂ کار بنتے رہے کبھی سپر ماسٹر کی ٹیم میں گھستے رہے۔

ان پانچ برسوں میں بہن بھائی نے بڑی بڑی ناکامیاں برداشت کیں۔ بڑی بڑی کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے رہے۔ ایسے ایسے خطرات سے دوچار ہوئے کہ زندگی ساتھ چھوڑنے لگی اور موت سر پر منڈلاتی رہی، لیکن انہوں نے زبردست قوتِ ارادی، قوتِ بازو اور بے انتہا ذہانت سے موت کا رخ پھیر دیا۔ ایسے ہی تجربات کی آگ میں جل جل کر کندن بن گئے۔

ان میں کچھ اچھائیاں تھیں، کچھ برائیاں بھی تھیں۔ انہیں زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کی ہوس باپ سے ورثے میں ملی تھی۔ وہ جس ملک میں گئے وہاں کے اہم شہروں میں آتما شکتی کے ذریعے چھپے ہوئے خزانوں کا سراغ لگایا اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہ خزانہ حاصل کیا۔ ہر شہر میں ہزاروں گز زمین خرید کر قلعہ نما محل بنوائے، ان کے خفیہ خانوں اور تہ خانوں میں بے حساب سونے، چاندی، ہیرے جواہرات کا ذخیرہ کیا۔ شی تارا اگرچہ نہایت سنجیدہ اور سرد مزاج کی حامل تھی تاہم نت نئے ملبوسات پہننے اور اپنے بدن پر ہیرے جواہرات سجانے کا بہت شوق تھا۔ جب بھی اسے پتا چلتا کہ کس کے پاس دنیا کا نایاب ہیرا ہے یا غیر معمولی موتی یا قیمتی پتھر ہے تو وہ بھائی سے فرمائش کرتی تھی۔ پے پے سرنا آتما شکتی سے اس جگہ کا سراغ لگاتا تھا جہاں وہ نایاب شے چھپا کر رکھی جاتی تھی۔ وہ وہاں پہنچتا تھا۔ مشکل سے مشکل تجوری کے مالک کو مختلف طریقوں سے اسے کھولتے ہوئے دیکھتا تھا پھر بہن کو آکر تمام احوال سنا دیتا تھا۔

بہن کسی کو آلۂ کار بناتی تھی اور اسے تجوری تک پہنچا کر اسے مختلف طریقوں سے اسے کھلوا کر اپنی مطلوبہ چیز حاصل کرلیتی تھی۔ دنیا کے بڑے بڑے ارب پتی اور کھرب پتی سرمایہ داروں کو یہ تشویش ہونے لگی کہ ان کی خفیہ تجوریوں سے نایاب ہیرے جواہرات پُراسرار طریقے سے غائب ہوجاتے ہیں۔ پھر ان کا سراغ نہیں ملتا۔

ان دونوں نے تمام بڑے ممالک کے فوجی افسران اور سائنس دانوں کے دماغوں میں جگہ بنائی اور اہم راز معلوم کرتے رہے تاکہ کوئی ملک کبھی ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرسکے۔

جب وہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام اہم مقامات پر رازداری سے اثر انداز ہوچکے اور اپنے چند اہم خفیہ اڈے بنا لیے تب شی تارا نے کہا "اب میں تقریبات میں اور تفریح گاہوں میں بیش قیمت ہیرے جواہرات پہن کر جایا کروں گی۔ اگر کوئی ان جواہرات کو اپنی ملکیت کہنے کی ضد کرے گا تو زندگی کی ملکیت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔"

پے پے سرنا نے کہا "اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب کوئی تمہارے جواہرات پر اعتراض کرے گا تو تم کھل کر ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کروگی۔"

"کوشش کروں گی کہ یہ علم ظاہر نہ ہو۔ ظاہر ہوگا تو کسی دشمن سے ردِ عمل کا خوف نہیں رہے گا۔ اب ہم نے اپنے اطراف فولاد کی دیواریں کھڑی کرلی ہیں اور بڑے بڑے ممالک کی اور خطرناک تنظیموں کی کمزوریاں معلوم کرلی ہیں۔"

"میری بہن کی خوشی میری خوشی ہے۔ تم جو چاہو وہ کرو۔ مگر ایک دن اور صبر کرلو۔ میرے گرودیو مہالامہ کا دیہانت ہوچکا ہے۔ ہم ایک دن کے لیے تبت کے شہر لاسہ جائیں گے۔"

لندن اور شکاگو میں ان کے دو ذاتی طیارے اور دو ہیلی کاپٹر اور تین اسپیڈ بوٹس تھیں، لیکن لندن کے طیارے اور ہیلی کاپٹر کو صرف یورپ کے چند شہروں تک پرواز کی اجازت تھی۔ اسی طرح شکاگو کے طیارے اور ہیلی کاپٹر صرف امریکا کی حدود میں پرواز کرسکتے تھے۔ ویسے وہ بہن بھائی کسی کی اجازت کے محتاج نہیں تھے۔ شی تارا نے متعلقہ افسران کے اندر پہنچ کر لندن سے تبت تک لمبی پرواز کا اجازت نامہ حاصل کرلیا۔

وہ لاسہ پہنچے۔ مہالامہ کا کریا کرم ہوچکا تھا۔ پے پے سرنا نے گرودیو کی آتما شانتی کے لیے پوجا پاٹ کی۔ اسی مندر اور مدرسے کے منیجر نے بتایا کہ پچھلے دنوں ایک امریکی دوشیزہ مرینا آئی تھی۔ اس نے مہالامہ سے آتما شکتی کا علم حاصل کیا تھا۔ پھر ان کی دشمن بن گئی تھی۔ اس نے گرودیو کے چار اہم شاگردوں کو ہلاک کردیا۔ وہ گرودیو کو بھی قتل کرنا چاہتی تھی لیکن عین وقت پر ایک اجنبی نے آکر ان کی جان بچالی۔

پے پے سرنا نے پوچھا "وہ اجنبی فرشتہ کون تھا؟"

"میں ذاتی طور پر اسے نہیں جانتا اور نہ ہی گرودیو نے اس کا کبھی ذکر کیا تھا، لیکن مرتے سے انہوں نے اپنی خواہش بیان کرتے ہوئے کہا کہ میرے تمام شاگردوں سے کہہ دینا "ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا فرہاد علی تیمور کا مجھ پر قرض ہے۔ اس نے مرینا سے میری جان بچائی تھی۔ لہٰذا میرے شاگرد بھی کم از کم ایک بار فرہاد کے کسی آڑے وقت میں ضرور کام آئیں۔"

اپنے آنجہانی گرودیو کی یہ آگیا سننے کے بعد شی تارا نے کہا۔ "ہمیں روانگی سے پہلے پھر ایک بار فرہاد اور اس کے فیملی ممبرز کی جنم کنڈلی پڑھنا چاہیے۔"

وہ دونوں میرے اور میرے بیویوں اور بچوں کی جنم کنڈلی بہت پہلے بنا چکے تھے اور اسے پڑھ کر مایوس ہوچکے تھے، کیونکہ ہمارے ستارے ان سے نہیں ملتے تھے۔ اور اس لیے ہمارے مزاج ان

سے نہیں ملتے تھے۔

میری فیملی کے بیشتر افراد ٹیلی پیتھی جانتے تھے اس کے باوجود ہم نے دولت کا ذخیرہ نہیں کیا۔ دنیا کے نایاب ہیرے وجواہرات دوسروں کی تجوریوں سے نہیں نکالے، اور ہم نے دشمنوں کے خلاف محاذ بنانے کے لیے ان کی طرح جگہ جگہ خفیہ اڈّے نہیں بنائے۔ صرف بابا صاحب کا ادارہ پناہ گاہ تھی۔

اگر پے پے سرنا سے کہا جاتا کہ وہ دولت کا ذخیرہ نہ کرے تو وہ کبھی باز نہ آتا۔ شی تارا ہیرے جواہرات پر جان دیتی تھی اور ان کے مختلف خفیہ اڈّوں سے پتا چلتا تھا کہ آئندہ وہ بہت ہی خطرناک تنظیم کی صورت میں ابھرنے والے ہیں۔

ہمارے اور ان دونوں کے راستے مختلف تھے اور جہاں بھی یہ راستے ملتے تھے، وہاں ملتے نہیں تھے، ٹکراتے تھے۔ اب پے پے سرنا کے گرودیو نے مرتے سمے حکم دیا تھا کہ فرہاد سے دوستی کی جائے۔ اگر گرودیو کو ہماری جنم کنڈلی معلوم ہوتی تو وہ کبھی اپنے شاگردوں کو ایسا حکم نہ دیتے، لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ گرودیو اپنا حکم واپس لینے دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے تھے۔ اب ہر حال میں ان کی آگیا کا پالن کرنا ضروری ہوگیا تھا۔

دونوں بہن بھائی نے پھر ایک بار ہماری جنم کنڈلی دیکھی اور اپنی جنم کنڈلی کے حوالے سے پیش آنے والے حالات پڑھے۔ شی تارا کے ستارے پہلے بھی کہہ رہے تھے اور اب بھی سمجھا رہے تھے کہ وہ فرہاد کی فیملی میں قدم نہ رکھے۔ اسے بے شمار فائدے پہنچیں گے لیکن ایک بہت بڑا نقصان ہوگا۔ وہ دھرم سے بے دھرم ہوجائے گی۔ اپنا دھرم چھوڑ کر ایک دن اسلام قبول کرلے گی۔

پے پے سرنا نے کہا "پیاری بہنا! ہم ذات کے برہمن ہیں۔ اگر برہمن اپنا دھرم چھوڑ دیں گے تو ہندو جاتی کا کیا بنے گا؟"

"میں تو بے دھرم ہونے کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔ جب اس فیملی سے دور رہ کر عیش و آرام سے جی رہی ہوں تو مجھے ان مسلمانوں کے پاس جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔"

"لیکن ادھر جانے کا کوئی بہانہ پیدا ہوجاتا ہے۔ کیا ہم گرودیو کے حکم کی تعمیل نہیں کریں گے؟"

"بیشک کریں گے۔ گرودیو نے آخری سانسوں میں کہا تھا کہ ان کے شاگردوں کو کم از کم ایک بار فرہاد کی کسی مصیبت میں کام آنا چاہیے۔ اس لیے بھائی سرنا! تو ایک بار اس کے کام آجا۔ اس کے بعد اس سے دور ہوجا۔"

"بہنا! تو میرے دل کی بات کہہ رہی ہے۔ میں یہی کروں گا۔ میرا خیال ہے تجھے لندن واپس جانا چاہیے۔"

"نہیں، میری جوتش ودیا کہتی ہے کہ فرہاد کا بیٹا پارس مجھ پر اثرانداز ہوگا۔ اس میں کوئی ایسی صلاحیت ہے جس سے وہ جوان لڑکیوں کو متاثر کرتا ہے۔ اگر میں خود کو بچانے کی کوشش نہیں کروں گی تو متاثر ہوجاؤں گی اور اس کا مذہب قبول کرلوں گی۔ اس سے نجات حاصل کرنے کا صرف ایک راستہ ہے۔"

"راستہ بتا، ہم جان دے کر بھی اس کمبخت سے نجات حاصل کریں گے۔"

"جان ہمیں نہیں، اسے دینا ہوگی۔ اگر وہ مرجائے یا ہم اسے قتل کردیں تو ہمیشہ کے لیے میرے بے دھرم ہونے کا اندیشہ ختم ہوجائے گا۔ وہی ایک ایسا ہے جو میری زندگی میں بہت بڑی تبدیلی لاسکتا ہے۔ وہ نہیں رہے گا تو تبدیلی کا خطرہ ٹل جائے گا۔"

"پھر تو مطمئن ہوجا، وہ میرے ہاتھوں مارا جائے گا۔"

"نہیں، میری ودیا کے مطابق وہ میرے ہاتھوں سے مرے گا۔ جس طرح وہ میرے لیے منحوس ہے اسی طرح میں اس کے لیے منحوس ہوں۔ اگر میں اس علاقے میں رہوں جہاں وہ رہتا ہے اور کبھی کبھی میرا سایہ اس پر پڑتا رہے تو ایسے میں ہر ماہ کی تین، تیرہ اور تیئس تاریخیں اس کے لیے منحوس ہوں گی۔ ان تاریخوں میں اس پر قاتلانہ حملہ کامیاب ہوگا۔"

"مجھے تیری تدبیروں اور چالاکیوں پر پورا بھروسا ہے۔ تُو نے بڑے خطرناک لوگوں کو خاک میں ملایا ہے، لیکن یہ فرہاد کی فیملی کا معاملہ ہے۔ اس فیملی کے کسی بھی فرد کو ہاتھ لگانا گویا موت سے مصافحہ کرنا ہے۔ اس لیے میں ہر مرحلے پر تیرے ساتھ رہوں گا۔"

یہ انسان بھی کیا چیز ہے۔ اپنی بقا کے لیے دوسرے کو باقی نہیں رہنے دیتا۔ وہ دونوں اپنے گرو کی آگیا سے کسی موقع پر میری جان بچانا چاہتے تھے اور اپنے دھرم پر قائم رہنے کے لیے میرے بیٹے کی جان لینا چاہتے تھے۔ باپ سے دوستی اور بیٹے سے دشمنی طے کرچکے تھے۔

وہاں کے منیجر نے مرینا کی ایک تصویر پے پے سرنا کو دی۔ وہ بہن سے بولا "فرہاد نے گرودیو کی جان بچائی تھی اور مرینا کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اگر یہ اب تک فرہاد کے ساتھ ہے تو ہم اس کے ذریعے پارس تک بھی پہنچ سکیں گے۔"

وہ مرینا کی تصویر دیکھتے ہوئے بولی "اس نے آتما شکتی حاصل کی ہے۔ میں اس کے اندر جانا چاہوں گی تو یہ سانس روک لے گی۔"

"پہلے میں سراغ لگاتا ہوں۔ یہ تو معلوم ہو کہ وہ کس ملک اور کس شہر میں ہے اور کیا کرتی پھر رہی ہے۔"

وہ دونوں مندر کے ایک مہمان خانے میں تھے۔ شی تارا نے اٹھ کر کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ پے پے سرنا فرش پر چاروں شانے چت لیٹ کر آتما شکتی کے منتر جاپ کرنے لگا۔ ایک منٹ کے اندر ہی اس کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ ہونٹ ساکت ہوگئے اور پورا جسم ایک لاش کی مانند بے حس و حرکت ہوگیا۔

اس کی آتما مرینا کے پاس پہنچ گئی۔ وہ واشنگٹن میں سپرماسٹر کی خفیہ رہائش گاہ میں تھی اور وہاں آتما شکتی کے ذریعے تھی یعنی خود نہیں تھی۔ آتما کے ذریعے سپرماسٹر اور جان لبوڈا کو دیکھ رہی تھی۔

پھر لبوڈا فوجی گارڈز کے درمیان چلتا ہوا اس رہائش گاہ سے باہر آیا اور ایک کار میں بیٹھ گیا۔ اس کے آگے پیچھے فوجی گاڑیاں تھیں۔ مرینا کی آتما وہاں سے دور ایک کار میں آئی۔ اس کار میں لبوڈا کی بیٹی کانووانا بیٹھی ہوئی تھی۔

اس کے بعد وہ آتما مرینا کے جسم میں واپس آگئی۔ اس کے ساتھ ہی پے پے سرنا کی آتما بھی اس کمرے میں آگئی۔ مرینا فرش پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے انداز سے پتا چل رہا تھا کہ وہ خیال خوانی میں مصروف ہے۔ وہ معلوم نہیں کرسکتا تھا کہ وہ خیال خوانی میں کہاں پہنچی ہوئی ہے۔ ایک اندازہ تھا کہ وہ کانووانا کے ذریعے لبوڈا کی نگرانی کررہی ہوگی۔

پے پے سرنا کی آتما نے اس کمرے سے نکل کر معلوم کیا کہ مرینا کس شہر اور ملک میں ہے۔ پتا چلا ازبکستان کے شہر تاشقند میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ اس نے مجھے دماغی کمزوری میں مبتلا کیا ہوا ہے اور لبوڈا سے اس کا جھگڑا چل رہا ہے۔ وہ لبوڈا کو میرے دماغ میں آنے سے روکنے کے لیے کانووانا کے پاس جارہی ہے۔

پے پے سرنا نے سوچا "شی تارا لبوڈا کے پاس جائے گی تو وہ سانس روک لے گا۔ اس کی بیٹی کے دماغ میں رہ کر ہی معلوم کرسکتی ہے کہ مرینا کیا کرتی پھر رہی ہے۔"

شی تارا کو کانووانا کے دماغ میں اس لیے جگہ مل گئی کیونکہ مرینا وہاں موجود تھی، اور اس کے اندر رہ کر جو کچھ بول رہی تھی اس سے اس کے خطرناک ارادوں کا اندازہ ہورہا تھا۔

پھر اندازہ درست نکلا۔ لبوڈا سرکاری عہدیداروں کے خصوصی ائرپورٹ سے ایک خصوصی طیارے میں کہیں جانے والا تھا۔ بیٹی نے اچانک اس کے سامنے پہنچ کر اسے گولی ماردی۔ یہ چونکا دینے والی حرکت تھی۔ شی تارا سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ مرینا ٹیلی پیتھی کے اتنے بڑے پہاڑ کو گرادے گی۔

سرنا نے مرینا کے کمرے میں آکر دیکھا۔ وہ فاتحانہ انداز میں قہقہے لگارہی تھی، کچھ کہتی بھی جارہی تھی۔ وہ اپنے جسم میں واپس آگیا۔ آنکھیں کھول کر فرش پر سے اٹھتے ہوئے بولا "یہ قہقہے کیوں لگارہی ہے؟"

شی تارا نے قتل کی تمام روداد سنا کر کہا "وہ فرہاد کے ساتھ اس مندر سے گئی تھی۔ اگر وہ تاشقند میں ہے تو فرہاد بھی وہیں ہوگا۔"

"وہ جس بنگلے میں ہے۔ میں وہاں کا ہر کمرا دیکھ چکا ہوں۔ فرہاد اس کے ساتھ نہیں ہے۔ ویسے ہم ابھی تاشقند چلیں تو مرینا کو ٹریپ کرسکتے ہیں اور فرہاد کو بھی تلاش کرسکتے ہیں۔"

وہ مندر کے مہمان خانے سے باہر آئے۔ شی تارا نے کہا۔ "مرینا نے اتنے بڑے شخص کو قتل کیا ہے۔ اس قتل کی کوئی خاص وجہ ہوگی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس معاملے میں فرہاد اس کی پشت پناہی کررہا ہو۔"

"ایسا ہوسکتا ہے۔"

وہ دونوں طیارے کے پاس آکر رک گئے۔ سرنا نے کہا "ایک آئیڈیا ہے۔ تم لبوڈا کی بیٹی کانووانا کے چور خیالات پڑھ کر کچھ معلوم کرسکتی ہو۔ اس کے شوہر بی جی تھرمال سے بھی بہت کچھ معلوم ہوسکتا ہے۔"

وہ طیارے کے اندر آئے۔ سرنا نے پائلٹ کی سیٹ سنبھال لی۔ شی تارا نے اپنی اٹیچی کھولی۔ اس میں کئی کیسٹس اور چھوٹے بڑے ریکارڈر تھے۔ ان کیسٹوں میں بہت سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی اور دیگر اہم شخصیات کی آوازیں بھری ہوئی تھیں تاکہ کبھی کسی کی آواز اور لہجہ یاد نہ رہے تو کیسٹ سن کر یاد آجائے۔

اس نے ایک کیسٹ کے ذریعے کانووانا اور تھرمال کی آوازیں سنیں پھر ریکارڈر کو آف کردیا۔ یہ جانتی تھی کہ تھوڑی دیر پہلے مرینا کی موجودگی کے باعث کانووانا نے سانس نہیں روکی تھی۔

اب کانو دانا اسے دماغ میں محسوس کرتے ہی بھگا دے گی۔
اس نے یہ سوچ کر تھرپال کو آزمایا تو اس کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ وہ اسپتال میں تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ نادانستگی میں مرینا کا معمول اور تابعدار بن گیا۔ جب مرینا فرہاد کو زخمی کر کے اس کے دماغ پر قبضہ جما رہی تھی تو تھرپال بھی وہاں سمورا کے دماغ میں تھا۔

شی تارا نے اس سے آگے تھرپال کے خیالات نہیں پڑھے۔ یہی بات چونکا دینے کے لیے کافی تھی کہ مرینا نے فرہاد کو زخمی کیا ہے اور اس کے دماغ کو کمزور کر دیا ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی شی تارا نے وہ کیسٹ ریکارڈر میں لگایا جس میں میری آواز تھی۔ اس نے سپر ماسٹر کے ریکارڈ روم سے میری اور میرے خاندان کے تمام افراد کی آوازیں بڑی رازداری سے حاصل کی تھیں۔

اس نے میری آواز سنی۔ پھر بڑی آسانی سے میرے دماغ میں آگئی۔ پہلے تو وہ اس کامیابی پر حیران ہوئی پھر خوشی سے چیخ کر بولی۔ "بھائی سرنا! میں فرہاد علی تیمور کے دماغ میں پہنچ گئی ہوں۔"

طیارہ فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ وہ ونڈ اسکرین کے پار بادلوں کو دیکھتے ہوئے بولا "بھائی کی جان! مجھے یقین نہیں آرہا ہے‘ کیا سچ کہہ رہی ہو؟"

"بالکل سچ کہہ رہی ہوں۔ میں نے لبوڈا کے داماد کے خیالات پڑھے تھے۔ پتا چلا کہ مرینا نے سمورا نامی ایک آلۂ کار کے ذریعے فرہاد کو زخمی کیا ہے۔ بس اتنا معلوم ہوتے ہی میں فرہاد کے اندر پہنچ گئی ہوں۔"

"تو پھر ایک لمحہ بھی ضائع نہ کر۔ فرہاد کے جتنے چور خیالات پڑھ سکتی ہے‘ جتنی کمزوریاں معلوم کر سکتی ہے‘ فوراً یہ ساری معلومات حاصل کر لے۔"

وہ میرے خیالات پڑھنے لگی۔ اس وقت لیلیٰ میری حفاظت کے لیے موجود تھی تاکہ کوئی مجھ پر تنویمی عمل نہ کر سکے۔ جب مرینا نے میرے پاس آکر کہا کہ وہ لبوڈا کو قتل کر چکی ہے اور اب کوئی اسے تنویمی عمل سے نہیں روک سکے گا تو لیلیٰ نے مداخلت کی تھی۔

مرینا لبوڈا کو کامیابی سے قتل کرنے کے بعد میرے دماغ میں ناکام ہو رہی تھی۔ غصے میں مجھے مار ڈالنا چاہتی تھی لیکن اس سلسلے میں بھی مایوسی ہوئی۔ سلمان نے میرا لہجہ اختیار کر کے اس کے دماغ کو اپنے قابو میں رکھا تھا اور اسے وارننگ دی تھی کہ وہ بارہ گھنٹے کے اندر ازبکستان سے باہر چلی جائے۔

یوں میرے چور خیالات پڑھنے سے شی تارا کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرا لہجہ اختیار کر کے مرینا کے دماغ میں پہنچ سکتا ہے۔ وہ خوش ہو کر بولی "بھائی سرنا! ایک اور کامیابی۔ میں مرینا کے بھی دماغ میں جا سکتی ہوں۔"

"میری بہن! تو کمال کر رہی ہے۔ اب دیر نہ کر‘ پارس کے متعلق معلوم کر۔"

میری سوچ نے اسے بتایا کہ وہ ازبکستان میں ہے‘ لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ کس شہر میں ہے۔ شی تارا نے میری سوچ میں کہا "مجھے پارس کے متعلق لیلیٰ سے پوچھنا چاہیے۔"

میں نے اس تحریک پر لیلیٰ سے پوچھا‘ وہ بولی "ہمارا بیٹا سمرقند میں باربرا اور جیری کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ آپ کے زخمی ہونے کی اطلاع پانے کے بعد یہاں آرہا ہے۔"

یہ سن کر شی تارا کی معلومات یہ اضافہ ہوا کہ باربرا اور جیری سمرقند میں ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ باربرا کا آپریشن ہوا ہے اور جیری کہیں روپوش ہے۔ وہ بہن بھائی تقریباً دو گھنٹے میں تاشقند پہنچ گئے۔ شی تارا نے سفر کے دوران میرے اندر رہ کر معلوم کیا کہ سونیا بابا صاحب کے ادارے میں ہے اور ماں بننے والی ہے۔

رسونتی کے متعلق معلوم ہوا‘ وہ بھی ازبکستان آنے والی تھی‘ شاید آچکی ہے۔ وہ ایک طویل عرصہ تک گوشۂ گمنامی میں رہی تھی اور جناب علی اسد اللہ تبریزی کے سائے میں روحانیت سے بھرپور زندگی گزار رہی تھی۔ رسونتی کے متعلق یہ قیاس آرائی تھی کہ وہ ٹیلی پیتھی کے علاوہ روحانی علوم سے بھی مالا مال ہو چکی ہے۔

علی کے متعلق پتا چلا کہ وہ اسرائیل میں ایک گولڈن برین یہودی بن کر تمام گولڈن برینز کو دھوکا دے رہا ہے اور ایک گولڈن برین کا داماد بھی رہ چکا ہے۔

میری دماغی کمزوری کے باعث میرے خاندان کے ہر فرد کا بھید کھلتا جا رہا تھا۔ شی تارا نے میری سوچ کے ذریعے معلوم کیا کہ سلوانہ عرف سپر مادام دراصل ہماری سونیا ثانی ہے۔

یہ بہت برا ہو رہا تھا۔ ہمارے ایسے راز عیاں ہو رہے تھے جن کے انکشاف سے میرے بچوں کو جانی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو رہا تھا کہ ہم ایک دوسرے کے دماغوں میں کن کوڈ ورڈز کے ذریعے آتے ہیں۔

انہوں نے تاشقند پہنچنے کے بعد ایک ویگن کار کرائے پر حاصل کی۔ سرنا نے کہا "ہم اس علاقے میں جائیں گے جہاں میرا آتما مرینا کو دیکھ چکی ہے۔"

"یہ بہت بڑا شہر ہے‘ تم اس علاقے کو کیسے ڈھونڈو گے۔ اس جگہ کا نام تمہیں معلوم ہے؟"

"ہاں‘ اس کی رہائش گاہ کے باہر تھوڑے فاصلے پر ایک شاہراہ ہے۔ اس شاہراہ کے ایک چوراہے پر بابر چوک لکھا ہوا ہے۔"

وہ بابر چوک کا پتا پوچھتے ہوئے اس رہائش گاہ تک پہنچ گئے۔ شی تارا نے کہا "وہ یہاں سے جا چکی ہے۔"

"تجھے کیسے معلوم ہوا؟"

"میں ابھی بتا چکی ہوں کہ فرہاد کا لہجہ اختیار کر کے مرینا کے دماغ میں جانے لگی ہوں۔ وہ اس وقت پاسپورٹ اور ضروری کاغذات لے کر ائرپورٹ کی طرف جانے والی ہے۔ سلمان نے اسے وارننگ دی ہے کہ وہ ازبکستان چھوڑ کر نہ گئی تو دنیا چھوڑ کر جانا ہوگا۔"

وہ دونوں سفارت خانے کا پتا پوچھتے ہوئے اس عمارت کے پاس آئے۔ مرینا دور ایک فٹ پاتھ پر کھڑی ہوئی کسی ٹیکسی کا انتظار کر رہی تھی۔ شی تارا نے گاڑی سے اتر کر کہا "میں کچھ ضروری شاپنگ کر کے سیدھی اپنے طیارے کے پاس آؤں گی۔ تم مرینا کو ٹریپ کر کے ادھر لے جانا۔"

وہ گاڑی آگے بڑھا کر مرینا کے پاس جا کر رک گیا۔

یہ ذکر ہو چکا ہے کہ ایک اجنبی نے کس طرح مرینا کو اپنی گاڑی میں لفٹ دی تھی اور پھر دوست بن کر اسے یقین دلایا تھا کہ فرہاد اور اس کے دوسرے ساتھی نہ اسے ازبکستان سے بھگا سکیں گے اور نہ ہی اسے کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔

مرینا گاڑی کی پچھلی سیٹ پر جا کر لیٹ گئی تھی۔ وہ آتما شکتی کے ذریعے معلوم کرنا چاہتی تھی کہ میری توانائی بحال ہونے تک کس طرح میری حفاظت کی جا رہی ہے اور پارس اس شہر میں کیا کرتا پھر رہا ہے۔

ادھر شی تارا ایک ریستوران میں جا کر بیٹھ گئی تھی اور کافی کا آرڈر دے کر سوچ رہی تھی کہ پارس کا سراغ کیسے لگائے اور کیسے اسے ٹریپ کر کے قتل کرے۔ فی الحال میں ہی ایک ذریعہ تھا۔ وہ میرے دماغ میں آکر پھر کچھ معلوم کرنا چاہتی تھی لیکن خیال خوانی نہ کر سکی۔ ایک شخص اس کے سامنے میز کے دوسری طرف آکر بیٹھ گیا تھا۔ وہ اسے ناگواری سے دیکھ کر بولی "کیا بات ہے؟"

وہ مسکرا کر بولا "لاجواب حسن ہے۔ تمہارے چہرے کے نقوش ایسے جاذبِ نظر ہیں کہ نظریں یہاں سے ہٹنا نہیں چاہتیں۔"

دو افراد اس اجنبی کے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے۔ شی تارا نے پوچھا "کیا یہ بھی میرے دیوانے ہیں؟"

"دیوانہ صرف میں ہوں۔ ان میں سے ایک میرا دایاں اور دوسرا بایاں بازو ہے۔"

وہ بولی "ذرا اٹھ کر اپنے دائیں ہاتھ سے دائیں چمچے کو اور بائیں ہاتھ سے بائیں چمچے کو مارو۔"

یہ کہتے ہی اس نے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ وہ اچانک ہی اٹھ کر اپنے دونوں چمچوں کی پٹائی کرنے لگا۔ وہ بوکھلا کر پوچھ رہے تھے "یہ کیا کر رہے ہو؟ ایک حسینہ کے کہنے سے ہماری انسلٹ کر رہے ہو۔ ہم کہتے ہیں ہاتھ روک لو۔ دیکھو‘ آخری بار سمجھاتے ہیں ہاتھ روک لو۔"

اس کا دماغ اور دونوں ہاتھ قابو میں نہیں تھے اس لیے نہیں رک رہے تھے۔ تب اس کے دونوں ساتھی غصے میں اس پر پل پڑے۔ ریستوران میں اچھا خاصا ہنگامہ ہو گیا۔ پولیس کے آنے تک وہ عاشق اپنے ساتھیوں سے اچھی طرح مار کھا کر زخمی ہو گیا تھا۔

ایک نوجوان نے پولیس افسر سے کہا "یہ غنڈے بدمعاش ہیں۔ یہ بے چاری آنٹی یہاں اکیلی بیٹھی ہوئی تھیں‘ یہ لوگ اسے چھیڑ رہے تھے۔"

شی تارا نے نوجوان کو گھور کر دیکھا۔ وہ ابھی بیس برس کی تھی اور وہ بے وقوف سا نوجوان اسے آنٹی کہہ رہا تھا۔ پولیس افسر نے بھی اسے گھور کر دیکھتے ہوئے پوچھا "مسٹر! تمہاری بینائی درست ہے؟ اس کمسن لڑکی کو آنٹی کہہ رہے ہو؟"

نوجوان نے آنکھیں پھاڑ کر شی تارا کو دیکھا۔ پھر جیب سے عینک نکال کر اپنی آنکھوں پر چڑھائی۔ پھر ندامت سے کہا "اوہ سوری‘ مجھے افسوس ہے کہ تم جوان ہو۔"

شی تارا نے پوچھا "کیا تجھے میرے جوان ہونے پر افسوس ہے!"

"نہیں‘ شاید میں غلط کہہ گیا۔ مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ تم عینک کے بغیر آنٹی دکھائی دیتی ہو۔ اکثر عورتیں میک اپ کے بغیر بھی آنٹی دکھائی دیتی ہیں۔ کیا تم نے میک اپ کیا ہے؟"

"تو کھڑا ہوا ہے میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ تجھے دیکھنے سے گردن دکھ رہی ہے‘ بیٹھ جا۔"

وہ بیٹھا۔ مگر ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "مار ڈالوں گا‘ شیطان کے بچے تجھے مار ڈالوں گا۔"

شی تارا نے اس کے خیالات پڑھنے کی کوشش کی تھی اور وہ سانس روک کر اچھل پڑا تھا۔ کسی شیطان کے بچے کو غصہ دکھا رہا تھا‘ وہ بولی "یہ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ یہ شیطان کسے کہہ رہا ہے؟"

وہ بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "اب سے پہلے دو بار ایسا ہو چکا ہے۔ وہ میرے اندر کچھ بولنا چاہتا ہے۔ میں سانس روک لیتا ہوں تو وہ ایسے چپ ہو جاتا ہے جیسے بھاگ گیا ہو۔"

"وہ کون ہے؟"

"مجھے کیا معلوم۔ اس نے پہلی بار کہا تھا‘ سانس مت رکو کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مگر میں نے سانس روک لی۔"

"تجھے اس کی بات سننا چاہیے تھا۔"

"میں بھی یہی سوچتا ہوں کہ اب آئے گا تو اس کی بات سنوں گا مگر نہ جانے کیوں بے اختیار سانس رک جاتی ہے۔"

"تو کوشش کرے گا تو سانس لیتا رہے گا اور اس کی باتیں سنتا رہے گا۔"

"ہاں‘ میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔ مگر سوچتا ہوں وہ کوئی شیطان ہے۔ اس لیے اس کے آتے ہی سانس رکنے لگتی ہے۔ اگر وہ میرے اندر زیادہ دیر بولے گا تو میری سانس ہمیشہ کے لیے رک جائے گی۔"

"تو نہیں مرے گا۔ اسے آنے دے۔"

"اچھی بات ہے' وہ آئے گا تو آنے دوں گا۔"
ویٹر کافی لے کر آیا۔ وہ بولی "ان صاحب کے لیے بھی کافی لاؤ۔"
وہ بولا "نہیں' میں کافی نہیں پیتا۔"
"پھر کیا پئے گا؟"
"میں تو دودھ پیتا ہوں۔"
"یہ تو تجھے دیکھ کر ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ تو دودھ پیتا بچہ ہے۔"
اس نے ویٹر کو دودھ لانے کو کہا پھر اس کے جاتے ہی اجنبی جوان کے دماغ میں آگئی۔ نوجوان نے اسے ہاتھ کا اشارہ کیا پھر سرگوشی میں کہا "اے لڑکی! وہ میرے اندر آیا ہے۔ آنے دوں؟"
وہ خود اس کے اندر تھی۔ باہر سے مسکرا کر بولی "اسے آنے دے۔ اس سے باتیں کر۔ پہلے خاموش رہنا اور انتظار کرنا کہ وہ کیا کہتا ہے۔"
شی تارا نے اسے خاموش رہنے اور انتظار کرنے کے لیے کہا تاکہ وہ اتنی دیر میں اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کی اصلیت معلوم کر سکے۔
وہ بھلا کیا معلوم کرتی۔ بہت عرصے پہلے پارس جب بابا صاحب کے ادارے میں تھا تب جناب علی اسد اللہ تبریزی نے روحانی عمل سے اس کے دماغ میں بندش کی تھی جس کے نتیجے میں کوئی اس کے دماغ کی تہ تک نہ پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی چور خیالات پڑھ سکتا تھا۔
ابھی آدھا گھنٹا پہلے وہ ریستوران کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ اسی ریستوران والی عمارت میں سفارت خانہ تھا جہاں مرینا اپنے پاسپورٹ وغیرہ کے لیے گئی تھی۔ سلمان نے اس سے کہا تھا "بیٹے! میں تھوڑی دیر کے لیے ضروری کام سے جا رہا ہوں۔ میری واپسی تک مرینا کی نگرانی کرو۔ وہ پاسپورٹ حاصل کرنے کے بعد اس ملک سے باہر نہ جائے تو اسے جانے پر مجبور کرو۔"
پارس اس عمارت کے سامنے اپنی کار میں تھا اور دیکھنا چاہتا تھا کہ مرینا اس عمارت سے نکل کر ائرپورٹ جاتی ہے یا نہیں؟
وہ عمارت سے باہر آکر ٹیکسی کے انتظار میں فٹ پاتھ پر کھڑی ہوگئی تھی۔ تب پارس نے دیکھا۔ اس سے تھوڑی دور ایک ویگن کار رکی تھی اور اس میں سے ایک نہایت ہی حسین دوشیزہ باہر آئی تھی۔ اس نے بہت ہی دلکش انداز میں ساڑی پہنی ہوئی تھی۔ اپنے پہناوے سے ہندوستانی لگتی تھی۔ پارس صرف دیکھنے کی حد تک دلچسپی لیتا لیکن دلچسپی اس لیے بڑھ گئی کہ وہ ویگن کار وہاں سے آگے بڑھ کر مرینا کے سامنے رک گئی تھی اور وہ اس میں بیٹھ کر جا رہی تھی۔
یہ یقین کی حد تک اندازہ ہوا کہ اس گاڑی والے سے اور اس حسین دوشیزہ سے مرینا کا کوئی تعلق ہے یا کسی مقصد سے تعلق پیدا کیا جا رہا ہے۔ مرینا کسی کے ساتھ جا چکی تھی۔ اسے تھوڑی دیر بعد سلمان قابو میں کر سکتا تھا۔ پارس دوشیزہ کے پیچھے پڑ گیا۔ یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ اسے اور اس گاڑی والے کو مرینا سے کیا دلچسپی ہے۔
پھر ریستوران میں جھگڑا ہوا تو وہ ایک احمق نوجوان بن کر شی تارا کے سامنے آگیا۔ اب وہ اس کے خیالات پڑھ رہی تھی اور وہ اپنی سوچ میں کہہ رہا تھا۔ میرا نام پرتھوی راج ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں پرتھوی راج اور سنجوگتا کی محبت کی داستان درج ہے۔ میں بھی سوچتا تھا کہ میں پرتھوی راج ہوں اور کسی سندر سنجوگتا سے محبت کر کے شادی کروں گا اور اپنے بچوں کے نام پرتھوی راج اور سنجوگتا رکھتا رہوں گا۔ یہ نسل اتنی آگے بڑھے گی کہ ہندوستان کے ہر گھر میں پرتھوی راج اور سنجوگتا نظر آتے رہیں گے۔ کیا میں اس لڑکی سے پوچھوں کہ یہ میرے بچوں کی ماں بنے گی یا نہیں؟"
شی تارا کو شرم آئی۔ غصہ بھی آیا۔ وہ برداشت کرتے ہوئے بولی "تم کون ہو؟ کہاں کے رہنے والے ہو؟ تاشقند میں کیا کر رہے ہو؟"
وہ چونک کر میز پر اس کے قریب جھکتے ہوئے بولا "اے' تمہیں پتا ہے وہ جو میرے اندر آکر بولتا تھا۔ وہ آج عورت کی آواز میں بول رہا ہے۔"
"بولنے دو۔ وہ جو پوچھ رہا ہے یا پوچھ رہی ہے' اس کا جواب دے دو۔"
"کچھ سمجھے بغیر کیسے جواب دوں؟ پہلے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کی آواز کیسے بدل گئی ہے' اور اگر بدل گئی ہے تو کیا جنس بھی بدل گئی ہے۔ پتا نہیں وہ مرد سے عورت بننے کے بعد کیسا لگتا ہوگا...... یا لگتی ہوگی؟"
وہ چڑ کر بولی "تو احمقوں سے بھی زیادہ احمق ہے۔ وہ جیسا بھی لگتا ہوگا یا لگتی ہوگی' تجھے اس سے کیا لینا ہے۔ وہ تیرا کوئی رشتے دار نہیں ہے۔"
"جب وہ میرا یا میری کوئی نہیں ہے تو میں اس کے سوالوں کے جواب کیوں دوں۔"
وہ تھک کر بولی "چلو میں پوچھتی ہوں' کہاں سے آیا ہے؟"
"ماں کے پیٹ سے۔"
"میں یہ گرم کافی تیرے منہ پر پھینک دوں گی۔ سیدھی طرح جواب دے۔"
"کیا یہ سیدھا سا جواب نہیں ہے۔ کیا ہم ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔"
وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "ٹھیک ہے' یہ جواب بالکل صحیح دے کہ کہاں پیدا ہوا تھا؟ مقامِ پیدائش کہاں ہے؟"
"میٹرنٹی ہوم۔"
وہ غصے سے چیخ کر کھڑی ہوگئی۔ ریستوران میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کچھ کمزور دل والے تھے۔ وہ بھی گھبرا کر کھڑے

ہوگئے۔ تھوڑی دیر پہلے جھگڑا ہوا تھا۔ لوگوں نے سمجھا پھر کچھ ہوا ہے۔ منیجر دوڑا ہوا آیا' پریشان ہو کر بولا "یس مس! اب کیا ہوگیا؟"
وہ غصہ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ پارس کو کرید کر اس کی حقیقت معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اب پچھتا رہی تھی کہ کیوں چیخ پڑی؟ غصہ برداشت کر لیتی تو یوں تماشا نہ بنتی۔
وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "کچھ نہیں' وہ بات یہ ہے کہ میں اپنے ساتھی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا پاؤں اچانک میرے پاؤں پر آگیا۔ میں سمجھی چوہا چڑھ آیا ہے۔ میں چوہے سے بہت ڈرتی ہوں اس لیے چیخ پڑی۔"
منیجر نے ریستوران میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا "میں معذرت چاہتا ہوں۔ آپ لوگوں نے مس کی باتیں سن لیں۔ دنیا کی ننانوے فیصد خواتین چوہے سے ڈرتی ہیں۔ آپ حضرات ایزی ہو کر بیٹھ جائیں۔"
وہ بھی پارس کے سامنے بیٹھ گئی۔ اسے گھور کر دیکھنے لگی' سوچنے لگی "اس کی اصلیت کیسے معلوم کروں کہ یہ حماقت نہ کرے' مجھے غصہ نہ آئے اور میں نارمل رہ کر سب کچھ معلوم کر لوں۔"
وہ بولا "مجھے تم سے مل کر بہت دکھ ہو رہا ہے۔ تم بہت جھوٹی ہو۔ میرا پاؤں تمہارے پاؤں کے اوپر نہیں آیا تھا۔ تم چوہے سے نہیں ڈرتی ہو۔ بھگوان جھوٹ بولنے والوں کو نرک میں پہنچاتا ہے۔"
"اے! تو مجھے نصیحت نہ کرنا اور نہ ہی غصہ دلانا۔ مجھ سے سچی اور سیدھی بات نہیں کرے گا تو میں یہ پیالی تیرے سر پر توڑ دوں گی۔"
"تم کیسی لڑکی ہو؟ خود جھوٹ بولتی ہو اور میرے سچ پر چیخ پڑتی ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سچ کیسے بولوں اور جھوٹ بولنا مجھے آتا نہیں ہے۔"
"میں تجھ سے سچ سننا چاہتی ہوں۔ کوئی تیرے دماغ میں کیوں آتا ہے؟"
اسی وقت سلمان آگیا۔ پارس نے چپکے سے کہا "انکل! میرے سامنے ایک خیال خوانی کرنے والی بیٹھی ہے۔ یہ جیسے ہی میرے دماغ میں آئے آپ دو چار فقرے ادا کر کے چلے جائیں۔"
"بیٹے! میں یہ کہنے آیا ہوں کہ مرینا ہمارے ہاتھوں سے نکلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ آتما شکتی کے ذریعے تم باپ بیٹے کو نقصان پہنچانے کی ضرور کوشش کرے گی۔"
"ٹھیک ہے' میں پچویشن سمجھ گیا ہوں۔ مرینا اس لڑکی کے ایک ساتھی کے ساتھ گئی ہے۔ میں اسے باتوں میں الجھا رہا ہوں آپ اس کے پیچھے ہمارے دو ایک جاسوس لگا دیں۔"
یہ کہتے ہی اس نے چونک کر خلا میں دیکھا۔ پھر آہستگی سے کہا "اے لڑکی! وہ پھر میرے اندر آیا ہے۔ مرد کی آواز میں بول رہا ہے۔ تم بھی آجاؤ۔"
وہ کچھ سوچے سمجھے بغیر دماغ میں آگئی۔ اس خیال خوانی کرنے والے اجنبی کو سننا اور سمجھنا چاہتی تھی کہ وہ کون ہے؟ اس عجلت میں یہ بھول گئی کہ اس کی خیال خوانی کی صلاحیت ظاہر ہو رہی ہے۔
سلمان نے اتنی دیر میں پارس کا عارضی نام معلوم کر لیا تھا۔ اس نے کہا "اے پرتھوی راج! کیوں اس لڑکی پر مرتا ہے۔ یہ تیری سنجوگتا نہیں بنے گی۔ تو احمق ہے مگر فولاد ہے۔ دشمنوں کی ہڈیاں توڑ دیتا ہے اس لیے میں تجھ سے کام لینا چاہتا ہوں۔ اس کام کے بدلے تجھے بہت دولت مند بنا دوں گا۔ میں ایک گھنٹے بعد آؤں گا۔ جب آؤں گا تو سانس نہ روکنا۔"
سلمان خاموش ہوگیا۔ پارس خلا میں یوں تکتا رہا جیسے دماغ میں اس کے بولنے کا انتظار کر رہا ہو۔ شی تارا بھی اس کے دماغ سے نکل کر اس کی آنکھوں کے سامنے انگلیاں نچاتے ہوئے بولی۔
"خلا میں کیا تک رہا ہے۔ وہ تیرے اندر سے جا چکا ہے۔"
پارس نے پوچھا "تم نے پوری طرح یقین کر لیا ہے کہ وہ جا چکا ہے؟"
"ہاں' جب وہ کہہ چکا ہے کہ ایک گھنٹے بعد آئے گا تو پھر وہ جا چکا ہے۔"
"یعنی تم بھی ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"
وہ چپ رہی۔ تھوڑی دیر اسے گھورتی رہی پھر بولی "ہاں جانتی ہوں' تو نے اس سے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ وہ تجھ سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟"
"جب مجھے اس کا کوئی کام کرنا ہی نہیں ہے تو کیوں پوچھوں؟"
"کیا تو سچ مچ اتنا طاقتور ہے کہ ہڈیاں توڑ دیتا ہے؟"
"کیا تم نے ایسے شہ زور نہیں دیکھے ہیں؟"
وہ بڑے فخر سے بولی "میرا بھائی اتنا شہ زور ہے کہ جس کلائی کو پکڑ لیتا ہے اسے توڑ کر ہی چھوڑتا ہے۔"
"بھائی کا نام کیا ہے؟"
"پے پے..." وہ نام بتاتے بتاتے رک گئی پھر گھور کر بولی "خبردار! مجھ سے کوئی سوال نہ کرنا۔"
وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ پارس نے پوچھا "کیا جا رہی ہو؟"
"نہیں ابھی واش روم سے آتی ہوں۔"
وہ جانے لگی۔ سوچنے لگی "اس نوجوان پرتھوی راج کو دماغی کمزوری میں مبتلا کیے بغیر سہولت سے چور خیالات نہیں پڑھ سکوں گی۔ پھر یہ کہ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر یہ بھی معلوم کرتی رہوں گی کہ اس کے اندر کون اجنبی آتا ہے اور اس سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟"
وہ کچن میں آکر وہاں کے انچارج سے بولی "میں نے بہت دیر پہلے اپنے ساتھی کے لیے دودھ کا آرڈر دیا تھا۔ یہاں کی سروس اتنی بوگس کیوں ہے؟"

"ضروری مس' میں ابھی بھیجتا ہوں۔"
وہ واپس کچن کے باہر آئی اور انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر میں ایک ویٹر ایک ٹرے پر دودھ اور چینی وغیرہ لے کر کچن سے نکلا۔ شی تارا نے اسے روک کر پوچھا "مجھے پہچانتے ہو؟"
"یس مس! یہ دودھ آپ کی میز پر لے جارہا ہوں۔"
اس نے ویٹر کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اپنے پرس میں سے ایک ننھی سی شیشی نکالی پھر اس میں سے چند قطرے دودھ کے پیالے میں ٹپکا دیے۔ اس کے بعد شیشی کو پرس میں رکھتے ہوئے ویٹر کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے سر کو ذرا جھٹک کر سوچا "ابھی مجھے کیا ہو گیا تھا؟"
وہ بولی "کیا تم نشہ کرتے ہو؟ ابھی مجھ سے بولتے بولتے کہاں گم ہو گئے تھے؟"
"پتا نہیں وہ مجھے' وہ...."
وہ بات کاٹ کر بولی "اچھا اچھا' نشہ کرو یا جہنم میں جاؤ' پہلے یہ دودھ میز پر لے جاؤ۔"
ویٹر آگے بڑھ گیا۔ وہ پیچھے پیچھے اطمینان سے چلتی ہوئی آئی۔ ویٹر دودھ اور چینی رکھ کر چلا گیا۔ وہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر بولی "پیارے دودھ پیتے بچے! تیری خوراک آگئی ہے اسے پی لے۔"
وہ دودھ میں چینی ملاتے ہوئے بولا "ایک کپ تم بھی پی لو۔"
"میرے دودھ کے دانت ٹوٹ چکے ہیں۔ میں گوشت کھاتی ہوں اور دشمنوں کی ہڈیاں چباتی ہوں۔ یہ دودھ تجھے مبارک ہو۔"
اس نے پیالہ اٹھا کر ایک گھونٹ پیا۔ وہ دوا اتنی تیز اور زود اثر تھی کہ دو گھونٹ میں اعصاب کو کمزور کر دیتی' لیکن پارس نے چار گھونٹ پی لیے۔ شی تارا غزالی آنکھوں سے اسے ٹٹول رہی تھی۔
وہ پیالے کو میز پر رکھتے ہوئے بولا "دودھ کا مزہ کچھ نیا نیا سا ہے۔"
وہ بولی "تیری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"
"ہاں طبیعت کو کیا ہو گا۔ دودھ پینے سے تو جان بنتی ہے۔"
"تو پھر جان بنا اور پیتا جا۔"
وہ پیالہ اٹھا کر پینے لگا۔ شی تارا پریشان ہو گئی۔ اس نے سوچا تھا کہ شکار دو چار گھونٹ پی کر دودھ چھوڑ دے گا' لیکن وہ پیتا جارہا تھا۔ کسی کمزوری کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔ اور وہ پورا پیالہ اس کی جان بھی لے سکتا تھا۔
اس نے آزمائش کے طور پر اس کے دماغ میں آنا چاہا۔ اسے دودھ پیتے پیتے ٹھسکا لگا۔ منہ میں بھرا ہوا دودھ شی تارا کے چہرے پر پچکاری کی طرح آکر پھیل گیا۔ وہ کھانستے ہوئے بولا "تم میری دشمن ہو۔ تم نے یہ بھی نہیں سوچا کہ پیتے وقت دماغ میں آؤ گی اور میں بے اختیار سانس روکوں گا تو مجھے ٹھسکا لگے گا۔"
اس نے حسین مکھڑے پر دودھ کی کُلّی کی تھی۔ شی تارا کو بہت غصہ آیا تھا' لیکن وہ ساڑی کے آنچل سے چہرہ صاف کرتے ہوئے سوچ رہی تھی "واقعی میری غلطی ہے۔ جب یہ پیالہ منہ سے ہٹا لیتا تب مجھے اس کے اندر جانا چاہیے تھا' لیکن یہ کتنی حیرانی کی بات ہے۔ کئی بار کی زود اثر آزمودہ دوا اس پر اثر نہیں کر رہی ہے۔ یہ بالکل نارمل ہے۔"
وہ پیالہ خالی کر کے کھڑا ہو گیا۔ شی تارا نے پوچھا "کیا ہوا؟ کیا تیری طبیعت خراب ہو رہی ہے؟"
وہ حیرانی سے بولا "میری سمجھ میں نہیں آتا۔ تم میری طبیعت کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو؟ میں بالکل ٹھیک ہوں۔"
وہ پریشان ہو کر اسے دیکھتے ہوئے بولی "ہاں ٹھیک ہے' تجھے ٹھیک ہی رہنا چاہیے۔ مگر کھڑا کیوں ہے؟ کہاں جارہا ہے؟"
"دودھ دینے جارہا ہوں۔"
"دودھ دینے؟" اس نے حیرانی سے پوچھا۔
"میرا مطلب ہے ٹائلٹ جارہا ہوں۔"
وہ چلا گیا۔ وہ اسے دیکھتی رہی جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگی "میں نے دنیا گھوم لی۔ مگر ایسا سر گھمانے والا آدمی پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔ آخر میں کیسے معلوم کروں کہ یہ آخر کیا بلا ہے؟"
اس نے اُدھر دیکھا جدھر وہ گیا تھا۔ پھر سوچنے لگی "یہ احمق ہے' مگر کام کا آدمی ہے۔ تب ہی کوئی اس کے دماغ میں آکر اسے دولت کا لالچ دے رہا ہے۔ یہ میرے بھائی جیسا قد آور پہاڑ ہے اس میں کچھ اور بھی غیر معمولی خوبیاں ہیں۔ یہ بھی غیر معمولی اور ناقابلِ یقین بات ہے کہ میری دوا اس پر بے اثر رہی۔"
اِدھر سلمان نے پارس کے پاس آکر کہا "مرینا ہمارے ہاتھ سے تقریباً نکل چکی ہے۔ وہ چالیس منٹ سانس روکتی ہے لیکن ایک گھنٹہ گزر چکا ہے۔ میں کئی بار اس کے دماغ میں جانے کی ناکام کوششیں کر چکا ہوں۔ تمہارے پاپا نے کہا ہے کسی بھی اجنبی سے دور رہو۔ یہ لڑکی جو ریستوران میں ہے اسی کا کوئی ساتھی مرینا کو کسی طرح تقویت پہنچا رہا ہے... اس لڑکی سے دور رہ کر اس کی نگرانی کرو۔ دیکھو یہ کہاں جاتی ہے۔ ہمیں یقین ہے یہ جہاں جائے گی' وہاں تمہیں مرینا نظر آئے گی۔"
پارس ریستوران کے پچھلے دروازے سے نکل کر دور کھڑی ہوئی اپنی کار میں جا کر بیٹھ گیا۔ وہاں سے ریستوران کا دروازہ دکھائی دیتا تھا۔ شی تارا اندر بیٹھی بور ہو رہی تھی۔ پھر اس نے ایک ویٹر کو بلا کر کہا "میرا ساتھی بڑی دیر سے ٹائلٹ گیا ہوا ہے۔ ذرا جا کر دیکھو اور اسے بلا لاؤ۔"
ویٹر وہاں سے گیا۔ وہ ویٹر کے دماغ میں رہ کر خود ہی ٹائلٹ میں پہنچی۔ اسے کہیں پرتھوی راج نظر نہیں آیا۔ اس نے ویٹر کو ریستوران کے دوسرے حصوں میں گھما پھرا کر اسے تلاش کیا مگر تلاش ناکام رہی۔ وہ کافی اور دودھ کا بل ادا کر کے باہر آگئی پھر فٹ

پاتھ پر پہنچ کر ٹیکسی کا انتظار کرنے لگی۔ اس نے ایک بار دور کھڑی ہوئی پارس کی کار کو بھی دیکھا۔ کار کے شیشے ڈارک تھے۔ اس لیے اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا ہوا پارس نظر نہیں آیا۔
پھر وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر جانے لگی۔ بھائی سرنا سے کہہ چکی تھی کہ شاپنگ کر کے جلد ہی آئے گی' لیکن شاپنگ بھی نہ کر سکی۔ پرتھوی راج نے اسے الجھا دیا تھا۔ وہ اسے شہر میں ضرور تلاش کرتی لیکن وقت نہیں تھا۔ وہ ائرپورٹ کے اس حصے میں پہنچ گئی جہاں سے چارٹرڈ طیارے پرواز کرتے تھے۔
بے پے سرنا نے اسے دیکھتے ہی پوچھا "بھائی کی جان! تو کہاں رہ گئی تھی اور تھوڑی دیر نہ آتی تو میری آتما تیری تلاش میں نکل پڑتی۔"
"بھائی سرنا! آج میں نے ایک عجیب و غریب نوجوان سے ملاقات کی ہے۔ وہ اچانک ہی کہیں چلا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کسی نے اسے اغوا کیا ہو۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس سے کوئی کام لینا چاہتا تھا۔"
"تو کن چکروں میں پڑ گئی تھی؟ کیا اس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے تیرے بارے میں کچھ معلوم نہیں کیا ہو گا؟"
"نہیں' میں نے اس جوان کے دماغ میں گھس کر باتیں سنی تھیں۔ وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا مجھے ایک عام سی لڑکی سمجھ رہا تھا۔"
"چلو ٹھیک ہے۔ پرواز کا وقت ہو چکا ہے۔"
وہ طیارے کی طرف جانے لگے۔ شی تارا نے پوچھا "مرینا کہاں ہے؟ خیریت سے ہے؟"
"طیارے میں اب تک خیریت سے ہے۔ وہ بتا رہی تھی کہ وہ بڑی دیر تک آتما شکتی کے ذریعے فرہاد اور پارس کو دیکھتی رہی ہے لیکن خود خوفزدہ ہے۔ آخر کب تک سانس روکتی رہے گی۔ دشمن کسی وقت بھی اس کے اندر زلزلے پیدا کر سکتے ہیں۔"
"اسے بچائے رکھنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم تنویمی عمل کے ذریعے اس کا برین واش کر کے فرہاد کے تنویمی عمل کو مٹا دیں۔"
بے پے سرنا نے ایک آفیسر کے پاس آکر روانگی کے کاغذات پر دستخط کیے پھر بہن کے ساتھ طیارے میں آگیا۔ وہاں مرینا بیٹھی ہوئی تھی۔ سرنا نے اس سے بہن کا تعارف کرایا مرینا اسے دیکھ کر چونک گئی۔ پھر بے پے سرنا سے بولی "تمہاری یہ بہن ابھی میرے دشمن کے ساتھ تھی۔"
سرنا نے پوچھا "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"
"سچ کہہ رہی ہوں۔ میری آتما پہلے فرہاد کے پاس گئی تھی۔ پھر پارس کے پاس گئی۔ وہ ایک ریستوران میں تمہاری بہن کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔"
بھائی نے پوچھا "کیا تم ریستوران میں تھیں؟"
"ہاں' مگر وہ پارس نہیں پرتھوی راج تھا۔"
مرینا نے کہا "یہ تم یقین سے نہیں کہہ سکتیں۔ میں یقین سے کہتی ہوں کیونکہ اسے اچھی طرح پہچانتی ہوں۔"
"کیا یہ بھی یقین ہے کہ تو نے مجھے پارس کے ساتھ دیکھا ہے؟"
"ہاں' وہ تم ہی تھیں۔ تم نے اس کے دودھ میں دوا ملائی تھی اور اس نے وہ سارا دودھ پی لیا تھا۔"
شی تارا مرینا کے پاس بیٹھ کر بولی "پھر تو تُو درست کہہ رہی ہے۔ او گاڈ! میں اتنی دیر سے اسے احمق سمجھ رہی تھی اور وہ مجھے احمق بناتا رہا تھا۔"
پھر وہ بھائی کا ہاتھ تھام کر بولی "میری جوتش وِدّیا نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اس قدر مکّار اور غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا دشمن ہے۔ بھائی سرنا! میں مر جاؤں گی مگر مسلمان نہیں بنوں گی' اپنا دھرم نہیں چھوڑوں گی۔"
"میری پیاری بہن! میری آنکھوں کا تارا! موت تجھے نہیں ان باپ بیٹے کو آئے گی۔"
مرینا نے کہا "وہ باپ بیٹے مجھے بھی مسلمان بنانا چاہتے تھے لیکن میں عیسائیت پر قائم رہی۔ کیا پارس تمہیں مسلمان بننے پر مجبور کر رہا ہے۔"
شی تارا نے کہا "پارس سے میری باقاعدہ جان پہچان نہیں ہے۔ یہ تو میں نے جوتش وِدّیا سے معلوم کیا ہے کہ وہ میری زندگی میں آئے گا تو میں اپنے دھرم سے ہٹ جاؤں گی۔"
سرنا نے پائلٹ کی سیٹ سنبھال لی تھی۔ طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ جب اس کی پرواز ہموار ہو گئی تو سرنا نے کہا "مگر میری بہن کہتی ہے پارس ریستوران سے کہیں چلا گیا تھا۔ تیری آتما نے اسے کہیں جاتے دیکھا ہو گا۔"
"ہاں' وہ ریستوران کے پچھلے دروازے سے نکل کر شاہراہ پر آیا تھا۔ وہاں ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ پارس اسی کی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میری آتما اس کا پیچھا کرنے کے لیے کار کے اندر جانا چاہتی تھی مگر نہ جا سکی۔"
سرنا نے پوچھا "کیوں نہ جا سکی؟ آتما کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ تجھے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔"
"بیشک ہمارے گرو دیو مہالامہ نے ہمیں یہی بتایا تھا لیکن سمرقند کے ایک اسپتال میں میری آتما کے سامنے رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔ وہاں باربرا آپریشن کے بعد زیر علاج تھی۔ ہم کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے اپنی معمولہ بنانا چاہتے تھے۔ لیکن اچانک اس بیمار لڑکی نے سانس روک کر ہم سب کو دماغ سے نکال دیا۔"
مرینا نے ایک ذرا توقف سے کہا "جب مجھے اس کے دماغ سے نکلنا پڑا تو میں آتما شکتی کے ذریعے اس کے کمرے میں گئی۔ وہاں باربرا کے سرہانے ایک حسین دوشیزہ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے سے نور برس رہا تھا۔ وہ مجھے دیکھ رہی تھی جبکہ آتما کو کوئی

دیکھ نہیں سکتا۔"

شی تارا نے پوچھا "کیا وہ بھی کسی کی آتما تھی؟"

"ہاں' ایسی ہی کوئی چیز تھی۔ انگلی کی اشارے سے مجھے کمرے سے باہر جانے کو کہہ رہی تھی۔ میں بیان نہیں کرسکتی کہ اس کے اس اندازِ میں کیسا رعب اور دبدبہ تھا۔ مجھے ایسا لگا جیسے کوئی پراسرار قوت دھکا دے رہی ہے۔ میں آپ ہی آپ اس کمرے کے باہر چلی گئی۔"

سرنا نے کہا "اس کا مطلب ہے ہماری آتماؤں کے سامنے بھی رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔"

"ہاں' میں یہی بتانے جارہی تھی کہ میں پارس کی کار کے اندر نہ جاسکی۔ وہی دوشیزہ جو باربرا کے سرہانے نظر آئی تھی' پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی اور مجھے گھور کر اشارے سے دور رہنے کا حکم دے رہی تھی۔ اس بار بھی میں بے اختیار دور چلی گئی۔ پھر اس طیارے میں اپنے جسم کے اندر واپس آگئی۔"

شی تارا نے پریشان ہو کر کہا "بھائی سرنا! یہ پارس تو ہماری توقع سے زیادہ خطرناک اور ناقابلِ شکست ہے۔ کوئی آتما اس کی باڈی گارڈ ہے۔ اب سمجھ میں آرہا ہے کہ اعصابی کمزوری کی دوا نے اس پر اثر کیوں نہیں کیا۔ اس آتما نے دوا کو بے اثر بنایا ہوگا۔"

سرنا نے کہا "نہیں نہیں! یہ بچکانہ بات ہے۔ آتما ایسی کوئی حرکت نہیں کرسکتی۔ وہ نہ سن سکتی ہے نہ اپنی آواز سنا سکتی ہے اور نہ ہی دنیا کی کسی چیز کو چھو سکتی ہے۔ پھر وہ دوا کو کیسے بے اثر بنائے گی۔"

"پھر اس پر اثر کیوں نہیں ہوا؟"

مرینا نے کہا "میں بتاتی ہوں۔ وہ زہریلا ہے۔ اس پر کسی سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا ہے۔"

شی تارا نے سہم کر پوچھا "کیا واقعی وہ زہریلا ہے؟"

"ہاں' جس پر زہر اثر نہ کرتا ہو' اس پر تمہاری دوا کیا اثر کرے گی۔"

وہ بولی "بھائی سرنا! تو جانتا ہے میں نے بڑے بڑے شہ زوروں کو مٹی چٹائی ہے' لیکن یہ تو انسان نہیں ناگ ہے۔ مجھے اس سے ہزاروں میل دور لے جا۔"

"تارا! تو میری جان ہے۔ تجھ پر ذرا بھی آنچ نہیں آئے گی۔ یہی تو آزمائش کا وقت ہے کہ تو کتنی دلیر' ہوشیار اور غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک ہے۔ کیڑوں مکوڑوں کو مارا تو کیا مارا۔ دلیری اور چالاکی تو یہ ہے کہ سانپ کو اس کے پھن سے پکڑ کر اس کا سارا زہر نکالو اور اسے ایک بے ضرر کیچوے کی طرح رینگ کر مرنے کے لیے چھوڑ دو۔"

"میں دراصل اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ وہ بہروپیا ہے آئندہ کبھی سامنا ہوگا تو کیسے پہچانوں گی؟"

مرینا نے کہا "میں تمہیں بتاتی ہوں کہ کیسے پہچانو گی' اس کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ اس کی آنکھیں سانپ کی طرح کھلی رہتی ہے۔ وہ پلکیں نہیں جھپکتا ہے۔ کبھی کبھی جھپک بھی لیتا ہے۔"

"او مائی گاڈ! اب مجھے یاد آرہا ہے' واقعی اس کی آنکھیں عجیب تھیں۔ میں سوچ رہی تھی کہ اس میں کوئی غیر معمولی بات ہے مگر یہ بات اس وقت سمجھ میں نہیں آئی تھی۔"

"اس کی دوسری پہچان یہ ہے کہ کوئی بھی مخدر دوا اس پر اثر نہیں کرتی ہے۔ چونکہ زہریلا ہے اس لیے کئی بوتل شراب اسے پلا دو نشہ نہیں ہوگا۔"

پے پے سرنا نے کہا "مرینا! تُو نے اس کی یہ دو بڑی نشانیاں بتا کر ہمارے لیے سہولتیں پیدا کردی ہیں۔ وہ کمبخت میرے لیے بہت بڑا چیلنج بن گیا ہے۔"

شی تارا نے کہا "تیرے لیے وہ خواہ کتنا ہی چیلنج بن جائے لیکن جوتش ودّیا کے مطابق وہ میرے ہاتھوں سے مارا جائے گا اور بھائی سرنا! پارس کی تین منحوس تاریخوں میں سے کل ایک منحوس دن ہوگا۔ کل تیرہ تاریخ ہے۔ میں اس کے آس پاس رہوں گی تو اس کی موت بن جاؤں گی۔"

وہ بولا "اسی لیے ہم سمرقند جارہے ہیں۔ ہم کوئی ذریعہ اختیار کرکے اسے سمرقند بلاسکتے ہیں یا پھر تاشقند جاسکتے ہیں۔"

مرینا نے پوچھا "کیا تمہارا علم نجوم کہتا ہے کہ تمہیں پارس کے آس پاس رہنا چاہیے؟"

"ہاں' میں دور رہوں گی تو تین' تیرہ اور تیئس تاریخیں اس کے لیے منحوس نہیں رہیں گی۔"

"لیکن اس کی ایک خطرناک صلاحیت ہے جو ہم سب کے لیے تشویش ناک ہے۔"

"کیا اس کی اور بھی کوئی خطرناک صلاحیت ہے؟"

"ہاں' وہ ایک بار جس کے ساتھ تھوڑا وقت گزار لیتا ہے اس کے بدن کی مہک یاد رکھ لیتا ہے۔ پھر ہزاروں بہروپ میں رہو' وہ بدن کی مہک سے پہچان لیتا ہے۔"

"بے شک تم اس کے ساتھ خاصا وقت گزار کر آئی ہو۔"

"اے بھگوان! یہ تو پکا شیطان ہے۔ جوتش ودّیا کہتی ہے کہ اس کے قریب رہوں گی تو تین' تیرہ اور تیئس کی تاریخیں اس کے لیے عذاب جان بن جائیں گی۔ اور اس کی شیطانی خصلت دھمکی دے رہی ہے کہ کسی بھی بھیس میں رہوں گی تو قریب آتے ہی وہ مجھے پہچان لے گا۔"

سرنا نے کہا "واقعی تقدیر کی ہیرا پھیری بہت مشکل سے سمجھ میں آتی ہے۔ اب یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ وہ تین منحوس تاریخیں صرف اس کے لیے ہی نہیں تیرے لیے بھی جان کا عذاب رہیں گی۔"

پھر اپنے باپ سرنا مہاراج کو یاد کرتے ہوئے بولا "باپو نے

اپنی زندگی میں پیش گوئی کی تھی کہ ہمارے راستے فرہاد سے بالکل مختلف ہیں۔ ہمیں ان سے دور رہنا چاہیے ان کی دشمنی مہنگی پڑے گی اور دوستی سے دھرم چھوٹ جائے گا۔"

شی تارا نے کہا "باپو نے صاف طور سے نہیں بتایا تھا کہ کس طرح دھرم پر بات آئے گی۔ یہ میری ودّیا نے بتایا ہے۔ بھائی سرنا! فرہاد کی نگری میں دلدل ہی دلدل ہے۔ ہمیں بہت ذہانت سے' بڑی سنجیدگی سے اور نہایت سکون سے بیٹھ کر ایسے طریقۂ کار اور حکمتِ عملی کا تعین کرنا ہوگا جس پر عمل کرنے کے دوران کامیابی ہو یا ناکامی' ہر صورت میں ہمیں جسمانی اور دماغی نقصان نہ پہنچے۔ ہماری سلامتی کی ضمانت پہلے ہونی چاہیے۔"

"میری بہنا! دشمنوں کو ہوّا سمجھنے سے وہ حواس پر چھا جاتے ہیں۔ اگر ان کی کمزوریوں کو نظروں میں رکھیں تو کامیابی کا یقین بھی ہوتا ہے اور حوصلہ بھی بڑھتا ہے۔ میری آتما شکتی کے ذریعے فرہاد' پارس' علی تیمور اور سونیا ثانی وغیرہ کی مصروفیات ہم سے چھپی نہیں رہتی ہیں۔ ان کے بہت سے اہم راز بھی ہمیں معلوم ہوچکے ہیں۔ ان سے جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی ہماری پوزیشن بہت مضبوط ہوچکی ہے۔"

وہ سمرقند پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے دریائے زرفشاں کے کنارے ایک بڑا سا کاٹیج کرائے پر حاصل کیا۔ شی تارا نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "بھائی سرنا! پہلے اس مرینا کا برین واش کرنا چاہیے۔ ورنہ دشمن اس کے دماغ میں آکر ہماری یہ رہائش گاہ معلوم کرلیں گے۔"

وہ دونوں مرینا کے ساتھ ایک کمرے میں آئے۔ پے پے سرنا نے کہا "مرینا! یہاں بستر پر لیٹ جاؤ۔ میں تمہارا برین واش کروں گا۔"

وہ بستر پر بیٹھ گئی۔ سرنا نے کہا "ٹھہر جا! لیٹنے سے پہلے اعصابی کمزوری کی دوا پی لے۔ ابھی تارا لے کر آرہی ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "جب میں برین واشنگ کے لیے راضی ہوں تو مجھے کمزور کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

"تو کمزور رہے گی تو ہمارے عمل کے دوران کسی طرح کا اعتراض یا مزاحمت نہیں کرے گی۔"

"یعنی کوئی ایسا عمل کرنا چاہتے ہو جس پر مجھے اعتراض ہوسکتا ہے۔ مجھے ہمیشہ کے لیے تابعدار بنانا چاہتے ہو؟"

"فضول بحث میں وقت ضائع نہ کر۔"

شی تارا ایک گلاس میں شربت لے آئی۔ مرینا بستر سے اٹھ کر بولی "نہیں' یہ میں نہیں پیوں گی۔"

پے پے سرنا نے ایک طمانچہ رسید کیا۔ وہ ایسا فولادی ہاتھ تھا کہ ہلکے سے طمانچے سے سر چکرا گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ وہ بستر پر گر پڑی۔ سرنا نے اس پر جھک کر صرف دو انگلیوں سے اس کے جبڑوں کو دبایا۔ ایسی سخت انگلیاں تھیں کہ مُنہ کھل گیا۔ شی تارا کھلے ہوئے مُنہ میں شربت انڈیلنے لگی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی غٹاغٹ پی رہی تھی کیونکہ مُنہ بند نہیں کرسکتی تھی اور سانس لینے کے لیے اس دوا کو حلق سے نیچے اتارنا پڑ رہا تھا۔

پھر دونوں بہن بھائی نے اسے چھوڑ دیا۔ فولادی طمانچے کی تکلیف ابھی کم نہیں ہوئی تھی کہ کمزوری غالب آنے لگی۔ وہ نقاہت سے کراہتے ہوئے بولی۔

"آہ! میں ایک دلدل سے نکلنے کے لیے دوسری دلدل میں دھنس رہی ہوں۔ اوہ گاڈ! مجھے دشمنوں سے کب نجات ملے گی؟ کیسے نجات ملے گی؟"

نجات کے تمام راستے بند ہوچکے تھے۔ شی تارا نے اس کے اندر پہنچ کر اسے گہری نیند سلا دیا پھر تنویمی عمل کے ذریعے سب سے پہلے میرے تنویمی عمل کے اثرات کو ختم کیا پھر اسے اپنی اور اپنے بھائی سرنا کی معمولہ اور تابعدار بنایا۔ اس کے بعد اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔

جب وہ نیند سے بیدار ہوئی تو ان بہن بھائی کی پوری طرح محکوم اور تابعدار بن چکی تھی۔ شی تارا نے کہا "مرینا! تو نے فرہاد کی دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس کے خاندان کے تمام افراد کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ معلومات مجھے بھی حاصل ہوچکی ہیں۔ اب یہ بتا کہ تو علی تیمور کو کس طرح ٹریپ کرسکتی ہے۔"

مرینا نے کہا "سونیا ثانی بھی علی تیمور کے ساتھ تل ابیب میں ہے۔ ایک کو پھانسنے سے دونوں ہی پھنس جائیں گے۔ میں وہاں کے ایک اعلیٰ حاکم کے دماغ میں جاسکتی ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ آؤگی؟"

وہ مرینا کے اندر آکر اس کے ذریعے ایک اعلیٰ حاکم کے پاس پہنچی۔ یہ انہیں معلوم ہوچکا تھا کہ کارمن ہی دراصل علی ہے۔ لیکن سونیا ثانی کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ شاید آتما شکتی کے ذریعے کچھ معلوم ہوسکتا تھا۔ شی تارا اور مرینا نے ایک سیاسی رسالے میں اسرائیل کے ایک حاکم کی تصویر دیکھی۔ مرینا نے آتما شکتی کے طریقے پر عمل کیا۔ پھر اس کی آتما اس اسرائیلی حاکم کے پاس پہنچ گئی۔ اس طرح شی تارا اس حاکم کے دماغ میں آگئی تھی۔ اس نے حاکم کو علی کی رہائش گاہ کی سمت جانے پر مجبور کیا۔

مرینا اس حاکم کی کار میں علی کی رہائش گاہ تک پہنچی۔ اس کے ذریعے سیکورٹی افسر کو دیکھا اور شی تارا نے اس سیکورٹی افسر کی آواز اس حاکم کے ذریعے سنی۔ پھر اس افسر کو کسی کام کے بہانے علی کے پاس لے گئی۔ یوں مرینا نے کارمن کا یعنی علی کا موجودہ چہرہ دیکھ لیا۔

یہ بیان کرچکا ہوں کہ مرینا نے علی کو اسرائیلی حکّام اور گولڈن برینز کے سامنے کتنے ہتھکنڈوں سے بے نقاب کرنے کی کوشش کی تھی اور ناکام رہی تھی۔ علی اس ملک سے باہر جاچکا تھا اور علی سے پہلے ثانی وہاں سے جاچکی تھی۔ اگر مرینا اور پے پے سرنا ثانی کے

صورت آشنا ہوتے تو آتما شکتی کے ذریعے اس کے پاس پہنچ جاتے۔ ویسے امید تھی کہ جلد ہی کسی کو آلۂ کار بنا کر ثانی عرف سلوانہ سپرادام تک پہنچ جائیں گی۔

مرینا نے پے پے سرنا سے کہا "میں نے اپنی زندگی میں سب سے بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ فرہاد کو تسخیر کیا تھا اور میری سب سے بڑی ناکامی یہ ہے کہ جسے تسخیر کیا تھا اسی کی معمولہ اور تابعدار بن کر رہتی آئی تھی۔"

سرنا نے کہا "بہت بڑی کامیابی کے بعد ناکامی برداشت نہیں ہوئی۔"

وہ بولی "میں دشمنوں کو اپنے دماغ سے بھگانے کے لیے تمہاری کنیز بن گئی ہوں۔ مجھے کنیز بننے کا کچھ تو فائدہ پہنچنا چاہیے۔"

"کیا یہ فائدہ کم ہے کہ فرہاد اور اس کے ساتھی تمہارے اندر نہیں آسکیں گے۔ تم ان کے مظالم سے محفوظ رہو گی' ان کے احکامات کی پابند نہیں رہو گی۔"

"میں نے تمہاری تابعداری صرف اپنی حفاظت کے لیے نہیں کی ہے۔ میں فرہاد کو غلام بنانا چاہتی ہوں۔ میں نے اس ناکامی کو کامیابی میں بدلنے کے لیے تمہارے پاس پناہ لی ہے۔"

"تم اس سلسلے میں جو کرنا چاہو گی' ہماری طرف سے پابندی نہیں ہوگی۔ ہمارا بھرپور تعاون رہے گا' لیکن فرہاد اور اس کی فیملی کے سامنے میرا اور میری بہن کا نام نہ آئے۔ یہ کبھی نہ معلوم ہو کہ درپردہ ہم دشمنی کر رہے ہیں۔"

شی تارا نے کہا "وہ دو دن سے زخمی پڑا ہوا ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی اس کے دماغ میں چوبیس گھنٹے پہرا نہیں دیتے ہوں گے۔ کبھی تو وہ دماغی طور پر تنہا رہتا ہوگا ایسے وقت تم کامیاب ہو سکتی ہو۔"

مرینا نے میرا دھیان کیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی میرے پاس آئی۔ میں نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی "اس کمبخت کی دماغی توانائی بحال ہو گئی ہے' اب وہ کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔"

"مایوس کیوں ہوتی ہو۔ اس پر غالب آنے کا پھر کوئی راستہ نکل آئے گا۔ اسے یہ تو بتا دو کہ تم ناکام ہوئی ہو تو وہ بھی تمہارے دماغ میں آنے میں ناکام رہے گا۔"

وہ پھر میرے پاس آئی۔ میں نے پوچھا "کون ہے؟ کوڈ ورڈز بتاؤ؟"

"میں تمہیں دماغی توانائی کی بحالی پر مبارکباد دینے آئی ہوں۔"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ صبح سے پہلے نجات حاصل کرلوں گا اور ہر حال میں خیال خوانی کے ذریعے سونیا کو اذان سنانے جاؤں گا۔"

"میں مانتی ہوں' تم نے جو کہا تھا' وہی پیش آیا۔ تم میرے دماغ میں چوری چھپے آتے ہو۔ کیا اب نہیں آؤ گے؟ آؤ' میں دعوت دے رہی ہوں۔"

"جب میں دماغ میں آئے بغیر تمہارے موجودہ حالات کو سمجھ رہا ہوں تو پھر خیال خوانی کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

"کیا تم جانتے ہو کہ میں کہاں ہوں؟"

"تم پے پے سرنا اور شی تارا کے ساتھ سمرقند میں ہو' بس اب جاؤ۔"

میں نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر بہن بھائی کے سامنے حاضر ہو کر بولی "وہ تم دونوں کے نام جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ اس شہر میں ہوں۔"

شی تارا اور پے پے سرنا نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے پوچھا "وہ ہمارے متعلق اور کیا جانتا ہے؟"

"اس نے مزید کچھ پوچھنے کا موقع نہیں دیا۔ سانس روک لی۔"

"تو پھر جا۔ اس سے معلوم کر' ہمیں تشویش میں مبتلا نہ کر۔"

وہ پھر میرے پاس آئی۔ میں نے سانس روک لی۔ تھوڑی دیر بعد پھر آئی پھر مایوس ہو کر گئی۔ سرنا سے بولی "وہ راستہ روک رہا ہے۔ ویسے بات سمجھ میں آگئی ہے۔ دراصل فرہاد اس طرح حواس پر چھا جاتا ہے کہ ہم عقل سے سوچنا بھول جاتے ہیں۔ پارس نے تاشقند میں شی تارا کا پیچھا کیا ہوگا اور ائرپورٹ تک آیا ہوگا۔ چارٹرڈ طیاروں کے دفتر میں یہ درج ہوتا ہے کہ کتنے افراد پرواز کے لیے جا رہے ہیں اور کہاں تک جا رہے ہیں۔ پارس نے اس دفتر میں ہم تینوں کے نام پڑھے ہوں گے اور ہماری منزل بھی معلوم کی ہوگی۔"

"ہاں یہی بات ہے۔ پارس اور فرہاد اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔"

سرنا نے کہا "شی تارا! میرے ساتھ شہر چلو۔ مرینا یہاں رہے گی۔ ہم وہاں سے جنگجو قسم کے لوگوں کو اچھے خاصے معاوضے پر لائیں گے۔ تم دونوں ان مسلح ملازموں کے دماغوں کو ٹٹول کر ان کی وفاداری کا یقین کرلینا۔"

وہ اسلحہ' گاڑیاں' باڈی گارڈز اور دوسری ضروریات کا سامان خریدنے چلے گئے۔ مرینا سے کہہ دیا کہ وہ پارس کی خبر رکھے اور ان سے دماغی رابطہ قائم کرتی رہے۔ جب وہ شہر پہنچ گئے تو مرینا نے سرنا کے دماغ میں آکر کہا "اسپتال دارالشفا میں ٹیلی پیتھی جاننے والی باربرا ہے' وہاں اس کا نام میری ہے۔ اس کا علاج کرنے والے ڈاکٹر کا نام آفندی ہے۔ اگر تم کوشش کرو تو باربرا عرف میری تک پہنچ سکتے ہو۔ اس کا عاشق جیری ضرور وہاں چھپ کر آتا ہوگا۔ اسے اور باربرا کو قابو میں کرلو گے تو ہماری ٹیم میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہوجائے گا۔"

O☆O

جیری کی حالت بہت خراب تھی۔ وہ بالکل تنہا رہ گیا تھا۔ اگر کسی دوسرے ملک میں ہوتا تو تنہائی سے نہ گھبراتا لیکن ازبکستان میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بڑھتی جارہی تھی۔ ابھی اسے لبوڈا کی موت کی خبر نہیں ملی تھی۔ لہٰذا پہلا خطرہ سپر ماسٹر سے تھا۔ دوسرا مجھ سے اور پارس وغیرہ سے اور تیسرا مرینا سے تھا۔ اس فہرست میں شی تارا کا اضافہ ہوگیا تھا۔ جس سے وہ ابھی بے خبر تھا۔ دانشمندی یہ ہوتی کہ وہ یہ ملک چھوڑ کر چلا جاتا یا کم از کم سمرقند سے نکل جاتا لیکن برا ہو عشقِ خانہ خراب کا جو اسے خراب کر رہا تھا۔ وہ باربرا کا دیوانہ تھا۔ اس کے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اس لیے زندگی کو داؤ پر لگا کر دشمنوں کے شہر میں چھپتا پھر رہا تھا۔ کسی ایک جگہ مستقل رہائش نہیں رکھتا تھا۔ جگہ بدلتا رہتا تھا۔ اپنے قریب آنے والوں کو پریشان ہو کر دیکھتا تھا کہ کوئی دشمن کسی بھیس میں نہ آرہا ہو۔

وہ اسپتال جا کر باربرا کو ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا۔ آپریشن کے بعد وہ جب تک دماغی کمزوری میں مبتلا رہی وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس جاتا رہا۔ پھر ایک دن اچانک ہی معجزاتی طور پر باربرا کو توانائی حاصل ہو گئی اور اس نے سانس روک کر دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کے ساتھ اپنے عاشق کو بھی دماغ سے نکال دیا تب سے اس نے کئی بار اسے مخاطب کیا "پلیز باربرا! غصہ تھوک دو مجھے اپنے دماغ میں آنے دیا کرو۔"

لیکن وہ سانس روک لیتی تھی۔ اسے اس بات کا غصہ تھا کہ اس کا آپریشن کیوں کرایا گیا۔ وہ لڑکی بننا نہیں چاہتی تھی اور جیری ایک عرصے سے اس کے پیچھے پڑا ہوا تھا کہ قدرت نے اسے لڑکیوں جیسا حسن دیا ہے لیکن اِدھر کا رکھا ہے نہ اُدھر کا تو اسے اِدھر کا ہو جانا چاہیے۔ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا اور وہ اسے دھتکار دیتی تھی۔

جیری نے جب دیکھا کہ وہ راضی نہیں ہو رہی ہے تو اس نے ایک دن اسے دھوکے سے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا پھر اسے تنویمی عمل کے ذریعے اپنی معمولہ بنا لیا۔ معمولہ بننے کے بعد اسے یاد نہیں رہا کہ جیری نے اس پر عمل کیا ہے۔ ہپناٹزم کے ذریعے اس کے دماغ میں یہ بات نقش ہو گئی تھی کہ اسے آپریشن کرانا چاہیے۔ لڑکی بننا چاہیے اور جیری سے شادی کرنا چاہیے۔

اس طرح وہ ایک کامیاب آپریشن کے مرحلے سے گزر گئی۔ ڈاکٹر آفندی کی رپورٹ تھی کہ وہ مکمل لڑکی بن چکی ہے۔ یہ جیری کی بد نصیبی تھی کہ باربرا کے ساتھ کوئی معجزہ ہوگیا اس کی دماغی توانائی بحال ہو گئی اور دماغ سے جیری کا کیا ہوا تنویمی عمل مٹ گیا اسے معلوم ہو گیا کہ جیری نے دھوکے سے اسے معمولہ اور تابعدار بنایا تھا اور اس کے مزاج کے خلاف آپریشن بھی کرا چکا تھا۔

اب وہ گھر کا رہا تھا نہ گھاٹ کا۔ باربرا پاس آنے نہیں دیتی تھی اور وہ دور جانا نہیں چاہتا تھا۔ بھیس بدل کر اسپتال کے چکر لگاتا تھا۔ اسپتال کے اندر جا کر معشوق کو دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا۔ دشمنوں کا اندیشہ تھا۔ کوئی بھی کہیں سے ٹپک کر اسے دبوچ سکتا تھا اور وہ دماغی طور پر کسی کا غلام نہیں بننا چاہتا تھا۔

جب اس نے دیکھا کہ محبوبہ سے وصال کی کوئی صورت نہیں ہے تو اس کے نام ایک محبت بھرا خط لکھا۔ اپنی غلطیوں کی معافی مانگی اور اپنے اطراف پھیلے ہوئے خطرات کا ذکر کیا۔ اسے سمجھایا کہ وہ خطرات کو نظر انداز کر کے اسے ایک نظر دیکھنے آتا ہے۔ اسپتال میں داخل ہوگا تو پھنس جائے گا۔ اس لیے اسپتال کی سخت پتھریلی عمارت کو دیکھ کر چلا جاتا ہے۔ روز یہی ہوتا ہے اور جب تک اس کا دیدار نہیں ہوگا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

جیری نے یہ خط لکھ کر ایک خاتون کے دماغ پر قبضہ جمایا اور اس کے ذریعے یہ محبت نامہ باربرا تک پہنچایا۔ اس نے خط میں لکھ دیا تھا کہ ٹھیک پندرہ منٹ بعد یعنی چار بجے اس کے دماغ میں آئے گا اس امید پر کہ وہ سانس نہیں روکے گی۔

وہ ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد گیا۔ وہ خاموش رہی۔ اس نے کہا۔ "میں تمہاری اس مہربانی اور محبت کو نہیں بھولوں گا۔"

"محبت نہیں' صرف مہربانی کہو۔ میں تھوڑی دیر کے لیے مہربان ہوں پھر سانس روک لوں گی۔ جو کہنا ہے جلدی کہہ کر دفع ہو جاؤ۔"

"ایسی سختی دکھا کر میرا دل نہ توڑو۔ میری غلطی کی بڑی سے بڑی سزا دو مگر اپنے سے دور نہ کرو۔"

"سب سے بڑی سزا تو سزائے موت ہوتی ہے۔"

"میں مر جاؤں گا تو تم سے محبت کرنے کے لیے زندگی کہاں سے لاؤں گا؟"

"اگر مجھ سے سچ مچ محبت کرتے ہو تو تمام عمر میرے تابعدار رہ کر محبت کرو۔"

"میں تو پہلے بھی تابعدار تھا آئندہ بھی رہوں گا۔"

"تو پھر کوئی دوا کھا کر دماغی کمزوری میں مبتلا ہو جاؤ۔ میں تمہارے دماغ میں آکر تنویمی عمل کروں گی اور تمہیں پکا تابعدار بنا لوں گی۔"

"پلیز باربرا! ایسا نہ کہو۔ میں نے تمہاری محبت سے مجبور ہو کر ایک غلطی کی۔ تم اس غلطی کو مجھ پر نہ دہراؤ۔"

"میں اسی شرط پر محبت کروں گی کہ تم ہپناٹزم کے ذریعے میرے تابعدار بن جاؤ۔ یہ ایسی سزا ہے جسے پانے کے بعد میری محبت بھی پاسکو گے۔"

"میری جان! میری محبت اور دیوانگی کو سمجھو۔ مجھ دیوانے کو اتنی بڑی سزا نہ دو۔"

"اب میں سانس روک رہی ہوں۔ رات کے دس بجے تمہارے دماغ میں آؤں گی۔ مجھے تنویمی عمل کرنے دو گے تو دوستی آگے بڑھے گی۔ ورنہ کبھی میرے پاس نہیں آسکو گے۔ رات دس

مجھے تک سوچنے کا بہت وقت ہے' جاؤ اور فیصلہ کرتے رہو۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سر پکڑ کر سوچنے لگا کیا کرے؟ کیا ایک نو آموز لڑکی کا غلام بن جائے؟

کچھ روز پہلے مرینا نے ایک آلۂ کار کے ذریعے جیری سے رابطہ کیا تھا وہ بھی یہی کہہ رہی تھی کہ وہ دشمنوں اور خاص کر فرہاد سے محفوظ رہنا چاہتا ہے تو تنویمی عمل کے ذریعے اس کا تابعدار بن جائے۔

اگر وہ لبوڈا یا سپر ماسٹر کے پاس جاتا تو وہ بھی اسے اپنا محکوم بناتے۔ میرے متعلق بھی اس کا یہی خیال تھا۔ دشمنوں سے بھری اس دنیا میں ایک باربرا اس کی دوست تھی اب وہ بھی اسے محکوم بنانا چاہتی تھی۔

وہ اسپتال کے سامنے ایک دکان کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اسے کہیں جانا نہیں تھا۔ کہیں بھی جاتا تو محبوبہ کے لیے ہی سوچتا۔ اسی لیے اس کے اسپتال کے سامنے کھڑا دیواروں کو یوں تک رہا تھا جیسے آر پار محبوبہ نظر آ رہی ہو۔

ایک گھنٹے بعد شام کے سائے گہرے ہونے لگے۔ وہ اسی طرح پتھر کا بت بنا کھڑا رہا اور سوچتا رہا۔ ایسے وقت مرینا آئی۔ جیری نے سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی خوش ہو کر پوچھا "کون باربرا! یہ تم ہو؟ تم میرے پاس آئی ہو؟"

مرینا نے فوراً ہی باربرا کا لہجہ اپنا کر کہا "ہاں' میں ہوں۔"

وہ بولا "میرا دل کہتا ہے' تم نے مجھے معاف کر دیا ہے۔"

"ہاں' معاف کر دیا ہے۔ آگے بولو۔"

"میں تمہاری ایک جھلک دیکھنے کو ترس گیا ہوں۔ ایک بار تمہارے سامنے آ کر دل چیر کر دکھانا چاہتا ہوں کہ تمہارا کیسا دیوانہ ہوں۔"

"میں بھی تم سے ملنا چاہتی ہوں۔ اس اسپتال سے گھبرا گئی ہوں' تم انتظار کرو میں باہر آ رہی ہوں۔"

"کیا ڈاکٹر تمہیں آنے دے گا؟"

"میں اجازت لے کر نہیں' خیال خوانی کے ذریعے ڈاکٹروں اور نرسوں کو دھوکا دے کر آؤں گی۔"

وہ خوش ہو کر بولا "اوہ میری جان باربرا! تم میرے لیے بستر سے اٹھ کر آ رہی ہو۔ میں خوشی سے پاگل ہو جاؤں گا۔"

"تم انتظار کرو۔ میں کمرے سے نکل رہی ہوں۔"

وہ اسپتال کی طرف نظریں جمائے آنے والی کا انتظار کرنے لگا۔ مرینا نے سرنا کے دماغ میں آ کر کہا "وہ پیراڈائز بک اسٹال کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہے۔"

وہ بہن بھائی اسپتال کے آس پاس آنے جانے والوں کو تاڑ رہے تھے۔ جس پر شبہ ہوتا تھا اس سے کسی بہانے باتیں کر کے اس کے دماغ میں پہنچ جاتے تھے پھر مایوس ہو جاتے تھے انہیں جیری نہیں مل رہا تھا۔ جب مرینا نے نشاندہی کی تو اس نے چونک کر بک اسٹال کی سمت دیکھتے ہوئے شی تارا سے کہا "مرینا کہہ رہی ہے۔ وہ جو وہاں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہے وہی جیری ہے۔"

شی تارا نے کہا "میں اسے بڑی دیر سے دیکھ رہی ہوں وہ بت بنا کھڑا ہوا ہے۔ میں سوچ ہی رہی تھی کہ اس کے اندر پہنچا جائے۔"

"تُو وہاں جا کر کتابیں اور رسالے دیکھنے کے بہانے اس پر نظر رکھ' میں گاڑی لے کر آ رہا ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ سرنا تیزی سے چلتا ہوا پارکنگ ایریا میں آیا پھر وہاں سے گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا بک اسٹال کے سامنے آ کر رک گیا۔ ڈیش بورڈ کے خانے میں ایک انجکشن کی ننھی شیشی اور سرنج رکھی ہوئی تھی۔ اس نے سرنج میں دوا بھری۔ پھر اسے لے کر گاڑی سے باہر آیا۔ اطمینان سے چلتا ہوا جیری کے سامنے پہنچا تو اس نے گھبرا کر دیکھا۔ سرنا نے کہا "تُو کسی مجرم کی طرح خوفزدہ ہے اور میں تجھے خوف سے نجات دلانے آیا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے گردن دبوچ لی۔ جیری کو اپنی گردن پر وہ آہنی گرفت یوں لگی جیسے وہ چوہا ہو اور شیر کے پنجے میں آ گیا ہو۔ سرنا نے گردن کے پاس ہی سوئی پیوست کر دی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ ڈھیلا پڑ گیا۔ سرنا اسے سہارا دے کر وہاں سے چلاتا ہوا گاڑی کے پاس لایا۔ راہ گیر سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ شی تارا نے کہا "یہ میرا ایک عزیز ہے اس پر کبھی کبھی دورہ پڑتا ہے۔"

ایک شخص نے کہا "سامنے اسپتال ہے' اسے لے چلو۔"

وہ بولی "نہیں' ہم اسے فیملی ڈاکٹر کے پاس لے جا رہے ہیں۔"

وہ جیری کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ سرنا نے گاڑی اسٹارٹ کی پھر ڈرائیو کرنے لگا۔ شی تارا نے جیری کے دماغ میں آ کر کہا "میں تیرے پاس بیٹھی ہوں اور دماغ کے اندر بھی ہوں۔ سنا ہے تو ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں سے بہت ڈرتا ہے۔"

وہ کمزوری کے باعث گہری سانسیں لیتے ہوئے بولا "میں تمہارے قبضے میں ہوں۔ اب نجات ممکن نہیں ہے۔ مجھ پر ایک مہربانی کرو۔ تھوڑی دیر کے لیے واپس اسپتال کے سامنے چلو۔ میری باربرا مجھ سے ملنے کے لیے آنے والی ہے۔ مجھے وہاں نہیں دیکھے گی تو بے وفا سمجھے گی۔"

مرینا نے باربرا کے لہجے میں کہا "کیا تُو مجھے پہچان رہا ہے؟"

وہ خوش ہو کر بولا "میری جان! میری باربرا! اچھا ہوا تم آ گئیں دیکھو میں تمہارے پیار کی دیوانگی میں دشمنوں کے ہتھے چڑھ گیا ہوں۔"

"بگڑے! میں مرینا ہوں۔ تیری باربرا کے لہجے میں بول رہی ہوں۔ اس سے پہلے بھی اسپتال کے سامنے باربرا نے تجھ سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ وہ تو اپنے بیڈ پر پڑی ہے' اسے باہر کی خبر نہیں ہے۔"

جیری نے شکست خوردگی سے ایک آہ بھرتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ شی تارا نے کہا "مرینا! تو نے ایک اچھی حکمتِ عملی سے جیری کو پھانسا ہے۔ ہماری ٹیم میں خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے' کیا تو باربرا کو بھی ٹریپ کر سکتی ہے؟"

وہ بولی "بستر پر پڑی ہوئی مریضہ کو شکار کرنا نہایت آسان ہوتا ہے' لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ باربرا کے ساتھ کیا معجزہ ہو گیا ہے اسے تو آپریشن کے بعد کم از کم ایک ماہ تک کمزور رہنا تھا لیکن اس نے ایک ہی دن میں توانائی حاصل کر لی۔ اب وہ کمبخت ہمیں اندر آنے نہیں دیتی ہے۔"

"تُو آتما شکتی کے ذریعے جا سکتی ہے۔"

"میں بہت پہلے ایک بار گئی تھی۔ تمہیں اور سرنا کو بتا چکی ہوں کہ ایک حسین دوشیزہ میرا راستہ روکتی ہے۔"

"ہمیشہ نہیں روکے گی' تجھے پھر وہاں جانا چاہیے۔"

"اچھی بات ہے۔ ابھی جا رہی ہوں۔"

وہ کاٹیج کے ایک کمرے میں لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے پہلے سوچا تھا کہ پارس کے پاس جا کر معلوم کرے گی کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے؟ پھر اس نے سوچا' وہ ضرور ہمارے پیچھے سمرقند کی طرف آ رہا ہو گا۔ یہاں پہنچنے میں وقت لگے گا اس لیے پہلے جیری کی خبر لینا چاہیے۔ اب وہ جیری کو شی تارا کے حوالے کر چکی تھی۔ شاید باربرا کے سلسلے میں بھی ایسی ہی کامیابی مقدر بن جاتی۔ لہٰذا اس نے آتما شکتی کا طریقہ استعمال کیا پھر اسپتال کے اندر باربرا کے کمرے میں پہنچ گئی۔

پھر وہی خوب صورت دیوار تھی' وہی پہلے دن کی طرح منظر تھا باربرا بستر پر لیٹی ہوئی تھی اور وہ حسین دوشیزہ اس کے سرہانے کھڑی ہوئی تھی۔ مرینا کی آتما کو گھور کر دیکھ رہی تھی اور ہاتھ کے اشارے سے اسے باہر جانے کا حکم دے رہی تھی۔

اس کی آتما کمرے سے نکل گئی۔ اپنے جسم میں واپس آ گئی۔ وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پریشانی سے سوچنے لگی۔ آخر وہ کون ہے؟ کیسی پُراسرار قوت ہے کہ اس کا حکم سمجھتے ہی میری آتما بھاگ آتی ہے؟

O☆O

یہ بہت عرصہ پہلے کی بات ہے' جب میری عارضی موت کے دوران رسونتی کو سپر ماسٹر نے اغوا کرایا تھا۔ اس وقت کے سپر ماسٹر نے اس کا برین واش کرایا تھا۔ میرے دونوں بیٹوں اور میری پوری فیملی کے خلاف اسے دشمن بنانے کی کوشش کی تھی' لیکن میرا ایک بیٹا جان پر کھیل کر اپنی ماں کو سپر ماسٹر کی قید سے چھڑا لایا تھا۔ تب سے رسونتی بابا صاحب کے ادارے میں گوشہ نشین ہو گئی تھی۔

گوشہ نشینی کی کئی وجوہات تھیں۔ ایک تو وہ ذہنی طور پر ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔ ہمیں اچھی طرح پہچانتی نہیں تھی۔ نیم پاگل سی ہو گئی تھی۔ اسے ادارے کے اسپتال میں کئی ماہ تک زیرِ علاج رکھا گیا۔ جب وہ نارمل ہو گئی تو جناب علی اسد اللہ تبریزی نے کہا "بیٹی! صرف جسم اور دماغ صحت مند رہے تو انسان پوری طرح صحت مند نہیں کہلاتا۔ اصل چیز ایمان کی صحت مندی ہے۔ اپنے خیالات کو جس قدر پاکیزہ رکھو گی ایمان اسی قدر مستحکم ہو گا۔"

وہ سر جھکا کر بولی "کٹھن حالات نے مجھے بڑے زخم پہنچائے ہیں۔ میں تھک گئی ہوں' تنہائی' خاموشی اور سکون چاہتی ہوں۔"

"تم جو چاہتی ہو' بے تکان بولتی جاؤ۔"

"مجھے زندگی سے بہت محبت تھی۔ میں مرنا نہیں چاہتی تھی اب زندگی سے بے زار ہوں' مرنا چاہتی ہوں۔ کیا ایسی زندگی ممکن ہے کہ دنیا والوں سے میرا کوئی تعلق نہ رہے۔ اپنوں سے کوئی رابطہ نہ ہو اور میں خلقِ خدا کی خدمت کرتے کرتے مر جاؤں اور مرتے دم یہ یقین ہو کہ خدا مجھ سے خوش ہے؟"

"بے شک' اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کے لیے ایسی زندگی گزاری جاتی ہے کیا تم نہیں دیکھ رہی ہو کہ میں دنیا والوں سے دور اس حجرے میں اللہ اللہ کرتا ہوں۔ دنیا کے زیادہ سے زیادہ علوم یہیں بیٹھ کر حاصل کرتا ہوں۔ بیماروں کی تیمارداری اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لیے باہر نکلتا ہوں۔ پھر اس گوشے میں چلا آتا ہوں۔"

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا "جو بندے دنیا سے مال و دولت اور انعام و اکرام نہیں چاہتے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور روحانیت کا اعلیٰ درجہ حاصل کرتے ہیں۔"

"مجھے مال و دولت' انعام و اکرام اور تعریف و توصیف نہیں چاہیے۔ میں تنہائی کے لیے ایسا ہی ایک گوشہ چاہتی ہوں۔"

"گوشہ تو کہیں بھی مل جائے گا' لیکن عبادت مستقل مزاجی سے کرنا اور ریاضت کے سخت مراحل سے گزرنا بہت دشوار ہوتا ہے۔"

"اگر آپ میری راہنمائی فرمائیں گے تو دشواریاں آسان ہوتی رہیں گی۔"

اس دن سے وہ جناب علی اسد اللہ تبریزی کے حجرے میں دن رات حاضری دینے لگی۔ ان سے دین و ایمان کا درس لینے لگی۔ وہ صبح مُنہ اندھیرے بیدار ہوتی تھی۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز پڑھتی تھی پھر دوڑ لگاتی تھی۔ کھلی فضا میں ورزش کرتی تھی۔ صبح ایک گھنٹا اور شام کو ایک گھنٹا یوگا کی مشقیں کرتی تھی۔ ایک ہوتی ہے' ظاہری تربیت جو دماغ کو روشن کرتی ہے اور ایک ہوتی ہے باطنی تربیت جو انسان کو اندر سے صاف ستھرا اور پاکیزہ بناتی رہتی ہے۔ وہ دونوں طرح کی تربیتیں حاصل کر رہی تھی۔

بہت عرصہ پہلے سونیا نے بابا فرید واسطی کے حجرے میں دن رات رہ کر ایسی ہی تعلیم و تربیت حاصل کی تھی۔ حالات نے رسونتی کو بھی ایسی ہی خوش نصیبی عطا کی تھی۔ وہ بھی تبریزی صاحب کے سائے میں روحانیت کے مدارج سے گزر رہی تھی۔ وہ فرماتے تھے "روح کا کوئی جسمانی خاکہ نہیں ہوتا' اس کی آنکھیں

اور کان نہیں ہوتے۔"

رسونتی نے کہا "لیکن آتما شکتی کا گیان کرنے والے کہتے ہیں کہ آتما جسم سے باہر نکل کر دیکھ سکتی ہے۔"

"بیٹی! جب ہم قدرت کے کسی بھید کو ایمان کی انتہائی گہرائی سے سمجھتے ہیں تو عام الفاظ میں کہتے ہیں کہ ہماری روح اس بھید کو دیکھ رہی ہے یا پا رہی ہے۔ ہندو دھرم میں اور دوسرے مذاہب میں کہتے ہیں کہ روح جسم سے نکل کر سفر کرتی ہے اور اپنے مطلوبہ مقامات تک جا کر واپس جسم میں آتی ہے اور اس دوران ساری دنیا کو دیکھتی اور سمجھتی ہے۔"

"اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟"

"روح ایک ہی بار جسم سے جدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد جسم کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ پھر اس جسم میں روح واپس نہیں آتی۔ اگر آسکتی تو آتما شکتی حاصل کرنے والے کبھی نہ مرتے اور قیامت تک باقی رہتے جبکہ باقی رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔"

انسانی عقل ایک حد تک دین اور دنیا کو سمجھتی ہے۔ جب آنکھ دیکھتی ہے تو عقل تسلیم کرتی ہے۔ لیکن مومن کی آنکھ نہ دیکھے تب بھی وہ ذرّے ذرّے میں معبودِ حقیقی کو حاضر و ناظر پاتا ہے۔ یہ محض عقیدہ نہیں ہے۔ عقیدہ تو کسی بھی شیطانی موڑ پر کمزور پڑ سکتا ہے لیکن وہ علم جو عقل کی حد سے نکل کر روحانیت کے دائرۂ کار میں پہنچتا ہے اور عالم کو آگہی دیتا ہے' وہ آخری سانس تک کمزور نہیں پڑتا۔

سال دو سال چار سال گزرتے جا رہے تھے۔ وہ روحانیت کے علوم اور آگہی کے مدارج سے گزرتی جا رہی تھی اور سمجھتی جا رہی تھی کہ جناب علی اسد اللہ تبریزی جیسے عالم اور دین دار بزرگ کیسے کیسے حیرت انگیز کشف و کمال کے مالک ہوتے ہیں۔ ہماری دنیا میں خدا کے ایسے برگزیدہ بندے موجود ہیں جو آنکھوں کی بصیرت سے کم اور روح کی بصارت سے زیادہ دیکھتے ہیں۔ کسی ایک مقام پر بیٹھ کر دنیا کے آخری سرے تک کسی مطلوبہ شخص کی خبر لے آتے ہیں۔

جناب تبریزی صاحب نے جب یہ دیکھا کہ رسونتی عبادت اور ریاضت میں کامل ہو رہی ہے تب انہوں نے روحانی طریقۂ کار کے بعض معاملات میں اسے راز دار بنایا۔ وہ حجرے میں بیٹھے بیٹھے رسونتی کو ساتھ لے کر روحانیت میں ڈوبتے تھے اور اسے علمِ بصیرت دیتے تھے۔ دیکھو بیٹی! تمہارا بیٹا علی وہ رہا۔ تمہاری ہونے والی بہو ثانی کے ساتھ تبت میں ہے اور بدترین ساحر پایا ڈوک کو اس کے عبرت ناک انجام تک پہنچانے کے لیے طلسم کدے میں داخل ہو رہا ہے۔

پہلے علی پر ذرا بھی مصیبت آتی تھی تو رسونتی کی ممتا تڑپ جاتی تھی۔ جناب تبریزی صاحب نے ابتدائی مراحل میں رشتوں کی محبت کا خاتمہ کیا تھا اور سمجھایا تھا۔ محبت صرف خون کے اور زبان کے رشتوں کے لیے نہ ہو۔ پوری خلق خدا کے لیے ہو' اور محبت کسی کے لیے بھی ہو اس میں جذبات کی شدت نہ ہو۔ شدت جب بھی ہو تو اپنے معبودِ حقیقی کے لیے ہو۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے بیٹے کو خطرات سے کھیلتے دیکھا لیکن اس کے لیے پریشان نہیں ہوئی۔ خدا پر اس قدر اعتماد ہو کہ بچانے والا صرف وہی ہے اور مارنے والا بھی صرف وہی ہے تو ایمان کی اس پختگی کے بعد ماں کی پیشانی پر اولاد کے لیے شکن نہیں پڑتی۔

جناب تبریزی صاحب فرماتے تھے' ہم ساری دنیا کو قوتِ روحانی سے دیکھتے اور سنتے ہیں۔ یہ بھی آگہی ملتی ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے لیکن ہماری زبان خاموش رہتی ہے۔ یہ حکم نہیں ہے کہ ہم کسی بندے کو پیش آنے والی کسی مصیبت سے آگاہ کریں کیونکہ وہ بندہ اپنے عمل کے ردِعمل کے مطابق اس مصیبت کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔"

"لیکن حضور! آپ نے بہت سے بندوں کو مصیبتوں سے بچایا بھی ہے۔"

"بیشک' ایسے بندوں کو بچایا ہے جن سے آئندہ اچھائی کی توقع ہے۔ تم بھی یہی کرو گی۔ سمرقند میں باربرا اور جیری دو ٹیلی پیتھی جاننے والے بندے ہیں۔ باربرا آپریشن کے نتیجے میں مکمل لڑکی نہیں بننا چاہتی تھی۔ جیری نے اسے دھوکا دے کر لڑکی بنا دیا۔ میں نے اس معاملے میں مداخلت نہیں کی۔"

"آپ نے مداخلت کیوں نہیں کی؟"

"یہی قدرت کا منشا تھا۔ قدرت کے کسی کام میں مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔ اس کی آگہی اب تمہیں بھی ملا کرے گی' اور کسی کو آنے والی مصیبتوں سے نجات دلانے کا جذبہ خود تمہارے اندر پیدا ہوگا۔ اسی لیے تمہارے اندر سے دنیاوی جذبات ختم کیے گئے ہیں تاکہ آئندہ تمہارے اندر روحانی جذبے کی تحریک پیدا ہوتی رہے۔"

پھر انہوں نے فرمایا "باربرا کے کمزور دماغ میں دوستوں اور دشمنوں کی آمدورفت شروع ہونے والی ہے۔ جیری بھی جلد ہی دشمنوں کی گرفت میں آنے والا ہے۔ تم باربرا کی حفاظت کرو گی' لیکن جیری کو نظرانداز کرو گی کیونکہ باربرا کے مقدر میں راستی اور نیکی لکھی گئی ہے' جیری کے مقدر میں خواری ہے۔"

جناب تبریزی صاحب نے اس کا نام آمنہ فرہاد رکھا۔ وہ ایک طویل عرصے تک گوشہ نشین رہنے کے بعد پہلی بار میدانِ عمل میں یوں آئی کہ اس کی آمد کا علم مجھے اور میرے بیٹوں کو بھی نہ ہو سکا۔ پہلی بار مرینا نے آتما شکتی کے ذریعے اسے باربرا کے سرہانے دیکھا۔ وہ آمنہ فرہاد کی روح نہیں تھی کیونکہ جس وقت وہ باربرا کے سرہانے دیکھی گئی انہی لمحات میں وہ تبریزی صاحب کے حجرے کے اندر زندہ جسم کے ساتھ موجود تھی۔

باربرا کے سرہانے نور کا وہ خاکہ تھا جسے آمنہ فرہاد نے روحانیت کی قوت سے ہزاروں میل دور قائم کیا تھا اور مرینا کے دماغ میں یہ خیال پیدا کیا تھا کہ باربرا کے سرہانے ایک حسین دوشیزہ ہے۔

مرینا کو یہی دوشیزہ اس کار کی پچھلی سیٹ پر نظر آئی تھی جس کی اسٹیئرنگ سیٹ پر پارس بیٹھا ہوا تھا۔ تیسری بار جب مرینا نے جیری کو سرنا اور شی تارا کے شکنجے میں پھنسا دیا تو باربرا کو بھی ٹریپ کرنے گئی۔ اس بار بھی اس نے باربرا کے سرہانے اسی دوشیزہ کو دیکھا۔ وہ دوشیزہ پہلے کی طرح اسے باربرا کے کمرے سے باہر جانے کا حکم دے رہی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ آمنہ فرہاد کو ایسی روحانی قوت حاصل ہو گئی تھی کہ اس کے سامنے ٹیلی پیتھی کا علم محض دنیاوی رہ گیا تھا۔ وہ روحانی قوت سے سانس روکنے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتی تھی اور انہیں احساس نہیں ہوتا تھا۔ اس نے مرینا کے دماغ میں بھی یہ بات نقش کر دی تھی کہ اس کی آتما شکتی کو ایک نورانی دوشیزہ نظر آئے گی وہ اشاروں میں جو بھی حکم دے گی مرینا اس پر فوراً عمل کرے گی۔ یہ باتیں اس کی نادانستگی میں نقش ہوتی رہی تھیں۔

یہی وجہ تھی کہ اسے باربرا اور پارس کے پاس وہ دوشیزہ نظر آئی تھی اور دوشیزہ کا اشارہ پاتے ہی اس کی آتما بھاگ گئی تھی آمنہ نے مرینا کے ذریعے پے در پے سرنا اور شی تارا کو بھی دیکھا تھا اور ان دونوں کی صلاحیتوں اور قوتوں سے آگاہی حاصل کی تھی۔

مرینا باربرا کے کمرے سے ناکام ہو کر جسمانی اور دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوئی تو آمنہ اس کے دماغ میں آگئی۔ مرینا خیال خوانی کے ذریعے سرنا کے پاس جا کر کہہ رہی تھی "شاید ہم باربرا کو ٹریپ نہیں کر سکیں گے۔"

اس نے پوچھا "کیا پھر وہی رکاوٹ ہے؟"

"ہاں' پتا نہیں وہ کیسی روح یا قوت ہے۔ وہ مجھے واپس جانے کا اشارہ کرتی ہے اور میں فوراً بھاگ آتی ہوں۔"

"ایسی کون سی غیر معمولی قوت ہے جو تجھے بھاگنے پر مجبور کرتی ہے؟"

"میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ تم آتما شکتی کے ذریعے جا کر دیکھ لو۔"

سرنا اور شی تارا نے شہر کے ایک دور افتادہ ویران سے علاقے میں ایک اور مکان کرائے پر حاصل کیا تھا۔ وہ جیری کو ٹریپ کر کے وہاں لے آئے تھے۔ شی تارا ایک کمرے میں اس پر تنویمی عمل کر رہی تھی۔ سرنا دوسرے کمرے میں تھا۔ وہ بستر پر لیٹ کر مرینا سے بولا "میں ابھی اپنی آتما کو اسپتال کے کمرا نمبر دو سو دو میں پہنچا رہا ہوں۔ تو مجھ سے ایک منٹ بعد رابطہ کر۔"

مرینا چلی گئی۔ وہ آنکھیں بند کر کے آتما شکتی کے طریقۂ کار پر عمل کرنے اور ایک مخصوص منتر کا جاپ کرنے لگا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی پتا چلا کہ وہ سانس روک کر آتما کو باہر لانا چاہتا ہے مگر لا نہیں سکتا۔ سانس روکتے ہی اندر بے چینی سی پیدا ہوتی ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں' وہ منتر بھی الٹے سیدھے پڑھ رہا ہے۔

وہ آنکھیں کھول کر چھت کو تکنے لگا۔ سوچنے لگا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا میں منتر اور طریقۂ کار بھول گیا ہوں؟ کیا میری یادداشت کمزور ہو گئی ہے؟"

ایک منٹ بعد مرینا نے آکر پوچھا "باربرا کے پاس گئے تھے؟"

"کیسے جاتا؟ میری آتما باہر نہیں آ رہی ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟"

"سچ کہہ رہا ہوں۔ کبھی منتر بھول جاتا ہوں' کبھی سانس روکتا ہوں تو گھبراہٹ اور بے چینی سی ہوتی ہے۔"

"کیا تمہارے دماغ میں کوئی خلل پیدا کر رہا ہے۔"

"کیا بکواس کرتی ہے۔ اب میں ڈیڑھ گھنٹے تک سانس روک لیتا ہوں۔ میرا دماغ فولاد ہے۔ یہاں کوئی خلل پیدا کرنے ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہیں آسکتا۔ میرے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔"

"جب میری آتما کے سامنے وہ رکاوٹ بن جاتی ہے تو پھر تمہارے سامنے رکاوٹ کیوں نہیں بن سکتی۔ ہو سکتا ہے' وہ ابھی تمہارے پاس موجود ہو اور تمہاری آتما کو جسم سے باہر آنے سے روک رہی ہو۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا' چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولا "یہاں کوئی نہیں ہے۔ اگر وہ نظر نہیں آتی ہے تو پھر ہماری جیسی آتما ہے۔"

"ہمیں یہ بھید معلوم کرنا چاہیے کہ آخر وہ کیا ہے؟ یہ رکاوٹ دور نہ ہوئی تو ہم دوسرے معاملات میں بھی پسپا ہوتے رہیں گے۔"

"میں اپنی بہن کے لیے فکرمند ہوں۔ یہ چاہتا ہوں کہ کل جو منحوس تاریخ ہے وہ صرف پارس کے لیے منحوس ہو' وہ میری شی تارا کے ہاتھوں مارا جائے۔"

"اور اس کامیابی کے لیے لازمی ہے کہ اس رکاوٹ بننے والی ہستی کا سراغ لگایا جائے۔ ویسے ایک بات ہے۔ ابھی تم باربرا کے پاس جانے کی کوشش کر رہے تھے تو اس ایک منٹ میں میری آتما پارس کے پاس گئی تھی۔ وہاں مجھے روکنے والی وہ دوشیزہ نظر نہیں آئی۔ میں نے دیکھا پارس کار میں سفر کر رہا ہے۔ یعنی وہ اسی شہر کی طرف آ رہا ہے۔"

"گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف آتا ہے۔ کل تیرہ تاریخ کو شی تارا کامیاب نہ ہوئی تو میں پارس کو بے موت مار دوں گا۔"

وہ ایسا کہتے وقت بھول رہا تھا کہ تین' تیرہ اور تیئس تاریخیں صرف پارس کے لیے ہی نہیں' شی تارا کے لیے بھی منحوس تھیں۔ کوئی ضروری نہیں کہ منحوس دو میں سے کوئی ایک ہو۔ نحوست دونوں کے سر آسکتی تھی۔

میں بستر سے اٹھ گیا کیونکہ وہ کانٹوں کا بستر بن چکا تھا جب تک زخمی حالت میں وہاں لیٹا رہا' دشمن میرے دماغ میں آکر طرح طرح کی معلومات حاصل کرتے رہے۔ انہوں نے میرے اور میرے خاندان کے افراد کی تمام کمزوریاں معلوم کرلیں' اور اس میں شبہ نہیں رہا تھا کہ ان کا پلڑا بھاری ہوگیا تھا۔ وہ کسی وقت بھی ہم میں سے کسی کے خلاف کچھ بھی کرسکتے تھے۔

یعقوب ہمدانی نے کہا "دوست! یہ کیا کرتے ہو؟ تمہیں بستر سے اٹھنا نہیں چاہیے' خنجر کا زخم ابھی بھرا نہیں ہے۔"

میں نے محبت سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "میرے یار! تم نے خوب دوستی نبھائی ہے۔ دن رات میرے بستر سے لگے رہے۔ میری فکر نہ کرو' آؤ ذرا آؤٹنگ ہوجائے۔"

وہ مجھے علاج کے لیے فرغانہ کے ایک اسپتال میں لے آیا تھا اور میری بڑی خدمت کی تھی۔ ہم اسپتال سے باہر آئے۔ اس نے اپنی کار کی اسٹیئرنگ سیٹ سنبھال لی۔ میں اس کے برابر بیٹھ کر بولا "اسپتال کی چار دیواری میں گھٹن سی ہورہی تھی' میرا مشورہ ہے تاشقند چلو۔ لمبی ڈرائیو کے دوران میں ذرا خیال خوانی میں مصروف رہوں گا۔"

وہ سمجھ گیا کہ راستے میں اسے کچھ بولنا نہیں چاہیے۔ وہ خاموشی سے ڈرائیو کرنے لگا۔ مجھے یہ کبھی نہ معلوم ہوسکا کہ جناب علی اسد اللہ تبریزی بڑی خاموشی سے روحانی طریقۂ کار کے مطابق ہمارے لیے کچھ کرتے رہے ہیں اور میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ آمنہ فرہاد (رسونتی) روحانیت کے کس درجے تک پہنچی ہوئی ہے وہ ازبکستان میں ہے یا تبریزی صاحب کے ہی حجرے میں رہ کر ہزاروں میل دور ہماری مدد کے لیے آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔

جو روحانیت میں کمال حاصل کرلیتے ہیں ان کے ہونٹوں پر چپ کی مُہر لگ جاتی ہے۔ آمنہ کو بھی یہی تاکید کی گئی تھی کہ اپنے شوہر سے' اپنے بچوں سے اور دیگر احباب سے کوئی رابطہ نہ کرے اور نہ ہی کسی ذریعے سے اپنی مصروفیات ظاہر کرے۔ بس چپ چاپ نیکیاں کرتی رہے۔

یہی وجہ تھی کہ مجھے اور میرے بچوں کو آمنہ کی طرف سے حاصل ہونے والے کسی تعاون کا علم نہیں تھا۔ اس کے تعاون سے ہمیں اتنا ہی فائدہ پہنچ رہا تھا جتنا کسی غائبانہ امداد سے پہنچتا ہے۔ آمنہ ابھی صرف باربرا اور پارس کی نگرانی کررہی تھی اور انہیں دشمنوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش میں مصروف تھی جبکہ دشمن علی اور ثانی کے خلاف بھی اقدامات کے منصوبے بنارہے تھے اور وہ سلمان' سلطانہ اور لیلیٰ کے خلاف بھی محاذ آرائی کرسکتے تھے۔

مجھے یہ معلوم ہوچکا تھا کہ مرینا پے پے سرنا اور شی تارا سے مل چکی ہے۔ ابھی یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ ان کی دوست ہے یا تابعدار؟ بہرحال میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ تاشقند پہنچ کر سمرقند کے لیے عزمِ سفر کروں گا کیونکہ وہ تینوں دشمن وہیں تھے۔

فی الحال میں نے ثانی کی خبر لی۔ اس کے پاس پہنچتے ہی کوذورواز ادا کیے "دی نیو رائزنگ سن سونیا ثانی (نیا ابھرتا ہوا آفتاب سونیا ثانی!) میں ہوں تمہارا پاپا!"

وہ خوش ہوکر بولی "ہیلو پاپا! آپ کو پھر سے خیال خوانی کرتے دیکھ کر خوشی ہورہی ہے' زخم کیسا ہے؟"

"خاصا بھر گیا ہے' میں سانس روکنے کے معاملے میں بھی نارمل ہوں۔ تمہیں یہ اندازہ ہوچکا ہوگا کہ دشمنوں نے میرے چور خیالات کے ذریعے تمہاری اصلیت معلوم کرلی ہوگی۔"

"ہاں پاپا! اس بات کا افسوس ہے کہ دشمن مجھے سونیا ثانی کی حیثیت سے پہچان گئے ہیں۔ اب وہ سپر ماسٹر کو اور یہاں کے اعلیٰ حکام کو میری اصلیت بتانے اور انہیں مجھ سے بدظن کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔"

"یعنی ابھی کوشش شروع نہیں کی ہے۔"

"میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے وہ حکومت اور فوج کے اہم افراد کو خاموشی سے میرے خلاف ورغلا رہے ہوں اور ملٹری انٹیلیجنس والے بڑی رازداری سے میری نگرانی کررہے ہوں۔"

"ہاں یہ ممکن ہے۔ اب تو میں مرینا کے خیالات بھی نہیں پڑھ سکتا۔ وہ میری گرفت سے نکل کر پے پے سرنا اور شی تارا کی پناہ میں چلی گئی ہے۔"

"یہ پے پے سرنا اور شی تارا میرے لیے نئے نام ہیں۔"

"میرے لیے بھی نئے ہیں ان کے متعلق زیادہ معلومات نہیں ہیں لیکن مرینا نے ان کے پاس پناہ لے کر یہ ثابت کیا ہے کہ وہ دونوں زبردست ہیں اور آئندہ ہمارے مقابلے میں اسے تحفظ دیتے رہیں گے۔"

"اس سے ظاہر ہوتا ہے پاپا کہ ان دونوں نے مرینا کا برین واش کیا ہے یعنی وہ دونوں ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم جانتے ہیں۔"

"بیشک ان میں غیر معمولی صلاحیتیں ہوں گی۔"

وہ بولی "پاپا! میرے کمرے میں ایسے انتظامات ہیں کہ میں جب چاہوں سپر ماسٹر سے' اعلیٰ حکام سے اور اعلیٰ فوجی افسران سے رابطہ کرسکتی ہوں۔ ابھی میرے کمپیوٹر کا ایک ننھا سا سرخ بلب اسپارک کررہا ہے' آپ ذرا خاموش رہیے گا۔"

وہ کمپیوٹر آپریٹ کرنے لگی۔ دوسری طرف سے سپر ماسٹر اسے مخاطب کررہا تھا۔ کمپیوٹر اسکرین پر لکھا ہوا تھا "ہیلو سپرمادام! میں سپر ماسٹر تم سے مخاطب ہوں۔ ان لمحات میں تمہارے بنگلے کو فوجیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ تشویش کی بات نہیں ہے' ہم صرف اپنا شبہ دور کرنا چاہتے ہیں۔"

ثانی نے کمپیوٹر تحریر کے ذریعے پوچھا "مجھ پر شبے کی وجہ کیا ہے؟"

تحریری جواب نظر آیا "ایک نامعلوم ہستی ہمارے حکام اور فوجی افسران کو باربار کہہ رہی ہے کہ تم ہماری سلوانہ سپرمادام نہیں ہو بلکہ سلمان واسطی کی بیٹی اور بابا فرید واسطی مرحوم کی نواسی سونیا ثانی ہو۔"

ثانی نے جواب دیا "مجھے ہنسی آرہی ہے لیکن آپ کمپیوٹر کے ذریعے میری ہنسی نہیں سن سکیں گے۔ آپ متعلقہ افسران سے کہہ دیں کہ میرے بنگلے کا دروازہ کھلا ہے' وہ یہاں آکر ہر طرح اپنی تسلی کرلیں۔"

سپر ماسٹر نے کہا "میں اور لیوڈا تمہیں بیٹی کہتے رہے ہیں۔ بے چارہ لیوڈا نہیں رہا۔ مجھے شبہ ہے کہ مرینا تمہارے خلاف سازش کررہی ہے' تمہیں بھی ختم کرکے ہمیں کمزور بنانا چاہتی ہے۔"

"آپ مرینا کو اپنی چال چلنے دیں۔ اسے میرے سلسلے میں ناکامی ہوگی۔"

"مرینا نے اسرائیل میں ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اس نے فرہاد کے بیٹے علی تیمور کو وہاں بے نقاب کیا ہے۔ وہ وہاں کارمن ہیر اللہ کے نام سے گولڈن برین بنا ہوا تھا۔"

"میں سمجھ گئی۔ ہمارے امریکی حکام اور اعلیٰ فوجی افسران یہ سوچ رہے ہیں کہ جب مرینا نے وہاں علی کو بے نقاب کیا ہے تو مجھے بھی ثانی کہنے میں کسی حد تک درست ہوگی۔"

"ہاں بیٹی! انہیں اپنی تسلی کرلینے دو۔"

"مجھے انکار نہیں ہے لیکن آپ غور کریں جو افسران مجھے چیک کرنے آرہے ہیں' وہ کس حد تک قابلِ اعتماد ہوسکتے ہیں۔ کیا مرینا ان میں سے کسی کے اندر چھپی نہیں ہوگی۔"

"تمہارے پاس جو افسران آئیں گے وہ یوگا کے ماہر ہوں گے۔"

"انکل لیوڈا کی بیٹی جورا جوری بھی یوگا جانتی تھی کسی کو دماغ میں آنے نہیں دیتی تھی۔ پھر مرینا نے کس طرح اس کے ذریعے اس کے باپ کو قتل کیا؟"

"درست کہتی ہو۔ ہم یوگا جاننے والے افسران پر بھی بھروسا نہیں کرسکتے۔ تم ہی بتاؤ ہم اپنے اکابرین کی تسلی کیسے کریں؟"

"آپ اکابرین سے سوال کریں' کیا جان لیوڈا کی طرح سپرمادام سلوانہ کو بھی ایسی ہی اچانک اندھی موت کے حوالے کیا جائے؟ اگر وہ یہی چاہتے ہیں تو میں اپنی موت کا خطرہ مول لے کر یہاں آنے والے افسران کا سامنا کروں گی اور سامنا کرنے سے پہلے فون پر ہر افسر کی آواز سن کر ان سب کی دماغی توانائی کا یقین کروں گی۔"

"اچھی بات ہے' میں تمام اکابرین سے گفتگو کرنے کے بعد تم سے رابطہ کروں گا۔ ابھی آرام کرو' سوفار۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ ثانی نے کمپیوٹر کو آف کرنے کے بعد مجھ سے کہا "پاپا! میرے پاس جو افسران آنے والے ہیں اگر آپ ان کے دماغوں میں مرینا کا لہجہ اختیار کرکے جائیں اور کوئی افسر سانس نہ روکے تو ہمارے سامنے وہ آلۂ کار ظاہر ہوجائے گا۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا لیکن ضروری نہیں کہ وہ مرینا کے آلۂ کار ہوں۔ وہ پے پے سرنا اور شی تارا کے بھی آلۂ کار ہوسکتے ہیں۔ اگر وہ دونوں بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں تو ہمیں ان دونوں کا لب و لہجہ معلوم نہیں ہے۔ ہم ان کے کسی آلۂ کار کے اندر نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"یہ لوگ ضرور مجھے چیک کریں گے اور شبہ دور ہونے تک مجھ سے مطمئن نہیں رہیں گے۔ مجھے ان افسران کے سامنے جانے کا خطرہ مول لینا پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں' خطرہ مول لو۔ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے پاس موجود رہیں گے۔ میں جارہا ہوں جیسے ہی وہ افسران آنا چاہیں' تم ہمیں بلالینا۔"

میں واپس آگیا۔ یعقوب ہمدانی آرام سے ڈرائیو کرتا جارہا تھا۔ میں نے کہا "یار! تم بور ہورہے ہو۔ میری موجودگی میں بھی تنہا ہو۔"

"میں یہ دیکھ کر خوش ہورہا ہوں کہ تمہاری دماغی توانائی بحال ہوگئی ہے۔ اب کوئی دشمن تمہارے دماغ کے اندر نہیں آسکے گا۔"

"ہاں' خدا کا شکر ہے کہ میں اس پہلو سے محفوظ ہوں' لیکن میں تمہاری بوریت کی بات کررہا تھا۔ اگر سفر کے دوران تمہاری تنہائی اور بوریت دور ہوجائے تو مجھے دعائیں دوگے۔"

"میری ساری عمر کی دعائیں تمہارے لیے ہیں لیکن میری تنہائی دور کرنے کے لیے مجھ سے باتیں کرتے رہو گے تو تمہارے اہم معاملات کا کیا ہوگا؟"

"بھئی تنہائی میں نہیں' کوئی عورت دور کرے گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "کیوں مذاق کرتے ہو؟"

میں نے دور ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے کہا "آگے بس اسٹاپ پر کچھ لوگوں کے ساتھ دو خواتین نظر آرہی ہیں وہاں گاڑی روک کر کافی پئیں گے اور دیکھیں گے ان میں سے کوئی تمہیں لفٹ دیتی ہے یا نہیں؟"

اس نے بس اسٹاپ کے قریب ایک اسنیک بار کے سامنے گاڑی روک دی پھر کہا "یار! کہیں جوتے نہ کھلوادینا۔"

"دو چار جوتوں کا خطرہ مول لینے سے ہی عورت ملتی ہے۔"

"جانے دو' اسی لیے میں نے آج تک شادی نہیں کی۔ جو لڑکیاں مجھے پسند کرتی تھیں' وہ مجھے پسند نہیں تھیں اور جو مجھے پسند تھیں ان کے سامنے مُدعا بیان کرتے وقت سینڈلوں پر نظر پڑجاتی تھیں۔"

ہم کار سے اتر کر بار کے اوپن کاؤنٹر پر آئے' کافی کا آرڈر دیا پھر وہاں کے پہاڑی مناظر کو دلچسپی سے دیکھنے لگے۔ ایک معمّر خاتون

ہمارے پاس آئی۔ اس کی عمر پچاس برس سے کم نہ ہوگی لیکن جوان لڑکیوں کی طرح چیختے ہوئے رنگوں کا لباس پہنا تھا۔ چہرے پر چہرے سے زیادہ میک اپ نظر آتا تھا اسے دیکھتے ہی یعقوب ہمدانی نے منہ پھیر لیا۔

شامت آئی ہے تو منہ پھیرنے سے واپس نہیں جاتی۔ وہ اس کے سامنے آکر کاؤنٹر پر کہنی ٹیک کر ایک ادائے ناز سے بولی "ہیلو مسٹر چاکلیٹ!"

وہ بولا "سوری میرا نام چاکلیٹ نہیں ہے۔"

"نام کوئی سا ہو' تمہاری طرح میٹھا ہوگا۔"

"میڈم! یوں فری ہونے کا مقصد کیا ہے؟"

"تم مجھے میڈم کہہ رہے ہو؟ کیا میں اتنی عمر والی ہوں کہ میڈم نظر آرہی ہوں۔ اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ' عینک لگاؤ۔"

میں نے کہا "ہمدانی! بہت افسوس کی بات ہے۔ تم ایک بیس بائیس برس کی دوشیزہ کو میڈم کہہ رہے ہو۔"

وہ خوش ہو کر میری طرف پلٹ گئی پھر بولی "تم باذوق اور قدردان ہو۔"

بوڑھی جوانی مجھ پر مہربان ہونا چاہتی تھی' میں نے فوراً ہی اسے پھر ہمدانی کی طرف گھما دیا۔ اسے بولنے پر مجبور کیا "دیکھو تمہارا ساتھی کتنا باذوق ہے۔ کیا واقعی تمہاری نظر کمزور ہے؟"

ہمدانی نے کافی کا مگ اٹھا کر کہا "میرا ساتھی ساون کا اندھا ہے اسے ہر عورت ہری بھری نظر آتی ہے۔ پلیز' تم اس کی طرف گھوم جاؤ۔"

وہ غصے سے بولی "گھوم جاؤ کا کیا مطلب ہوا؟ کیا میں کسی پر بھی لٹو ہو جاتی ہوں۔ مسٹر ہمدانی! میں نے تمہیں دل دیا ہے تمہارے لیے جان بھی دے سکتی ہوں۔"

"تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

"ابھی تمہارے ساتھی نے تمہیں مخاطب کیا تھا۔ آؤ ہم قدم سے قدم ملا کر دنیا کے آخری سرے تک چلیں۔"

"میں پیدل کیوں جاؤں جبکہ میرے پاس گاڑی ہے۔"

"ہاں' میں بھول گئی تھی' میں تمہاری گاڑی میں لفٹ لینے آئی ہوں۔"

"میں عمر اور وزن کے حساب سے لفٹ دیتا ہوں۔ تمہارا وزن اگر ڈیڑھ من سے زیادہ ہوگا اور عمر پچاس برس سے کم ہوگی تو گاڑی پنکچر ہو جائے گی۔"

"میرا وزن زیادہ ہے نہ عمر اور یہ کیا بات ہوئی کہ گاڑی پنکچر ہو جاتی ہے۔ میں پورے بائیس برس کی ہوں۔"

"لفٹ لینا چاہتی ہو تو عمر کچھ بڑھاؤ۔"

"ہرگز نہیں۔"

"اگر بائیس کی ہو تو دوڑ لگانے سے سانس نہیں پھولے گی۔"

"میں خواہ مخواہ دوڑ کیوں لگاؤں؟"

"خواہ مخواہ نہیں' مجھے محبت سے ایک پھول پیش کرو۔ وہ سامنے گارڈن میں پھول کھلے ہوئے ہیں لیکن شرط یہی ہے کہ دوڑ کر جاؤ دوڑ کر آؤ۔"

وہ ہچکچانے لگی۔ باتیں بنا کر دوڑ لگانے سے بچنا چاہتی تھی۔ میں نے اس کے اندر دوڑنے کی تحریک پیدا کی تو وہ دوڑتی چلی گئی۔ وہ گارڈن ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ ہمدانی نے کہا "بھاگو یہاں سے۔"

میں نے کہا "آرام سے کافی پیو۔ وہ دوڑنا نہیں چاہتی تھی' میں نے اسے دوڑایا ہے۔ وہ گارڈن تک پہنچنے کے بعد پھول توڑنے کے قابل نہیں رہے گی۔"

ہم نے کافی ختم کی' بل ادا کیا پھر وہاں سے کار کی طرف آئے لیکن قریب پہنچ کر ٹھٹک گئے۔ اگلی سیٹ پر ایک حسینہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ہمیں دیکھ کر پوچھا "کیا یہ تمہاری گاڑی ہے؟"

ہمدانی نے کہا "اتفاق سے ہماری ہے' کیا تم اپنی سمجھ کر بیٹھ گئی ہو؟"

"یہ میری بری عادت ہے۔ میں ہر چیز کو' ہر شخص کو اپنا سمجھ لیتی ہوں۔ تم دونوں مجھے اپنے ہی لگ رہے ہو' آؤ بیٹھ جاؤ۔"

میں نے ہمدانی کو دیکھا' وہ بولا "آسمان سے گرے کھجور میں اٹکے۔ ایک سے پیچھا چھڑایا دوسری آگئی۔"

میں نے کہا "آنے دو' یہ دیکھو بے حد خوب صورت اسمارٹ ہے۔ جب میں ساتھ ہوں تو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا' کم آن۔"

وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر چلا گیا۔ میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر اس حسینہ کے خیالات پڑھنے لگا۔ میں نے اپنی زندگی میں اس دنیا کے بڑے بڑے دماغوں کو پڑھا ہے' لیکن ایسا دماغ پہلی بار پڑھنے کو ملا۔ وہ سوچ رہی تھی "میں کوئی پاگل کی بچی تو نہیں ہوں کہ کل کی بات آج اور صبح کی بات شام کو بھول جاؤں۔ اس دنیا میں کون نہیں بھولتا لیکن کوئی اپنے مطلب کی بات نہیں بھولتا۔ مجھے بھی اپنے مطلب کی بات یاد ہے۔ میں اسپتال سے آزادی حاصل کرنے کے لیے بھاگی تھی۔ پھر یاد آیا کہ رقم کے بغیر نہ کھانا ملے گا' نہ کہیں جانے کے لیے گاڑی ملے گی لیکن یہ گاڑی مل گئی۔"

گاڑی مل جانے پر وہ خوش ہو کر قہقہہ لگانے لگی۔ ہمدانی نے چونک کر پوچھا "کون سا لطیفہ یاد آگیا؟"

میں نے کہا "یہ صبح سے بھوکی ہے اس کے لیے سینڈوچز اور کوئی ڈرنک لے آؤ پھر آگے چلو۔"

وہ کار سے نکل کر اسنیک بار کی طرف گیا۔ وہ میری طرف پلٹ کر بولی "تم بہت اچھے ہو۔ میں تو بھول ہی گئی تھی کہ مجھے بھوک لگی ہے لیکن جب بھوک برداشت نہ ہو تو روٹی یاد آجاتی ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"آں؟" وہ سوچنے لگی "میرا نام کیا ہے؟ کیا نام یاد رکھنا

ضروری ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں' اگر ضروری ہوتا تو مجھے نام یاد رہتا۔ ہے ہاں' وہ لوگ مجھے کچھ کہہ کر پکارتے تو تھے۔ ہاں' کچھ یاد آرہا ہے۔"

وہ اپنے سوئیٹر کے اندر ہاتھ ڈال کر اپنی شرٹ پر لگے ہوئے بیج نکالتے ہوئے بولی "یہ ہے نام' وہ لوگ مجھے سیون کہتے تھے۔ نمبر سیون' ادھر آؤ۔ اے نمبر سیون ادھر جاؤ۔"

میں نے اس کے ہاتھ سے بیج لے کر دیکھا۔ اس پر بڑا سا سات کا عدد کندہ کیا ہوا تھا اور ایک دماغی اسپتال اور پاگل خانہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کی سوچ میں سوال پیدا کیا "میں اسپتال میں کتنے دنوں سے ہوں؟"

اس کی سوچ نے کہا "میں کتنے دنوں۔۔۔ سے ہوں؟ کیا دن رات کا حساب کرنے سے عمر کم ہو جاتی ہے یا زندگی طویل ہو جاتی ہے؟ اگر کیا کچھ نہیں ہوتا ہے تو دن' مہینے اور سال گننے کا فائدہ کیا ہے؟"

میں نے حیرانی سے سوچا' اس سے پہلے وہ بھولنے اور یاد کرنے کے موضوع پر سوچ رہی تھی اور اب وہ دن رات کی گنتی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ ہر بار اس کے سوچنے کا انداز فلسفیانہ رہا۔ کوئی اس کے خیالات سنے گا تو اسے کبھی پاگل یا نیم پاگل نہیں کہے گا۔ آخر یہ ہے کیا چیز؟

میں نے دماغ کی تہ میں پہنچ کر اس کی پچھلی زندگی کے متعلق معلوم کرنا چاہا تو بڑی حیرانی ہوئی۔ اس کی یادداشت کا خانہ خالی تھا صبح سے اب تک کی باتیں یاد تھیں کہ وہ کس طرح دماغی اسپتال سے نکل کر آئی تھی اور کہاں کہاں بھٹکتی رہنے کے بعد ہماری گاڑی میں آکر بیٹھی ہوئی تھی۔ آج صبح سے پہلے کی کوئی بات اسے یاد نہیں رہی تھی۔

یعقوب ہمدانی اس کے لیے کھانے کا سامان لے آیا۔ وہ خوش ہو کر کھانے لگی۔ اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا "دوست! کیا تم نے اس کا نام پتا معلوم کیا ہے؟"

میں نے سوچ کے ذریعے کہا "میں اس کے سامنے کچھ بولنا نہیں چاہتا اس لیے تمہارے اندر جو بول رہا ہوں اسے سن کر بدحواس نہ ہو جانا۔"

"کیا تم مجھے بزدل سمجھ کر ڈرا رہے ہو۔ اگر اسے خوف ناک کہو گے تب بھی میں ڈرنے والا نہیں ہوں۔"

"شاباش! یہ جو تمہارے پہلو میں بیٹھی ہوئی ہے' پاگل خانے سے بھاگ کر آئی ہے۔"

اس نے گھبرا کر چیخ مارتے ہوئے گاڑی روک دی۔ ایک نظر اس پر ڈالی جو کھانے میں مصروف تھی۔ لقمہ چباتے ہوئے بولی "ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ کیا سینگ نکل آئے ہیں؟"

"نن۔۔۔۔ نہیں بس یوں ہی دیکھ رہا ہوں۔"

وہ بولی "کسی کھانے والے کا منہ تکنا ندیدہ پن ہوتا ہے۔"

"تم درست کہتی ہو۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"لکی سیون۔"

"لکی سیون' خوش نصیبی کا سات نمبر ہے۔ یہ نام تو نہیں ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"نام تو خاصا بڑا ہے' تم مجھے ہمدانی کہہ سکتی ہو۔"

"یہ ہمدانی کیا ہوتا ہے؟"

"ہمدان ایک علاقے کا نام ہے۔ اس کے حوالے سے میں۔۔۔"

وہ بات کاٹ کر بولی "جب یہ کسی جگہ کا نام ہے تو تمہارا نام کیسے ہوا؟ تم آدمی ہو یا علاقہ؟"

"ایسی بات نہیں ہے' دراصل میرا نام یعقوب ہے۔"

"یعقوب کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہ دراصل ایک پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کا نام ہے۔"

وہ بولی "کیا تم پاگل ہو؟ میں تمہارا نام پوچھ رہی ہوں اور تم کسی دوسرے کے والد کا نام بتا رہے ہو۔"

وہ مجھے دیکھ کر بولا "اس کی باتوں میں ہوش مندی بھی ہے اور کچھ الٹی منطق بھی۔ مجھے تو یہ پاگل نہیں لگتی۔"

وہ بولی "تمہارے دماغ میں یہ بات کیسے آئی کہ میں پاگل لگتی ہوں؟"

ہمدانی نے گاڑی آگے بڑھائی۔ میں نے کہا "تمہارا یہ بیج بتا رہا ہے کہ تم مینٹل اسپتال سے آئی ہو۔"

اس نے کہا "یہ بیج بتا نہیں رہا ہے' دکھا رہا ہے۔ یہ تو بے زبان ہے۔ بتائے گا کیسے؟ تم دونوں مجھے پاگل سے لگتے ہو۔"

میں نے کہا "ہمدانی! تمہیں باتیں کرنے کے لیے ایک ہم سفر کی ضرورت تھی' لو ضرورت پوری کرو۔ میں ذرا سونا چاہتا ہوں۔"

"اے خبردار! تم سو نہیں سکتے۔ معلوم تو ہو یہ مصیبت کہاں تک ہمارے ساتھ رہے گی۔"

وہ بولی "اے! تم مصیبت کسے کہہ رہے ہو؟"

"تمہیں کہہ رہا ہوں۔ زبردستی گلے پڑنے والی کو مصیبت کہتے ہیں۔"

وہ بولی "کیا کسی نے تمہیں دنیا میں آنے کے لیے کہا تھا؟ کبھی نہیں۔ تم تو زبردستی پیدا ہو کر دنیا والوں کے گلے پڑ گئے ہو' کیا تم بھی مصیبت ہو۔"

وہ بولا "میں زبردستی نہیں آیا ہوں۔ میری ماں چاہتی تھی' میرا باپ چاہتا تھا کہ میں اس دنیا میں آؤں۔"

"تمہارے ماں باپ نے تمہیں پیدا ہونے سے پہلے کیسے دیکھ لیا تھا اور کب یہ کہا تھا کہ تم ہی آؤ۔ تمہاری ماں کے پیٹ سے میں آسکتی تھی۔ یہ جو پیچھے بیٹھا ہے' یہ بھی آسکتا تھا۔ کسی جان پہچان کے بغیر آنے والے کو بن بلایا مہمان کہتے ہیں۔ تم ماں باپ سے

جان پہچان کے بغیر زبردستی کیوں آ گئے۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "مجھے معاف کر دے میری ماں! غلطی سے دنیا میں آ گیا۔ اتنا بتا دے تجھے جانا کہاں ہے؟"

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ تمہیں جانا کہاں ہے؟"

"ہم تاشقند جا رہے ہیں۔"

"جھوٹ، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جہاں جا رہا ہے وہیں پہنچے گا۔ ہم سب اپنی اپنی منزل سے ناواقف ہیں۔ جسے منزل سمجھتے ہیں ادھر چلتے چلتے تقدیر راستے بدل دیتی ہے۔"

"تم کبھی فلسفیوں کی طرح بولتی ہو۔ کبھی پہنچی ہوئی اللہ کی بندی لگتی ہو۔"

"میں اللہ کی بندی ہوں، کیا تم نہیں ہو؟"

"پلٹ کر ایسا سوال مارتی ہو کہ لاجواب ہو جاتا ہوں۔ بھائی فرہاد! کیا تم بھی بس سے ہار گئے ہو۔"

اس وقت ثانی مجھے بلا رہی تھی۔ میں نے سوچ کے ذریعے ہمدانی سے کہا "میں بہت اہم معاملے میں مصروف ہوں۔ مجھے مخاطب نہ کرنا۔ یہ لکی سیون پوچھے گی تو کہہ دینا میں سو رہا ہوں۔ اس کے ساتھ الجھو گے تو یہ اور الجھائے گی۔ بہتر ہے محبت اور دوستی سے پیش آتے رہو۔"

پھر میں نے باری باری سلمان، لیلیٰ اور جوجو کو ثانی کے دماغ میں بلایا۔ ثانی نے کہا "ابھی سپر ماسٹر نے اطلاع دی ہے کہ فوج اور انٹیلیجنس کے چار افسران مجھے چیک کرنے آ رہے ہیں۔ وہ پہلے فون پر مجھ سے گفتگو کریں گے۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ثانی نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو؟"

دوسری طرف سے کسی نے گوڈ ورڈز ادا کیے پھر کہا "مادام! میں انٹیلیجنس کا ڈائریکٹر جنرل بول رہا ہوں۔ آپ کے بنگلے کے احاطے میں موجود ہوں، ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ ملاقات کی وجہ تو آپ جانتی ہی ہیں۔"

"پلیز! ایک منٹ ہولڈ کریں۔"

پھر ثانی نے کہا "پاپا! آپ ڈائریکٹر جنرل کے دماغ میں جائیں۔"

میں نے اس کے پاس جانا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار مرینا کا لب و لہجہ اختیار کیا۔ پھر گیا تب بھی اس نے یوگا کا مظاہرہ کیا۔ میں نے ثانی کو صورتِ حال بتائی۔ وہ فون پر بولی "ہیلو میں مطمئن ہوں۔ آپ تنہا اندر آ کر ڈرائنگ روم میں تشریف رکھیں۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ دوسری بار پھر فون کی گھنٹی بجی۔ اس بار انٹیلیجنس کے شعبے سے تعلق رکھنے والے ہپناٹزم کے ایک ماہر نے رابطہ کیا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ لوگ ثانی پر تنویمی عمل کر کے اس کے اندر سے اس کی اصلیت اگلوانا چاہتے ہیں۔ ایسے طریقۂ کار سے ثانی یقیناً بے نقاب ہونے والی تھی۔

سلمان نے اس کے دماغ میں جانا چاہا تو ناکامی ہوئی۔ مر... لہجہ اپنانے کے باوجود ثابت ہو گیا کہ وہ ہپناٹزم کا ماہر دشمنوں کا... کار نہیں ہے۔ ثانی نے اسے بھی تنہا اندر آ کر ڈرائنگ روم... بیٹھنے کو کہا۔ تیسری بار فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے فون پر رابطہ ک... اس بار لیلیٰ گئی پھر واپس آ گئی، لیکن مرینا کا لہجہ اختیار کرتے... اس کے دماغ میں جگہ مل گئی۔

ثانی یہ صورتِ حال معلوم کر کے جان بوجھ کر انجان بن گ... اس اعلیٰ افسر کو اور اس کے بعد رابطہ کرنے والے ایک اعلیٰ ا... کو بھی اندر آنے کی اجازت دے دی۔ پھر اس نے مجھ سے... "پاپا! مرینا کو خوش فہمی ہے کہ ہم اس کے آلۂ کار کو سمجھ نہ... پائیں گے۔ اب بتائیں کیا ارادہ ہے؟"

میں نے اسے سمجھا دیا کہ ہمیں کرنا کیا ہے۔ اس کے مطا... اس نے کمپیوٹر کے ذریعے سپر ماسٹر سے کہا "میں چاروں افسرا... سے مطمئن ہوں۔ وہ سب یوگا کے ماہر ہیں۔ پھر بھی میں خدشہ ظا... کر چکی ہوں۔ مرینا بہت مکار ہے۔ میرے خلاف کوئی ایسی چا... چل سکتی ہے جس کی ہم توقع نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر زندہ بچ گئ... خوش نصیب کہلاؤں گی ورنہ آپ کو آخری سلام کرتی ہوں۔"

"نہیں بیٹی سلوانہ! ایسی بات نہ کہو۔ میں تمہیں کچھ نہ... ہونے دوں گا۔ اس وقت تمہارے بنگلے کے اندر کے تمام خفیہ... ٹی وی کیمرے اور ریکارڈر آن ہیں۔ ہمارے گارڈز چوکنے ہیں۔ خدا... بھروسا کرو اور جاؤ۔"

وہ اپنے کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم کی طرف جانے لگ... اس کے ہاتھ میں ایک بھرا ہوا ریوالور تھا۔ ہم میں سے کوئی ہتھ... لے کر دشمنوں کے سامنے کبھی نہیں جاتا، لیکن میری پلاننگ... مطابق یہ ضروری تھا۔

وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ وہ چاروں اٹھ کر کھڑ... ہو گئے۔ ثانی نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا "... افسوس ہے کہ میں ریوالور لے کر ملاقات کرنے آئی ہوں۔ کیا آ... حضرات کو اعتراض ہے؟"

ایک نے کہا "تم اپنے یقینی تحفظ کے لیے کچھ بھی کر سکتی... ویسے ہم سب نہتے ہیں۔ اول تو کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے... ہمارے دماغوں میں نہیں آ سکے گا۔ فرض کرو کسی چالاکی سے آ... گا تو ہمیں نہتا دیکھ کر آلۂ کار نہیں بنا سکے گا۔"

وہ بولی "ہم سب اسی حد تک سوچتے ہیں جہاں تک عقل... کرتی ہے۔ بعض اوقات دشمنوں کی عقل ہماری حد سے زیا... ہماری توقع سے زیادہ کام دکھا جاتی ہے۔"

میں ان کی باتوں کے دوران اس افسر کے دماغ میں تھا جو... کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا تھا۔ اس وقت مرینا بھی... موجود تھی اور میری موجودگی سے بے خبر۔ خود کو تنہا سمجھ کر ا... سے کہہ رہی تھی "پائپ میں تمباکو بھرو اور اسے ہونٹوں میں دبا کر سلگاؤ۔ جیسے ہی ہونٹوں میں اسے دباؤ گے، ٹھیک آنکھوں کے سامنے تمباکو فلنگ کی جگہ ایک سرخ نشان ابھرے گا اس نشان سے سپر مادام کی پیشانی کا نشانہ لے کر پھونک مارو۔ ایک زہریلی سوئی ٹھیک سپر مادام کی پیشانی پر پیوست ہو جائے گی۔ کم آن وقت ضائع نہ کرو۔"

اعلیٰ افسر اپنی جیب سے پائپ اور تمباکو کی ڈبیا نکالنے لگا۔ میں نے ثانی کے پاس آ کر کہا "اس افسر کی اسموکنگ پائپ میں زہریلی سوئی ہے، اسے استعمال نہ کرنے دو۔"

روکنے کو تو میں اور میرے ساتھی بھی اس افسر کو روک کر مرینا کے قاتلانہ حملے کو ناکام بنا سکتے تھے لیکن وہاں ڈراما پلے کرنا ضروری تھا کیونکہ جگہ جگہ ٹی وی کیمرے آن تھے اور ہم چاہتے تھے ثانی پر ہونے والے قاتلانہ حملے کی ویڈیو ریکارڈنگ ہو جائے۔

یہی ہوا۔ جیسے ہی اس افسر نے پائپ کو ہونٹوں سے لگانا چاہا، ثانی نے کچھ کہے سنے بغیر ریوالور سے نشانہ لیا اور گولی چلا دی۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی اس کے شانے کی ہڈی توڑتی ہوئی گزر گئی۔ پائپ فرش پر گرا اور باقی افسران دور بھاگتے ہوئے کہنے لگے "نو نو، پلیز ڈونٹ شوٹ، آخر بات کیا ہے؟"

فائرنگ کی آواز سنتے ہی ثانی کے تمام مسلح گارڈز دوڑتے ہوئے اندر آ گئے تھے اور ان تمام افسران کو نشانے پر رکھ رہے تھے۔ سیکورٹی گارڈ کہہ رہا تھا "آپ تمام افسران ہمارے لیے محترم ہیں۔ پھر بھی ہماری مادام کے حکم کے بغیر کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔"

چند لمحوں میں سب کے سب ساکت ہو گئے۔ جو جہاں تھا وہیں بت بن کر رہ گیا۔ ثانی نے بلند آواز سے کہا "ہمارے معزز حکمران، فوج کے اعلیٰ افسران اور سپر ماسٹر! آپ سب ٹی وی اسکرین پر ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ یہ اعلیٰ افسر جسے میں نے زخمی کیا ہے، یہ مجھے قتل کرنا چاہتا تھا۔ ابھی آپ کے سامنے اقبالِ جرم کرے گا۔"

پھر وہ زخمی افسر سے بولی "اپنی زبان سے بتاؤ تم نے وہ آلۂ قتل کہاں چھپایا ہے۔ اگر بولنے میں ذرا بھی دیر کی تو دوسری گولی تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دے گی۔"

وہ جلدی سے بولا "نن...... نہیں گولی نہ چلانا۔ اس پائپ کے اندر ایک زہریلی سوئی ہے۔ اسے استعمال کرنے کا ایک مخصوص طریقہ ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مادام سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ کوئی میرے دماغ میں گھسی ہوئی تھی۔ مجھے قتل کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کب اور کیسے میرے اندر آئی تھی اور کس طرح مجھے اپنا تابعدار بنا لیا تھا۔"

ثانی نے کہا "پائپ کے اندر سے وہ زہریلی سوئی نکال کر دکھاؤ۔"

وہ حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ زہریلی سوئی نکال کر دکھانے لگا۔ ان تمام مناظر کی ویڈیو ریکارڈنگ ہو رہی تھی۔ ثانی نے انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل سے کہا "آپ اس پائپ اور سوئی کو اپنی تحویل میں لے کر ان کی میڈیکل رپورٹ حاصل کر لیں۔"

پھر وہ ایک طرف خلا میں دیکھتے ہوئے بولی "میرے ملک کے تمام اکابرین مجھے دیکھ رہے ہیں اور میری آواز سن رہے ہیں۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ میں سپر مادام کے عہدے سے استعفا دینے جا رہی ہوں۔ آئندہ میں کوئی چھوٹا بڑا عہدہ قبول نہیں کروں گی۔ اگر مجھ پر شبہ ہے کہ میں سپر مادام سلوانہ نہیں بلکہ سونیا ثانی ہوں تو مجھے اس ملک سے نکال دیا جائے۔"

پھر اس نے سیکورٹی افسر سے کہا "معزز افسران کو بنگلے کے باہر پہنچا دو، تمہارے سوا کوئی اندر نہیں آئے گا۔"

وہ ڈرائنگ روم سے چلتی ہوئی بیڈ روم میں آ گئی۔ میں نے کہا "بیٹی! استعفا دینے والی بات صرف دھمکی تک رہے۔ تمہیں یہاں بدستور سپر مادام بن کر رہنا چاہیے۔"

"نہیں پاپا! میں صرف غصہ دکھا رہی ہوں۔"

کمپیوٹر سے رابطہ کرنے کے لیے اشارہ موصول ہونے لگا۔ اس نے اپنے کمپیوٹر کو آپریٹ کیا۔ اسکرین پر سپر ماسٹر کی تحریر ابھرنے لگی۔ وہ کہہ رہا تھا "سپر مادام سلوانہ! تمہارا ناراض ہونا بجا ہے۔ ابھی تم سے ذرا بھی چوک ہوتی تو ہم لیبوڈا کی طرح تم سے بھی محروم ہو جاتے۔ میں اس ملک کے تمام اکابرین سے تمہارے لیے فائٹ کر رہا ہوں اور تمہیں سمجھا رہا ہوں کہ استعفا ہرگز نہ دینا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں بھی سپر ماسٹر کا عہدہ چھوڑ دوں گا اور یہ بات میں تمام اکابرین سے کہہ رہا ہوں۔"

"میں جانتی ہوں، آپ مجھے بہت چاہتے ہیں لیکن میں اسی شرط پر موجودہ عہدے پر رہوں گی کہ مجھ پر شبہ نہ کیا جائے اور شبہ ہو تو مجھے ملک بدر کر دیا جائے۔ اس کے سوا کوئی تیسری بات میرے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگی۔"

"تم جو چاہتی ہو، وہی ہوگا۔ آئندہ کوئی تمہیں چیک کرنے نہیں آئے گا۔ اگر دشمنوں نے ٹیلی پیتھی کے حربے استعمال کر کے ہمارے اکابرین کو تمہاری مخالفت پر مجبور کیا تو میں تمہیں چور راستے سے اس ملک سے باہر بھیج دوں گا۔ تم غصہ تھوک دو اور آرام کرو۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ لیلیٰ، سلمان، جوجو اور میں نے اطمینان کا اظہار کیا۔ اب ثانی کے لیے خطرہ نہیں رہا تھا۔ دشمنوں کی اب کوئی چال ثانی کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔

میں دماغی طور پر کار کی پچھلی سیٹ پر حاضر ہو گیا۔ اگلی سیٹ پر وہ مصیبت بیٹھی ہوئی تھی۔

○☆○

صرف مرینا ہی نہیں، شی تارا بھی اس فوجی افسر کے دماغ میں

تھی جو پائپ کے ذریعے زہریلی سوئی پھونک کر ثانی کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

مرینا نے بڑی کوششوں سے اس اعلیٰ افسر کو ٹریپ کیا تھا اور تنویمی عمل کے ذریعے اپنا تابعدار بنالیا تھا پھر شی تارا کو اپنے ساتھ اس کے دماغ میں لے گئی تھی۔ ان دونوں کو یقین تھا کہ ہم میں سے کسی کو اس اعلیٰ افسر پر شبہ نہیں ہوگا اور وہ اس کے ذریعے ثانی کا کام تمام کرکے مجھ پر یہ ثابت کریں گی کہ میری فیملی کی اور بہت سی کمزوریاں ان کے ہاتھوں میں ہیں اور وہ اسی طرح علی اور پارس کو بھی ٹھکانے لگائیں گی۔

سوچا تھا کیا اور کیا ہوگیا؟

اتنا بھرپور منصوبہ تھا کہ ثانی کے مقدر میں موت لکھ دی گئی تھی۔ اس کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں چھوڑا گیا تھا۔ اس کے باوجود وہ بچ گئی تھی اور ان کا آلۂ کار ناکارہ ہوگیا تھا۔

وہ دونوں دماغی طور پر حاضر ہوکر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں۔ شی تارا نے حیرانی سے کہا "یہ کیا ہوگیا؟"

مرینا نے کہا "تم میرے ساتھ وہاں موجود تھیں۔ تم نے بھی دیکھا ہے۔ منصوبے میں کوئی خامی نہیں تھی۔ ایسی رازداری تھی کہ میرے سوا کوئی اس افسر کے دماغ میں نہیں جاسکتا تھا پھر ثانی کو کیسے معلوم ہوگیا کہ وہ افسر زہریلی سوئی کے ذریعے اسے ہلاک کرنے والا ہے۔"

شی تارا نے کہا "اس افسر کے اندر ہماری موجودگی نے ثانی کو بھی وہاں پہنچایا ہوگا اور وہ آلۂ کار کے ذریعے قتل کے ارادے کو سمجھ گئی ہوگی۔"

بے پے سرنا خاموش بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا "جو کچھ بھی ہوا ثانی کے لیے اچھا ہوا۔ اب امریکی اکابرین کا اعتماد ثانی پر مضبوط ہوجائے گا۔ انہیں پختہ یقین ہوجائے گا کہ لیوڈا کی طرح ان کی سپرمادام کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ قتل کرنے والی سازش نے ثابت کردیا ہے کہ وہی سپرمادام سلوانہ ہے۔"

بہن نے پوچھا "بھائی سرنا! یہ کیا ہورہا ہے؟ کیا فرہاد اور اس کے خاندان والوں نے کامیابیوں کا ٹھیکا لے رکھا ہے۔ کیا ان کے مقدر میں کبھی شکست لکھی نہیں گئی ہے؟"

مرینا نے کہا "کیوں نہیں، میں نے اسے پچھاڑ دیا تھا۔ مجھ سے پہلے بھی فرہاد اور اس کے بیٹے ناکام ہوتے رہے ہیں۔ ان میں ایک بڑی صلاحیت ہے کہ وہ اپنی ناکامیوں کو حیرت انگیز طور پر بڑی جلدی کامیابیوں میں بدل دیتے ہیں۔"

سرنا نے کہا "مانتا ہوں وہ بڑی ذہانت اور حوصلے والے لوگ ہیں۔ ان سے ٹکرانے کی ابھی ابتدا ہوئی ہے اور ابتدا ہی میں مجھے یہ سبق حاصل ہوا ہے کہ ہم ان کے مقابلے میں ذہانت سے کام نہیں لے رہے ہیں۔"

شی تارا سر جھکا کر سوچتی رہی پھر بولی "یہ درست ہے، ہم جلد بازی سے کام لے رہے ہیں اور جلد بازی ذہانت کو پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔ آدمی کو سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں دیتی۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ ٹہلتی ہوئی ایک طرف گئی پھر پلٹ کر بولی "کل تیرہ تاریخ ہے اور یہ پارس کے لیے ہی نہیں میرے لیے بھی منحوس ہے۔ وہ میرے ہاتھوں قتل ہوگا لیکن منصوبہ ناکام ہوا تو میں اس کے چنگل میں پھنس جاؤں گی۔"

وہ بھائی کے قریب آکر بولی "کوئی ضروری تو نہیں کہ میں کل ہی اس پر حملہ کروں اور کروں گی تو یہ جلد بازی اور حماقت ہوگی۔ پارس کی اگلی منحوس تاریخ تیئس ہے۔ میں ان دس دنوں میں پوری طرح ذہانت سے کام لے کر اسے گھیرنے اور سمجھنے کی کوشش کرتی رہوں گی اور ستاروں کی چال کو اچھی طرح سمجھتی رہوں گی۔"

وہ بولا "تو ٹھیک کہتی ہے۔ میں بھی جوتش ودیا سے اپنے اور تیرے مستقبل اور مقدر کا حال معلوم کرتا رہوں گا۔"

شی تارا نے جیری کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا تھا۔ وہ تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد بیدار ہوگیا اور آنکھیں کھول کر سوچ رہا تھا کہ وہ کہاں ہے اور بستر پر کیوں ہے۔

وہ باربرا کا دیوانہ تھا۔ سب سے پہلے وہی یاد آئی۔ وہ اٹھ بیٹھ گیا۔ اسے یاد آیا کہ اس کی محبوبہ اسپتال میں ہے اور وہ دشمنوں کے ڈر سے اس سے ملنے کے لیے نہیں جاسکتا تھا اور محبوبہ بھی سنگدل تھی۔ اس سے دھوکا کھانے کے بعد اس سے نفرت کرنے لگی تھی۔

باربرا نے اس سے کہا تھا کہ اگر وہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کا معمول اور تابعدار بن جائے تو وہ تمام عمر اس سے محبت کرتی رہے گی۔

محبت کرنے والے اپنی جان بھی دے دیتے ہیں۔ اگر وہ اپنا دماغ باربرا کے حوالے کردے تو کیا فرق پڑے گا۔ جس سر میں اس کا سودا سمایا ہے، وہ سر اس معشوق کا ہوجائے تو کوئی بات نہیں۔

اس نے سوچا، خیال خوانی کی پرواز کرے اور باربرا کے پاس پہنچ کر اس سے گفتگو کرے۔ اس نے آنکھیں بند کیں، باربرا کا تصور کیا، اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر پرواز کرنا چاہا تو حیران رہ گیا۔ تصور میں باربرا نہیں آئی۔ شی تارا دکھائی دی۔ وہ باربرا کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن بے اختیار شی تارا کے پاس پہنچ گیا۔

وہ بولی "ہیلو جیری! تجھے یاد نہیں ہے کہ تو اسپتال کے سامنے بک اسٹال کے پاس کھڑا ہوا تھا پھر یہاں کیسے آگیا۔"

"ہاں مجھے یاد نہیں آرہا ہے، تم کون ہو؟"

"میں تیری مالکہ ہوں اور تو میرا غلام۔ میری مرضی کے بغیر خیال خوانی نہیں کرے گا۔ چھپ کر باربرا کے پاس جانا چاہے گا تو تیری غلامانہ ذہنیت سوچ کی پرواز کو میرے پاس لے آیا کرے گی۔"

"اوہ! میں سمجھ گیا۔ تم نے مجھ پر عمل کیا ہے اور اپنا تابعدار بنالیا ہے۔"

"ہاں، میں تجھے حکم دیتی ہوں کہ باربرا کی دیوانگی میں اس کے قریب نہیں جائے گا۔"

"میں نہیں جاؤں گا لیکن مجھے اس سے دور کیوں کرتی ہو؟"

"تیری سلامتی کے لیے۔ کیا تجھے یاد ہے کہ باربرا کو ایک بڑے آپریشن کے بعد ہی دماغی توانائی حاصل ہوگئی تھی جبکہ ایسی مریضہ ماہ دو ماہ تک دماغی اور جسمانی طور پر کمزور رہتی ہے۔"

"ہاں مجھے یاد ہے۔ میں حیران ہوں کہ اسے اچانک کیسے توانائی حاصل ہوگئی تھی۔"

"میں بتاتی ہوں۔ اس کے ساتھ کوئی پراسرار قوت ہے، ایک نادیدہ ہستی اس کے آس پاس رہتی ہے۔"

"تم ناقابلِ یقین بات کہہ رہی ہو لیکن میری مالکہ ہو اس لیے یقین کررہا ہوں۔ جیسا کہ میں تمہارا غلام بن چکا ہوں، تمہارے تمام احکامات کی تعمیل کرتا رہوں گا کیا اس کے صلے میں میری ایک آرزو پوری کروگی؟"

"میں جانتی ہوں، تیری آرزو باربرا ہے۔ کیا اب بھی تجھے عقل نہیں آئی کہ اس کی آرزو میں بھٹکتے ہوئے میرا غلام بن گیا ہے۔ آئندہ پھر بھٹکے گا تو کوئی دوسرا تجھے جوتا بناکر پہن لے گا؟"

"میں بھٹکنا نہیں چاہتا۔ تم کسی طرح باربرا کو یہاں لاکر مجھے تباہی سے بچاسکتی ہو۔"

"حالات سازگار ہوں گے تو ضرور اس لڑکی کو تیری جھولی میں ڈالوں گی۔ فی الحال اس کا خیال دماغ سے نکال دے اور کمرے سے نکل کر پورے مکان کی صفائی کر اور کچن میں جاکر کھانے کا انتظام کر۔ ہم یہاں کسی ملازم کو رکھ کر کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے۔ اور خبردار! میری اجازت کے بغیر اس مکان سے باہر قدم نہ رکھنا۔"

وہ رابطہ ختم کرکے اپنے کمرے میں آئی۔ جیری وہاں آکر صفائی کرنے لگا پھر رات کا کھانا تیار کرنے کے لیے کچن کی طرف گیا تو شی تارا نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا اس کے بعد میری، پارس کی اور اپنی جنم کنڈلی کھول کر بیٹھ گئی۔ بے پے سرنا بھی اپنے کمرے میں یہی کررہا تھا۔ دونوں بہن بھائی نے طے کرلیا تھا کہ آئندہ ستاروں کی چال کے مطابق اپنی چالیں چلیں گے۔

شی تارا دو گھنٹے تک جوتش ودیا کے مطابق معلومات حاصل کرتی رہی اور حساب لگاتی رہی کہ کل ہی تیرہ تاریخ کو پارس ہمیشہ کے لیے راستے سے ہٹ جائے۔ ہر بار حساب کرنے سے یہی بات سامنے آرہی تھی کہ وہ دوست بن کر اس کانٹے کو اپنی زندگی سے نکال کر پھینک سکتی ہے۔

جوتش ودیا کہہ رہی تھی کہ دونوں کے ستارے خوب ملتے ہیں۔ دونوں خوب شیروشکر ہوسکتے ہیں۔ شی تارا کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے وہ ساری دنیا پر حکومت کرے گی لیکن ایک قباحت ہے۔

پارس سے شیروشکر ہوتے ہوتے اسلام قبول کرلے گی۔

اس نے ناگواری سے انکار کے انداز میں سر کو جھٹک کر کہا "ہرگز نہیں۔"

وہ علم نجوم اور علم الاعداد سے دوسری راہیں تلاش کرنے لگی۔ دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ پارس سے دور رہے۔ ہر ماہ کی صرف تین تاریخوں میں پارس کے خلاف منصوبوں پر عمل کرے لیکن کل کی تیرہ تاریخ دوستی کے لیے موزوں ہے۔ دشمنی کے لیے حالات سازگار نہیں ہیں۔ اسے آئندہ تیئس تاریخ کا انتظار کرنا ہوگا۔

رات کو کھانے کی میز پر شی تارا نے بھائی سے پوچھا "کیا تو نے میری جنم کنڈلی دیکھی تھی؟"

"ہاں، تو بڑی نصیبوں والی ہے۔ ستاروں کی چال، اعداد کا شمار اور ہاتھ کی لکیریں سب یہی کہتی ہیں کہ تو ساری دنیا پر اثر انداز ہوگی۔ جہاں جائے گی حکمرانی کرے گی لیکن حکمرانی کا بنیادی پتھر پارس ہے۔"

"یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔ اگر اس کمبخت کو راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہوجاؤں گی تو کسی اور کے ساتھ ازدواجی زندگی گزاروں گی لیکن عام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح محدود رہوں گی۔ کوئی نمایاں مقام حاصل نہیں کرسکوں گی۔"

"تو پھر کیسی زندگی گزارے گی؟ کامرانی اور حکمرانی یا گمنامی؟"

"میں اپنے دھرم پر قائم رہنے کے لیے گمنام ہی رہنا پسند کروں گی۔"

"شاباش، پھر تو ایک دن تو پارس کو ضرور موت کے گھاٹ اتارے گی اور ایسے وقت میں تیرے ساتھ رہوں گا۔"

"کیا تیری ودیا نے بتایا ہے کہ کل کی تیرہ تاریخ ہمارے لیے موافق نہیں ہے؟"

"ہاں، دس دنوں کے بعد شاید تیئس تاریخ ہمارے موافق ہو۔"

"شاید کیوں کہہ رہا ہے؟"

"اس لیے کہ کوئی نادیدہ رکاوٹ ہے۔ پتا نہیں وہ کسی کی آتما ہے یا زندہ ہستی ہے۔ مرینا نے اسے تین بار دیکھا ہے۔"

"ہوسکتا ہے، مرینا کسی طور دھوکا کھارہی ہو۔"

"میں تو دھوکا نہیں کھاسکتا۔ میں نے اپنی آتما کو باربرا تک پہنچانا چاہا لیکن آتما میری جسم سے باہر نہیں آئی۔ میں سانس روکتے وقت بھی یوں گھبرا جاتا تھا جیسے سانس نہ رک رہی ہو، دم نکل رہا ہو۔"

"بھائی سرنا! یہ کیسی بلا ہے جو ہمارے پیچھے پڑگئی ہے؟"

"ہمیں یہ بھید معلوم کرنا ہی ہوگا۔ اگر وہ آتما ہے تو ہمیشہ اپنے جسم سے باہر نہیں رہتی ہوگی اور زندہ ہستی ہے تو ہمیشہ باربرا اور پارس کی نگرانی نہیں کرتی ہوگی۔"

مرینا نے کہا "تم نے بہت اچھا نکتہ بیان کیا ہے۔ ہم اس ہستی

کی عدم موجودگی میں باربرا اور پارس کے پاس جاسکتے ہیں۔"

شی تارا نے پوچھا "یہ کیسے معلوم ہوگا کہ وہ ہستی ان کے قریب موجود ہے یا نہیں؟ اس کے آنے جانے کا ٹائم ٹیبل معلوم ہونا چاہیے۔"

سرنا نے کہا "مرینا! تو ابھی آتما شکتی کے ذریعے پارس کے پاس جا میں باربرا کے پاس جاتا ہوں۔ یوں وقفے وقفے سے آتے جاتے رہیں گے تو ہمیں اس پُراسرار ہستی کا ٹائم ٹیبل معلوم ہوجائے گا۔"

انہوں نے کھانے سے فارغ ہوکر کچھ دیر آرام کیا پھر مرینا اپنے کمرے کا اور سرنا اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کرکے بستر پر لیٹ گئے۔ آتما شکتی کے طریقۂ کار پر عمل کرتے ہوئے اپنے جسم سے اور اپنی رہائش گاہ سے باہر نکل گئے۔

مرینا چشم زدن میں پارس کے پاس پہنچ گئی۔ وہ ایک فوراسٹار ہوٹل کے کمرے میں تھا اور وہ ہوٹل اس رہائش گاہ سے صرف سوگز کے فاصلے پر جہاں شی تارا اور پے پے سرنا نے قیام کیا تھا۔

پارس ایک پلنگ پر آدھا لیٹا ہوا' آدھا بیٹھا ہوا تھا اور خلا میں یوں تک رہا تھا جیسے کسی خیال خوانی کرنے والے کی باتیں اپنے دماغ میں سن رہا ہو۔

یہ اچھا موقع تھا اگر مرینا اپنی آتما جسم میں واپس لے آتی اور خیال خوانی کے ذریعے پارس کے دماغ میں آسانی سے پہنچ جاتی وہ اسے محسوس نہ کرتا کیونکہ پہلے سے کوئی اس کے اندر موجود تھا جس کی باتیں سنتے وقت وہ خلا میں تک رہا ہے۔

اس طرح دو فائدے حاصل ہوتے ایک تو وہ پارس کے ساتھ ہونے والی پرائیویٹ گفتگو سن کر معلومات میں اضافہ کرتی۔ دوسرے دماغ میں دیر تک رہ کر کچھ اور چور خیالات پڑھ لیتی۔ قسمت ساتھ دیتی تو موقع پاکر اس کے اندر زلزلہ بھی پیدا کردیتی۔ اب تو وہ میرے اور میرے بیٹوں کے معاملات میں قسمت پر ہی بھروسا کرنے لگی تھی۔ اپنی پیدائشی مکاری کام نہیں آرہی تھی۔

وہ فوراً اپنے بند کمرے میں اپنے جسم کے پاس آئی پھر ٹھٹک گئی۔ اس کا جسم بستر پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا اور اس کے پاس وہ نورانی دوشیزہ بیٹھی ہوئی تھی۔ مرینا نے سوچا کہ یوگا کا عمل ختم کرے تاکہ آتما جسم میں آئے اور وہ سانس لینا شروع کرے۔

وہ سانس نہ لے سکی۔ آتما کو اپنے جسم کی طرف آنے کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔ وہ جدھر سے آنا چاہتی تھی اُدھر نور حائل ہوجاتا تھا۔

اس نے کئی سمت سے اپنے جسم میں آنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوئی۔ پریشان ہوکر سوچنے لگی "کیا کروں؟ اپنے بدن میں کیسے جاؤں؟ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسا نور میری آتما کا راستہ یوں روکے گا کہ میرے لیے زندگی کے دروازے بند ہوجائیں گے۔"

وہ ایک لاش کی طرح پڑے ہوئے جسم کو دیکھ رہی تھی۔ ابھی اس جسم کو زندگی ملنے کی امید تھی کیونکہ وہ چالیس منٹ تک سانس روک لیتی تھی۔ اس عرصہ میں وہ جسم کے اندر آکر سانس لے سکتی تھی ورنہ چالیس منٹ کے بعد ہمیشہ کے لیے دم باہر ہی رہ جاتا۔

بہت بری طرح پھنس گئی تھی۔ ابھی آٹھ منٹ گزرے تھے بتیس منٹ رہ گئے تھے۔ ان گزرتے ہوئے لمحات میں زندگی بھی مل سکتی تھی اور موت بھی۔

یہ بات یقین کی حد تک سمجھ میں آگئی تھی کہ وہ نور اسے جسم تک پہنچنے نہیں دے گا۔ اس سلسلے میں پے پے سرنا سے مدد حاصل کرنا چاہیے۔

پے پے سرنا آتما شکتی کے ذریعے دارالشفا کے اس کمرے میں گیا تھا جہاں باربرا آرام کررہی تھی۔ اس نے دیکھا' وہ ایک بستر پر لیٹی ہوئی تھی اور تنہا تھی۔ رات کے وقت اسپتال میں ویرانی سی تھی۔ مریضوں اور عیادت کرنے والوں کی آمدورفت نہیں تھی۔ اسپتال کا مختصر سا عملہ تھا گویا راستہ بالکل صاف تھا۔

وہ وہاں جاکر باربرا کو کمزور بناکر اس کے دماغ پر قبضہ جما سکتا تھا اور اسے آسانی سے اپنی رہائش گاہ میں لاسکتا تھا۔ سب سے زیادہ اطمینان کی بات یہ تھی کہ وہ نورانی دوشیزہ پہرا نہیں دے رہی تھی۔

وہ اسپتال سے واپس ہوگیا۔ اپنے بند کمرے میں اپنے ساکت جسم کے پاس آیا مگر ٹھٹک گیا۔ اس کا جسم ایک لاش کی طرح بستر پر پڑا ہوا تھا اور بستر کے پاس ایک نورانی بزرگ بیٹھے ہوئے تھے بے شک وشبہ وہ جناب علی اسد اللہ تبریزی تھے۔

سرنا نے آتما شکتی سے اپنے جسم میں آنا چاہا لیکن نور کی ایک کرن حائل ہوگئی۔ راستہ رک گیا۔ اس نے دوسری سمت سے آنا چاہا۔ اس سمت میں بھی نور کی چادر تنی ہوئی تھی۔

اس نے اپنے جسم میں داخل ہونے کے لیے کئی طرح کے جتن کیے اور ناکام ہوتا رہا۔ پریشان ہوکر سوچنے لگا "میں کیا کروں؟ اپنے بدن میں کیسے جاؤں؟ یہ بزرگ کون ہیں جو میرے اور زندگی کے درمیان موت بن کر کھڑے ہوئے ہیں؟"

وہ ڈیڑھ گھنٹے تک سانس روکنے کا عادی تھا۔ یعنی ڈیڑھ گھنٹے زندگی رہ گئی تھی۔ اس مختصر سی مدت میں جسم سانس لیتا تو زندگی ہوتی' ورنہ موت۔

وہ پریشان ہوکر سوچ رہا تھا کہ کیا کرے؟ اس وقت مرینا کی آتما نظر آئی۔ وہ سرنا سے مدد مانگنے آئی تھی اسے اشارے سے اپنے ساتھ چلنے کو کہہ رہی تھی۔ وہ اپنے جسم کو چھوڑ کرنہ جاتا لیکن اس خیال سے گیا کہ شاید کہیں سے کوئی مدد حاصل ہو اور جسم میں جگہ مل جائے۔

اس نے مرینا کے بند کمرے میں آکر دیکھا۔ وہاں بستر پر مرینا کا جسم بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا اور اس جسم کے پاس بیٹھی ہوئی آمنہ فرہاد کو وہ پہچان نہیں سکتے تھے۔

سرنا نے مرینا کی آتما کو اشارے سے کہا کہ وہ اپنے جسم میں جائے۔ اس نے اشارے میں جواب دیا کہ وہ نورانی پیکر راستہ روک رہا ہے۔

وہ مرینا کے ساتھ اپنے کمرے میں آیا پھر نورانی بزرگ کی طرف انگلی اٹھائی۔ اشارے کی زبان میں سمجھایا کہ یہ بزرگ بھی میرا راستہ روک رہے ہیں۔

وہ دونوں گھبرا کر اپنی رہائش گاہ سے باہر آگئے۔ زندگی کی طرف لوٹ آنے کی کوئی تدبیر سجھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے اشاروں میں پوچھ رہے تھے کہ کیا کرنا چاہیے؟ کیا ایسے وقت کوئی ان کے کام آسکتا ہے؟

پھر سرنا نے مرینا کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا وہ دونوں وہاں سے چلے اور پلک جھپکتے ہی لاسہ کے مندر میں گرودیو مہالامہ کے استھان تک پہنچ گئے۔ مندر کی ایک چھت پر آنجہانی گرودیو کے کئی شاگرد سانس روکے یوگا کے مختلف آسنوں میں دکھائی دے رہے تھے۔ وہ دونوں اس امید پر آئے تھے کہ ان میں سے کوئی آتما شکتی کی مشق کررہا ہوگا اور ایسا کرتے وقت وہ اپنے جسم سے نکلے گا تو ان دونوں کی آتماؤں کو دیکھے گا۔ وہ اشاروں میں حالتِ زار بیان کریں گے اور اس سے مدد طلب کریں گے۔

وہاں آنجہانی گرودیو کے جتنے چیلے تھے' سب یوگا کی مشقوں میں مصروف تھے' ان میں سے کوئی آتما شکتی کی مشق نہیں کررہا تھا۔ وہ دونوں کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد مایوس ہوکر واپس آگئے۔

اس بند کمرے میں بزرگ کی آواز ابھری "واپس آگئے؟"

پے پے سرنا کے دماغ میں وہ آواز گونجنے لگی "واپس آگئے؟ واپس آگئے؟ آگئے آگئے؟"

مرینا کے دماغ میں بھی یہی آواز اور الفاظ گردش کررہے تھے۔

بزرگ نے پوچھا "میری آواز تمہیں کہاں موصول ہورہی ہے؟ اپنے دماغ میں یا اپنی آتما میں؟

لیکن آتما تو سن نہیں سکتی' بول نہیں سکتی۔

اس لیے تم میری باتیں اپنے دماغ میں سن رہے ہو۔

اور اگر دماغ میں سن رہے ہو تو اس کا مطلب ہے تمہارا جسم زندہ ہے' زندہ نہ ہوتا تو دماغ نہ سنتا۔

یوں ثابت ہوا کہ تمہاری آتما یا روح جسم کے باہر نہیں ہے باہر ہوتی تو تم مرچکے ہوتے۔

تم سمجھتے ہو کہ آتما شکتی سے تمہاری روح جہاں چاہتی ہے وہاں پہنچ جاتی ہے۔ یہ غلط ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ روح ایک ہی بار جسم سے علیحدہ ہوتی ہے پھر وہ عالمِ ارواح میں چلی جاتی ہے پھر قیامت کے دن ہی وہ خالقِ حقیقی ہمیں زندگی دیتا ہے اور اعمال کے مطابق جنت اور جہنم دیتا ہے۔

ہماری دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ آدمی سانس روک کر عارضی طور پر مرتا ہو اور اپنی روح کو ساری دنیا کی سیر کرانے کے بعد پھر جی اٹھتا ہو۔

یہ جو تم ابھی لاسہ کے مندر گئے تھے' یہ جو میں پیرس سے یہاں پہنچا ہوا ہوں تو یہ ہماری تمہاری روح نہیں ہے۔

یہ روح کی وہ توانائی ہے جو ہزاروں میل کی دوری تک دیکھتی ہے پیرس کے ٹی وی کیمرے کے سامنے ایکٹ کرنے والا اداکار ازبکستان کے ہر ٹی وی اسکرین پر دیکھا جاتا ہے۔

فرق یہ ہے کہ اسکرین کے کردار کو ہماری ظاہری آنکھ دیکھتی ہے اور روحانی کردار کو صرف باطنی آنکھ دیکھ پاتی ہے۔ ہم نے تم نے روحانیت میں کمال کا درجہ حاصل کیا اس لیے بصارت سے نہیں بصیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔

وائس آف امریکا سے نشر ہونے والی آواز ازبکستان میں سنی جارہی ہے۔ اسی طرح روحانی توانائی سے تم میری آواز اپنے دماغ میں سن رہے ہو۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ روح کا تماشا نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟

یہ روحانی ٹیلی پیتھی ہے جو صرف عبادت اور ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اور اس کے لیے پاکیزگی لازمی ہے۔

سرنا! تمہاری روحانی قوت محدود ہے اور محدود رہے گی کیونکہ تمہاری پاکیزگی محدود ہے۔ سوائے مسلمانوں کے دنیا کی کسی قوم میں استنجا والی پاکیزگی نہیں ہے۔ ایسی طہارت کا سبق ہمیں روح کی پاکیزگی تک لے جاتا ہے اور روح ہمیں لامحدود توانائی تک لے جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں تمہارے سامنے سانس لے رہا ہوں تم اور مرینا ہمارے سامنے سانس لینے کے قابل نہیں رہے ہو۔

سانسوں کا لین دین قادرِ مطلق کی مرضی سے جاری رہتا ہے۔ ہمیں حکم تھا کہ صرف اتنی دیر تمہارے سانسوں کو روکیں پھر رواں رہنے دیں۔ سو وہ وقت گزر گیا۔ ہم جارہے ہیں۔ خدا تمہیں عقل اور ایمان دے۔"

دوسرے ہی لمحے میں سرنا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اُدھر مرینا اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ دونوں کو یوں لگ رہا تھا جیسے ایک خواب تھا جو ٹوٹ گیا ہے اور آنکھ کھل گئی ہے۔

انہوں نے گھڑی دیکھی۔ پتا چلا تقریباً آدھے گھنٹے تک سانس رکی رہی تھی۔ مرینا اپنے کمرے سے نکلی اور سرنا کے کمرے میں آکر کہا "مائی گاڈ! مجھے تو یقین ہوچلا تھا کہ ہم کبھی زندگی کی طرف لوٹ کر نہیں آسکیں گے۔"

سرنا گہری سنجیدگی سے سوچتے ہوئے بولا "آج ہم قسمت سے بچ گئے' آئندہ کیا ہوگا؟"

وہ بولی "ہم دیوار پر زور سے گیند نہ ماریں تو وہ گیند پلٹ کر ہماری طرف نہیں آئے گی۔ اگر ہم فرہاد سے اور اس کے تمام احباب سے دور رہیں' ان پر پتھر نہ پھینکیں تو جواباً ہمیں وہ لوگ پتھر

نہیں ماریں گے۔"

"یہ ہے تو دانشمندی کی بات لیکن میں مرد ہوں' شہ زور ہوں یہ میرے لیے دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیکنے والی بات ہوگی۔ مرد جب میدانِ جنگ میں ہوتا ہے تو شکست کھا کر میدان سے نہیں بھاگتا بلکہ شکست کی وجہ معلوم کرتا ہے۔ اپنی کمزوریوں کو دور کرتا ہے۔ آج ہم نادانستگی میں پھنس گئے تھے۔ آئندہ نہیں پھنسیں گے۔"

"وہ بوڑھا جو تمہارے بے حس جسم کے پاس بیٹھا تھا' وہ کہہ رہا تھا 'یہ آتما واتما کچھ نہیں ہے' بلکہ روحانی ٹیلی پیتھی ہے اور وہ مسلمان تم سے اور مجھ سے زیادہ اس روحانی ٹیلی پیتھی میں پاور فل ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ آئندہ بھی ہماری آتما شکتی کے لیے پرابلم بنے گا۔ اگر وہ آئندہ ہمارے سانس روکنے کے دوران آئے گا تو پھر ہمیں دوبارہ سانس لینے نہیں دے گا۔ وہ اولڈ مین ہمیں مار ڈالے گا۔"

"یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ وہ بار بار ہمیں ٹریپ کرتا رہے گا۔ میں مانتا ہوں اس کی آتما شکتی زیادہ ہے۔ اگر میں آتما شکتی کے ذریعے فرہاد اور اس کے کسی رشتے دار کے پاس نہ جاؤں تو وہ بوڑھا میری سانس روکنے نہیں آئے گا لیکن میں جسمانی طور پر فولاد ہوں فرہاد اور اس کے بیٹوں کو گیلے کپڑوں کی طرح نچوڑ سکتا ہوں۔ ایسے محاذ پر وہ بوڑھا روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

"ہمیں شی تارا کو اس موجودہ تجربے کے متعلق تفصیل سے بتانا چاہیے۔"

"میری بہن میرے دماغ میں موجود ہے' سب کچھ سن رہی ہے اور سمجھ رہی ہے۔ یہ بتاؤ تم پارس کے پاس گئی تھیں؟"

"ہاں' میں تو بتانا بھول گئی' یہ جو سامنے ہوٹل ہے اس کے ایک کمرے میں پارس موجود ہے۔"

وہ چونک کر کھڑا ہو گیا "کیا واقعی؟"

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ تمہیں یہی بتانے اپنے جسم میں واپس آنا چاہتی تھی مگر اس نورانی دوشیزہ نے راستہ روک لیا تھا۔"

سرنا نے کہا "او گاڈ! دشمن ہمارے اس قدر قریب ہے اور ہم اب تک اس سے غافل رہے۔"

شی تارا نے پوچھا "مرینا! کیا پارس تمہیں موجودہ حلیے میں پہچانتا ہے؟"

"نہیں' اس نے یہ موجودہ بہروپ نہیں دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے وہ ہم میں سے کسی کو نہیں پہچان رہا ہے۔ یونہی اتفاقاً سامنے والے ہوٹل میں آگیا ہے۔"

"کیا وہ تنہا ہے؟"

"بالکل تنہا ہے۔ جب میں وہاں گئی تو اس کمرے میں کوئی دوسرا نہیں تھا۔"

"کمرا نمبر بتاؤ؟"

"تھری او سیون۔"

وہ جوتے پہنتے ہوئے بولا "میں ابھی اس سے نمٹ لوں گا۔"

"بھائی سرنا! ستاروں کی چال کے خلاف نہ چل۔ تو اسے جان سے نہیں مار سکے گا۔"

"میں جانتا ہوں۔ اسے جان سے نہیں ماروں گا صرف اپاہج بنا کر چھوڑ دوں گا۔ گھڑی دیکھو' رات کے بارہ بج کر پانچ منٹ ہو چکے ہیں۔ اس کی منحوس تیرہ تاریخ شروع ہو چکی ہے۔"

"ہاں' اس لحاظ سے اس کی شامت آسکتی ہے۔ تُو ہمالیہ پہاڑ ہے' پارس کو پیس کر رکھ دے گا۔"

وہ جاتے ہوئے بولا "میری واپسی میں خواہ کتنی ہی دیر ہو جائے تو میرے دماغ میں خیریت معلوم کرنے نہ آنا۔ تیرے آنے سے دشمنوں کے لیے میرے دماغ کا دروازہ کھلا رہے گا۔"

"بھائی سرنا! تو قریب ہی جا رہا ہے واپسی میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔"

"میری بہنا! اگر وہ جان چھڑا کر بھاگے گا تو اس کا تعاقب کرنے کے لیے مجھے دور جانا ہی ہوگا۔ مرینا! میری بہن کو لے جا اور میرے آنے تک اسے اپنے ہی پاس سُلانا۔ میرے لیے خواہ مخواہ نہ جاگنا۔"

وہ جانے لگا۔ شی تارا اور مرینا اسے دور تک جاتے ہوئے دیکھتی رہیں چونکہ ہوٹل سامنے ہی تھا اس لیے سرنا گاڑی نہیں لے گیا۔ شی تارا نے کہا "مرینا! مجھے نیند نہیں آئے گی۔ جیری سے کہو کافی بنائے۔"

مرینا نے جیری کو بلا کر کافی بنانے کا حکم دیا۔ شی تارا سامنے ہوٹل کی تیسری منزل کی طرف دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی اسی منزل کے کمرا نمبر سات میں پارس ہے۔ آدھی رات گزر چکی ہے' وہ سو رہا ہوگا ویسے جاگتا بھی ہوگا تو فرق نہیں پڑے گا۔ میرا بھائی سوئے ہوئے شیر کو جگا کر شکار کرتا ہے۔

پھر وہ سوچنے لگی لیکن یہ باپ بیٹے جو اس پر چھائے رہتے ہیں۔ سب ہی کہتے ہیں اور ان کی ہسٹری بھی کہتی ہے کہ یہ کبھی آسانی سے قابو میں نہیں آتے' لیکن یہ تو بہت آسان سا لگ رہا ہے۔ بس اس کمرے میں جانا ہے اور اس خطرناک نوجوان کو توڑ پھوڑ کر آجانا ہے۔

مرینا نے پاس آکر پوچھا "ہوٹل کی طرف کیا تک رہی ہو؟"

وہ ایک انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے بولی "پارس اُدھر تیسری منزل میں ہے۔ ابھی اس کے ٹوٹنے پھوٹنے کی خوشخبری ملے گی۔"

"نہیں شی تارا! یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ میں مانتی ہوں' تمہارا بھائی پہاڑ ہے۔ مگر پارس بھی فولاد ہے۔ پھر یہ کہ وہ طاقت سے زیادہ مکاری سے کام نکالتا ہے۔ میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔"

"ہاں' تُو اس کے ساتھ دن اور راتیں گزار چکی ہے۔ اس نے

تجھے پھنسایا تھا یا خود پھنس گئی تھی؟"

"میں ہی دیوانی ہو گئی تھی۔ سچ پوچھو تو آج بھی اس کے سامنے کوئی دوسرا مرد متاثر نہیں کرتا۔"

"اس میں ایسی کیا بات ہے؟"

"اس کے پیار میں' اس کی قربت میں' زہریلی کشش ہے۔ ایک بار اس کا زہر رگوں میں دوڑ جائے تو بار بار آرزوئیں اسے ہی پکارتی رہتی ہیں۔ شی تارا تم نے اسے ریستوران میں بڑی دیر تک قریب سے دیکھا ہے۔ کیا اس کی خوبروئی متاثر نہیں کرتی ہے؟"

وہ منہ پھیر کر بولی "اونہہ' ابھی میرا بھائی اس کی خوبروئی کو مٹی میں ملا کر آنے والا ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی دور سے سرنا آتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ دونوں دوڑتی ہوئی اس کی طرف جانے لگیں۔ شی تارا دوڑتی ہوئی بولی "بھائی سرنا! جلدی بول' ہارا یا جیت؟"

وہ قریب آتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو فضا میں لہراتے ہوئے بولا "میری بہنا! بھلا تیرا بھائی کبھی میدان ہار سکتا ہے۔ میں نے اس کے دونوں ہاتھوں کی ہڈیاں توڑ دی ہیں' اسے اپاہج بنا دیا ہے۔"

بہن خوشی سے دوڑتی ہوئی بھائی سے جا کر لپٹ گئی۔ مرینا نے کہا "مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ سرنا! تم نے کس بے چارے کو اپاہج بنا دیا ہے؟"

"پارس کو اور کس کو؟"

"تم نے اسے کیسے پہچانا؟"

"تُو نے بتایا تھا کہ وہ کمرا نمبر تھری او سیون میں ہے۔"

یہ میں نے رات کے دس بجے کہا تھا۔ کتنا وقت گزر چکا ہے۔ ہو سکتا ہے پارس وہاں سے چلا گیا ہو اور دوسرا مسافر وہاں آیا ہو۔"

"مرینا! تُو نے اور بھی پہچان بتائی تھی کہ وہ زہریلا ہے اور کئی بوتل شراب پینے کے بعد بھی اسے نشہ نہیں ہوتا ہے۔"

وہ بولی "ہاں' یہ پارس کی پہچان ہے۔"

"تو پھر مجھ سے غلطی نہیں ہوئی ہے۔ میں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی دیکھا' وہ زہریلا جوان بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کے سرہانے والی میز پر سانپوں کے دو پٹارے رکھے ہوئے تھے۔ فرش پر شراب کی دو خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں۔"

"او سرنا! وہ زہریلا تو ہے مگر اپنے ساتھ سانپوں کے پٹارے نہیں رکھتا ہے۔ دو خالی بوتلوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بوتلیں اس نے خالی کی ہوں گی۔"

شی تارا نے کہا "تم دونوں اتنی بحث کیوں کر رہے ہو۔ ابھی پارس کے دماغ میں چل کر دیکھ لیتے ہیں۔"

وہ مرینا کے دماغ میں آئی۔ مرینا پارس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ پھر دوسرے ہی لمحے واپس آگئی۔ پارس نے سانس روک لی تھی۔ شی تارا نے کہا "بھائی سرنا! تو دھوکا کھا گیا ہے۔ وہ تو صحیح سلامت ہے اس نے اپنے دماغ سے ہمیں بھگا دیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ ہوٹل کا کمرا چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے۔ آخر ان کمبختوں کو خطرات سے آگاہی کیسے ہو جاتی ہے؟"

شی تارا "او مائی گاڈ" کہتی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ سرنا نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"ہوگا کیا؟ تُو سوچے سمجھے بغیر اسے اپاہج بنانے چلا گیا۔ یہ بات ہم میں سے کسی نے نہیں سوچی کہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والی دوشیزہ اور بوڑھے نے تمہاری آتما شکتی والی مصروفیات دیکھی تھیں۔ انہوں نے پارس کو بتایا ہوگا کہ ہم نے اسے ہوٹل کے کمرے میں دیکھ لیا ہے وہ اسی وقت ہوٹل چھوڑ کر چلا گیا ہوگا۔"

سرنا نے کہا "واقعی ہم نے اس پہلو سے نہیں سوچا تھا۔"

"اب ایک اور تشویشناک پہلو ہے۔ ان روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے پارس کو ہماری یہ رہائش گاہ بھی بتا دی ہوگی۔ اب یہ اندیشہ رہے گا کہ وہ ہوٹل چھوڑ کر دور نہیں گیا ہے بلکہ ہمارے بنگلے کے آس پاس ہی کہیں ہماری تاک میں ہے۔"

وہ سب آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دم سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس لمحے سے ان کا سکون رخصت ہو گیا۔ کوئی دروازے کی طرف گیا' کوئی کھڑکیوں کی طرف۔ وہ سب باہر نیم تاریکی اور نیم روشنی میں دور تک دیکھنے لگے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کی تاک میں رہنے والا پارس نظر آجائے گا۔

جیری گرما گرم کافی لے کر آیا۔ شی تارا نے وہ ٹرے اٹھا کر پھینک دی غصے سے بولی "یو نان سنس! یہاں جان پر بنی ہوئی ہے اور تجھے کھانے پینے کی سوجھ رہی ہے۔"

بے بے سرنا نے بہن کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا "کیا بھول گئی؟ ہمارے باپو کا اور گرودیو کا پہلا سبق ہے کہ غصہ کرنے والا عقل سے خالی ہو جاتا ہے۔ دھیرج رکھ اور غصہ تھوک دے۔ سکون سے سوچنا شروع کر دے کہ پارس کوئی آسمانی بلا نہیں ہے۔ انسان کا بچہ ہے۔ انسانی چالیں چلے گا۔ دیوی دیوتاؤں والا جان لیوا حربہ استعمال نہیں کرے گا۔ تُو ذہانت اور علم و ہنر میں اس سے کم نہیں ہے اور ذہانت اسے کہتے ہیں جو غصے کے وقت سکون سے سوچنے کا عمل سکھاتی ہے۔"

بھائی بولتا رہا' بہن شانت ہوتی رہی۔ پھر وہ مسکرا کر اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے بولی "میرے بھائی جیسا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ تیری ایک بات سے میرے اندر حوصلے بھر جاتے ہیں۔ میرا سکون برباد کرنے والے شیطان کے بچے سے میں نمٹ لوں گی۔"

وہ پھر کھڑکیوں اور دروازوں کے پاس جا کر باہر دور تک دیکھنے لگے۔ مرینا نے شی تارا سے کہا "تم کہتی ہو' وہ تمہارا سکون برباد کر رہا ہے۔ ذرا غور کرو' وہ تو شاید تم بہن بھائی کو اچھی طرح جانتا بھی نہیں ہے۔ اس نے کبھی تم سے چھیڑ نہیں کی۔ کبھی دشمن کا

رویہ اختیار نہیں کیا۔"

"کیا یہ دشمنی نہیں ہے وہ ہمیں اندیشوں میں اور اضطراب میں مبتلا کر رہا ہے۔"

"وہ نہیں کر رہا ہے۔ تم خود مضطرب ہو رہی ہو۔ ہو سکتا ہے وہ کہیں دور آرام سے سو رہا ہو۔ میں اس پورے خاندان کو جانتی ہوں۔ وہ لوگ کبھی خواہ مخواہ کسی پر حملہ نہیں کرتے۔ جب تک پارس کو چھیڑا نہیں جائے گا تب تک وہ ہم سے دور رہے گا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کرے گا کہ ہم سے باخبر رہنے کے لیے ہماری نگرانی کرتا رہے گا۔ ہماری رہائش گاہ کے اطراف اس کے آدمی ہوں گے۔ وہ خود کہیں آرام سے سو رہا ہوگا۔"

سرنا نے کہا "مرینا! تیری بات سمجھ میں آتی ہے۔ جب ہم نے ابھی تک اس کا کچھ بگاڑا نہیں ہے اور اس نے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے تو وہ خواہ مخواہ ہم پر حملہ نہیں کرے گا۔ ہمارے اور اس کے درمیان دشمنی کی کوئی بنیادی وجہ نہیں ہے۔"

شی تارا نے کہا "وجہ ہے۔ دراصل وہ ہمارا دشمن نہیں ہے ہماری جوتش ودیا نے ہمیں اس کا دشمن بنا دیا ہے۔ ہماری ودیا کہتی ہے کہ وہ آئندہ میری زندگی میں انقلابی تبدیلیاں لائے گا جو ہمارے دھرم کے خلاف ہوں گی اور یہ معلوم ہوتے ہی ہم اس کے خلاف ہو گئے ہیں۔"

"[illegible] دشمنی یہیں سے شروع ہوئی ہے اور ہم سے شروع ہوئی ہے [illegible] میری بہنا! یہ ہماری مجبوری ہے۔ اگر ہم دوستی کریں گے تو [illegible] کے حوالے سے نقصان اٹھائیں گے۔"

"بہتر یہ ہے کہ دشمنی کی جائے نہ دوستی۔ میرے ستارے کہتے ہیں اگر میں اپنی پسند کے کسی نوجوان سے شادی کر لوں تو ایک خوشحال گھریلو زندگی گزاروں گی۔ میری شادی ہوتے ہی پارس کی بلا ٹل جائے گی۔"

"میری بہن! ہم نے غیر معمولی علوم حاصل کرنے کے لیے بچپن سے محنت اور کڑی مشقت کی ہے۔ یہ اس لیے نہیں کہ تو گمنام گھریلو زندگی گزار کر اس دنیا سے چلی جائے۔ جب ہماری ودیا نے ہمیں پارس کی تین منحوس تاریخیں بتا دی ہیں تو پھر فکر کیوں کرتی ہے۔ وہ تیرے ہاتھوں مرے گا اور ضرور مرے گا۔"

"بھائی سرنا! کل کی منحوس تاریخ میں میری چال کامیاب نہیں ہوگی۔ مجھے اس سے دور رہنا چاہیے۔ کیوں نہ میں دس دن کے لیے لندن چلی جاؤں۔"

وہ کچھ دیر سوچ کر بولا "میں کبھی اپنے سے تجھے جدا نہیں کرتا لیکن تیرے آرام اور سکون کے لیے راضی ہوں۔ ان دس دنوں میں یہ اطمینان رہے گا کہ تو محفوظ ہے۔ میں یہاں اس عرصے میں پارس کو صحیح سلامت نہیں رہنے دوں گا۔ اس کے باپ کا پتا ٹھکانا بھی معلوم کر لوں گا۔"

وہ ٹیلی فون کے پاس آکر بیٹھتی ہوئی بولی "میں ابھی ایئرپورٹ کے متعلقہ افسران سے کہتی ہوں کہ صبح چھ بجے اپنے ذاتی طیارے میں لندن جاؤں گی۔ وہ لوگ اس سلسلے کے ضروری کاغذات تیار رکھیں گے۔"

اس نے فون کرنے کے لیے ریسیور اٹھایا پھر رک گئی۔ باہر گاڑیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ سرنا نے تیزی سے کھڑکی کے پاس آکر باہر دیکھا پھر کہا "فکر کی بات نہیں ہے' پولیس والے ہیں۔"

اس نے دروازے کے پاس آکر اسے کھولا۔ دو پولیس افسر اور پانچ سپاہی تھے۔ سب کے سب قد آور پہلوان دکھائی دیتے تھے۔ ازبکستان کے لوگ صحت مند اور قد آور ہوتے ہیں۔ ایک افسر نے مقامی زبان میں کچھ کہا۔ سرنا کی سمجھ میں نہیں آیا۔ دوسرے افسر نے انگریزی میں کہا "یہ پوچھتا ہے' تم لوگ کون ہو کہاں سے آئے ہو؟"

سرنا بتانے لگا کہ وہ لندن سے آئے ہیں اور ان کا ایک ذاتی طیارہ ایئرپورٹ پر موجود ہے۔ شی تارا نے تمام ضرور کاغذات لا کر دکھائے۔ افسر نے ان پر سرسری نظر ڈالی پھر کہا "تم سب امن پسند اور شریف دکھائی دیتے ہو لیکن ہوٹل کے ایک ویٹر نے بیان دیا ہے کہ واردات کے بعد ایک شخص اس بنگلے میں آیا تھا۔"

شی تارا نے پوچھا "کیسی واردات؟"

"کسی ظالم نے کمرا نمبر تھری او سیون کے ایک مسافر کے دونوں ہاتھ توڑ دیے ہیں۔"

سرنا نے کہا "لیکن میں تو شام سے اپنے بنگلے کے اندر ہوں۔ باہر نہیں گیا۔ اس واردات سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے نہ ہی مجھے کسی سے دشمنی ہے۔"

شی تارا اور مرینا بھی اس کی حمایت میں بولنے لگیں پھر شی تارا نے افسر کو اپنے قابو میں رکھنے اور اپنا حمایتی بنانے کے لیے خیال خوانی سے کام لیا۔ افسر نے ایک دم سے سانس روک کر حیرانی سے دوسرے افسر کو دیکھا پھر مقامی زبان میں بولنے لگا۔ دوسرا افسر بھی جواب میں کچھ بول رہا تھا۔ پھر اس نے گھونسا دکھاتے ہوئے سرنا سے کچھ کہا۔ سرنا نے پوچھا "آپ لوگ غصے میں کیا کہہ رہے ہیں' پلیز انگریزی میں بولیں۔"

انگریزی جاننے والے افسر نے کہا "ہمارے ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والے دھڑا دھڑ چلے آرہے ہیں۔ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ تم بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہو یا تمہاری عورتیں جانتی ہیں۔"

"یہ غلط ہے' ہم یہ علم نہیں جانتے ہیں۔"

"کیا میں جھوٹ کہہ رہا ہوں۔ ابھی میرے دماغ میں گڑبڑ ہوئی تھی پھر میں سانس روکنے کے بعد نارمل ہو گیا۔ آخر یہ سب کیا ہے؟"

شی تارا نے کہا "ہم خود پریشان ہیں' کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا

ہمارے دماغوں میں بھی آکر ہمیں پریشان کرتا رہتا ہے۔"

افسر نے کہا "تمہیں تو کوئی بھی پریشان کر سکتا ہے۔ تم حسین ہو' جوان ہو لیکن مجھے کیوں کر رہا ہے؟ خیر چھوڑو۔ کام کی بات یہ ہے مسٹر سرنا کہ ابھی تمہیں اسپتال چلنا ہوگا۔"

"اسپتال کیوں؟"

"جس کے دونوں ہاتھ توڑے گئے ہیں وہ اسپتال میں ہے۔ اگر وہ تمہیں دیکھ کر یہ بیان دے کہ تم نے یہ ظلم نہیں کیا ہے تو فوراً رہا کر دیے جاؤ گے ورنہ حوالات کے اندر۔۔۔"

اس نے اپنی بہن کو پریشان ہو کر دیکھا۔ بہن نے سوچ کے ذریعے کہا "وہ اپاہج تجھے پہچان لے گا۔"

سرنا کی سوچ نے کہا "اس کے باوجود مجھے جانا ہوگا۔ ہم اپنے بچاؤ کے لیے قانون کے خلاف کوئی حرکت کریں گے تو بات بڑھ جائے گی۔"

"فکر نہ کر میرے بھائی! میں بھی ساتھ چلوں گی۔ بات بگڑے گی تو ہم اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے کام لیں گے۔"

افسر نے پوچھا "اے تم دونوں آنکھیں کیوں لڑا رہے ہو' کیا رشتہ ہے تمہارا۔"

"ہم بہن بھائی ہیں۔"

"تعجب ہے! میں نے پہلی بار اس رشتے کو آنکھ لڑاتے دیکھا ہے۔"

شی تارا نے کہا "میں اپنے بھائی کے ساتھ چلوں گی۔"

افسر نے مرینا کی طرف اشارہ کر کے پوچھا "یہ کون ہے؟"

سرنا ذرا ہچکچایا پھر بولا "یہ ...... یہ میری بیوی ہے۔"

اس نے جیری کی طرف اشارہ کر کے پوچھا "یہ کون ہے؟"

"یہ ہمارا ملازم ہے۔"

"بنگلے کے اندر اور کون ہے؟"

"اور کوئی نہیں ہے' ہم صرف چار ہیں۔"

"ٹھیک ہے' یہ مکان لاک کرو اور سب کے سب گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔"

انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ انہیں اطمینان تھا کہ پولیس کو رشوت وغیرہ دے کر جان نہ چھڑا سکے تو پھر غیر معمولی صلاحیتوں کو آزمائیں گے۔ وہ سب گاڑی کے پچھلے حصے میں آکر بیٹھ گئے۔ دو سپاہیوں نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

اندر بیٹھنے کے بعد پتا چلا کہ وہ چاروں طرف سے بند ہو گئے ہیں۔ ڈرائیونگ سیٹ اور ان کے درمیان ایک لوہے کی چادر تھی۔ دائیں بائیں کی آہنی چادروں میں کوئی کھڑکی نہیں تھی۔ چھت پر ایک ننھا سا بلب روشن تھا۔ اس کی مدھم روشنی میں سفید دھواں سا پھیلتا ہوا دکھائی دیا۔ تب پتا چلا کہ وہ جال میں پھنس گئے ہیں۔

دھواں بڑھتا اور پھیلتا جا رہا تھا۔ پے پے سرنا نے غراتے ہوئے پوری قوت سے دروازے کو ٹکر ماری۔ وہ طاقت اور ڈیل ڈول میں ہاتھی جیسا تھا۔ دروازہ لرز گیا لیکن فولادی تھا' ٹوٹ نہیں سکتا تھا' مقفل تھا' کھل نہیں سکتا تھا۔

پھر کچھ کر گزرنے کی زیادہ مہلت نہیں ملی۔ وہ دھواں سرنا جیسے ہاتھی کو اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کر رہا تھا۔ شی تارا اور مرینا ایک دوسرے سے لپٹ کر سیٹ پر سے نیچے لڑھک گئی تھیں۔ جیری بے ہوش ہو گیا تھا۔ جب سرنا بھی غافل ہو گیا تو لیلیٰ نے کہا "بیٹا دھواں خارج کرو۔ کام ہو چکا ہے' پچھلا روشن دان کھول دو۔"

پارس نے اپنی امی کی ہدایات پر عمل کیا۔ وہ اور اس کے ساتھ آنے والے پولیس کی وردیاں اتار چکے تھے۔ وہ گاڑی وہاں سے لے کر چلے گئے۔

O☆O

کوئی دن برا نہیں ہوتا اور کوئی تاریخ منحوس نہیں ہوتی۔ ہمارا عمل اسے اچھا یا منحوس بناتا ہے یا پھر سیاروں کی گردش اور ستاروں کی چال یہ پیش گوئی کرتی ہے کہ بدتری یا بہتری پیش آنے والی ہے۔ بہتر عمل سے بدتر حالات کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

اور یہ تو سرنا اور شی تارا کی جوتش ودیا نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ تین' تیرہ اور تیئیس تاریخیں اگرچہ پارس پر بھاری پڑنے والی ہیں تو ان کا ردِعمل شی تارا پر بھی پڑے گا۔

بچاؤ کی ایک صورت جوتش ودیا نے بتائی تھی کہ شی تارا پارس سے دور رہے اور اسے قریب آنے کا موقع نہ دے لیکن ٹھیک آدھی رات کو جب بارہ تاریخ تیرہ میں بدل گئی تھی تب سرنا نے پارس کو اپاہج بنانے کے ارادے سے ہوٹل کا رخ کیا تھا۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی نے لیلیٰ سے رابطہ کر کے یہ بتا دیا تھا کہ سرنا' شی تارا' مرینا اور جیری ہوٹل کے سامنے والے بنگلے میں ہیں۔ لیلیٰ نے یہ رپورٹ پارس کو دی۔ اس نے فوراً کمرا تبدیل کر لیا۔ پھر اس کے بعد وہی ہوا جو ان کی جوتش ودیا نے بتایا تھا کہ تیرہ تاریخ کو کوئی بھول چوک ہوگی تو یہ تاریخ شی تارا کے لیے بھی منحوس ثابت ہوگی۔

بہرحال تیرہ تاریخ کی وہ صبح طلوع ہو گئی۔ سب سے پہلے پے پے سرنا کی آنکھ کھلی۔ وہ ابتدائی چند لمحات میں خالی الذہن رہا۔ نگاہوں کے سامنے ایک دیوار نظر آرہی تھی وہاں تیرہ کا ایک بڑا سا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔

اس ہندسے کو پڑھتے ہی بیک وقت شی تارا اور پارس کی یاد آئی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تب پتا چلا کہ وہ کڑکڑاتی سردی میں ننگا ہے۔ صرف ایک لنگوٹ نے اس کی شرم رکھی ہوئی ہے۔

وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سینے پر اور پشت پر بھی تیرہ کا ہندسہ لکھا ہوا تھا اور وہ فٹ پاتھ پر کھڑا ہوا بری طرح بوکھلا کر کبھی دائیں بائیں کبھی آگے پیچھے دیکھ رہا تھا۔ صبح کا وقت تھا راہ گیر برائے نام تھے اور جو بھی تھے وہ اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے گزر

رہے تھے۔ کچھ اس کے بدن پر لکھے ہوئے نمبر کو بلند آواز سے پڑھ رہے تھے "تیرہ تیرہ' تھرٹین۔ تھرٹین۔ تیرہ۔ تیرہ۔ تھرٹین۔ تھرٹین۔ تیرہ' تھرٹین۔ تیرہ' تھرٹین۔"

وہ وہاں سے بھاگنے لگا۔ اس وقت دور تک بچے نہیں تھے ورنہ ہاتھوں میں پتھر لے کر اس کے پیچھے دوڑتے۔ وہ دوڑتا ہوا ایک حمام میں آکر گھس گیا۔ حمام کے مالک نے پریشان ہو کر کہا "اے! تم کون ہو؟ کیا پاگل خانے سے آئے ہو؟ اتنی سخت سردی میں ننگے نہانے آئے ہو؟"

وہ عاجزی سے دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "میں پاگل نہیں ہوں میرے دشمنوں نے مجھے اس حال کو پہنچایا ہے۔ میں دنیا کا امیر ترین شخص ہوں' تمہیں مالا مال کردوں گا۔ مجھے اسٹیم باتھ روم میں پہنچا دو اور کوئی لباس لادو۔"

وہ اسے ایک طرف چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا "ادھر آؤ' میں نے تمہارے جیسے ڈینگیں مارنے والے دولت مند بھکاری بہت دیکھے ہیں۔ مجھے مال و دولت کا لالچ نہ دو۔ میں صرف ایک انسان کی حیثیت سے مہربانی کررہا ہوں۔"

وہ ایک بڑے سے دروازے کے سامنے رک کر بولا "اندر جاؤ' تمہیں ایک لباس مل جائے گا۔"

وہ دروازہ کھول کر اندر آیا۔ نگاہوں کے سامنے ایک بڑا سا ہال تھا۔ ہر سو گرم بھاپ سی دکھائی دے رہی تھی۔ جس کے باعث پورے ہال کا موسم گرم ہوگیا تھا۔ کئی لوگ بھاپ سے نیم غسل کررہے تھے۔ وہ بھی آرام سے سیمنٹ کے ایک چھوٹے سے چبوترے پر لیٹ گیا۔

جان کو ذرا آرام اور دماغ کو ذرا سکون ملا تو وہ سوچنے لگا "یہ کیا ہورہا ہے؟ ہماری اتنی ذلت ہوسکتی ہے؟ کوئی ہمارے بدن کے کپڑے اتار سکتا ہے؟ یہ تو میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کیا دشمنوں نے میری بہن کے ساتھ بھی......"

بہن کی یاد آتے ہی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا بے اختیار اسے آواز دی "شی تارا!"

اس کی آواز پورے ہال میں گونجنے لگی۔ اسٹیم باتھ لینے والے لوگ چونک کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ آواز باہر تک گئی تھی۔ ہال کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ حمام کا مالک ایک ملازم کے ساتھ اندر آتے ہوئے بولا "کیا بات ہے؟ ابھی کس نے چیخ ماری تھی؟"

وہاں سب نے سرنا کی طرف انگلی اٹھائی۔ سرنا نے چبوترے سے اٹھتے ہوئے کہا "میں اپنی بہن کو پکار رہا تھا۔"

مالک نے پوچھا "تمہارا دماغ چل گیا ہے' مردوں کے حمام میں بہن کو پکار رہے ہو؟"

"دراصل وہ میرے ساتھ تھی۔"

"وہ تمہارے ساتھ نہیں تھی' تم حمام میں اکیلے آئے ہو۔"

"ارے میں حمام کی بات نہیں کر....."

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ ایک پولیس افسر تین سپاہیوں کے ساتھ اندر آکر حمام کے مالک سے بولا "کیا آپ نے مجھے فون کیا تھا؟"

"جی ہاں' یہ پہاڑ جیسا جوان کہیں سے لنگوٹ پہنے بھاگتا ہوا آیا ہے۔ مجھے تو پاگل لگتا ہے۔"

افسر نے سرنا کے قریب آکر پوچھا "تم کون ہو؟ نام بتاؤ؟"

وہ بولا "میرا نام....."

وہ سوچنے لگا' اسے نام یاد نہیں آرہا تھا۔ میں نے اس پر تنویمی عمل کرکے اسے تابعدار بنایا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنے متعلق تمام باتیں یاد رکھے گا لیکن وہ باتیں زبان پر یا کاغذ پر لاتے وقت بھول جایا کرے گا۔ بہن کو تنہائی میں دیکھ کر پہچان لے گا لیکن دوسروں کے سامنے بھول جائے گا' اسے پہچاننے سے انکار کردے گا۔

افسر نے پوچھا "رک کیوں گئے؟ اپنا نام بتاؤ؟"

وہ پھر یاد کرنے کے انداز میں بولا "جی میرا نام' وہ..... میرا نام وہ ہے' کیا کہتے ہیں وہ..."

"اچھا تو تمہارا نام وہ ہے۔ وہ تو بڑا عجیب سا نام ہے۔ بہرحال کس ملک سے آئے ہو؟ اس شہر میں کہاں قیام کررہے ہو؟"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر یاد کرنے لگا۔ میرے تنویمی عمل کے مطابق اسے یاد آیا کہ وہ بہن کے ساتھ ذاتی طیارے میں لندن سے آیا ہے۔ اس نے منہ کھول کر یہ کہنا چاہا مگر کہنے سے پہلے بھول گیا۔ اٹکتے ہوئے بولا "میں...... میں وہاں سے آیا ہوں۔"

"وہاں سے کا کیا مطلب ہوا؟ آخر کہاں سے آئے ہو؟"

"مجھے ابھی ملک اور شہر کا نام یاد تھا۔ ذرا ایک منٹ میں ابھی یاد کرکے بتاتا ہوں۔"

وہ سب اسے گھور کر دیکھ رہے تھے۔ وہ زیرلب بڑبڑا رہا تھا۔ "مجھے یاد ہے' میں کہاں سے آیا ہوں' کیوں آیا ہوں۔ بہن کے ساتھ کہاں قیام کررہا ہوں۔ سب یاد ہے' سب میرے دماغ میں ہے مگر زبان پر نہیں آرہا ہے۔"

افسر نے کہا "میں ایک آخری بات پوچھتا ہوں اور یہ ایسی بات ہے جو دنیا کے ہر ہوشمند کو یاد رہتی ہے۔ بولو تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟"

سرنا نے سینہ تان کر بڑے جوش سے کہا "میرے باپ کا نام......"

جوش ٹھنڈا پڑگیا۔ باپ کا نام بھی یاد نہیں آرہا تھا۔ وہ پیشانی پر ہاتھ مار مار کر یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ افسر نے پوچھا "تمہارا کوئی باپ ہے بھی یا نہیں؟"

وہ غرّا کر بولا "مائنڈ یور لنگویج۔ میں عزت دار شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں اتنا دولتمند ہوں کہ میرا ذاتی طیارہ بھی

ہے۔"

"کیا طیارہ گھر میں چھوڑ کر آئے ہو۔"

"میرا مذاق نہ اڑاؤ۔ مجھ پر جو گزری ہے اس کی وجہ سے اپ سیٹ ہوگیا ہوں۔ مجھ پر شبہ ہے تو اپنی کسٹڈی میں رکھو۔ میں کچھ دیر آرام اور سکون حاصل کرنے کے بعد آپ کے سوالات کے جواب دوں گا پھر آپ لوگوں کو اپنے طیارے میں بھی لے چلوں گا۔"

افسر نے کہا "ٹھیک ہے' کپڑے پہنو اور ہمارے ساتھ چلو۔"

حمام کے مالک نے ایک جوڑا منگوایا۔ وہ اسے پہننے کے دوران سوچتا رہا پتا نہیں میری شی تارا کہاں ہوگی؟ کیا فرہاد اور پارس ہمارے ساتھ ایسا سلوک کررہے ہیں؟ میں اور شی تارا پچھلے برسوں میں بڑے بڑے ممالک کے راز حاصل کرتے رہے۔ بین الاقوامی سطح کے مجرموں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرتے رہے۔ خطرناک تنظیموں کے کتنے ہی سربراہوں کو خاک و خون میں ملادیا لیکن یہ کیسے دشمن ہیں' سامنے آنے سے پہلے ننگا کررہے ہیں۔ سامنا ہونے کے بعد پتا نہیں کیا کریں گے؟

وہ غصے سے تلملا رہا تھا۔ حوصلہ ہارنے اور میدان چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ غصہ نقصان پہنچاتا ہے اس لیے اپنی توہین کو برداشت کرنے کی کوشش کررہا تھا۔ حمام سے باہر آکر پولیس کی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا "میں اپنی بہن کے ساتھ فوراسٹار ہوٹل کے سامنے والے بنگلے میں تھا۔ پلیز آپ وہاں چلیں' ہمارے تمام ضروری کاغذات اسی بنگلے میں ہیں۔"

پولیس والے اسی طرف جانے لگے۔ افسر نے پوچھا "کچھ یاد آرہا ہے؟"

"جی ہاں' کل آدھی رات کے بعد پولیس والے ہمارے بنگلے میں آئے تھے۔ انہوں نے ہمیں ایک گاڑی کے پچھلے حصے میں بٹھایا پھر اس پچھلے حصے کو گیس چیمبر بناکر ہمیں بے ہوش کردیا۔"

"پولیس والے ایسا کبھی نہیں کرتے۔"

"جی ہاں' اپنا یہ حال دیکھ کر یقین ہوگیا ہے کہ وہ ہمارے دشمن تھے۔ پولیس کی وردی میں آئے تھے۔"

"کون ہیں تمہارے دشمن؟ کہاں رہتے ہیں؟"

"وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ اپنا پتا ٹھکانا کسی کو نہیں بتاتے۔"

"ان کے کچھ نام تو ہوں گے؟"

"جی ہاں' ان کے نام...... نام......"

وہ رک گیا۔ دماغ میں میرا اور میرے بیٹے کا نام تھا لیکن زبان تک آنے سے پہلے وہ بھول جاتا تھا۔ اس نے فرہاد اور پارس کے دو ناموں کو ذہن میں اچھی طرح نقش کیا پھر جلدی سے زبان پر لاتے ہوئے کہا "ان کے نام ہیں قدہار (فرہاد) اور سرپا (پارس)"

"کچھ عجیب سے نام ہیں' ان کے متعلق کچھ بتاؤ۔"

وہ اور کیا بتاتا؟ الٹے نام بتاکر پریشان ہورہا تھا۔ جلدی سے ناموں کو درست کرتے ہوئے بولا "مجھ سے ان کے نام غلط ادا ہوئے تھے۔ دراصل ان میں سے ایک کا نام ہرفاد اور دوسرے کا نام پرسا ہے۔"

"یہ بھی عجیب سے نام ہیں۔ پھر سوچ لو..... مگر تم کیا سوچو گے؟ تم نے تو ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا ہے۔"

پولیس کی گاڑی بنگلے کے سامنے آکر رک گئی۔ سرنا نے گاڑی سے اترتے ہوئے کہا "ابھی میرے کاغذات دیکھ کر آپ کو میرا نام اور میری اونچی حیثیت معلوم ہوجائے گی لیکن....."

اس نے بند دروازے کو دیکھ کر کہا "لیکن چابی تو میرے اس لباس میں تھی جسے وہ اتار کرلے گئے ہیں۔"

افسر نے مالک مکان کو بلاکر کہا "تمہارے پاس دوسری چابی ہو تو دروازہ کھولو۔ ورنہ میں قانونی کارروائی کے مطابق لاک توڑوں گا۔"

"سر! لاک توڑ دیں' میرے پاس دوسری چابی نہیں ہے۔"

سپاہیوں نے لاک توڑ دیا۔ وہ سب اندر آئے پچھلی رات وہ جس حالت میں بنگلا چھوڑ گئے تھے تمام سامان اسی حالت میں نظر آرہا تھا۔ سرنا نے اپنے کمرے میں جاکر اٹیچی کھولی۔ اس میں دس ہزار روبل تھے اور ہر چیز تھی لیکن پاسپورٹ' شناختی کارڈز اور دوسرے ضروری کاغذات نہیں تھے۔

وہ افسر کے ساتھ شی تارا کے کمرے میں آیا۔ اس کے سامان کو چیک کیا اس کے بیگ میں پچیس ہزار روبل تھے لیکن اس کے بھی ضروری کاغذات نہیں تھے۔ افسر نے کہا "کاغذات ہوں گے تو ملیں گے۔ تمہارے جیسے بے شمار جاسوس اور تخریب کار چور راستوں سے ازبکستان میں داخل ہورہے ہیں۔ تم لوگ پاسپورٹ کے بغیر تمام ملکوں کی سرحدیں پار کرلیتے ہو۔"

"میں جاسوس نہیں ہوں۔ دشمنوں نے ہمارے پاسپورٹ اور ضروری کاغذات غائب کردیے ہیں۔"

"دروازہ بند تھا' ہم لاک توڑ کر آئے ہیں۔ یہاں اتنی زیادہ روسی کرنسی رکھی ہوئی ہے کہ چور پہلے اسے چراتا۔ اسے تمہارے کاغذات چرا کر کیا ملے گا؟"

"وہ ہمیں پریشان کررہا ہے۔"

"دشمن پریشان اس طرح نہیں کرتے۔ وہ پاسپورٹ نہ لے جاتے' تمہیں لے جاتے اور قتل کردیتے۔ دشمن کو تمہارے پاسپورٹ سے کیا حاصل ہوجائے گا۔"

"شیطان جان سے نہیں مارتا' ہلکان کرتا ہے۔ دشمن چاہتے ہیں' میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا رہوں۔"

"اگر دشمن ایسا چاہتے تو یہ ہزاروں روبل تمہارے لیے چھوڑ کر نہ جاتے۔ تم اتنی رقم سے یہاں ایک ماہ تک عیش کرسکتے ہو۔ اگر دشمن نے ایسا کیا ہے تو پھر وہ دوست ہے۔"

سرنا نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ ثابت یہی ہورہا تھا کہ دشمن نے کچھ نہیں کیا ہے بلکہ وہ خود پاگل یا نیم پاگل ہے جسے

اپنا نام تک یاد نہیں ہے۔
وہ بولا "جناب! ایک آخری مہربانی کریں۔ میرے ساتھ ایئرپورٹ چلیں۔ وہاں چارٹرڈ طیاروں کے شعبے سے میری سچائی کا ثبوت مل جائے گا۔"
"اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنا نام اور ذاتی طیارے کا لائسنس نمبر بتادو۔ میں ابھی فون کے ذریعے تصدیق کرلوں گا۔"
"میں آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ مجھے اپنا نام' نمبر اور اپنا سب کچھ یاد ہے لیکن یہ سب کچھ زبان پر لانے تک بھول جاتا ہوں۔"
"تمہاری یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ کسی کی عقل تسلیم نہیں کرے گی کہ اپنا اور اپنے باپ کا نام بھی حافظے سے زبان تک نہیں آرہا ہے۔"
ایک سپاہی نے کہا "سر! یہ زبان سے بول نہیں سکتا مگر کاغذ پر لکھ تو سکتا ہے۔"
افسر نے کہا "یہ اچھا پوائنٹ ہے' چلو کاغذ پر لکھو۔"
اس کے سامنے کاغذ اور قلم رکھا گیا۔ وہ قلم پکڑ کر سوچنے لگا۔ اپنا نام بے پے سرنا اچھی طرح یاد تھا اس نے فوراً ہی لکھ دیا "سرنے پے نا۔"
افسر نے اسے پڑھ کر پوچھا "یہ کس قسم کا نام ہے؟ کیوں ہمارا وقت ضائع کررہے ہو؟"
وہ بولا "پلیز' میری وہی آخری بات مان لو۔ ایئرپورٹ چلو۔"
"اچھی بات ہے۔ یہ آخری موقع دے رہا ہوں' چلو۔"
سرنا نے ایک بیگ میں اپنا ایک جوڑا اور تمام روبل رکھے پھر ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر جانے لگا۔ راستے میں افسر نے کہا۔ "تم بہت ہی قد آور اور خوب صورت کسرتی جسم کے مالک ہو۔ میں تم سے متاثر ہوں اس لیے اتنی بھاگ دوڑ کررہا ہوں ورنہ تم اب تک حوالات میں ہوتے۔"
"میں تمہارا بہت شکر گزار ہوں۔ جلد ہی میرے حالات سازگار ہوں گے پھر میں تمہیں اس شہر کا سب سے دولت مند شخص بنادوں گا۔"
"ایسی باتیں نہ کرو۔ رشوت کی بُو آتی ہے۔"
وہ ایئرپورٹ کے اس شعبے میں پہنچے جو چارٹرڈ طیاروں کے لیے مخصوص تھا۔ پولیس افسر نے وہاں کے انچارج سے پوچھا "کیا آپ ان صاحب کو پہچانتے ہیں؟ ان کا ایک ذاتی طیارہ کسی ہینگر شیڈ میں ہے۔"
انچارج نے سرنا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا "مجھے یاد پڑتا ہے انہیں کہیں دیکھا ہے مسٹر! آپ کا نام کیا ہے؟"
افسر نے کہا "ان کے ساتھ پرابلم ہے۔ یہ اپنا نام بھول گئے ہیں۔ آپ کے ہینگر میں چند ذاتی طیارے ہوں گے۔ آپ ان طیاروں کے کاغذات نکال کر دیکھیں۔ ان میں سے کسی ایک

طیارے کے کاغذات میں ان کی تصویر ضرور ہوگی۔ اس تصویر
حوالے سے کاغذ پر ان کا نام لکھا ہوگا۔"
انچارج نے ایک فائل نکال کر افسر کو دیتے ہوئے کہا "خود ہی چیک کرلیں۔ فی الوقت تین عدد ذاتی اور چارٹرڈ طیا
ہیں' ان تینوں کے کاغذات اس فائل میں ہیں۔"
افسر نے فائل کھول کر دیکھی۔ سرنا بھی جھک کر دیکھنے
پہلے ہی کاغذات پر بے پے سرنا اور شی تارا کا نام لکھا ہوا تھا
خوش ہو کر بولا "آفیسر! یہی ہے میرا نام اور یہ ...... یہ میری
نام ہے۔"
افسر نے اسے گھور کر دیکھا پھر کہا "پاگلوں جیسی حرکتیں
کرو۔ بے پے سرنا اس شخص کا نام ہے جس کی یہ تصویر ہے۔
ذاتی طیارے سے تعلق رکھنے والے کاغذات پر سرنا کا
لیکن میں نے ایک اجنبی شخص کی تصویر وہاں لگوادی تھی اور
کی تصویر ضائع کرادی تھی۔ ایسی صورت میں یہ کوئی تسلیم
کہ بے پے سرنا اس کا نام ہے۔
وہ بولا "میں قسم کھا کر کہتا ہوں' میرا نام بے پے سرنا ہے
میرے طیارے کے کاغذات ہیں۔"
انچارج نے پوچھا "آفیسر! آپ کس پاگل کو پکڑ کرلے
ہیں۔"
"ہاں' مجھے یقین ہوگیا ہے کہ یہ پاگل ہے اور میرا وقت
کررہا ہے۔"
پھر وہ فائل بند کرتے ہوئے بولا "ایک اور آخری موقع
ہوں۔ ذاتی طیارے کے کاغذات پر بے پے سرنا کے دستخط ہیں
سادہ کاغذ لو اور وہی دستخط کرکے دکھاؤ۔"
سرنا نے کاغذ قلم لیا۔ جو دستخط وہ برسوں سے کرتا آیا
اس کے ذہن میں نقش تھا لیکن قلم لے کر کاغذ پر جھکتے ہی بھول
یاد نہیں آیا کہ دستخط کس حرف سے شروع کرے اور کس حرف
اس کا اختتام ہو۔
پولیس افسر کرسی سے اٹھ کر انچارج سے بولا "مجھے افسوس
ہے۔ میں نے آپ کا وقت ضائع کیا۔ دراصل یہ شخص
یادداشت کھوچکا ہے۔"
وہ سرنا کے ساتھ ایئرپورٹ سے باہر آیا پھر بولا "تمہارے
خلاف کسی جرم کا ثبوت میرے پاس نہیں ہے۔ میں تمہیں
سمجھ کر حراست میں رکھنا چاہتا تھا لیکن تم نارمل ہو۔ تمہیں
بھولنے کی بیماری ہے۔ میں تمہیں ایک شرط پر آزاد چھوڑ
ہوں۔"
"آفیسر! تم مجھ پر بہت مہربان ہو' میں تمہارا احسان مند
گا۔"
"تم اسی بنگلے میں قیام کرو اور صبح و شام اس شہر میں
موجودگی کی رپورٹ مجھے دیتے رہو۔"

"شکریہ آفیسر! میں صبح و شام تمہارے احکامات کی تعمیل کرتا ہوں گا۔"
پولیس افسر اسے بنگلے میں پہنچا کر چلا گیا۔ وہ دروازہ کھول کر
سوچنے لگا۔ کل رات تک ہم چار تھے۔ آج اکیلا رہ گیا ہوں' پتا
نہیں باقی تین کہاں ہیں؟

○☆○

جیری تو ابتدا ہی سے ناکارہ تھا۔ پتا نہیں کس کی سفارش سے
ٹرانسفارمر مشین سے گزارا گیا تھا اور اسے ٹیلی پیتھی سکھادی
گئی تھی۔ اتنا زبردست علم حاصل کرنے کے بعد بھی اس نے کوئی
قابلِ ذکر کارنامہ انجام نہیں دیا تھا۔
وہ میرے لیے بالکل بے کار تھا۔ سلمان نے اس کا برین واش
کرکے اسے ٹیلی پیتھی کے علم سے خالی کردیا تاکہ کوئی دشمن اسے
ہمارے خلاف استعمال نہ کرسکے۔ پھر اس کے امریکا واپس
جانے کا بندوبست کرکے اسے آزاد چھوڑ دیا تھا۔
تیسری مرینا تھی۔
جب وہ غفلت سے ہوشمندی کی طرف آنے لگی تو اس نے
محسوس کیا کہ وہ ہل رہی ہے۔ جیسے جھولا جھول رہی ہو۔ آہستہ
آہستہ وہ آنکھیں کھولنے لگی۔ آنکھیں کھلتے ہی جو منظر دیکھا۔ اسے
دیکھتے ہی چیخ نکل گئی' وہ زمین پر تھی نہ آسمان پر بلکہ فضا میں معلق
تھی۔
ایک بہت اونچے درخت کی شاخ پر رسّی بندھی ہوئی تھی اور
اسی رسّی سے مرینا بندھی ہوئی لٹک رہی تھی۔ صبح کا وقت تھا۔
درخت کے نیچے سے کوئی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا تھا چونکہ وہ
اونچائی پر جھول رہی تھی اس لیے دور تک دیکھ رہی تھی۔ دور اِکّا دُکّا
راہ گیر نظر آرہے تھے۔
وہ حلق پھاڑ کر چیخنے لگی "ہیلپ' ہیلپ۔ بچاؤ مجھے بچاؤ۔"
دور سے گزرنے والے رک گئے۔ سر اٹھا کر آنکھوں کے اوپر
ہتھیلی کا چھجا بنا کر دیکھنے لگے۔ پھر اس درخت کے قریب آنے لگے۔
وہ لوگ مقامی زبان میں کچھ پوچھ رہے تھے اور آپس میں بھی کچھ
بول رہے تھے۔
وہ اوپر سے چیخ کر بول رہی تھی "میں تمہاری زبان نہیں سمجھتی
ہوں۔ پہلے مجھے نیچے اتارو۔"
میں نے اس کی سوچ میں کہا "میں چاہوں تو کوئی تمہیں نیچے
نہیں اتارے گا۔ تم ساری زندگی یونہی لٹکتے لٹکتے ایک دن مرجاؤ
گی۔"
وہ دہشت زدہ ہو کر خلا میں تک رہی تھی اور میری باتیں سن
رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ میں اس کے دماغ میں بول رہا
ہوں۔
"تم بے پے سرنا کی پناہ میں چلی گئی تھیں۔ شی تارا کی معمولہ
اور تابعدار بن گئی تھیں تاکہ میں کبھی تمہاری پرچھائیں تک بھی نہ
پہنچ سکوں۔"
وہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولی "نن...... نہیں' نہیں' یہ
خواب ہے۔ میں سو رہی ہوں۔"
"تم لٹک رہی ہو۔"
وہ زور زور سے چیخ کر پکارنے لگی "سرنا! تم کہاں ہو؟ شی تارا!
تم نے مجھ پر عمل کیا تھا پھر کوئی دوسرا میرے اندر کیسے آسکتا ہے؟
میرے پاس آؤ' مجھے یقین دلاؤ کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں۔"
"اپنی انگلی دانتوں تلے لاکر دیکھو۔"
میں نے اسے مجبور کیا۔ اس نے ایک انگلی کو دانتوں کے
درمیان لاکر چبا ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی تکلیف سے چیخیں مارنے
اور تڑپنے لگی۔ تڑپنے کے باعث فضا میں جھولنے لگی۔ میں نے
پوچھا "یقین آیا کہ جاگ رہی ہو اور موت کی گود میں جھول رہی
ہو؟"
وہ تکلیف سے کراہتی ہوئی بولی "ہاں ہاں' یقین آگیا۔ آپ
میرے پاپا......"
میں نے اس کے دماغ کو ایک جھٹکا دیا۔ وہ انتہائی تکلیف کی
شدّت سے حلق پھاڑ کر چیخنے لگی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے
اندھیرا چھا رہا تھا۔ وہ بالکل نیم مردہ سی ہو رہی تھی۔
دو افراد اوپر چڑھ گئے تھے اور شاخ سے رسی کھول کر اسے
زمین پر پہنچا رہے تھے۔ ایک ایمبولینس اور پولیس کی گاڑی بھی
آگئی تھی۔ اسپتال پہنچنے تک دماغی تکلیف کسی حد تک دور ہوگئی
تھی۔ ایک ڈاکٹر اسے اٹینڈ کر رہا تھا۔ میں نے کہا "تم نے اپنی گندی
اور دوغلی زبان سے مجھے پاپا کہہ کر مخاطب کیا تھا اس لیے میں نے
تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ آئندہ کبھی کوئی رشتہ جوڑنے کی
حماقت کروگی تو ہمیشہ کے لیے دماغی مریضہ بنادوں گا۔"
وہ عاجزی سے بولی "میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گی مگر
آپ سے معافی مانگتی ہوں کہ......"
میں نے کہا "آپ کیوں کہہ رہی ہو؟ تم تو مجھے دماغی طور پر
کمزور بنانے کے بعد حقارت سے تو کہا کرتی تھیں۔ میں نے تمہیں
اسی وقت سمجھایا تھا غرور نہ کرو' کبھی سر نیچا ہوگا تو پھر آپ کہوگی۔"
"بے شک آپ نے سمجھایا تھا۔ میں تو اب معافی مانگنے کے
قابل بھی نہیں رہی ہوں۔"
"اور میں نے قسم کھائی ہے کہ تمہیں کبھی معاف نہیں کروں
گا۔"
وہ رونے لگی۔ اگرچہ پتھر دل تھی' فولادی ارادے رکھتی تھی
لیکن نجات کا راستہ نہ پاکر آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ میں اس
کے دماغ سے چلا گیا۔ ڈاکٹر نے اسے ایک انجکشن لگایا تھا۔
کیپسول اور گولیاں کھانے کو دی تھیں۔ پھر پولیس افسر سے یہ کہہ
کر چلا گیا کہ وہ بیان لے سکتا ہے۔
افسر نے اس کے قریب کرسی پر بیٹھ کر پوچھا "میڈم! تم کون ہو

اور کس ملک سے آئی ہو؟"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "میرا نام نمی را ہے۔"

اسے احساس ہوا کہ وہ مرینا نام کے حروف الٹ پلٹ کر چکی ہے۔ اس نے جلدی سے کہا "مجھ سے غلطی ہوگئی دراصل میرا نام نریما ہے۔"

"اچھا تو تمہارا نام نریما ہے۔ تم کس ملک سے..."

وہ بات کاٹ کر بولی "نن...... نہیں، میرا نام نریما نہیں ہے۔ ٹھہریے میں ابھی بتاتی ہوں۔"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ اسے اپنا نام اور اپنی زندگی کی تمام تفصیلات معلوم تھیں۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ اس کا نام مرینا ہے لیکن کہنے کے لیے لب کھولتے ہی نام بھول جاتی تھی۔

افسر نے کہا "کوئی بات نہیں، تم اپ سیٹ ہو۔ میں بعد میں سوالات کروں گا۔ چلو تمہیں گھر پہنچادوں۔ کہاں قیام ہے؟"

وہ ڈاکٹر کے چیمبر سے باہر آکر بولی "مجھے جگہ کا نام یاد نہیں ہے۔ وہاں ایک فور اسٹار ہوٹل ہے۔ اس کے سامنے سڑک کے دوسری طرف ایک بنگلے میں میری رہائش ہے۔"

افسر نے اسے گاڑی میں بٹھاتے ہوئے کہا "اس شہر میں صرف تین عدد فور اسٹار ہوٹل ہیں۔ میں تینوں کے سامنے تمہیں لے چلتا ہوں۔"

اس نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھادی۔ مرینا کو سب کچھ یاد تھا۔ وہ سوچ رہی تھی پتا نہیں سرنا، شی تارا اور جیری کہاں ہوں گے اور کس حال میں ہوں گے؟

وہ گزرتے ہوئے مناظر کو اور راہ گیروں کو دیکھتی جارہی تھی کہ شاید ان میں سے کوئی اپنا ساتھی نظر آجائے، لیکن مایوسی ہو رہی تھی۔ ایک فور اسٹار ہوٹل کے بعد دوسرے فور اسٹار ہوٹل کے سامنے پہنچی تو اس بنگلے کو پہچان کر بولی "یہی ہے، بس یہاں روک دو۔"

سرنا نے گاڑی کی آواز سن کر دروازہ کھولا۔ مرینا، افسر اور دو سپاہیوں کے ساتھ گاڑی سے اتر رہی تھی۔ اس نے سرنا کو دیکھ کر پوچھا "اے تم کون ہو، اس مکان میں تو میں رہتی ہوں۔"

سرنا نے کہا "تم کون ہو؟ اور یہ مکان تمہارا کیسے ہوگیا؟ کیا پولیس والوں کے ساتھ یہاں قبضہ جمانے آئی ہو؟"

افسر نے کہا "مسٹر! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میڈم کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے، کسی نے انہیں باندھ کر درخت سے لٹکادیا تھا۔ یہ ذہنی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ اپنا مکان پہچاننے میں غلطی کر رہی ہوں۔"

وہ بولی "ہرگز نہیں، مجھے اچھی طرح یاد ہے یہ میرا مکان ہے یہاں میں اپنے شوہر، ایک نند اور ایک ملازم کے ساتھ رہتی ہوں۔"

سرنا نے پوچھا "تمہارے وہ رشتے دار کہاں ہیں؟ تم اکیلی کہاں سے آرہی ہو؟"

اتنے میں مالک مکان نے آکر پوچھا "یہ پولیس والے پھر کیسے آگئے؟ پہلے دروازے کا تالا توڑ کر گئے تھے، اب کیا معاملہ ہے؟"

سرنا نے کہا "یہ عورت میرے مکان کو زبردستی اپنا مکان کہ رہی ہے۔"

مالک مکان نے مرینا کو دیکھا پھر سرنا سے کہا "مسٹر! تمہیں کیا ہوا ہے۔ یہی تو تمہاری بیوی ہے، یہ تم دونوں کا مکان ہے۔"

مرینا چونک کر بولی "یہ میرا شوہر نہیں ہے۔"

سرنا نے کہا "یہ میری بیوی نہیں ہے۔"

مالک مکان بولا "لیکن مکان کرائے پر لیتے وقت تم نے کہا تھا کہ یہ تمہاری بیوی ہے۔ دیکھو مسٹر! تم صبح سے پولیس والوں کو بھی پریشان کرتے رہے ہو۔ تمہیں تو اپنا نام بھی یاد نہیں ہے۔"

مرینا بولی "مجھے بھی اپنا نام یاد ہے مگر میں بتا نہیں سکتی۔"

سرنا نے کہا "ایسا میرے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔"

مرینا نے پوچھا "تمہارے ساتھ اور کیا ہو رہا ہے؟ تھوڑی دیر کے لیے میرے ساتھ مکان کے اندر چلو۔ میں اندر کی کچھ باتیں کہنا چاہتی ہوں۔"

مالک مکان نے کہا "یہ بہتر ہے، تم میاں بیوی کو تنہائی میں اپنے اختلافات دور کرنے چاہئیں۔ جاؤ اور صلح صفائی سے کام لو۔"

وہ دونوں بنگلے کے اندر آئے۔ سرنا نے دروازے کو بند کیا اور تنہائی ملتے ہی مرینا نے خوش ہو کر کہا "ارے سرنا! یہ تم ہو۔"

سرنا نے آگے بڑھ کر اسے آغوش میں لیتے ہوئے کہا "او مرینا! یہ ہمارے ساتھ کیا ہوگیا ہے؟ میری بہن بچھڑ گئی۔ پتا نہیں وہ کہاں ہوگی۔"

"فکر نہ کرو۔ ہم ابھی باہر نکل کر اسے تلاش کریں گے۔ وہ ضرور ملے گی۔"

وہ تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کی آغوش میں گم رہے۔ پھر سرنا نے کہا "پیار و محبت کے لیے بہت وقت ملے گا، چلو پہلے شی تارا کو تلاش کریں۔"

وہ الگ ہوگئے پھر دروازہ کھول کر باہر آئے۔ باہر مالک مکان اور پولیس والے ان کے منتظر تھے۔ ان کے سامنے پہنچتے ہی وہ ایک دوسرے کو بھول گئے۔ میں نے تنویمی عمل کے ذریعے یہی حکم دیا تھا کہ وہ، سرنا اور شی تارا تنہائی میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے لیکن دوسروں کی موجودگی میں آپس کے رشتے بھول جایا کریں گے۔

افسر نے کہا "میڈم! میرا خیال ہے آپ دونوں میں صلح ہوگئی ہے۔"

مرینا نے پوچھا "صلح کیسی؟ اس کمبخت نے میرے گھر پر قبضہ جمالیا ہے۔"

سرنا نے کہا "اے خبردار! یہ تیرا نہیں میرا گھر ہے۔"

مالک مکان نے پوچھا "کیا تم دونوں میاں بیوی ہونے سے انکار کرتے ہو؟"

سرنا نے کہا "ہزار بار انکار کرتا ہوں۔"

وہ بولی "میں لاکھ بار انکار کرتی ہوں۔"

مالک مکان نے پولیس افسر سے کہا "یہ دونوں ڈراما کر رہے ہیں ہمیں اُلّو بنارہے ہیں۔ ابھی میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی بن کر گلے مل رہے تھے اور کیا بتاؤں کیا کر رہے تھے۔ باہر آکر پھر اجنبی بن رہے ہیں۔"

افسر نے پوچھا "کیا یہ سچ ہے؟"

سرنا نے کہا "جھوٹ ہے۔"

مرینا نے کہا "بالکل جھوٹ ہے۔ میں ایسی آوارہ نہیں ہوں کہ کسی کے بھی گلے لگ جاؤں۔"

مالک مکان نے افسر سے کہا "یہ دونوں مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ انہیں پھر اندر جانے کا حکم دیں۔"

افسر نے پوچھا "اندر جانے سے کیا ہوگا؟"

"میں اپنی سچائی ثابت کروں گا۔ پلیز! آپ انہیں حکم دیں۔"

افسر نے حکم دیا "اے تم دونوں اندر جاؤ اور دروازہ بند کرو۔"

دونوں نے پہلے اعتراض کیا پھر افسر کا حکم ماننا پڑا۔ وہ اندر آئے پھر سرنا نے دروازہ بند کیا۔ تنہا ہوتے ہی دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر خوش ہو کر ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ وہ بولی "تم ابھی کہاں گم ہوگئے تھے۔"

"تم بھی تو کہیں گم ہوگئی تھیں۔ میں نے کہا تھا کہ پہلے ہم اپنی شی تارا کو تلاش کریں گے۔"

"تو میں نے کب انکار کیا تھا۔ میں تو تمہارے ساتھ مکان سے باہر جارہی تھی۔"

"پھر باہر کیوں نہیں گئیں؟"

"میں تو عورت ہوں، اپنے مرد کے ساتھ جاؤں گی۔ تم مجھے باہر لے چلو۔"

وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ سرنا نے اس کا ہاتھ پکڑا پھر دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ دروازے کے سامنے کوئی نظر نہیں آیا۔ افسر اور سپاہی وغیرہ کھڑکی کے پاس کھڑے ہوئے تھے، انہیں دیکھتے ہی سرنا نے مرینا کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ مرینا نے ناگواری سے پوچھا "تم نے میرا ہاتھ کیوں پکڑا تھا۔ کیا لگتے ہو تم میرے؟"

افسر نے کھڑکی کے پاس سے آتے ہوئے کہا "ہم نے سارا تماشا دیکھا ہے۔ آخر تم دونوں یہ ناٹک کیوں کر رہے ہو؟"

وہ دونوں ماننے کو تیار نہیں تھے کہ ناٹک کر رہے ہیں اور دنیا ماننے کو تیار نہیں.... تھی کہ وہ جلوت میں اجنبی اور خلوت میں شناسا ہیں۔

افسر بڑبڑاتا ہوا اپنے سپاہیوں کے ساتھ چلا گیا۔ مالک مکان

نے کہا "پتا نہیں، میں نے کن پاگلوں کو مکان کرائے پر دیا ہے۔ اگر تم دونوں شرافت سے میاں بیوی بن کر نہیں رہو گے تو میں تم میں سے کسی کو یہاں رہنے نہیں دوں گا۔"

وہ بھی بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ سرنا نے کہا "پتا نہیں کیوں یہ لوگ ہمیں میاں بیوی کہہ رہے ہیں۔ یہ مالک مکان کہتا ہے کہ تم بھی اسی مکان میں رہتی ہو۔"

"درست کہتا ہے مگر میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔"

"ہو یا نہیں، آئندہ یہاں رہنے کے لیے ہمیں یہی رشتہ ظاہر کرنا ہوگا ورنہ یہ ہمیں یہاں رہنے نہیں دے گا۔"

"یہ تو میں شام کو سوچوں گی۔ ابھی اپنے ساتھی کو تلاش کرنے جارہی ہوں۔"

سرنا نے دروازہ لاک کرتے ہوئے پوچھا "تمہارا ساتھی کون ہے؟"

اسے سرنا کا نام معلوم تھا مگر وہ نام زبان پر لاتے لاتے بھول گئی۔ اس نے کہا "میرا دماغ کمزور ہوگیا ہے۔ اپنے ساتھی کا اور اپنا نام جانتی ہوں مگر یہ نام بتانے سے پہلے بھول جاتی ہوں۔"

"یہی میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ میں اپنا اور بہن کا نام جانتا ہوں مگر کسی کو بتا نہیں سکتا۔ ہم دونوں ایک جیسے پرابلم میں ہیں۔"

وہ دونوں پریشانی سے سوچتے رہے پھر سر جھکا کر دو مختلف سمتوں میں جانے لگے۔ ان کی منزل ایک ہی تھی اور ایک دوسرے کے سامنے تھی لیکن وہ منزل چھوڑ کر بھٹکنے جارہے تھے۔

○☆○

لیلیٰ نے شی تارا کو قابو میں کیا تھا۔

پہلے ہم شی تارا اور پے پے سرنا کو نہیں جانتے تھے۔ جب مرینا ان کی پناہ میں گئی تب ہمیں ان کے نام معلوم ہوئے لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کیسے کیسے غیر معمولی علوم کے حامل ہیں۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی اور آمنہ فرہاد ان کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے۔ وہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے اور نہ معلوم کس قدر دنیا جہاں کی معلومات رکھتے تھے اور ہماری لاعلمی میں بدی کی قوتوں سے لڑتے رہتے تھے۔ لیکن ہمیں ان کے متعلق اسی وقت بتاتے تھے جب بتانا بہت ضروری ہوتا تھا۔

جب لیلیٰ نے اپنے عمل کے ذریعے شی تارا کو اپنی معمولہ بنایا تب پتا چلا وہ دونوں بہن بھائی ہمالیہ کی ترائی سے آئے ہیں۔ بھائی فولاد ہے۔ آتما شکتی حاصل کرچکا ہے دونوں بہن بھائی علم نجوم اور قیافہ شناسی میں مہارت رکھتے ہیں۔ بہن چالاک ہے اور ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔

ان دونوں نے چھ برسوں میں اتنی دولت جمع کرلی تھی جسے شمار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ ہیرے جواہرات کی دیوانی تھی۔ لندن کی ایک خفیہ پناہ گاہ کے تہ خانے میں دنیا کے نایاب ہیرے، موتی چھپا کر رکھتی تھی۔ دونوں نے اس عرصے میں بڑے بڑے ممالک کے اہم راز معلوم کیے تھے اور اہم شخصیات کی کمزوریاں دستاویزی ثبوت کے ساتھ رکھی تھیں۔ وہ خطرناک تنظیموں سے بڑی کامیابی کے ساتھ ٹکراتے رہے اور ان پر غالب آتے رہے تھے۔

انہوں نے قدم قدم پر کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد ہماری طرف رخ کیا تھا۔ وہ ابتدا میں خوب سوچ سمجھ کر ہم سے دور رہتے ہوئے ہماری اسٹڈی بھی کرنا چاہتے تھے اور دوسروں کو آلۂ کار بنا کر ہماری طاقت اور ہماری حکمتِ عملی کو سمجھنا بھی چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لیے انہیں مرینا مل گئی تھی۔

وہ مرینا اور جیری کو ہمارے خلاف استعمال کرنا چاہتے تھے۔ ایسے وقت یہ بھول گئے کہ ہم بھی مرینا اور جیری کی وجہ سے ان کی جڑوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا تھا اور اب سوچنے کا وقت گزر چکا تھا۔

لیلیٰ نے تنویمی عمل کے دوران پوچھا "شی تارا! تم ازبکستان کیوں آئی ہو؟"

"میں پارس سے نجات حاصل کرنے آئی ہوں۔"

"اس سے نجات کس طرح حاصل کرو گی؟"

"میری ودّیا کہتی ہے، پارس اس دنیا سے اٹھ جائے یا میں اسے قتل کردوں تو پھر میرے بے دھرم ہونے والا مقدر بھی بدل جائے گا۔"

"تمہیں بے دھرم ہونے کا اندیشہ کیوں ہے؟"

"ہمارے ستارے کہتے ہیں کہ میں پارس کی زندگی میں قدم رکھوں گی، اس سے محبت کروں گی اور شادی کروں گی تو ان حالات میں اسلام قبول کرلوں گی اور میں اپنا دھرم چھوڑنا کبھی نہیں چاہوں گی، اسے مار ڈالوں گی یا خود مرجاؤں گی۔"

"کیا تم ستاروں کی چال کے مطابق اپنے اہم کام کرتی ہو؟"

"ہاں، خصوصاً فرہاد اور اس کے بیٹے کے معاملے میں بہت محتاط رہتی ہوں۔ جب تک جوتش ودّیا کے اشارے اچھی طرح نہ سمجھ لوں تب تک کوئی بڑا قدم نہیں اٹھاتی۔"

"کیا تمہارا علم جوتش یقین دلاتا ہے کہ تم پارس کو قتل کرسکو گی؟"

"ہاں، ہر ماہ کی تین، تیرہ اور تیئس تاریخیں پارس کے لیے بھاری ہیں۔ ان تاریخوں میں صرف میں ہی اسے نقصان پہنچا سکتی ہوں۔"

"کیا تمہارے علم نے یہ نہیں بتایا کہ یہ آج تیرہ تاریخ جو شروع ہوچکی ہے اس کے شروع ہوتے ہی تم بہن بھائی کو نقصان پہنچنے والا ہے۔ تم دونوں تابعدار بنالیے جاؤ گے؟"

"ہمیں نقصان پہنچنے کا اشارہ مل گیا تھا اس لیے میں نے طے کیا تھا کہ تیرہ تاریخ کو پارس سے دور رہوں گی اور جہاں تک تابعدار بن جانے کی بات ہے تو ہماری ودّیا نے یقین کے ساتھ بتایا ہے کہ دنیا کا کوئی عامل سات دنوں سے زیادہ ہمیں تابعدار نہیں بنا سکے گا اور یہ تو دنیا کے سارے عامل جانتے ہیں کہ جو معمول فولادی ارادوں کے مالک ہوتے ہیں انہیں چند دنوں سے زیادہ اپنے زیرِ اثر نہیں رکھا جاسکتا۔"

"یہ درست ہے لیکن ہم ساتویں دن تم بہن بھائی پر پھر تنویمی عمل کریں گے تاکہ آئندہ سات دنوں تک پھر تابعدار بن کر رہ سکو۔ تمہاری ودّیا اس سلسلے میں کیا کہتی ہے؟"

"یہی کہ ہم ہر حال میں آٹھویں دن کسی بھی منفی عمل سے آزاد ہوجائیں گے۔ آٹھویں دن ہمارے خلاف جتنی بھی کوششیں ہوں گی وہ ناکام ہوجائیں گی۔"

اب یہ تو ایک ہفتہ بعد ہی معلوم ہونے والا تھا کہ ان کی جوتش ودّیا کس حد تک درست ہے ویسے میں نے بھی پے پے سرنا پر عمل کیا تھا تو اس نے بھی تنویمی عمل کے دوران یہی کہا تھا اور ان کی ودّیا کوئی معمولی نہیں تھی۔ وہ بہن بھائی اپنی اسی ودّیا کے ذریعے چھ برس تک دشمنوں سے لڑتے اور انہیں زیر کرتے آئے تھے۔

فی الحال لیلیٰ نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا۔ تمام اہم باتیں اس کے دماغ میں نقش کرنے کے بعد کہا "جب تم تنویمی نیند کے بعد آنکھیں کھولو گی تو تمہیں یاد آئے گا کہ نقلی پولیس والے سرنا، مرینا اور جیری کے ساتھ تمہیں بھی اغوا کرنا چاہتے تھے لیکن تم پولیس کی گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے وہاں سے بھاگ گئیں۔ سپاہیوں نے تمہارا تعاقب کیا لیکن تم چھپتے چھپاتے اور بچتے بچاتے اس مکان میں آکر اس بستر پر گر پڑیں جہاں تمہاری آنکھ کھلی ہے۔"

یہ باتیں اس کے دماغ میں نقش کرنے کے بعد اس نے اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ سوتی رہی۔ بڑے آرام سے گہری نیند کے مزے لیتی رہی۔ حتیٰ کہ تیرہ تاریخ کی صبح ہوگئی۔

پھر آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے چھت کو تکتے ہوئے سوچا میں کہاں ہوں؟ اس نے دائیں طرف سر گھما کر دیکھا۔ دیوار پر کیلنڈر تھا اور کیلنڈر پر جلی ہندسے میں تیرہ لکھا ہوا تھا۔ تب اسے پارس یاد آیا۔ اس کے ساتھ اپنے بھائی کی بھی یاد آئی۔ بھائی نے اسے سمجھایا تھا کہ آج وہ پارس سے دور رہے۔ اس نے سر گھما کر بائیں طرف دیکھا پھر ایک دم سے ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔

اس کے ساتھ بستر پر ایک خوبرو جوان لیٹا ہوا تھا جو قد اور جسامت میں اس کے بھائی کی طرح پہاڑ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے بڑی حیرانی سے سوچا "یہ میں کہاں آگئی ہوں؟"

تب اسے یاد آیا کہ وہ پچھلی رات خطرہ محسوس کرتے ہی پولیس کی کسٹڈی سے نکل بھاگی تھی۔ پھر اس مکان میں داخل ہوکر تھکن سے نڈھال ہوکر یہاں بستر پر آگری تھی۔ یہ یاد نہیں آرہا تھا کہ اس وقت وہ نوجوان بھی بستر پر موجود تھا یا نہیں؟ بہرحال وہ ایک اجنبی جوان کے ساتھ ایک ہی بستر پر رات گزار چکی تھی۔

اس نے غور سے اس جوان کو دیکھا۔ صورت کچھ جانی پہچانی تھی۔ یاد نہیں آرہا تھا کہ اسے کہاں دیکھا ہے۔ اس نے ایک آنکھ کھول کر اسے دیکھتے ہوئے کہا "اتنی دیر تک نہ دیکھو کہ جی بھر جائے۔"

وہ فوراً دور ہوگئی، بستر سے اتر کر بولی "کون ہو تم؟"

وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا "کیا زمانہ آگیا ہے۔ آج کل کی لڑکیاں پوری رات گزارنے کے بعد صبح اٹھ کر مسافرِ شب کا نام پوچھتی ہیں۔"

"بکواس مت کرو۔ میں نے تمہارے ساتھ رات نہیں گزاری ہے۔"

"انکار کرسکتی ہو کیونکہ یہاں کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے۔ ویسے چیز اچھی ہو۔ کچھ یاد آیا کہ مجھ سے آج دوسری بار مل رہی ہو۔"

وہ چونک کر بولی "میں بھی یہی سوچ رہی ہوں کہ پہلے کہیں ملاقات ہوچکی ہے۔ مجھے بتاؤ ہم پہلے کہاں ملے تھے؟"

"تمہاری یادداشت کمزور ہے۔ تاشقند کے ایک ریستوران میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ چند غنڈوں نے تمہیں چھیڑا تھا۔ ویسے ان غنڈوں کا قصور نہیں ہے۔ تم اتنی حسین اور بھرپور ہو کہ میں بھی چھیڑنے کے لیے تمہاری میز پر آگیا تھا۔"

"ہاں، یاد آگیا۔ تم پرتھوی راج بن کر آئے تھے لیکن میں تمہاری اصلیت جان گئی ہوں۔ تم ہرفاد کے بیٹے سارپ ہو۔"

"یہ ہرفاد اور سارپ کیا چیز ہیں؟"

اس کے دماغ میں فرہاد اور پارس کے نام تھے۔ وہ یہی نام زبان سے ادا کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا "نام کے حروف الٹ پلٹ ہوگئے، کیا تمہارا نام راسپ نہیں ہے؟"

"ایسا نام تو کسی گھوڑے کا بھی نہیں ہوتا۔ مجھے کوئی اچھا سا نام دو۔"

وہ جھنجلا کر بولی "میں تمہارا اصلی نام جانتی ہوں۔ مگر یہ زبان پر نہیں آرہا ہے۔"

"لڑکیاں پہلی بار نام لینے سے اسی طرح شرماتی ہیں۔"

"شٹ اپ۔ مجھے تم سے عشق نہیں ہوا ہے۔ اگر میں اٹک رہی ہوں تو کم از کم تم اپنا نام بتا سکتے ہو۔"

"جب تک تمہیں نام یاد نہیں آئے مجھے تیرہ نمبر کہا کرو۔"

اس نے پریشان ہوکر کیلنڈر کو دیکھا پھر پارس کو۔ اسے آج اس نوجوان سے دور رہنا تھا لیکن تقدیر اس کے بیڈ روم میں لے آئی تھی۔ پارس نے پوچھا "کیا یہ نمبر تمہیں پسند نہیں ہے۔ بائی دی وے، تم کون ہو؟ کبھی تاشقند میں نظر آتی ہو کبھی سمرقند میں۔"

"میں کوئی بھی ہوں تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔"

"رات بھر کے مضبوط رشتے کے بعد کوئی تو تمہارا لگنے لگا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔ ہمارے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہوا ہے۔"

"کیا تمہیں یاد ہے کہ رات کیا ہوا تھا؟"

"کیا ہوا تھا؟"

"تم بہکی ہوئی تھیں۔ ہوش و حواس میں نہیں تھیں۔ پتا نہیں کہاں سے بھاگتی ہوئی آئی تھیں۔ آتے ہی میرے کمبل میں گھس گئی تھیں۔"

"میں پولیس سے پیچھا چھڑا کر یہاں چھپنے آئی تھی۔"

"کیا چھپنے کے لیے میرا ہی کمبل ملا تھا۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اچانک میری عزت خطرے میں پڑ جائے گی۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔"

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

پھر وہ اپنے اندر محسوس کرنے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگی "کیا واقعی کچھ ایسا ہو گیا ہے۔ ستارے تو چیخ چیخ کر پیش گوئی کر چکے تھے کہ ایک دن یہی میرے جسم و جان کا مالک بنے گا۔ کیا پیش گوئی پوری ہو چکی ہے؟"

پارس نے کہا "تم پریشان لگ رہی ہو' میں نے کل رات ہی کہا تھا کہ صبح جب ہوش میں آؤ گی تو پہلے یقین نہیں کرو گی اور یقین آئے گا تو پریشان ہو جاؤ گی لیکن اب پچھتانے سے کیا ہو گا۔ ویسے میں نے اپنی زندگی کی سب سے حسین اور یادگار رات گزاری ہے۔"

وہ حلق پھاڑ کر بولی "بکواس مت کرو۔ میں ابھی یہاں سے جا رہی ہوں۔"

"کہاں جاؤ گی؟ بیدار ہونے کے بعد آئینہ دیکھا ہے۔ باہر تمہیں جو بھی دیکھے گا یہی کہے گا کہ کہیں سے منہ کالا کر کے آ رہی ہو۔"

اس نے غرّا کر اسے دیکھا پھر تیزی سے چلتی ہوئی باتھ روم میں آئی۔ اس نے تمام لائٹس آن کر کے آئینے میں خود کو دیکھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ لباس کئی جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ چہرہ پھول کی طرح شاداب تھا لیکن آنکھوں سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ تقدیر اپنی ضد پوری کر چکی ہے۔

عقل نے سمجھایا کہ فوراً کسی لیڈی ڈاکٹر سے ملاقات کرے اور اپنا چیک اپ کرائے۔ میڈیکل رپورٹ سے ثابت ہو جائے گا کہ اس نے پارس کے ساتھ رات گزاری ہے یا نہیں؟

وہ باتھ روم سے نکل کر بیڈ روم میں آئی۔ پارس الماری سے اپنا لباس اور تولیا نکال رہا تھا۔ وہ بولی "میں اس پھٹے ہوئے لباس میں باہر کیسے جاؤں گی؟"

"میں غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر یہ لباس پہن کر بازار جاؤں گا پھر تمہارے لیے لباس خرید کر لاؤں گا۔"

"میں گھنٹوں بیٹھ کر انتظار نہیں کروں گی۔"

پارس نے باتھ روم میں گھس کر دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ وہ تیزی سے آ کر دروازے کو پیٹ پیٹ کر بولی "دروازہ کھولو' پہلے میں غسل کروں گی' اتنے تم بازار جا کر میرا لباس لاؤ۔"

وہ دروازے پر ہاتھ مارتی رہی اور چیختی رہی لیکن دروازہ نہیں کھلا۔ وہ جھنجلا کر کمرے میں ٹہلنے لگی' سوچنے لگی "پارس کا ایک لباس نکال کر پہنے اگرچہ وہ بدن پر تھیلا لگے گا لیکن تھوڑی دیر کے لیے کارٹون بن کر ہی سہی' بازار جا کر لباس خرید کر لے آؤں گی۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی الماری کے پاس آئی۔ اس کا ایک پٹ کھول کر دیکھا وہاں مردانہ ملبوسات تھے۔ اس نے دوسرے پٹ کو کھولا تو خوش ہو گئی۔ اس حصے میں بلاؤز پیٹی کوٹ اور ازبکستان کی دوشیزاؤں کا روایتی لباس نظر آ رہا تھا۔ اس نے ایک لباس کا انتخاب کیا پھر دوسرے کمرے کے باتھ روم میں چلی گئی۔

غسل کرنے کے دوران سوچنے لگی' مجھے فوراً پارس سے پیچھا چھڑانا چاہیے۔ یہ تقدیر بھی کیا چیز ہے۔ ہزار تدبیروں کے باوجود اپنی بات پوری کر دکھاتی ہے۔ بھگوان کرے میرا اس سے کوئی جسمانی رشتہ قائم نہ ہوا ہو۔ اگر یہ ہو چکا ہو گا تو وہ غیر شعوری طور پر میرے احساسات پر چھایا رہے گا پھر میرے اندر کی عورت صرف اسی کو مانگے گی۔ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

اس نے جلدی جلدی غسل کیا۔ لباس پہن کر کمرے میں آئی وہ کمرے میں نہیں تھا۔ اس نے باتھ روم کے دروازے سے کان لگا کر سنا' اندر سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ اس نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا تاکہ وہ قید ہو کر رہ جائے اور اس کے پیچھے نہ آئے۔

یہاں سے مطمئن ہو کر اس نے آئینے کے سامنے بالوں کو ڈرائی کیا پھر برش کیا۔ سینٹر ٹیبل پر کار کی چابی رکھی ہوئی تھی' وہ جرابیں اور جوتے پہن کر بنگلے کے باہر آ گئی۔ دروازے کے سامنے کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے آ کر دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اسے اسٹارٹ کر کے ڈرائیو کرتی ہوئی مین روڈ پر آ کر رک گئی سوچنے لگی' کس سمت جائے۔ کوئی لیڈی ڈاکٹر کہاں ملے گی؟

اسی وقت پارس کی آواز سنتے ہی خوف سے چیخ پڑی۔ سر گھما کر پیچھے دیکھا وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا کہہ رہا تھا "گائیڈ کی موجودگی میں یہ نہ سوچو کس سمت جاؤ گی۔ اتنا بتا دو' کہاں جانا چاہتی ہو؟"

"جہنم میں! تم باتھ روم سے کیسے نکل آئے؟ میں نے دروازہ باہر سے بند کیا تھا۔"

"بند کرنے سے پہلے دیکھ لینا چاہیے تھا کہ میں اندر ہوں یا نہیں؟ میں تو دس منٹ کے بعد ہی لباس وغیرہ پہن کر اس کار میں آ بیٹھا تھا۔"

"تم مکار ہو' فریبی ہو۔"

"اور تم کیا ہو؟ میری کار لے کر بھاگ رہی تھیں۔"

"میں لعنت بھیجتی ہوں تمہاری کار پر۔"

وہ گاڑی سے اتر کر پیدل جاتے ہوئے بولی "میرے پیچھے ہرگز نہ آنا۔"

وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اسے سست رفتاری سے ڈرائیو کرنے لگا۔ وہ فٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔ کار سے ذرا پیچھے ہو گئی تھی۔ پارس نے کھڑکی سے جھانکتے ہوئے پوچھا "تم میرے پیچھے کیوں آ رہی ہو؟"

وہ غصے سے گھور کر تیزی سے چلنے لگی تاکہ پیچھے نہ رہے اور پیچھا کرنے کا الزام نہ آئے لیکن وہ گاڑی کی رفتار آہستہ آہستہ بڑھا رہا تھا اور وہ پیچھے رہ جاتی تھی۔ آخر ہانپتی ہوئی بولی "تم پکے بدمعاش ہو۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ آج کا دن میرے لیے منحوس ہے۔ تم آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑو گے۔"

"جب نجات ممکن نہیں ہے تو گاڑی میں بیٹھ جاؤ اور اپنی منزل بتاؤ۔"

"میں کسی لیڈی ڈاکٹر کے پاس جاؤں گی۔"

وہ فوراً ہی کار روک کر باہر نکلا اور دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا پھر اس کا ایک بازو پکڑ کر بولا "کمال ہے! ایک ہی رات میں اتنی بڑی خوش خبری سنا رہی ہو۔ چلو کار میں بیٹھو۔ مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ پاؤں بھاری ہیں تو پیدل چلنے نہ دیتا۔"

وہ ایک جھٹکے سے بازو چھڑاتے ہوئے بولی "میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔ میں نے آج تک نہیں سنا ہے کہ ایک ہی رات میں پاؤں بھاری ہو جاتے ہیں۔"

"یہ باتیں سننے سے نہیں تجربے سے سمجھ میں آتی ہیں۔"

اسی وقت اس نے منہ پر ہاتھ رکھا اسے ابکائی سی آ رہی تھی۔ پارس نے کہا "الٹیاں' ابکائیاں اور کھٹے مبارک ہو۔"

وہ غصہ دکھانا چاہتی تھی مگر سر چکرا رہا تھا جی متلا رہا تھا۔ وہ گھبرا کر سوچ رہی تھی کیا ایسا ہو جاتا ہے؟ کیا ایسا ہو چکا ہے؟

وہ اسے سہارا دے کر کار کے پاس لے آیا۔ وہ دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ تیرہ تاریخ کو اس کی زندگی میں آئے گا اور تیرہ ہی تاریخ کو ماں بننے کے آثار نمایاں ہو جائیں گے۔ ایسا ہوتا تو نہیں ہے مگر ہو رہا تھا۔

ویسے پارس بھی سوچ میں پڑ گیا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے پچھلی رات شی تارا کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔ دوسرے بیڈ روم میں سوتا رہا تھا۔ صبح اسے پریشان کرنے کے لیے اس کے بیدار ہونے سے پہلے اس کے بستر پر آ کر لیٹ گیا تھا۔

پارس کبھی کسی لڑکی کی تنہائی میں جبراً نہیں گیا۔ یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ شی تارا اسے قتل کرنا چاہتی ہے' اس نے اس کی عزت کا قاتل بننا گوارا نہیں کیا۔ کیونکہ ایسی حرکتیں کوئی مہذب اور ذی فہم شخص نہیں کرتا۔ لیکن اب وہ چکرا رہا تھا کہ اسے متلی کیوں ہو رہی ہے؟

اس کی امی لیلیٰ نے بتایا تھا کہ شی تارا دشمن ہے مگر عزت دار اور حیا والی ہے۔ آج تک جس نے بھی اسے ہاتھ لگانے کی جرأت کی وہ اس کے ہاتھوں جہنم میں پہنچ گیا۔ فکر کا مقام تھا کہ اس کے باوجود اس کی یہ حالت کیوں تھی۔

وہ ایک اسپتال میں آئے۔ پارس نے اس سے پوچھا "میرا نام یاد ہے نا؟"

"مجھے تمہارے نام سے کیا لینا ہے؟"

"لیڈی ڈاکٹر بچے کے باپ کا نام پوچھے گی۔"

"کوئی بچہ وچہ نہیں ہے' مجھے غصہ نہ دلاؤ۔"

وہ لیڈی ڈاکٹر کے چیمبر میں چلی گئی۔ پارس ویٹنگ روم میں بیٹھ گیا۔ لیلیٰ نے آ کر پوچھا "میرے عاشق بیٹے! کیا حال ہے؟"

"وہ امی! یہ شی تارا ماں کیسے بن رہی ہے؟"

"جیسے ہر لڑکی بن جاتی ہے۔"

"آپ نے تو کہا تھا کہ یہ ابھی تک پاک دامن ہے۔"

"میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ یہ کل رات سے پہلے پارسا تھی۔"

"یعنی آپ مجھے الزام دے رہی ہیں؟ میں نے اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے اور آپ مجھے ہونے والے بچے کا باپ کہہ رہی ہیں۔"

لیلیٰ نے ہنستے ہوئے کہا "تم اپنے باپ کی طرح عشق کے

معاملے میں بدنام ہو۔ ساری دنیا تمہیں اس بچے کا باپ کہے گی۔"

"دیکھئے امی! آپ کچھ گڑبڑ کر رہی ہیں۔ سچ بتائیں کوئی چکر چلا رہی ہیں نا؟"

لیلیٰ نے ہنستے ہوئے اعتراف کیا "ہاں' دراصل شی تارا نے کل رات سے کچھ کھایا نہیں ہے۔ صبح ناشتا بھی نہیں کیا۔ یہ پریشانی بھی ہے کہ تیرہ تاریخ کو پارس اس کے پیچھے پڑ گیا ہے۔ ایسے حالات میں اس کا جی متلانے لگا تو میں نے اس کی اندر گھبراہٹ اور ابکائی کا احساس پیدا کیا۔ اس کا سر چکرانے لگی۔ آگے تم سمجھ لو' اب میں اس کے ذریعے لیڈی ڈاکٹر کے پاس جا رہی ہوں۔"

وہ لیڈی ڈاکٹر شی تارا کا معائنہ کر رہی تھی اور اس سے پوچھ رہی تھی "تمہاری شادی کب ہوئی تھی؟"

"میں کنواری ہوں۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟"

"بالکل سچ کہہ رہی ہوں۔"

لیلیٰ ڈاکٹر کے دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نے پوچھا "تمہارا کوئی بوائے فرینڈ ہے؟"

"میں کبھی مردوں سے دوستی نہیں کرتی۔"

"پھر تم ماں کیسے بننے والی ہو؟"

وہ گھبرا کر بولی "ڈاکٹر! یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

"وہی کہہ رہی ہوں جو تمہارے حالات کہہ رہے ہیں۔ ابھی تم نے کہا ہے کہ یہاں آتے وقت تمہیں متلی ہو رہی تھی' ابکائیاں سی آ رہی تھیں۔ ان آثار کے بعد میڈیکل رپورٹ بھی یہی کہہ رہی ہے۔"

"لیکن ایک ہی رات میں یہ کیسے ممکن ہے۔"

"تم ایک رات کی بات کر رہی ہو۔ ایک ساعت میں حمل قرار پاتا ہے۔ میری رپورٹ پر بھروسا نہیں ہے تو کسی اور ڈاکٹر سے تصدیق کرالو۔"

وہ سر جھکا کر چیمبر سے باہر آئی۔ پارس پر نظر پڑتے ہی دل کی دھڑکن ذرا تیز ہو گئی۔ اپنے اندر پرورش پانے والے بچے کے باپ کو سامنے دیکھ کر کچھ عجیب سی کشش محسوس ہوئی۔ کچھ غصہ بھی آیا کہ وہ دشمن ہے۔ وہ منہ پھیر کر جانے لگی۔

وہ پیچھے پیچھے آتے ہوئے بولا "میں جانتا ہوں۔ تم اس لیے ناراض ہو کہ ابھی ماں بننے کی عمر نہیں ہے۔ ہمیں برس دو برس تک رومانس کرنا چاہیے تھا۔ ہنسنا' گانا' ناچنا' بارش میں بھیگ بھیگ کر انڈین فلموں کا کورس مکمل کرنا تھا لیکن قدرت کو یہ منظور نہیں تھا اس لیے ایک ہی رات میں معجزہ ہو گیا ہے۔"

وہ چلتے چلتے رک گئی پھر بولی "تم میرا پیچھا چھوڑنے کی کیا قیمت لو گے؟"

"قیمت تو نو ماہ بعد ہی چکا سکو گی۔ میرا بچہ مجھے دے دو۔ پھر میں تمہارے پیچھے نہیں آؤں گا۔"

"اوہ گاڈ! کیا تم نو ماہ تک میرے ساتھ رہو گے؟"

"مجبوری ہے۔ ویسے سنا ہے کہ سات مہینے میں بھی مُنّا ہو ... ہے۔ تم جیسی کوشش کرو گی اسی حساب سے جلدی نجات ... گی۔"

وہ اسپتال سے باہر آ کر بولی "میرا بھائی آئے گا تو تمہیں چٹکی میں مسل کر مجھے نجات دلائے گا۔"

"کہاں ہے تمہارا بھائی؟"

"ایک فور اسٹار ہوٹل کے سامنے ہم ایک بنگلے میں ر... تھے۔ کل رات چند بدمعاش پولیس والوں نے ہمیں ٹریپ کیا۔ وہاں سے بچ کر تمہارے پاس آ پھنسی ہوں۔ میرا بھائی نا... شکست ہے' وہ بھی کسی طرح بچ گیا ہو گا۔"

پارس نے کار کا دروازہ کھول کر کہا "بیٹھو اور اس بنگلے میں ... شاید وہاں تمہارا بھائی مل جائے۔"

وہ بیٹھ گئی۔ پارس اسٹیرنگ سیٹ پر آیا پھر کار اسٹارٹ کر ... آگے بڑھاتے ہوئے بولا "بھائی کا نام کیا ہے؟"

وہ بولی "نے نے پرسا۔ نن.... نہیں اس کا نام جے جے ..."

وہ چپ ہو کر نام یاد کرنے لگی۔ اسے اچھی طرح یاد آیا ... بھائی کا نام پے پے سرنا ہے لیکن زبان پر آنے تک وہ نام ... سے مٹ جاتا تھا۔

پارس نے کہا "آج کل کی لڑکیوں کو محبوب مل جائے تو ... اور بھائی کے نام تک بھول جاتی ہیں۔"

"اے! فضول باتیں نہ کرو۔ میں اپنے بھائی کے سوا دنیا ... اور کسی سے پیار نہیں کرتی ہوں۔ میں خود کو بھلا سکتی ہوں مگر ا... نہیں بھلا سکتی۔ بھائی کا نام بہن کو معلوم نہیں ہو گا تو کیا تمہ... معلوم ہو گا؟ اس کا نام ہے...."

وہ بولتے بولتے پھر بھول گئی۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام ... سوچنے لگی "یہ میری یادداشت کو کیا ہو گیا ہے؟"

وہ بولا "پریشان کیوں ہوتی ہو' بنگلے میں پہنچ کر نام م... کر لینا۔"

وہ دونوں بنگلے کے سامنے پہنچ گئے۔ پارس نے مالک مکان ... کر کہا "یہ لڑکی کہتی ہے اس کا بھائی اس بنگلے میں رہتا ہے۔ ... اسے پہچانتے ہو؟"

مالک مکان نے شی تارا کو دیکھ کر کہا "میں یہ مکان کرا... دے کر پچھتا رہا ہوں۔ آج صبح تمہارا بھائی آیا۔ عجیب بہکی ... باتیں کرتا رہا پھر اس کی بیوی آئی۔ اب تم آئی ہو۔ یہ تم ... قسطوں میں آ رہے ہو اور جا رہے ہو' آخر یہ معاملہ کیا ہے؟"

پارس نے پوچھا "اس کے بھائی کا نام کیا ہے؟"

مالک مکان نے کہا "یہ لوگ نام پتا بھی غلط بتا رہے ہیں۔ ... لیتے وقت وہ اپنا نام پے پے سرنا بتا رہا تھا۔"

شی تارا نے جلدی سے کہا "یہی نام ہے میرے بھائی کا! ... ے پرنا' میرے بھائی کا نام ے ے پرنا ہے۔"

پھر اسے غلطی کا احساس ہوا۔ وہ غلط نام لے رہی تھی۔ مالک مکان نے کہا "یہ پورا خاندان پاگل معلوم ہوتا ہے۔ اس کا بھائی ابھی اپنا الٹا سیدھا نام بتاتا ہے۔ پولیس والوں نے ائرپورٹ جا کر اس کے ذاتی طیارے کے کاغذات دیکھے۔ وہ کسی پے پے سرنا اور شی تارا کے نام ہیں۔"

وہ بولی "ہاں ہاں' یہی میرا نام ہے ستارہ' میرا نام ستارہ ہے۔"

مالک مکان نے کہا "ستارہ نہیں شی تارا۔"

"یہی تو کہہ رہی ہوں۔ ستارہ نہیں تی شارا۔"

مالک مکان اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر جانے لگا۔ پارس نے کہا۔ "بھائی صاحب! اتنا بتا دیں۔ اس کا بھائی اس مکان میں آتا ہے؟"

"ہاں' یہاں میرے سینے پر مونگ دلنے آتا ہے۔ رات گزارنے ضرور آئے گا۔"

وہ چلا گیا' پارس نے کہا "سن لیا تم نے۔ تمہارا بھائی اب یہاں رات کو آئے گا۔ اس بنگلے کی چابی اس کے پاس ہے۔"

"وہ ائرپورٹ گیا ہو گا' وہاں ہمارا ذاتی طیارہ ہے۔"

وہ شی تارا کو ائرپورٹ لے آیا۔ متعلقہ شعبے میں جا کر اسے ذاتی طیارے کے کاغذات دکھائے۔ ان کاغذات پر پے پے سرنا اور شی تارا کے نام درج تھے لیکن تصویریں ایک دوسرے مرد اور دوسری عورت کی تھیں۔

وہ پھر پارس کے ساتھ آ کر کار میں بیٹھ گئی۔ سر پکڑ کر سوچنے لگی "یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کیا میرے بھائی نے بھی طیارے کے یہ کاغذات دیکھے ہوں گے اور وہ مایوس ہو کر یہاں سے گیا ہو گا؟"

پارس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "عورت کو ایسی حالت میں خوش رہنے کی کوشش کرنا چاہیے۔"

"کیسے خوش رہوں' اپنا نام زبان پر نہیں آتا ہے۔ ہمارا طیارہ ہمارا نہیں رہا ہے۔ میرا بھائی مجھ سے بچھڑ گیا ہے۔ اب خوشی کی کون سی بات رہ گئی ہے۔"

"تم یہ سوچو کہ بھائی سے شام تک ملاقات ہو گی جب اسے معلوم ہو گا کہ وہ ماموں بننے والا ہے تو خوشی سے ناچنے لگے گا۔ تم بھی بچے کے متعلق سوچتی رہو' وہی تمہارے بڑھاپے کا سہارا ہو گا۔"

"میرا بھائی تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"میرا قصور کیا ہے؟"

"تم مسلمان ہو' مجھے بھی مسلمان بناؤ گے اور میرے بچے کو بھی۔"

"ہم کسی کو جبراً مسلمان نہیں بناتے۔ ایمان ہمیشہ دل سے لایا جاتا ہے۔ رہ گئی بچے کی بات تو وہ میرا خون ہے۔ قدرتی اور قانونی طور پر مسلمان ہی پیدا ہو گا۔"

"میرا بھائی تمہیں جہنم میں پہنچا دے گا تو بچہ قدرتی طور پر ماں کے حوالے سے ہندو رہے گا۔"

"کیا تمہارے پاس کوئی ایسا علم ہے جس کے ذریعے تم یقین سے یہ کہتی ہو؟"

اسے اپنی جوتش ودّیا یاد آئی۔ اس ودّیا نے کبھی بچے کے متعلق اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ زیرِ لب بڑبڑانے لگی "میں حیران ہوں کہ ماں کیسے بن رہی ہوں؟"

وہ چونک کر بولی "میری جوتش ودّیا نے بچے کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے بچہ ضائع ہو جائے گا۔ مجھے اس سلسلے میں کسی لیڈی ڈاکٹر سے معاملہ طے کرنا چاہیے۔"

"کیا تم ایک ماں ہو کر اپنے بچے کو قتل کرنا چاہتی ہو! میں تمہیں ہرگز ایسا نہیں کرنے دوں گا۔"

"تم کون ہوتے ہو' مجھے روکنے والے؟ میں تمہارے بچے کو جنم نہیں دوں گی!"

"میں تمہارے ہاتھ پاؤں توڑ کر اپنے بیڈ روم کے بستر پر سلا کر رکھوں گا۔ نو ماہ تک اٹھنے نہیں دوں گا' اپنا بچہ لینے کے بعد تمہیں جانے دوں گا۔"

وہ غصے سے چیخ کر بولی "کیا تم مجھے مارو گے؟ میرے ہاتھ پاؤں توڑو گے۔ گاڑی روکو' باہر نکلو اور مجھ سے مقابلہ کرو۔ میں بتاؤں گی کہ کتنی زبردست فائٹر ہوں۔ تمہارے ہاتھ پاؤں توڑ کر اپاہج بنا دوں گی۔"

پارس نے کار روک کر کہا "میں سرِعام تم سے فائٹ کر کے اپنا مذاق نہیں بننے دوں گا۔ شوہر وہ ہوتا ہے جو گھر کے اندر بیوی کی پٹائی کرتا ہے تاکہ خود پٹ جائے تو کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔"

"میں نے تمہاری طرح بزدل نہیں دیکھا۔ ایک لڑکی کا چیلنج قبول کرنے سے ڈرتے ہو۔"

"تم سے پچھلی رات مقابلہ کیا تو تم نے مجھے باپ بنا دیا۔ نہ بابا' اب میں کوئی خطرہ مول نہیں لوں گا۔"

وہ گاڑی سے اترتے ہوئے بولی "کم آن باہر آؤ۔"

وہ بولا "تمہیں اپنا اور بھائی کا نام یاد نہیں ہے۔ اس ملک میں آنے اور رہنے کا اجازت نامہ نہیں ہے۔ مجھے تماشا بنا کر پھنس جاؤ گی۔"

وہ جلدی سے گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا "جو عورت فوراً سمجھوتا کر لے وہ کامیاب بیوی ثابت ہوتی ہے۔"

"میں بیوی نہیں ہوں' ہماری شادی نہیں ہوئی ہے۔"

"ہاں' مگر شادی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔"

"میں مر جاؤں گی مگر تم سے شادی نہیں کروں گی۔ وہ دیکھو' سامنے اسپتال ہے گاڑی روکو۔"

اس نے اسپتال کے سامنے پہنچ کر گاڑی روک دی۔ وہ گاڑی

سے اتر کر اسپتال کے اندر جانے لگی۔ ایک لیڈی ڈاکٹر کے کمرے میں پہنچ کر بولی "میں اندر آسکتی ہوں؟"

پیچھے سے پارس نے کہا "ڈارلنگ! اندر چلی گئی ہو پھر اندر جانے کی اجازت کیوں طلب کر رہی ہو؟"

وہ پاؤں پٹختی ہوئی ڈاکٹر کے سامنے میز کے دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔ پارس نے اپنی کھوپڑی کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر کو سمجھایا کہ آنے والی ذہنی مریضہ ہے۔

شی تارا نے کہا "ڈاکٹر! میں بہت کم سن ہوں' ماں بننے کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے بچے سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

پارس نے کہا "ڈاکٹر! یہ مینٹل کیس ہے' اپنی یادداشت کھوچکی ہے۔ کوئی بچہ نہیں ہوتا پھر بھی کہتی پھرتی ہے کہ ماں بننے والی ہے۔"

وہ بولی "ڈاکٹر! یہ جھوٹا ہے' میرا دشمن ہے۔ میں نے میڈیکل چیک اپ کرایا ہے۔ میں ماں بننے والی ہوں۔"

ڈاکٹر نے کہا "اچھی بات ہے مسز! میں ابھی چیک کرتی ہوں۔"

وہ بولی "میں مسز نہیں ہوں' ابھی میری شادی نہیں ہوئی ہے؟"

"تو پھر ماں کیسے بن سکتی ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام؟ مم...... میرا ہاں' میرا نام وہ ہے وہ..."

وہ سوچنے لگی۔ پارس نے کہا "ڈارلنگ وہ کوئی نام نہیں ہوتا تمہیں یاد نہ آرہا ہو تو میں نام بتادوں۔"

"ہرگز نہیں' میں اپنا نام خود نہیں بتاؤں گی تو یہ مجھے پاگل ثابت کرے گا۔ میرا نام تی شارا ہے۔"

وہ بولا "دیکھو تم الٹا نام بتا رہی ہو۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "ہاں نام ذرا الٹا ہوگیا۔"

"میں سیدھا کردوں؟"

"یو شٹ اپ' میرا نام کچھ بھی ہو' تمہیں کیا؟"

لیڈی ڈاکٹر نے پوچھا "یعنی تم اپنا نام نہیں جانتی ہو۔"

"جانتی ہوں مگر بتا نہیں سکتی۔ آپ کوئی دوسری بات پوچھ لیں۔"

"اچھا بتاؤ' یہ کیفیت کتنے ماہ سے ہے؟"

"پچھلی رات سے ہے۔"

"کیا یہ کہنا چاہتی ہو کہ پچھلی رات شادی ہوئی اور صبح ماں بن گئیں۔"

"جی ہاں۔ آپ مجھے پاگل نہ سمجھیں' میرے ساتھ یہی ہوا ہے۔"

لیڈی ڈاکٹر نے جھلا کر کہا "ارے کیا تم کوئی کمپیوٹر ہو کہ سوال فیڈ کرتے ہی جواب حاضر کردیتی ہو۔ اے مسٹر! لے جاؤ اپنی پاگل بیوی کو۔"

وہ غصے سے اٹھ کر بولی "پاگل ہوگی تو' تیرا خاندان۔ تو اس بدمعاش کے بہکانے سے مجھے....."

پارس اس کا بازو پکڑ کر وہاں سے کھینچ کر لے جاتے ہوئے بولا "ڈارلنگ! تمہیں کتنا سمجھایا ہے گھر سے نہ نکلا کرو۔ یہ دنیا پاگل کو پاگل نہیں کہتی۔ تمہارے جیسی ہوش مند کو پاگل کہتی ہے۔ اسے تجربہ کہتے ہیں کہ ہوش مند ہو اور پاگل کہلا رہی ہو۔"

وہ کار کے پاس آکر اپنا بازو چھڑاتے ہوئے بولی "تم کیوں پیچھے پڑگئے ہو؟"

"تمہارے سوال کا جواب تمہارے ہی پاس ہے۔ یاد کرو تمہاری جوتش ودیا نے کہا تھا جو تاریخ میرے لیے منحوس ہے وہ تمہارے لیے بھی منحوس ہوسکتی ہے اس لیے خاص طور پر تیرہ تاریخ کو میرے قریب نہ آنا۔ اور تم آدھی رات کو تیرہ تاریخ کا آغاز ہوتے ہی میرے پاس بھاگ کر چلی آئیں۔"

وہ سرجھکا کر سوچنے لگی "واقعی میں خود اس کے قریب آئی ہوں۔ یہ تقدیر کیسی ہیرا پھیری ہے مجھے اس کے پاس الجھا رہی ہے۔ مجھے اس الجھن سے میرا بھائی نکال سکتا ہے' اسے کہاں ڈھونڈوں؟"

وہ بولی "یہ میری غلطی ہے کہ تمہارے پاس پناہ لینے آگئی۔ مجھے معاف کردو اور میرے پیچھے نہ آؤ۔"

"تم میری جان کی دشمن تھیں' ہو اور رہو گی لیکن میں تم سے نیکی کروں گا۔ تمہارے بھائی کے پاس تمہیں پہنچاؤں گا پھر پہنچانے کے بعد پیچھا چھوڑ دوں گا۔ پھر نو ماہ بعد بچہ لینے آؤں گا۔"

"تم زبردست فراڈ ہو۔ یہاں اسپتال میں کہہ رہے تھے کہ میں ماں بننے والی نہیں ہوں۔ کیا پہلی میڈیکل رپورٹ غلط ہے؟"

"درست ہے۔ میں نے یہاں اس لیے غلط کہا کہ تم بچے کو ضائع نہ کراسکو۔ تم جب بھی ایسی حماقت کرنا چاہو گی' میں تمہیں مختلف ہتھکنڈوں سے روکنے کی کوشش کروں گا۔"

وہ یہ سوچ کر کار میں بیٹھ گئی کہ پہلے بھائی کو تلاش کرے گی پھر پارس سے پیچھا چھڑائے گی۔ پارس اسٹیئرنگ سیٹ پر آگیا۔ لیلیٰ نے آکر کہا "مرینا اور سرنا یہ سامنے والی مارکیٹ میں ہیں۔ ان بہن بھائی کا سامنا کراؤ۔"

وہ قریبی مارکیٹ میں آکر رک گیا۔ اس سے بولا "میں کچھ ضروری چیزیں خریدنا چاہتا ہوں' آؤ تم بھی کچھ شاپنگ کرلو۔"

وہ انکار نہ کرسکی کیونکہ میک اپ کا سامان خریدنا ضروری تھا۔ وہ بازار میں آئے' ایک دکان میں مرینا اور سرنا کوئی چیز خرید رہے تھے۔ پارس شی تارا کو ادھر لے گیا۔ مرینا ایک نیکلس پسند کررہی تھی۔ لیلیٰ نے شی تارا کو مجبور کیا' وہ مرینا سے چھین کر بولی "یہ مجھے پسند ہے۔"

سرنا نے اس کی کلائی پکڑ کر کہا "اے! اسے میری ساتھی پسند کرچکی ہے۔"

"تم نے میرا ہاتھ پکڑنے کی جرأت کیسے کی۔ اگر میرا بھائی ہوتا تو تمہارے ہاتھ توڑ دیتا۔"

پھر وہ پارس سے بولی "تمہیں غیرت نہیں ہے۔ تمہارے سامنے اس نے میری کلائی پکڑی ہے۔"

پارس نے کہا "غلطی تمہاری ہے۔ تم نے یہ نیکلس چھین کرلیا ہے۔"

سرنا نے کہا "واہ دوست' تم نے انصاف کی بات کہہ کر دل جیت لیا ہے۔ میں اس بات پر یہ نیکلس تمہاری وائف کو دیتا ہوں۔"

سرنا نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ پارس نے کہا "اگر تم اسے بھائی سمجھ لیتیں تو اس کے ہاتھ پکڑنے سے غصہ نہ آتا۔"

سرنا نے کہا "سچ پوچھو تو اسے دیکھ کر اپنی بہن یاد آگئی۔ وہ اسی شہر میں کہیں گم ہوگئی ہے ہم اسے تلاش کررہے ہیں۔"

"عجیب اتفاق ہے۔ میری وائف کا بھائی گم ہوگیا ہے۔ یہ اسے تلاش کررہی ہے۔"

"اس کے بھائی کا حلیہ کیا ہے۔ نام بتاؤ' ہم تلاش کرنے میں مدد کریں گے۔"

"میں حلیہ نہیں بتا سکتی مگر اسے دیکھ کر پہچان لوں گی۔ نام بھی مجھے یاد ہے مگر کسی کو بتانے سے پہلے بھول جاتی ہوں۔"

سرنا نے کہا "یہ بھی عجیب اتفاق ہے۔ میں بہن کا حلیہ نہیں بتا سکتا لیکن اسے دیکھ کر پہچان سکتا ہوں اور اپنا نام بھی نہیں بتا سکتا جبکہ اپنا نام اچھی طرح یاد ہے۔"

پارس نے کہا "تم دونوں اپنے بھائی اور بہن کو تلاش کرنے میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرسکو گے۔ کیونکہ تم لوگوں کے پاس خود اپنے شناختی ثبوت نہیں ہیں لیکن یہ تو معلوم ہوگا کہ اب سے پہلے رہتے کہاں تھے؟"

مرینا نے کہا "ہاں یاد ہے۔ ہم ایک فور اسٹار ہوٹل کے سامنے رہتے ہیں۔"

شی تارا نے کہا "وہاں تو میں بھی رہتی ہوں وہ ایک سرخ ٹائلز کی چھت والا بنگلا ہے۔"

سرنا نے کہا "اسی بنگلے میں ہم رہتے ہیں۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ میں اپنے بھائی کے ساتھ وہاں رہتی ہوں۔"

"میں اپنی بہن کے ساتھ وہاں رہتا ہوں۔"

"میں مالک مکان کی گواہی پیش کرسکتی ہوں۔"

سرنا نے کہا "تم زبردستی گلے پڑ رہی ہو۔ یہاں آتے ہی یہ نیکلس چھین لیا' اب ہمارے گھر کو اپنا گھر کہہ رہی ہو۔ اے مسٹر! تم اس کے شوہر ہو' تم ہی بتاؤ کیا یہ سچ کہہ رہی ہے؟"

"مجھے افسوس ہے میں ایک رات کا شوہر ہوں۔ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا ہوں۔ ویسے مالک مکان کہہ رہا تھا کہ میری یہ وائف اپنے بھائی کے ساتھ وہاں رہتی تھی۔"

مرینا نے کہا "مالک مکان جھوٹا ہے۔ وہ مجھے اور میری ساتھی کو میاں بیوی کہہ رہا تھا جبکہ ہم میاں بیوی نہیں ہیں! ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں۔ آج صبح ہماری دوستی ہوئی ہے۔"

"بہتر ہے اس بنگلے میں چل کر مالک مکان سے حقیقت معلوم کی جائے۔"

وہ سب راضی ہوگئے۔ پارس کی گاڑی میں بیٹھ کر اس بنگلے کے سامنے آئے۔ سرنا نے شی تارا سے کہا "اگر یہ تمہارا بنگلا ہے تو تمہارے پاس دروازے کی چابی ضرور ہوگی۔"

"چابی میرے بھائی کے پاس ہے۔"

سرنا نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا "تم چاہو تو اندر آکر دیکھ سکتی ہو' یہ تمہاری رہائش گاہ نہیں ہے۔"

"میں ثابت کردوں گی' اندر میرا سامان رکھا ہوا ہے۔"

وہ سرنا اور مرینا کے پیچھے بنگلے میں داخل ہوئی۔ پارس باہر اپنی کار سے ٹیک لگائے کھڑا رہا۔ سرنا نے اندر آکر جیسے ہی دروازہ بند کیا ویسے ہی بہن بھائی نے ایک دوسرے کو چونک کر دیکھا۔ خوشی سے آگے بڑھ کر ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

"بھائی کی جان! تم کہاں گم ہوگئی تھیں؟ میں صبح سے تمہیں تلاش کررہا ہوں۔"

"میں بھی صبح سے تلاش کر رہی ہوں۔ ہمیں اپنا پاسپورٹ اور ضروری کاغذات کو اپنے پاس رکھنا چاہیے۔ کیونکہ میں دوسروں کے سامنے اپنی شناخت بھول جاتی ہوں۔"

"میں بھی بھول جاتا ہوں۔ مرینا بھی بھول جاتی ہے لیکن یہاں ہمارا تمام سامان موجود ہے صرف ہمارے تمہارے شناختی کاغذات نہیں ہیں۔"

شی تارا نے اپنے بیڈ روم میں آکر اپنے سامان میں وہ کاغذات تلاش کیے۔ وہاں سب کچھ تھا مگر وہ ضروری کاغذات نہیں تھے۔

مرینا نے کہا "بڑی مشکل یہ ہے کہ ہم تینوں بند کمرے میں ایک دوسرے کو پہچان رہے ہیں لیکن باہر جاتے ہی بھول جاتے ہیں۔"

شی تارا نے کہا "یہ کیسی ناقابلِ یقین بات ہے۔ جس بھائی کو جان سے زیادہ چاہتی ہوں اسے باہر نہ پہچان سکی۔"

"میرے لیے بھی شرم کی بات ہے کہ اپنی بہن کو پہچان نہ سکا۔ پتا نہیں یہ دماغ کیسے کمزور ہو گیا ہے؟ فرہاد ہمارے خلاف کوئی چال چل رہا ہے۔"

وہ فرہاد کے نام پر چونک کر بولی "میں نے پارس کے ساتھ رات گزاری ہے۔ ہم ابھی جس کی کار میں آئے ہیں وہی پارس ہے۔"

سرنا نے مٹھیاں بھینچ کر پوچھا "کیا سچ کہہ رہی ہو؟"

"سچ کہہ رہی ہوں۔ میں ایک بار تاشقند میں اس سے مل چکی ہوں' اسے پہچانتی ہوں۔ پھر اس نے خود پارس ہونے کا اعتراف کیا ہے۔"

"تم دونوں یہاں ٹھہرو' میں اس سے نمٹ کر آتا ہوں۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ پھر اسے کھول کر باہر نکلا۔ وہاں مالک مکان آچکا تھا' پارس سے باتیں کر رہا تھا۔ باہر آتے ہی چار دیواری والی تنہائی ختم ہو گئی۔ وہ بھول گیا کہ باہر کیوں آیا ہے۔

پارس نے کہا "ہیلو مسٹر! میری وائف کہاں ہے؟ کیا وہی تمہاری بہن ہے اور تم میرے سالے ہو؟"

"بکواس مت کرو۔ نہ وہ میری بہن ہے نہ میں تمہارا سالا ہوں۔"

"تو پھر میری وائف مجھے واپس کرو۔"

"ٹھیک ہے' میں ابھی اسے باہر بھیجتا ہوں۔"

وہ دروازہ کھول کر اندر آیا۔ پھر اسے بند کرتے ہوئے شی تارا کو دیکھ کر بولا "میری جان! میری بہن! میں پھر تھوڑی دیر کے لیے تجھے بھول گیا تھا اور..... اور وہ پارس؟ اوہ گاڈ! باہر جا کر یاد نہ رہا کہ وہاں میرا دشمن پارس کھڑا ہوا ہے۔"

وہ پھر باہر جانا چاہتا تھا' شی تارا نے ہاتھ پکڑ کر کہا "باہر نہ جاؤ پھر بھول جاؤ گے۔ ہمارے ساتھ کچھ ایسا ہو رہا ہے کہ ہم تنہائی میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ چار دیواری سے باہر ہو دوسروں کی موجودگی میں خون کے رشتوں کو بھی بھول جاتے ہیں۔"

مرینا نے کہا "یہ ٹھیک کہہ رہی ہے' ہم میں سے کسی کو باہر نہیں جانا چاہیے۔"

وہ سوچ میں پڑ گیا پھر بولا "کیسی مجبوری ہے' باہر دشمن کھڑا ہے اور میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

وہ بولی "بھائی سرنا! وہ ہمارا بہت کچھ بگاڑ چکا ہے۔ میں اس کے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔"

وہ شیر کی طرح دہاڑتے ہوئے بولا "ہرگز نہیں' تُو دشمن کے بچے کی ماں نہیں بن سکتی۔ یہ جھوٹ ہے۔"

"میرا طبی معائنہ ہو چکا ہے' یہ سچ ہے۔"

مرینا نے کہا "میں پارس کو اچھی طرح جانتی ہوں' وہ زہریلا ہے۔ کبھی بچے کا باپ نہیں بن سکے گا۔ تم اس کے بچے کی ماں نہیں بن سکتیں۔ میڈیکل رپورٹ غلط ہو سکتی ہے۔"

"مرینا! تم نے کئی برس سے اس سے علیحدگی اختیار کی ہوئی ہے' اس کے موجودہ حالات نہیں جانتی ہو۔ ہو سکتا ہے اب وہ زہریلا نہ رہا ہو۔ میڈیکل رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی۔ میں خود بھی ماں بننے کے آثار محسوس کر رہی ہوں۔"

سرنا نے غصے سے ٹہلتے ہوئے کہا "وہ میری بہن کو برباد کر چکا ہے۔ میں اس کا خون پی جاؤں گا۔ ایسی کیا تدبیر کروں کہ باہر جا کر دشمن کو یاد رکھوں اور اسے فوراً جہنم میں پہنچا دوں؟"

وہ غصے میں کوئی تدبیر سوچ رہا تھا جبکہ غصے کی حالت میں دماغ سوچنے سمجھنے کے قابل ہی نہیں رہتا۔ وہ باہر کھلنے والے دروازے کے سامنے آکر رک گیا۔ پھر جیسے دروازے کے پار دشمن کو دیکھتے ہوئے گھونسا دکھاتے ہوئے گرج کر بولا "پارس! میں جانتا ہوں تو باہر موجود ہے' میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

باہر سے پارس نے بلند آواز سے کہا "ابے سالے! اپنی بہن کو مجھ سے چھپا رہا ہے۔ وہ میری وائف ہے' اسے میرے حوالے کر دے۔"

وہ دہاڑتے ہوئے بولا "وہ تیری کوئی نہیں ہے۔"

"وہ تو کیا؟ تو بھی میرا سالا ہے۔ میرے ہونے والے بچے کا ماموں ہے۔"

"میں تیرا خون پی جاؤں گا۔"

"پینے کے لیے باہر آنا پڑے گا۔ مرد کا بچہ ہے تو باہر آکر مقابلہ کر۔"

اس نے گرجتے ہوئے دروازہ کھولا اور پھر دہلیز پر سے باہر چھلانگ لگا دی۔ بالکل شیر کی طرح جھپٹ پڑنے کا انداز تھا لیکن باہر آتے ہی ایک دم سے ٹھنڈا پڑ گیا۔ پارس کو دیکھ کر سوچنے لگا۔ مالک مکان نے پوچھا "مسٹر سرنا! کیا تم اپنی پوری فیملی کے ساتھ پاگل خانے سے آئے ہو۔ گھر کے اندر جا کر کچھ بولتے ہو' باہر آکر کچھ کرتے ہو۔ تو ہم دشمن بن جاتے ہو اِدھر دوست ہو جاتے ہو۔ آخر یہ کیا تماشا ہو رہا ہے؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "میں تو اس کی وائف کو اس کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اندر جا کر بھول جاتا ہوں۔ ہو سکے تو آپ لوگ اسے آوازیں دے کر یہاں بلائیں۔"

پارس نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا "اے میرے بچے کی ماں! باہر آجا۔"

اندر سے اس کی آواز آئی "میں نہیں آؤں گی' یہاں اپنے بھائی کے ساتھ رہوں گی۔"

پارس نے کہا "مسٹر سرنا! میں تمہیں قتل کرنے کی دھمکی دوں گا تو وہ فوراً باہر آئے گی۔"

"میرا اس سے کیا رشتہ ہے کہ وہ مجھے بچانے آئے گی۔"

"وہ مجھے یعنی اپنے شوہر کو قتل کرنے سے باز رکھنے کے لیے آئے گی۔"

پارس نے مالک مکان سے اس کا پستول مانگ کر سرنا کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے آواز دی "میں سرنا کو گولی مار رہا ہوں۔ اگر تم نہیں آؤ گی تو گولی چل جائے گی۔"

وہ اندر سے بولی "یہ ظلم ہے' میرے بھائی کو کیوں مارنا چاہتے ہو؟"

"اس لیے کہ میرا بچہ تمہارے پاس ہے۔ بچہ مجھے دو' اپنا بھائی لے جاؤ۔"

"بچہ نو ماہ بعد ملے گا۔"

"تم نو ماہ تک میرے پاس رہو گی۔ میں تین تک گنتا ہوں' باہر نہیں آؤ گی تو تین کہتے ہی گولی مار دوں گا۔ ایک....."

شی تارا نے دروازے کے کی ہول سے جھانک کر دیکھا۔ بھائی کی کنپٹی سے لگے ہوئے پستول کو دیکھتے ہی وہ تڑپ گئی۔ چیختی چلاتی' دروازہ کھولتی ہوئی باہر آئی پھر لڑکھڑا کر گر پڑی۔

پارس نے مالک مکان کو پستول دے دیا۔ شی تارا نے زمین پر سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور سوچا "میں دوڑتی ہوئی کیوں آئی تھی؟"

پارس نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا اور زمین پر سے اٹھاتے ہوئے کہا "میرے گلے سے لگنے کے لیے یوں دوڑ کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے آواز دیتیں' میں دوڑا چلا آتا۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "پتا نہیں' میں سو رہی ہوں یا جاگ رہی ہوں۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے ابھی میں نے اپنے بھائی سے ملاقات کی تھی۔ شاید وہ اس بنگلے میں ہے۔"

سرنا نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر راستہ روکنے کے انداز میں دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا "خبردار! اس بنگلے میں نہ آنا۔ تم ایک بار اندر جا کر دیکھ چکی ہو۔ یہاں تمہارا بھائی نہیں ہے۔ چلی جاؤ یہاں سے۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔ میرا بھائی اندر ہو گا تو ضرور باہر آئے گا اور باہر کہیں بھٹک رہا ہو گا تو رات گزارنے یہاں آئے گا۔ میں اس کا انتظار کروں گی۔"

پارس نے کہا "ایسی سردی میں باہر رہو گی تو تمہاری قلفی جم جائے گی۔ پھر یہ مالک مکان صاحب فرما رہے ہیں کہ تم سب کے خلاف قانونی کارروائی کریں گے اور سب کو بنگلے سے نکالیں گے۔"

پھر اس نے سرگوشی میں کہا "تمہارے پاس اس ملک میں رہنے کا کوئی اجازت نامہ' پاسپورٹ اور ضروری کاغذات نہیں ہیں۔ تم اپنا نام تک بتا نہیں سکتی ہو۔ پولیس والے تمہیں جیل یا پاگل خانے پہنچا دیں گے۔"

وہ قائل ہو کر پارس کے ساتھ کار میں بیٹھ کر جانے لگی۔

O☆O

علی بخیریت اسرائیل سے نکل آیا تھا۔ لیکن جو ہمیشہ نہ رہے اسے خیریت کہتے ہیں۔ یہ خیریت تھوڑی دیر کے لیے آتی ہے اور اپنے ساتھ اگلی خیریت کی فکر کا سامان لاتی ہے۔

علی نادان نہیں تھا۔ یہ سمجھتا تھا کہ جو دشمن اسے اسرائیل میں بے نقاب کرنا چاہتے تھے انہوں نے آگے بھی راستے میں رکاوٹیں پیدا کی ہوں گی اور وہ آسانی سے اپنی ثانی کے پاس واشنگٹن نہیں پہنچ پائے گا۔

وہ ایک خصوصی طیارے میں تل ابیب سے روانہ ہوا تھا۔ اس کی اگلی منزل انقرہ تھی۔ وہاں سے وہ استنبول آیا اور خصوصی طیارے کو وہیں چھوڑ دیا کیونکہ وہ طیارہ پہچان بن گیا تھا کہ فرہاد کا بیٹا علی اس میں سفر کر رہا ہے۔ پتا نہیں یہ معلومات اور کتنے دشمنوں تک پہنچی ہو گی۔

اس نے استنبول کے ایک ہوٹل میں رہائش اختیار کی اور وہاں رہ کر دشمنوں کو تاڑنے لگا۔ ثانی نے سوچ کے ذریعے کہا "جس پر شبہ ہو اس کی آواز مجھے سنا دو۔ میں اس کی اصلیت معلوم کر لوں گی۔"

"یہاں اکثر ایسے لوگوں سے سامنا ہوتا ہے جو مقامی زبان بولتے ہیں۔ ہم ان کی زبان نہیں سمجھ پائیں گے۔ ان کی حرکتوں سے ہی ان کے ارادوں کو سمجھنا ہو گا۔"

لیکن ایسے نگرانی کرنے والے بھی ہوتے ہیں جو کبھی سامنا نہیں کرتے مثلاً ہوٹل کے کچن میں کوئی دشمن ہو سکتا تھا اور کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی مضر دوا ملا سکتا تھا۔ یا کوئی چھپ کر کسی بے آواز ہتھیار سے ہلاک کر سکتا تھا۔ جب چھپے ہوئے دشمن نظر نہ آئیں تو موت کا اندھا تیر کسی وقت بھی کہیں سے آسکتا ہے۔

علی نے رات کے ایک بجے اچانک ہی وہ ہوٹل چھوڑ دیا۔ چھوڑتے وقت اس بات کا خیال رکھا کہ ہوٹل والوں کی نظروں میں نہ آئے۔ ہوٹل سے باہر آکر وہ دور تک پیدل چلتا رہا۔ ایک فٹ پاتھ سے دوسرے فٹ پاتھ پر جا کر اندازہ کرتا رہا کہ تعاقب کرنے

والے بھی راستہ بدل رہے ہیں یا نہیں؟

رات کا وقت تھا۔ فٹ پاتھ اور سڑکیں ویران سی تھیں کچھ لوگ یا کچھ گاڑیاں آتی جاتی دکھائی دیتی تھیں پھر نظروں سے اوجھل ہوجاتی تھیں۔ ایسے ہی وقت دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

وہ فوراً ہی ایک بڑے سے مجسمے کے پیچھے چھپ گیا۔ اس نے مجسمے کی آڑ سے جھانک کر دیکھا۔ کچھ فاصلے پر ایک عورت دوڑتی ہوئی آرہی تھی۔ اس سے کچھ فاصلے پر تین افراد دوڑتے ہوئے اس کا تعاقب کررہے تھے۔ ان میں سے ایک کچھ کہہ رہا تھا۔ شاید اس عورت کو رکنے کے لیے کہہ رہا تھا لیکن وہ ایسے بھاگ رہی تھی جیسے موت کے سوداگر پیچھے پڑگئے ہوں۔

وہ موت کے سوداگر ہی تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ شکار ہاتھ سے نکل رہا ہے تو گولی چلادی۔ عورت کی ایک دلخراش چیخ رات کے سناٹے میں دور تک گونجتی چلی گئی۔ وہ اچھل کر پختہ راستے پر گری پھر وہاں سے پھسلتی ہوئی مجسمے [illegible] دوسری طرف علی کے قدموں کے پاس آکر چاروں شانے چت [illegible]

اس کا تعاقب کرنے والے [illegible] تک دور ہی سے جائزہ لیتے رہے۔ [illegible] ایک لاش بن چکی تھی۔ پولیس کار کے سائرن [illegible] سنائی دینے لگی۔ وہ لوگ آواز سنتے ہی پلٹ کر بھاگتے چلے گئے۔ ایک گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ گاڑی اسٹارٹ ہوکر تیزی سے جاتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

جانے والی گاڑی کی آواز گم ہوگئی۔ آنے والی پولیس گاڑی کی آواز اور واضح ہونے لگی تو وہ عورت فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بہت دور کار کی ہیڈلائٹس دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اٹھ کر سڑک پر سے چھلانگ لگا کر فٹ پاتھ پر آئی تو مجسمے کے پیچھے علی سے ٹکرا گئی۔ اسے دشمن سمجھ کر چیخ پڑی۔ اس نے کہا "میں دشمن نہیں ہوں۔ پولیس والے آرہے ہیں تمہیں ڈرنا نہیں چاہیے۔"

"نہیں، پلیز! مجھے چھپنے دو۔ ورنہ پولیس والے ایک قتل کے کیس میں ملوث کریں گے۔"

علی اس کا ہاتھ پکڑ کر دوڑتا ہوا ایک دکان کے پیچھے چلا گیا۔ پولیس کار سائرن بجاتی ہوئی آئی پھر تیزی سے گزر گئی۔ وہ علی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی "تم تو بالکل نوجوان ہو۔ بالکل میرے بیٹے جیسے ہو اگر وہ زندہ ہوتا تو آج تمہارے جیسا لمبا چوڑا ہوتا۔"

"تم مجھے اپنا بیٹا سمجھو۔ یہ بتاؤ تم کون ہو؟ تم پر گولی چلانے والے وہ بدمعاش کون تھے؟"

"دشمن تھے اسی لیے گولی چلائی تھی۔ میرا نام مریم ہے۔ میرا شوہر یوسف پاشا ایک جزیرے میں ان کا قیدی ہے۔ میں نے ایک موٹر بوٹ والے سے سودا کیا تھا۔ وہ مجھے اس جزیرے تک پہنچانے والا تھا لیکن ان دشمنوں نے اس موٹر بوٹ والے کو قتل کردیا۔ وہ مجھے بھی قتل کرنے کے لیے یہاں تک دوڑتے آئے تھے۔ پولیس کار کے سائرن نے انہیں بھاگنے پر مجبور کردیا ورنہ وہ قریب آکر مجھے دیکھتے اور زندہ پاتے تو پھر گولی مار دیتے۔"

ثانی نے سوچ کے ذریعے کہا "یہ درست کہہ رہی ہے۔ میں ابھی چور خیالات پڑھ رہی ہوں۔"

علی نے مریم سے پوچھا "اب کہاں جاؤ گی؟"

"بیٹے! میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ اپنے گھر جاؤں گی تو دشمن وہاں پھر آسکتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں آج رات کسی طرح اس جزیرے میں چلی جاؤں۔"

"تمہارا شوہر کس جزیرے میں ہے؟"

"مارکیوسان میں۔"

"مارکیوسان؟" علی نے تعجب سے کہا "یہ جزیرہ یہاں کے سمندر میں نہیں ہے۔ یہ جنوبی امریکا کے انتہائی مغرب میں واقع ہے۔"

"بیٹے! میں نہیں جانتی وہ لوگ جزیرے کا یہی نام بتارہے تھے۔"

"غلط بتارہے تھے اور وہ موٹر بوٹ والا بھی تمہیں کسی اور جزیرے میں پہنچا کر اپنی رقم کھری کرنے والا تھا۔"

"میں کیا کروں؟ میرے آس پاس جیسے سب ہی دھوکا دینے والے لوگ ہیں۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ جو بھی سامنے آئے اس پر بھروسا کرلوں۔ شاید کوئی فرشتہ مل جائے۔ شاید تم میرے بیٹے بن کر میرے کام آسکو۔"

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں وہاں پہنچاؤں گا لیکن معلوم تو ہو کہ انہوں نے تمہارے شوہر کو قیدی بنا کر کیوں رکھا ہے اور تمہیں اس کے پاس کیوں نہیں پہنچنے دے رہے؟"

وہ دونوں ایک طرف چلنے لگے۔ مریم نے ایک گہری سانس لے کر کہا "میرا شوہر ایک معروف سائنس داں ہے اور علم الابدان کا ماہر ہے۔ اس کا پورا نام یوسف البرہان عرف پاشا ہے، میں اسے پاشا کہتی ہوں۔ کیا تم نے اس کا نام سنا ہے؟"

"مجھے افسوس ہے، میں نے اتنی معروف ہستی کا نام پہلے کبھی نہیں سنا۔ بائی دا وے، معاملہ کیا ہے؟"

"وہ انسانی حواسِ خمسہ پر ریسرچ کرتا رہتا ہے۔ پچھلے پندرہ برس سے اس دھن میں لگا رہا کہ انسان کی قوتِ بصارت اور قوتِ سماعت کس طرح غیر معمولی بنائی جاسکتی ہے۔"

"غیر معمولی سے کیا مراد ہے؟"

"وہ کہتا ہے آدمی حدِ نظر تک کسی عینک یا دوربین کے بغیر صاف طور پر دیکھ سکتا ہے۔ اگر کوئی میل دو میل یا دس میل کے فاصلے پر کسی پہاڑ کی چوٹی پر یا انتہائی گہری کھائی میں پڑا ہے تو اسے رات کے اندھیرے میں بھی صاف طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔"

"یہ سائنس داں بڑے خبطی ہوتے ہیں۔ معاف کرنا میں تمہارے شوہر کو خبطی کہہ رہا ہوں۔"

"ایک تم ہی نہیں ساری دنیا میرے پاشا کو خبطی کہتی ہے۔ وہ ایسی باتیں کرتا ہے جنہیں عقل تسلیم نہیں کرتی۔"

علی نے کہا "عقل تسلیم کرتی ہے۔ جب بلی اور چیتا رات کی تاریکی میں دیکھ لیتے ہیں۔ اینٹی ڈارک آئی لینس کے ذریعے ہم بھی تاریکی میں کسی حد تک دیکھ لیتے ہیں تو پھر ہماری بینائی میں دوربینی کی صلاحیت کیوں نہیں پیدا کی جاسکتی؟"

"میرے پاشا کی نظریں بڑھاپے میں بھی تیز ہیں۔ وہ دور تک صاف دیکھ لیتا ہے اور میلوں دور کھڑے ہوئے کسی شخص کا صحیح حلیہ بتاسکتا ہے۔"

"کیا اسی صلاحیت کی وجہ سے اسے قیدی بنایا گیا ہے؟"

"صرف قوت بصارت کی وجہ سے نہیں قوت سماعت کی وجہ سے بھی اسے اغوا کیا گیا ہے۔ تم یقین نہیں کرو گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس وقت پاشا ہماری گفتگو سن رہا ہے۔"

"لیکن وہ تو یہاں سے ہزاروں میل دور ہے۔"

"یہی تو میرے پاشا کا کمال ہے۔ کوئی اس پر آسانی سے یقین نہیں کرتا۔ ایک بار وہ لندن میں تھا اور میں یہاں استنبول میں تھی اس نے فون کے ذریعے بتایا کہ میں آدھا گھنٹا پہلے اس کی تصویر سے باتیں کررہی تھی۔ میں نے جتنے فقرے تصویر کے سامنے ادا کیے تھے وہ تمام اس نے لفظ بہ لفظ دہرائے۔ یہ حیرانی کی...... بلکہ نہ یقین کرنے والی بات ہے۔ میں اپنے بند کمرے میں تصویر سے باتیں کررہی تھی، کوئی آس پاس سننے والا نہیں تھا اور وہ لندن میں بیٹھا میری باتیں سن رہا تھا۔"

علی اس کے ساتھ خاموشی سے چلتا رہا۔ فی الحال اپنی کوئی رائے پیش نہیں کرسکتا تھا۔ اسے ایسی غیر معمولی قوتِ سماعت کا یقین نہیں تھا اور وہ بے یقینی کا اظہار کرنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ ہماری دنیا جتنی تیزی سے سائنسی اور طبّی کامیاب تجربات سے گزر رہی ہے اس کے پیشِ نظر ایک ناممکن بات کسی وقت بھی ممکن ہوجاتی ہے۔

وہ بول رہی تھی "پاشا کہتا ہے بات صرف یہ نہیں ہے کہ دوسروں کی آوازیں ہوا کی لہروں کے ذریعے ہم تک پہنچتی ہیں۔ یہ آوازیں تو ایک بہرے تک بھی پہنچتی ہیں لیکن وہ سن نہیں پاتا۔ اصل قوت سننے کی ہے۔ ہمارے جسم میں آوازیں سننے کا جو نظام ہے اس میں خرابی ہو تو آدمی کم سنتا ہے اور خرابی نہ ہو، یہ سماعتی نظام مکمل ہو تو وہ ہلکی سے ہلکی آہٹ بھی دور سے سن لیتا ہے۔ میرے پاشا نے تجربات کے کئی مراحل سے گزر کر سماعتی نظام کو ایسا غیر معمولی بنادیا ہے کہ ہزاروں میل دور کی بات سننے کے لیے وہ ٹیلی فون کے آلے کا محتاج نہیں رہا ہے۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ آواز چشم زدن میں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچتی ہے۔ جب یہ فضا میں گردش کرتی ہے تو اسے غیر معمولی قوتِ سماعت سے سنا بھی جاسکتا ہے۔"

اس کی باتوں کے دوران ثانی سوچ کے ذریعے کہہ رہی تھی "مریم ایک سیدھی سادی شریف عورت ہے۔ یہ جو کہہ رہی ہے درست کہہ رہی ہے۔ اس کے چور خیالات سے فی الحال یہی معلوم ہورہا ہے کہ یہ نہ تو ہماری دشمن ہے اور نہ ہی دشمن کی آلۂ کار ہے۔"

علی نے کہا "بعض آلۂ کار خود نہیں جانتے کہ وہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔ مریم بھی نادانستگی میں کسی کی آلۂ کار بن سکتی ہے یا بن چکی ہے۔"

"یہ تو آئندہ معلوم ہوگا لیکن جو معلوم ہوچکا ہے وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ یوسف البرہان عرف پاشا غیر معمولی قوتِ بصارت اور قوتِ سماعت رکھتا ہے اور ایسی غیر معمولی صلاحیتیں پیدا کرنے کی دواؤں کا فارمولا جانتا ہے۔ جن لوگوں نے اسے جزیرے میں قید کیا ہے وہ یقیناً اس سے وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہوں گے۔"

"لیکن وہ مریم کو اس سے ملنے کیوں نہیں دیتے؟"

"مریم کے خیالات سے پتا چلتا ہے کہ دشمن اس کے شوہر کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ اگر اس نے فارمولا نہیں بتایا تو اس کی بیوی کو قتل کردیا جائے گا۔"

وہ چلتے چلتے رک گیا پھر مریم سے بولا "ہم کہاں جارہے ہیں؟"

"رات کہیں گزارنی ہوگی۔ کیا تم مجھے اپنے ہاں پناہ دو گے؟"

"میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ میں ایک مسافر ہوں، تمہاری طرح بھٹک رہا ہوں۔"

"تم کہاں سے آرہے ہو اور کہاں جاؤ گے؟"

"آیا ہوں بہت دور سے، جانا ہے بہت دور۔ اتفاق سے ہم دونوں کا راستہ ایک ہے۔ میں واشنگٹن جاؤں گا وہاں سے آگے تمہارا سفر جاری رہے گا لیکن پہلے تمہیں یقین کرنا ہوگا کہ پاشا واقعی جزیرے مارکیوسان میں ہے۔"

"مجھے یقین ہے وہ اسی جزیرے میں ہے۔ لیکن وہ تو ہزاروں میل دور ہے میں وہاں کیسے جاؤں گی۔ دشمنوں نے مجھے بے گھر کردیا ہے۔ میرے پاس دو وقت کھانے کے رقم نہیں ہے۔ میں اتنا طویل سفر کیسے کروں گی۔"

"کیا پاسپورٹ ہے؟"

"ہاں، یہ میرے پرس میں ہے۔"

"فکر نہ کرو۔ تمہیں ضرورت سے زیادہ رقم مل جائے گی۔ یہ دس ہزار ڈالر رکھو اور اپنا پاسپورٹ دو۔ میں کل کی فلائٹ میں تمہارے لیے ایک سیٹ حاصل کرلوں گا۔"

اس نے دس ہزار ڈالر دیے اور اس کا پاسپورٹ لے کر اسے مشورہ دیا کہ وہ کسی ہوٹل میں آج کی رات گزارے۔ کل صبح دس بجے ائرپورٹ پر ملاقات ہوگی۔

وہ اسے رخصت کرکے فرانس کے سفیر کے پاس آیا۔ اس کے

بنگلے میں رات گزاری اور اس کے ذریعے اپنی اور مریم کی روانگی کا انتظام کیا۔ چونکہ مریم پر پوری طرح بھروسا نہیں کیا جاسکتا تھا اس لیے اس نے اپنا حلیہ تھوڑا سا تبدیل کیا تاکہ دشمن نگرانی کررہے ہوں تو اسے مریم کے ہم سفر کی حیثیت سے پہچان نہ سکیں۔

دوسری صبح دس بجے مریم ائرپورٹ پر اس کا انتظار کررہی تھی۔ سفیر کے ایک ملازم نے اس کے پاس آکر کہا "میڈم! آپ جس کی منتظر ہیں وہ صاحب نہیں آئیں گے۔ ابھی اسی شہر میں قیام کریں گے۔ یہ آپ کا پاسپورٹ اور ٹکٹ ہے اور مزید اخراجات کے یہ پندرہ ہزار ڈالر رکھ لیں۔"

مریم نے وہ سب کچھ لیتے ہوئے کہا "میں حیران ہوں کہ وہ سخی داتا کون ہے جس نے ایک مختصری ملاقات میں مجھے پچیس ہزار ڈالر دے دیے۔ امریکا تک سفر کرنے کا ٹکٹ بھی دیا۔ اس سے کہنا ایک ماں کی دعائیں ہمیشہ اس کے ساتھ رہیں گی۔"

وہ طیارے میں آئی۔ وہاں علی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اسے پہچان نہ سکی۔ اس کے پاس بیٹھ کر بولی "میں امریکا جارہی ہوں خاصا طویل سفر ہے۔ تم کہاں جارہے ہو؟"

"نیویارک جارہا ہوں۔"

آدھے گھنٹے بعد طیارے نے پرواز کی۔ ثانی نے آکر کہا "میں نے جزیرہ مارکیوسان کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ خوب صورت مناظر سے بھرپور جزیرہ ہے۔ اس کے آس پاس مزید دس جزیرے ہیں جس میں سے ایک کا نام آئی لینڈ آف مین ہے۔ یعنی صرف مردوں کا جزیرہ۔"

"یہ تو عجیب سا نام ہے۔ کیا واقعی وہاں صرف مرد رہتے ہیں؟"

"ہاں آج تک کسی عورت نے وہاں کی زمین پر قدم نہیں رکھا ہے۔ یہ دنیا عجائبات سے بھری پڑی ہے۔ یہاں ایسے ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔"

"واقعی سوچو تو عجیب سا لگتا ہے کہ ہماری دنیا کے اندر ایک ایسی الگ دنیا ہے جو سمندر کے بیچ میں ہے جہاں صرف مرد رہتے ہیں۔ کیا عورت کے بغیر کوئی دنیا ہوسکتی ہے اور اگر ہوجائے تو کیا وہ دنیا قائم رہ سکتی ہے؟"

"وہ پچھلے پچاس برسوں سے قائم ہے۔ وہاں سزا یافتہ مجرموں کو پہنچایا جاتا ہے۔ وہ ایسی جیل ہے، جہاں لوہے کی سلاخیں اور مضبوط دیواریں نہیں ہیں۔ چاروں طرف گہرا سمندر ہے کوئی بڑے سے بڑا جی دار مجرم تیر کر وہ سمندر پار نہیں کرسکتا۔ وہاں سے دوسرے جزیرے دس پندرہ میل کے فاصلوں پر ہیں۔"

"اب سمجھا کہ وہ جزیرہ کیسے اب تک قائم ہے۔ ہماری دنیا اس لیے آباد ہے کہ عورت نئی نسل کو جنم دیتی رہتی ہے اور اس جزیرے کی دنیا اس لیے آباد ہے کہ جرائم کی سزا پانے والے مجرم قیدیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پرانے مرتے رہتے ہیں، نئے آتے رہتے ہیں۔"

"ایک اخباری رپورٹر نے وہاں کے تفصیلی حالات بیان کیے ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"میں سوچ رہا ہوں، وہاں کے تمام مرد عورتوں کے بغیر کیسے رہتے ہوں گے؟"

وہ بولی "شرم نہیں آتی ایسا سوچتے ہو؟"

"بھئی، میرے لیے تو تم ہو۔ میں اپنے لیے نہیں ان بے چاروں کے لیے سوچ رہا ہوں۔"

"عورت کے بغیر بھی زندگی گزر جاتی ہے۔"

"سب کی نہیں گزرتی۔ عورت نہ ہو تو مرد غلط راہیں اختیار کرلیتا ہے۔"

"اے مسٹر! مجھ سے ایسی بے شرمی کی باتیں نہ کرو۔"

"کیا اس جزیرے میں رہنے والوں کی زندگی کے حالات معلوم نہیں کرنا چاہیے۔ میں سوچ رہا ہوں، مجھے وہاں جانا چاہیے۔ اس طرح دو فائدے حاصل ہوں گے۔"

"کون سے دو فائدے؟"

"ایک تو یہ کہ ایک ایسی انسانی جنت دیکھوں گا جہاں شجر ممنوعہ نہیں ہوگا۔ دوسرے یہ کہ یوسف البرہان کو وہاں سے لاسکوں گا۔"

"ہاں وہ شخص بہت اہم ہے۔ اگر اس کا فارمولا مجرموں کے ہاتھ لگے گا تو ہماری یہ دنیا اور زیادہ جرائم کا اڈا بن جائے گی۔ ایسے مجرم ہزاروں میل دور بیٹھ کر قوتِ سماعت کے ذریعے ملکوں اور فوجوں کے راز معلوم کرتے رہیں گے۔ اپنے خلاف ہونے والی قانونی کارروائیوں کو قبل از وقت معلوم کرلیں گے۔ قوتِ بصارت کے ذریعے بھی تہلکہ مچاتے رہیں گے۔"

"یوسف البرہان نے ابھی تک وہ فارمولا کسی کے حوالے نہیں کیا ہے، اسے کہیں چھپا کر رکھا ہے۔ اسی لیے ایک قیدی کی زندگی گزار رہا ہے۔"

"اگر یہ کسی کے ہاتھ نہیں لگا ہے تو اچھی بات ہے۔ ہمیں جلد سے جلد اس ماہرِ طب اور سائنس داں کو اس جزیرے سے لے آنا چاہیے۔"

"تم یہاں واشنگٹن پہنچتے ہی جزیرے مارکیوسان کے لیے روانہ ہوجاؤ میں کل روانہ ہونے والے طیارے میں تمہاری اور مریم کی سیٹ ریزرو کرادوں گی۔"

"ہاں فوراً ہی جانا بہتر ہے کیونکہ واشنگٹن میں تم سپرادام ہو اور میں ایک عام سا آدمی سمجھا جاؤں گا۔ تم سے ملاقات کروں گا تو بے شمار جاسوس پیچھے پڑجائیں گے۔"

"مجھے بھی افسوس ہوگا کہ بالکل قریب آنے کے باوجود ہم ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کرسکیں گے بلکہ سامنا ہی نہیں کرسکیں گے۔ بہرحال میں ابھی مریم کے خیالات پڑھ کر جارہی ہوں۔"

وہ مریم کے پاس آئی۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ وہ بے چین ہے کیونکہ پاس بیٹھا ہوا ہم سفر بڑی دیر سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا جیسے سو رہا ہو اور مریم کو کچھ زیادہ بولنے کی عادت تھی۔ بات نہ کرے تو وقت نہیں گزرتا تھا۔

اس کی اور کوئی پریشانی نہیں تھی اور نہ ہی وہ منفی انداز میں کچھ سوچ رہی تھی۔ ثانی نے علی کے پاس آکر کہا "تمہاری اماں جان تنہائی محسوس کررہی ہیں۔ انہیں کمپنی دو۔ میں جارہی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ علی نے آنکھیں کھول دیں پھر زیرِ لب بڑبڑایا "او گاڈ! میں تو سو گیا تھا۔"

وہ بولی "تم نوجوانوں کا کوئی ٹائم ٹیبل نہیں ہوتا۔ بے وقت کھاتے ہو اور بے وقت سوتے ہو۔ کیا رات کسی کلب میں جاگتے رہے تھے؟"

"نہیں، میں رات گھر میں تھا اپنے بستر پر۔۔۔ بات یہ ہے کہ جب کہیں سفر کرنا ہوتا ہے تو خوشی سے نیند نہیں آتی اور جب سفر شروع ہوتا ہے تو نیند آجاتی ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "اتنے بڑے ہوگئے ہو مگر بچوں جیسی عادتیں ہیں۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام یوسف ہے۔"

وہ چونک کر خوشی سے بولی "کیا واقعی تم یوسف ہو۔ ہاؤ لولی میرے شوہر کا بھی یہی نام ہے، یوسف البرہان! میں اسے پاشا کہتی ہوں۔"

"مجھے کیا کہو گی؟"

"بیٹا یوسف کہوں گی۔"

"ایسا نہ کہنا، شوہر سے رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ وہ یوسف بیٹا ہوجائے گا۔"

وہ گھور کر بولی "کیا بکواس کرتے ہو۔ کیا میں کسی دوسرے یوسف کو بیٹا نہیں کہہ سکتی؟"

"بیٹا کہہ سکتی ہو لیکن بیٹا یوسف کہنا کچھ نامناسب ہے، تم خود ہی غور کرو۔"

وہ تھوڑی دیر تک غور کرتی رہی پھر قائل ہوکر بولی "درست کہتے ہو، ویسے تمہارا پورا نام کیا ہے؟"

"یوسف سرتاج۔"

"ہاں، یہ ہوئی نا بات۔ میں تمہیں سرتاج کہوں گی۔"

"تو میڈم! سرتاج تو شوہر کو کہتے ہیں، تم ایک شوہر کے ہوتے ہوئے مجھے سرتاج کیسے کہہ سکتی ہو؟"

وہ چڑ کر بولی "تمہاری ماں بھی تو تمہیں سرتاج کہتی ہوگی۔"

"میری مائیں اور بہنیں مجھے یوسف کہتی ہیں باقی لڑکیاں سرتاج کہا کرتی ہیں۔"

وہ ذرا الجھ گئی۔ سرتاج کہنے سے یوں لگتا جیسے شوہر کو مخاطب کررہی ہو اور یوسف تو شوہر کا نام ہی تھا۔ آخر وہ بولی "تم بہت شریر ہو، مجھے الجھا رہے ہو۔ میں تمہیں ثانی بوائے کہوں گی۔"

علی ہنسنے لگا۔ وہ بولی "تم نے بتایا تھا کہ نیویارک جارہے ہو۔ کیا بزنس ٹور ہے؟"

"نہیں ایک شخص کی تلاش ہے وہ علم الابدان کا ماہر ہے۔ بہت مشہور طبیب ہے۔ سنا ہے، وہ آپریشن کے بغیر آنکھوں کی بینائی درست کردیتا ہے اور حیرت انگیز طور پر قوت سماعت بڑھا دیتا ہے۔"

وہ حیرت سے منہ کھولے سن رہی تھی پھر بولی "اس طبیب کا نام کیا ہے؟"

"ڈاکٹر برنارڈ ہنٹر۔"

وہ ناگواری سے بولی "ارے یہ ڈاکٹر ہنٹر وںٹر میرے شوہر کے سامنے تیل بیچتے ہیں۔ میرے شوہر نے قوتِ بصارت اور سماعت کے متعلق ایسے حیرت انگیز کامیاب تجربات کیے ہیں کہ تم سنو گے تو یقین نہیں کرو گے۔"

علی نے کہا "میری بینائی کمزور ہے۔ دور کی چیزیں دھندلی نظر آتی ہیں۔ میں رات کے وقت بہرا ہوجاتا ہوں، کیا تمہارا شوہر میرا علاج کرسکتا ہے؟"

"ارے ایسا علاج کرے گا کہ تم کئی میل تک صاف دیکھ سکو گے اور کئی میل دور کی آوازیں سن سکو گے۔"

"کیوں ہانک رہی ہو۔ بھلا آج تک کسی نے میلوں دور کی آواز سنی ہے؟"

"میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں، اپنی سچائی ثابت کردوں گی۔"

"ٹھیک ہے، ثابت کرو۔"

"اپنے شوہر سے ملاقات کرتے ہی اس سے کہوں گی کہ وہ تمہارا علاج کرے اور تمہیں غیر معمولی قوتِ بصارت اور سماعت دے۔"

"تمہارا شوہر کہاں ہے؟"

"دشمنوں کی قید میں ہے۔"

"کیا نیویارک میں ہے؟"

"نہیں جزیرہ مارکیوسان میں۔"

"او گاڈ! وہ تو بہت دور ہے۔"

"تمہیں اپنا علاج کرانے اور غیر معمولی بصارت اور سماعت حاصل کرنے کے لیے دنیا کے آخری سرے تک جانا چاہیے۔"

"مارکیوسان میرے لیے انجانی سی جگہ ہے۔"

"میرے لیے بھی ہے، میں پہلی بار جارہی ہوں۔ تمہارا ساتھ ہوگا تو مجھے میرا شوہر مل جائے گا اور تمہارا کامیاب علاج ہوجائے گا۔"

"اچھی بات ہے، میں ابھی سفر کے دوران غور کروں گا اور

فیصلہ کروں گا کہ اس جزیرے تک جانا چاہیے یا نہیں؟"

مریم اسے قائل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اسے اپنا دکھڑا سنایا کہ کس طرح دشمن اس اکیلی عورت کو پریشان کر رہے ہیں اور اسے اپنے شوہر سے ملنے کا موقع نہیں دیتے ہیں۔ علی پچھلی رات اس کی زبان سے یہی روداد سن چکا تھا اس لیے سننے کے دوران ہوں ہاں کرتا رہا اور اس سے ہمدردی جتاتا رہا۔

○☆○

یوسف البرہان عرف پاشا نے اپنا حلیہ اور نام بدل لیا تھا اور مارکیوسان کی نئی سوسائٹی میں مسٹر مارکو سولو کہلاتا تھا۔ اپنی پرانی شخصیت کے ساتھ دنیا والوں سے یہ بات چھپائی تھی کہ وہ علم الابدان کا ماہر، مشہور طبیب اور سائنس داں ہے۔

وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ چھ ماہ پہلے شی تارا اور پے پے سرنا اس کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ ان کی پہلی ملاقات اس طرح ہوئی کہ شی تارا کو ایک رئیس زادی کے گلے کا ہار پسند آگیا تھا۔ اس نیکلس میں ایک بہت قیمتی اور نایاب ہیرا جڑا ہوا تھا۔ شی تارا نے کہا۔ "بھائی سرنا! میں چاہوں تو اس رئیس زادی کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کرکے وہ نیکلس حاصل کرلوں لیکن ہمیں اپنے اصولوں پر قائم رہنا چاہیے۔ خواہ مخواہ ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرکے لوگوں کی نظروں میں نہیں آنا چاہیے۔"

سرنا نے کہا "بے شک ہم خاموشی اور رازداری سے کام کرتے ہوئے ہر معاملے میں کامیاب ہوتے جارہے ہیں۔ آج ہم بڑے بڑے ممالک کو اپنے اشاروں پر چلا سکتے ہیں۔ خطرناک تنظیمیں ہم سے خوفزدہ ہیں۔ انہیں آج تک پتا نہیں چل سکا کہ ہم بہن بھائی کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں اور ہماری طاقت اور اثر ورسوخ کی انتہا کیا ہے؟ لہٰذا ہم وہ نیکلس خاموشی سے حاصل کرلیں گے۔ آج رات کو سر آرتھر ہال میں لندن کے لارڈز اپنی بیگمات کے ساتھ ڈنر پر آنے والے ہیں۔ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہاں کے دو دعوت نامے حاصل کرلو۔"

"میں دعوت نامے بھی حاصل کرلوں گی اور پاور ہاؤس کے انچارج کو بھی قابو میں رکھوں گی۔ موقع غنیمت دیکھ کر بجلی کی سپلائی بند کرادوں گی۔ تاریکی پھیلتے ہی تم رئیس زادی کے گلے سے ہار نوچ کر لے جاؤ گے۔"

چند سیکنڈ کے بعد فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سرنا نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "دوست ہوں، مجھے تمہاری یہ پلاننگ پسند آرہی ہے۔ اگر شی تارا بجلی کی سپلائی ایک منٹ کے لیے روک دے تو وہ نیکلس میں چرا کر لے جاؤں گا۔"

سرنا نے پریشان ہو کر پوچھا "تم کون ہو اور ہماری اس پلاننگ کے متعلق کیسے جانتے ہو؟"

"میں کیسے جان سکتا ہوں؟ یہ پلاننگ تو ابھی تم بہن بھائی کے دماغوں میں آئی ہے اور تم دونوں ایک بند کمرے میں ہار کی چوری کا منصوبہ بنا رہے ہو۔ تمہاری باتیں کسی نے نہیں سنی ہیں۔ صرف میں سنتا رہا ہوں۔"

"تم کہاں ہو؟ ہمارے بنگلے میں کوئی تیسرا نہیں ہے۔ تمام دروازے اندر سے بند ہیں۔ پھر تم ہماری باتیں کیسے سن رہے ہو؟"

"تم دونوں لندن میں ہو اور یقین نہیں کرو گے کہ میں اسکاٹ لینڈ میں ہوں۔ تمہاری باتیں اور آوازیں یہاں بیٹھ کر سن رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی پھر مسکرا کر کہا "اچھا تو تمہاری بہن میرے دماغ میں آنا چاہتی ہے، بے چاری کو مایوسی ہو رہی ہے۔"

"چلو یہ تو معلوم ہوا کہ تم یوگا کے ماہر ہو اور کوئی ایسا پُراسرار علم جانتے ہو جس کے ذریعے ہماری باتیں سن رہے ہو۔"

"تمہاری بہن کی طرح ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہوں اسی لیے فون کے ذریعے گفتگو کر رہا ہوں۔"

"آخر یہ کون سا علم ہے؟"

"یہ طبی سائنس کا کمال ہے۔ میں ایک ڈاکٹر اور سائنس داں ہوں۔ میں نے پندرہ برس کی مسلسل محنت اور لگن اپنی قوتِ سماعت اور بصارت میں حیرت انگیز اضافہ کیا ہے اور غیر معمولی ذہنی توانائی رکھتا ہوں۔ مجھے خواہ کتنی ہی ذہنی اور جسمانی اذیتیں پہنچائی جائیں، میرے دماغ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔"

"کیا ہمیں بچہ سمجھ کر بہلا رہے ہو۔ تمہاری ان باتوں پر بچے ہی یقین کریں گے۔"

"ہاں، بچوں کے علاوہ وہ بوڑھے ڈاکٹرز اور سائنس داں بھی یقین کریں گے جو ان موضوعات پر تحقیقات جاری رکھتے ہیں اور آج رات اس ہار کے غائب ہونے کے بعد تم بہن بھائی بھی میری غیر معمولی صلاحیتوں کو تسلیم کرو گے۔"

"آج رات کے بعد پھر تم سے کہاں ملاقات ہو سکے گی؟"

"اسی ٹیلی فون پر آدھی ملاقات ہوتی رہے گی۔"

"کیا بنفسِ نفیس ملاقات نہیں کرو گے؟"

"کبھی کوئی حماقت کرنے کا ارادہ کروں گا تو ضرور ملاقات کروں گا۔"

"اپنا نام تو بتا سکتے ہو؟"

"تمہاری بہن مجھے جس نام سے پکارے، وہی میرا نام ہوگا۔"

"اگر وہ گدھا کہے تو؟"

"تمہیں برا لگے گا کیونکہ میں اسے اپنی گدھی بنانے والا ہوں۔"

شی تارا اپنے بھائی کے دماغ میں رہ کر فون پر ہونے والی گفتگو سن رہی تھی۔ غصہ میں آکر بھائی سے ریسیور چھین کر چیختی ہوئی بولی "کمینے! کتے! میں تیرے پورے خاندان کو گدھوں کا خاندان بنا دوں گی۔ دنیا کی ہر بہو اپنے سسرال کو اپنے جیسا بناتی ہے۔"

"مرد کا بچہ ہے تو سامنے آ۔ میرا بھائی تیری ہڈیاں توڑ دے گا۔"

"سالا بن جانے کے بعد ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔"

شی تارا نے ریسیور کو کریڈل پر پٹخ کر کہا "وہ مجھے اپنی باتوں سے طیش دلا رہا ہے۔"

ادھر یوسف البرہان نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ ایک تاریک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ دن کا وقت تھا لیکن دروازے کھڑکیاں بند تھیں۔ تاریکی کے ساتھ گہری خاموشی تھی۔ اس خاموشی میں وہ اپنی قوتِ سماعت سے سن رہا تھا۔ شی تارا کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ اپنے بھائی سے کہہ رہی تھی "وہ مجھے اپنی باتوں سے طیش دلا رہا ہے۔"

سرنا کی آواز سنائی دی "میری بہنا! یہ غصہ کرنے کا وقت نہیں ہے۔ دماغ ٹھنڈا رکھو اور سوچو کہ وہ ہم بھائی بہن کو کیسے جانتا ہے جبکہ ہم اپنے اصل نام اور اصل شخصیت کو کسی پر ظاہر نہیں کرتے ہیں۔"

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ یوسف البرہان کمرے کی تاریکی میں گھورتے ہوئے انتظار کر رہا تھا پھر شی تارا کی آواز آئی۔ وہ کہہ رہی تھی "بھائی سرنا! دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔ ہم نے ابھی نیکلس کی چوری کا ارادہ کیا اور پلک جھپکتے ہی اسے خبر ہو گئی۔ کیا وہ جادو جانتا ہے؟"

سرنا نے کہا "ایسا ہی کوئی عمل جانتا ہوگا۔ اگر ٹیلی پیتھی جانتا اور ہمارے دماغوں میں آتا تو ہم سانس روک لیتے۔ اس کی اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ وہ غیر معمولی قوتِ سماعت کا حامل ہے اور اسکاٹ لینڈ میں بیٹھ کر لندن میں ہونے والی گفتگو سن لیتا ہے۔"

"کیا وہ اس وقت بھی ہماری باتیں سن رہا ہوگا۔"

"شاید سن رہا ہو۔"

"پھر تو یہ مصیبت بن جائے گا۔ ہماری ہر بات سن لیا کرے گا۔"

"بہتر ہے، ابھی تم سوچ کے ذریعے گفتگو کرو۔"

اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔ اب وہ یقیناً خیال خوانی کے ذریعے باتیں کر رہے ہوں گے۔ یوسف البرہان کے سننے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ دور جا کر صرف اسی کی آواز سن سکتا تھا جس سے پہلے کبھی گفتگو کر چکا ہو۔ یا اسے دوسروں سے باتیں کرتے ہوئے سن چکا ہو۔

پھر وہ تنہائی میں آرام سے بیٹھ کر اپنی تمام توجہ اس ایک آواز اور لہجے پر مرکوز کرتا تھا اور چشم زدن میں اسے سننے لگتا تھا۔ وہ سرِعام راہ چلتے بھی اپنی مطلوبہ آوازیں سن سکتا تھا اور مطلوبہ آواز کے آس پاس جو لوگ بول رہے ہوں ان کی آوازیں بھی سنائی دینے لگتی تھیں۔

اس نے ایک ہفتہ قبل شی تارا کو لندن کی ایک شاہی تقریب میں دیکھا تھا اور اس کے حسن وجمال پر فدا ہو گیا تھا۔ اگرچہ وہ عمر رسیدہ تھا۔ دو برس بعد پورے پچاس برس کا ہونے والا تھا۔ ایک محبت کرنے والی بیوی مریم تھی جو اب پرانی ہو گئی تھی۔ وہ اسے دل وجان سے چاہتا تھا لیکن جذبات کے معاملے میں جوانوں کی طرح منچلا تھا۔ اس نے اپنی ذات پر ایسے ایسے طبی تجربات کیے تھے کہ پچیس برس کا جوان دکھائی دیتا تھا۔ دماغی قوت ایسی تھی کہ ہنستے ہنستے بجلی کے جھٹکے برداشت کر لیتا تھا۔ جسمانی طور پر فولاد تھا۔ آہنی سلاخیں موڑ دیتا تھا اور دشمنوں کی ہڈیاں توڑ دیتا تھا پھر ایسی قوتوں کا مالک ہو کر وہ عاشق مزاج کیسے نہ بنتا۔

اس نے تقریب میں شی تارا سے دوستی کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ مغرور تھی کسی سے بے تکلف ہونا پسند نہیں کرتی تھی۔ تب اس نے سوچا پہلے اس کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔ پھر اس کی اوقات کے مطابق چارا ڈالا جائے۔

اس رات اس نے تقریب سے گھر واپس آکر اپنے بستر پر لیٹ کر شی تارا کی آواز اور لہجے پر توجہ مرکوز کی پھر اس کی باتیں سننے لگا "بھائی سرنا! تم نے اس شخص کو دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی، ایک عجیب سی کشش تھی۔"

"ہاں، میں نے بھی یہی محسوس کیا تھا اور اس کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں۔ پتا چلا اس کا نام یوسف البرہان ہے۔ استنبول کا رہنے والا ہے، ایک معروف ڈاکٹر اور سائنسداں ہے۔"

"میں اس کے دماغ میں جانا چاہتی تھی لیکن اس نے سانس روک لی۔ وہ کوئی پُراسرار شخص ہے۔"

"شی تارا! وہ پُراسرار ہے تو ہم اس سے کم نہیں ہیں۔"

یوسف البرہان ان کی باتیں سن رہا تھا اور اسے معلوم ہو رہا تھا کہ بظاہر... مس ڈیلائلہ کہلانے والی کا اصل نام شی تارا ہے۔ پے پے سرنا اس کا بھائی ہے اور وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔

وہ اگلے دو چار دنوں تک بہن بھائی کی باتیں سنتا رہا اور معلوم کرتا رہا کہ وہ دونوں واقعی پُراسرار ہیں۔ بڑے بڑے ممالک کے اہم رازوں سے واقف ہیں۔ خطرناک تنظیموں کو اپنے زیرِ اثر لا چکے ہیں اور دنیا کے ہر بڑے شہر اور اہم علاقے میں ان کے خفیہ اڈے اور ہزاروں مسلح گارڈز ہیں ان سے چھیڑ کرنا گویا موت کو دعوت دینا تھا۔

لیکن وہ موت کو دعوت دینے پر مجبور ہو گیا کیونکہ شی تارا پر دل آگیا تھا۔ وہ اپنی صلاحیتوں سے متاثر کرکے اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسی لیے پہلی بار ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کرکے اسے اور سرنا کو بتایا کہ وہ بڑی خوبیوں کا مالک ہے۔ جو ہار وہ چرانا چاہتے ہیں اسے وہ خود اڑا لے جائے گا۔

شی تارا اور سرنا نے طے کیا کہ وہ نیکلس چوری نہیں کریں گے

اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے پاور ہاؤس کے انچارج کو بجلی کی سپلائی روکنے پر مجبور نہیں کریں گے۔ چپ چاپ یہ تماشا دیکھیں گے کہ وہ کون ہے جو رئیس زادی کے گلے سے نیکلس نوچ کر لے جائے گا۔

سر آرتھر ہال میں لندن کے بڑے بڑے لارڈز اور بزنس مین اپنی بیویوں کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ شی تارا نے ان سرمایہ داروں کی بھیڑ میں یوسف البرہان کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں کی غیر معمولی چمک نے متوجہ کیا تھا۔ وہ کترا کر بھیڑ میں گم ہو گیا۔ شی تارا کے دماغ میں بات آئی۔ یہ پُراسرار یوسف البرہان وہی شخص تو نہیں ہے جس نے فون پر چیلنج کیا تھا؟

اس نے خیال خوانی کے ذریعے سرنا سے کہا "مجھے شبہ ہے کہ ہم سے فون پر باتیں کرنے والا یہی یوسف البرہان ہے۔ اس پر نظر رکھو، یہ نیکلس اڑانے کے لیے اس رئیس زادی کے آس پاس رہے گا۔"

یوسف اور وہ بہن بھائی تینوں ہی اس رئیس زادی کے اطراف منڈلاتے رہے پھر یکبارگی تاریکی چھا گئی۔ یوسف نے اپنے آدمیوں کے ذریعے ایسا انتظام کیا تھا کہ اس پورے علاقے کی بجلی چلی جائے۔

ہال میں اندھیرا ہوتے ہی سب ایک دوسرے کی نظروں سے گم ہو گئے۔ صرف یوسف البرہان کی چمکتی ہوئی آنکھیں صاف طور سے ایک ایک فرد کو دیکھ رہی تھیں۔ شی تارا اور سرنا تاریکی میں راستہ بنانے اور رئیس زادی کے قریب پہنچنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ یوسف پاشا نے وقت ضائع نہیں کیا۔ رئیس زادی کے گلے سے ہار نوچ کر وہاں سے پلٹ گیا۔ کچھ فاصلے پر شی تارا بھیڑ میں ٹکریں کھا رہی تھی۔ یوسف پاشا نے قریب پہنچ کر اس کے پرس پر ہاتھ مارا۔ پرس فرش پر گر پڑا۔ اس نے فوراً ہی اسے اٹھا کر اسے کھول کر نیکلس کو اس میں رکھا، اسے بند کیا پھر جھک گیا کیونکہ شی تارا بھی جھک کر فرش پر پرس تلاش کرنے کے لیے دونوں ہاتھوں سے ٹٹول رہی تھی۔ اس نے پرس اس کے ہاتھوں میں پکڑا دیا۔

وہاں کوئی لائٹر جلا رہا تھا۔ کوئی موم بتیاں لانے کو کہہ رہا تھا۔ اکثر ایسے تھے جو تاریک ہال سے باہر جانے کے لیے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ یوسف پاشا بھی جان بوجھ کر اس سے ٹکرا گیا۔ اسے بازوؤں میں دبوچ لیا۔ شی تارا نے اتنا ہی دیکھا کہ دو چمکتی ہوئی آنکھیں اس کی آنکھوں کے قریب آگئی ہیں۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس کے لبوں پر مُہر لگ گئی۔ دل کی دھڑکنیں پاگل ہو گئیں۔ اس نے خود کو چھڑانے کی کوششیں کیں مگر وہ فولادی شکنجہ بن گیا تھا۔ جب وہ شکست خوردہ انداز میں ڈھیلی پڑنے لگی تو اس نے چھوڑ دیا۔ وہاں سے پلٹ کر تاریکی میں گم ہو گیا۔

اس افراتفری میں رئیس زادی کو ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا کہ گلے سے ہار نکل چکا ہے۔ شی تارا نے سوچا۔ اگر وہ نیکلس کے لیے چلائے گی تو ہال کے دروازے بند کر دیے جائیں گے، ہر ایک فرد کی تلاشی لی جائے گی۔ گھنٹوں بور ہونا پڑے گا۔

وہ تاریکی میں راستہ بناتی، کچھ لائٹوں کی روشنی میں دیکھتی جانے لگی۔ سوچ کے ذریعے بولی "بھائی سرنا! میں کار کے پاس جارہی ہوں فوراً چلے جاؤ ورنہ تلاشی دینے کے لیے گھنٹوں رکنا پڑے گا۔"

پارکنگ ایریا میں کئی گاڑیوں کی ہیڈ لائٹس روشن ہو گئی تھیں اور ادھر کافی روشنی پھیل گئی تھی۔ وہ کار میں آکر بیٹھ گئی۔ دل دھڑک رہا تھا اور یوسف پاشا پر غصہ آرہا تھا کہ آج تک کسی نے اس کے ساتھ وہ جرأت نہیں کی جو وہ کر چکا تھا۔ اس نے چمکتی آنکھوں کے باعث اسے پہچان لیا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں قسمیں کھائیں کہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گی۔

سرنا نے آکر اسٹیئرنگ سیٹ سنبھال لی۔ گاڑی اسٹارٹ کر کے اسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا "شاید وہ ہار چرانے میں ناکام رہا ہے۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"ایسے کہ اس ہار والی نے شور نہیں مچایا، اس کے گلے سے ہار اتارا جاتا تو وہ چیخ چیخ کر زمین آسمان ایک کر دیتی۔"

شی تارا نے کار کی اندرونی لائٹ آن کر دی۔ سرنا نے دیکھا پھر پوچھا "یہ تمہارا حلیہ کیا ہو گیا ہے۔ ساری لپ اسٹک چہرے پر پھیل گئی ہے۔"

دل کی دھڑکنیں پھر تیز ہو گئیں۔ چمکتی ہوئی آنکھیں خواب بن کر چھانے لگیں۔ اس نے ٹشو پیپر سے چہرہ صاف کرنے کے لیے پرس کھولا۔ اس میں جھانک کر دیکھا تو حیرت سے چیخ پڑی۔

سرنا نے چونک کر پوچھا "کیا ہوا؟"

اس نے پرس میں ہاتھ ڈال کر ہار نکالا۔ شدید حیرانی سے بولی "یہ قیمتی نیکلس میرے پرس میں کیسے آگیا؟"

سرنا نے سڑک کے کنارے گاڑی روک دی پھر کہا "وہ پُراسرار شخص تو کمال دکھا رہا ہے۔"

"اب وہ پُراسرار نہیں رہا۔ وہ بے شک و شبہ یوسف البرہان ہے۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"اس نے تمہارے پرس میں ہار پہنچایا اور تم اس کی جان لینا چاہتی ہو۔"

"تم نہیں جانتے، اس نے اندھیرے میں ایسی حرکت کی ہے جس کی سزا صرف موت ہو سکتی ہے۔"

وہ پرس میں سے بے بی مرر اور ٹشو پیپر نکال کر چہرہ صاف کرنے لگی۔ بھائی نے غصے سے تلملا کر بہن کو دیکھا پھر کہا "بس، میں ابھی اسے کتے کی موت ماروں گا۔ تم یہ گاڑی لے کر جاؤ، میں واپس جارہا ہوں۔ وہ ابھی اسی ہال میں ہو گا۔"

اس نے جانے کے لیے دروازہ کھولا بہن نے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑتے ہوئے کہا "تم غصے میں بھول رہے ہو کہ وہ شیطان کہیں بیٹھا ہوا ہماری یہ باتیں سن رہا ہو گا۔ تمہارا خطرناک ارادہ معلوم کرنے کے بعد اس ہال سے جا رہا ہو گا۔ تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا۔ گھر چلو۔"

بات معقول تھی۔ سرنا نے صبر کیا مگر اسے گالیاں دیتے ہوئے ڈرائیو کرنے لگا۔ وہ سوچ کے ذریعے بولی "اسے گالیاں دینے سے وہ نہیں مرے گا۔ وہ ایک معروف ڈاکٹر اور سائنس داں ہے اور استنبول میں اس کے تمام ٹھکانوں کے متعلق معلوم کرنا ہو گا۔ اس کے بیوی بچے اور دوسرے رشتے دار ہوں گے ان کے دماغوں میں گھس کر اس شیطان کی کمزوری معلوم کرنی ہو گی غصہ تھوک دو اور سہولت سے اس کے خلاف منصوبے بناؤ۔"

وہ بولا "ہم نے بڑی خطرناک تنظیموں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہے یہ ایک کمینہ کس گنتی میں ہے۔ میں صبح ہونے سے پہلے اس کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں گا۔"

"بھائی سرنا! اسے جان سے ہرگز نہ مارنا اور نہ ہی اپاہج بنانا۔ غصے میں یہ نہ بھولو کہ ہم اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا کر اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔"

"درست کہتی ہو۔ اسے مار ڈالنے سے وہ ایک ہی بار اذیت برداشت کر کے مرے گا، اسے بدترین غلام بنا کر ہم اس کی زندگی موت سے بدتر بنا دیں گے۔"

وہ اپنی رہائش گاہ میں آئے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سرنا ریسیور اٹھانا چاہتا تھا۔ وہ بولی "ٹھہرو، وہی کمبخت ہو گا۔ میں اس سے بات کروں گی۔"

وہ ریسیور اٹھا کر بولی "ہیلو کون؟"

یوسف پاشا کی آواز آئی "تم نے پرس کھول کر دیکھا۔ کچھ حیران ہوئیں، کچھ گالیاں بھی دیں۔ ویسے پیار کا یہ تحفہ ضرور قبول کرو گی کیونکہ ہیرے جواہرات تمہاری کمزوری ہیں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "پیار کے اس تحفے سے زیادہ تمہارا پیار اچھا لگا۔ اب تو ہم دوست ہو گئے ہیں۔"

"اتنی جلدی دوستی؟ تم تو مجھے خوش نصیب بنا رہی ہو۔"

"تو پھر آجاؤ۔ میں انتظار کر رہی ہوں۔"

"میرا خیال ہے یہ باتیں فون پر نہ ہوں تو بہتر ہے۔ تم میرے دماغ میں چلی آؤ۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں، آکر دیکھو میں خوش آمدید کہہ رہا ہوں۔"

"اچھا ابھی آتی ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ کر کہا "اس نے مجھے اپنے دماغ میں آنے کی دعوت دی۔ میں بیڈ روم میں جا رہی ہوں۔ صبح ملاقات ہو گی۔"

پھر وہ سوچ کے ذریعے بولی "تم اپنے طور پر اس کمبخت تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ کچھ کامیابی نظر آئے تو مجھے بلا لینا۔"

وہ اپنے بیڈ روم میں آکر بستر پر آرام سے لیٹ گئی پھر اس کے دماغ میں پہنچی تو وہ بولا "خوش آمدید میرے محبوب!"

وہ بولی "میں بہترین صلاحیتیں رکھنے والوں کی قدر کرتی ہوں اور تم تو غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہو۔ اب یقین ہو گیا ہے کہ تم حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین قوتِ سماعت رکھتے ہو۔"

"اور میری قوتِ بصارت کے متعلق کیا خیال ہے۔ میں نے تاریکی میں ہاتھوں کی صفائی دکھائی اور بڑی صفائی سے پیار بھی دکھایا، بولو کیسی رہی؟"

"مانتی ہوں۔ تم نے مجھے جیت لیا ہے۔"

"میری ایک اور صلاحیت کو مان لوگی۔ اس وقت میرے اندر ہو۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں، میرے دماغ میں زلزلہ پیدا کرو۔"

وہ جھجکتے ہوئے بولی "کیا کہتے ہو دماغ ہل جائے گا، پھوڑا بن جائے گا پھر میں تمہارے دماغ پر ہمیشہ کے لیے قبضہ جما لوں گی۔"

"میں یہی چاہتا ہوں کہ تم میرے دل و دماغ کی مالکہ بن جاؤ۔"

اس نے یکبارگی دماغی جھٹکا پہنچایا۔ وہ ہنسنے لگا، اس نے دماغ کو ہلا ڈالنے اور زلزلے پیدا کرنے کے تمام ہتھکنڈے استعمال کیے لیکن ایسا لگتا رہا جیسے سوچ کی لہریں فولاد کی دیواروں سے ٹکرا رہی ہوں اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ پھر ہنستے ہوئے بولا "بس کرو، تھک جاؤ گی۔"

وہ شدید حیرانی سے بولی "تم کیا چیز ہو؟"

"میں طبّی سائنس کا کمال ہوں۔ میں نے دن رات کی محنتوں سے ایسی ادویات تیار کی ہیں جن کے استعمال سے جسم اور دماغ فولاد بن جاتے ہیں اور قوتِ سماعت و بصارت حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین ہو جاتی ہے۔"

"کیا وہ دوائیں تمہارے پاس ہیں؟"

"تیار نہیں ہیں لیکن ان کے فارمولے زبانی یاد ہیں۔"

"مسٹر یوسف! کیوں نہ ہم صاف اور سیدھی سودے بازی کریں۔"

"تمہاری یہ صاف گوئی مجھے پسند آئی۔ میں بھی صاف صاف کہہ دوں کہ تمہارا دیوانہ عاشق نہیں ہوں فقط حسن و شباب کا رسیا ہوں۔"

"تمہاری جو خواہش ہو گی پوری ہو جائے گی۔ ابھی صرف کام کی باتیں کرو، کیا ہماری ٹیم میں شامل ہونا پسند کرو گے؟"

"اگر میں پسند نہ کروں تو؟"

"تو پھر فارمولے کی قیمت بتاؤ۔"

"یہ میں کسی قیمت پر فروخت نہیں کروں گا۔"

"پلیز، انکار اور ضد کی راہ اختیار نہ کرو۔ تم نہیں جانتے ہم بہن بھائی کتنے گہرے اور پُراسرار ہیں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تمہاری جیسی پُراسرار حسینہ کو میں نے آغوش میں سمیٹ لیا تھا۔"

"یوسف! یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ آج تک شی تارا کو کسی مرد نے ہاتھ نہیں لگایا۔ میں ایسی آہنی دیواروں کے پیچھے رہتی ہوں کہ ان دیواروں میں کوئی دروازہ بنا کر نہیں آسکتا۔"

"تم اتنی ڈینگیں مار رہی ہو' کیا ایک گھنٹے پہلے میں نے تمہیں ہاتھ نہیں لگایا تھا۔"

"وہ میں نہیں تھی' شی تارا تھری تھی۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"یہی تو اسرار ہیں۔ میری چھ عدد ڈی ہیں شی تارا ون' شی تارا ٹو' شی تارا تھری' شی تارا فور' شی تارا فائیو اور شی تارا سکس۔ اسی طرح میرے بھائی بے بے سرنا کی چھ ڈی ہیں۔ ساتویں نمبر پر ہم اصل بہن بھائی ہیں۔ کہاں ہیں اور کیسی کیسی حکمتِ عملی سے دنیا پر چھا رہے ہیں' یہ کوئی معلوم نہیں کرسکے گا۔"

"تم بہن بھائی کے نام شاید اسی لیے میرے علم میں آئے ہیں کہ میں اصل تک پہنچ جاؤں گا۔"

"تمہیں حق پہنچتا ہے کہ ہم تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ ویسے عمر گزر جائے گی اس دشت کی سیاحی میں۔ ایک شی تارا اور سرنا ازبکستان میں ہیں' فرہاد اور اس کے بیٹے پارس کو اُلّو بنانے والے ہیں۔ دوسری شی تارا اور سرنا واشنگٹن میں ہیں اور سپرا دام سلوانہ کو بے نقاب کرکے یہ ثابت کرنے والے ہیں کہ وہ سونیا ثانی ہے۔"

یوسف نے کہا "اور شی تارا تھری مجھ سے ہم کلام ہے۔"

"نہیں' وہ شی تارا تھری جسے تم نے تاریکی میں پکڑ لیا تھا' وہ اپنے بیڈ روم کے بستر پر سحرزدہ ہے اور سمجھ رہی ہے کہ وہ خیال خوانی میں مصروف ہے۔ میری تمام ڈی کی حرکات سے یہی ظاہر ہوتا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہیں جبکہ صرف میں خیال خوانی کرتی ہوں اور ایسے وقت وہ سحرزدہ رہتی ہے جس کی طرف سے میں سوچ کے ذریعے بولتی ہوں۔"

"گویا اس وقت میرے اندر اصل شی تارا بول رہی ہے۔"

"ہاں' اس آواز اور لہجے میں بول رہی ہوں جو میری تمام ڈی کے لیے مخصوص ہے۔ تم میری اصل آواز اور لہجہ کبھی نہیں سن سکو گے۔ اپنی غیر معمولی قوتِ سماعت کے ذریعے میری کوئی بات تمہارے کانوں تک نہیں پہنچے گی۔"

"ایسا دعویٰ نہ کرو۔ تم کسی قبر میں نہیں' دنیا میں رہتی ہو۔ گھومتی پھرتی اور محفلوں میں آتی جاتی رہتی ہو۔ جس طرح میں نے اتفاقاً شی تارا تھری کی آواز سن لی' اسی طرح کسی دن تمہاری اصل آواز سن لوں گا۔"

"میں اپنے محل سے نکل کر کبھی اصل لہجے میں نہیں بولتی ہوں۔ تم صرف میری ہی باتیں نہ کرو' دوستی کے راستے ہموار کرو۔"

"دوستی آج ہو سکتی ہے' ابھی ہو سکتی ہے۔ میرے پاس چلی آؤ۔"

"میں نے وعدہ کیا ہے کہ جو خواہش کرو گے اسے پورا کروں گی۔ آج سے یہ شی تارا تھری تمہاری ہے۔"

"مجھے نقلی مال نہیں' اصلی چاہیے۔"

"اصل کو تو مرتے دم تک چھو نہیں سکو گے۔"

"پھر میں بھی کہہ دوں کہ تم مرتے دم تک میری غیر معمولی دواؤں کے فارمولے حاصل نہیں کرسکو گی۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ وہ شی تارا تھری کی جگہ حاضر نہیں ہوئی تھی۔ چونکہ اصل تھی اس لیے دہلی شہر کے اپنے ذاتی محل میں تھی۔ اصل بے بے سرنا ازبکستان میں شی تارا کے ساتھ تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے بھائی سرنا کو یوسف پاشا کے متعلق تفصیل سے بتایا۔ وہ بولا "میری بہنا! ہمیں ہر صورت میں یوسف البرہان کی دواؤں کے وہ فارمولے حاصل کرنے ہوں گے۔ ہم بہن بھائی وہ دوائیں استعمال کرکے ہمیشہ کے لیے ناقابلِ شکست ہو سکتے ہیں۔ ساری دنیا ہمارے سامنے سر جھکائے گی۔"

"میں پوری کوشش کر رہی ہوں' قبر تک اس کا پیچھا کروں گی اور وہ فارمولے حاصل کرکے رہوں گی۔"

وہ پھر اپنے محل میں حاضر ہوگئی اور اپنے دستِ راست کو ہدایات دینے لگی کہ کس طرح یوسف البرہان اور اس کے پورے خاندان کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہے اور یوسف کو بڑی ہوشیاری سے ٹریپ کرنا ہے۔

یوسف البرہان اپنے کمرے میں بیٹھا تمام حالات کا جائزہ لے رہا تھا اور خوب سمجھ رہا تھا کہ اس کی تلاش شروع ہو چکی ہوگی۔ شی تارا اور سرنا کے ذرائع بہت وسیع تھے۔ وہ تیزی سے اس کے گرد گھیرا تنگ کرسکتے تھے۔ اگرچہ اس نے اپنی رہائش گاہ کسی دوست کو بھی نہیں بتائی تھی تاہم خطرے کا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔

اس نے آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنا حلیہ تبدیل کیا' چہرے میں معمولی سی تبدیلی کی پھر اس رہائش گاہ کو چھوڑ کر کار میں روانہ ہوگیا۔ اس نے ڈرائیونگ کے دوران شی تارا تھری اور سرنا تھری کی آوازیں سننے کی کوششیں کیں لیکن دونوں طرف سے خاموشی تھی۔ شاید وہ سو رہے ہوں گے۔

اس نے ڈی شی تارا تھری کے بنگلے کے سامنے گاڑی روک دی پھر توجہ سے سننے کی کوشش کی۔ سرنا تھری کی آواز سنائی دی۔ وہ کسی پولیس افسر سے کہہ رہا تھا "یہ پچاس ہزار پونڈز ہیں۔ یہ اسے تلاش کرنے کا معاوضہ ہے اور وہ بہت معروف ڈاکٹر ہے۔ کوئی گمنام شخص نہیں ہے۔ لندن آنے والوں اور یہاں قیام کرنے والوں کی باقاعدہ انٹری ہوتی ہے۔ تم آدھے گھنٹے میں اس کی رہائش گاہ کا پتا معلوم کرسکتے ہو۔"

افسر نے کہا "میرے ساتھ آؤ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

یوسف پاشا نے ریوالور نکال کر اس میں سائلینسر لگایا پھر کار سے نکل کر تیزی سے چلتا ہوا بنگلے کے دروازے پر پہنچا۔ دروازہ مقفل تھا۔ اس نے بے آواز فائرنگ کرکے اسے کھول دیا۔ اندر آکر مختلف کمروں میں جھانک کر دیکھا۔ ایک کمرے میں وہ سو رہی تھی۔ شاید اس نے سونے سے پہلے دماغ کو ہدایات دی تھیں۔ اس لیے بیڈ روم کا دروازہ کھلتے ہی آنکھ کھل گئی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اسے حیرانی سے دیکھ کر بولی "تم؟"

"ہاں' میں وہ فارمولا دینے آیا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ میرے دماغ میں آکر باتیں کرو۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ پریشان ہوکر بولی "ہم روبرو ہیں پھر خیال خوانی کیا ضروری ہے۔ فارمولا کہاں ہے؟"

"وہ میں شی تارا کو دوں گا اور شی تارا کی پہچان یہ ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔"

"تم ایک ڈی ہو۔ شی تارا جب تمہاری طرف سے خیال خوانی کرتی ہے تو ایسے وقت تمہیں سحرزدہ کر دیتی ہے۔ تم سمجھتی ہو کہ خیال خوانی کر رہی ہو جبکہ وہ واپس تمہارے دماغ میں آکر خیال خوانی کے ذریعے ہونے والی تمام گفتگو نقش کرتی ہے اور چلی جاتی ہے۔"

"تم بے تکی باتیں کر رہے ہو۔"

"چلو بے تکی سہی۔ یہ ثابت ہوگیا کہ اصل شی تارا تمہارے اندر موجود نہیں ہے اور یہاں میری موجودگی کا اسے علم نہیں ہے۔ شاید وہ سو رہی ہوگی یا مجھے پھانسنے کے چکر میں اپنے لوگوں کے ساتھ مصروف ہوگی۔"

"تم فضول باتیں کر رہے ہو۔ فارمولا کہاں ہے؟"

"میں تمہارے سامنے ہوں' میری آغوش میں آکر دیکھو کہ فارمولے نے کس طرح مجھے انسان سے جن بنا دیا ہے۔"

اس نے پکڑ لیا۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوششیں کرنے لگی جب یقین ہوگیا کہ فولادی شکنجے سے نہیں نکل سکے گی تو چیخنے کے لیے منہ کھولا۔ یوسف کی پانچ انگلیوں نے اس کے جبڑوں کو گرفت میں لیا تو تکلیف کی شدت سے چیخنا بھول گئی۔ وہ بولا "میں خوش خوراک ہوں۔ اچھی خوراک کو منہ لگائے بغیر نہیں چھوڑتا۔ پھر تمہاری وجہ سے خطرناک بہن بھائی کو دشمن بنا چکا ہوں۔ ان بہن بھائی کو بھی جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ میں لوہے کا چنا ہوں' مجھے چبانے والے دانت ٹوٹ جاتے ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے شی تارا تھری کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا' اسے سر سے بلند کیا پھر اسے بستر پر پھینک دیا۔

دوسرے دن اس نے ایک کمرے میں بیٹھ کر مریم کا تصور کیا اس کی آواز اور لہجے پر توجہ مرکوز کی پھر اس کی آوازیں سننے لگا۔ وہ کسی سے کہہ رہی تھی۔ "میں نہیں جانتی' میرا شوہر کہاں ہے؟ کل اسکاٹ لینڈ سے اس نے فون کیا تھا۔ شاید وہیں ہوگا تم اسے کیوں پوچھ رہے ہو؟"

کسی نے جواب دیا "ابھی تو پوچھ رہے ہیں' وہ شام تک نہ ملا تو ہم تمہیں اٹھا کر لے جائیں گے۔"

یوسف پاشا صرف سن سکتا تھا۔ ہزاروں میل دور سے جواباً کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ اس وقت وہ اس اجنبی کی آوازوں پر توجہ دیتا رہا۔ وہ اجنبی جہاں جاتا تھا' جن لوگوں سے ملتا تھا یوسف ان لوگوں کی باتیں بھی سنتا تھا۔ ان کی باتوں سے بیشتر دشمنوں کے پتے ٹھکانے معلوم ہو جاتے تھے۔

وہ کئی گھنٹوں تک معلومات حاصل کرتا رہا۔ پھر اس نے فون کے ذریعے استنبول میں رہنے والے اپنے حواریوں سے رابطہ کیا انہیں دشمنوں کے پتے ٹھکانے بتائے اور انہیں حکم دیا کہ تمام دشمنوں کو شہر چھوڑنے اور مریم سے دور رہنے پر مجبور کردو۔ جو مجبور نہ ہوں اور مریم کے لیے مصیبت بن جائیں انہیں ہمیشہ کے لیے ختم کردو۔

پھر اس نے فون کے ذریعے مریم سے گفتگو کی۔ اس سے کہا۔ "میری جان! مجھے سب پتا ہے کہ تمہیں کس طرح پریشان کیا جا رہا ہے۔ فکر نہ کرو وہ دشمن جلد ہی تمہارا پیچھا چھوڑ دیں گے۔"

مریم نے کہا "مجھے دشمنوں کی پروا نہیں ہے۔ تمہاری فکر ہے۔ میرے پاس چلے آؤ۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

"ارے بڑھاپے میں کیوں رومانی ڈائیلاگ بول رہی ہو۔ اللہ اللہ کرو اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں دشمنوں سے چھپتا پھر رہا ہوں' یہاں سے کہیں دور چلا جاؤں گا۔ خیریت سے رہا تو تمہاری خیریت معلوم کروں گا ورنہ سمجھ لینا کہ دشمنوں نے مجھے قید کرلیا ہے یا پھر مار ڈالا ہے۔"

"ایسی بات منہ سے نہ نکالو۔ موت تمہیں نہیں دشمنوں کو آئے گی۔ اگر تم لندن میں ہی رہو گے تو میں وہاں چلی آؤں گی۔"

یوسف نے اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی رابطہ ختم کردیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ مریم اس کے پیچھے آئے۔ وہ پینتالیس برس کی ایسی گھر گرہستی والی بیوی تھی جسے گھر کی چار دیواری میں رکھا جاتا ہے۔ اس عمر میں عورت بوڑھی اور مرد پھر سے جوان ہو جاتا ہے اور باہر کی رنگ رلیوں میں بیوی کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔

ادھر شی تارا نے اپنے آدمیوں کے ذریعے مریم کے دماغ میں جگہ بنائی تھی تاکہ اس کے ذریعے یوسف پاشا کے متعلق معلومات حاصل ہوتی رہیں۔ اس نے مریم کو احساس ہونے نہیں دیا کہ اس کے دماغ میں آتی جاتی رہتی ہے۔ وہ چپ چاپ اس کے اندر تحریک پیدا کرتی رہی کہ استنبول چھوڑ کر اپنے شوہر کی تلاش میں جائے۔

اس مقصد کے لیے اس نے اپنے آدمیوں کے ذریعے مریم کو

بتایا کہ یوسف پاشا گرفتار ہوگیا ہے اور دشمنوں نے اسے مارکیوسان کے جزیرے میں قید کر رکھا ہے۔ مریم یہ سن کر پریشان ہوگئی تھی اور جلد سے جلد اس جزیرے میں پہنچنا چاہتی تھی۔

یوسف نے اس کی آوازیں سن کر معلوم کیا کہ شی تارا کے آدمی اس بے چاری سے جھوٹ بول رہے ہیں اور وہ شوہر کی تلاش میں اس جزیرے تک جانے کے لیے بے چین ہوگئی ہے اس نے فون کے ذریعے اپنے حواریوں سے کہا "مریم کو پتا نہیں ہے کہ مارکیوسان جزیرہ کہاں ہے۔ اسے بتاؤ کہ جزیرہ قریب ہی ہے استنبول کے ساحل سے کوئی پچاس میل کے فاصلے پر ہے اور تم لوگ اپنے باس یوسف پاشا کو وہاں سے رہائی دلا کر لے آؤ گے۔"

شی تارا چاہتی تھی کہ مریم استنبول سے ہزاروں میل دور بھٹکتی رہے اور یوسف کے لیے پرابلم بنتی رہے اور یوسف شی تارا کو خوش فہمی میں مبتلا کر رہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کے لیے بہت پریشان ہے اس لیے اپنے قریب آنے سے روک رہا ہے۔

ایک رات اس نے مریم کی آوازیں سنیں۔ وہ ایک موٹر بوٹ والے کو خاصی رقم دے کر جزیرے تک جانا چاہتی تھی لیکن شی تارا کے آدمیوں نے موٹر بوٹ والے کو قتل کردیا۔ مریم وہاں سے جان بچا کر بھاگنے لگی۔ دشمن اسے قتل کرنا نہیں چاہتے تھے صرف ہراساں کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ شوہر کی پناہ میں جانے کے لیے استنبول سے باہر نکلے اور جب باہر نکلنا چاہے تو اسے جانے بھی نہ دیا جائے۔

یہ وہی رات تھی جب مریم جان کی سلامتی کے لیے علی کی پناہ میں پہنچ گئی تھی۔ یوسف اپنے کمرے میں بیٹھا بیوی کی باتیں سن رہا تھا۔ اسے قدرے اطمینان ہوا... کہ وہ کسی نوجوان کے پاس محفوظ ہے اور فائرنگ کرنے والے دشمن بھاگ گئے ہیں۔

پھر یہ بھی فکر ہوئی کہ وہ نوجوان کون ہے؟ کہیں وہ شی تارا کا کوئی نیا آلۂ کار نہ ہو۔ ادھر شی تارا خاموشی سے مریم کے اندر چھپی ہوئی تھی۔ اس نے علی کی آواز سنتے ہی اسے پہچان لیا۔ اپنے بھائی سے بولی "بھائی سرنا! علی روپوش ہوگیا تھا پھر سامنے آگیا ہے۔ وہ مریم کے ساتھ نیویارک یا واشنگٹن تک جائے گا۔"

سرنا نے پوچھا "وہ دونوں امریکا کیوں جارہے ہیں؟"

"مریم کا خیال ہے کہ یوسف البرہان مارکیوسان جزیرے میں ہے۔ اس لیے وہ امریکا سے ہوکر ادھر جائے گی اور علی تو ظاہر ہے ثانی سے ملنے جارہا ہوگا۔"

"کیا مریم نے علی کو بتادیا ہے کہ یوسف کیسی غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہے؟"

"ہاں' مریم کو زیادہ بولنے کی عادت ہے۔ بڑے فخر سے اپنے شوہر کی باتیں کرتی ہے۔ اس نے علی کو بتادیا ہے۔"

"پھر تو وہ بھی ان فارمولوں کو حاصل کرنا چاہے گا۔"

"اس نے یہ بات مریم سے نہیں کہی ہے لیکن اسے جزیرے تک جانے کے لیے جہاز کا ٹکٹ اور خاصی رقم دے رہا ہے آدھے راستے تک اس کا ہم سفر رہے گا۔ ہوسکتا ہے وہ مریم کے ذریعے یوسف کو ٹریپ کرے۔"

"یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یوسف اس جزیرے میں ہے لیکن علی ضرور کوئی ایسی چال چلے گا کہ وہ میاں بیوی ایک دوسرے سے ملنے پر مجبور ہوجائیں۔ اس طرح وہ یوسف کو پالے گا۔"

"ایک طرح سے یہ بات ہمارے حق میں ہے کہ مریم کی وجہ سے علی ہماری نظروں میں رہے گا۔ دوسری بات تشویش ناک ہے کہ وہ فارمولوں کے پیچھے پڑجائے گا۔"

دوسری طرف یوسف پاشا اپنے کمرے میں علی کی طرف کان لگائے بیٹھا تھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ نوجوان کون ہے جس نے اس کی بیوی کو ابھی دس ہزار ڈالر دیے ہیں اور اس کے جہاز کا ٹکٹ بھی لینے والا ہے۔ وہ نوجوان مریم سے دوسری صبح ائرپورٹ میں ملاقات کرنے کا وعدہ کرکے رخصت ہوگیا تھا۔

پھر یوسف نے بڑی دیر تک اس کی آواز نہیں سنی۔ اس کے بعد پتا چلا کہ وہ فرانس کے سفیر کے پاس آیا ہے۔ سفیر نے بڑی گرم جوشی سے اسے مسٹر علی تیمور کہہ کر مخاطب کیا۔ تب یوسف کو پتا چلا کہ وہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہے۔

وہ پریشان ہوکر سوچنے لگا۔ یہ تو اور مصیبت ہوگئی۔ شی تارا اور سرنا پہلے ہی پیچھے پڑے ہوئے ہیں' اب فرہاد کا پورا خاندان عذاب جان بن جائے گا۔

اس نے مریم کو علی کے متعلق بتانا چاہا۔ اسے علی سے دور رہنے کی تاکید کرنا لازمی تھا لیکن مریم جس خاتون کے ہاں پے انگ گیسٹ بن کر رات گزارنے گئی تھی اس کے ہاں ٹیلی فون نہیں تھا ان کی باتوں سے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس مکان کا نمبر کیا ہے اور وہ کس علاقے میں ہے۔ اگر یہ معلوم ہوتا تو وہ اپنے حواریوں کے ذریعے مریم کو علی سے دور کردیتا۔

وہ دوسری صبح دیر سے اٹھا۔ مریم ائرپورٹ پر علی کا انتظار کررہی تھی۔ وہ ٹیلی فون کے ذریعے اسے مخاطب کرسکتا تھا۔ استنبول ائرپورٹ کا نمبر معلوم نہیں تھا۔ جب وہ ڈائریکٹری میں نمبر تلاش کررہا تھا تب ہی سفیر کے ایک ملازم نے مریم کے پاس آکر اسے پاسپورٹ' جہاز کا ٹکٹ اور پندرہ ہزار ڈالر دیے اور بتایا کہ وہ جس کا انتظار کررہی ہے' اس نے سفر کا ارادہ ملتوی کردیا ہے۔

یہ سن کر یوسف کو اطمینان ہوا کہ علی خود ہی مریم سے دور ہوگیا ہے۔ یہ اطمینان تھوڑی دیر تک رہا۔ پھر طیارے میں مریم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے مسافر سے گفتگو کی تو یوسف نے لہجے کی معمولی سی تبدیلی کو محسوس کیا اور سمجھ لیا کہ علی بھیس بدل کر اس کی بیوی کے ساتھ سفر کررہا ہے۔

شی تارا نے سفیر کے دماغ میں رہ کر معلوم کرلیا تھا کہ علی بھیس بدل کر مریم کے ساتھ رہے گا۔ اس طرح ان بہن بھائی کو یقین ہوگیا کہ علی نے ان فارمولوں کو حاصل کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور جب تک یوسف البرہان کی گردن نہیں پکڑے گا تب تک مریم کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ یہ حالات بتارہے تھے کہ آگے چل کر وہ سب آپس میں بری طرح ٹکرائیں گے۔

وہ جہاز دو گھنٹے کے لیے لندن میں اترا۔ مریم ائرپورٹ کے ریستوران میں کافی پینے آئی۔ اسے اطلاع دی گئی کہ ٹیلی فون کاؤنٹر پر مسٹر پاشا کا فون ہے۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی کاؤنٹر پر آئی پھر ریسیور کان سے لگا کر پوچھا "ہیلو پاشا! یہ تم ہو؟"

"ہاں' میں بول رہا ہوں۔ یہ تم کس کے ساتھ سفر کررہی ہو؟ آخر کہاں جارہی ہو؟"

"میں تمہارے پاس آرہی ہوں۔ تم جزیرہ مارکیوسان میں ہو نا؟"

"میں جہنم میں ہوں۔ مجھے تلاش مت کرو۔ دشمن تمہارے پیچھے میری تاک میں ہیں۔"

"میں تمام دشمنوں کو استنبول چھوڑ آئی ہوں' کوئی نہیں جانتا کہ میں اس طیارے میں سفر کررہی ہوں۔"

"تم دوستوں اور دشمنوں کے فریب کو سمجھتی نہیں ہو۔ یہ جو تمہارا ہم سفر ہے۔ تمہاری ساتھ والی سیٹ پر ہے اور جس نے اپنا نام یوسف سرتاج بتایا ہے وہ دراصل...."

وہ بات کاٹ کر بولی "ہاں اس کا نام بھی یوسف ہے۔ تم جانتے ہو۔ مجھے یوسف نام سے بہت محبت ہے اور وہ تو بڑا ہی شریر اور دلچسپ نوجوان ہے۔"

وہ دوسری طرف سے ڈانٹ کر بولا "شٹ اپ! پہلے میری بات توجہ سے سنو۔ یہ یوسف سرتاج وہی جوان ہے جو پچھلی رات تم سے ملا تھا اور اس نے تمہیں دس ہزار ڈالرز دیے تھے۔"

"پاشا! یہ وہ نہیں ہے۔"

"چپ رہو۔ وہ وہی ہے اور اس کا اصلی نام علی تیمور ہے۔ وہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "کیا سچ کہہ رہے ہو۔ وہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہے۔ کیا وہ علی تیمور ہے؟ اس کی ماں سونیا ہے؟ رسونتی ہے؟ یا وہ کیا نام ہے بھلا سا۔ ہاں اعلیٰ بی بی...."

وہ غصے سے دہاڑتے ہوئے بولا "یہ لانگ ڈسٹس کال ہے اور تم مجھ سے ان لوگوں کا خاندانی شجرہ پوچھ رہی ہو۔ تمہیں ان لوگوں سے کیا دلچسپی ہے۔ کیا تمہیں احساس نہیں ہے کہ میں خطرات میں گھرا ہوا ہوں؟"

"تم خود ہی خطرات کو دعوتیں دیتے رہتے ہو۔ یاد ہے دو برس پہلے بابا فرید واسطی مرحوم کے ادارے سے تمہیں آفر دی گئی تھی۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے تمہاری ذہانت اور صلاحیتوں کو سراہا تھا اور ادارے کے لیے تمہاری خدمات حاصل کرنا چاہی تھیں مگر

تم نے انکار کردیا تھا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ تم مصیبتوں میں.... ہیلو' ہیلو سن رہے ہو۔ ہیلو پاشا...."

یوسف پاشا نے رابطہ ختم کردیا تھا اور سر پکڑ کر سوچ رہا تھا "یہ عورت سنکی نہیں ہے۔ سناتی چلی جاتی ہے۔ اب یہ جب تک میری تلاش میں بھٹکتی رہے گی میرے لیے خطرات بڑھتے رہیں گے۔ یہ فرہاد اور اس کے بچے بڑے چکر باز ہیں۔ یہ لوگ مریم کو گھما پھرا کر کسی نہ کسی دن میرے پاس لے آئیں گے۔"

وہ شی تارا اور سرنا کو جھانسا دینے کے لیے لندن سے نیویارک آگیا تھا اور ڈمی شی تارا اور سرنا کی آوازیں سنتا رہتا تھا۔ اسے انتظار تھا کہ ان کی باتوں سے کبھی نہ کبھی اصلی شی تارا کا سراغ ضرور ملے گا۔

ایسا سوچنے کے دوران اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر سانس روکنے سے پہلے پوچھا "کون ہو تم؟"

"شی تارا' تمہاری قسمت کا ستارہ۔"

"تو پھر آجاؤ' میرے دل کے آسمان پر چمکنے کے لیے۔"

"ستارے دور چمکنے کے لیے ہوتے ہیں۔ ہاتھوں میں آنے کے لیے نہیں ہوتے۔ یہ تم نے جزیرہ مارکیوسان کا کیا چکر چلایا ہے میں کبھی یقین نہیں کروں گی کہ تم اس جزیرے میں ہو۔"

"یہ چکر تم نے چلایا ہے۔ تمہارے آدمیوں نے میری بیوی سے کہا تھا کہ مجھے وہاں قیدی بنا کر رکھا گیا ہے۔"

"یہ غلط ہے۔ میرے آدمیوں نے مریم سے ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ یہ تمہاری چالبازی ہے۔ تم نے اپنے ہتھکنڈوں سے یہ اعلان کردیا ہے کہ تم اس جزیرے میں ہو تاکہ ہم سب اُدھر دوڑے چلے جائیں۔"

"میں تو نہیں کہتا اُدھر جاؤ۔ تم جدھر ہو اُدھر کا پتا بتا دو۔ پتا نہیں ہمارے درمیان کب تک یہ کھیل جاری رہے گا۔ میں تم سے چھپتا پھروں گا تم مجھ سے چھپتی پھرو گی۔ میں تمہیں قابو میں کرنا چاہوں گا۔ تم مجھے ٹریپ کرنے کی کوششیں کرتی رہو گی۔"

"میں بہت جلد تمہیں ان فارمولوں کے ساتھ پکڑ لوں گی۔"

"اتنا بڑا چیلنج کرنے سے پہلے یہ مت بھولو کہ ہمارے درمیان علی تیمور آکودا ہے۔ اگر ہم ایک نہ ہوئے تو وہ ہم دونوں پر جھپٹ پڑے گا۔"

"ہاں' یہ تشویش ناک پہلو ہے۔ علی کے پیچھے فرہاد کی پوری فیملی چلی آئے گی۔ ہم ان سے خوفزدہ نہیں ہیں۔ خوفزدہ وہ ہوتے ہیں جو کم تر ہوتے ہیں۔ ابھی تو ہم برتر ہیں۔ ازبکستان میں دونوں باپ بیٹے کو اُلو بنا رہے ہیں۔ یہاں علی سے بھی نمٹ لیں گے۔ پریشانی صرف یہ ہے کہ علی اچانک ہی ہمارے درمیان چلا آیا ہے ابھی تمہارے خلاف تیاریاں مکمل کرنے کا ہمیں موقع نہیں ملا ہے۔"

"یہی فکر مجھے ہے کہ تمہارے خلاف پوری طرح پلاننگ کا موقع مجھے نہیں مل رہا ہے۔ اپنے ذرائع مزید مستحکم کرنے میں دیر لگ رہی ہے۔ ایسے میں ہم دونوں کا نقصان ہو سکتا ہے۔"

"اسی لیے سمجھاتی ہوں' میرے پاس آجاؤ۔ میری ٹیم میں شامل ہو جاؤ۔ یہاں تم اپنے طور پر آزاد زندگی گزارو گے۔"

"اور میں بھی تمہیں سمجھاتا ہوں' مجھے سبز باغ نہ دکھاؤ۔ مرد ہوں اپنے طور پر تمہیں بے دست و پا بنا کر لے آؤں گا۔ یہاں سے جاؤ۔" اس نے سانس روک لی۔ وہ یکلخت باہر نکل...

جہاز لندن سے روانہ ہوا۔ نیویارک کی سمت پرواز کرنے... مریم اور علی اسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے... تھوڑی دیر تک منہ پھلائے رہی پھر بولی "اے لڑکے! تمہیں... کہ میں تم سے ناراض ہوں اور تم سے بات نہیں کر رہی ہوں..."

علی نے کہا "ہاں میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم مجھ سے بات کر رہی ہو لیکن مجھ سے ناراض کیوں ہو؟ میری غلطی کیا ہے؟"

"یہی کہ تم بدمعاش حاتم طائی ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "جو بدمعاش ہوگا وہ کبھی حاتم طائی نہیں ہوگا اور جو حاتم طائی ہوگا وہ کبھی بدمعاش نہیں ہوگا۔"

"مگر تم ہو۔ تم نے پچھلی رات مجھے دس ہزار ڈالر دیے..."

"میں نے نہیں دیے۔ میں تو تمہیں جانتا بھی نہیں۔"

"بکواس مت کرو۔ لندن میں پاشا نے فون پر بتایا ہے... نے ابھی بھیس بدلا ہوا ہے۔ میں دھوکا کھا سکتی ہوں لیکن (غیر) معمولی قوتِ سماعت رکھنے والا اس وقت بھی تمہاری آواز سن رہا ہے اور تمہیں پہچان رہا ہے۔ آخر اس بدمعاشی کی وجہ کیا... کیا میں نے تمہیں بیٹا نہیں کہا ہے۔ کیا تم مجھے ماں نہیں (سمجھتے) ہو؟"

"اوہ نہیں ممی! آپ میری ماں ہیں۔ بھیس بدلنا میری مج(بوری) ہے۔"

"تو پھر ماں سے چھپنا نہیں چاہیے تھا۔"

"دشمن ماں کے جذبات کو خوب سمجھتے ہیں۔ وہ آپ کی (محبت) اور ممتا سے پہچان لیں گے کہ میرا آپ سے گہرا رشتہ ہے۔"

"میرا کتنا ہی گہرا رشتہ ہو' سونیا اور رسونتی سے زیادہ گہرا نہیں ہوگا؟"

وہ حیرانی سے چونک کر بولا "آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟"

"زیادہ بننے کی کوشش نہ کرو۔ میں جانتی ہوں' تم علی (تیمور) ہو۔"

علی نے ایک گہری سانس لے کر پوچھا "آپ کو کس نے (بتایا)؟ کیا آپ کے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے؟"

"نہیں بیٹے! مجھے پاشا نے تمہارا اصل نام بتایا ہے۔"

"مسٹر پاشا نے صرف میری آواز سن کر نام کیسے معلوم کرلیا؟"

"تم خود سوچو' تم نے کل سے اب تک کسی ایسے دوست (یا) رشتے دار سے ملاقات کی ہوگی جس نے تمہارا نام لے کر تمہیں مخاطب کیا ہوگا اور پاشا نے سن لیا ہوگا۔"

علی کو یاد آگیا۔ پچھلی رات فرانس کے سفیر نے اسے نام لے کر مخاطب کیا تھا۔ مریم نے کہا "بابا فرید واسطی صاحب کے ادارے سے پاشا کو بہت بڑی آفر دی گئی تھی۔ اگر وہ اسے قبول کرلیتا تو آج جانے انجانے دشمنوں سے محفوظ رہتا۔ اس کے غیر معمولی طبی تجربات سے اس ادارے کے ذریعے اندھوں' بہروں اور ذہنی مریضوں کو معجزانہ طور پر بینائی' سماعت اور دماغی توانائی حاصل ہوتی۔"

"آپ درست کہتی ہیں ممی۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ ہم دونوں مسٹر پاشا کو ادارے میں لے جانے کی کوشش کریں گے۔ اس سے پہلے کہ وہ کسی خطرناک تنظیم کے ہتھے چڑھ جائے' ہمیں اسے ڈھونڈ نکالنا چاہیے۔"

علی اس سے باتیں کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا اگرچہ مریم کے ذریعے یوسف تک پہنچنے میں کچھ آسانی ہوگی تاہم یہ نقصان ہو رہا ہے کہ وہ پہچان لیا گیا ہے۔ یوسف پاشا اسے جانتا ہے۔ اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن مریم کے دماغ میں آتا جاتا ہوگا تو اسے بھی علی کی اصلیت معلوم ہو جائے گی۔

علی کے ایسا سوچنے سے پہلے ہی شی تارا اور سرنا کو سب کچھ معلوم ہو چکا تھا اور وہ اس پہلو پر غور کر رہے تھے کہ یوسف سے پہلے علی کو زیرِ دام لایا جائے۔ اگر وہ گرفت میں آجائے گا اور اسے یرغمال بنا کر رکھا جائے گا تو فرہاد کی فیملی کا کوئی فرد ان کے اور یوسف کے درمیان نہیں آئے گا پھر وہ کسی کی مداخلت اور رکاوٹ کے بغیر وہ تمام فارمولے حاصل کرلیں گے۔

جب تک علی طیارے میں سفر کرتا رہا وہ بہن بھائی اسے ٹریپ کرنے کی کوئی اچھی سی تدبیر سوچتے رہے۔ یوں تو کئی تدابیر ذہن میں آرہی تھیں لیکن وہ مطمئن نہیں ہو رہے تھے۔ سرنا نے کہا "فرہاد اور اس کے بیٹے قسمت کے دھنی ہیں' آہنی شکنجوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ جسمانی طور پر مقابلہ نہ ہو۔ ان سے ذہانت میں مقابلہ کیا جائے تو کامیابی کی توقع کی جاسکتی ہے۔"

وہ بولی "ان کا طیارہ دو گھنٹے بعد نیویارک پہنچ جائے گا میری عقل کہتی ہے اگر اسے ائرپورٹ ہی سے ٹریپ نہ کیا گیا تو وہ پھر مشکل ہی سے ہاتھ آئے گا۔"

"میری بہنا! وہ علی تیمور ہے۔ اسے ائرپورٹ سے جبراً اغوا کرنے کا تصور بھی نہ کرو۔ ہم تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ کیسی قیامت برپا کردے گا۔"

"اسے ہاتھ لگائے بغیر اغوا کیا جاسکتا ہے۔"

"یہ ہے ذہانت کی بات۔ اب بتاؤ کیسے؟"

"ایسے کہ ثانی اور علی کے درمیان دماغی رابطہ رہتا ہوگا۔"

"ہاں' وہ عاشق معشوق ہیں۔ ضرور رابطہ رکھتے ہوں گے۔"

"میں ثانی کا لہجہ اختیار کرکے علی کے دماغ میں جاسکتی ہوں۔"

"ان کے درمیان کوڈ ورڈز ہوں گے اور وہ تم نہیں جانتی ہو۔"

"کوڈ ورڈز کی فکر نہ کرو۔ میں بات بنالوں گی۔"

"اچھا آگے بولو۔"

"آگے کچھ بولنے سے بہتر ہے' پہلے میں اس کے دماغ میں جاکر یہ تدبیر آزماؤں۔ کامیابی ہوگی تو تمہیں منصوبے کا اگلا حصہ بتاؤں گی۔"

"ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے ثانی اس کے دماغ میں پہنچی ہو اور انہوں نے اپنا کوئی اگلا پروگرام بنایا ہو۔"

"اگر ایسا ہوگا تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ ہمیں ناکامی ہوگی۔ علی ہمارے جھانسے میں نہیں آئے گا۔ دشمن کبھی پھنستے ہیں' کبھی جال توڑ کر نکل بھاگتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ ہمارے پاس زیادہ وقت بھی نہیں ہے۔ اپنی تدبیر آزماؤ۔"

شی تارا آنکھیں بند کرکے تھوڑی دیر تک دل ہی دل میں ثانی کی آواز اور لہجے کی ریہرسل کرتی رہی پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے علی کے دماغ میں پہنچ گئی۔ پہنچتے ہی پریشان سی ہوکر بولی "علی! ہمیں اپنے کوڈ ورڈز بدلنا ہوں گے۔ ابھی کوئی میرے دماغ میں آکر پاپا کے لہجے میں بول رہا تھا۔ حالانکہ اس نے صحیح کوڈ ورڈز ادا کیے تھے لیکن مجھے کچھ شبہ سا ہوا تو میں نے کہا' پاپا آپ پہلے علی کے پاس جائیں میں پانچ منٹ بعد آؤں گی۔ مجھے بتاؤ علی! کیا ابھی تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟"

علی نے کہا "ابھی تک کوئی نہیں آیا ہے یعنی تمہارا شبہ درست ہے۔ کسی دشمن کو ہمارے کوڈ ورڈز معلوم ہو گئے ہیں۔"

"آئندہ میں تمہارے پاس آؤں گی تو کہوں گی' ثانی فار علی اینڈ علی فار ثانی۔"

"بہت ہی محبت بھرے کوڈ ورڈز ہیں میں یاد رکھوں گا۔"

"ایک اور سرپرائز دیتی ہوں میں تم سے ملنے واشنگٹن سے نیویارک آگئی ہوں۔ ائرپورٹ پر موجود رہوں گی۔"

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ وہاں تم سرباد ام ہو' مجھ جیسے عام مسافر سے ملاقات کرو گی تو تمام انٹیلی جنس والے ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے۔"

"میں اتنی نادان نہیں ہوں کہ تمہیں ائرپورٹ پر دیکھتے ہی سب کے سامنے گلے لگ جاؤں۔"

"گلے لگنے کی باتیں نہ کرو۔ تمہارے ساتھ گزارے ہوئے رنگین و سنگین لمحات یاد آجاتے ہیں۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "ان یادوں کو زندگی دینے کے لیے میں نے اپنے ذاتی ذرائع سے ایک جگہ تمہاری رہائش کا انتظام کیا ہے' میں رات کے وقت وہاں چھپ کر آؤں گی۔"

"پھر تو اچھا وقت گزرے گا۔ لیکن مریم کا کیا بنے گا؟"

"وہ بے چاری اچھی عورت ہے۔ تمہاری رہائش گاہ کے کسی کمرے میں رہے گی۔ ائرپورٹ پر دو افراد تمہارا استقبال کریں گے۔ وہ دونوں سفید سوٹ اور سرخ نکٹائی میں ہوں گے۔"

"وہ مجھے کیسے پہچانیں گے؟"

"تم ان کے سامنے جاکر کہو گے' سفید سوٹ پر سرخ نکٹائی ایسی لگتی ہے جیسے کفن پر سرخ پھول رکھا ہو۔"

"بہت اچھے کوڈ ورڈز ہیں۔"

"تمہیں بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔ اس لیے یہ بتادوں کہ وہ دونوں تمہیں جس کار میں لے جائیں گے اس کا رنگ بھی سفید ہوگا اور اس کا نمبر ہے فور زیرو ون فور۔"

"میں نمبر یاد رکھوں گا۔"

"میں جارہی ہوں۔ ائرپورٹ پر چھپ کر تمہیں دیکھتی رہوں گی۔ پھر رات کے آٹھ بجے چپ چاپ آؤں گی۔ اچھا جارہی ہوں۔ سو فار۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ خوش ہو کر بولی "بھائی سرنا! توقع سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس نے ایک ذرا شبہ نہیں کیا ہے۔ مجھے ثانی سمجھتا رہا ہے۔ چلو اٹھو اپنے دو خاص ماتحتوں کو سفید سوٹ اور نکٹائی پہننے کے لیے کہو۔ گیراج سے سفید کار فور زیرو ون فور نکالو۔ باقی باتیں راستے میں بتاؤں گی۔"

راستے میں سرنا نے کہا "بھائی کی جان! اچھی طرح سوچ لو۔ کہیں ہم خوش فہمی میں دھوکا نہ کھا رہے ہوں۔ وہ پورا چالبازوں کا خاندان ہے۔"

"فرض کرو اس نے میرے فراڈ کو سمجھ لیا ہے اور سمجھ کر بھی انجان بن رہا ہے تو ائرپورٹ پر ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔ ہم دونوں اس کا سامنا نہیں کریں گے۔ دور سے تماشا دیکھیں گے۔ ہمارے دو خاص ماتحت اس کا استقبال کریں گے اور اسے کار میں لے جائیں گے۔"

"ہاں' ایک بار وہ ہمارے اڈے میں پہنچ جائے تو پھر وہاں سے نکل نہیں سکے گا۔"

وہ بولی "اور اگر وہ فراڈ کررہا ہے اور ہمیں ٹریپ کرنا چاہتا ہے تو یہاں سونیا ثانی نے ہمارے لیے جال بچھا رکھا ہوگا اور وہ بھی موجود ہوگی۔ میں دعا کررہی ہوں کہ وہ موجود رہے اور ایک بار ہماری نظروں میں آجائے۔ تو پھر ہم یوسف اور علی کو اور سارے دشمنوں کو چھوڑ کر اسے بے بس کریں گے۔"

سرنا نے کہا "بس اتنا یقین ہوجائے کہ نظروں میں آنے والی ثانی ہے' میں فوراً ہی گولی چلا کر اسے زخمی کروں گا۔ وہ قابو آئے گی تو سپرمادام سلوانہ کا پول کھل جائے گا۔ سپرماسٹر ام دشمن بن جائے گا۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اسے یرغمال بنائیں گے تو علی جان کی بازی لگانے ہماری آگ میں آکودے گا۔"

وہ ائرپورٹ پہنچ گئے۔ طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا پھر ہوا ایک مخصوص مقام پر رک گیا تھا۔ طیارے سے سیڑھیاں جارہی تھیں۔ دروازے کھل رہے تھے۔ مسافر باہر آرہے۔ چند مسافروں کے بعد مریم اور علی دروازے پر نظر آئے۔

اس وقت ائرپورٹ میں جان کی بازیاں لگانے والے موجود تھے۔

لگیج ہال کے دروازے پر دو سفاک قاتل سفید سوٹ سرخ نکٹائی میں اٹینشن تھے۔ دیکھو تو یوں لگتا تھا جیسے سفید کفن پر سرخ پھول رکھے ہوئے ہیں۔

ہال کے ایک حصے میں شی تارا کئی عورتوں کے درمیان کھڑی ہوئی تھی۔ اس کی تیز چبھتی ہوئی نظریں لگیج ہال کے دروازے پر لگی ہوئی تھیں۔

ٹائلٹ کے ایک بند دروازے کے پیچھے پے پے سرنا ریوالور میں سائلنسر لگا رہا تھا۔ اس ریوالور کی ایک ایک گولی پر ثانی کا نام مخصوص کردیا گیا تھا۔

الرٹ! باادب' باملاحظہ ہوشیار' راستہ صاف رکھو سپرمادام سلوانہ تشریف لارہی ہیں۔ کھٹ' کھٹ' کھٹ' کھٹ۔ اونچی ایڑی کے سینڈل چکنے فرش کی چھاتی پر دھڑکتے جارہے تھے۔ اسکرٹ اور بلاؤز میں اس بازی گر دوشیزہ کا بدن نگاہوں میں جذب ہورہا تھا۔ ملٹری سیکرٹ سروس کے مسلح جوانوں کے درمیان شیرنی کے انداز میں چل رہی تھی۔ دوسرے فوجی جوان دوڑتے ہوئے آگے جاکر مختلف جگہ اٹینشن ہورہے تھے۔

وہ ایک شانِ بے نیازی سے چلتی ہوئی لگیج ہال کے دروازے کی طرف جارہی تھی اور اس دروازے سے علی باہر آرہا تھا۔

اچانک ایک لائٹر نے اسپارکنگ کی۔ ایک ننھا سا شعلہ بنا۔ اس شعلے نے ایک سگریٹ کو سلگایا۔ اس کی ننھی سی روشنی میں یوسف البرہان عرف پاشا کی غیر معمولی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

وہاں کون نہیں تھا؟

وہاں سب ہی تھے۔

اے مقدر کے کھلاڑی' بتا کون کسے ٹریپ کرے گا؟

کیونکہ علی اور سونیا ثانی نے ایک دوسرے کو نہ پہچاننے کی غلطی کی ہے۔ علی دروازے سے نکل کر سفید کفن اور سرخ پھول کے پاس گیا ہے اور ثانی دروازے سے داخل ہوکر لگیج ہال کے اندر چلی گئی ہے۔

یہ ناشناسائی ضرور رنگ لائے گی۔

پے پے سرنا اپنا ریوالور لوڈ کرچکا تھا۔ اس نے ریوالور سمیت دونوں ہاتھ اپنے اوور کوٹ کی جیبوں میں ڈالے پھر باتھ روم سے چلتا ہوا باہر آیا۔ باہر آتے ہی جابجا مسلح فوجیوں کو دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ اس نے سونیا ثانی کو گولی مارنا بہت آسان سمجھا تھا۔ یہ بھول گیا تھا کہ وہ محض سونیا ثانی ہی نہیں اس ملک کی سپرمادام بھی ہے۔

شی تارا ائرپورٹ پر آنے والی چند عورتوں کے درمیان کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دور ہی سے اپنے بھائی سرنا کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے دیکھا کہ سرنا باتھ روم میں واپس جارہا ہے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "بھائی سرنا کوئی پریشانی ہے؟"

"ہاں' ہم یہ کھیل جتنا آسان سمجھ رہے تھے' اتنا ہی مشکل دکھائی دے رہا ہے۔ یہ کم بخت ملکۂ عالم کی طرح فوجیوں کی چھاؤں میں آئی ہے۔ ہر سو مسلح فوجی جوان دکھائی دے رہے ہیں۔ کوئی ایسی جگہ نہیں ہے' جہاں سے چھپ کر ثانی پر گولی چلائی جاسکے۔"

"میں تم سے یہی کہنے والی تھی۔ تمہارے پاس اس ریوالور کا لائسنس نہیں ہے۔ یہاں کوئی واردات ہوگی اور چیکنگ شروع ہوگی تو تم پکڑے جاؤ گے۔ لہٰذا اسے باتھ روم میں کہیں پھینک کر چلے آؤ۔"

کیا ناکامی سی ناکامی تھی؟ ایک آتش بازی کا شوق تھا' وہ بھی ثانی نے پورا نہیں ہونے دیا' وہ جھنجلا کر بولا "ثانی یہاں بہت وسیع ذرائع کی مالکہ ہے۔ یہ آئندہ بھی ہمارے منصوبوں کو ناکام بناتی رہے گی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ میرے ہاتھوں زخمی ہوکر یہاں سے جاتی۔"

"وہ مسلح پہرے داروں کے ساتھ آئی ہے' انہی کے ساتھ واپس جائے گی۔ یہ سوچو کیا یہ حملہ اس کی رہائش گاہ میں کیا جاسکتا ہے۔"

"نہیں تارا! وہاں بھی سخت پہرا لگا رہتا ہے۔ اس رہائش گاہ کے اطراف ایسا الیکٹرانک نظام قائم کیا گیا ہے جسے کوئی ناکام بناکر وہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔"

"تو پھر مجبوری ہے۔ فی الحال علی پر توجہ دی جائے۔"

یوسف البرہان بہت دور ایک گوشے میں کھڑا اپنی غیر معمولی قوتِ سماعت سے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا اور مسکرا رہا تھا۔ اسے فی الحال ثانی اور علی سے اتنی دلچسپی نہیں تھی' وہ جلد سے جلد شی تارا اور سرنا سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ وہیں ائرپورٹ پر ان دونوں کا کام تمام کرسکتا تھا لیکن یہ تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ وہی اصلی شی تارا اور سرنا ہیں یا نہیں؟

سرنا تیزی سے چلتا ہوا باتھ روم کے ایک ٹائلٹ میں آیا' دروازے کو اندر سے بند کیا پھر جیب سے ریوالور اور فاضل کارتوس نکال کر انہیں فلش کی ٹنکی میں ڈال دیا۔ اس بات کا دکھ ہورہا تھا کہ ثانی نے ہاتھ نہیں چلایا تھا' زبان نہیں چلائی تھی اور اسے ہتھیار پھینکنے پر مجبور کردیا تھا۔ وہ مات کھائے ہوئے سپاہی کی طرح باتھ روم سے باہر آگیا۔

ادھر علی' مریم کے ساتھ لگیج ہال سے باہر آگیا تھا۔ اس نے دور تک نظریں دوڑائیں۔ مریم نے پوچھا "کسی شناسا کو دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں' آج نیویارک میں قیام کریں گے۔ تمہارے پاشا کے متعلق معلوم کروں گا کہ واقعی وہ جزیرہ مارکیوسان میں ہے یا نہیں؟ معلومات کے مطابق آئندہ سفر کریں گے۔"

اس کی نظریں ان دو آدمیوں پر ٹھہر گئیں جو سفید سوٹ اور سرخ نکٹائی پہنے ہوئے تھے۔ وہی اس کے دشمن میزبان تھے۔ وہ آرام سے چلتا ہوا ان کے سامنے آیا پھر انہیں سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا "یہ سوٹ اور یہ نکٹائی ایسی لگ رہی ہے جیسے سفید کفن پر سرخ پھول رکھا ہوا ہو۔"

ان دونوں نے جواباً مسکرا کر اس سے مصافحہ کیا' ایک نے کہا "رائٹ سر! ہماری جان پہچان کے لئے یہی کوڈ ورڈز مقرر کئے گئے تھے۔ ہمیں آپ کی میزبانی کا شرف حاصل ہورہا ہے۔ تشریف لائیں۔"

وہ آگے بڑھنا چاہتے تھے' پھر رک گئے۔ لگیج ہال سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لوگ چونک کر اُدھر دیکھنے لگے' ایک تیم شحیم شخص دوڑتا ہوا لگیج ہال سے باہر آرہا تھا۔ ثانی اس کا تعاقب کررہی تھی پھر وہ ایک لمبی چھلانگ لگا کر فرش پر آئی۔ اس چکنے فرش پر پھسلتی ہوئی' تیز رفتاری سے گھومتے ہوئے ایک سوئینگ کک ماری۔ بھاگنے والا اچھل کر فرش پر اوندھے منہ گر پڑا۔

عورتیں بچے بوڑھے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ اچھی خاصی بھگدڑ شروع ہوگئی۔ مسلح فوجیوں نے اس شخص کو نرغے میں لے لیا' اپنی گنیں اس کی طرف سیدھی کرلیں۔ ثانی نے کہا "اسے کسٹم آفیسر کے کمرے میں لے چلو۔"

وہ حکم دے کر اُس کمرے کی طرف جانے لگی۔ چند جوانوں نے اس قیدی کو جکڑ لیا تھا اور اسے کھینچتے ہوئے لے جارہے تھے۔ علی نے اپنے میزبانوں سے پوچھا "یہ دوشیزہ کون ہے؟ بہت ہی اسمارٹ اور بہترین فائٹر ہے۔"

شی تارا ایک سرخ نکٹائی والے میزبان کے دماغ میں تھی۔ میزبان نے اس کی مرضی کے مطابق کہا "جناب! یہ ہماری مادام ہیں۔ سپرمادام' تعجب ہے آپ نے نہیں پہچانا۔"

"مجھے افسوس ہے۔ میں تمہاری کسی مادام کو نہیں پہچانتا ہوں۔ جب سامنا ہوگا تو پہچان شروع ہوجائے گی۔"

مریم نے کہا "دوشیزہ ہے زبردست۔"

علی نے پوچھا "کیا خیال ہے' ابھی ملاقات کی جائے؟"

دوسرے میزبان نے کہا "تو سر! مادام نے کہا ہے پبلک پلیس

میں آپ سے ملاقات نہیں کریں گی۔ جہاں آپ کا قیام ہو گا وہاں وہ خود چلی آئیں گی۔"

علی اور مریم ان کے ساتھ ائرپورٹ کی عمارت سے باہر جانے لگے۔ دوسری طرف ثانی کسٹم آفیسر کے کمرے میں آگئی تھی۔ اس کے پیچھے وہ قیدی لایا گیا۔ اس نے مسلح جوانوں سے کہا "تم سب باہر جاؤ۔"

انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور باہر چلے گئے۔ ثانی نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر مسکرا کر قیدی کو دیکھا۔ آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "سوری مسٹر جوزف! میں نے آپ کی پٹائی کر دی۔"

وہ خوش دلی سے بولا "کوئی بات نہیں۔ فرض کی ادائیگی میں ایسا ہوتا ہے۔ بائی دی وے مارٹن کہاں ہے؟"

"تمہارا وہ جاسوس سرخ نکٹائی والوں کے پیچھے لگا ہوا ہے۔"

وہ سب ایک ڈراما پلے کر رہے تھے اور اس کمرے کے اندر وہ دوشیزہ سپر مادام سلوانہ یعنی ثانی نہیں تھی۔ محض ایک ڈمی تھی اسی لئے علی نے اسے نظرانداز کیا تھا۔ اصلی ثانی اپنے بیڈ روم میں بیٹھی آرام سے تمام حالات پر قابو پا رہی تھی۔

اس نے ڈمی مادام سے کہا "میرا رول اچھی طرح ادا کر رہی ہو۔ اب اسی کمرے میں جوزف کے ساتھ رہو۔ آدھے گھنٹے سے پہلے نہ نکلنا۔"

علی اور مریم میزبانوں کے ساتھ ائرپورٹ کی عمارت سے باہر آئے' وہاں سفید رنگ کی زیرو ون ون فور نمبر والی کار کھڑی تھی۔ ایک میزبان نے ان کے لئے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ اندر بیٹھ گئے۔ دونوں میزبان اگلی سیٹ پر آگئے لیکن کار اسٹارٹ کرنے سے پہلے ہی چند مسلح فوجیوں نے انہیں گھیر لیا۔ ایک میزبان نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

فوجی افسر نے سوال کیا "تم نے کار یہاں کیوں کھڑی کی تھی؟"

"جناب! یہاں نو پارکنگ کا کوئی سائن نہیں ہے۔"

"بے شک یہاں نو پارکنگ لکھا ہوا نہیں ہے لیکن ہماری سپر مادام یہاں آ رہی تھیں۔ تمہاری گاڑی نے ڈسٹرب کیا ہے۔"

"اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ سپر مادام تشریف لا رہی ہیں تو آپ کو یہ کار یہاں نظر نہ آتی۔"

"درست ہے۔ تم سے انجانے میں ایسا ہوا ہے اس لئے ہم درگزر کرتے ہیں' تم جا سکتے ہو۔"

اس افسر نے مصلحتاً انہیں باتوں میں الجھایا تھا۔ ان کی باتوں کے دوران جاسوس مارٹن نے اس کار کے نیچے ایک جاسوسی آلہ لگا دیا تھا۔ اب وہ کار جہاں بھی جاتی' وہ نشاندہی کرنے والا آلہ ثانی کے ایک آلے کو اسپارکنگ کے ذریعے بتاتا رہتا کہ وہ گاڑی کہاں پہنچ رہی ہے۔

یوسف البرہان عرف پاشا اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا تھا۔ وہ اپنی قوت سماعت کے ذریعے شی تارا اور سرتا کی آوازیں سننے کا [illegible] تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان بہن بھائی کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ ا[illegible] کار میں آکر بیٹھ گئے۔ سرتا کہہ رہا تھا "علی کے پیچھے جانا ضروری نہیں ہے۔ ہم اطمینان سے چلیں گے۔ وہ گاڑی ہمارے خفیہ اڈے میں ضرور پہنچے گی۔"

یوسف پاشا ان کی آوازیں سن سکتا تھا لیکن یہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔ کہ وہ کس رنگ کی اور کس نمبر کی گاڑی میں شی تارا کے ساتھ جا رہا ہے۔ شاہراہوں پر ہزاروں گاڑیاں رینگ رہی تھیں۔ وہ اندازاً ایک گاڑی کے پیچھے چل پڑا تھا اور ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ شی تارا کہہ رہی تھی "ہم نے ہی اسے آنے کو کہا تھا۔"

"مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ عام شہری کی حیثیت سے نہیں بلکہ مادام بن کر آئے گی اور ہماری آدھی پلاننگ چوپٹ کر دے گی۔"

سرتا نے کہا "یہ بھی ہمارے حق میں اچھا ہوا کہ وہ کسی بڑے مجرم کے معاملے میں مصروف ہو گئی ہے۔ اس مصروفیت کے باعث وہ علی سے رابطہ نہیں کر رہی ہے۔"

"ہو سکتا ہے اس نے رابطہ کیا ہو۔"

"اگر کرتی تو اسے معلوم ہو جاتا کہ علی کو ٹریپ کیا جا رہا ہے اور وہ ثانی سے ملنے کے دھوکے میں کہیں جا کر پھنسنے والا ہے۔"

"جب وہ رابطہ کرے گی اور حقیقت معلوم ہو گی تو ہمارے خفیہ اڈے کی طرف ضرور آئے گی۔"

"بس ایک بار آجائے۔ اس بار میں اس چالاک لومڑی کو جانے نہیں دوں گا۔"

شی تارا نے کچھ سوچ کر کہا "میں نے علی کے دماغ میں جا کر جھانسا دیا تھا کہ میں ثانی ہوں اور دشمنوں کو ہمارے کوڈ ورڈز معلوم ہو چکے ہیں پھر میں نے علی کی مرضی سے کوڈ ورڈز بدل دیے تھے مجھے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ ثانی سابقہ کوڈ ورڈز کے ذریعے علی سے رابطہ کرتی ہے یا نہیں؟"

سرتا نے کہا "تم ثانی بن کر پھر اسے آزما کر دیکھو کہ وہ ثانی کے سابقہ کوڈ ورڈز کے مطابق اس سے باتیں کرتا ہے یا نہیں؟"

شی تارا نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر علی کے پاس آکر ثانی کے لہجے میں کوڈ ورڈز ادا کئے۔ علی نے کہا۔ "تم میری ثانی نہیں ہو۔ تم نے کسی طرح ہمارے کوڈ ورڈز معلوم کر لئے ہیں لیکن ہمارے نئے کوڈ ورڈز کبھی معلوم نہیں کر سکو گی۔ جاؤ یہاں سے۔"

اس نے سانس روک لی۔ شی تارا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر سرتا سے کہا "ہماری چال کامیاب رہی ہے۔ وہ ثانی کے سابقہ کوڈ ورڈز کو تسلیم نہیں کر رہا ہے۔ اس نے مجھے دشمن سمجھ کر دماغ سے نکال دیا ہے۔ اب میں اپنے طے شدہ کوڈ ورڈز کے مطابق اس سے رابطہ کر رہی ہوں۔"

وہ تھوڑی دیر خاموش بیٹھی سوچتی رہی پھر علی کے پاس پہنچ کر بولی "ثانی فار علی اینڈ علی فار ثانی۔"

علی نے کہا "ہاں یہ ہمارے نئے کوڈ ورڈز ہیں۔ تم میری ثانی [illegible] تھوڑی دیر پہلے کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والی آئی تھی' ہم نے جو تبدیلی کی ہے اس کا علم اسے نہیں تھا' میں نے اسے بھگا دیا۔"

"بروقت تبدیلی کے باعث تم دھوکا کھانے سے بچ گئے ہو۔"

"میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ کیا تم وہاں میری منتظر ہو۔"

"تم میرے پاس نہیں آ رہے ہو۔ میری ایک خفیہ رہائش گاہ کی طرف جا رہے ہو۔ میں رات آٹھ بجے تک تمہارے پاس آنے کی پوری کوشش کروں گی۔"

"ہائے آٹھ بجے تک تو میرے انتظار کے بارہ بج جائیں گے۔ اتنا وقت کیسے گزاروں گا؟"

وہ ہنس کر بولی "انتظار کے بغیر وصال یار نہیں ہوتا۔"

"جہاں میں جا رہا ہوں' وہاں تمہارا کوئی لباس ضرور ہو گا۔"

"ہاں ضرور ہے۔ میرے لباس کا کیا کرو گے؟"

"تمہارے آنے تک اس لباس سے لپٹ کر دل کی دھڑکنوں کو آرام پہنچاتا رہوں گا۔"

شی تارا ہنستی ہوئی دماغی طور پر حاضر ہو گئی پھر سنجیدہ ہو کر اگواری سے بولی "فرہاد کا یہ بیٹا تو بالکل ہی زن مرید لگتا ہے۔ اسے کوئی بھی حسینہ الو بنا سکتی ہے۔"

سرتا نے کہا "میں نے تو سنا ہے علی تیمور بہت ہی سنجیدہ اور [illegible] رہنے والا جوان ہے' پارس کے بالکل برعکس ہے' عورتوں سے دور بھاگتا ہے۔"

"دور کے ڈھول ایسے ہی سہانے سنائی دیتے ہیں۔ نزدیک جاؤ تو ہوس کی بے ڈھنگی آوازیں بجتے رہتے ہیں۔"

وہ بولا "یہ پل کراس کرنے کے بعد شاید دائیں ہاتھ مڑنا ہے۔"

"ہاں۔ دائیں ہاتھ ونگٹن اسٹریٹ تک چلو پھر اسٹریٹ فورٹی تھری میں موڑ لو۔"

"ہیں یاد آگیا۔ اسٹریٹ فورٹی تھری کا بڑا بنگلا ہمارا ہے۔"

وہ بہن بھائی ساری دنیا کے ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں نہایت قیمتی جائداد اور کوٹھیاں وغیرہ خریدتے رہتے تھے کہ ہر ایک کا پتا اور تفصیلات یاد نہیں رکھ سکتے تھے۔ انہوں نے یادداشت کے لئے ایک قابل اعتماد شخص کو اپنی جائداد کا نگراں بنا دیا تھا۔ جس کوٹھی خفیہ اڈے وغیرہ کے متعلق کچھ بھول جاتے تھے' اس نگراں سے رابطہ کر کے معلوم کر لیا کرتے تھے۔ فوری طور پر معلومات حاصل کرنے کے لئے شی تارا اس کے دماغ میں پہنچ جاتی تھی پھر واپس آکر سرتا کو تفصیلات بتا دیتی تھی۔

ان کے بھولنے کا فائدہ یوسف پاشا کو پہنچ رہا تھا۔ وہ اطمینان سے کار ڈرائیو کرتا ہوا ان کی باتیں سن رہا تھا اور معلوم کر رہا تھا کہ اس وقت وہ دونوں کسی خفیہ اڈے کی طرف جا رہے ہیں۔ اس اڈے کا پورا پتا اسے معلوم ہو چکا تھا۔

علی کی کار اس رہائش گاہ کے احاطے میں پہنچ گئی۔ وہ رہائش گاہ کیا تھی ایک وسیع و عریض محل تھا۔ اتنا بڑا محل کہ وہ محل کے اندر چلی آئی تھی۔ محل کے سلائیڈنگ دروازے بند ہو گئے تھے' پھر کار ایک جگہ رک گئی تھی۔

وہ سرخ نکٹائی والے اگلی سیٹوں سے اتر کر کار سے باہر گئے پھر دروازے کو بند کر دیا۔ علی نے پچھلی سیٹ سے نکلنا چاہا۔ پتا چلا تمام دروازے لاک ہو گئے ہیں۔ اس نے ایک انگلی سے کھڑکی کے شیشے پر دستک دی انہیں مخاطب کرنا چاہا لیکن وہ دور جا چکے تھے۔

مریم نے پریشان ہو کر پوچھا "کیا انہوں نے ہمیں یہاں بند کر رکھا ہے؟"

"ہاں' اب اپنی اصلیت دکھا رہے ہیں۔"

"ہم سے دشمنی کیا ہے؟"

"یہ شاید تمہیں یرغمال بنا کر تمہارے یوسف پاشا کو پکڑنا چاہتے ہیں۔"

"او خدایا! میری وجہ سے تم پھنس گئے ہو۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ یہ میرے بھی دشمن ہیں۔"

ان کی باتوں کے دوران وہ کار آہستہ آہستہ فرش میں دھنس رہی تھی۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ ایک انڈر گراؤنڈ لفٹ ہے' انہیں کسی تہ خانے میں لے جا رہی ہے۔

یہ جان بوجھ کر پھنسنے والی بات تھی۔ علی نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ اس لفٹ کو کہاں سے اور کس طرح آپریٹ کیا جاتا ہے چونکہ وہ نہیں جان پایا تھا اس لئے ثانی بھی اس کے ذریعے کچھ معلوم نہیں کر سکتی تھی۔

وہ لفٹ ایک جگہ رک گئی۔ کار کے سامنے ایک آہنی سلائیڈنگ دروازہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلنے لگا۔ کھلنے والے دروازے کے عین وسط میں ایک حسینہ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ بڑے ناز و انداز سے چلتی ہوئی پچھلے دروازے کے پاس آئی پھر اسے کھولتے ہوئے بولی "خوش آمدید علی تیمور!"

وہ مریم کے ساتھ کار سے باہر آیا' پھر بولا "یوں استقبال کرنے کا پُراسرار انداز مجھے پسند آ رہا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "کیا میں پسند نہیں آ رہی ہوں۔ یہ نہیں پوچھو گے کہ میں کون ہوں؟"

"پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ خود ہی بتاؤ گی۔ تم کوئی راز ہوتیں تو چھپی رہتیں یوں ظاہر نہ ہوتیں۔"

"تمہیں یہ سن کر دکھ ہو گا کہ یہاں دھوکا کھا کر آئے ہو۔"

"مجھے جان بوجھ کر دھوکا کھانے میں مزہ آتا ہے۔"

"پھر تو واقعی جی دار ہو' موت کو دعوت دیتے ہو' آؤ چلیں۔"

وہ لفٹ سے باہر ایک وسیع و عریض ہال میں آئے۔ وہ ہال ایک شاہی عیش کدے کی طرح سجا ہوا تھا۔ ایک خوب صورت سا

فوارہ تھا۔ فوارے کے اطراف حوض میں حسین عورتیں ایک دوسرے پر پانی کے چھینٹے اڑا رہی تھیں اور کھلکھلا کر ہنس رہی تھیں۔ کچھ ساز بجا رہی تھیں اور کچھ نازک اندام حسینائیں رقص کر رہی تھیں۔

مریم نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا "توبہ! یہ ہم کہاں آگئے ہیں۔"

علی نے کہا "یہ تھرڈ کلاس نوٹنکی کرنے والوں کا تماشا ہے۔"

میزبان حسینہ نے کہا "یہ تماشا نہیں' کامیابی کا جشن ہے۔ میرا نام شی تارا ہے۔ آج میں نے بیک وقت دو شکار کیے ہیں۔ فرہاد اور یوسف البرہان کی بڑی کمزوریاں میری مٹھی میں ہیں۔"

مریم نے کہا "ناچتی ہوئی مورنی بھول جاتی ہے کہ اس کے پاؤں کتنے بھدے ہیں۔ تو بھی کامیابی کی خوشی میں بھول رہی ہے کہ میرا پاشا اس وقت ہماری گفتگو سن رہا ہوگا' اسے معلوم ہو رہا ہوگا کہ میں کہاں ہوں اور کس حال میں ہوں؟ تیری شامت آگئی ہے۔"

وہ ہنسنے لگی پھر بولی "یہی تو میری پلاننگ ہے کہ وہ ہماری گفتگو سنے اور معلوم کرے کہ میں تمہیں کن راستوں سے گزار کر یہاں لائی ہوں' وہ تجھے بچانے کے لئے یہاں مرنے آئے گا۔ علی کی جانِ حیات بھی یہی حماقت کرنے والی ہے۔"

وہ عیش کدے کی سیر کرنے کے انداز میں چل رہے تھے پھر ایک جگہ رک گئے۔ نگاہوں کے سامنے ایک دروازہ کھل رہا ہے۔ وہاں ایک اور شی تارا نظر آ رہی تھی۔ مریم نے حیرانی سے دونوں کو دیکھا۔ وہ دونوں قد اور جسامت میں اور چہرے کے ناک نقشے میں بالکل ایک جیسی تھیں۔ بالکل جڑواں بہنیں لگتی تھیں۔

دوسری شی تارا نے علی کے قریب آکر پوچھا "ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ تم نے ائرپورٹ پر سونیا ثانی کو کیوں نہیں پہچانا؟"

علی نے کہا "وہاں ثانی نہیں تھی پھر کیسے پہچانتا؟"

"تمہارے سرخ نکٹائی والے نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ سپرادام سلوانہ ہے۔"

"ہاں یہ بتایا تھا لیکن مجھے یقین نہیں تھا۔ میں اپنی جانِ حیات کو کسی کی زبان سے نہیں اپنی آنکھوں سے پہچانتا ہوں۔"

"لیکن ائرپورٹ پر سب ہی جان رہے تھے کہ وہ سپرادام سلوانہ ہے اور تم یہ جانتے ہو کہ سلوانہ ہی ثانی ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں ہے کہ جو سلوانہ ہو وہ ثانی بھی ہو۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ اصلی سپرادام نہیں تھی۔"

"تم ذرا دیر سے سمجھتی ہو۔"

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ وہ سپرادام کی ڈی ہے؟"

"میرے اور ثانی کے درمیان کئی طرح کے گونگے اشاروں کی زبان جاری رہتی ہے۔ اسے میرے دماغ میں آنے اور زبان ہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس ڈی نے لیگیج ہال میں ثانی کا بتایا ہوا ایک مخصوص اشارہ کیا تھا اور میں سمجھ گیا تھا کہ مجھے انجان بن کر رہنا چاہئے۔"

اس عیش کدے کے نیچے بھی کوئی تہ خانہ تھا۔ ا

سیڑھیاں چڑھتی ہوئی ایک اور شی تارا نمودار ہوئی

مسکرا کر بولی "میں ہوں شی تارا تھری۔ میں تمہاری باتیں

تھی۔ ثانی کی چالاکی معلوم ہو گئی۔ وہ ائرپورٹ پر اپنی

خود چھپی ہوئی ہے اور ہمارا تعاقب کرتی ہوئی یہاں پہنچ

میں ہے لیکن وہ بھٹکتی رہے گی' یہاں نہیں پہنچ سکے گی۔"

"یہ تمہارا خیال ہے اور میرا خیال ہے وہ پہنچ گئی ہے

خفیہ اڈے کا محاصرہ کر رہی ہے۔"

"یہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ جگہ جگہ ہمارے ماتحت کی نگرانی کر رہے ہیں۔ کسی نے تمہاری کار کا تعاقب نہ

پھر اسے اس اڈے کا علم کیسے ہو سکتا ہے؟"

دوسری شی تارا نے پوچھا "کیا وہ تمہارے دماغ

معلوم کرتی رہی ہے؟"

"میں کہہ چکا ہوں جب سے تم دماغ میں آ رہی ہو

آ رہی ہے۔"

"ویسے وہ اگر دماغ میں آکر تمہارے ذریعے یہاں راستوں کو دیکھتی رہی ہے تو پھر دھوکا کھا گئی ہے کیونکہ

ماتحتوں نے عارضی طور پر تمام راستوں اور گلیوں کے نام ہیں۔ اصل ناموں پر فرضی ناموں کی پلیٹیں چڑھا دی ہیں۔"

ایک اور شی تارا نے ہنس کر کہا "ثانی تمہارے ذریعے ہونے والے ناموں کے راستے اور گلیاں تلاش کرتی ہوگی۔"

علی نے کہا "جہاں تک تمہاری عقل نے سمجھایا' تم تک داؤ پیچ استعمال کر لئے۔ ہماری عقل نے اس کار

ڈیٹیکٹو آلہ لگا دیا تھا جو مجھے یہاں تک لائی ہے۔"

ایک اور شی تارا تہ خانے کی سیڑھیوں سے ابھر کر بولی "ثانی یہاں آکر کس شی تارا کو گرفتار کرے گی؟ مجھے اسے' یا اسے؟ وہ کسے مارے گی اور کسے پکڑے گی؟"

وہ سیڑھی کے پاس آیا۔ نیچے تہ خانے میں جانا چاہتا تھا

تاراؤں نے سامنے آکر راستہ روک لیا۔ ان میں سے

"ادھر جانے کی اجازت نہیں ہے۔"

دوسری نے کہا "تمہیں قیدی بن کر رہنے کے لئے ہال کافی ہے۔"

وہ بولا "تم نہیں چاہتیں کہ میں تہ خانے میں جاؤں

چھپائی ہوئی غیر قانونی چیزیں دیکھوں؟ بائی دی وے' میرے

اور نہ دیکھنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ثانی یہاں آکر قانونی طور

مارے گی اور غیر قانونی چیزوں کے ذخائر دریافت کر لے گی۔

ایک نے کہا "اور ہم تمام شی تاراؤں کو گرفتار کر لے

اوس اصلی شی تارا کی پرچھائیں تک بھی نہیں پہنچ پائے گی۔"

ایک سمت سے بے پے سرنا کی آواز سنائی دی۔ علی نے گھوم

دیکھا' وہ کہہ رہا تھا "میری بہن! صرف اپنے فائدہ پر نہیں

بھی نظر رکھا کرو۔ میں نے ابھی معلوم کیا ہے۔ سپرادام

ہمارے اس اڈے کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ ہمارا

ڈالرز کا مال پکڑا جائے گا اور یہ بہترین خفیہ اڈا ہمارے

سے نکل جائے گا۔"

ایک اور بے پے سرنا نے آکر کہا "دنیا میں ہر جاندار کا جوڑا

ہوتا ہے۔ ہماری انڈر گراؤنڈ دنیا میں ہم دونوں کا جوڑا پیدا

تا رہتا ہے۔ ہر بے پے سرنا کے ساتھ ایک شی تارا پیدا ہوتی

باس کا حکم ہے کہ فوراً یہ اڈا خالی کر دو۔"

وہ تمام شی تارائیں اور دوسری حسینائیں جانے لگیں۔

نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "مسٹر علی!

رے ساتھ آؤ۔"

وہ کسی سرنا کا حکم نہ مانتا۔ وہیں ہنگامہ شروع کر دیتا لیکن وہ تہ

نے سے باہر جانے کا راستہ دیکھنا چاہتا تھا اور یہ معلوم کرنا چاہتا

کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

وہ ان کے ساتھ چلتا ہوا ایک دروازے تک آیا۔ دوسرے

نے اس دروازے کو کھولا۔ دوسری طرف ایک سرنگ دور

نظر آ رہی تھی۔ سرنگ کے فرش پر ریلوے لائن بچھی ہوئی تھی

ر ایک چھوٹی سی ریل کار کھڑی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک نے

الور نکال کر علی سے کہا "چلو بیٹھو۔"

علی نے کہا "یہ کھلونا دکھا کر دھمکی دو گے تو مجھے یہاں سے

انچ نہیں ہلا سکو گے۔"

"کیا تمہیں زندگی عزیز نہیں ہے؟"

"مجھ سے زیادہ تم لوگوں کو میری زندگی عزیز ہے۔ اگر مجھے مار

دو گے تو میرے پاپا کو بلیک میل کیسے کرو گے؟"

دوسرے سرنا نے پہلے سے کہا "ریوالور جیب میں رکھ لو۔

ت ضائع نہ کرو۔ ہمیں یہاں سے فوراً نکلنا ہے۔"

اس نے ہتھیار جیب میں رکھ لیا۔ انہیں اندیشہ تھا کہ ثانی

یوں کے ساتھ راستہ ڈھونڈ کر وہاں تک چلی آئے گی۔ وہ سب

ل کار میں آکر بیٹھ گئے۔ وہ کار وہاں سے جانے لگی۔ ایسا تہ خانہ

ر ایسی لمبی سرنگ کسی بہت ہی مالدار اور بین الاقوامی سطح کے

م نے ہی بنوائی ہوگی۔ اس مجرم کو شی تارا نے ٹیلی پیتھی کے

یعے ٹریپ کیا ہوگا اور آج وہ خفیہ اڈا ان دونوں کے ہاتھوں سے

نکل رہا تھا۔

وہ ریل کار سست رفتاری سے جا رہی تھی۔ اس تہ خانے اور

اڈے سے دور کسی ایسی جگہ۔ وہ سب انڈر گراؤنڈ سے نکل کر

کے حملے سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ علی نے کہا "تم لوگوں نے مجھے

ست میں رکھ کر اپنے لئے مصیبت مول لی ہے۔ مجھے جہاں لے

جاؤ گے' میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس جگہ کا علم ہوتا رہے گا۔"

ایک نے کہا "ہم تمہیں بے ہوش کر کے لے جائیں گے۔"

"یہ حسرت ہی رہ جائے گی۔"

سرنا نے کہا "تمہیں میری جسمانی قوت کا اندازہ نہیں ہے۔"

"میں نے اصلی بے پے سرنا کی غیر معمولی جسمانی قوت کے متعلق بہت کچھ سنا ہے۔ تم سب نقلی ہو۔ مجھے نقلی قوتوں سے مرعوب نہ کرو۔"

وہ سب خاموش رہے۔ وہ ریل کار کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک جگہ رک گئی۔ انہوں نے علی کو کار سے اترنے کے لئے کہا اور دروازہ کھول دیا۔ علی نے دروازہ کھولنے والے کو اچانک ہی ایک لات ماری۔ وہ لات کھا کر ریل کار سے باہر سرنگ میں گیا۔ اس نے دوسرے کو سنبھلنے اور حملہ کرنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کی ناک پر ایک کراٹے کا ہاتھ مارا' وہ ہاتھ گوشت پوست کا نہیں تھا۔ لوہے کی سلاخ تھا' مار کھانے والا چکرا گیا۔ وہ ذرا جھکا تو علی نے اس کی گردن دبوچ کر اُس کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ کار سے باہر گرنے والے نے اپنی دانست میں پھرتی دکھائی تھی' فوراً ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اپنا ریوالور نکال کر کار کی کھڑکی کے پاس آتے ہی گولی چلا دی تھی۔ نشانہ درست تھا لیکن علی نے جس کی گردن دبوچ رکھی تھی اسے نشانے پر رکھ دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی جوابی فائرنگ سے دوسرے سرنا کو لڑھکا دیا تھا۔

ڈرائیور نہتا تھا۔ پریشان ہو کر اپنے مرنے والے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ علی نے کہا "میں زبان کا دھنی ہوں۔ تمہیں قتل نہیں کروں گا اور قانون کی گرفت سے بھی بچاؤں گا۔ اس سرنگ سے باہر لے چلو۔"

وہ دونوں ریل کار سے اتر کر ڈرائیور کے پیچھے چلتے ہوئے ایک زینے تک آئے۔ مریم کہہ رہی تھی "بیٹا! میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس دنیا میں ایسے ایسے خفیہ اڈے اور ایسے جان کے دشمن بھی ہوتے ہیں' آفرین ہے تمہاری ماں پر' جس نے تمہارے جیسے دلیر بیٹے کو جنم دیا ہے۔"

وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ایک دروازے کے پاس آئے۔ علی نے ڈرائیور سے پوچھا "وہ تمام شی تارائیں اور دوسری عورتیں کہاں گئی ہیں؟"

"وہ دوسری ریل کار میں اسی جگہ آئی ہیں۔ اس دروازے کے پیچھے ایک بنگلے کا خفیہ کمرا ہے۔ اس کمرے سے گزرنے کے بعد ایک وسیع ڈرائنگ روم ہے۔"

"اس کا مطلب ہے۔ یہاں دشمن ہماری تاک میں ہیں۔ یہ میں سمجھ رہا ہوں کہ خیال خوانی کرنے والی اصلی شی تارا تمہارے دماغ میں ہے اور میرے موجودہ حالات سے باخبر ہے۔"

"جناب! میرے دماغ میں کوئی نہیں اور اگر کوئی چھپا ہو تو

اسے محسوس نہیں کرسکتا۔ میں سانس روکنے کا ہنر نہیں جانتا ہوں۔"

علی مریم کا بازو پکڑ کر دروازے کے سامنے سے ہٹ گیا پھر ڈرائیور سے بولا "پہلے تم جا کر دروازہ کھولو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ دیوار پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبایا۔ وہ سلائیڈنگ دروازہ کھلنے لگا۔ "اس دروازے سے ڈرائنگ روم میں جاؤ۔ اگر کوئی ہو تو کہنا' سپر مادام فوجیوں کے ساتھ تہ خانے میں گھس آئی ہے' اس نے دونوں سرناؤں کو قتل کرکے علی اور مریم کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔ تم بڑی مشکلوں سے جان بچا کر آئے ہو۔ وہ فوجی کسی وقت بھی یہاں پہنچ سکتے ہیں۔"

وہ دروازے سے گزر کر دوسری طرف ڈرائنگ روم میں گیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے پورے بنگلے میں گھوم کر دیکھا' کوئی نظر نہیں آیا۔ وہ سب سمجھ گئے تھے کہ سپر مادام تہ خانے میں داخل ہوگی تو سرنگ کے راستے اس بنگلے میں بھی آئے گی اور انہیں گرفتار کرلے گی۔ اسی خوف سے کسی نے وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا۔ جتنی شی تارائیں تھیں' وہ سب بھاگ گئی تھیں۔

ڈرائیور نے آکر کہا "جناب! بنگلا خالی ہے۔ میں ایک ایک کمرا اور اسٹور روم وغیرہ دیکھ چکا ہوں۔"

علی اور مریم نے بھی بنگلے کے ہر حصے کو دیکھ کر اطمینان کیا پھر وہ آرام سے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ مریم نے کہا "توبہ ہے' میں تو تھک گئی ہوں۔ خدا کو تلاش کرنے میں اتنی مشکلات پیش نہیں آئیں جتنی مجازی خدا کو تلاش کرنے میں پیش آرہی ہیں۔ پتا نہیں پاشا سے کب ملاقات ہوگی۔"

علی نے کہا "پاشا اپنی سلامتی کے لئے دشمنوں سے چھپتا پھر رہا ہے۔ اگر وہ مجھ پر بھروسا کرلے تو کوئی اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

"یہی تو میں اسے برسوں سے سمجھا رہی ہوں۔ اسے بابا فرید واسطی کے ادارے میں اپنی خدمات پیش کرنے کے مشورے دے رہی ہوں لیکن وہ آزاد پنچھی کی طرح اڑتا پھر رہا ہے۔ میری تو سنتا ہی نہیں ہے۔"

اسی وقت شی تارا نے خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا۔ علی نے پوچھا "کوڈ ورڈز؟"

وہ بولی "کوڈ ورڈز سن کر کیا کروگے؟ میں سمجھ رہی تھی کہ ثانی بن کر اور کوڈ ورڈز تبدیل کرکے تمہیں فریب دینے میں کامیاب ہوگئی ہوں لیکن تم مجھے فریب دیتے آرہے تھے۔"

"اب تم نے کیا سبق حاصل کیا ہے؟"

"یہی کہ فرہاد اور اس کے رشتے داروں کو چھیڑنا نہیں چاہئے۔ نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ آج ہمارا ایک بہترین خفیہ اڈا ہاتھ سے نکل گیا ہے۔"

"اچھا اب جاؤ اور اللہ اللہ کرو۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغ سے نکل گئی پھر تھوڑی
بعد مریم کی زبان سے بولی "میں مریم کے ذریعے مخاطب ہو
بہت چالاک ہو' اپنے چور خیالات پڑھنے کا موقع نہیں دیتے ہو

"کام کی بات کرو۔"

"مجھے بتاؤ کہ تمہیں میرے فراڈ کا علم کیسے ہوا تھا اور دوران ثانی سے تمہارا رابطہ کیسے رہا تھا؟"

"یہ ہماری اپنی حکمتِ عملی ہے۔ مجھے افسوس ہے' ہمارا طریقہ کار کبھی معلوم نہیں ہوگا۔"

"تم اپنے بھائی پارس سے بالکل مختلف ہو۔ تم کترا اور وہ میری ذات سے دلچسپی لیتا ہے۔"

"جس دن اس کی اصلیت معلوم ہوگی' سر پکڑ کے روؤ گی
"یہ بھی مانتی ہوں' اس نے میری ایک ڈمی کو بڑی چالاکی ٹریپ کیا ہے۔"

"میرے پاپا نے پے پے سرنا پر بھی تنویمی عمل کیا ہے اس متعلق کیا کہتی ہو؟"

"اگرچہ ازبکستان میں اصلی پے پے سرنا ہے لیکن وہ رہتا ہے۔ تمہارے باپ نے ایک ڈمی کو ٹریپ کیا ہے۔ تم لوگ بہن بھائی کی پرچھائیں تک بھی نہیں پہنچ سکو گے۔"

"چلو یہ سن کر خوشی ہوئی کہ ہم تمہاری لعنت کی پرچھائیں بھی دور رہیں گے۔ سنا ہے تم دونوں ستاروں کی چال کو خوب ہو پھر تم نے اپنے ستاروں سے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ آج گھیرنے کا نتیجہ مایوس کن ہوگا۔"

"ستاروں نے کہا تھا کہ ناکامی کے امکانات اگرچہ ہیں کامیابی کی بھی امید ہے۔"

"کیا یہ درست ہے کہ تین' تیرہ اور تیئس تاریخیں پار لئے منحوس ہیں۔"

"ہاں' یہ پکی بات ہے۔ یہ تاریخیں ہم دونوں کے لئے سع ہیں اور منحوس بھی۔ وہ ان تاریخوں میں میرے ہاتھوں مارا گا' یا میں اس کے ہاتھوں اسلام قبول کروں گی اور ایسا میں نہیں کروں گی۔"

"کیا تمہارے ستارے کہتے ہیں کہ تم تقدیر سے لڑ سکو گی کبھی ہمارے دین میں نہیں آؤ گی؟"

"ہاں' میرے ستارے حوصلہ دیتے ہیں کہ میں اپنی مز مزاجی کے باعث صرف اپنے دھرم پر قائم رہوں گی اور حکمتِ عملی سے پارس کو کتے کی موت ماروں گی۔"

"یہی حوصلہ تمہارے ستاروں نے میرے سلسلے میں دیا تھا کیا ہوا؟"

"ہم نے تمہیں اور ثانی کو سمجھنے میں جلدی کی اور دیکھی لیکن میں پارس کے معاملے میں بہت محتاط ہوں۔ اس ایک ایک رگ کو سمجھنے کے بعد ہی کسی منحوس تاریخ کو آزما

اور آزماتے وقت بھی اس سے ہزاروں میل دور رہوں گی۔"

مریم نے کہا "تم میری زبان سے بولتی جارہی ہو۔ یہ بھی تو بولو کہ میرے پاشا کا پیچھا کب چھوڑو گی؟"

وہ بولی "میرے والدین نہیں ہیں۔ میں تمہیں اور پاشا کو ماں باپ بنانا چاہتی ہوں۔ اس سے میری محبت اور خلوص کا اندازہ کرو اور میرے پاسان پاشا کو سمجھاؤ۔"

"تم مسلمان ہونا نہیں چاہتیں اور مسلمان کو باپ بنانا چاہتی ہو' اس سے تمہاری دوغلی فطرت کا خوب اندازہ ہو رہا ہے۔"

"انسانی رشتے مذاہب سے بالاتر ہوتے ہیں۔ بہر حال پاشا تم سے شاید گفتگو کرنے کے لئے بے چین ہوگا۔ ہماری باتیں بھی سن رہا ہوگا اگر وہ اپنی مریم سے باتیں کرنا چاہتا ہے تو میں اس بنگلے کا فون نمبر بتا رہی ہوں۔"

اس نے فون نمبر بتایا۔ پاشا ایک جگہ کار میں بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے ائرپورٹ سے چلتے وقت شی تارا اور سرنا کی گفتگو سے معلوم کیا تھا کہ وہ مریم کو کس جگہ لے گئے ہیں لیکن وہاں پہنچا تو پتا چلا' فوجی جوان اس رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر رہے ہیں۔

پاشا وہاں سے دور چلا آیا۔ ایک جگہ گاڑی روک کر مریم اور علی کے ذریعے کئی شی تاراؤں اور کئی سرناؤں کی باتیں سننے لگا پھر پتا چلا اس تہ خانے سے تمام دشمن بھاگ رہے ہیں۔ علی نے دو سرناؤں کو گولی ماردی ہے' یوں اصلی شی تارا اور سرنا یہ بازی ہار چکے ہیں۔

وہ حیران تھا۔ پہلے یہی سمجھ رہا تھا کہ فرہاد کا بیٹا شی تارا کے جال میں پھنس چکا ہے اور اس جال سے نکلنا اس کے لئے ممکن نہیں رہا ہے۔ یہی حیرانی کی بات تھی' بظاہر وہ پھنس رہا تھا لیکن ان دونوں بہن بھائیوں کو پھانس رہا تھا۔ اگرچہ وہ بہن بھائی بھی کافی پُراسرار اور ناقابلِ شکست تھے تاہم پاشا کو علی اور ثانی کی ذہانت یا چالاکیوں کا یقین ہوگیا ورنہ وہ پہلے یہی سمجھتا تھا کہ دشمنوں پر فرہاد کی دہشت طاری رہتی ہے' اس دہشت سے بیٹے بھی تیس مار خاں نظر آتے ہیں۔ اب یقین ہوا کہ باپ سیر ہے تو بیٹے سوا سیر ہیں۔

اس نے ایک بوتھ میں آکر فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ علی اور مریم نے چونک کر اس رہائش گاہ کے فون کو دیکھا۔ گھنٹی بج رہی تھی۔ مریم نے کہا "شاید پاشا کا فون ہے۔"

علی نے کہا "ہاں۔ ہمیں یہاں کوئی جانتا نہیں ہے۔ پاشا نے شی تارا کا بتایا ہوا نمبر سن لیا ہوگا۔"

مریم فون کی طرف آنے لگی' علی نے کہا "ٹھہرو! دشمنوں کا بھی فون ہوسکتا ہے۔"

وہ ریسیور اٹھا کر بولا "ہیلو کون ہے؟"

پاشا کی آواز آئی "ہیلو علی تیمور! میں تمہاری آواز پہچانتا ہوں۔ آئندہ تم جس روپ میں بھی رہوگے' میں تمہیں آواز کے ذریعے پہچان لیا کروں گا۔ یوں تم بڑے نقصان میں رہے ہو۔"

"یوں تم نے اچھا کیا کہ یہ بات ذہن نشین کرادی۔ میں آئندہ بھیس بدلنے کے ساتھ آواز بھی بدل لیا کروں گا۔ اپنی عقل کا ماتم کرو۔ زیادہ بولنے والے نقصان میں رہتے ہیں۔ لو میری ممی سے بات کرو۔"

اس نے مریم کو ریسیور دیا۔ مریم نے کہا "ہیلو پاشا! تم کہاں ہو؟ مجھے کیوں اپنے پیچھے دوڑا رہے ہو؟"

وہ بولا "تم بہت کام کی چیز ہو مریم! میں تمہارے ذریعے دشمنوں کو اپنے پیچھے دوڑاتے دوڑاتے ایک دن ان کی گردنیں دبوچ لوں گا۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ کیا میں اس عمر میں دوڑنے کے لئے رہ گئی ہوں۔"

"تمہارا یہ بڑھاپا بھی بڑے کام کا ہے۔ دیکھو تم نے فرہاد کے بیٹے کو بیٹا بنالیا ہے' وہ تمہیں ممی کہتا ہے۔ بس اسی طرح رشتے جوڑتی رہو' مجھے فائدہ پہنچتا رہے گا۔"

"میں پوچھتی ہوں' یوں چوروں کی طرح کب تک چھپتے پھروگے۔ عقل سے کام لو۔ بابا صاحب کے ادارے میں پناہ لو۔ تمام دشمن ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔"

"میں عورت کی عقل سے نہیں سوچتا۔ آزاد رہنا چاہتا ہوں اور آزاد رہنے کے لئے شیر کو جنگل کے دوسرے درندوں سے لڑتے رہنا پڑتا ہے۔"

"میرے پاشا! اب میری زندگی تھوڑی رہ گئی ہے۔ پتا نہیں کب دنیا سے اٹھ جاؤں۔ ایک بار تو تمہارا دیدار ہوجائے۔"

"ہوجائے گا۔ جزیرہ مارکیوسان چلی آؤ۔ میں دشمنوں کو الجھا کر تم سے ملنے ضرور آؤں گا۔"

"میں آج ہی یہاں سے روانہ ہونے کی کوشش کروں گی۔ کیا کل تک تم سے ملاقات ہوسکے گی؟"

"میرے دشمن تمہارے دماغ سے یہ باتیں سن رہے ہیں۔ کیا تم چاہتی ہو انہیں ہماری ملاقات کا دن اور وقت معلوم ہوجائے۔"

"نہیں' مجھ سے غلطی ہوگئی۔ میں اس جزیرے میں آخری سانس تک انتظار کروں گی۔ تم جلدی نہ کرنا۔ سوچ سمجھ کر میرے پاس آنا۔ اللہ کرے ہماری ملاقات سے پہلے سارے دشمن مرجائیں۔"

پاشا نے ہنستے ہوئے رابطہ ختم کردیا۔ مریم خوش ہورہی تھی شوہر سے جلد یا بہ دیر ملاقات کا یقین ہوگیا تھا۔ اس نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔ "پلیز' آج ہی میری روانگی کا انتظام کردو اور تم بھی میرے ساتھ چلو۔"

علی نے کہا "مجھے نیویارک میں ضروری کام ہے' اسے نمٹا کر آؤں گا۔ اب رات ہو چلی ہے۔ شاید ہی کوئی طیارہ اس جزیرے کی طرف جاتا ہو۔ میں معلومات حاصل کرنے کے بعد تمہاری روانگی
۔۔۔ر ہو۔ میں

کے لئے کچھ کروں گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی دروازہ پیٹنے کی آواز سنائی دی۔ کچھ لوگ سرنگ کے راستے آگئے تھے۔ ایک شخص گرج کر کہہ رہا تھا۔ "دروازہ کھولو' ورنہ ہم توڑ دیں گے۔"

علی نے دروازے کے قریب آکر کہا "دروازہ ٹوٹنے سے پہلے ہم فرار ہوسکتے ہیں لہٰذا جوش میں نہ آؤ۔ اگر سپرمادام کے ساتھ آئے ہو تو ہم دوست ہیں۔ مادام سے کہو اپنی آواز سنائے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "مادام نے ہمیں بتایا تھا کہ اگر تم مریم کے بیٹے سرتاج پاشا ہو تو پھر دوست ہو' دروازہ کھولو۔"

علی نے دروازہ کھول دیا۔ کئی فوجی دندناتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آگئے۔ علی نے کیپٹن سے کہا "میں ہوں سرتاج پاشا اور یہ میری ممی مریم ہیں۔"

کیپٹن نے مصافحہ کیا پھر ایک بند لفافہ اسے دیا۔ علی نے اسے کھول کر پڑھا۔ ثانی نے لکھا تھا "ٹھیک آٹھ بجے رابطہ ہوگا۔ میرے نئے کوڈ ورڈز ہیں' شی واز شی تارا' ی سپرمادام سلوانہ۔"

علی نے اس پرچی کو جیب میں رکھ لیا' اب اسے اپنی ثانی کا انتظار تھا۔

○☆○

میں نے اپنی دانست میں بڑا تیر مارا تھا۔ سمرقند میں لیلیٰ اور پارس کے تعاون سے پے پے سرنا' شی تارا اور مریم کو ٹریپ کیا تھا اور انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔

میں نے پے پے سرنا پر اور لیلیٰ نے شی تارا پر تنویمی عمل کیا تھا۔ انہوں نے معمول بن کر سچ کہا تھا کہ وہ سرنا اور شی تارا ہیں۔ وہ بے چارے خود نہیں جانتے تھے کہ وہ ان دونوں کی ڈمی ہیں اور ان دونوں نے اپنی تمام ڈمیوں کے دماغوں کو اتنی گہرائی سے واش کیا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنا ماضی اور اپنی اصلیت بھول چکے ہیں۔ ہم تنویمی عمل کرنے کے باوجود ان کے دماغ کے کسی گوشے سے ان کی اصلیت معلوم نہیں کرپائے تھے۔

ہم ایک رات اور ایک دن اس خوش فہمی میں رہے کہ وہ اصلی ہیں' پھر شی تارا نے علی کو نیویارک کے ایک خفیہ اڈے میں قید کرنے کی ناکام کوششیں کیں تو پتا چلا ایک نہیں کئی شی تارا اور کئی سرنا ہیں۔ سب کے سب ڈمی ہیں۔ ان میں اصل بہن بھائی کون ہے کوئی نہیں جانتا کیونکہ وہ روپوشی یا گمنامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

انہوں نے یہ ثابت کردیا کہ وہ ہمارے مقابلے میں خاصے تگڑے ہیں اور بڑی عمدہ حکمتِ عملی سے اپنی اپنی ڈمی کے ذریعے ہمارے بالکل قریب رہتے ہیں اور دور سے ہماری جوابی کارروائیوں کا مشاہدہ بھی کرتے رہتے ہیں۔

میں نے پارس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹے! ہم ان ..نوں کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہیں۔ محض کامیابی کا فریب کھا رہے ہیں۔"

پارس نے حیرانی سے پوچھا "یہ کیسے ممکن ہے۔ کوئی بھی معمول ٹرانس میں آنے کے بعد اپنے عامل سے جھوٹ نہیں بولتا پھر آپ نے اور امی (لیلیٰ) نے ان پر عمل کرتے وقت ان کا جھوٹ کیوں نہیں پکڑا۔ کیا وہ ٹرانس میں نہیں آئے تھے؟"

"آئے تھے لیکن ان دونوں ڈمیوں کے دماغوں سے ان کا ماضی اور ان کی اصلیت بالکل مٹادی گئی تھی۔ وہ دونوں خود کو سچ مچ شی تارا اور سرنا ہی سمجھتے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے اس ڈمی شی تارا کے ذریعے اصل شی تارا میری مصروفیات کو دیکھ رہی ہے۔ موقع پاکر مجھ پر قاتلانہ حملے کرسکتی ہے؟"

"وہ بہن بھائی جوتش ودیا کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ وہ تیرہ تاریخ گزر چکی ہے جسے تمہارے لئے منحوس سمجھا جارہا ہے۔ آئندہ وہ تئیس تاریخ کو تمہارے خلاف کچھ کرے گی۔"

"مجھے اس ڈمی سے پیچھا چھڑا لینا چاہئے۔ یہ ہمارے کسی کام نہیں آئے گی۔"

اسی وقت رسونتی نے اسے مخاطب کیا "ہیلو بیٹے! میں تمہاری ماما ہوں۔ آمنہ فرہاد۔"

وہ خوش ہو کر بولا "او میری پیاری ماما! ایک طویل عرصے کے بعد آپ کی آواز سن رہا ہوں۔"

"ہاں بیٹے! میں عبادت اور ریاضت میں مصروف رہا کرتی ہوں۔ دنیاداری سے اتنا ہی لگاؤ ہے' جتنا ضروری ہونا چاہئے۔"

میں نے کہا "میری آمنہ! میں پارس کے پاس موجود ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے۔ بس تمہاری باتیں سن کر ہی آئی ہوں۔ یہ درست ہے کہ پارس کے ساتھ شی تارا کی ڈمی ہے لیکن پے پے سرنا اصلی ہے۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں اصل کی پہچان یہ ہے کہ وہ آتما شکتی کا طریقۂ کار جانتا ہے اور آتما کی شکتی سے ہزار میل دور بیٹھے ہوئے مطلوبہ شخص کو دیکھ لیتا ہے پھر اس کی حرکات و سکنات سے اس شخص کے ارادوں کو بھانپ لیتا ہے۔ وہ پرسوں رات آتما شکتی کے ذریعے باربرا کے پاس گیا تھا' جناب علی اسد اللہ تبریزی نے اس رات اس کی آتما شکتی میں رکاوٹیں ڈالی تھیں۔ اگر وہ ڈمی ہوتا تو جناب تبریزی صاحب کبھی دھوکا نہ کھاتے۔"

"گویا ہم ایک حد تک کامیاب ہیں۔ اصل سرنا ہمارے قابو میں ہے۔"

"میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی کہ شی تارا تمہاری نصف کامیابی کو ناکامی میں بدل سکتی۔"

"تم اس سے زیادہ کیوں نہیں کہہ سکتیں۔ ایک مدت کے بعد آئی ہو' میرے دماغ میں آؤ' مجھ سے کچھ دیر باتیں کرو۔"

"مجھے افسوس ہے۔ عبادت اور ریاضت کا تقاضا ہے کہ میں کسی بھی دنیاوی رشتے سے خاص لگاؤ نہ رکھوں۔ البتہ بوقتِ ضرورت خلقِ خدا کے کام آتی رہوں۔ ایک اہم معلومات فراہم کرچکی ہوں۔ اب جارہی ہوں خدا حافظ۔"

اس کے جانے کے بعد ہم باپ بیٹے چند لمحوں تک خاموش رہے پھر پارس نے کہا "ماما بالکل بدل گئی ہیں۔"

"بیٹے! بہت کم خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں جنہیں صراطِ مستقیم پر چلنا نصیب ہوتا ہے۔"

"ہمیں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ پے پے سرنا اصلی ہے۔ آپ اس کے ساتھ کیا رویہ اختیار کریں گے؟"

میں نے کہا "اس پر تنویمی عمل کرنے کے دوران اس کی سوچ نے بتایا تھا کہ جوتش ودیا کے مطابق کوئی اسے اور اس کی بہن کو سات دنوں سے زیادہ اپنے زیر اثر نہیں رکھ سکے گا۔ آٹھویں دن وہ تنویمی سحر سے آزاد ہوجائیں گے لہٰذا یہ اصلی سرنا بھی ہم سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔"

"پاپا! کچھ ایسا سلسلہ ہو کہ ہم سرنا کے ذریعے اصلی شی تارا تک پہنچ سکیں اور سرنا تنویمی اثر سے نجات پاکر بھی ہماری نظروں میں رہے۔"

"میں نے ان کے تمام خفیہ اڈے معلوم کئے ہیں۔ سرنا کے دماغ سے ان دونوں سے تعلق رکھنے والا ایک ایک راز معلوم کیا ہے لیکن اصلی شی تارا جو آزاد ہے اور اپنے بھائی کو سحر زدہ دیکھ رہی ہے وہ یہ بھی سمجھ رہی ہوگی کہ میں اس کے بھائی کے دماغ سے کیا کچھ معلوم کررہا ہوں۔ وہ محتاط ہوگئی ہوگی۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں اس نے تمام اہم دستاویزات اور ہیرے جواہرات دوسری جگہ منتقل کئے ہوں گے۔ خود ایسی جگہ روپوش ہوگی' جہاں ہم سرنا کی راہنمائی سے بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"ان دونوں میں بڑی محبت ہے۔ وہ کبھی نہ کبھی محبت سے مجبور ہو کر بھائی سے کہیں ملاقات کرے گی۔"

"شی تارا بہت چالاک ہے' شاید ایسی جذباتی غلطی نہ کرے پھر بھی میں آج ہی سے پے پے سرنا کو نشے کا عادی بناؤں گا تاکہ تنویمی عمل کے زیر اثر نہ رہنے کے باوجود وہ نشے کے باعث دماغی طور پر کمزور رہے۔ ہمیں اس کے دماغ میں جگہ ملتی رہے اور ہم شی تارا کو اس کی دماغی توانائی بحال کرنے کا موقع نہ دے سکیں۔"

میں سرنا کے پاس چلا گیا۔ ایک شی تارا پارس کے ساتھ اس کی رہائش گاہ میں تھی۔ پارس نے اسے اصلی سمجھ کر اس چکر میں ڈالا ہوا تھا کہ وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے تاکہ وہ اس عذاب میں مبتلا رہے کہ جسے قتل کرنا چاہتی ہے' وہی اس کے جسم و جاں کا مالک اور اس کے بچے کا باپ بن گیا ہے مگر اب یہ کھیل نتیجہ خیز نہیں رہا تھا۔ وہ اصلی نہیں تھی' اس ڈمی کی کوئی اہمیت نہیں رہی تھی۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے صوفے سے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ سامنے شی تارا کھڑی ہوئی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی اندر آتے ہوئے بولی "میں نے اپنے موجودہ حالات پر ٹھنڈے دماغ سے غور کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچ رہی ہوں کہ تمہاری دشمن بن کر نہیں رہ سکوں گی۔ آئندہ تمہاری شریکِ حیات بن کر رہوں گی۔"

"تمہارے اس فیصلے سے تقدیر نہیں بدلے گی۔ تین' تیرہ اور تئیس تاریخوں کو مجھے ہمیشہ تمہاری طرف سے جان کا خطرہ رہے گا۔"

"جب میں دھرم بدل کر تمہاری بیوی بن جاؤں گی تو تمہاری جان کی دشمن نہیں رہوں گی۔"

"اصلی شی تارا کے دھرم بدلنے اور مسلمان بننے سے خطرہ ٹلے گا اور تم اصلی نہیں ہو۔ شی تارا کی ایک ڈمی اور آلۂ کار ہو۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ میں اصلی ہوں۔ ثبوت یہ ہے کہ میں خیال خوانی کرتی ہوں' ابھی تمہارے دماغ میں آسکتی ہوں۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اصلی شی تارا اس وقت تمہارے دماغ میں موجود ہے' وہ اپنی کسی بھی ڈمی کو سکتے کی حالت میں رکھ کر خیال خوانی کرتی ہے۔ دیکھنے والے یہی سمجھتے ہیں کہ تمہاری جیسی ڈمی خیال خوانی میں مصروف ہے۔"

"تم خواہ مخواہ شبہ کررہے ہو' دراصل میں....."

پارس نے بات کاٹ کر کہا "دراصل شی تارا کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے پاپا اس وقت سرنا کے ساتھ کیا سلوک کررہے ہیں اور اس کے ساتھ جو ہورہا ہے' وہ میں نہیں بتاؤں گا۔"

یہ کہہ کر وہ چند سیکنڈ کے لئے چپ رہا پھر بولا "اگر تم اصلی ہو تو اب میرے دماغ میں آؤ۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی پھر اس نے آنکھیں بند کرکے دوبارہ یہی کوشش کی۔ پارس نے مسکرا کر کہا "میں نے اصلی شی تارا کو اس کے بھائی کے پاس جانے پر مجبور کردیا ہے۔ ابھی وہ تمہارے اندر نہیں ہے اس لئے خیال خوانی کی فضول کوشش نہ کرو۔"

وہ آنکھیں کھول کر اسے پریشانی سے دیکھتے ہوئے بولی "میں ڈمی نہیں ہوں' پتا نہیں ابھی کیا ہوگیا ہے۔ خیال خوانی کو پرواز نہیں مل رہی ہے۔"

"اصلی نے تمہارا برین اس طرح واش کیا ہے کہ تم مرتے دم تک خود کو اصلی شی تارا ہی سمجھتی رہو گی۔"

اچانک وہ غصے سے بولی "تم پکے فراڈ ہو۔ ابھی میں نے بھائی سرنا کے پاس جاکر دیکھا ہے۔ وہ خیریت سے ہے اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا جارہا ہے۔"

پارس نے مسکرا کر کہا "دیکھا' اصلی شی تارا اپنے بھائی کے پاس گئی تھی۔ اب چاہو تو تم خیال خوانی کرسکو گی۔"

وہ اچانک ہنسنے لگی پھر کہنے لگی "تم زبردست مکار ہو۔ میں

نے تمہارے متعلق سنا تھا اور تمہارا تمام ریکارڈ پڑھا تھا۔ اس لئے شروع سے محتاط ہوں۔ تم سے دور رہ کر اپنی ڈی کے ذریعے تم باپ بیٹے کی چالاکیاں دیکھ رہی تھی!"

"خود کو رُوپوش رکھ کر اپنے حق میں برا کر رہی ہو۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جو چیز چھپائی جاتی ہے اسے دریافت کرنے کے لئے آدمی جی جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ اسے کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ نکالتا ہے۔"

"تو پھر مجھے ڈھونڈ نکالو۔"

"یہ چیلنج ہے یا تمہاری خواہش کہ عاشق کی طرح ڈھونڈنے نکلوں؟"

"خبردار! مجھ سے عشق و محبت کی باتیں نہ کرنا۔"

"کیا اپنے مقدر کو خبردار کہہ سکتی ہو؟ کاتبِ تقدیر نے پہلے ہی تمہیں میرے نام لکھ دیا ہے۔"

"اور میرے ہاتھوں تمہاری موت بھی لکھ دی ہے۔"

"میں تین مخصوص تاریخوں میں تمہیں نظر نہیں آؤں گا۔ باقی ہر ماہ کے ستائیس دن تمہارے ساتھ ہولی کھیلوں گا اور ستائیس راتوں میں دیوالی مناؤں گا۔"

"میں تم سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتی۔"

"مگر کر رہی ہو۔"

وہ چپ رہی۔ پارس نے کہا "دیکھا میں کس طرح بولتی بند کر دیتا ہوں۔"

"شٹ اپ! میں تمہاری بولتی بند کر دوں گی۔"

"دیکھا پھر بول پڑیں۔"

"میں نفرت سے بول رہی ہوں۔"

"کسی بہانے بول تو رہی ہو۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ پریشان ہونے لگی کہ واقعی نفرت بھی کر رہی تھی، بولنا بھی نہیں چاہتی تھی اور بول بھی رہی تھی۔ جی چاہتا تھا اس سے الجھتی رہے لیکن الجھنے کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ کسی طور رابطہ رکھا جا رہا ہے۔

اس وقت اُس کا ذہن بوجھل سا تھا۔ پہلا پریشان کن بوجھ یہ تھا کہ جان سے پیارا بھائی سرنا میرے زیر اثر تھا۔ ایک قیدی بنا ہوا تھا۔ میں اسے موقع نہیں دے رہا تھا کہ وہ اپنے بھائی پر دوبارہ تنویمی عمل کرے اور اسے میرے سحر سے نجات دلائے۔ وہ اس سلسلے میں آدھی رات کے بعد تین بار کوششیں کر چکی تھی۔ میں سرنا کے دماغ سے جانے سے پہلے اسے لاک کر دیتا تھا۔ وہ بہن کے آتے ہی سانس روک لیتا تھا اور وہ ناکام واپس چلی جاتی تھی۔

دوسرا بوجھ یہ تھا کہ وہ نیویارک میں علی اور ثانی کو ٹریپ کرنے میں ناکام رہی تھی اور ایک بہت بڑا اور اہم خفیہ اڈا اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ صرف اتنا ہی نہیں، بڑی محنت سے تیار کئے ہوئے ڈی سرنا اور ڈی شی تارا میں سے دو عدد سرنا، علی کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

تیسرا پارس تھا جو مستقل عذاب بنا ہوا تھا۔ وہ بہن بھائی بڑے سکون سے زندگی گزار رہے تھے پھر شامت آئی تھی کہ اپنے باپ کی نصیحت بھول گئے تھے۔ باپ نے مرنے سے پہلے سمجھایا تھا، فرہاد اور اس کے خاندان والوں سے دور رہو۔ کبھی اتفاقاً سامنا ہو تو ان سے کترا کر نکل جاؤ۔ ان سے ٹکرانے اور برتری جتانے کے فائدے تو ہیں مگر نقصانات زیادہ ہیں۔

شی تارا نے پوچھا تھا "لیکن باپو! تقدیر کا یہ فیصلہ کیسے بدلا گا کہ پارس کو تین مخصوص تاریخوں میں میرے ہاتھوں سے مرنا ہے یا مجھے اس کے زیر اثر آکر اپنا دھرم بدلنا ہے؟"

باپ نے کہا "بیٹی! وقت کے ساتھ ساتھ ستارے اپنی چال بدل دیتے ہیں۔ کبھی کبھی کوئی منحوس گھڑی اچانک ہی ٹل جاتی ہے۔ اسے ٹالنے میں بھی انسانی تدبیر اور عمل کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ اگر تم بہن بھائی کبھی فرہاد اور پارس وغیرہ کی طرف رخ نہ کرو تو کسی حد تک شی تارا کے مقدر میں تبدیلی آسکتی ہے۔"

وہ بولی "ہم کبھی ان کی طرف جانا گوارا نہیں کریں گے۔"

باپ نے کہا "دوسری اہم بات یہ ہے کہ اپنی زندگی میں پارس کے آنے سے پہلے کسی اور سے شادی کر لے گی تو بے دھرم ہونے کا اندیشہ ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ پارس کبھی کسی بیاہتا عورت میں دلچسپی نہیں لیتا ہے۔"

اسے باپ کی دونوں نصیحتیں یاد تھیں۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اپنی پسند کے کسی گبھرو جوان سے شادی کر لے گی اور اپنی زندگی سے ہمیشہ کے لئے پارس کا کانٹا نکال پھینکے گی۔

اتنی بڑی دنیا میں گبھرو جوانوں کی کمی نہیں ہے۔ ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ ایک ہی نظر میں حسیناؤں کے دل لوٹ لیتے ہیں۔ شی تارا نے خوب سے خوبرو جوانوں سے دوستی کی۔ کسی نے اسے کمزور حسینہ سمجھ کر دست درازی کی تو اس کے ہاتھوں بے موت مارا گیا۔ کوئی خوبروئی میں یکتا نکلا تو حیثیت اور معیار میں کم تر ثابت ہوا۔ کچھ ایسے بھی آئے جو اپنی تمام دولت اس پر لٹانے کو تیار تھے لیکن دولت تو شی تارا کی ٹھوکروں میں رہتی تھی۔ بڑے سے بڑا شہ زور اس کی ٹیلی پیتھی کے آگے چوہا تھا۔ کوئی ایسی غیر معمولی صلاحیت نہیں رکھتا تھا، جس کے بل پر وہ اس حسینہ سے برتر کہلاتا اور وہ کسی کم تر کو اپنے جسم و جاں کا مالک بنانا اپنی توہین سمجھتی تھی۔

پے پے سرنا نے کہا "میری بہنا! میری نظروں میں کوئی ایسا مرد نہیں ہے جو تیری صلاحیتوں کے آگے دم مارے، جو بھی آئے گا وہ تیرے پاؤں کی دھول ہو گا۔ بہتر ہے کسی خوبرو جوان کو اپنا لے۔ شادی کے بعد اسے جوتی بنا کر پہنے رہنا۔ اس جوتی کے طفیل پارس کی بلا ٹل جائے گی۔"

شی تارا نے بلا ٹالنے کے لئے آخر ایک ایسے جوان کا انتخاب کیا جو خوبرو اور شہ زور تھا۔ اس کا باڈی گارڈ بن کر رہ سکتا تھا پھرا اپنے دھرم کا راجپوت تھا، قول کا سچا اور عمل کا پکا تھا۔ شی تارا نے اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت اس پر ظاہر نہیں کی تھی۔ چپ چاپ اس کے چور خیالات پڑھے تھے۔ وہ صحیح معنوں میں سچا اور کھرا مخلص تھا۔

لیکن شی تارا کو جو بات ناگوار گزری، وہ یہ تھی کہ وہ شادی کے بعد اسے اپنی جودھپور والی حویلی میں رکھنا چاہتا تھا۔ جبکہ وہ پابندی میں رہنے کی قائل نہیں تھی۔ سرنا نے کہا "جگ پال! جودھپور اور ہندوستان کو بھول جاؤ۔ دنیا کے ہر شہر میں میری بہن نے راج محل تعمیر کرائے ہیں۔ ہر ملک کی کرنسی تمہارے قدموں میں رہا کرے گی۔ تم شادی کے بعد میری بہن کے ساتھ رہو گے۔"

"سوری مسٹر سرنا! راجپوت گھر داماد بننے کے لئے پیدا نہیں ہوتے۔ شادی ہمارے رسم و رواج کے مطابق ہو گی۔ دلہن میرے گھر آئے گی۔ میں اس کے گھر نہیں جاؤں گا۔"

شی تارا نے کہا "تم تو مجھ سے محبت کرنے کے دعوے کرتے تھے۔"

"آج بھی کرتا ہوں لیکن مردانگی ہار کر محبت نہیں ہوتی، غلامی ہوتی ہے۔"

"اپنی زبان کی لمبائی سے زیادہ نہ بولو۔ میں چٹکی بجا کر تمہیں غلام بنا سکتی ہوں۔"

"شی تارا! تم میں یہی ایک برائی ہے۔ تم بہت مغرور ہو۔ پلیز محبت کی زبان سے بولو۔ میں تمہیں دل و جان سے چاہتا ہوں، میری محبت کی قدر کرو۔"

"ضرور قدر کروں گی۔ کل صبح کا سورج دیکھنے سے پہلے تم میرے تابعدار بن جاؤ گے۔"

وہ چیلنج کر کے چلی گئی۔ جگ پال مایوس ہو کر سوچنے لگا۔ اس کے ساتھ زندگی نہیں گزرے گی۔ یہ ہمیشہ برتری کے غرور میں رہے گی۔ بہتر ہے اس کی محبت کو دل سے نوچ کر پھینک دوں۔ دل پر صدمہ گزرے گا لیکن ایک عورت کے زیر اثر رہنے سے بہتر ہے کہ محبت میں ناکامی کا صدمہ برداشت کیا جائے۔

اس رات وہ بستر پر آیا تو محسوس ہوا اس پر نیند غالب آرہی ہے۔ جبکہ وہ سونے سے پہلے گھنٹہ بھر کوئی کتاب یا رسالہ پڑھنے کا عادی تھا۔ بہرحال وہ خلافِ معمول سو گیا۔ خواب میں شی تارا کو دیکھا، وہ مسکرا رہی تھی اور کہہ رہی تھی "اس لمحے سے تمہاری غلامی کا دور شروع ہو رہا ہے۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن کہہ نہیں پا رہا تھا اور وہ کہہ رہی تھی۔ "تم نیند میں ہو لیکن میرے سحر میں جکڑے ہوئے ہو۔ میں نے سوچا تھا کبھی تم پر عمل نہیں کروں گی، تمہیں زبردستی اپنانے سے وہ لطف حاصل نہیں ہو گا جو قدرتی طور سے محبت پا لینے کے بعد ہوتا ہے لیکن تم بڑے مرد بنتے ہو، مجھے پابندیوں میں رکھنا چاہتے ہو۔ اس لئے تمہیں تابعدار بنا کر رکھنا لازمی ہو گیا ہے۔"

وہ اسے خواب ہی سمجھ رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ جواباً کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا ہے، وہ بولی "میں تجھے بولنے کی توانائی دیتی ہوں۔ بول کیا کہنا چاہتا ہے؟"

اسے قوت گویائی ملی۔ اس نے پوچھا "تم اتنی بدلی ہوئی سی کیوں لگ رہی ہو۔ تمہارے چہرے پر پہلے جیسی محبت کا نور نہیں ہے۔ تم ایک خوب صورت بلا دکھائی دے رہی ہو۔"

"تم میری شرائط پر محبت اور شادی نہیں کرنا چاہتے اس لئے میں ایسی بلا بن گئی ہوں جس سے تم مرتے دم تک نجات حاصل نہیں کر سکو گے۔"

"تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"میں تم پر تنویمی عمل کر رہی ہوں۔ تم راضی خوشی میرے معمول بنو گے۔"

"نہیں، تمہارا یہ عمل محبت کی توہین ہے۔ چلی جاؤ۔ میرے سامنے سے چلی جاؤ۔"

"بیوقوف! میں تیرے سامنے نہیں، تیرے دماغ کے اندر ہوں۔ تو نیند میں ہے لیکن خواب نہیں دیکھ رہا ہے۔ میرے سحر میں جکڑا ہو کر مجھے دیکھ رہا ہے اور میری باتیں سن رہا ہے۔ اب کچھ دیر بعد میرا غلام بننے والا ہے۔"

"شی تارا! تو ایک ہندوستانی لڑکی ہے اور ہندوستانی لڑکیاں اپنے پریمی اور پتی کے لئے جان دیتی ہیں۔ ان کی توہین برداشت نہیں کرتیں اور تو مجھے غلام بنا کر میری توہین کر رہی ہے۔"

"میں کسی کو اپنا پتی بنانے کے لئے برسوں سے بھاگ دوڑ میں لگی ہوں اور اس نتیجے پر پہنچ گئی ہوں کہ مرد شوہر بننے کے بعد اپنی برتری جتاتے ہیں۔ مجھے حکومت کرنے والے پسند نہیں ہیں اور نہ ہی غلام بن کر رہنے والے پسند ہیں۔"

"پھر مجھے کیوں غلام بنا رہی ہو؟"

"یہ ایک مجبوری ہے۔ میں تجھ سے شادی نہیں کروں گی تو ایک بدمعاش مسلمان میری زندگی میں آجائے گا۔"

"تو کیسی نادان ہے۔ ایک مسلمان کا راستہ روکنے کے لئے اپنے ہی ایک ہندو کو غلام بنا رہی ہے۔"

"بکواس مت کر۔ یہ میری مجبوری ہے۔"

"میں اپنے چند سوالوں کے جواب چاہتا ہوں۔"

"جو بولنا ہے جلدی بول۔"

"کیا تنویمی عمل کے بعد میں واقعی اپنی غیرت اور راجپوتانہ وقار کو بھول جاؤں گا؟"

"صرف میرے سامنے بھول جایا کرے گا۔ مجھ سے دور رہ کر غیرت مند راجپوت رہا کرے گا۔ جیسے ہی میں تیرے دماغ میں آکر بلاؤں گی تو کتے کی طرح دُم ہلاتا ہوا میرے قدموں میں آجایا کرے گا۔ اپنی انا، خودداری اور غیرت سب بھول جایا کرے گا۔"

"میں مرد ہوں، تجھ سے رحم کی بھیک نہیں مانگوں گا لیکن اپنی

آزادی کی موت پر میری آخری خواہش پوری کر دے۔"

"کیا ہے تیری خواہش؟"

"یہی کہ غلامی کی حالت میں بھی میری غیرت اور خودداری زندہ رہے۔"

"یہ ممکن نہیں ہے۔ جو خوددار ہوتے ہیں' وہ غلام نہیں ہوتے اور جو غلام بن جاتے ہیں ان کی خودداری مر جاتی ہے۔"

"اور جب تو سامنے نہ رہے تو؟"

"تو میرا وعدہ ہے تو ہر حال میں غیرت مند راجپوت رہے گا۔ بس اب خاموش ہو جا۔"

وہ اس پر عمل کرنے لگی۔ بے چارہ محبت کر کے پھنس گیا تھا۔ دوسری صبح ہونے تک اس کا معمول اور تابعدار بن گیا۔ جب تنویمی نیند کے بعد آنکھ کھلی تو کوئی غیر معمولی بات سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ پچھلی رات کے عمل کو بھول گیا تھا پھر شی تارا آئی۔ اس سے بولی "جب میں نظر آؤں' میری تعظیم کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو جایا کرو۔"

وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر بولا۔ "میں آپ کا تابعدار ہوں۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل کیا کروں گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "آج ہماری شادی ہے اور شادی کے بعد تم ہندوستان اپنے ماں باپ کے پاس نہیں جاؤ گے' میرے پاس رہا کرو گے۔"

"میں تمہارے پاس رہوں گا۔ تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔"

وہ فاتحانہ انداز میں مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی جگ پال نے سوچا "یہ میں کیسی زن مریدوں والی باتیں کر رہا تھا؟ مجھے کیا ہو گیا تھا؟"

اسے اپنے اندر شی تارا کی آواز سنائی دی "جگ پال! تمہیں غلامی کا روگ لگ گیا ہے؟"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "یہ ... یہ تو شی تارا کی آواز ہے۔ یہ میرے اندر کیسے گونج رہی ہے؟"

"یہ ٹیلی پیتھی ہے۔ میں واقعی شی تارا تمہارے اندر بول رہی ہوں۔"

"ہے بھگوان! کیا تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"

"ہاں' جب تک تمہارے سامنے یا تمہارے اندر رہوں گی تم میرے تابعدار بن کر رہو گے۔ بولو ابھی خود کو کیا سمجھ رہے ہو۔"

"تمہارا غلام سمجھ رہا ہوں۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "میرے جاتے ہی تم غیرت مند راجپوت بن جاؤ گے۔ لو جا رہی ہوں۔"

اگلے لمحے جگ پال نے چونک کر سوچا "ہاں' میں غیرت مند ہوں۔ میں کسی عورت کی غلامی کبھی قبول نہیں کروں گا۔"

ایسا سوچنے کے باوجود اس نے شام کو بڑے بڑے معزز افراد کی موجودگی میں اس سے شادی کر لی۔ یہ شرط پیش نہیں کی [illegible] دلہن کو جودھپور کی حویلی میں لے جا کر رکھے گا۔

چند عورتیں شی تارا کو دلہن کی طرح سجے ہوئے کمرے [illegible] لے گئیں۔ جگ پال اپنے کمرے میں آیا۔ اس کے دوست بھی [illegible] اس نے کہا "پلیز! مجھے تنہا چھوڑ دو۔ میں تھوڑی دیر کے لئے تنہا [illegible] چاہتا ہوں۔"

دوست چلے گئے۔ وہ دروازے کو اندر سے بند کر کے سو[چنے] لگا "مجھے شی تارا کے سامنے کیا ہو جاتا ہے۔ میں اس کا غلام [کیوں] بن جاتا ہوں۔"

وہ ٹہلتے ہوئے حیرانی سے سوچ رہا تھا "تعجب ہے' اتنی [بڑی] خوشی میں مَیں نے اپنے والدین اور قریبی رشتے داروں کو شر[یک] نہیں کیا۔ شی تارا نے شادی کا حکم دیا اور میں نے شادی کر لی۔"

وہ بیٹھ گیا پھر کھڑا ہو گیا۔ اس کی غیرت اور مردانگی اسے [بے] چین کر رہی تھی۔ یوں ایک عورت کے اشارے پر چلنے کے با[عث] شدت سے توہین محسوس کر رہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی [کے] ذریعے غلام بنا رہی ہے۔ جب وہ سامنے ہوتی ہے اور دماغ میں [ہوتی] ہے تو میں تابعدار بن جاتا ہوں پھر اس کے دور ہونے کے بعد [ایک] مرد راجپوت کی طرح غیرت مند بن کر پچھتانے لگتا ہوں کہ [مجھے] عورت کا تابعدار نہیں رہنا چاہئے۔

وہ پھر ٹہلتے ہوئے سوچنے لگا "میں کیا کروں؟ یہ تو ساری زن[دگی] اسی طرح میرے ہوش و حواس پر مسلط رہے گی اور میں قریب پہنچ [کر] بھی اس کا گلا نہیں دبا سکوں گا۔ ایک کتے کی طرح اس کے قدمو[ں] میں لوٹتا رہوں گا۔ ہے بھگوان! میری سہائتا کر۔ میں کیسے نجا[ت] حاصل کروں؟"

یہ اِدھر گہری سنجیدگی سے فیصلہ کر رہا تھا کہ جان دے د[ے] گا لیکن عورت کا غلام بن کر یہ نئی زندگی شروع نہیں کرے گا۔

اُدھر وہ دلہن بنی پھولوں کی سیج پر بیٹھی محسوس کر رہی تھی کہ [وہ] دلہن نہیں ایک مالکہ ہے۔ وہ پیار سے آنے والے جیون ساتھی [کی] نہیں بلکہ غلام بن کر آنے والے ایک ایسے شخص کا انتظار کر رہ[ی] تھی۔ جو صحیح معنوں میں شوہر نہیں ہو گا۔ اس پر صرف شوہر کا لیبل لگا ہو گا۔

دلہن بننے والی لڑکی کی ایک قدرتی خوشی ہوتی ہے کہ اس [کے] جسم و جاں کا مالک آ رہا ہے۔ یہی خوشی اسے نہیں مل رہی [تھی] کیونکہ جو مالک بننے والا تھا' اس کی وہ پہلے ہی مالکہ بن چکی تھی۔ اسے اپنے بس میں کر چکی تھی۔ اب اپنے مرد کے بس میں جانے [کی] مسرت کیسے ملتی؟

وہ حالات سے سمجھوتا کر رہی تھی۔ دل کو سمجھا رہی تھی کہ پارس کا راستہ کاٹنے کے لئے ایسا کر رہی ہے۔ آج سے وہ مسلمان ہمیشہ کے لئے اس سے دور ہو چکا ہے اور آئندہ کسی راستے سے اس کی زندگی میں داخل نہیں ہو گا۔

محض خیال نہیں تھا۔ لگن منڈپ میں جانے اور بیاہ رچانے سے پہلے اس نے اپنی جنم کنڈلی اور ستاروں کی چال دیکھی تھی اور یہ یقین حاصل ہوا تھا کہ جگ پال سے شادی ہوتے ہی پارس کے آنے اور اس کے بے دھرم ہونے کا اندیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا لیکن ستارے یہ بھی کہہ رہے تھے کہ شاید وہ شادی کرنے میں ناکام رہے گی۔

اس نے ستاروں کی پیش گوئی ختم کر دی تھی اور شادی کر چکی تھی اور اب سہاگ کی سیج پر بیٹھی دُلہا کا انتظار کر رہی تھی۔ اگر وہ غلام شوہر کی طرح نہ آتا تو اسے خیال خوانی کے ذریعے آنے پر مجبور کر دیتی' ویسے وہ آ گیا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر شی تارا نے گھونگٹ کو ذرا اور لانبا کر لیا۔ سر کو جھکا لیا۔ بس یہیں ایک بار دلہن سر جھکاتی ہے اس کے بعد مرد ساری عمر جھکا رہتا ہے۔

وہ قریب آ گیا۔ اس کی گہری گہری سانسیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ ہانپتے ہوئے بولا "اچھا ہوا تم گھونگٹ میں ہو۔ نہ تمہیں دیکھوں گا اور نہ سحر زدہ ہو سکوں گا۔ مجھے یہ کہنے کا موقع مل رہا ہے کہ میں ایک سچا غیرت مند راجپوت ہوں۔ جو دل میں ٹھان لیتا ہوں' وہ کر گزرتا ہوں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تمہارا شوہر بن کر نہیں رہوں گا۔ تمہارا باپ بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجھے تمہارا شوہر بننے پر مجبور نہیں کرے گا۔"

وہ اس چیلنج پر غصے سے بھڑک گئی۔ گھونگٹ کو نوچ کر ایک طرف پھینکتے ہوئے کچھ کہنا چاہتی تھی پھر اسے دیکھ کر سکتے میں رہ گئی۔

جگ پال کی حالت قابلِ دید تھی۔ اس کا لباس اس کے لہو سے بھیگ رہا تھا۔ وہ پھولوں کی سیج پر سے اٹھتے ہوئے بولی "کیا تو خودکشی کر رہا ہے؟"

"نہیں میں زندہ رہوں گا لیکن تیرا مردہ شوہر رہوں گا۔ تجھے میں اپنی ذات سے سہاگ کی خوشیاں حاصل نہیں کرنے دوں گا۔"

"اگر تو نے خودکشی کی حماقت نہیں کی ہے اور اگر تیرے نصیب میں زندہ رہنا ہے تو پھر میں تیرے نصیب میں زندگی بھر کی غلامی لکھ چکی ہوں' تو میری ایک ایک خواہش ایک ایک خوشی پوری کرے گا۔"

"شی تارا! تیری ٹیلی پیتھی اس راجپوت کی ضد اور خودداری کے آگے ہار گئی ہے۔ یقین نہ ہو تو مجھے سہاگ کی سیج پر بلا کر دیکھ لے۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے چور خیالات پڑھے تو شدید حیرانی سے اس ضدی مرد کو دیکھتی رہ گئی۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ اس نے خودکشی نہیں کی ہے بلکہ خود کو اس طرح زخمی کیا ہے کہ آئندہ کبھی شی تارا کے ساتھ ازدواجی رشتہ قائم نہیں کر سکے گا۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے غلام بنا سکے گی لیکن اس غلام سے کسی خواہش کی تکمیل نہیں کرا سکے گی۔

وہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی "یہ ... یہ تو نے کیا کیا؟"

"میں نے غلامی سے نجات پانے کے لئے ایک نمونہ پیش کیا ہے اس کے بعد بھی تو میرے ہوش و حواس پر قبضہ جمائے رکھنا چاہے گی تو میں اپنی جان پر کھیل جاؤں گا۔"

شی تارا نے سرنا کو بلا کر کہا "اسے اسپتال بھیج دو۔ میں نے ایسے راجپوت نہیں دیکھے جو اپنی مردانگی کو قتل کر دیتے ہیں۔"

وہ بولا "میں نے صرف اس مردانگی کو قتل کیا ہے جو تیرے لئے ہو سکتی تھی۔ میں آج بھی اپنے دیش اور دھرم کے لئے اور اپنے والدین کی خدمت کے لئے اور دکھی انسانیت کو اپنا خون دینے کے لئے پہلے جیسا شہ زور اور جان دار مرد ہوں۔"

سرنا کے آدمی اسے اٹھا کر اسپتال لے گئے۔ جگ پال کی اس حرکت سے اگرچہ شی تارا کی توہین ہوئی تھی تاہم یہ بات ذہن میں نقش ہو گئی کہ مرد ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ دولت سے خریدے جاتے ہیں اور نہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے غلام بنائے جا سکتے ہیں۔ اگر وہ انتقاماً اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کرتی اور اسے ذہنی مریض بنا دیتی تو وہ مر جاتا یا پاگل ہو جاتا لیکن اس کی غلامی کے قابل نہ رہتا۔

اس نے جگ پال سے انتقام نہیں لیا۔ اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ کچھ عرصے اس خوش فہمی میں رہی کہ شادی تو ہو چکی ہے۔ اب پارس اس کی زندگی میں نہیں آئے گا۔ ایک بار وہ ہندوستان گئی تو اس کی بوڑھی آیا نے کہا "بیٹی! جگ پال سے شادی نہ ہو سکی۔ تم کوئی دوسرا لڑکا پسند کر لو۔"

وہ بولی "ماں جی! کیسی باتیں کرتی ہو۔ میں بیاہتا ہوں' جگ پال زندہ ہے' میرا سہاگ سلامت ہے۔"

"اے بٹی! کیسا سہاگ ہے؟ تو ابھی تک کنواری ہے' تو نے اپنے پتی کے ساتھ ایک رات بھی نہیں گزاری' پھر سہاگن کیسی؟"

"میں نے لگن منڈپ میں پوتر اگنی کے گرد جگ پال کے ساتھ سات پھیرے لگائے ہیں۔ اسے ورمالا پہنائی ہے۔ اپنی مانگ میں اس کے نام کا سیندور بھرتی ہوں۔"

"میں مانتی ہوں لیکن وہ پتی جو سہاگ کی سیج پر آنے سے پہلے مر جائے یا زندہ رہے اور پتنی کو ہاتھ لگانے کے قابل ہی نہ رہے تو پھر وہ پتنی کنواری لڑکی ہی رہتی ہے ہمارے قانون' دھرم اور دنیا میں کوئی اسے سہاگن تسلیم نہیں کرتا۔ تو روزِ اول کی طرح کنواری ہے۔ تیرا کوئی پتی ہے نہ تو سہاگن ہے۔ تیری شادی نہیں ہوئی ہے۔ اس مسلمان کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔"

دوسرے دن اس کے بھائی سرنا نے بھی یہی کہا "میں نے اپنے اور تیرے ستاروں کی چالیں دیکھی ہیں۔ وہ مسلمان تیری بھاگیہ ریکھا میں پھر ابھر رہا ہے۔"

وہ بولی "میں نے جو شادی کی' وہ کیا محض دکھاوا تھی؟"

"جو ہو چکا ہے' اس پر مٹی ڈالو۔ آگے کی سوچو۔"

"آگے کیا سوچوں؟ بس یہی سمجھ میں آتا ہے کہ کہیں رُوپوش رہوں اور جب تک پارس کو موت نہ آئے' میں گوشۂ گمنامی سے باہر نہ آؤں۔"

پے پے سرنا سر جھکائے سوچتا رہا پھر بولا "تیری اس بات میں وزن ہے۔ اگر تو روپوش رہے اور میں پارس کے پیچھے پڑ جاؤں اور اسے قتل کردوں تو تیرے سر سے بلا ٹل جائے گی۔"

"نہیں ٹلے گی۔ تقدیر کی ستم ظریفی دیکھو۔ ہمارا علم یہ بھی کہتا ہے کہ پارس کی موت طبعی ہوگی یا پھر میرے ہاتھوں ہوگی۔ اسے ہلاک کرنے کے لئے مجھے اس کے قریب جانا ہوگا۔"

"میری بہنا! تیرا قریب جانا ضروری نہیں ہے' تو ہزاروں میل دور رہ کر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کا کام تمام کرسکتی ہے۔ میں اس کے قریب جاؤں گا۔ اس کی آواز اور لہجہ تجھے سناؤں گا پھر اسے اعصابی کمزوریوں میں جتلا کروں گا تو تو اس کے اندر آسانی سے پہنچ کر اُس کا کام تمام کرسکے گی۔"

"ہاں' یہ تدبیر عمدہ ہے۔ میں پارس سے اسی طرح دور رہوں گی لیکن تیرے لئے خطرہ بڑھ جائے گا۔"

"میں تجھ پر جان دیتا ہوں' کیا تیرے لئے خطرات سے کھیل نہیں سکتا؟"

"مگر باپو کی نصیحت یاد کر۔ انہوں نے سمجھایا تھا کہ ہم جب تک فرہاد اور اس کی فیملی سے دور رہیں گے شادو آباد رہیں گے۔"

"بیشک ہم شادو آباد ہیں مگر فکر مند ہیں کہ نہ جانے پارس کدھر سے بھٹکتا ہوا تیرے قریب چلا آئے۔"

"وہ ابھی آیا نہیں ہے اور شاید خود نہ آئے۔ تقدیر مجھے لے جائے۔ ابھی ہم اندیشوں میں گھرے ہیں۔ میرا خیال ہے' میں اب رُوپوش رہا کروں۔ تو اپنے ساتھ میری ایک ڈمی رکھا کر۔ اگر کہیں وہ ٹکرائے گا تو ہمیں یہ معلوم ہوسکے گا کہ وہ میری صورت شکل والی ڈمی میں دلچسپی لیتا ہے یا نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں فی الحال تیری ڈمی کو ساتھ رکھوں گا۔ تبت کے مشہور مہالاما جو میرے گرو تھے' ان کا دیہانت ہوگیا۔ میں ان کی سادھی پر حاضری دینے کل شہر لاسہ جاؤں گا۔"

وہ دوسرے دن ڈمی شی تارا کے ساتھ تبت گیا تو پتا چلا وہاں مرینا آتما شکتی حاصل کرنے آئی تھی پھر میں بھی وہاں پہنچا تھا اور آج کل میں پارس کے ساتھ ازبکستان میں ہوں۔

اصلی شی تارا دن میں کئی بار خیال خوانی کے ذریعے بھائی سرنا سے رابطہ رکھتی تھی۔ سرنا نے کہا "یہ اچھا موقع ہے' میں تیری ڈمی کے ساتھ ازبکستان جا رہا ہوں اور وہاں قریب سے فرہاد اور اس کی فیملی کے کچھ لوگوں کو دیکھ سکوں گا۔ اگر پارس موجود ہوا تو اسے کسی نہ کسی طرح ٹریپ کروں گا۔"

وہ بولی "بھائی سرنا! ہم نے بڑی توجہ سے ان کے ریکارڈز پڑھے ہیں۔ وہ سب بے حد خطرناک ہیں۔ دشمنوں کی چال الٹ دیتے ہیں۔"

"میری بہنا! اگر وہ مجھ پر چال الٹیں گے تو تو میری حفاظت کے لئے محفوظ رہے گی۔ اپنی موجودہ جگہ چھوڑ دے اور کہیں روپوش ہو جا۔ مجھے بھی نہ بتانا کہ کہاں ہے؟ بس اپنی خیریت سے آگاہ کرتی رہنا اور اپنی ڈمی کے دماغ میں رہ کر فرہاد اور اس کی فیملی کی اسٹڈی کرتی رہنا۔"

وہ راضی ہوگئی۔ ایسی حکمتِ عملی سے وہ محفوظ رہ سکتی تھی اور کہیں بھی رہ کر بھائی کی مصیبتوں میں کام آسکتی تھی۔ اس نے لندن کا خفیہ اڈا چھوڑ دیا۔ کسی دوسرے شہر کے ان اڈوں میں نہیں گئی جن کا علم اس کے بھائی سرنا کو تھا۔ اس نے ایک شہر میں نئی پناہ گاہ کے لئے ایک شاندار محل نما کوٹھی خریدلی۔ اپنے چہرے پر تھوڑی سی تبدیلیاں کرلیں تاکہ اپنی تمام ڈمیوں کی مشابہت سے پہچانی نہ جاسکے۔

یہ درست ہے کہ منہ چھپانے سے' صورت بدل لینے سے دوسرے پہچان نہیں پاتے لیکن موت اور شامت دو ایسی بلائیں ہیں جو ہر صورت میں اپنے شکار کو پہچان لیتی ہیں۔ اسی لئے اس نے طے کرلیا تھا کہ کچھ عرصہ تک اس پناہ گاہ سے باہر نہیں نکلے گی اور نہ ہی کسی سے فون پر بھی رابطہ رکھے گی۔ اپنی خدمت کے لئے اس نے صرف ایک بوڑھی آیا کو رکھا تھا' جس پر بچپن سے اندھا اعتماد تھا۔

صرف صحت مند' سلامت اور محفوظ رہنے سے بات نہیں بنتی' دل کا سکون لازمی ہوتا ہے۔ آخر وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ باپ نے منع کیا تھا' فرہاد کے قریب سے نہ گزرنا اور پے پے سرنا یہ حماقت کر بیٹھا تھا۔ شی تارا کو اپنی ڈمی اور مرینا کی فکر نہیں تھی' وہ بھائی کے لئے پریشان تھی کہ کس طرح اسے میرے تنویمی عمل کے اثر سے نکالے اور اسے ایسی جگہ پہنچادے جہاں ہم نہ پہنچ سکیں اور بھائی آئندہ محفوظ رہے۔

شطرنج کے کھیل میں کسی زبردست مخالف مہرے کو روکنے' پیچھے ہٹانے یا مارنے کے لئے دوسرے چھوٹے بڑے مہروں سے اسے گھیرا جاتا ہے۔ اس کی کسی کمزوری کو سمجھا جاتا ہے۔ شی تارا میری فیملی کے تمام افراد کے متعلق معلوم کررہی تھی کہ کون کہاں ہے؟ اور کس حال میں ہے؟

پتا چلا' سب محتاط ہیں۔ بیدار ذہن رکھتے ہیں۔ پارس کی شریکِ حیات جوجو اور زہریلی ماریا آج کل بابا صاحب کے ادارے میں ہیں اور وہاں تک کوئی خیال خوانی کرنے والا دشمن پہنچ نہیں پاتا۔ سونیا بھی اسی ادارے میں ہے اور اگلے ماہ تک ایک بچے کو جنم دینے والی ہے۔

شی تارا کی خیال خوانی کا پرندہ اس ادارے میں پر نہیں مار سکتا تھا۔ علی اور ثانی سے نیویارک میں ٹکرا کر ایک بڑا نقصان اٹھا چکی تھی مگر یہاں اسے تین اہم مہرے نظر آرہے تھے۔ سلمان' سلطانہ اور لیلیٰ۔

بابا صاحب کے ادارے میں میاں بیوی کو ساتھ رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس لئے سلمان اپنی بیوی سلطانہ کے ساتھ پیرس میں رہتا تھا اور لیلیٰ پیرس سے دور فرہاد ولیج کی نئی بستی کے انتظامات سنبھالتی تھی۔ وہ پچھلے دو دنوں سے اپنی بہن سلطانہ کے پاس آئی ہوئی تھی کیونکہ سلطانہ بھی اگلے دو ماہ میں ماں بننے والی تھی۔ یوں میرے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک جگہ جمع ہوگئے تھے۔

شی تارا نہیں جانتی تھی کہ لیلیٰ کہاں ہے۔ ویسے اندازہ تھا کہ بہن کی خدمت کے لئے پیرس ضرور آئے گی۔ پیرس کے ایک حصے میں فوجی چھاؤنی تھی۔ سلمان اور سلطانہ اس چھاؤنی کے ایک بنگلے میں رہتے تھے۔ شی تارا کے لئے یہ بھی ایک مشکل تھی کہ اس کے اطراف مسلح فوجی رہتے تھے۔ اس کے باوجود میری فیملی کے یہی تین افراد ایسے تھے' جنہیں شکار کرنے میں دشواری ضرور تھی لیکن کامیابی کے کافی امکانات تھے۔

اس نے چھاؤنی کے اطراف اپنے آلۂ کاروں کو پھیلا دیا تھا۔ وہ لوگ فوجی افسروں پر نظر رکھتے تھے۔ چھاؤنی سے باہر کسی دکان میں' ہوٹل میں یا کسی کلب میں سامنا کرتے تھے۔ بات چیت کا کوئی بہانہ نکالتے تھے اور ان کی آوازیں شی تارا کو سناتے تھے۔

اس طرح وہ چھاؤنی کے اندر فوجیوں کے دماغوں میں پھیلتی رہی۔ ان افسران کے پاس بھی پہنچی جو سلمان سے رابطہ رکھتے تھے اور کبھی اس کے بنگلے میں وقت گزارنے جاتے رہتے تھے۔ ان سے سلطانہ اور لیلیٰ کی بھی گفتگو ہوا کرتی تھی۔ شی تارا ان بہنوں کی آوازیں سننے کے علاوہ ان کے حالات بھی معلوم کرتی رہتی تھی۔

ایک رات اچانک ہی سلطانہ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ اگرچہ زچگی کا وقت ابھی دور تھا۔ سلطانہ کی بے احتیاطی کے باعث کچھ گڑبڑ ہوگئی تھی۔ ایسی حالت میں وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس نہیں روک سکتی تھی۔ شی تارا نے اس موقعے سے فائدہ اٹھایا۔ سلطانہ ملٹری اسپتال میں رات گزار رہی تھی۔ سلمان اور لیلیٰ مطمئن تھے کیونکہ اب تک کسی دشمن کی طرف سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی تھی۔

پھر بھی لیلیٰ اور سلمان رات کو جاگنے تک کبھی کبھی اس کے دماغ میں جھانکتے رہے پھر صبح تک کے لئے سوگئے۔ سلطانہ بھی گہری نیند میں تھی۔ شی تارا نے اس کے دماغ کو دبوچ لیا۔ اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بناتے ہوئے یہ بات اس کے ذہن میں نقش کردی کہ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد اسے شی تارا اور اس کا تنویمی عمل یاد نہیں رہے گا۔ وہ پہلے کی طرح نارمل رہے گی۔ خیال خوانی کرے گی اور پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے معمول کے مطابق سانس روک لیا کرے گی لیکن شی تارا کی سوچ کی لہروں کو کبھی محسوس نہیں کرے گی اور غیر محسوس طریقوں سے اس کے احکامات کی تعمیل کرتی رہے گی۔

اس نے میری فیملی سے ٹکرانے اور پے در پے نقصانات اٹھانے کے بعد پہلی بار ایک بڑی کامیابی حاصل کی۔ سلطانہ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا اور مزید معرکے سر کرنے کا انتظار کرنے لگی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ میری بیوی لیلیٰ کو ٹریپ کرے گی اور مجھے کانٹوں کے بستر پر پہنچادے گی۔ میں اپنی شریکِ حیات کی جان اور عزت بچانے کے لئے اس کے بھائی سرنا کو رہا کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

وہ درست سوچ رہی تھی۔ اس کی ایسی حکمتِ عملی پر میں یقیناً مجبور ہو جاتا لیکن اگلے چار دنوں میں اسے کوئی مناسب موقع نہیں ملا۔ وہ اپنی معمولہ سلطانہ کے ذریعے اسے اعصابی کمزوری میں جتلا نہیں کرسکی۔ ویسے لیلیٰ کو زخمی کرنے کا موقع ملا لیکن اس طرح اسے زخمی کرنے سے بات کھل جاتی کہ کوئی دشمن ان بہنوں کے دماغوں میں گھس رہا ہے۔

ہمارے سبھی دشمن جانتے تھے کہ خطرات کا سامنا ہوتے ہی ہم کتنی ذہانت اور تیزی سے جوابی کارروائیاں کرکے الٹا دشمنوں کے لئے مصیبت بن جاتے ہیں۔ ان بہن بھائیوں نے روحانی ٹیلی پیتھی کا بھی کمال دیکھا تھا۔ اس لئے شی تارا محتاط تھی۔ مکمل کامیابی حاصل کرنے کے بعد ہی اپنے بھائی کی رہائی کا مطالبہ کرنے والی تھی۔

چار دنوں میں سلطانہ صحت یاب ہوگئی۔ لیلیٰ پھر کبھی آنے کا وعدہ کرکے فرہاد ولیج واپس چلی گئی۔ اس کے بعد زیادہ اہمیت سلمان کی تھی۔ وہ بابا فرید واسطی مرحوم کا داماد تھا اور ہماری ٹیم میں سب سے اہم رول ادا کیا کرتا تھا۔ وہ سلمان کو ٹریپ کرکے اس کی بیٹی سونیا ثانی کو بھی جذباتی رشتوں اور لہو کے رشتوں کے حوالے سے کمزور کرسکتی تھی۔

سلطانہ گھر کے کام کاج میں عملی طور پر دلچسپی لیتی تھی تاکہ حاملہ رہنے کے دوران چلتی پھرتی اور کچھ کام وغیرہ کرتی رہے۔ اس نے ایک دن سلمان کے لئے خصوصی سویٹ ڈش تیار کی' جسے کھاتے ہی وہ کمزوری محسوس کرنے لگا۔ اس نے گھبرا کر کہا "سلطانہ! کچھ گڑبڑ ہے۔ میں کمزوری محسوس کررہا ہوں۔ ٹھہرو میں جناب علی اسد اللہ تبریزی سے رابطہ کرتا ہوں۔"

وہ اچانک خطرہ محسوس کرتے ہی مجھ سے یا تبریزی صاحب سے رابطہ کرتا تھا لیکن اس وقت خیال خوانی کی پرواز نہ کرسکا۔ پریشان ہو کر سلطانہ سے بولا "میں خیال خوانی کے قابل نہیں رہا۔ تم رابطہ کرو۔"

شی تارا نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "تمہاری چہیتی پہلے ہی میری محکوم اور تابعدار ہے۔ وہ تمہارے حق میں کچھ نہیں کرے گی۔"

سلمان نے سر گھما کر فون کی طرف دیکھا' وہ بولی "بیکار ہے' میں تمہیں وہاں تک نہیں پہنچنے دوں گی۔ بستر پر جاؤ اور آرام سے لیٹ جاؤ۔"

وہ نہیں جانا چاہتا تھا لیکن شی تارا نے اس کے دماغ کو جکڑ لیا تھا۔ وہ اٹھ کر ڈگمگاتا ہوا بستر پر آکر گر گیا۔ چاروں شانے چت ہوگیا۔ سلطانہ پریشان ہو کر کہہ رہی تھی "سلمان! خود کو سنبھالو۔ یہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ میں خیال خوانی کرنا چاہتی ہوں مگر نہیں کر پا رہی ہوں۔ پتا نہیں کیا بات ہے۔ میں کسی فوجی افسر کو بلانا چاہتی ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا کیسے جاؤں؟ جانے سے پہلے رک جاتی ہوں۔ کوئی قوت ہے جو مجھے تمہارے کام آنے سے روک رہی ہے۔"

سلمان نے شی تارا کی مرضی کے مطابق کہا "کوئی بات نہیں۔ تم دوسرے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ مجھے نیند آرہی ہے۔ میں سو رہا ہوں۔"

سلطانہ نے اس کی باتیں سنیں' پھر اسے آنکھیں بند کرکے سوتے ہوئے دیکھا تو چپ چاپ اس کے کمرے سے باہر آگئی۔ اس کا دروازہ بند کردیا اس کے بعد دوسرے کمرے میں سونے چلی گئی۔

دوسری صبح سلمان شکنجے میں آچکا تھا۔ یہ بھول چکا تھا کہ پچھلی رات اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوا تھا۔ شی تارا اس کے دماغ میں آئی تھی اور وہ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا چکی ہے۔ وہ اپنی دانست میں بالکل نارمل تھا جیسے اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہ ہوا ہو۔

پھر شی تارا نے سلطانہ کے اندر تحریک پیدا کی کہ مزید صحت یابی کے لئے سوئٹزرلینڈ جانا چاہئے۔ سلمان اور سلطانہ کہیں جانے سے پہلے جناب علی اسد اللہ تبریزی کو اطلاع دیتے تھے کہ فلاں ملک اور فلاں شہر جا رہے ہیں تاکہ ہم سب کو ان کی جگہ کی تبدیلیوں کا علم رہے۔ وہ دونوں تفریح کے لئے جنیوا چلے گئے۔

ادھر شی تارا نے زیورچ میں زمین اور ایک بنگلا خریدا۔ اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے وہاں ضرورت کا تمام سامان پہنچایا۔ ایک شخص کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر اس بنگلے اور زمینوں کا منتظم بنا دیا۔ یہ بات اس کے دماغ میں نقش کرادی کہ مسٹر راجر وھائٹ وہاں کی جائداد کے مالک اور اس کے آقا ہیں اور وہ اپنی وائف میلاو ھائٹ کے ساتھ وہاں پہنچنے والے ہیں۔

دنیا کی ساری دولت اپنی ہو اور خیال خوانی کی بے پناہ قوت ہو تو کیا حاصل نہیں ہوتا۔ سب کچھ قدموں میں ہوتا ہے۔ شی تارا نے صرف تین دنوں میں سارے انتظامات مکمل کرلئے۔ سلطانہ اور سلمان جنیوا میں تھے۔ اس نے ایک رات انہیں اپنے اپنے چہرے پر تبدیلی کرنے کے لئے مجبور کیا۔ ان کی صورتیں اور حلیے تبدیل کئے۔ انہیں مسٹر راجر وھائٹ اور مسز میلاو ھائٹ بنا دیا پھر دوسری صبح تک انہیں زیورچ کے بنگلے میں پہنچا دیا اور ان کے اندر یہ بات نقش کردی کہ آئندہ وہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے اندر ایک ساعت کے لئے بھی آنے نہیں دیں گے۔

اتنے سارے حفاظتی انتظامات کے بعد ایک اندیشہ یہ رہ گیا تھا کہ ہم کسی بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہوتے تھے تو ہمارے روحانی ٹیلی پیتھی کی امداد پہنچ جاتی تھی۔ اسی روحانی ٹیلی پیتھی کے باعث بے پے سرنا ہماری گرفت میں آیا تھا۔

شی تارا نے اس پہلو پر اچھی طرح غور کیا تھا اور اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ بھائی سرنا ازبکستان میں رہنے کے دوران اپنے اصل روپ میں تھا اور اپنی اصل آواز اور لہجے میں بولتا تھا۔ تبریزی صاحب اور آمنہ فرہاد نے ان کی اصل آوازیں سنی تھیں۔ ان کی صورتیں پہچان گئے تھے اس لئے ان کی گردنوں تک پہنچ گئے تھے۔ اصلی شی تارا کا چہرہ صرف بھائی نے دیکھا تھا۔ اب وہ کسی کے سامنے نہیں آتی تھی اور نہ ہی اپنی اصل آواز اور لہجہ سناتی تھی۔ اس لئے یقین تھا کہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی گردن تک نہیں پہنچ پائیں گے۔

ہر پہلو سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے پارس کو مخاطب کیا۔ حالانکہ مجھ سے رابطہ کرنا چاہئے تھا لیکن دماغ کے چور گوشے میں پارس چھپا ہوا تھا۔ نفرت کے باوجود جوانی کے پہلے دن سے یہ بات ذہن پر مسلط تھی کہ وہی اس کا فاتح ہوگا۔ زمین خواہ کتنی ہی دور رہے' آسمان اس کے حواس پر چھایا رہتا ہے۔ اگر ان لمحات میں کوئی شی تارا کا نفسیاتی تجزیہ کرتا تو وہ کبھی یہ نہ مانتی کہ پارس غیر شعوری طور پر اس کے حواس پر چھایا ہوا ہے۔

اس نے پہلی بار پارس کے دماغ میں براہِ راست پہنچنا چاہا۔ وہ بولا "گوڈ ورڈز ادا کرو۔"

پھر اس نے سانس روک لی۔ وہ دوبارہ آکر بولی "تو گوڈ ورڈز' میں شی تارا ہوں۔"

"اچھا تم ہو' میرے بغیر دل کو قرار نہیں آتا؟"

"بکواس مت کرو۔ میں اینٹ کا جواب پتھر سے دینے آئی ہوں۔"

"مجنوں کو بھی پتھر مارے جاتے تھے' آخر ہوا نا وہی عشق کا معاملہ۔"

"کیا تم سنجیدگی سے گفتگو نہیں کرو گے؟"

"میں محبت کے ماحول میں سنجیدہ رہتا ہوں۔ نفرت کو ہنسی میں اڑا دیتا ہوں۔ فیصلہ کرو محبت سے بولوگی یا نفرت سے؟"

"میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ تم پر تھوکتی ہوں۔"

اس نے آخ تھو کہہ کر تھوکا۔ پارس نے ہنستے ہوئے کہا "اگر تم گھر میں ہو تو تم نے اپنے ہی گھر میں تھوکا ہے اور باہر ہو تو یہ تھوک تمہارے سائے پر پڑا ہے۔"

شی تارا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر دیکھا۔ وہ اپنی خفیہ رہائش گاہ کی چھت پر کھڑی تھی' سورج اس کے پیچھے تھا اور سایہ آگے تھا۔ واقعی اس نے اپنے سائے پر تھوک دیا تھا۔

"اوہ گاڈ!" اس نے حیرانی سے سوچا "ایسا لگتا ہے جیسے وہ میرے آس پاس ہے اور مجھے اپنے ہی سائے پر تھوکتے ہوئے دیکھ چکا ہے۔"

اس نے پریشان ہو کر چاروں سمت گھوم کر دیکھا۔ وہ چھت پر تنہا تھی۔ بوڑھی تایا کچن میں مصروف تھی۔ تیسرا کوئی نہیں تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھ گئی' ہنستے ہوئے بولی "یہ کیا بچپنا ہے۔ یہاں تو اس کا باپ بھی نہیں آسکے گا۔ یہ مانتی ہوں کہ کم بخت گفتار کا غازی ہے۔ باتوں ہی باتوں میں نفسیاتی حملے کرتا ہے۔"

وہ ہنستے ہنستے ایک دم سے چپ ہوگئی۔ اچانک احساس ہوا کہ وہ پارس کی بات پر ہنس رہی تھی۔ یعنی خوش ہو رہی ہے۔ اس کے لئے بڑی مصیبت تھی' نفرت سے اس کے پاس جاتی تھی اور چور محبت سے واپس آتی تھی۔

وہ جھنجلا کر چھت سے اتر آئی۔ بیڈ روم میں آکر بیٹھ گئی۔ سوچنے لگی "میں غلطی کر رہی ہوں' مجھے نفرت اور دشمنی سے بھی اس کے قریب نہیں جانا چاہئے۔ وہ پتھر کے جواب میں پھول مارے گا تو میں غیر شعوری طور پر متاثر ہوتی رہوں گی۔"

اس نے قسم کھائی' خواہ کچھ ہو جائے' پارس سے کبھی رابطہ نہیں کرے گی۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر میرے پاس آکر بولی "سانس نہ روکنا' میں شی تارا ہوں۔"

میں نے کہا "میں دوسرے معاملات میں مصروف ہوں پھر کسی وقت آؤ۔"

میں نے سانس روک لی۔ وہ چلی گئی۔ چند سیکنڈ کے بعد پھر آکر بولی "تمہارے تمام معاملات سے زیادہ اہم معاملہ پیش کرنے آئی ہوں۔"

"واپس جاؤ۔"

"میں نے تمہارے دو عزیز رشتے داروں کو ٹریپ کیا ہے۔"

"واپس جاؤ۔"

"ان کے نام سنو گے تو ہوش اڑ جائیں گے۔"

"واپس جاؤ۔"

"ان میں سے ایک نام ہے..."

میں نے نام سننے سے پہلے ہی سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر اپنی خواب گاہ میں حاضر ہو کر غصے سے تلملانے لگی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اس نے سلمان اور سلطانہ کو ٹریپ کیا ہے۔ بہرحال جنہیں بھی پھانس لیا تھا' وہ تو پھنس ہی گئے تھے۔ گھبرانے' پریشان ہونے اور عجلت کا مظاہرہ کرنے سے میرے دونوں رشتے دار فوراً رہا نہ ہوتے۔

یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ وہ میرے لوگوں کو یرغمال بنا کر اپنے بھائی کی رہائی کا مطالبہ کرنے والی ہے اور جب تک بھائی بخیریت رہا نہیں ہوگا' وہ میرے آدمیوں کو بھی

بخیریت رکھے گی۔ انہیں نقصان پہنچا کر اپنے بھائی کی موت کا سامان نہیں کرے گی۔

وہ سمجھتی تھی' سلمان اور سلطانہ کے اغوا ہونے سے میں انگاروں پر لوٹنے لگوں گا۔ میری بے پروائی اور بے نیازی دیکھ کر وہ خود ہی جلنے بھننے لگی۔ وہ یہ معلومات فراہم کرکے میری فیملی میں اور بابا صاحب کے ادارے میں بہت بڑا دھماکا کرنا چاہتی تھی۔ اس کا یہ شوق پورا نہیں ہوا تھا۔ اتنے بڑے کارنامے کی داد نہیں مل رہی تھی۔ بھائی کی رہائی کے لئے مذاکرات شروع نہیں ہو رہے تھے۔ ایسے میں غصہ آنا اور آگ بگولہ ہونا لازمی تھا۔

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ پاؤں پٹخ پٹخ کر ٹہلنے لگی پھر اس نے شیشے کا ایک قیمتی گلدان اٹھا کر ایک خوب صورت مجسمے پر دے مارا۔ مجسمہ مضبوط تھا۔ گلدان نازک تھا' ٹوٹ کر چکنا چور ہو گیا۔ بوڑھی آیا دوڑتی ہوئی کچن سے آئی۔ قالین پر گلدان کو ریزہ ریزہ دیکھا۔ بچپن سے اس کے مزاج کو سمجھتی تھی اس لئے سمجھ گئی پھر بھی انجان بن کر بولی "کیا ہوا بیٹی؟"

وہ جھنجلا کر بولی "کچھ نہیں ہوا۔ جاؤ یہاں سے' مجھے تنہا رہنے دو۔"

"جا رہی ہوں لیکن یہ بول کر جا رہی ہوں کہ تجھے باپ اور بھائی سے بڑا پیار ہے مگر ان کی یہ نصیحت یاد نہیں رکھتی کہ غصہ دشمن کو فائدہ پہنچاتا ہے۔"

"مگر میں نے دشمن کو نقصان پہنچایا ہے اور وہ بہت بڑے نقصان کا رتی بھر اثر نہیں لے رہا ہے۔"

"یہ تو ہو نہیں سکتا کہ بہت بڑا نقصان ہو اور نقصان اٹھانے والا نہ ٹوٹے۔ چالاک دشمن اندر سے گھائل ہوتے ہیں اور اوپر سے مسکراتے ہیں۔"

"لیکن اس نے تو سنا ہی نہیں ہے کہ میں نے کیا نقصان پہنچایا ہے۔"

"اس نے نہیں سنا ہے لیکن جب نقصان کا علم ہوگا تو ضرور تجھ سے رابطہ کرے گا۔ ذرا صبر کر۔ اسے نقصان کا احساس ہونے دے۔"

وہ بولتی رہی۔ اسے سمجھاتی رہی اور قالین پر شیشے کے ٹکڑے چنتی رہی پھر خواب گاہ سے چلی گئی۔ شی تارا نے ایک صوفے پر بیٹھ کر آنکھیں بند کرلیں پھر سوچنے لگی "آیا ماں درست کہتی ہے۔ فرہاد اپنے دو رشتے داروں کے ٹریپ ہونے کی بات پر اندر سے ٹوٹ گیا ہوگا۔ اس نے اوپر سے بے حسی اور بے نیازی دکھائی ہے اور اب خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرتا پھر رہا ہوگا کہ میں نے کن دو افراد کو پھانس لیا ہے۔ یہ کم بخت باپ بیٹے بہت چالاک ہیں۔ مجھے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ ان کے خلاف میرے کسی کارنامے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔"

وہ سوچ رہی تھی اور غصے کی آگ کو بجھا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ سکون اور اطمینان محسوس کرنے لگی۔ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کر چکی ہے اور اس کامیابی سے فرہاد اور اس کے رشتے دار انکار نہیں کریں گے۔ اس فکر میں ہوں گے کہ سلمان اور سلطانہ کو کس طرح میرے شکنجے سے نکال کر لے جائیں۔

ٹھنڈے دماغ سے سوچتے وقت اپنی ایک غلطی کا احساس ہوا۔ اس نے سوچا "فرہاد کو سلمان سے اتنا لگاؤ نہیں ہوگا جتنا کہ ثانی کو ہو سکتا ہے' وہ بیٹی ہے' باپ کے لئے تڑپ جائے گی۔ باپ کو بخیریت حاصل کرنے کے لئے فرہاد کو مجبور کرے گی کہ وہ بھائی کو رہا کر دے۔"

یہ سوچ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر ثانی کے دماغ میں پہنچتے ہی بولی "سانس نہ روکنا۔ میں شی تارا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں۔ بائی دا وے' آنے کا مقصد کیا ہے؟"

"تمہیں یہ خوش خبری سنانے آئی ہوں کہ تمہارے باپ سلمان واسطی کو میں لے آئی ہوں۔"

"تم بہت گریٹ ہو شی تارا! میرے باپ کو اپنا باپ بنا کر لے گئی ہو۔ میں کسی کو زیادہ دیر دماغ میں رہنے نہیں دیتی اس لئے جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ شی تارا دماغی طور پر حاضر ہو کر جھنجلانے لگی لیکن خود کو پُرسکون رکھنے کی بھی کوشش کرنے لگی۔ وہ حیران تھی کہ باپ کے اغوا ہونے پر بیٹی نے پریشانی اور بے چینی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس نے زندہ دلی سے کہا تھا کہ وہ سلمان کو اپنا باپ بنا کر لے گئی ہے یعنی اتنے بڑے اغوا کے معاملے میں ایسا مذاق اڑایا تھا جیسے باپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا ہو۔

دراصل میں نے اپنے تمام بچوں اور رشتے داروں سے کہہ دیا تھا کہ شی تارا کو لفٹ نہ دی جائے۔ سلمان اور سلطانہ کے سلسلے میں کوئی نوٹس نہ لیا جائے۔ میں نے شی تارا کی زبان سے اغوا ہونے والوں کے نام نہیں سنے تھے۔ اسے دماغ سے بھگانے کے بعد خود ہی معلومات حاصل کیں۔ اپنے ایک ایک عزیز کے دماغ میں گیا تو پتا چلا سلمان اور سلطانہ سانس روک لیتے ہیں۔ میں نے مخصوص کوڈ ورڈز بھی ادا کئے لیکن دونوں نے مجھے اپنے دماغوں میں آنے نہیں دیا۔

جس طرح میں نے پے پے سرنا کے دماغ کو لاک کر دیا تھا اور شی تارا کو بھائی کے پاس جانے اور اس سے گفتگو کرنے کا موقع نہیں دے رہا تھا' اسی طرح شی تارا نے بھی سلمان اور سلطانہ کے پاس جانے کا راستہ روک دیا تھا۔

ایک بار میں نے شی تارا کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر اس سے رابطہ کرنا چاہا تو اس ڈمی شی تارا کے دماغ میں پہنچ گیا تھا' جو ازبکستان میں پارس کے پاس آئی تھی۔ یوں سمجھ میں آگیا کہ اصلی شی تارا بہت محتاط ہے۔ اس نے اپنی تمام ڈمیوں کو نہ اپنی آواز سنائی ہے اور نہ ہی انہیں خود سے مشابہ رکھا ہے۔

کوئی دو گھنٹے بعد اس نے پھر مجھ سے رابطہ کیا۔ میں نے کوڈ ورڈز پوچھے تو بولی "میں شی تارا ہوں۔ تمہیں اب تک اپنے نقصان کا اندازہ ہو چکا ہوگا۔"

"کیا نقصان؟ سلمان اور سلطانہ اگر کچھ روز تمہاری نگرانی میں رہیں گے تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟"

"میں ان دونوں کو ایسے عذاب میں مبتلا کروں گی کہ تم سب گھٹنے ٹیک کر معافیاں مانگو گے۔"

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے بھائی کو زندہ سلامت دیکھنا نہیں چاہتی ہو۔"

"چاہتی ہوں۔ اسی لیے تو تمہارے دو چہیتوں کو اغوا کرکے منہ توڑ جواب دیا ہے۔"

"یہ منہ توڑ جواب نہیں ہے۔"

"تم لوگ ایسی بے نیازی دکھا رہے ہو جیسے سلمان اور سلطانہ سے دور کا بھی رشتہ نہ ہو۔"

"ان سے ہمارا بہت گہرا رشتہ ہے لیکن ہمیں اطمینان ہے کہ وہ دونوں اچھے ہاتھوں میں گئے ہیں۔ تم انہیں سوئی چبھوتے وقت یاد رکھو گی کہ بھائی کو نیزہ چبھے گا۔"

"میں نے بھی یہی سوچ کر تمہارے آدمی پکڑے ہیں تاکہ میرے بھائی پر کوئی ظلم نہ کر سکو۔"

"اور کیا سوچ کر ایسا کیا ہے؟"

"یہی کہ ہم قیدیوں کا تبادلہ کریں گے۔"

"کیا میرے آدمیوں کو تمہارے پاس کوئی تکلیف پہنچ رہی ہے؟"

"نہیں' وہ آرام سے ہیں۔"

"یہاں تمہارا بھائی بھی آرام سے ہے۔ ان سب کو آرام سے رہنے دو۔ تبادلہ ضروری نہیں ہے۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو؟ مجھے میرا بھائی چاہئے۔"

"لیکن مجھے سلمان اور سلطانہ کی ضرورت نہیں ہے۔"

"تم نہایت ہی خود غرض اور مطلب پرست ہو۔ ان کی جگہ تمہارا کوئی بیٹا میری قید میں ہوتا تو تم میرے سامنے گھٹنے ٹیک کر گڑگڑاتے۔"

"وہ تو تم نے کوشش کی تھی۔ علی کو ٹریپ نہ کر سکیں اور پارس کو کبھی نہیں کر دگی۔ تمہارے ستارے پارس کے معاملے میں تمہیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔"

"سلمان اور سلطانہ اتنے ہی غیر اہم ہیں تو کیا انہیں گولی مار دوں؟"

"تم نے مجھ سے پوچھ کر انہیں اغوا نہیں کیا تھا اس لئے یہ نہ پوچھو کہ ان کا کیا کرو گی؟ بس اتنا یاد رکھو جو کرو گی اس کا ردِعمل تمہارے بھائی پر ہوگا۔ میں بھی تمہیں ایک گولی کی آواز سناؤں گا۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ سلمان اور سلطانہ کو اغوا کرانے میں بڑی محنت کی تھی۔ بڑا وقت ضائع کیا تھا اور نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکل رہا تھا۔ میں نے تبادلے سے انکار کرکے اس کی ساری محنت پر پانی پھیر دیا تھا۔

ایسے وقت وہ ناکامی سے جھنجلا کر سلمان اور سلطانہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ موجودہ حالات میں وہ دونوں قیدی نہیں رہے تھے بلکہ اس کے پاس میری امانت تھے اور اس کے بھائی کی سلامتی کی ضمانت تھے۔ اگر انہیں ذرا بھی تکلیف پہنچتی تو سرنا اس سے زیادہ تکالیف میں مبتلا ہو جاتا۔

اب یہ فکر تھی کہ سلطانہ آٹھویں ماہ کی حاملہ تھی۔ اگر ایسے میں کوئی اونچ نیچ ہو جائے یا ہونے والے بچے کو پیٹ میں ہی کچھ ہو جائے تو سارا الزام اس پر آتا کہ اس نے سلطانہ کو قید کرکے کوئی تکلیف پہنچائی ہے۔ اس نے بیٹھے بٹھائے ایک مصیبت مول لی تھی۔

اس نے اس معاملے کے ہر پہلو پر غور کیا۔ ہر پہلو سے یہی سمجھ میں آیا کہ اس نے سلمان اور سلطانہ کو یرغمال بنا کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ ان دونوں میں سے کسی کو چھینک بھی آئے گی تو میں سرنا کی قلفی جما دوں گا۔

اس کے سامنے اب یہ سوال نہیں تھا کہ ہماری نظروں میں سلمان اور سلطانہ کی کتنی اہمیت ہے؟ اہمیت تو بھائی کی تھی۔ وہ اس کی جان تھا۔ اتنی بڑی دنیا میں وہی ایک سگا تھا۔ کبھی بہن کے پاؤں میں کانٹا چبھنے نہیں دیتا تھا پھر وہ بھائی کو کسی مصیبت میں دیکھنا کیسے گوارا کرتی۔

اس نے زیورچ کی جائیداد والے منیجر کو حکم دیا۔ "آج ہی کسی فلائٹ سے مسٹر راجر اور میلا وائٹ کو پیرس روانہ کر دو۔"

پھر اس نے سلمان اور سلطانہ پر عمل کیا۔ انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی اصلی شخصیت کو پہچانیں گے۔ یہ سمجھیں گے کہ شی تارا نے انہیں ٹریپ کیا تھا لیکن کبھی شی تارا کے خلاف شکایت نہیں کریں گے اور نادانستگی میں اس کے معمول اور فرمانبردار بن کر رہیں گے۔ اسے اپنے دماغوں میں کبھی محسوس نہیں کریں گے۔

گویا اس نے دونوں کو نصف آزادی دی پھر میرے پاس آکر کہا۔ "میں نے سلمان اور سلطانہ کو آزاد کر دیا ہے۔ وہ دوپہر دو بجے کی فلائٹ سے پیرس پہنچ رہے ہیں۔"

میں نے پوچھا "یہ کیسے یقین کیا جائے کہ تم نے انہیں تنویمی عمل سے بھی رہا کیا ہے؟"

"تم اپنے طریقوں سے معلوم کرو۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔"

"میں تو یہ بھی معلوم کرلوں گا کہ وہ دونوں اصلی ہیں یا تم نے

ان کی ڈی بھیجی ہے۔ اب جاؤ۔"

"ٹھہو' سانس نہ روکنا۔ انسانیت کے تقاضے پورے کرو۔ میرے بھائی کو رہا کردو۔"

"ضرور کروں گا۔ پہلے سلمان اور سلطانہ کو اچھی طرح چیک کروں گا۔"

میں نے سانس روکی۔ وہ اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اتنی محنت اور بھاگ دوڑ کے بعد بھی بات نہیں بن رہی تھی۔ اس کے بھائی کی رہائی میرے رحم وکرم پر تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ہم کب تک سلمان اور سلطانہ کی چیکنگ کریں گے۔ ان کے برین واش کرکے اس کے تنویمی عمل کو مٹائیں گے اس کے بعد سرنا کی رہائی کا دن مقرر کریں گے۔ وہ اس دن کا انتظار کرتے رہنے پر مجبور تھی۔

مجبوری اپنی جگہ ہے لیکن وہ انتظار کے دوران ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا نہیں چاہتی تھی۔ بھائی کے لئے جدوجہد کے دوسرے راستے اختیار کرنا چاہتی تھی اور دوسرا راستہ یا دوسرا ذریعہ یوسف البرہان عرف پاشا ہی تھا۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور یوسف پاشا کو مخاطب کیا' وہ کار چلا رہا تھا۔ اس نے ایک جگہ کار روک کر کہا "شی تارا! میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں لیکن ابھی میں کھلی فضا میں ہوں۔ تم میرے دماغ میں رہ کر معلوم کرسکتی ہو کہ میں کس ملک کے کس شہر میں ہوں۔ راستے کے سائن بورڈ اور گائڈ پلیٹیں تمہیں بہت کچھ بتادیں گی۔ بہتر ہے' آدھے گھنٹے بعد آؤ۔ مجھے خوشی ہوگی' اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ شی تارا نے بوڑھی آیا کو بلا کر کہا "کھانا لگاؤ۔ بھوکے پیٹ عقل کام نہیں کرتی ہے۔"

آیا گئی' پھر پیتل کی تھالی میں کھانا پروس کرلے آئی۔ اس نے آدھے گھنٹے میں کھانا ختم کیا' پھر یوسف پاشا کے پاس آگئی۔ اس بار وہ ایک اندھیرے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ تاریکی کے باعث کوئی خیال خوانی کرنے والا یہ معلوم نہیں کرسکتا تھا کہ وہ کہاں ہے اور خود اس کا دماغ ایسا فولادی تھا کہ کوئی اس کی مرضی کے بغیر اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا تھا اور نہ ہی اس کے اندر زلزلہ پیدا کرکے اسے کمزور بنا سکتا تھا۔

اس نے کہا "شی تارا! میں پھر ایک بار تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ ویسے تم کب تک اپنی اصلی آواز اور لہجہ چھپاؤگی؟ آج بھی تم اپنی ڈمی کی آواز میں بول رہی ہو۔"

"جس دن ہم دوست بن جائیں گے' درمیانی تمام پردے اٹھ جائیں گے۔ میں تمہیں یقین دلانا چاہتی ہوں کہ پوری سچائی سے کسی بھی قیمت پر تم سے دوستی کرنے آئی ہوں۔"

"یہ میری خوش قسمتی ہے۔ بتاؤ' کیسے دوستی ہوسکتی ہے؟"

"دراصل ہمیں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ تم ہماری اصلیت اور ہمارا اصل ٹھکانا معلوم کرکے ہمیں نقصان پہنچاؤ گے اور تم سوچتے ہو کہ ہم تمہارے قریب پہنچتے ہی تمہیں کسی طرح دماغی کمزوری میں مبتلا کرکے تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں غلام بنالیں گے۔"

"ہم دونوں اپنی اپنی جگہ غلط نہیں سوچ رہے ہیں۔"

"اور جب تک اس طرح سوچتے رہیں گے' دوستی کا کوئی راستہ نکال نہیں پائیں گے۔"

"درست کہتی ہو' پھر کیا سوچ کر آئی ہو؟"

"یہی کہ دوستی کرنے کے لئے ایک دوسرے کا پتا ٹھکانا معلوم کرنا یا ایک دوسرے کا سامنا کرنا ضروری نہیں ہے۔ ہزاروں میل دور رہ کر بھی ہم دوستی نباہ سکتے ہیں۔ تمہیں آدھی رات کو بھی میری ضرورت پڑے تو میں تمہاری مدد کے لئے آسکتی ہوں اور مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہو تو تم میرے کام آسکتے ہو۔"

"بے شک' ایک دوسرے کے سامنے آکر مصافحہ کرنے اور گلے ملنے سے دوستی نہیں ہوگی۔ دور رہ کر بھی ایک دوسرے کے کام آنے کا نام دوستی ہے لیکن....."

وہ بولتے بولتے رک گیا۔ شی تارا نے پوچھا "لیکن کیا؟"

"وہ یہ کہ تمہیں آدھی رات کو بھی میری ضرورت ہوگی تو تم خیال خوانی کے ذریعے مجھے آواز دے سکوگی۔ میں اپنے برے وقت میں تم سے رابطہ کیسے کروں گا' اور کہاں آواز دیتا پھروں گا؟"

"یہ ایک پرابلم ہے اس کا حل یوں ہوسکتا ہے کہ میں صبح شام اور رات کو یعنی ہر روز تین بار تم سے رابطہ کروں پھر تمہاری خیریت معلوم کرکے چلی جاؤں۔"

"ہاں۔ اسی طرح یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ ایسے طریقۂ کار کے مطابق تمہاری دوستی مجھے منظور ہے لیکن....."

"کیا پھر کوئی بات کھٹک رہی ہے؟"

"نہیں' تمہیں اور تمہارے بھائی کو قسم کھانا ہوگا کہ آج سے میرا تعاقب نہیں کروگے اور نہ ہی کسی آلۂ کار کے ذریعے مجھے تلاش کروگے۔"

"یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔ ہم ایسی کوئی حرکت نہیں کریں گے' جس سے تمہارے دل میں کوئی شبہ پیدا ہو میں اس سلسلے میں اپنے جان سے زیادہ عزیز بھائی بے بے سرنا کی قسم کھاتی ہوں۔"

"اپنے بھائی سے کہو' وہ بھی قسم کھاتے ہوئے اپنی آواز سنائے۔"

"میرا بھائی فرہاد علی تیمور کی قید میں ہے۔ اس نے بھائی کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں جانا چاہتی ہوں تو وہ سانس روک لیتا ہے۔ اس ظالم فرہاد نے بھائی کو بہن سے جدا کردیا ہے۔"

"یہ تو بڑے دکھ کی بات ہے۔ اب میری اور تمہاری صلاحیتیں ایک ہوگئی ہیں۔ ہم کوئی ٹھوس منصوبہ بنا کر بے بے سرنا کو رہائی دلاسکتے ہیں۔"

وہ خوش ہو کر بولی "اوہ پاشا! آئی لو یو۔ تم نے میرے دل کی بات کہہ دی ہے۔ تم بھائی سرنا کی رہائی کے لئے مجھ سے تعاون کروگے تو یقیناً کامیابی ہوگی۔ میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔"

"دوستی میں کسی پر احسان نہیں کیا جاتا۔ صرف دوستی نباہی جاتی ہے۔ تمہارے ذہن میں کوئی پلاننگ ہے تو بتاؤ۔"

"ہاں' ایک تدبیر ہوسکتی ہے۔ تم نے فرہاد کی آواز ضرور سنی ہوگی۔"

"وہ ساری دنیا میں شیطان کی طرح مشہور ہے۔ ہماری طرح غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے ہر شخص نے اس کی تصویر دیکھی ہوگی۔ ویڈیو پر اسے متحرک دیکھا ہوگا اور آوازیں بھی سنی ہوں گی۔ بہرحال میں نے اسے چھوٹی اسکرین پر دیکھا بھی ہے اور آواز بھی سنی ہے۔"

"اگر تم اس پر دن رات توجہ دو' اس کی باتیں سنتے رہو تو یہ معلوم ہوسکے گا کہ اس نے میرے بھائی کو سمرقند سے لے جاکر کس ملک اور کس شہر میں پہنچایا ہے۔"

"ہاں یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ خود تمہارے بھائی سے ملنے جاتا ہے یا نہیں۔ اگر جاتا ہے تو میں تمہارے بھائی کے ساتھ اس کی تمام گفتگو سن سکوں گا۔"

"اس کے علاوہ اس کی دوسری تمام مصروفیات کا علم ہوتا رہے گا۔ ان تمام معلومات کے ذریعے ہم کوئی بڑا فائدہ اٹھاسکیں گے۔"

"میں ابھی اس کی آواز سننے کی کوشش کرتا ہوں۔ تم جب تک چاہو' میرے دماغ میں رہ سکتی ہو اور میرے ذریعے دشمن کی گفتگو سن سکتی ہو۔"

"شکریہ پاشا! تم میرا دل جیت رہے ہو۔"

یوسف پاشا نے سر جھکا کر آنکھیں بند کیں۔ میرا تصور کیا' میری آواز اور لہجے کو یاد کیا پھر میری آواز سننے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد شی تارا نے کہا "اس کی آواز نہیں آرہی ہے۔ شاید تم نے صحیح طرح رابطہ قائم نہیں کیا ہے۔"

"رابطہ درست ہے' وہ شاید تنہا ہے اس لئے خاموش ہے یا سو رہا ہے یا پھر خیال خوانی میں مصروف ہے۔"

"تمہیں میری وجہ سے زحمت ہو رہی ہے۔ پتا نہیں وہ کم بخت کب بولے گا۔"

وہ بولا "تم میرے دماغ میں ہو اور دل میں دھڑک رہی ہو۔ اس لئے یہ زحمت بھی میرے لئے رحمت ہے۔"

شی تارا نے دل میں کہا "الو کا پٹھا' عشق فرما رہا ہے۔ ایسے دل پھینک لوگوں کو الو بنائے رکھنا آسان ہوتا ہے۔"

پھر وہ بولی "پتا نہیں تمہارے دل میں کتنی حسینائیں دھڑکتی ہیں۔ میں اس معاملے میں تم پر بھروسا نہیں کروں گی۔"

"میں ہرجائی نہیں ہوں۔ ایک بار میری زندگی میں آکر دیکھو۔ میں دنیا کے تمام حسن وشباب سے منہ موڑلوں گا۔"

"اوہ پاشا! ہم اپنی باتوں میں لگ گئے ہیں۔ پلیز، اس کی آواز سنو۔"

"میں باتیں تم سے کررہا ہوں مگر کان ادھر لگے ہوئے ہیں۔"

پھر وہ سنبھل کر سیدھا بیٹھ گیا۔ اسے میری آواز سنائی دی۔ میں اپنی جگہ خیال خوانی میں مصروف تھا۔ دروازے پر دستک سن کر چونک گیا تھا۔ طویل خاموشی کے بعد میں بڑبڑایا "اوہ" یہ کون آگیا۔ نان سنس۔"

میں اٹھ کر دروازے کے پاس آیا پھر اسے کھولنے سے پہلے پوچھا "کون ہے؟"

دوسری طرف سے لکی سیون کی آواز سن کر میں نے پریشان ہوکر سوچا۔ "آگئی مصیبت..."

میں اپنی داستان کے پچھلے حصے میں بیان کرچکا ہوں کہ جب یعقوب ہمدانی کے ساتھ فرغانہ سے تاشقند جارہا تھا تو ایک نیم پاگل لڑکی ہماری کار میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ وہ ایک دماغی اسپتال سے بھاگ کر آئی تھی۔ اس کا المیہ یہ تھا کہ اس کی یادداشت بہت کمزور ہوگئی تھی۔ وہ صرف اپنی پچھلی زندگی ہی نہیں بھولی تھی بلکہ صبح کی بات شام تک بھول جاتی تھی۔ کبھی کبھی تو ایک گھنٹہ پہلے کی بات یاد نہیں رہتی تھی۔

اسے اپنا نام بھی یاد نہیں رہا تھا۔ اس کے پاس دماغی اسپتال کا ایک بیج تھا جس پر سات نمبر لکھا ہوا تھا۔ اس لئے میں اور یعقوب ہمدانی اسے لکی سیون کہتے تھے۔ اس کی گفتگو بڑے کمال کی ہوتی تھی۔ ہمیشہ الٹی باتیں کرتی تھی لیکن منطقی دلائل سے وہ باتیں درست ہوتی تھیں۔

میں نے بند دروازے کے پیچھے سے پوچھا "اے لکی سیون! یہاں میرے پاس کیوں آئی ہو؟"

وہ دروازے کے دوسری طرف سے بولی "اے تم کون ہو؟ اور مجھے لکی سیون کیوں کہہ رہے ہو؟ ارے ہاں یاد آیا، وہ آدمی جو مجھے یہاں چھوڑ گیا تھا، وہ بھی مجھے لکی سیون کہتا تھا۔"

میں نے اس کے خیالات پڑھے۔ وہ بھول چکی تھی کہ کون اسے میرے دروازے پر چھوڑ گیا تھا لیکن میں سمجھ گیا تھا۔ وہ یعقوب ہمدانی کے کارنول میں تھی۔ میں نے ہمدانی سے کہا تھا کہ لڑکی معصوم ہے اسے اپنے کارنول میں تحفظ دو۔ میں خیال خوانی کے ذریعے اس کی یادداشت واپس لاؤں گا، اسے دماغی توانائی پہنچاؤں گا۔

میں نے یعقوب ہمدانی کے خیالات پڑھے، وہ لکی سیون کو میرے دروازے پر چھوڑ کر اپنی کار میں جارہا تھا۔ میں نے پوچھا "یہ کیا حرکت ہے، تم اسے میرے پاس کیوں چھوڑ گئے ہو؟"

وہ غصے سے منہ بنا کر بولا "میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ واہ خوب دوستی نباہتے ہو۔ ایک تو مجھ سے ملتے نہیں۔ دوسرے اس پگلی کو میرے سر پر سوار کردیا ہے، اس کا علاج بھی نہیں کرتے ہو۔"

"بھئی میری مجبوری سمجھو۔ میں بہت سے اہم معاملات میں الجھا ہوا ہوں۔ سوچ رہا تھا، فرصت ملتے ہی تم سے رابطہ کروں گا۔"

"دیکھو دوست! تمہاری مصروفیات اپنی جگہ ہیں لیکن یہ پگلی نہیں ایک زلزلہ ہے۔ اس نے میرے دماغ کی چولیں ہلا ڈالی ہیں۔ اگر میں اسے تمہارے پاس لاکر نہ چھوڑتا تو تمہیں اس کے ساتھ میرے دماغ کا بھی علاج کرنا پڑتا۔ سو سوری، مجھے پاگل بننے کا شوق نہیں ہے۔"

"تم کیسے مرد ہو، ایک لڑکی سے ڈر گئے ہو۔"

"ذرا اسے چوبیس گھنٹے برداشت کرلو پھر میں تمہاری مردانگی کے متعلق پوچھوں گا۔ وہ میرے پاس رہ سکتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ تم بھی میرے ساتھ رہوگے۔"

"تم نے دیکھا ہے، میں خطرات میں گھرا رہتا ہوں۔ کیا بھول گئے، مجھ پر چلائی جانے والی گولی تمہارے بازو میں لگی تھی؟"

"وہ بازو میں لگی تھی، میں تمہارے لئے سینے پر گولی کھانے کی آرزو رکھتا ہوں۔"

میں نے مسکراتے ہوئے اس کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا پھر دروازہ کھول دیا۔ وہ سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ بڑی پیاری سی معصوم سی لڑکی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہیں کھڑی رہ گئی۔ سوچنے لگی، میں نے پوچھا "کیا تمہیں یاد آرہا ہے کہ مجھے کہیں دیکھا ہے؟"

وہ بولی "یاد اسے کیا جاتا ہے جسے کبھی دیکھا ہو۔ میں نے تمہارے جیسا نامکمل انسان پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"نامکمل؟ تم مجھے نامکمل کیسے کہہ رہی ہو؟"

"کیا تم آئینہ نہیں دیکھتے؟ تمہارے کان کہاں ہیں؟"

میں نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں کانوں کو چھولیا۔ شدید سردی کے باعث میں نے مفلر لپیٹ رکھا تھا۔ جس سے دونوں کان چھپ گئے تھے لیکن کانوں کا ہاتھ لگانے کا عمل بے اختیاری تھا جیسے واقعی کان نہ ہوں اور بقول اس کے میں نامکمل ہوں۔

وہ کھلکھلا کر ہنستی ہوئی بولی "کیا مجھے پاگل سمجھتے ہو؟ کیا میں اتنا بھی نہیں جانتی کہ تمہارے کان منی کمبل میں چھپے ہوئے ہیں۔"

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچا پھر دروازہ بند کر کے کہا "باہر سردی میں تمہاری قلفی جم جائے گی اور یہ منی کمبل نہیں مفلر ہے مفلر۔"

"کیا یہ اُون کا ہے؟"

"ہاں، اون کا ہے۔"

"کمبل بھی اون کا ہوتا ہے۔ وہ بڑا ہوتا ہے۔ اسے پاؤں سے سر تک اوڑھتے ہیں۔ اسے سر سے گردن تک لپیٹتے ہیں۔ وہ بھی اون، یہ بھی اون۔ وہ بھی گرم یہ بھی گرم۔ وہ بھی سردی سے بچاتا ہے، یہ بھی سردی سے بچاتا ہے۔ وہ بھی...."

میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا "میں مان گیا ہوں میری ماں! یہ منی کمبل ہے۔"

میں اس کا بازو پکڑ کر اسے آتش دان کے پاس لے آیا، پھر بولا۔ "کیا تمہیں سردی نہیں لگتی ہے۔ گرم کپڑے کیوں نہیں پہنے۔ وہ گدھا تمہیں ایسے ہی پکڑ کر یہاں لے آیا تھا۔"

"گدھا؟" وہ حیرانی سے مجھے دیکھتے ہوئے بولی "کیا تم پاگل ہو، کوئی گدھا کسی انسان کو کیسے پکڑ سکتا ہے؟ مجھے ایک آدمی یہاں چھوڑ گیا ہے۔"

"میں اسی آدمی کو غصے میں گدھا کہہ رہا ہوں۔"

"ایسا غصہ کس کام کا جو آدمی کو گدھا بنادے۔ مجھے یاد ہے اس نے مجھے بہت سے کپڑے پہننے کو دیے تھے اور میں نے پہنے بھی تھے۔"

"پھر کہاں ہیں وہ کپڑے؟"

وہ سوچنے لگی۔ آتش دان کے انگاروں کو تکنے لگی۔ میں کوئلے ڈال کر آگ بھڑکانے لگا، وہ بولی "ہاں، یاد آیا۔ مجھے گرمی لگ رہی تھی۔ میں نے سارے کپڑے اتار کر پھینک دیے۔"

"پھر یہ اسکرٹ اور بلاؤز کیوں پہن رکھا ہے۔ کیا اور گرمی لگے گی تو اسے بھی اتار پھینکوگی؟"

"میں پاگل کی بچی نہیں ہوں۔ یہ میری کھوپڑی دیکھو۔"

وہ ایک انگلی سے اپنی کھوپڑی بجاتے ہوئے بولی "میں بہت عقلمند ہوں۔ خوب جانتی ہوں کہ جانور ننگے ہوتے ہیں، انسان نہیں۔"

میں نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "شاباش، اسی طرح عقل کی باتیں کیا کرو۔ اب عقل سے یہ بھی سمجھو کہ سردی کے موسم میں گرم کپڑے پہنے جاتے ہیں۔"

اس نے مجھے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا، پھر کہا "یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔ ہمارے بدن پر وہی کھال ہوتی ہے جو گرمی کے موسم میں ہوا کرتی ہے۔ ان دنوں ہم گرم کپڑے نہیں پہنتے، پھر آج کل کیوں پہنتے ہیں؟"

"اس لئے کہ سرد ہوا چلتی ہے۔"

"کیا گائے، گھوڑے اور بکریوں کے لئے سرد ہوا نہیں چلتی؟ وہ تو گرم کپڑے نہیں پہنتے؟"

"خدا نے جانوروں کو ایسا بنایا ہے۔ ان پر سردی، گرمی اور بارش اثر انداز نہیں ہوتی۔"

"مجھے بھی خدا نے ایسا ہی بنایا ہے۔ ہزاروں ہزاروں سال پہلے جب کپڑے نہیں تھے، گھر نہیں تھے، لوگ کھلی فضا میں ننگے کیسے رہتے تھے۔ کیا اس زمانے میں سرد ہوائیں نہیں چلتی تھیں؟"

میں حیرانی سے آنکھیں پھاڑ کر اسے تکنے لگا۔ واقعی انسان جب غاروں میں یا درختوں پر رہتا تھا اور لباس کا نام تک نہیں جانتا تھا۔ تب وہ جانوروں کی طرح بے لباس رہ کر ہر موسم کی سختیاں جھیل لیا کرتا تھا اور نزلہ زکام میں مبتلا نہیں ہوتا تھا۔

وہ بولی "اے تم مجھے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھ رہے ہو؟"

میں نے کہا "میں تمہارے سامنے خود کو ایسا بچہ سمجھ رہا ہوں، جسے تم سے بہت کچھ سیکھنا چاہئے۔ کیا میں تمہیں دادی اماں کہا کروں؟"

"نہیں۔ مجھے تو وہ اپنا والا نام پسند ہے۔"

"کون سا نام؟ کیا تمہیں یاد ہے؟"

"ہاں، یاد ہے۔ وہ آدمی جو مجھے یہاں چھوڑ گیا ہے۔ وہ بار بار مجھے میرا نام یاد دلاتا رہتا تھا۔ کیا بھلا سا نام تھا۔"

"لکی سیون۔"

وہ خوش ہوکر بولی "ہاں لکی سیون۔ میرا نام لکی سیون ہے۔ تعجب ہے، تم کیسے جانتے ہو؟"

میں نے موضوع بدل کر پوچھا "تمہیں بھوک لگی ہوگی۔ کچھ کھاؤگی؟"

"ہاں، میں تکلیف میں ہوں، کھاؤں گی۔"

"اسی تکلیف کو ہی بھوک کہتے ہیں۔ یہ بھوک آدمی کو اندر سے بے چین اور کمزور کردیتی ہے۔"

"تم اندر کی بات کیسے جانتے ہو۔ میں واقعی بے چینی اور کمزوری محسوس کررہی ہوں۔"

"میرے ساتھ آؤ اور کچن وغیرہ دیکھ لو۔ کھانے کے لئے بہت کچھ ہے۔ کیا تم چولھا جلانا اور کھانا گرم کرنا جانتی ہو؟"

"میں نادان بچی نہیں ہوں۔ سب جانتی ہوں، لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ ٹھنڈا کھانا بھی وہی ہوتا ہے اور گرم کرنے کے بعد بھی کھانا وہی رہتا ہے پھر اسے گرم کرکے کھانا کیا ضروری ہے۔"

"اصل لذت گرم کھانے میں ہوتی ہے۔"

"تو پھر اسے گرم کرنے کے بعد پھونک پھونک کر لقمہ ٹھنڈا کرکے منہ میں کیوں ڈالتے ہو۔ کیا تم لوگوں کی کھوپڑی الٹی نہیں ہے کہ ٹھنڈے کو گرم کرتے ہو پھر اس کو منہ میں نہیں رکھتے دوبارہ اسے ٹھنڈا کرکے چباتے ہو۔"

میں نے ایک گہری سانس لے کر سوچا، آفرین ہے یعقوب ہمدانی پر کہ اس نے چار دنوں تک اس لڑکی کو برداشت کیا۔ عجیب منطقی گفتگو کرتی تھی۔ اس کی باتوں کے جواب میں کچھ کہنا مشکل ہوجاتا تھا۔ وہ ہوشمند لگتی تھی اور ہمیں احساس ہوتا تھا کہ ہم الّو کے پٹھے ہیں، الٹی سیدھی حرکتیں کرتے ہیں اور خود کو ہوشمند کہتے ہیں۔

ادھر یوسف پاشا ہماری گفتگو سن رہا تھا اور یہی باتیں شی تارا اس کے دماغ میں رہ کر سن رہی تھی۔ حیرانی سے بولی "آخر یہ لڑکی ہے کون؟ کہاں سے آئی ہے؟"

پاشانے کہا "تم اس کی آوازیں سن رہی ہو۔ اس کے چور خیالات بھی پڑھ سکتی ہو۔"

"ابھی میں یہی کررہی تھی لیکن اس کی یادداشت کا خانہ خالی ہے۔ یہ تو یہ بھی بھول چکی ہے کہ دو گھنٹے پہلے ہمدانی کے کارنول میں تھی۔ یہ ہمدانی کا بھی نام بھول چکی ہے۔ جبکہ چار دن اس کے ساتھ رہ چکی ہے۔"

پاشانے پوچھا "کیا وہ واقعی سردی محسوس نہیں کرتی ہے اور کوئی موسم اس پر اثرانداز نہیں ہوتا ہے۔"

"ہاں' میں نے اس کے دماغ میں رہ کر محسوس کیا ہے' یہ اندر سے بہت گرم ہے۔ اس کے بدن پر ازبکستان کی شدید سردی کا اثر نہیں ہورہا ہے۔ یہ قدرتی طور پر مختلف موسمی اثرات سے بے نیاز رہی ہے۔"

"یہ تو عجیب سی بات ہے۔"

"ہاں' یہ لڑکی عجیب و غریب ہے۔ بے حد ذہین ہے مگر نیم پاگل ہے۔ سردی' گرمی' بارش اور برف باری کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ اس کی اسٹڈی کرتے رہنے سے معلوم ہوتا رہے گا کہ آخر یہ بلا کیا ہے؟"

"کیا تم اسے فرہاد کے خلاف استعمال کرسکوگی؟"

"ابھی یقین سے نہیں کہہ سکتی۔ اسے آلۂ کار بنا کر فرہاد کو زخمی کرنا چاہوں گی اور ناکام رہوں گی تو وہ ہوشیار اور مزید محتاط ہوجائے گا۔ فی الحال فرہاد پر ہمیشہ نظر رکھنے کے لئے وہ ایک ذریعہ بن گئی ہے۔"

"یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ لکی سیون کو کب تک اپنے قریب رہنے دے گا۔ ہوسکتا ہے وہ اسے کھلانے پلانے کے بعد دماغی ہسپتال میں یا کسی فلاحی ادارے میں پہنچادے۔"

"میں اس لڑکی کے ذریعے اس رہائش گاہ کا محلِ وقوع معلوم کروں گی۔ جب بھی وہ لڑکی کو کہیں چھوڑ کر آئے گا میں پھر اسے اس کے گھر پہنچادیا کروں گی۔"

"ہاں' اس طرح تم اس کی نگرانی کرتی رہوگی۔"

"لیکن' ابھی تک ہمارا اصل مقصد پورا نہیں ہوا ہے۔ بھائی سرنا کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔"

"فرہاد تمہارے بھائی کے سلسلے میں کسی سے گفتگو کرے گا تو میں سن سکوں گا۔ ہوسکتا ہے کہ اس نے سرنا کو اسی رہائش گاہ میں چھپا رکھا ہو' جہاں ابھی اس پگلی کے ساتھ ہے۔"

"ایسا ہوسکتا ہے۔ میں لکی سیون کے ذریعے معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

وہ لکی سیون کے دماغ میں آگئی۔ وہ بڑے مزے سے ٹھنڈا کھانا کھارہی تھی۔ اسے گرم اور ٹھنڈے کا فرق محسوس نہ تھا۔ شی تارا نے اس کی سوچ میں کہا "پتا نہیں' میں کس ... آگئی ہوں۔ مجھے اس شخص کا نام پوچھنا چاہئے۔"

وہ لقمہ چباتے ہوئے بولی "مجھے نام کیوں پوچھنا چاہئے؟"

میں نے پوچھا "کیا تم میرا نام پوچھنا چاہتی ہو؟"

وہ بولی "نہیں' خواہ مخواہ میرے دماغ میں بات آرہی ... تمہارا نام پوچھنا چاہئے مگر تم ہی بتاؤ میں پوچھ کر کیا کروں گی کہ ... نام ایکس وائی زیڈ کچھ بھی ہوگا مگر تم آدمی ہی رہوگے ... ہونے سے آدمی اور وائی ہونے سے جانور تو نہیں ہوجاؤ ... میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں ایک انسان کے پاس آرہی ... ہوں۔"

میں یہ سنتے ہی چونک گیا تھا کہ میرا نام پوچھنے والی بات ... دماغ میں آئی تھی جبکہ وہ پوچھنا نہیں چاہتی تھی۔ یقین کی حد تک ... شبہ ہوا کہ اس معصوم کے دماغ میں کوئی ہے۔ میں نے ظاہر ... نہیں کیا۔ انجان بن کر کہا "اگر دماغ میں یہ بات آئی ہے ... پوچھنا چاہئے تو اس کا مطلب ہے تمہیں سوسائٹی کے طور ... معلوم ہورہے ہیں۔ جب دو اجنبی ملتے ہیں تو ایک دوسرے ... پوچھتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے تو پھر اپنا نام بتاؤ؟"

"میرا نام فرہاد ہے۔"

"فرہاد کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہ ایک فولادی عزم رکھنے والے عاشق کا نام ہے۔"

"کیا تم عاشق ہو؟"

"بے شک ہوں۔"

"کس سے عشق کرتے ہو؟"

"اپنی بھولی بھالی بیٹی سے۔"

"بیٹی کہاں ہے؟"

"یہ میرے سامنے بیٹھی ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "سچ؟ تمہاری بیٹی ہوں' تم نے پہلے نہیں بتایا۔ آج سے تم مجھے بیٹی کہو۔ میں تمہیں بیٹا کہوں گی۔"

"بیٹی اپنے باپ کو بیٹا نہیں کہتی ڈیڈی یا پاپا کہتی ہے۔ ... بچے مجھے پاپا کہتے ہیں تم بھی یہی کہو۔"

"پاپا! ہاں' یہ اچھا لگتا ہے۔ تمہارے دوسرے بچے کہاں ہیں؟"

"دوسرے ملکوں میں ہیں۔"

"یہاں اکیلے ہو؟"

اب وہ ہوشمندوں کی طرح سوالات کررہی تھی اور شبہ ... جارہا تھا۔ میں نے تجسس پیدا کرنے کے لئے کہا "یہاں اکیلا ... بھی اور نہیں بھی ہوں۔"

"پاپا! اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"بس کا مطلب؟"

"یہی کہ آپ یہاں اکیلے بھی ہیں اور اکیلے نہیں بھی ہیں۔"

"چھوڑو اس بات کو۔ یہ کھانا ختم کرو۔"

"میں نہیں کھاؤں گی پہلے بتاؤ یہاں اور کون ہے؟"

پھر وہ خود ہی جھنجلا کر بولی "ارے اتنا اچھا کھانا کیوں نہیں کھاؤں گی۔ یہ میرے دماغ میں الٹی سیدھی باتیں کیوں آرہی ہیں کہ یہاں کون ہے اور کون نہیں ہے۔ مجھے کسی سے کیا لینا ہے؟"

میں نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "میری بیٹی بہت معصوم ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس معصوم کو کوئی آلۂ کار بنائے۔ شی تارا! میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں آئندہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی میری اس بیٹی کے دماغ میں آؤگی اور اسے آلۂ کار بنانے کی غلطی کروگی تو اس غلطی کی بہت بڑی سزا تمہارے بھائی کو ملے گی۔ جاؤ بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

وہ بولی "جارہی ہوں۔ ابھی جارہی ہوں مگر ایک مہربانی کرو' مجھے تھوڑی دیر کے لئے بھائی سے باتیں کرنے دو۔"

"میں نے وارننگ دی تھی کہ ایک سیکنڈ بھی اس بیٹی کے دماغ میں نہ رہنا لیکن تم کئی سیکنڈ رہ گئی ہو۔ اس کی سزا تمہارے بھائی کو ملے گی۔ تم پانچ منٹ کے بعد سرنا کے دماغ میں آسکوگی۔ ناؤ گیٹ آؤٹ۔"

وہ یوسف پاشا کے دماغ میں آئی۔ پاشانے کہا "فرہاد زبان سے بول رہا تھا۔ اس لئے میں صورتِ حال سمجھ رہا ہوں۔ بائی دی وے شی تارا' تم بار بار ایک ہی غلطی کرتی آرہی ہو اور وہ یہ کہ فرہاد کے مقابلے میں عجلت سے کام لیتی ہو۔"

"میں مانتی ہوں۔ مجھے جلدبازی کی عادت سی ہوگئی ہے۔ میں نے لکی سیون کو اچھی طرح سمجھے بغیر آلۂ کار بنایا اور فرہاد پر اپنی موجودگی ظاہر کردی۔ میں نے جلدبازی میں یہ نہیں سوچا کہ سلمان اور سلطانہ کو اغوا کرنے سے خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آئے گا۔"

"اور یہ بھی نہیں سوچا تھا کہ ثانی اور علی کو ٹریپ کرنے کی حماقت کرنے سے کتنا نقصان اٹھاؤگی۔ اس عرصے میں ایک ہی عقلمندی کی ہے کہ مجھے دوست بنایا ہے۔ اگر کوئی قدم اٹھانے سے پہلے مجھ سے مشورے کرتی رہوگی تو تمہاری تمام ناکامیوں کو کامیابیوں میں بدل دوں گا۔"

"میں کس منہ سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔ تم میرے اچھے اور سچے دوست ہو۔ ایک منٹ گزر رہا ہے۔ آئندہ چار منٹ کے بعد بھائی کے دماغ میں تھوڑی دیر کے لئے جگہ ملے گی۔ مجھے مشورہ دو کیا اس موقع سے کوئی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔"

"تم دو منٹ کے لئے جاؤ۔ مجھے سوچنے دو اور تم بھی غور کرو۔ شاید کوئی اچھی سی تدبیر دماغ میں آجائے۔"

وہ چلی گئی۔ دونوں اپنی اپنی جگہ سوچتے رہے۔ سر کھپاتے رہے پھر آخری دو منٹ میں وہ واپس آئی۔ پاشانے کہا "کوئی خاص تدبیر نہیں سوجھی۔ یوں بھی جلدبازی میں کچھ سوچ کر اس پر عمل کرنا حماقت ہوگی پھر بھی ایک فنٹاسٹک آئیڈیا ہے' اس پر ضرور عمل کرنا۔"

"وہ کیا ہے؟ جلدی بولو۔"

"اپنے بھائی کو زبان سے بولنے پر مجبور کرنا تاکہ میں اس کی آواز سن سکوں۔ ایک بار اس کی باتیں سن لوں گا تو مجھے دن رات اس کے حالات معلوم ہوتے رہیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ اسے کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے۔"

"بیشک آئیڈیا اچھا ہے لیکن تم بھائی کی آواز کس ذریعے سے سن پاؤگے؟ میں تو خیال خوانی کی ذریعے اس سے باتیں کروں گی۔"

"کیا ٹیلی پیتھی کے علم میں ایسی کوئی تکنیک نہیں ہے کہ تم مجھے اپنے دماغ میں بلا کر اپنے بھائی کی باتیں سنا سکو؟"

"ایسی کوئی تکنیک نہیں ہے۔"

"پھر تو یہی ہوسکتا ہے کہ تم اپنی اصلی آواز مجھے سناؤ۔ اس طرح تم سرنا کی آواز سنوگی تو میں تمہارے ذریعے اس کی باتیں سنتا رہوں گا۔"

"سوری پاشا! آج ہی ہماری دوستی ہوئی ہے۔ میں اتنی جلدی بھروسا نہیں کروں گی۔ کچھ عرصہ گزرنے دو۔ ہماری دوستی مضبوط ہوتی رہے گی تو صرف آواز نہیں سناؤں گی بلکہ خود تمہارے پاس چلی آؤں گی۔"

"مجھے خوشی ہے کہ آئندہ پائیدار دوستی کے لئے اتنی دور تک سوچ رہی ہو۔ تم جاؤ' آخری منٹ گزرنے کو ہے۔"

اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں شی تارا ہوں۔ پانچ منٹ پورے ہوگئے۔ کیا بھائی کے پاس جاؤں؟"

"میں اس وقت سرنا کے ہی دماغ میں ہوں یعنی تم بھائی کے پاس ہو۔"

وہ میرے دماغ سے نکلی اور بھائی کے پاس پہنچ کر بولی "بھائی سرنا! شی تارا کی جان! میں تیرے پاس آئی ہوں' یہ تو کہاں ہے؟"

وہ گہری تاریکی میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سوچ سے پتا چلا کہ وہ ہونٹوں میں ایک سگریٹ دبا کر اسے سلگانے والا ہے۔ وہ حیرانی سے بولی "بھائی! تو کبھی سگریٹ کو منہ نہیں لگاتا تھا۔ کیا تو نشہ کرنے لگا ہے؟"

اس نے ایک تیلی جلائی پھر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا "لگے دم' مٹے غم۔ یہ میں چرس پی رہا ہوں۔ بائی دی وے' تم یہ خود کو شی تارا اور مجھے اپنا بھائی کیوں کہہ رہی ہو؟"

"ارے! کیا تو مجھے یعنی اپنی شی تارا کو بھول گیا؟"

"میں دنیا بھلا سکتا ہوں اپنی بہن کو نہیں بھلا سکتا۔ تمہاری آواز تو تمام ذی شی تاراؤں جیسی ہے۔ میری بہن ہو تو اصلی آواز میں بولو۔"

"تم جانتے ہو اصل آواز میں بولوں گی تو یوسف البہان کسی ذریعے سے میری آواز سن لے گا اور اس وقت ہمارے درمیان فرہاد بھی موجود ہے۔"

وہ سگریٹ کا کش لگا کر دھواں چھوڑنے لگا' پھر بولا "ہاں یاد آیا۔ فرہاد کہہ رہا تھا' اگر تم بار بار میرے دماغ میں آنا چاہو گی تو وہ اسی طرح مجھے تاریک قید خانے میں رکھے گا۔ ورنہ روشنی میں آزادی سے گھومنے پھرنے دے گا۔"

"کیا وہ تمہیں کھلی فضا میں تنہا چھوڑتا ہے؟"

"ہاں' آج میں چھ گھنٹے تک شہر میں تنہا گھومتا رہا۔ لوگوں سے باتیں کرتا رہا۔ وہ مقامی زبان بولتے تھے مگر انگریزی بھی سمجھ لیتے تھے۔"

"بھائی! تو کس شہر میں ہے؟"

"ملک اور شہر کا نام تھوڑی دیر پہلے یاد تھا۔ فرہاد نے آکر کہا' تم آنے والی ہو اس لئے موجودہ مقام کا نام اور اہم معلوماتی باتیں بھول جاؤ۔ میں اس کے حکم کے مطابق بھول گیا ہوں۔"

وہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے عاجزی سے بولی "فرہاد۔ ایک بار میرے بھائی کو معاف کردو۔ اسے آزاد کردو۔ میں اپنے مرے ہوئے باپ کی قسم کھا کر کہتی ہوں' ہم بہن بھائی آئندہ کبھی تمہارے راستے میں نہیں آئیں گے' تمہارے خلاف کبھی کچھ سوچنے کی حماقت بھی نہیں کریں گے۔"

"میں مانتا ہوں' تم بھائی کے لئے سچی قسم کھا رہی ہو۔ جو کہہ رہی ہو' اس پر عمل کرنا چاہو گی' لیکن تقدیر سے کیسے لڑو گی۔ تمہارے ستارے واضح طور پر کہہ رہے ہیں کہ تم میرے بیٹے کو ایک دن جانی نقصان پہنچاؤ گی۔ میں اپنے بیٹے کی ہونے والی قاتلہ کی کمزوری اپنے ہاتھوں میں کیوں نہ رکھوں۔"

"لیکن ستارے یہ بھی کہتے ہیں کہ میں پارس سے شادی کرلوں تو دشمنی دوستی میں بدل جائے گی۔ میں بھائی کی رہائی کے لئے تمہارا مذہب قبول کرلوں گی۔"

"مذہب اسلام شرائط پر قبول نہیں کیا جاتا۔ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اسے مسلمان نہیں بنایا جاتا۔"

"میں کسی دباؤ میں آکر ایسا نہیں کروں گی۔ دل سے پارس اور اس کے دین کو قبول کروں گی۔"

"پارس نے ابھی تک تمہیں دیکھا نہیں ہے اور جب دیکھا نہیں ہے تو پسند کیسے کرے گا اور جب پسند نہیں کرے گا تو شادی کیسے کرے گا؟"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں پارس سے ملاقات کروں تاکہ وہ مجھے پسند کرلے پھر شادی کی بات چلے۔"

"ایسا ہی ہوتا آیا ہے' یہی دستور ہے۔"

"تم اس طرح میرا اصل چہرہ دیکھنا اور مجھے ٹریپ کرنا چاہتے ہو۔"

"ہونے والی بہو ٹریپ نہیں کی جاتی۔ اس کے شا[...] اس کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اگر تم دل سے ہماری بننا چا[...] پہلے پسندیدگی کے مرحلے سے گزرو۔ پارس سے ملاقات کرو[...]"

"نہیں۔ تم بڑی محبت سے جال بچھا رہے ہو۔"

"میرا خیال ہے' تم بہت دیر بھائی کے پاس رہ گئی ہو[...] تمہیں جانا چاہئے۔"

وہ جلدی سے بولی "پلیز' ابھی نہیں۔ میں نے تو بھائی [...] ہی نہیں کی ہے۔ تم سے باتیں کرتی رہی ہوں۔ تمہیں تمہار[...] کا واسطہ تھوڑا سا وقت اور دو۔"

"ٹھیک ہے۔ وقت دے رہا ہوں۔"

"لیکن اس سے پہلے تم سے دو باتیں اور کرنا چاہتی ہوں[...]"

"میں سن رہا ہوں۔"

"تم سلمان اور سلطانہ کی واپسی سے مطمئن ہوگئے ہو[...] اب تو میرے بھائی کو رہا کرنا تمہارا انسانی فرض ہے۔"

"کیا تم نے انسانی فرض ادا کیا ہے؟"

"ہاں' میں نے ان دونوں کو صحیح سلامت واپس کیا ہے[...]"

"اغوا جیسی غیر انسانی حرکتیں کرکے پھر انسانی فرض ا[...] کون سی انسانیت ہے۔"

"تم نے بھی میرے بھائی کو اغوا کیا ہے۔"

"میں کب انکار کرتا ہوں۔ ہم سب غیر انسانی حرکتیں [...] ہیں اور دوسروں کو انسانی فرائض سکھاتے ہیں۔"

"میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتی۔ میں ہی اکیلی خ[...] ہوں۔ مجھے اور میرے بھائی کو ایک بار معاف کردو۔"

"میں کوئی کھیل زیادہ دیر نہیں کھیلتا۔ جلدی اس کا دی اینڈ [...] دوسرا کھیل شروع کردیتا ہوں۔ تمہیں ایک سبق سکھانا تھا [...] سکھا دیا ہے لہٰذا تمہیں بھائی کی آزادی مبارک ہو۔"

وہ خوش ہوکر بولی "کیا سچ کہہ رہے ہو۔ میں سننے میں غل[...] نہیں کر رہی ہوں؟"

"میں زبان دے کر نہیں پھرتا۔ سریتا پیرس میں ہے۔ تمہیں [...] گھنٹے بعد ایفل ٹاور کے کسی اسنیک بار میں ملے گا۔ میں دو گھ[...] کے لئے اس کا دماغ لاک کر رہا ہوں' لہٰذا جاؤ۔"

میں نے سانس نہیں روکی۔ سریتا کے دماغ کو لاک کیا۔ وہ [...] جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اسے بھائی کی رہائی کی بے حد خوشی [...] مگر سنجیدگی سے سوچ رہی تھی کہ یہ میری کوئی چال بھی ہو سکتی ہے[...]

اس نے سوچا یہ خوش خبری یوسف پاشا کو سنائے پھر خیال [...] اسے معلوم ہوگا کہ بھائی سریتا پیرس میں ہے اور ایفل ٹاور [...] پاس کہیں ملنے والا ہے تو وہ اپنے ماتحتوں کو وہاں جاسوسی کے [...] بھیج دے گا۔ اس کے جاسوس سریتا کا تعاقب کریں گے کہ ا[...] اب کہاں لے جایا جارہا ہے پھر یہ کہ پاشا ایک بار کسی کے ذر[...] سریتا کی آواز سن لے گا تو ہمیشہ کے لئے سریتا کا سایہ بن جائے [...]

بھائی سریتا ہزار بھیس میں رہے یا کسی خفیہ اڈے میں چھپا رہے' پاشا اس کی آواز کے ذریعے بہت کچھ معلوم کرتا رہے گا۔

اس نے اپنی ڈی شی تارا اور ڈمی پے سریتا سے رابطہ کیا۔ وہ دونوں پیرس میں تھے۔ اصل شی تارا نے ڈمی سے کہا "پیرس کے وقت کے مطابق صبح نو بجے میرا بھائی سریتا ایفل ٹاور کے کسی اسنیک بار میں دکھائی دے گا۔ تم دونوں وہاں جاؤ گے۔ اپنے آس پاس اپنے ہوشیار ماتحتوں کو چھپ کر رہنے کی ہدایت کرو۔ جب تم بھائی سریتا کو محفوظ مقام تک لاؤ گے تو فرہاد کے جاسوس ضرور تم پر نظر رکھیں گے اور ہمارے ماتحت ان جاسوسوں کے تعاقب کو ناکام بنائیں گے۔"

ڈی شی تارا نے کہا "یس میڈم! ہم اپنے باس سریتا کو بڑی ہوشیاری سے خفیہ اڈے میں لائیں گے۔"

"فرہاد یا اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے بھائی کے دماغ میں چھپے ہوں گے' لہٰذا بھائی کو اپنی گاڑی میں بٹھاتے ہی اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دینا تاکہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ذریعے ان راستوں کو نہ معلوم کرسکیں جہاں سے تم اسے لے جاؤ گے۔"

"ہم یہی کریں گے۔ کیا ایسے وقت آپ ہمارے پاس رہیں گی۔"

"میں اپنے بھائی کے دماغ میں موجود رہوں گی۔ تم لوگوں کو ایک گھنٹہ پہلے ہی ایفل ٹاور پہنچنا چاہئے۔"

"یہاں سات بج کر پندرہ منٹ ہو چکے ہیں۔ ہم ابھی جا سکتے ہیں؟"

"ابھی نہیں۔ پہلے اپنے خاص ڈاکٹرز کو کوما ٹریٹمنٹ کے تمام سامان کے ساتھ خفیہ اڈے میں پہنچا دو۔ بھائی سریتا کو وہاں لاتے ہی کوما میں پہنچا دیا جائے گا۔"

وہ ڈاکٹر کے پاس چلے گئے۔ شی تارا نے دوسرے ڈاکٹر کے دماغ پر دستک دی' وہ لندن میں تھا۔ اس نے کہا "یس میڈم! میرے لائق کوئی خدمت؟"

"ہاں برین واشنگ کا کیس ہے؟"

"میں آپ کے حکم سے چھ لڑکیوں اور چھ جوانوں کے برین واش کر چکا ہوں اور آپ انہیں چھ شی تارا اور چھ پے سریتا بنا چکی ہیں۔ اب کتنے لوگ ہیں؟"

"صرف ایک اور وہ میرا سگا بھائی ہے۔ پتا نہیں فرہاد نے ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کے کیسے کیسے ہتھکنڈے آزمائے ہیں۔ اس لئے تم پہلے میڈیکل ٹریٹمنٹ سے بھائی سریتا کا برین واش کرو گے۔ بچپن سے اب تک کی تمام باتیں اور اس کا لب و لہجہ سب کچھ اس کے دماغ کے سلیٹ سے مٹا دو گے۔ تاکہ فرہاد کسی بھی چور راستے سے میرے بھائی کے دماغ میں نہ آسکے۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں مسٹر سریتا کے دماغ سے ماضی کی تمام یادیں مٹا دوں گا۔"

"آج ہی پہلی فلائٹ سے زیورچ جاؤ۔"

"کیا زیورچ میں ہمارا نیا اڈا ہے۔"

"ہاں فرہاد' بھائی سریتا کے چور خیالات پڑھ کر ہمارے تمام خفیہ اڈوں کو جان گیا ہے۔ اس لئے میں نے یہ نیا اڈا زیورچ میں بنایا ہے۔ وہاں میری جائداد کا منیجر تمہاری رہائش کا انتظام کرے گا۔ تم سرجری اور برین واشنگ کا تمام سامان لے جاؤ یا پھر جنیوا سے نیا سامان خرید لو۔"

وہ ایسے انتظامات کرتی جارہی تھی کہ آئندہ میں کبھی اس کے بھائی کو اپنا غلام نہ بنا سکوں اور جو انتظامات وہ کر رہی تھی' ان کا علم مجھے نہیں تھا لیکن ایک اندازہ تھا کہ یہی کچھ کرے گی۔ کسی بھی دشمن خیال خوانی کرنے والے کے تنویمی عمل سے نجات دلانے کا آخری طریقہ یہی ہے کہ پہلے اسے کوما میں پہنچا دو تاکہ دشمن اس کے دماغ تک نہ پہنچ سکے۔

اور میں اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی اپنے خیال خوانی کرنے والے ساتھیوں کے ساتھ اس تاک میں رہ سکتا تھا کہ کس دن اور کس وقت وہ بھائی کو کوما سے نکال کر اس کا برین واش کرائے گی۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ کسی کوما میں رہنے والے کے سرہانے بیٹھے نگرانی کرتے رہیں۔

اسے دو گھنٹے بعد بھائی کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ بھائی ایفل

ٹاور کے ایک اسنیک بار میں مل گیا۔ اسے ڈمی ثی تارا اور ڈمی سرتا کے ذریعے ایک خفیہ اڈے میں پہنچادیا گیا۔ وہاں پہنچانے تک اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی گئی تھی اور وہ بھائی کے دماغ میں موجود رہ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہی کہ میں اس کے اندر موجود ہوں یا نہیں؟

اس نے کئی بار مجھے مخاطب کیا "فرہاد! اگر تم بھائی کے اندر موجود ہو تو مجھ سے بولو۔ میں کچھ اہم باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

میں موجود نہیں تھا۔ اس کے بھائی کے اندر رہنا ضروری نہیں تھا لیکن وہ سمجھ رہی تھی' میں فراڈ کررہا ہوں اور موجود رہ کر جواب نہیں دے رہا ہوں۔ بہرحال اسے اطمینان تب ہوا' جب اس نے بھائی کو ایک محفوظ جگہ لے جاکر کوما میں پہنچادیا۔

وہ خوش اور مطمئن ہوگئی' اسے بھائی مل گیا تھا۔ میں اپنی جگہ مطمئن تھا' اس کا بھائی بدستور میری قید میں تھا۔

○☆○

میں نے ایک ہفتہ پہلے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ اس کے دماغ سے بہت سی اہم معلومات حاصل کی تھیں۔ ان میں سب سے اہم معلومات یہ تھیں کہ چھ ڈمی ثی تارا اور چھ ڈمی سرتاؤں کی موجودگی میں اصل ثی تارا اور اصل سرتا کی پہچان کیا ہے؟

پتا چلا سب ہی کے چہرے ایک جیسے ہیں۔ بعد میں اصل ثی تارا نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے پر کچھ تبدیلیاں کیں' خود کو پہلے سے زیادہ حسین بنالیا۔ تمام ثی تاراؤں کی آواز اور لہجے کو اپنی اصل آواز اور لہجے سے مختلف بنادیا۔

اس نے بھائی کو بھی ایسی تبدیلیوں کے لئے کہا لیکن اس نے پلاسٹک سرجری نہیں کرائی۔ البتہ تنویمی عمل کے ذریعے تمام ڈمی سرتا کی آواز اور لہجوں کو اپنی آواز اور لہجے سے مختلف بنادیا۔

اب سرتا کی آواز اور لہجے کو صرف اصل ثی تارا جانتی تھی۔ بعد میں اسے معمول بناکر میں نے بھی اس کی اصل آواز اور لہجہ معلوم کرلیا۔

ایک اور خاص پہچان تھی۔ اصل سرتا کی کمر میں دائیں طرف ایک نمایاں سا پیدائشی نشان تھا۔ یہ نشان کسی اور ڈمی سرتا کی کمر میں نہیں تھا۔ وہ بہن بھائی ایسی ہی مخصوص نشانیوں کے ذریعے ایک دوسرے کو کسی شک وشبہے کے بغیر پہچان لیتے تھے۔

میں نے اصل سرتا سے یہ تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد اس کی ایک ڈمی تیار کی۔ اس کی کمر میں دائیں طرف وہ مخصوص پیدائشی نشان پلاسٹک سرجری کے ذریعے بنوایا۔ ایسا کرنے کے لئے ہی میں نے ڈمی کو پیرس بھیج دیا تھا تاکہ وہ ان مراحل سے بہ آسانی گزرتا رہے پھر میں نے تنویمی عمل کے ذریعے سرتا کی اصل آواز اور لہجہ اس کے ذہن میں نقش کردیا اور اصل سرتا کے ذہن سے اس آواز اور لہجے کو یکسر مٹادیا۔

وہ شخص جسے میں نے ڈمی سرتا بنایا تھا' وہ پہلے ہی نشے کا عادی تھا۔ میں نے ثی تارا کو یہ تاثر دیا کہ میں نے اس کے بھائی کو نشے کا عادی بنادیا ہے' اب وہ گھنٹوں سانس روک کر آتما شکتی کا مظاہرہ نہیں کرسکے گا۔

ہم خیال خوانی کرنے والے کسی کے لب ولہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں پہنچتے ہیں۔ اس نکتے کے پیش نظر وہ لب ولہجہ جس شخص کا ہوتا ہے' ہم اس شخص کے دماغ میں جاتے ہیں۔ میں نے سرتا کا لہجہ ڈمی کو دے دیا تھا اور ڈمی کا لہجہ سرتا کے دماغ میں نقش کردیا تھا اسی لئے جب ثی تارا نے اپنے سگے بھائی کے اصل لب ولہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی تو اسے میری بنائی ہوئی ڈمی کے دماغ میں جگہ ملی۔

وہ اپنے بھائی اصل سرتا کے پاس نہ پہنچ سکی کیونکہ پہنچنے کا ذریعہ وہ مخصوص آواز اور لہجہ تھا جس سے اصل سرتا محروم کیا گیا تھا۔

وہ چرس کا دم لگانے والے سرتا کے پاس پہنچی تھی۔ ایفل ٹاور کے ایک اسنیک بار میں بھی اسے وہی چرسی ملا تھا۔ وہ پورے یقین سے اسے اپنا سگا بھائی سمجھ رہی تھی۔ ایک محفوظ پناہ گاہ میں لے جاکر اس کی کمر پر پیدائشی نشان بھی دیکھا تھا۔ میں نے کسی پہلو سے شبہے کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی۔

اس نے چرسی بھائی کو کوما میں پہنچانے کے بعد زیورچ کے خفیہ اڈے میں پہنچادیا۔ اب اطمینان تھا کہ برین واشنگ کے بعد وہ فرہاد کے تنویمی اثر سے نکلے گا تو نشے کی لعنت سے بھی نجات حاصل کرلے گا۔ وہ بھائی کو پہلے جیسا شہ زور' آزاد اور آتما شکتی جاننے والا بنانے میں اس قدر مصروف ہوگئی کہ دوسرے تمام معاملات کو کچھ عرصے کے لئے نظرانداز کردیا۔

اس سے پہلے وہ یوسف پاشا سے دوستی کررہی تھی۔ اس سے یہ کہہ کر گئی تھی کہ فرہاد اسے بھائی کے دماغ میں جانے کا موقع دے رہا ہے۔ وہ جلد ہی واپس آئے گی لیکن واپس نہیں آئی۔ اپنے بھائی کے معاملے میں مصروف ہوگئی۔

پاشا انتظار کرتا ہی رہ گیا۔ کئی گھنٹوں تک انتظار کرنے کے بعد اسے غصہ آیا کہ کم بخت خود غرض نکلی۔ شاید بھائی کو واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے اور کامیابی حاصل کرتے ہی دوستی کو بھول گئی ہے۔ اس نے صرف بھائی کی واپسی کی خاطر دوستی کی تھی۔

وہ بچہ نہیں تھا۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہوا تھا۔ دنیا والوں کو خود غرض سمجھتا تھا۔ کسی پر بھروسا نہیں کرتا تھا لیکن ثی تارا کو حاصل کرنے کے لئے کسی حد تک دوستی میں سنجیدہ رہنا چاہتا تھا۔ اس کی بے رخی نے اسے پھر عقل سکھادی۔

ایک خیال آیا کہ شاید وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوگئی ہے۔ پھر اس نے سوچا۔ مصیبت میں ہوتی تو اسے ضرور بتاتی شاید کسی وجہ سے یا دشمن کی چال سے دماغی کمزوری میں مبتلا ہوگئی ہے اسی لئے خیال خوانی نہیں کرپارہی ہے۔ جب بھی خیال خوانی کے قابل ہوگی ضرور رابطہ کرے گی۔

وہ چاہتا تو فون کے ذریعے کسی ڈمی ثی تارا اور سرتا کو مخاطب کرکے خیریت معلوم کرسکتا تھا لیکن فون کرنے سے وہ لوگ مختلف ذرائع سے معلوم کرسکتے تھے کہ وہ جزیرے مارکوسان میں پہنچا ہوا ہے۔

پہلے اس نے سوچا تھا مارکوسان نہیں جائے گا کیونکہ علی وہاں مریم کے ساتھ جارہا تھا۔ وہ چاہتا تھا' دونوں اس کی تلاش میں مارکوسان اور آس پاس کے جزیروں کی خاک چھانتے رہیں۔ ناکام ہوکر چلے جائیں پھر اسے تدبیر سوجھی کہ فرہاد کے ایک بیٹے کو طویل عرصے کے لئے مردوں کے جزیرے میں قید کرادینا چاہئے۔

میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ مارکوسان دس چھوٹے بڑے جزیروں پر مشتمل ہے' ان میں ایک جزیرہ ایسا ہے جس میں صرف مرد رہتے ہیں۔ انہوں نے تقریباً پچاس برس سے کوئی عورت نہیں دیکھی۔ ان میں سے کئی لوگ بوڑھے ہوکر مرگئے۔ جو جوان تھے وہ بوڑھے ہورہے تھے۔ ان کے مرنے کے بعد بھی جزیرہ مردوں سے خالی نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہاں نئے مرد قیدی آتے رہتے تھے۔

مارکوسان میں جن قاتلوں اور خطرناک مجرموں کو کالے پانی کی سزادی جاتی تھی' انہیں اس جزیرے میں پہنچاکر ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھول دی جاتی تھیں۔ انہیں وہاں آزاد چھوڑدیا جاتا تھا۔ جزیرے کے چاروں طرف گہرا سمندر تھا۔ وہاں سے دوسرے جزیروں کا فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ کوئی قیدی تیر کر فرار نہیں ہوسکتا تھا۔ کئی بار مختلف قیدیوں نے کشتیاں بناکر سمندر میں اتاریں لیکن وہ بحری پولیس کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

اس جزیرے کے اطراف دن رات بحری پولیس کا سخت پہرا رہتا تھا۔ راتوں کو سرچ لائٹ کی روشنیاں دور ساحلوں پر رینگتی رہتی تھیں۔ پچھلے پچاس برسوں میں صرف ایک قیدی فرار ہونے میں کامیاب ہوا تھا۔ اس کے بعد بحری پولیس کا پہرا اور سخت ہوگیا تھا۔

مشکل یہ تھی کہ فرار ہونے والے قیدی کو جزیرہ مارکوسان میں آنا پڑتا تھا کیونکہ وہاں سے قریب ترین ملک امریکا تھا۔ جس کا جنوب مغربی ساحل تقریباً ایک ہزار میل کے فاصلے پر تھا اور وہاں تک کسی کشتی سے پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ وہ فرار ہونے والا قیدی مارکوسان جانے پر مجبور تھا۔ وہ وہاں سے بھی فرار ہونے کے لئے بحری جہاز میں سوار ہونا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت پولیس مقابلے میں مارا گیا۔ اس کی لاش مردوں کے جزیرے میں بھیج دی گئی۔ وہاں تمام قیدیوں کو دکھائی گئی تاکہ یقین ہوجائے کہ وہاں سے فرار ہونے والوں کے مقدر میں آزادی نہیں صرف موت لکھ دی جاتی ہے۔

کوئی کسی کی موت نہیں لکھ سکتا۔ زندگی اور موت خدا کے ہاتھ ہے' وہی کاتبِ تقدیر ہے۔ وہ چاہے تو کسی بندے کے ہاتھوں کسی بندے کی موت لکھ دے۔ وہ چاہے تو طبعی عمر گزارنے تک زندگی دے دے۔ علی مریم کے ساتھ وہاں آگیا تھا۔

مریم نے کہا "بیٹے! میرے منع کرنے کے باوجود تم نے یہاں تک میرا ساتھ دیا ہے۔ تم سمجھتے کیوں نہیں کہ پاشا میرے ذریعے تمہاری گفتگو بھی سنتا ہوگا۔ اس سے تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"ممی! آپ میری فکر نہ کریں۔ وہ آپ تک پہنچ سکتا ہے لیکن مجھ تک کبھی پہنچ نہیں پائے گا۔"

"نہیں۔ وہ ابھی ان لمحات میں سمجھ رہا ہوگا کہ ہم جزیرے کے کس ہوٹل میں ہیں۔"

"اگر وہ ہماری گفتگو سن رہا ہے تو اسے یہ بھی سن لینے دیں کہ ہم کمرا نمبر چار سو بارہ میں ہیں۔"

"ارے بیٹا! تم خواہ مخواہ کیوں مصیبت مول لینا چاہتے ہو۔ معلوم ہوتا ہے تم نے اپنے بچاؤ کے لئے اور اسے پکڑ کر میرے حوالے کرنے کے لئے کوئی زبردست منصوبہ بنایا ہے۔"

"اب آپ جو چاہے سمجھیں۔ میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہوں۔ میں جان بوجھ کر اسی وقت پھنستا ہوں جب دشمنوں کو الٹا پھانسنے کے لئے ہر طرف جال بچھالیتا ہوں۔"

"مجھے بھی بتاؤ، تم نے منصوبہ کیا بنایا ہے؟"

"زبان سے بولوں گا' تو وہ سن لے گا۔ میں کاغذ پر لکھ کر بتاتا ہوں۔ اس منصوبے میں آپ کے بھرپور تعاون کی ضرورت ہے۔ میری تحریر پڑھ کر آپ بھی تحریر کے ذریعے جواب دیں گی۔"

وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ پاشا ان سے بہت دور ایک خفیہ پناہ گاہ میں بیٹھا اپنی بیوی اور علی کی باتیں سن رہا تھا۔ ان کے خاموش ہوتے ہی بے چین ہو گیا۔ وہ علی کی اس بات کا معترف تھا کہ فرہاد کی اولاد ایسے وقت پھنستی ہے جب الٹا دشمنوں کو پھانسنے کے لئے پہلے سے جال بچھا چکی ہوتی ہے۔ اس نے دیکھا تھا کہ شی تارا نے نیویارک میں علی کو پھانسنا چاہا اور وہ آسانی سے پھنستا گیا۔ اس کے خفیہ تہ خانے میں جا کر قید بھی ہو گیا لیکن اچانک بازی پلٹ گئی۔

بازی آپ ہی آپ اچانک نہیں پلٹ جاتی' اس کے پیچھے ٹھوس پلاننگ ہوتی ہے۔ جو ہم باپ بیٹوں کی لائن آف ایکشن کا طرۂ امتیاز ہے' پاشا نے نیویارک میں شی تارا کو بہت بڑا نقصان اٹھاتے اور علی کو مکھن کے بال کی طرح اس کی قید سے نکلتے دیکھا تھا۔

اب اس کے اندر کھلبلی پیدا ہو گئی تھی کہ علی اس کی بیوی کے ساتھ مل کر اسے پھانسنے کے لئے کیا منصوبہ بندی کر رہا ہے؟ وہ دونوں بولتے بولتے چپ ہو گئے تھے۔ کاغذ پر تحریر کے ذریعے پلاننگ کی باتیں کر رہے تھے۔ ان کی اس حرکت نے پاشا کے اندر تجسس اور سسپنس کی بارود بھر دی تھی۔

وہ جھنجلا کر انہیں گالیاں دینے لگا۔ بے چینی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ اس کی عقل میں یہی بات آ رہی تھی کہ جلد سے جلد علی کو قابو میں نہ کیا تو خود علی کی پھیلائی ہوئی دلدل میں دھنستا جائے گا لیکن اسے قابو میں کرنے کے لئے اس ہوٹل کے کمرا نمبر چار سو بارہ میں جانے کا حوصلہ نہیں تھا۔ یہ خوف سمایا ہوا تھا کہ وہاں ان دیکھا جال بچھایا جا چکا ہے۔

اس نے جزیرے میں آتے ہی چند خطرناک مجرموں کو خرید لیا تھا اور ان سے کہا تھا "ہمیشہ میرے وفادار رہو گے تو منہ مانگا معاوضہ دیتا رہوں گا۔ اگر دھوکا دینے کی حماقت کرو گے تو اس حماقت پر پچھتانے کے لئے زندہ نہیں رہو گے۔"

اس نے چھ بدمعاشوں کو عیش کرنے کے لئے یونہی دس دس ہزار ڈالر دیئے تھے اور کہا تھا کہ جب بھی ضرورت ہوگی وہ انہیں بلا لے گا۔ ان کے جانے کے بعد وہ اپنے بند کمرے میں بیٹھ کر ان کی باتیں سننے لگا۔ وہ سب بہت خوش تھے۔ ایک کہہ رہا تھا "موٹی اسامی ہے۔ اس نے کسی کام کے بغیر اتنی بڑی بڑی رقمیں دی ہیں۔ کام کرائے گا تو اس کا معاوضہ ہماری توقع سے زیادہ دے گا۔"

دوسرے نے کہا "یوں رقم لٹانے والے کوئی معمولی کام نہیں لیتے۔ وہ ہم سے قتل کرائے گا۔ خود روپوش رہے گا۔ ہم گرفتار ہوں گے تو کالے پانی کی سزا ہوگی۔ ہمیں مردوں کے جزیرے میں

لے جا کر پھینک دیا جائے گا۔ جہاں ہم عورت اور بچوں ... کر بوڑھے ہو کر مر جائیں گے۔"

تیسرے نے کہا "کیوں اتنی دور تک سوچ رہے ہو۔ ہم ... بچے نہیں ہیں۔ اگر وہ کسی کو قتل کرنے کا معاوضہ لاکھوں ڈالر ... گا تو اس سے رقم لیں گے پھر اسے ہی قتل کر کے اس کی رہائش ... میں کہیں گاڑ دیں گے۔"

وہ ان کی باتیں سنتا رہا۔ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بڑ... صرف بدمعاشی سے ہی قابو میں آتے ہیں۔ اس نے دوسرے ... میں بڑے خطرناک مجرموں کو اپنے اشاروں پر نچایا تھا۔ جہاں ... تھا مختلف ہتھکنڈوں سے ایسے لوگوں کو غلام بنا لیتا تھا۔ اس ... کے ذریعے چھ میں ایک بدمعاش کو مخاطب کیا پھر کہا "آج ... دس بجے میری رہائش گاہ میں آؤ۔ اپنے پانچ ساتھیوں کو بھی ... ایک چھوٹا سا کام ہے جس کا معاوضہ ایک لاکھ ڈالر پیشگی ... کام ہونے کے بعد مزید ایک لاکھ ادا کروں گا۔"

اس نے کہا "یس باس! ہم تو آپ کے غلام ہیں' ضرور ... گے۔"

اس نے ریسیور رکھ کر ساتھیوں کو بلایا اور ان سے کہا ... واقعی موٹا مرغا ہے۔ آج رات دس بجے بلایا ہے۔ کہتا ہے ... چھوٹے سے کام کے پیشگی ایک لاکھ ڈالر دے گا۔"

"ایک لاکھ؟" سب نے حیرانی سے پوچھا۔

"ہاں اور کام ہونے کے بعد مزید ایک لاکھ دے گا۔"

ایک نے کہا "اس میں شبہ نہیں کہ ہمارے ستارے ... ہیں لیکن وہ الو کا پٹھا ہم سے کام کیا کرائے گا؟"

"یار! چھوٹا سا کام کرائے گا۔ کوئی قتل نہیں کرائے گا۔"

"ہاں' اس میں سوچنے اور تشویش میں مبتلا ہونے کی کیا ... ہے۔ وہ ہم سے زبردستی کچھ نہیں کرائے گا۔ ہم چھ ہیں اور وہ ... ہے۔ زیادہ باس بننے کی کوشش کرے گا تو مار مار کر اس کا کچومر ... دیں گے اور جو کچھ اس کے پاس ہے سب اٹھا کر لے آئیں گے۔"

سیاست داں بن کر عوام کو بیوقوف بنانا اور ان پر حکو... کرنا۔ اتنا مشکل نہیں ہوتا' جتنا کہ سرغنہ بن کر بدمعاشو... حکومت کرنا ہوتا ہے۔ جھوٹوں' مکاروں' فریبیوں اور قاتلوں کو ... میں کرنا تقریباً ناممکن ہی ہوتا ہے۔ ان میں سے کوئی کسی وقت ... اپنے سرغنہ کو قتل کر کے خود سرغنہ بن جاتا ہے۔

وہ چھ بدمعاش رات کے دس بجے آئے۔ پاشا نے انہیں ... بڑے ہال میں بلایا۔ اس ہال میں کوئی سامان نہیں تھا۔ بیٹھنے ... لئے ایک کرسی بھی نہیں تھی۔ ان کے ہال میں آتے ہی ... چھا گئی۔ اس تاریکی میں پاشا کی آواز ابھری "میں سوئچ آف ... ہے۔ یہاں روشنی نہیں ہو سکے گی۔ البتہ تم لوگ اس گہ... اندھیرے میں دو چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ رہے ہو۔"

انہیں وہ آنکھیں نظر آ رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا' کوئی خو... چیتا جنگل کی تاریکی میں گھور کر دیکھ رہا ہو' ایک نے پوچھا "تم نے یہ اندھیرا کیوں کیا ہے؟"

"صرف اندھیرا نہیں کیا ہے۔ یہاں سے باہر جانے کے راستے بھی بند کر چکا ہوں۔ جس دروازے پر جاؤ گے' وہ مقفل ملے گا۔"

"لیکن اس کا مقصد کیا ہے؟"

"مقصد ہے غداروں کو سزا دینا' میں نے کوئی کام کرائے بغیر تم سب کو بھاری رقمیں دیں۔ ساتھ ہی وارننگ بھی دی کہ مجھے دھوکا دینے کی حماقت نہ کرنا۔ ورنہ پچھتانے کے لئے زندہ نہیں رہو گے۔"

"تو تم نے یہاں ہمیں قتل کرنے کے لئے بلایا ہے؟"

"مجھے یہی کرنا چاہئے لیکن ایسا نہیں کروں گا کیونکہ مجھے اس جزیرے میں تمہارے جیسے حرام خوروں کی ضرورت ہے۔ آج میں صرف سزا دوں گا۔"

ایک نے کہا "مسٹر گمنام! تم اس جزیرے میں ہمارے باس بننے آئے ہو۔ ہم پر حکومت کرنا چاہتے ہو لیکن تمہیں ہماری طاقت اور بدمعاشیوں کا اندازہ نہیں ہے۔"

"تم چھ ہو' میں اکیلا ہوں۔ میرے پاس ہتھیار نہیں ہے۔ ایک پنسل چھیلنے والا چاقو بھی نہیں ہے۔ آگے بڑھو' مجھے قتل کرو اور چلے جاؤ۔"

وہ چیتے کی طرح چمکنے والی آنکھیں اچانک غائب ہو گئیں' وہ بولا "یہ نہ سمجھنا' میں بھاگ رہا ہوں۔ میں نے گہرا سیاہ چشمہ پہن لیا ہے تاکہ میری آنکھیں نظر نہ آئیں۔ ویسے تم سب روزِ روشن کی طرح مجھے نظر آ رہے ہو۔ اچھا روکی' تم نے جیب سے پستول نکالا ہے۔ اسے استعمال کرو گے تو دور تک فائرنگ کی آواز جائے گی۔ پولیس والے آ جائیں گے۔ میں بیان دوں گا کہ تم سب ڈاکا ڈالنے میرے گھر میں گھس آئے تھے۔ بری طرح پھنسو گے۔ عقل سے کام لو۔ بے آواز ہتھیار نکالو۔"

روکی سوچ میں پڑ گیا۔ کوئی بدمعاش یہ نہیں چاہتا کہ پولیس کے ہاتھوں میں جائے اور ایک بیرونِ ملک سے آئے ہوئے شخص کی رہائش گاہ میں گھس کر وہ سب مجرم بن گئے تھے۔

پاشا کی آواز ابھری "پیٹر! تم نے چاقو نکالا ہے اور اسے آہستہ آہستہ کھول رہے ہو۔ یہ سمجھداری ہے۔ اسی طرح بے آواز جرم کرنا چاہئے۔ آؤ میری آواز کی سمت بڑھو۔"

وہ ایک اندھے کی طرح سنبھل سنبھل کر بڑھنے لگا۔ پاشا نے جگہ بدل دی۔ روکی کے پیچھے آ کر اس کی کلائی پکڑ لی پھر کہا "میں نے سمجھا دیا تھا کہ پستول استعمال نہ کرو لیکن تم اسے اب تک پکڑے ہوئے ہو۔"

روکی کو پاشا کی جسمانی قوت کا اندازہ نہیں تھا اور نہ ہی یہ جانتا تھا کہ وہ علم الابدان کا ماہر اور طبیب ہے۔ اس نے اپنے جسم اور دماغ کو مختلف طبی تجربات سے گزار کر فولاد بنا لیا ہے۔ غیر معمولی بصارت سے تاریکی میں دیکھتا ہے اور غیر معمولی سماعت سے ہزاروں میل دور کی آوازیں سن لیتا ہے۔

روکی محسوس کر رہا تھا کہ اس کی کلائی آہنی شکنجے میں آ گئی ہے۔ اس نے پستول کو دوسرے ہاتھ میں لینا چاہا۔ پاشا نے دوسری کلائی بھی جکڑ لی۔ روکی نے کئی داؤ آزما کر پاشا کو اپنے پیچھے سے آگے لانا چاہا تاکہ پستول کے نشانے پر لا سکے لیکن وہ ناکام رہا۔ پاشا نے کلائی کو ایک جھٹکا دیا۔ پستول ہاتھ سے گر گیا' پھر اس نے کہا "میں تمہاری دونوں کلائیاں توڑ سکتا ہوں لیکن تم لوگوں سے کام لینا ہے اس لئے صرف زخمی کروں گا۔"

اس نے اسے آزاد کر دیا پھر اپنے سر سے اس کے سر پر ایک ٹکر ماری۔ روکی کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ تاریکی میں آنکھوں کے سامنے قمقمے جلنے بجھنے لگے۔ وہ چکرا کر گر پڑا۔

ایک ساتھی نے پلٹ کر پوچھا "روکی! کیا ہوا؟"

وہ آواز کی سمت دونوں ہاتھوں سے راستہ ٹٹولتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے منہ پر ایک زبردست گھونسا پڑا۔ یوں لگا جیسے دانت ہل گئے ہوں۔ دوسرا گھونسا ناک پر پڑتے ہی وہ ناک آؤٹ ہو گیا۔

پیٹر کے پیٹ پر لات پڑی تو ہاتھ سے چاقو گر پڑا دوسری ٹھوکر منہ پر لگی۔ وہ لڑکھڑایا پھر پیروں پر کھڑا نہ رہ سکا۔ زمین بوس ہو گیا۔ پاشا کی آواز سنائی دی "چاقو فرش پر تمہارے آس پاس ہے۔ اسے تلاش کرتے رہو۔"

اس نے باقی تین کی بھی اچھی خاصی پٹائی کی۔ سب ہی کو ہاتھ جوڑنے اور گڑگڑانے پر مجبور کر دیا۔ وہ تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر رحم کی بھیک مانگ رہے تھے اور آئندہ وفاداری کی قسمیں کھا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہال روشن ہو گیا۔ وہاں اب پاشا نہیں تھا۔ وہ سب ایک دوسرے کو دیکھ کر تکلیف سے کراہ رہے تھے۔ کسی کی آنکھیں سوج گئی تھیں۔ کسی کے ہونٹ پھول گئے تھے۔ باچھوں سے لہو رِس رہا تھا۔ کسی کی ناک کی ہڈی چٹخ گئی تھی اور کسی کا سر پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ ان کا پستول اور چاقو وغیرہ قریب ہی فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

پھر پاشا کی آواز سنائی دی۔ وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کی آواز ہال میں گونج رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا "میں نے نمونے کے طور پر یہ تھوڑی سی سزا دی ہے۔ آئندہ ہاتھ پاؤں توڑ کر اپاہج بنا دوں گا۔ لہٰذا وفاداری کی قسمیں کھانے کے بعد وفادار ہی رہو۔ غداری بہت مہنگی پڑے گی۔"

روکی نے کہا "ہمیں معاف کر دو۔ آخر تم نے یہ سزا ہمیں کیوں دی ہے۔ ہمیں ہمارا قصور تو بتاؤ۔"

اس نے کہا "روکی! تم کہہ رہے تھے کہ مجھے قتل کر کے میری ہی رہائش گاہ میں مجھے کہیں گاڑ دو گے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ میں نے ایسا نہیں کہا ہے؟"

"اپنی زبان سے کہی ہوئی باتوں سے انکار کروگے تو میں آؤں گا اور تمہارا منہ توڑ دوں گا۔ جو کہا ہے اس سے انکار نہ کرو۔"

"نہیں۔ پلیز تم ہمارے پاس مت آؤ۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تمہارے خلاف ایسا کہا تھا۔"

اس نے کہا "اور پیٹر! تم نے کہا تھا، تمہارے ستارے عروج پر ہیں لیکن وہ اُلو کا پٹھا ہم سے کام کیا کرائے گا۔ تم نے مجھے اُلو کا پٹھا کہا تھا۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "مجھ سے بھول ہوگئی۔ آئندہ آپ کے خلاف کبھی ایسی باتیں نہیں کروں گا۔"

"اور ہڈسن! تم نے کہا تھا کہ تم چھ ہو اور میں ایک ہوں۔ زیادہ باس بننے کی کوشش کروں گا تو مار مار کر میرا کچومر نکال دوگے۔"

"ہاں میں نے کہا تھا۔ مجھے معاف کردو پھر کبھی گستاخی نہیں کروں گا۔ اتنا بتادو کہ کیا تم کوئی پُراسرار علم یا جادو جانتے ہو؟"

دوسرے نے کہا "ہم نے یہ باتیں ایسی جگہ کی تھیں جہاں ہمارے سوا کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ ہمارا خفیہ اڈا ہے۔ تم نے ہماری باتیں کیسے سن لیں؟"

"میرا ایک ہم زاد ہے۔ وہ میرے ساتھ پیدا ہوا تھا لیکن کسی کو نظر نہیں آتا ہے۔ میں نے اسے تم لوگوں کے درمیان رہنے کو کہا ہے۔ وہی مجھے تمہاری تمام گفتگو سناتا ہے۔"

"تم کون ہو؟ اپنے متعلق کچھ بتاؤ؟"

پاشا نے کہا "پاسپورٹ اور شناختی کاغذات پر میرا نام مارکو سولو ہے۔ لہٰذا یہی میرا نام ہے۔ میں جس ملک میں جاتا ہوں، وہاں کے چھٹے ہوئے بدمعاشوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنالیتا ہوں۔ تم لوگ بھی میری اطاعت کروگے۔ ورنہ دنیا سے جاؤگے۔ اب یہاں سے جاؤ۔ دروازوں کے لاک کھل چکے ہیں۔"

وہ سب تکلیف سے کراہتے ہوئے دروازے کھول کر باہر آگئے۔ ایک نے کہا "میں یقین سے کہتا ہوں، مسٹر مارکو سولو ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور ہمارے ذہنوں میں آکر ہماری خفیہ باتیں سن لیتے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "وہ کچھ بھی جانتے ہوں کچھ بھی کرتے ہوں، ہمیں ان کے خلاف نہ بولنا چاہئے، نہ سوچنا چاہئے۔ روکی! تم کیا کہتے ہو؟"

وہ بولا "مجھ سے نہ پوچھو۔ مجھے نیند آرہی ہے۔ میں تو سونے جارہا ہوں۔"

وہ ان سے رخصت ہوکر دوسرے راستے پر آگیا۔ ایک جگہ چھپ کر دیکھنے لگا کہ کوئی تعاقب کررہا ہے یا نہیں؟ جب اطمینان ہوگیا تو وہاں سے نکل کر پولیس اسٹیشن آگیا۔ انسپکٹر نے اسے دیکھ کر کہا "کہو روکی! پچھلے کئی ماہ سے تم نے کوئی واردات نہیں کی۔ کیسے گزارہ ہورہا ہے؟"

"جناب، آپ نے سیدھے راستے پر چلنے کا حکم دیا۔ میں چل رہا ہوں۔ آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ مجرموں کی نشاندہی کروگے تو انعام ملے گا۔"

"بے شک قانون کا ہاتھ مضبوط کرنے والے انعام کے مستحق ہوتے ہیں۔"

وہ قریب آکر بولا "ہمارے جزیرے میں ایک پُراسرار شخص آیا ہے۔ پاسپورٹ کے مطابق اس کا نام مارکو سولو ہے۔ وہ یہاں کے چھٹے ہوئے بدمعاشوں کو اپنی دولت اور طاقت سے اپنا تابعدار بنا رہا ہے۔"

"اس نے تمہیں کتنی رقم دی ہے؟"

"صبح دس ہزار ڈالر دیئے تھے۔ میں نے چار ہزار تنخواہوں کو دے دیئے، یہ چھ ہزار آپ کو پیش کررہا ہوں۔ اس میں سے کچھ مجھے انعام کے طور پر دے دیجئے۔"

انسپکٹر نے چھ ہزار گنے پھر اسے ایک ہزار دے کر پانچ ہزار اپنی جیب میں رکھتے ہوئے پوچھا "اور کتنے بدمعاشوں نے اس سے رقم لی ہے؟"

روکی نے اپنے ساتھیوں کے نام بتا کر کہا "جناب! پہلے آپ مارکو سولو کو قابو میں کریں۔ وہ ہماری یہ باتیں سن رہا ہے۔"

"کیسے سن رہا ہے؟ کہاں ہے وہ؟"

"وہ سی سائڈ دیو کے ایک بنگلے میں ہے لیکن اس کا ہم زاد ہمارے قریب ہے۔ ہم اسے دیکھ نہیں سکتے لیکن وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہماری باتیں سن رہا ہے۔"

"وہاٹ اے نان سنس۔ میں ایسی بکواس پر یقین نہیں کرتا۔"

اس نے اپنے ایک ماتحت افسر کو بلایا۔ اس سے کہنا چاہتا تھا کہ وہ روکی کے تمام ساتھیوں کو پکڑ کر لائے، آج ہر ایک سے پانچ پانچ ہزار ڈالر کی آمدنی ہونے والی تھی لیکن ماتحت کو حکم دینے سے پہلے ہی فون کی گھنٹی نے متوجہ کرلیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو، کون ہے؟"

آواز آئی "میں تمہارا دوست ہوں۔ میرا نام مارکو سولو ہے۔ ابھی تمہارے سامنے میرا ذکرِ خیر ہورہا ہے۔"

"اچھا تو تم ہو۔"

"ہاں تمہارے لئے بہت مالدار اسامی ہوں۔ دوستی کروگے تو بے حساب ڈالر سے کھیلتے رہوگے۔ یہ غلط نہیں ہے کہ میرا ہم زاد تمہارے قریب موجود ہے۔ تم فون بند کرکے اپنے لوگوں سے جو بھی بات کہوگے، وہ میں لفظ بہ لفظ سنادوں گا۔ مجھے آزمالینے میں حرج کیا ہے۔ میں ٹھیک ایک منٹ بعد فون کروں گا اور ہاں اپنے ماتحت کو ان پانچ غنڈوں کے پاس نہ بھیجنا۔ ان سے جو پچیس ہزار ڈالر تمہیں مل سکتے ہیں، وہ میں ادا کروں گا۔"

"تم کیسے جانتے ہو کہ میں اپنے ماتحت کو ان کی گرفتاری کے لئے بھیجنے والا ہوں؟"

"روکی بتا چکا ہے۔ میں بھی کہہ چکا ہوں کہ میرا ہم زاد تمہارے قریب موجود ہے، وہ مجھے بتا رہا ہے۔ اس لئے کہتا ہوں پھر ایک بار آزمالو۔"

"اچھی بات ہے، ایک منٹ بعد فون کرو۔"

اس نے ریسیور رکھ کر ماتحت سے کہا "تم جاؤ۔ میں بعد میں بلاؤں گا۔"

ماتحت چلا گیا، روکی نے گھبرا کر پوچھا "کیا مارکو سولو تھا؟"

"ہاں، ابھی پھر فون کرے گا اور بتائے گا کہ ابھی ہم کیا باتیں کرتے رہے ہیں۔"

"جناب! وہ بتادے گا۔ اس کا ہم زاد ہماری باتیں اسے بتا رہا ہے، وہ اس بار مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ پلیز، مجھے حوالات میں بند کردو۔ سپاہیوں سے کہہ دو اسے یہاں نہ آنے دیں۔"

"بکواس مت کرو۔ یہ پولیس اسٹیشن ہے، یہاں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس کے متعلق کچھ اور بتاؤ۔"

"کیا بتاؤں۔ وہ گہری تاریکی میں صاف طور پر دیکھ لیتا ہے۔ اس کا ہم زاد اسے اندھیرے میں دکھاتا ہے۔ وہ انتہائی طاقتور ہے۔ فولاد کا بنا ہوا لگتا ہے۔ اس نے میری کلائی پکڑی تو بس یہ ٹوٹنے سے رہ گئی۔ وہ نہ چھوڑتا تو یہ ٹوٹ جاتی۔"

"تم اسے سُپرمین بنا رہے ہو۔"

"جناب! وہ سُپرمین سے بھی کچھ زیادہ ہی ہے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ انسپکٹر نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ پاشا کی آواز آئی "میں دشمنوں کے لئے سپرمین ہوں اور دوستوں کے لئے ایک اچھا انسان۔"

پھر وہ انسپکٹر اور روکی کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ایک ایک لفظ سنانے لگا۔ انسپکٹر حیرانی سے سننے کے بعد بولا "میں مانتا ہوں۔ یہاں تمہارا ہم زاد موجود ہے۔ مجھے تم سے دوستی کرکے فخر حاصل ہوگا۔"

"میں نے تمہارے لئے یہاں ایک لاکھ ڈالر رکھے ہیں لیکن آنے سے پہلے روکی کو ٹارچر سیل میں لے جاکر ایسی اذیتیں دو کہ وہ زمین پر گھسٹتا ہوا میرے قدموں میں آئے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں تمہاری یہ خواہش پوری کرکے ابھی آتا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ کر اپنے ماتحت افسر اور سپاہیوں کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ان سے کہا "مسٹر روکی کو ڈرائنگ روم میں لے چلو۔"

دنیا کی تقریباً ہر پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ٹارچر سیل (عقوبت خانہ) کو ڈرائنگ روم کہا جاتا ہے۔ وہاں روکی کی جیسی پٹائی ہوئی اور اسے جیسی اذیتیں پہنچائی گئیں، اس کے نتیجے میں وہ توبہ توبہ کرتا رہا اور رحم کی بھیک مانگتا رہا۔ اس دن کے بعد جزیرے کے تمام جرائم پیشہ افراد کو یہ معلوم ہوگیا کہ مارکو سولو بہت ہی پہنچا ہوا خطرناک شخص ہے۔ پولیس اور مجرموں کو خریدنے کے لئے دونوں ہاتھوں سے دولت لٹا رہا ہے اور جو خریدے نہیں جاتے، سرکشی کرتے اور دھوکے دیتے ہیں، انہیں وہ اپاہج بنا کر چھوڑ دیتا ہے۔

اس نے صرف چار دنوں میں ہی بڑے بڑے سرکاری افسران اور خطرناک جرائم پیشہ افراد کو خرید کر اپنا تابعدار بنالیا تھا۔ اس نے اپنی دولت کا اور غیر معمولی صلاحیتوں کا اس انداز سے مظاہرہ کیا تھا کہ کوئی اس کے سامنے سر اٹھا کر اونچی آواز میں نہ بولتا تھا۔ سب ہی اس کے خلاف کچھ سوچنے سے پہلے ہی خوف سے لرز جاتے تھے۔

یہاں رہ کر اب وہ شی تارا اور سرنا سے بھی نمٹ سکتا تھا لیکن علی تیمور نے آکر پریشانیوں میں مبتلا کردیا تھا۔ جب اس نے یہ سنا کہ علی نے اسے پھانسنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہے اور وہ مریم سے تحریر کے ذریعے منصوبے کے متعلق تبادلۂ خیال کررہا ہے تو وہ بے چین ہوگیا۔ اسے اپنی بیوی پر بھی غصہ آرہا تھا کہ وہ علی کے ساتھ مل کر اسے پھانسنے کی کوشش کررہی تھی۔

وہ کسی پولیس یا دوسرے سرکاری افسر کو علی کے خلاف کارروائی کرنے پر مجبور کرسکتا تھا لیکن یہ اندیشہ تھا کہ علی کے دماغ میں آنے والے رشتے دار ان سرکاری افسروں اور پولیس والوں کے دماغوں پر قبضہ جمالیں گے پھر اسی کے خلاف انہیں استعمال کریں گے۔

اس نے ایک اعلیٰ افسر سے پوچھا "یہاں یوگا میں مہارت رکھنے والے کتنے لوگ ہیں؟ مجھے ایسے دو چار دس افراد کی ضرورت ہے۔"

افسر نے چند گھنٹوں میں ایسے افراد مہیا کرنے کا وعدہ کیا۔ پاشا کی بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔ اس نے فون کے ذریعے مریم کو مخاطب کیا۔ غصے سے گرجتے ہوئے پوچھا "تم میری بیوی ہو یا اس چھوکرے کی؟"

وہ بولی "بکواس مت کرو۔ وہ میرا بیٹا ہے۔"

"یہ کیسا بیٹا ہے جو ماں سے مل کر باپ کو پھانسنا چاہتا ہے۔"

"ہم ماں بیٹے تمہاری عاقبت سنوارنا چاہتے ہیں۔ تم ساری دنیا پر تنہا حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہے ہو۔ اس بڑھاپے میں جوان لڑکیوں کے ساتھ منہ کالا کررہے ہو۔ گناہوں سے باز آجاؤ اور بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر عزت اور شہرت حاصل کرو۔"

"میں نے تمہاری نصیحتیں سننے کے لئے فون نہیں کیا ہے۔"

"پھر کس لئے یاد آئی ہوں۔"

"مجھے یہ بتاؤ، علی نے مجھے پھانسنے کے لئے کیا منصوبہ بنایا ہے؟"

"تمہیں بتانا ہوتا تو وہ زبان سے گفتگو کرتا۔ ہم تحریر کی

مشکلات میں نہ پڑتے۔"
"تم میری شریکِ حیات ہو۔ تمہیں اپنے مجازی خدا سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہئے۔"
"مجازی خدا ہو تو شریکِ حیات کو اپنے پاس بلاؤ۔ تمہیں شرم نہیں آتی، مجھے گھر گھر بھٹکا رہے ہو۔"
"میں نے بھٹکنے کا مشورہ نہیں دیا تھا۔ استنبول واپس جاؤ۔"
"میں ارادے کی پکی ہوں۔ تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گی۔"
"یہ کیوں نہیں کہتیں کہ مجھے فرہاد کا غلام بنانا چاہتی ہو۔"
"کیا ایسا شخص پیش کرسکتے ہو جسے فرہاد نے غلام بنایا ہو۔"
"اس نے شی تارا کے بھائی سرنا کو قیدی بنا کر رکھا ہے۔"
"یہ سفید جھوٹ ہے۔ میری بھی مت ماری گئی ہے۔ ایک جھوٹے شوہر سے ثبوت مانگ رہی ہوں۔"
"مریم! میرا وقت برباد نہ کرو۔ کیا تم نے علی کو دل سے بیٹا نہیں بنایا ہے؟"
"بے شک میں اسے جان سے زیادہ چاہتی ہوں۔"
"تو پھر اس کی جان بچاؤ۔ اسے یہاں سے فوراً لے جاؤ۔ ورنہ چند گھنٹوں کے بعد تم اس کی لاش دیکھو گی۔"
"تمہارے منہ میں خاک۔ وہ یہاں سے ایسے بھیس میں گیا ہے کہ اس کے پاسپورٹ پر مہر لگانے والے بھی اسے پہچان نہیں سکیں گے۔"
"وہ کہاں گیا ہے؟"
"میں نہیں جانتی۔"
"اس کا منصوبہ کیا ہے؟"
"وہ منصوبہ ساتھ لے گیا ہے۔"
"اس نے تمہیں بتایا ہے۔"
"بتایا ہوتا تو تم سن لیتے۔"
"مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ اس نے لکھ کر تمہیں بتایا ہے۔"
"وہ لکھا ہوا کاغذ لے گیا ہے۔"
"تم نے اسے پڑھا تو ہے نا؟"
"ہاں مگر پڑھنے کے بعد بھول گئی۔"
"مریم! میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔"
"خون پینے کے لئے ہی آؤ، آؤ تو سہی۔"
وہ غصہ سے ریسیور پٹخ کر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "اوہ خدایا! میں اس عورت کا کیا بگاڑوں؟ اتنی بوڑھی ہوگئی ہے کہ طلاق دیتے ہوئے بھی شرم آئے گی۔"
وہ تھوڑی دیر تک سر تھامے آنکھیں بند کرکے سوچتا رہا پھر اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ مریم نے کہا تھا کہ علی بھیس بدل کر کہیں چلا گیا ہے۔ اب یہ فکر لاحق ہوگئی کہ بھیس بدل کر کہاں گیا ہے؟ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اسی کی طرف آرہا ہے۔ اس کے ٹھکانے پر پہنچ گیا ہے اور چھپ کر اسے دیکھ رہا ہے۔

کوئی موت سے بھی ایسے نہیں ڈرتا جیسے وہ میرے بیٹے سے ڈر رہا تھا۔ دشمنی کرنے والوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ موت کے آنے کا کوئی دن مقرر ہوتا ہے۔ ہمارے آنے کا کوئی دن کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا۔ ہم کسی وقت بھی کسی بھی سمت سے ڈرامائی انداز میں چلے آتے ہیں۔
وہ سوچ رہا تھا اگر آج رات تک علی کو کالے پانی نہ بھیج سکا تو خود اس جزیرے سے بھاگ جائے گا۔ خود کو خوف و دہشت کے عذاب میں مبتلا نہیں رکھے گا۔
گھنٹی کی آواز سنتے ہی وہ خوف سے اچھل پڑا۔ اس نے دروازے کی سمت دیکھا' وہ کال بیل کی نہیں' فون کی گھنٹی کی آواز تھی۔ اس کی جان میں جان آئی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر پوچھا "ہیلو' کون ہے؟"
اعلیٰ افسر کی آواز سنائی دی "ہیلو مسٹر مارکو سولو! چار یوگا ماہر مل چکے ہیں۔ میں نے آپ کے پتے پر انہیں بھیج دیا ہے۔ آپ کے پاس پہنچنے والے ہیں۔"
"شکریہ آفیسر! ایک کام اور کریں۔ فرہاد علی تیمور کا بیٹا تیمور اس جزیرے میں ہے۔ دونوں باپ بیٹے بہت خطرناک ہیں۔ جو ان سے باتیں کرتا ہے' وہ اس کے دماغ میں گھس جاتے ہیں۔"
اعلیٰ افسر نے کہا "میں نے امریکا میں فرہاد کا بہت نام سنا ہے۔ اگر اس کا بیٹا یہاں ہے تو اسے گرفتار کرکے امریکی حکام کے حوالے کرنے سے ہمارے جزیرے کو اربوں ڈالر کی امداد ملے گی۔"
پاشا نے کہا "اتنے اونچے نہ اڑو۔ امریکی امداد حاصل ہونے سے پہلے ہی فرہاد اس جزیرے کو سمندر میں غرق کردے گا۔ میں جو کہہ رہا ہوں' اسے رازداری سے کرو۔"
"ٹھیک ہے۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"
"میری بیوی مریم کے ساتھ جو نوجوان آیا ہے' اس کا ریکارڈ امیگریشن آفس میں چیک کرو۔ وہ کس نام اور کس بھیس میں آیا ہے۔ اس کی موجودہ صورت کیسی ہے؟"
"میں سمجھ گیا۔ اس طرح ہم آسانی سے اسے ڈھونڈ لیں گے۔"
پاشا نے کہا "یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ وہ گلیکسی ہوٹل سے بھیس بدل کر میری تلاش میں نکلا ہے۔ اسے پہچاننے میں ذرا دشواری ہوگی لیکن جزیرے کے پچاس ہزار افراد کے درمیان وہ زیادہ دیر چھپ نہیں سکے گا۔ ایک اجنبی ہزاروں میں پہچانا جائے گا۔"
پاشا نے پھر کچھ سوچ کر کہا "پولیس والے وردی پہن کر اسے تلاش نہ کریں۔ فرہاد کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ یہاں کی پولیس نے علی کو مُردوں کے جزیرے میں پہنچایا ہے۔"
افسر نے پوچھا "کیا تم اسے مُردوں کے جزیرے میں پہنچانا چاہتے ہو؟"
"ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی علی کو اس جزیرے سے نکال لانے میں مصروف ہو جائیں۔ اسے جزیرے سے ٹیلی پیتھی کے ذریعے نکال لانا آسان نہیں ہوگا۔ میں بھی یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ مجھ سے ٹکرانے کا انجام کیا ہوتا ہے۔ فرہاد اور پارس اس کی رہائی کے لئے ضرور یہاں آئیں گے۔ ہم بڑی رازداری سے ان سے بھی نمٹ لیں گے۔"
"آپ جو کہہ رہے ہیں' وہ ہم کریں گے لیکن آپ اس خطرناک ٹیلی... سے ٹکرانے کا خطرہ مول لے رہے ہیں۔"
"مجھے خطرات سے کھیلنے کا شوق ہے۔ میری پلاننگ یہ ہے کہ آپ سپاہیوں کو سادہ لباس میں رکھیں اور ان کی چار ٹیمیں بنائیں۔ ہر ٹیم کا لیڈر ایک یوگا کا ماہر ہوگا۔ وہی یہاں کے ہر اجنبی سے گفتگو کرکے علی تک پہنچیں گے۔ ڈیوٹی کے دوران تمام سپاہی گونگے بنے رہیں گے۔ انہیں اچھی طرح تاکید کریں۔ اگر وہ کم از کم بارہ گھنٹے تک گونگے بن کر نہ رہے تو علی کے ٹیلی پیتھی جاننے والے سب کے دماغوں میں گھس کر اپنا قبضہ جمالیں گے۔"
وہ ہر پہلو سے ٹھوس اقدامات کر رہا تھا۔ چار یوگا جاننے والوں کو اچھی طرح پرکھ کر مطمئن ہوگیا تھا۔ اعلیٰ افسر نے دس دس سپاہیوں کی چار ٹیمیں بنائیں۔ ایک ایک یوگا جاننے والا ہر ٹیم کا لیڈر مقرر کیا گیا۔ ان سب نے غنڈوں' موالیوں کا حلیہ بنایا تھا تاکہ مریم اور علی انہیں سپاہیوں کے طور پر نہ پہچان سکیں۔
وہ سب علی کو تلاش کرنے پورے جزیرے میں پھیل گئے۔ وہاں کی آبادی اتنی ہی تھی' جتنی کسی چھوٹے سے شہر کی ہوا کرتی ہے۔ انہیں جس پر بھی شبہ ہوتا تھا' اس کے متعلق تحقیقات کرتے تھے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اینٹی میک اپ لینس کے ذریعے دیکھتے تھے کہ اجنبی کا چہرہ اصلی ہے یا میک اپ زدہ ہے۔
ایسی منظم تلاش جاری رکھنے کے باعث دوپہر تک دو چار روپوش رہنے والے مجرم گرفتار ہوگئے لیکن علی کا سراغ نہیں ملا۔ پاشا تھوڑے وقفے سے مریم کی طرف توجہ دیتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ علی اور مریم کسی نہ کسی وقت ایک دوسرے سے رابطہ کریں گے یا کوئی ایسی غلطی کریں گے جو علی کے گلے کا پھندا بن جائے گی۔
شام کے وقت مریم کی آواز سنائی دی۔ وہ جزیرے کے ایک بازار میں تھی۔ کسی دکاندار سے کریم پاؤڈر اور نیل پالش طلب کررہی تھی پھر پاشا چونک گیا۔ وہ آخر میں شیونگ ریزر خرید رہی تھی۔ شیونگ کریم بھی لے رہی تھی۔ ظاہر ہے یہ چیزیں کسی مرد کے لئے لے جارہی تھی اور وہ مرد علی تھا۔ بھلا وہ اور کسی کے لئے یہ سامان کیوں خریدے گی؟
اس نے تلاش کرنے والی ایک ٹیم سے کہا "فوراً میرے ساتھ چلو۔ جسے ہم جزیرے میں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں' وہ گلیکسی ہوٹل کے کمرا نمبر چار سو بارہ میں ہے۔"
وہ ہوٹل کی طرف چل پڑا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ مریم اور علی نے اسے الو بنایا ہے اور اسے یہ کہہ کر دھوکا دیا ہے کہ علی بھیس بدل کر کہیں گیا ہے تاکہ وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ اسے ہر جگہ تلاش کرتا پھرے مگر ہوٹل میں نہ آئے۔ اس طرح وہ بھٹک رہا تھا اور علی ہوٹل میں آرام کررہا تھا۔
سادہ لباس میں رہنے والے سپاہیوں نے ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پاشا چار مسلح افراد کے ساتھ ہوٹل کے اندر آکر بیٹھ گیا اور مریم کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ وہ تھوڑی دیر بعد بازار سے واپس آگئی۔ زینے کے راستے اوپر جانے لگی۔ چوتھے فلور پر اس کا کمرا تھا۔ اس نے کمرے کے پاس آکر پرس کھولا پھر اس میں سے چابی نکالی۔ جھک کر دروازہ کھولنے لگی۔ اسی وقت پاشا کی آواز سن کر چونک گئی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "اچھا تو اس بدمعاش بناسپتی بیٹے کو تالے چابی میں چھپا کر رکھتی ہو؟"
اس نے حیرانی اور پریشانی سے پاشا کو دیکھا اور پھر کہا "آواز میرے شوہر کی ہے مگر صورت وہ نہیں ہے۔ کیا تم نے بھیس بدلا ہوا ہے؟"
"ہاں' جب اپنی ہی بیوی دشمنوں کا ساتھ دے تو شوہر کو شرم سے منہ چھپانا پڑتا ہے۔"
وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "پہلے مجھے یقین کرنے دو کہ تم ہی میرے جسم و جاں کے مالک ہو۔"
وہ تھوڑی دیر تک پاشا سے لگی رہی۔ اکثر بیویاں اپنے مرد کی قربت سے اور اس کی انجانی مہک سے اندھیرے میں بھی اسے پہچان لیتی ہیں۔ مریم پورے یقین کے ساتھ اسے پہچانتے ہی رونے لگی "ہائے زندگی بھر ساتھ دینے کا وعدہ کرکے بڑھاپے میں کیوں چھوڑ دیا ہے؟ کیوں اتنے سنگ دل ہوگئے ہو؟"
"میری جان! میری مریم! میں سنگدل نہیں ہوں۔ آج بھی تم سے پہلے دن کی طرح پیار کرتا ہوں۔"
"پھر مجھے کیوں بھٹکا رہے ہو۔"
"یہ میری حکمتِ عملی ہے۔ میں تمہارے ذریعے دشمنوں کو پھانس رہا ہوں۔ یہی دیکھو کہ علی نے تمہارے ذریعے مجھے گمراہ کرنا چاہا تاکہ میں پورے جزیرے میں اسے تلاش کروں اور وہ تمہارے پاس اس کمرے میں چھپا رہے۔"
"میں نے تم سے کہا تھا۔ وہ بھیس بدل کر یہاں سے چلا گیا ہے۔"
"دروازہ کھولو۔ ابھی سچ سامنے آجائے گا۔"
"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ علی یہاں چھپا ہوا ہے؟"
"تم سے چوک ہوگئی مریم! تم بازار میں جاکر اس کے لیے شیونگ کریم اور ریزر خرید رہی تھیں۔ میں تمہاری آواز سن رہا تھا۔"
"اس طرح تم نے یہ چوری پکڑلی کہ میں یہ مردانہ سامان علی

کے لیے خرید رہی ہوں۔"

"ہاں' یہی تم سے بھول ہو گئی۔"

وہ خوش ہو کر بولی "آفریں ہے فرہاد اور اس کے بیٹوں پر۔ ان کی ذہانت اور حکمت عملی کا جواب نہیں ہے۔ علی نے تحریر کے ذریعے یہی منصوبہ مجھے سمجھایا تھا کہ پہلے میں تم سے کہوں کہ وہ بھیس بدل کر چلا گیا ہے پھر شام تک بازار جا کر شوپنگ کا سامان خریدوں۔ تم اس فریب میں آ جاؤ گے۔ اسے پکڑنے یہاں دوڑے آؤ گے تو مجھے میرا شوہر مل جائے گا۔ دیکھو اور سمجھو' وہ کیسا بیٹا ہے۔ اس نے ماں کو اس کے مجازی خدا سے ملا دیا۔"

وہ دروازہ کھول کر بولی "اپنے ان موالیوں سے کہو اندر جا کر تلاشی لیں۔ علی نہ ملے تو شرافت سے واپس چلے جائیں' تم نہیں جاؤ گے۔"

اس کے ساتھ آنے والے تلاشی لینے اندر چلے گئے۔ وہ حیرانی سے اور بے یقینی سے بولا "کیا وہ نہیں ہے؟ یہ اس کی چال ہے؟"

وہ کچھ نہ بولی' مسکراتی رہی' اندر جانے والوں نے باہر آ کر کہا۔ "باس' کمرے میں کوئی نہیں ہے۔ ہم نے باتھ روم میں بھی دیکھ لیا ہے۔"

پاشا نے کہا "چلو یہاں سے۔"

وہ جانا چاہتا تھا۔ مریم نے اس کا بازو تھام کر کہا "تم نہیں جاؤ گے' میں نے بڑی مدت کے بعد تمہیں پایا ہے۔"

وہ ایک جھٹکے سے بازو چھڑا کر بولا "کیا میں پاگل ہوں کہ اس کے جال میں پھنسنے کے لیے تمہارے پاس رہ جاؤں؟"

"وہ تو تم پھنس چکے ہو پاشا۔ اب جہاں بھی جاؤ گے علی کی نظروں میں رہا کرو گے۔"

وہ جاتے جاتے رک گیا۔ پریشان ہو کر بولا "وہ کہاں ہے؟"

"پہلے کمرے میں آؤ۔ آرام سے بیٹھ کر اس کی آواز سنو' وہ تم سے کچھ کہہ رہا ہے۔"

اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے مریم کو دیکھا۔ عقل نے یہی سمجھایا کہ علی سے باتیں کرے اور یہ معلوم کرے کہ اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے کرتے خود اس کے جال میں کس حد تک پھنس گیا ہے۔

اس نے اپنے لوگوں سے کہا "یہاں آس پاس کڑی نظر رکھو۔ وہ کہیں قریب ہی چھپا ہوا ہے' میں تھوڑی دیر بعد رابطہ کروں گا۔"

وہ مریم کے ساتھ کمرے میں آیا۔ مریم نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا پھر کہا "آرام سے بیٹھ کر میرے بیٹے سے باتیں کرو۔"

"تمہارا بیٹا جہاں بھی ہے' اسے کیسے معلوم ہو گا کہ میں اسی لمحے اسے مخاطب کرنے والا ہوں۔"

"وہ علی ہے۔ بہت پہنچا ہوا بندہ ہے۔ تم جیسے ہی اسے آواز دو گے وہ تم سے بولنے لگے گا۔"

"میں خوب سمجھ رہا ہوں۔ اس کا کوئی ٹیلی پیتھی جا[illegible] تمہارے دماغ میں ہے۔ وہ تمہارے ذریعے مجھے دیکھ رہا ہے [illegible] ہی میں علی کو مخاطب کروں گا' وہ خیال خوانی کے ذریعے [illegible] گا کہ میں اس کی آواز سن رہا ہوں لہٰذا اسے بولنا چاہیے۔"

"میرے بیچارے مجازی خدا! تم بہت سمجھدار ہو [illegible] گئے ہو گے کہ دشمن' فرہاد اور اس کے بیٹوں کو جتنا سمجھ[illegible] اس کے بعد بھی سمجھنے کے لیے بہت کچھ رہ جاتا ہے۔"

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ مریم نے کہا "کیا تمہارے جیسے [illegible] سمجھ میں یہ آیا تھا کہ تم علی کو پھانسنے کے لیے خود یہاں [illegible] دوڑے چلے آئے ہو۔ وہ کیسی نفسیاتی چالیں چلتے ہیں' [illegible] رفتہ رفتہ معلوم ہو گا۔"

وہ اٹھ کر بولا "میں اس سے بات نہیں کروں گا۔ [illegible] تھوڑی دیر رہ گیا تو اور زیادہ دلدل میں دھنستا جاؤں گا۔"

"باہر جانے سے پہلے یہ تو سن لو کہ باہر کیا ہو رہا ہے؟"

اس نے پوچھا "کیا ہو رہا ہے؟"

وہ ہاتھ اٹھا کر بولی "فائر۔"

چند سیکنڈ کے بعد ہی باہر سے فائرنگ کی آوازیں آنے [illegible] ایک اندازے کے مطابق ہوٹل کے اندر اور باہر گولیاں [illegible] تھیں' پاشا سر جھکا کر توجہ سے اپنے آدمیوں کی آوازیں [illegible] اسے اپنے لوگوں کی آوازیں باری باری سنائی دے رہی [illegible] جوابی فائرنگ کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ رہے تھے [illegible] خاموشی چھا گئی۔

پاشا سر جھکائے ہمہ تن گوش تھا۔ اسے یوگا جاننے وا[illegible] آواز سنائی دی۔ وہ اپنے ایک ساتھی سے کہہ رہا تھا "ہم ا[illegible] بچا کر آ گئے ہیں لیکن مسٹر مارکو سولو ہوٹل کے اسی کمرے [illegible] ہیں۔"

ساتھی کی آواز آئی "مسٹر مارکو سولو غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ وہ بھی اپنی جان بچا کر آ جائیں گے۔"

پاشا نے سر اٹھا کر مریم کو دیکھا۔ مریم نے پوچھا "کہو [illegible] تحریری منصوبہ کیسا رہا؟"

وہ شکست خوردہ سا ہو کر بولا "میں علی سے باتیں کروں [illegible]"

"ضرور کرو۔ وہ تمہارا منتظر ہے۔"

"میں اپنی غیر معمولی سماعت سے اس کی آواز سنتا [illegible] لیکن وہ میری باتیں کیسے سنے گا؟"

"وہ اس وقت بھی سن رہا ہے' تم اسے مخاطب کرو۔"

پاشا نے آنکھیں بند کیں پھر کہا "ہیلو علی! کیا میری [illegible] رہے ہو؟"

علی کی آواز سنائی دی "بے شک سن رہا ہوں۔"

"تم لوگوں کو مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

[illegible] ہوئی دشمنی نہیں ہے۔ اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو بتاؤ' ہماری [illegible] تمہیں کوئی نقصان پہنچا ہے؟"

[illegible] نقصان نہیں ہے کہ تم نے میرے اطراف جال [illegible] پھیلا کر کیا یہ ابھی جو فائرنگ ہو رہی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے [illegible] کہ باہر میرے لیے خطرہ ہے اور مجھے اس کمرے سے نہیں نکلنا [illegible] چاہیے۔"

"[illegible] سے کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ تم مجھے گھیر رہے [illegible] تھے مجھے پکڑنے کے لیے ہوٹل کا محاصرہ کرایا تھا۔ تمہارے آدمی [illegible] پورے جزیرے میں کتوں کی طرح میری بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔ [illegible] دشمنی خود کر رہے ہو اور الزام مجھے دے رہے ہو۔"

"میں الزام نہیں دے رہا ہوں۔ تم لوگ اسی دن سے میرے دشمن ہو گئے تھے جس دن میں نے بابا صاحب کے ادارے کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا۔ تم لوگ میری غیر معمولی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے اور میرے اہم فارمولے حاصل کرنے کے لیے میری جان کے دشمن ہو گئے ہو۔"

"پاشا! تم جتنے ذہین ہو' اتنے ہی احمق ہو۔ اگر ہم جان کے دشمن ہوتے تو تم اب تک زندہ نہ ہوتے۔ کیا تمہیں احساس ہے کہ اس وقت تم ہمارے رحم و کرم پر ہو۔ ہم چاہیں تو تمہارے فولادی سر توڑ کر تم پر تنویمی عمل کر کے تمہارے دماغ سے تمام فارمولے نوٹ کر سکتے ہیں۔ تمہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا سکتے ہیں۔"

"تو پھر ایسا کیوں نہیں کر رہے ہو؟"

"ہم بابا صاحب کے ادارے کے اصولوں کے پابند ہیں' جناب اسد اللہ تبریزی کی ہدایت ہے کہ تم پر جبر نہ کیا جائے۔ خدا کو منظور ہو گا تو تم راہِ راست پر آؤ گے ورنہ اپنی تباہیوں کے اندھیروں میں گم ہو جاؤ گے۔"

"جب مجھ پر جبر نہیں کرو گے' مجھے غلام نہیں بناؤ گے اور میرے فارمولے حاصل نہیں کرو گے تو میری مریم کے ساتھ کیوں آئے ہو؟"

"یہاں آنے کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم شی تارا یا کسی بھی شیطانی ارادے رکھنے والوں کو تمہارے وہ فارمولے حاصل نہیں کرنے دیں گے اور اگر تم نے ان سے دوستی کی یا فارمولوں کا سودا کیا تو ہم تمہیں گولی مار دیں گے۔ چونکہ ابھی ایسا وقت نہیں آیا ہے اس لیے تم زندہ ہو۔"

"اور دوسری وجہ کیا ہے؟"

"تمہاری بیوی کو میں نے ماں بنایا ہے۔ اس سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں اس کے پاس پہنچاؤں گا' یہ وعدہ آج پورا ہو گیا ہے۔"

"اس میں شبہ نہیں کہ تم لوگوں میں شرافت ہے' لیکن کسی کو ذلت آمیز شکست دے کر دوست بنانے کی توقع کرنا نادانی ہے۔"

"پاشا! اب تک ہماری کسی بات سے یا کسی حرکت سے یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ ہم تمہیں دوست بنانا چاہتے ہیں۔ ارے احمق! ہم تو ابھی تمہیں غلام بنا سکتے ہیں لیکن تم اتنے گئے گزرے ہو کہ تمہیں غلام بنانا بھی منظور نہیں ہے۔"

وہ غصے سے دانت پیسنے لگا۔ علی نے پوچھا "تمہیں کس بات کی خوش فہمی ہے؟ غیر معمولی بصارت اور سماعت' غیر معمولی جسمانی اور دماغی قوت کس کام کی؟ تم اپنی کسی صلاحیت کے بل پر اس کمرے سے باہر قدم بھی نہیں رکھ سکتے ہو۔ میرے پاپا اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمام رشتے دار اسی لیے اپنی صلاحیتوں پر نہیں اِتراتے ہیں کہ یہ لوگ بھی جب کسی مصیبت میں پھنستے ہیں تو غیر معمولی صلاحیتیں کسی کام نہیں آتی ہیں۔ پھر ہم سب کا قادرِ مطلق ہی مصیبتوں سے نجات دلاتا ہے۔ پوری کائنات میں وہی ایک قوت ہے جس کے سامنے کوئی انسانی قوت اور صلاحیت غیر معمولی نہیں رہ پاتی۔ ہو سکے تو اپنے حالات سے سبق حاصل کرو اور میری ممی کے ساتھ شریفانہ زندگی گزارتے ہوئے اپنی تمام صلاحیتوں کو انسان کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر دو۔"

"اور وقف کرنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں چلا جاؤں' داڑھی رکھ لوں اور نمازیں پڑھنا شروع کر دوں۔ یہ نصیحتیں اپنے باپ کو کرو۔"

"جاؤ۔ تم سے خدا ہی سمجھے گا۔ میں خاموشی اختیار کرتا ہوں۔"

"ابھی خاموش نہ ہونا۔ پہلے یہ بتاؤ۔ میں کب تک اس کمرے میں قید رہوں گا۔ یہاں سے باہر جانے کی شرائط کیا ہیں؟"

وہ جواب سننے کے لیے چپ ہوا لیکن علی کی آواز سنائی نہیں دی' اس نے پوچھا "اے تم بولتے کیوں نہیں ہو؟"

مریم نے کہا "پاشا! میرے دماغ میں کہا جا رہا ہے کہ اب علی نہیں بولے گا۔ تم اسے آوازیں نہ دو۔ تھک جاؤ گے۔"

وہ مریم کو گھونسا دکھاتے ہوئے بولا "یہ سب تم نے کیا ہے؟ تم نے ان کا ساتھ دے کر مجھے پھنسایا ہے۔"

"تم نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ دشمنوں کو پھانسنے کے لیے مجھے استنبول سے یہاں تک بھٹکا رہے ہو۔ تو پھر دشمنوں کو کیوں نہیں پھانس رہے ہو۔"

"یہی تو عجیب باتیں دیکھتا آ رہا ہوں۔ جو تدبیر ہم ان پر آزمانا چاہتے ہیں' اسی تدبیر کو وہ لوگ ہم پر آزما کر گزر جاتے ہیں۔"

وہ قریب آ کر بیٹھ گئی۔ وہ پیچھے ہٹ کر بولا "اے خبردار! تو دشمن کی ماں ہے۔ میرے قریب نہ آنا۔"

"دیکھو۔ مجھے دھتکارو گے اور میری انسلٹ کرو گے تو میرا بیٹا اپنی ماں کی توہین برداشت نہیں کرے گا۔"

"نہیں برداشت کرے گا تو میرا کیا بگڑ جائے گا؟"

مریم نے اونچی آواز میں کہا "علی! میں تمہیں پکار رہی ہوں۔ کیا تم اپنی ماں کی انسلٹ برداشت کرو گے؟"

پھر وہ پاشا سے بولی "سنو۔ علی کچھ کہہ رہا ہے؟"
اس نے کان لگا کر سنا۔ وہ کہہ رہا تھا "پاشا! انسان بن جاؤ۔ میری ماں کی توہین کرو گے یا اس کا دل دکھاؤ گے تو....."
"تو کیا کرو گے؟"
دروازے کے باہر بالکل قریب ہی گولی چلنے کی آواز آئی۔ علی نے کہا "دروازے کو دیکھو' اس میں سوراخ ہو گیا ہے۔ تمہارے جسم میں جتنے قدرتی سوراخ ہیں' ان میں اضافہ نہ کراؤ۔"
اس نے دروازے کو دیکھا' پھر مریم کو بے بسی سے دیکھا۔ کچھ کہہ نہ سکا۔ فی الحال خاموش رہنے میں ہی بہتری سمجھ رہا تھا۔
فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ مریم نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو' کون ہے؟"
دوسری طرف سے آواز آئی "میں مسٹر مارکو سولو سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"
وہ بولی "یہاں کوئی مارکو سولو نہیں ہے۔"
پاشا اچھل کر بولا "ارے میں ہوں میں۔ یہ میرا فون ہے۔"
اس نے قریب آ کر ریسیور لیا پھر کان سے لگا کر بولا "ہیلو۔ میں مارکو سولو بول رہا ہوں۔ تم کون ہو؟"
"آپ کا تابعدار ہوں۔ آپ نے کہا تھا' مجھے کسی کے سامنے یا فون پر اپنی اصلیت ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔"
"ہاں' ٹھیک ہے' میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔"
"ہم وہاں سے بھاگ کر آنے پر مجبور ہو گئے تھے مگر آپ کی خیریت معلوم نہیں ہو رہی تھی۔"
"میں خیریت سے ہوں۔ ہوٹل کے اندر اور باہر زبردست فائرنگ ہوتی رہی۔ کیا پولیس نے کوئی ایکشن نہیں لیا؟"
"پولیس ہم پر گولیاں چلانے والوں کو تلاش کر رہی ہے۔ ان کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ ہم نے کسی فائرنگ کرنے والے کو نہیں دیکھا تھا۔ پتا نہیں گولیاں کہاں سے چل رہی تھیں۔"
"ہم نے چار ٹیمیں بنائی تھیں۔ ان تمام ٹیموں کو بلاؤ۔ ہوٹل کا محاصرہ کرو پھر اندر آؤ اور مجھے سخت پہرے میں یہاں سے لے چلو۔"
"ٹھیک ہے' ہم آ رہے ہیں۔"
رابطہ ختم ہو گیا۔ مریم نے پوچھا "کیا تمہارے باڈی گارڈز آ رہے ہیں؟"
"ہاں۔ میں یہاں قیدی بن کر نہیں رہوں گا۔"
"اچھا تو میں اپنا سامان پیک کرتی ہوں۔"
"تم میرے ساتھ نہیں جا سکتیں۔"
"کیوں نہیں جا سکتی۔ میں تمہاری بیوی ہوں اور تمہیں بیوی کے تمام حقوق دینے ہوں گے۔"
"میں استنبول آؤں گا تو تمام حقوق ادا کروں گا۔ ابھی میرا پیچھا چھوڑ دو۔"

"تمہیں چھوڑنے کے لیے ہزاروں میل دور ...
ہوں۔"
"کیا تم زبردستی ساتھ رہو گی؟"
"میں اس لیے ساتھ جاؤں گی کہ تم اکیلے ہوٹل سے ... جا سکو گے۔"
"میری پوری فوج آ رہی ہے۔ میں دیکھوں گا' مجھے کون ... سے تنہا جانے سے روکتا ہے۔"
"اچھی بات ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟"
تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی سنائی دی۔ پاشا نے ریسیور ... دوسری طرف سے کہا گیا۔ "مسٹر مارکو سولو! ہم ہوٹل کا محا... کر سکیں گے۔"
"کیوں نہیں کر سکو گے؟"
"وہاں پولیس والے آ گئے ہیں۔"
"ارے تم لوگ بھی تو پولیس افسر اور سپاہی ہو۔"
"وہ تو ہیں لیکن ہوٹل میں جزیرے کی اسپیشل پولیس ... ہے۔ جب بھی امنِ عامہ کو خطرہ پیش آتا ہے' یہ اسپیشل ... آ جاتی ہے۔ اس فورس کے اختیارات ہم سے زیادہ ہیں۔"
"یہ فورس خواہ مخواہ کیوں آ گئی ہے؟"
"خواہ مخواہ کیسے جناب! ہوٹل کے اندر اور باہر زبر... فائرنگ ہو چکی ہے پھر کسی نے آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی کو خبر... ہے کہ اس ہوٹل میں پولیس کا پہرا نہ لگایا گیا تو بم کے دھماکے ... گے۔ پبلک کی جان و مال کو نقصان پہنچے گا۔"
"اس کا مطلب ہے تم سب بے دست و پا ہو گئے ہو ... یہاں ہوٹل کے کمرے میں قید رہوں گا۔"
"نہیں جناب! اب تو کوئی خطرہ نہیں رہا۔ وہاں اسپیشل ... ہے۔ آپ باہر آئیں گے تو کوئی دشمن راستے میں نہیں آئے ...
"یہ اسپیشل فورس صرف ہوٹل میں ہے۔ ہوٹل سے ... اپنی رہائش گاہ تک جاتے وقت کیا ہو گا' یہ میں سمجھ رہا ہوں ... اندھا دھند فائرنگ ہو گی اور تم لوگ دُم دبا کر بھاگو گے۔ میں ... رہوں گا نہ اُدھر کا۔"
"ہمیں بھاگنے کا طعنہ نہ دیں۔ ہماری جگہ کوئی بھی ہوتا ... کرتا۔ وہ فائرنگ کرنے والے نظر نہیں آ رہے تھے۔"
"آئندہ بھی نظر نہیں آئیں گے۔ یہ ٹیلی پیتھی جاننے ... کے ہتھکنڈے ہیں' مجھے سوچنے دو۔ میں تھوڑی دیر بعد فون ... گا۔"
اس نے ریسیور رکھ دیا۔ مریم نے کہا "سوچ سوچ کر ... ہو جاؤ گے' کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ صرف میں ہی ایک ... ہوں۔ مجھے ساتھ رکھو گے تو کہیں سے کوئی گولی نہیں آئے گی ...
وہ سوچ میں پڑ گیا "مصیبت بیوی کی وجہ سے آئی ہے اور ... کے تعاون سے ہی جائے گی۔ میں اس کے ساتھ باہر جاؤں ...

محفوظ رہوں گا لیکن میں اس کے ساتھ کہاں جاؤں گا؟ جہاں بھی جاؤں گا' اس جگہ کا علم فرہاد اور علی کو ہو جائے گا۔ وہ مریم کے ذریعے میری خفیہ پناہ گاہ کو بھی دیکھ لیں گے۔"
مریم نے پوچھا "کیا سوچ رہے ہو؟"
وہ بولا "کچھ نہیں۔ میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ اس کمرے میں رہوں گا۔"
"اچھا فیصلہ ہے۔ ہم اسی کمرے میں باقی زندگی گزار دیں گے۔"
"بکواس مت کرو۔ جب تک میں رہوں گا' تم خاموش رہو گی۔"
"بیوی صرف سہاگ رات کو خاموش رہتی ہے۔ آج رات ایسا کوئی ارادہ ہو تو کہو' دلہن کا سنگار کروں گی۔"
"شٹ اپ!"
"ناراض کیوں ہوتے ہو۔ میں ذرا ٹائلٹ جا رہی ہوں۔"
"تھینکس گاڈ! کوئی تو ایسی جگہ ہے' جہاں عورت خاموش رہتی ہے۔"
وہ چلی گئی۔ اسی وقت پاشا نے پرائی سوچ کی لہریں محسوس کیں' پھر پوچھا "کون ہے؟"
"میں ہوں' ثی تارا۔"
"اب میری یاد آئی ہے۔ خوب دوستی نبھا رہی ہو۔"
"مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں بھائی سرنا کے معاملے میں الجھ گئی تھی۔ فرہاد نے اسے میرے حوالے کر دیا ہے۔ یہ اس کا فراڈ ہو سکتا تھا۔ وہ بھائی کی جگہ اس کی ڈمی دے کر مجھے دھوکا دے سکتا تھا۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"
"نہیں۔ درست کہہ رہی ہو۔ فرہاد کا پورا خاندان چالباز ہے۔ کیا اس نے تمہیں سرنا کی ڈمی دی ہے؟"
"نہیں میں نے اس کا برین واش کرایا ہے۔ فرہاد کے تنویمی عمل کو اس کے دماغ سے ختم کیا ہے۔ اس کے مخصوص لہجے اور پیدائشی نشان کے ذریعے یقین ہوا ہے کہ وہی بھائی سرنا ہے۔"
"چلو بھائی کی واپسی اور سلامتی مبارک ہو۔ میں تو بری طرح پھنسا ہوا ہوں۔"
"کیا پرابلم ہے؟"
پہلے اس نے سوچا تھا کہ ثی تارا کو یہ معلوم نہیں ہونے دے گا کہ جزیرے میں ہے' پھر خیال آیا' وہ مریم کے دماغ میں جا کر صورتِ حال معلوم کر لے گی۔ یہ سوچ کر اس نے اپنے موجودہ حالات بتائے۔ ثی تارا نے تمام روداد سننے کے بعد کہا "تم بری طرح پھنس گئے ہو اور یہی موقع ہے کہ میں تمہیں اس مصیبت سے نجات دلا کر دوستی کا ثبوت پیش کروں۔"
"تم علی کی چالوں کو نہیں سمجھ رہی ہو۔ پہلے یہ معلوم کرو کہ وہ کیا کرتا پھر رہا ہے۔"

"یہ بالکل آسان ہے۔ تمہارے حالات سے یہ اندازہ ہوا ہے کہ علی کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مریم کے دماغ میں ہیں اور اس کے ذریعے تمہاری باتیں سن رہے ہیں اور تمہارے ٹیلیفون کے رابطے سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔"
"ٹیلیفون کے رابطے سے کیسے فائدہ اٹھائیں گے۔"
"میں یقین سے کہتی ہوں ٹیلیفون ایکسچینج میں علی یا اس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا کوئی موجود ہے۔ جو بھی تم سے فون پر بولتا ہے' وہ بولنے والے کے دماغ میں پہنچ جاتے ہیں۔ یوں اس جزیرے میں دور تک تمہارے ذرائع معلوم کرتے جا رہے ہیں۔"
"او گاڈ! میں نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔"
"میں بھی مصیبتوں کے وقت کئی پہلوؤں کو بھول جاتی ہوں۔ ایسا ہوتا ہے' فکر نہ کرو۔ اب میں آ گئی ہوں۔ مریم کے اندر جا کر دیکھتی ہوں' کیا ہو رہا ہے؟"
اس نے مریم کے دماغ میں آ کر دیکھا۔ وہ ٹائلٹ کے بند دروازے کے پیچھے تھی اور کی ہول سے آنکھ لگا کر کمرے میں بیٹھے ہوئے پاشا کو دیکھ رہی تھی اور لیلیٰ کہہ رہی تھی "تمہارا میاں سوچ میں گم ہے۔ بے چارہ تم سے رشتہ تڑانے کی فکر میں ہے۔"
مریم نے کہا "وہ خلاء میں ایسے تک رہا ہے جیسے قوتِ سماعت سے کسی کی باتیں سن رہا ہو۔ یا اس کے دماغ میں کوئی بول رہا ہو۔"
"اس کے دماغ میں بھلا کون بولے گا۔ اس نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دشمنی مول لی ہے۔ کسی سے دوستی نہیں کرتا ہے۔"
حقیقت یہ ہے کہ مجھے اور لیلیٰ وغیرہ کو ثی تارا اور پاشا کی دوستی کا علم نہیں تھا۔ ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس ثی تارا اور سرنا سے وہ بھاگتا پھر رہا ہے۔ ان کا اچانک دوست بن گیا ہو گا۔
تمام معلومات کا ٹھیکا ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہم بھی اکثر لاعلمی میں دھوکا کھا جاتے ہیں۔ مریم اور لیلیٰ کی گفتگو کے دوران ثی تارا بھی مریم کے اندر پہنچ گئی تھی اور ان کی باتیں سن رہی تھی لیلیٰ کہہ رہی تھی "میں ذرا علی کے پاس جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"
"جلدی آ جانا۔ یہ میرے میاں کا مزاج پل پل میں بدلتا رہتا ہے۔ یہ مجھے چھوڑ کر جانا چاہیں گے تو میں تم لوگوں کے تعاون کے بغیر روک نہیں سکوں گی۔"
"فکر نہ کرو۔ علی تم سے دور نہیں ہے۔"
"وہ میری حمایت کے لیے قریب آئے گا تو پاشا کے آدمی اسے نقصان پہنچائیں گے۔ پلیز اسے مجھ سے دور رکھو۔"
"تم ہم میں سے کسی کی فکر نہ کرو۔ میں ابھی آؤں گی۔"
مریم کے دماغ میں خاموشی چھا گئی۔ ثی تارا نے سمجھ لیا اب لیلیٰ علی کے پاس گئی ہے۔ ایسے میں علی کسی اور خیال خوانی کرنے والی کو محسوس نہیں کرے گا اور اس کا یہ خیال درست نکلا۔ ثی

تارا وہاں پہنچی تو علی نے اسے محسوس نہیں کیا۔
یہیں سے ہماری کامیابیاں رفتہ رفتہ ناکامیوں میں بدلنے لگیں۔ لیلیٰ جب تک علی سے باتیں کرتی رہی' انجانے میں شی تارا کو معلومات فراہم کرتی رہی' پھر شی تارا نے پاشا کے پاس آکر کہا۔ "تم اس بری طرح جکڑے ہوئے ہو کہ میں اس وقت دوست نہ بنوں تو علی اپنے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں جانے پر مجبور کردے گا۔"
"لیکن وہ تو کہہ رہا تھا کہ مجھ پر جبر نہیں کیا جائے گا۔"
"دشمن نے کہا اور تم نے یقین کرلیا۔ اگر وہ جبر نہیں کرے گا تو پھر اسے دوست مان لو۔"
"نہیں۔ دوستی صرف تم سے رہے گی۔"
"میں پہلے مریم کے دماغ میں گئی تھی۔ وہاں لیلیٰ خیال خوانی کے ذریعے اس سے باتیں کررہی تھی' پھر اس نے کہا کہ وہ علی کے پاس جارہی ہے۔ یہ میرے لیے ایک سنہری موقع تھا۔ لیلیٰ کی موجودگی میں علی نے مجھے اپنے اندر محسوس نہیں کیا اور میں نے ان کی تمام پلاننگ اور علی کی موجودہ جگہ معلوم کرلی۔"
وہ خوش ہوکر بولا "اوہ شی تارا تم نے تو کمال کردیا۔ علی کسی طرح ہماری گرفت میں آجائے گا تو میں تمام زنجیروں سے آزاد ہوجاؤں گا۔"
پھر وہ چونک گیا۔ مریم اسے دیکھ کر پوچھ رہی تھی "پاشا! تم کیا سوچ کر اس قدر خوش ہورہے ہو؟"
وہ ایک دم سنجیدہ ہوگیا۔ غصے سے بولا "تم سے کیا مطلب ہے۔ میں اپنے ایک آدمی کی باتیں سن رہا ہوں۔ اس کم بخت نے ایک لطیفہ سنادیا تھا۔ اس لیے ذرا مسکرا رہا تھا مگر تم سے تو میری مسکراہٹ بھی دیکھی نہیں گئی۔"
شی تارا نے کہا "پاشا! محتاط رہو۔ مریم کو شبہ نہ ہونے دو۔ ورنہ جس طرح لیلیٰ کی گفتگو کے دوران مجھے علی کے اندر جانے کا موقع مل گیا تھا۔ اسی طرح لیلیٰ میری گفتگو کے دوران تمہارے دماغ میں آجائے گی اور تمہیں پتا نہیں چلے گا۔"
"ٹھیک ہے۔ میں محتاط رہوں گا۔"
اس نے محسوس کیا۔ شی تارا چلی گئی۔ دماغ میں پرائی سوچ کی لہریں نہیں ہیں۔ وہ بے چین ہوگیا۔ باتیں ادھوری رہ گئی تھیں لیکن ایک منٹ کے بعد وہ پھر آکر بولی "کیا اس ایک منٹ میں تم نے اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا ہے؟"
"نہیں۔ میرے اندر کوئی نہیں تھا۔"
"میں یہی معلوم کرنے گئی تھی۔ میری غیر موجودگی میں لیلیٰ تمہارے اندر ہوتی تو چوری سے آنے والی کا پتا چل جاتا۔ چلو اچھا ہے' کوئی دشمن تمہارے دماغ میں نہیں آرہا ہے۔"
"مجھے علی کے متعلق بتاؤ۔"
"بتاؤں گی۔ ابھی تمہارے پاس مسلسل رہنے سے دشمن خیال خوانی کرنے والے تمہارے دماغ میں آسکتے ہیں۔ دیکھو' مریم تمہیں چور نظروں سے تاڑ رہی ہے۔ میں پندرہ منٹ بعد آؤں گی۔ میرے ایک مشورے پر عمل کرو۔ مریم سے خوب ہنستے بولتے رہو اور کل صبح اس کے ساتھ کسی لانچ میں سمندر کی سیر کا پروگرام بناؤ۔ اچھا اب پندرہ منٹ کے بعد آؤں گی۔"
وہ چلی گئی' پھر فوراً آکر بولی "یہ کوڈ ورڈز یاد رکھو۔ جب بھی آؤں گی تو کہوں گی' دی آر لکی فار ایچ اَدر۔ اگر کوئی یہ کوڈ ورڈز ادا نہ کرے تو سمجھ لینا تمہارے پاس کوئی دشمن آیا ہے۔"
وہ پھر چلی گئی۔ پاشا نے مریم سے مسکرا کر پوچھا "یہ تم بار بار چور نظروں سے کیا دیکھ رہی ہو؟"
وہ مسکرا کر بولی "تعجب ہے تم اچانک مسکرا کر بولنے لگے ہو۔ بات کیا ہے؟"
"کیا تمہیں میری سنجیدگی اور غصہ پسند ہے؟"
وہ جلدی سے بولی "نن... نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ دراصل انگارہ پھول بن جائے تو حیرانی ہوتی ہے۔ میری تو دلی خواہش ہے کہ تم میرے ساتھ رہو اور سدا مسکراتے رہو۔"
"دراصل میں حالات سے سمجھوتا کررہا ہوں۔ یہ سمجھ رہا ہوں کہ یونہی تنہا بھٹکتا رہا تو آج علی کے پھندے میں آیا ہوں۔ کل شی تارا یا یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے شکنجے میں چلا جاؤں گا' پھر کیوں نہ ان سے دوستی کرنے کا فیصلہ کروں' جن پر تم اعتماد کرتی ہو۔"
وہ پاس آئی اور اس کے بازو سے لگ کر بولی "تم بہت اچھے ہو پاشا! تم علی سے دوستی کروگے تو مجھے دونوں جہاں کی خوشیاں مل جائیں گی۔"
"لیکن میں ذرا مہلت چاہتا ہوں۔ تمام پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد کل دوستی کا فیصلہ سناؤں گا۔"
"بے شک۔ خوب سوچو۔ ہر پہلو پر غور کرو۔ میری محبت اور میرا یقین کہتا ہے کہ بالآخر تم ہمارے ہی ہوکر رہوگے۔"
وہ مریم کو محبت سے بہلانے پھسلانے لگا۔ پندرہ منٹ گزر گئے۔ شی تارا نہیں آئی۔ کوئی ایک گھنٹے کے بعد آکر بولی "دی آر لکی فار ایچ اَدر۔"
اس نے پوچھا "یہ تمہارے پندرہ منٹ ہیں؟"
"میں اپنے وقت پر مریم کے پاس آئی تو تم اسے خوب سبز باغ دکھا رہے تھے۔ میں نے ایسے وقت تمہیں مخاطب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔"
"اچھا۔ اب علی کے متعلق بتاؤ۔"
"بہت لمبی باتیں ہیں۔ پہلے مریم سے کل صبح آؤٹنگ کا پروگرام بناؤ۔ اسے راضی کرو' پھر میں اسے خیال خوانی کے ذریعے سلادوں گی اس کے بعد اطمینان سے گفتگو کریں گے۔"
وہ مریم سے بولا "ایک طویل عرصے کے بعد تمہارے ساتھ وقت گزار کر محسوس ہورہا ہے بیوی آخر بیوی ہوتی ہے۔ جو محبت تم سے ملتی ہے وہ کسی اور سے نہیں ملتی۔ میرا جی چاہتا ہے' تمہارے ساتھ کھلی فضا میں دوڑتا پھروں اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلتا رہوں۔"
"میں بھی آج خود کو دنیا کی سب سے خوش نصیب عورت سمجھ رہی ہوں۔ میں تمہارے ساتھ نگر نگر کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔"
"ٹھیک ہے۔ سیر و تفریح کی ابتدا اسی جزیرے سے کریں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ سمندر کی سیر کا پروگرام بنایا جائے؟"
"ہاؤ لولی۔ سنا ہے یہاں آس پاس خوب صورت جزیرے ہیں۔"
"درست سنا ہے۔ کل صبح ہم کسی لانچ میں چلیں گے۔"
اس وقت لیلیٰ اور شی تارا دونوں ہی مریم کے دماغ میں تھیں لیلیٰ' مریم کو مشورہ دے رہی تھی کہ اسے سمندر کی سیر کے لیے لانچ میں جانا چاہیے۔ اس لانچ میں علی اس کے قریب ہی چھپا رہے گا۔
شی تارا یہی چاہتی تھی' جو لیلیٰ کہہ رہی تھی۔ وہ علی اور اس کی پلاننگ پہلے ہی سن چکی تھی۔ اسی لیے پاشا کو مشورہ دیا تھا کہ دوسری صبح سمندر کی سیر کا پروگرام بنائے۔
جب مریم سو گئی تو شی تارا نے آکر کہا "پاشا! کل صبح مریم تمہیں جس لانچ میں سیر کرنے کا مشورہ دے' تم اسی لانچ میں سوار ہوجانا' علی اس لانچ میں اسٹیورڈ کے بھیس میں ہوگا۔"
"اگر وہ لانچ میں تنہا مل جائے تو میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا۔ اسے میری جسمانی قوت کا اندازہ نہیں ہے۔"
"تم اس انداز میں علی کو زیر کرنا چاہوگے تو ناکامی تمہارا مقدر بن جائے گی۔ ایسی حماقت سے بہتر ہے کہ میں تمہارا ساتھ نہ دوں۔"
"ایسا نہ کہو۔ اپنا منصوبہ بتاؤ۔"
"ہم نے فرہاد اور اس کی فیملی کی اچھی طرح اسٹڈی کی ہے۔ وہ کبھی تدبر سے اور کبھی مقدر سے بچ نکلتے ہیں۔ اس بار خوب سوچ سمجھ کر ایک ایک قدم اٹھانا ہوگا۔"
"تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"
"پہلے وعدہ کرو۔ کسی بھی معاملے میں جلد بازی نہیں کروگے۔"
"میں وعدہ کرتا ہوں۔ واقعی جلد بازی سے نقصان پہنچے گا۔"
وہ بولی "صبح ہونے میں بہت دیر ہے۔ میں اتنی دیر میں یہاں چند آلۂ کاربنالوں گی۔ وہ میرے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔"
پاشا نے کہا "یہاں میرے بے شمار آلۂ کار ہیں۔"
"میں لیلیٰ اور علی کی باتیں سن چکی ہوں۔ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے تمام آلۂ کاروں کے دماغوں میں پہنچے ہوئے ہیں۔ جو تمہارے چار یوگا کے ماہر ہیں ان میں سے تین کو وہ ٹریپ کرچکے ہیں' چوتھے کو بھی وہ نہیں چھوڑیں گے۔ تم ان میں سے کسی کو بھی استعمال کروگے تو منہ کی کھاؤگے۔"
"اوہ خدایا! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اتنی تیزی سے میرے آلۂ کاروں کے اندر کینسر کی طرح پھیل جائیں گے۔ ٹھیک ہے میں ان میں سے کسی کو استعمال نہیں کروں گا۔"
"علی اور اس کے خیال خوانی کرنے والوں کو اس انتظار میں رہنے دو کہ تم اپنے آدمیوں سے کام لینے والے ہو۔"
"اس لانچ میں کتنے افراد ہوں گے؟"
"وہ مسافر بردار لانچ ہے۔ ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے جاتی ہے۔ میں آج رات جتنے آلۂ کار بناؤں گی' وہ مسافر بن کر اس لانچ میں رہیں گے۔ وہ تمہارے لیے ہتھیار کا اور ڈھال کا کام کریں گے۔"
"عمدہ تدبیر ہے۔ آگے بولو۔"
"بیچ سمندر میں ہم ہوں گے' چند مسافر ہوں گے اور علی تنہا

رہے گا۔ گہرے سمندر میں کوئی اس کا ساتھی نہیں ہوگا۔"

"اس کے خیال خوانی کرنے والے اپنے آلۂ کار دوسری کشتیوں میں روانہ کرسکتے ہیں۔"

"تمہارے آلۂ کار علی کو زخمی کریں گے۔ میں اس کے دماغ میں آسانی سے پہنچ کر اُس کے خیال خوانی کرنے والوں کو وارننگ دوں گی کہ علی کے لیے کوئی امداد آئے گی تو اس سے پہلے ہی دوسری گولی اس کا کام تمام کردے گی۔"

"ہاں' ایسی صورت میں وہ علی کی سلامتی چاہیں گے۔ اس سلسلے میں میرا ایک مشورہ ہے۔"

"ہاں' بولو۔"

"ہم علی کو یرغمال بنا کر رکھیں گے اور رکھنے کی سب سے عمدہ جگہ مردوں کا جزیرہ ہے۔"

"فرہاد اس جزیرے سے بیٹے کو نکال لے جائے گا۔"

"اس جزیرے کے متعلق تمہاری معلومات محدود ہیں۔ آج تک کوئی قیدی وہاں سے زندہ واپس نہیں آیا ہے۔"

"مجھے وہاں کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ۔"

"اس جزیرے میں تقریباً ڈھائی سو مرد قیدی ہیں۔ وہاں کوئی عورت نہیں ہے۔ وہ قیدی خونخوار درندے ہیں۔ وحشیانہ زندگی گزارتے ہیں۔"

"وہ کس طرح کھاتے پیتے اور پہنتے اوڑھتے ہیں۔"

"وہاں گھنے درختوں کی بہتات ہے۔ یہاں کی سرکار نے وہاں کپڑے بننے کی کھڈیاں لگادی ہیں۔ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ درخت کاٹیں۔ ہر ہفتے دو ٹن لکڑیاں ساحل پر پہنچائیں اور نئے سرے سے شجرکاری کرتے رہیں تاکہ درختوں کی کمی نہ رہے اور ہر ہفتے کپڑے کے پانچ تھان تیار کریں۔"

شی تارا نے کہا "یہ سامان حاصل کرنے کے لیے بحری جہاز اور کشتیاں ساحل پر جاتی ہوں گی۔ ایسے میں قیدیوں کے فرار ہونے کی کوئی صورت ضرور نکل آتی ہے۔"

جزیرے میں ایک چھوٹی سی بندرگاہ ہے۔ ہفتہ میں ایک بار صرف ایک جہاز وہاں جاتا ہے اور لکڑیاں اور کپڑے لیتا ہے اور انہیں راشن اور دوائیں دے کر واپس آجاتا ہے۔ اس دوران جہاز پر مسلح فوجی اور مشین گنیں ہوتی ہیں۔ صرف چار قیدیوں کو ساحل تک آنے اور جہاز پر سامان لادنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ پانچواں قیدی نظر آئے تو کچھ پوچھے بغیر اسے گولی ماردی جاتی ہے۔"

"پاشا! فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس جہاز کے مسلح فوجیوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا سکتے ہیں۔"

"تم بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے یہی کرسکتی ہو۔ آج ہی سے یہاں کے تمام فوجی افسران کے اندر جگہ بنانا شروع کردو۔ صرف اتنا ہی نہیں' تم جزیرے کے قیدیوں کو بھی اپنا تابعدار بنا سکتی ہو۔ میں بھی اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔"

"ہاں۔ یہ ممکن ہے۔ علی کی رہائی کے لیے جو چال فرہاد چلے گا وہی چال ہم بھی چلیں گے۔ اس کے علاوہ وہاں ایک ایسا ذریعہ بنا کر رکھیں گے جسے آخری ناکامی کے وقت استعمال کریں گے۔ اگر علی ہماری گرفت سے نکلتا ہوا دکھائی دے گا تو اس آخری ذریعے سے اسے ختم کردیں گے۔"

پاشا بستر سے اٹھ گیا۔ شی تارا نے مریم کو صبح پانچ بجے تک کے لیے گہری نیند سلادیا تھا۔ وہ اس سے پہلے بیدار ہو نہیں سکتی تھی۔ پاشا نے ٹیلیفون ڈائریکٹری کے ذریعے فوج کے دو افسران سے باری باری رابطہ کرکے شی تارا کو ان کی آوازیں سنائیں۔ وہ ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے ذریعے چند اعلیٰ افسروں تک پہنچ رہی۔ ان میں سے جو زیادہ اہم تھا' اسے تنویمی عمل کے ذریعے تابعدار بنالیا اور دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کا راستہ روکنے کے لیے اس کے دماغ کو لاک کردیا۔ اس نے ایسے دو مزید افسران کو اپنے قابو میں کیا' پھر لانچ میں مسافروں کی حیثیت سے پہنچانے کے لیے چار اشخاص کو ٹریپ کیا۔ اس طرح وہ صبح تک مصروف رہی۔

مریم اور پاشا مختصر سا سفری بیگ اٹھائے ساحل پر آئے۔ وہاں کئی موٹر بوٹس اور لانچیں وغیرہ تھیں۔ جو مسافروں کو لے کر مختلف جزیروں کی طرف جاتی تھیں۔ انہوں نے اپنے اپنے سفری بیگ میں ایک ایک جوڑا لباس' کھانے کا کچھ سامان' پھل کاٹنے کا چاقو رکھا تھا۔ پاشا کے پاس ایک ریوالور بھی تھا۔ کئی لانچ والے انہیں اپنی طرف بلا رہے تھے لیکن مریم نے اسی لانچ کو ترجیح دی' جس میں علی اسٹیورڈ کی حیثیت سے تھا۔

مریم نہیں جانتی تھی کہ اس لانچ میں علی موجود ہے۔ لیلیٰ اس کی راہ نمائی کررہی تھی۔ علی' ثانی اور لیلیٰ نے پلاننگ کی تھی کہ پاشا کو کچھ عرصے تک ایسی مصیبتوں میں الجھا کر رکھا جائے کہ اسے خدا یاد آجائے۔ وہ غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کرنے کے بعد کسی بڑی آزمائش سے نہیں گزرا تھا۔ ایسے مصائب میں گرفتار نہیں ہوا تھا' جن سے یہ سبق حاصل کرے کہ اسے بہترین دوست بنانے چاہئیں اور بدترین دشمنوں سے دور رہنا چاہیے۔

اس ارادے پر عمل کرنے کے لیے وہ پاشا کو مردوں کے جزیرے میں پہنچانا چاہتے تھے تاکہ وہ خونخوار درندہ نما قیدیوں کے درمیان رہ کر ہمہ وقت اپنی سلامتی کی فکر میں رہے اور ایک عام آدمی کی طرح جنگل میں لکڑیاں کاٹتا رہے۔ اس جزیرے میں ہر شخص کے لیے محنت و مشقت لازمی تھی۔ ورنہ اسے کھانے کے لیے اناج اور پہننے کے لیے کپڑا نہیں ملتا تھا۔

اسے وہاں پہنچانے سے پہلے یہ سوچ لیا گیا تھا کہ جب وہ توبہ کرنے لگے گا تو اسے کس طرح واپس لایا جائے گا گویا دونوں طرف سے یہی ایک چال چلی جارہی تھی۔ وہ بھی علی کو اس جزیرے میں قیدی بنانا چاہتے تھے تاکہ میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے تڑپتا رہوں۔ وہاں سے اسے نکال لانے کی کوششیں کرتا رہوں اور وہ میری کوششوں کو ناکام بناتے رہیں۔

وہ لانچ سمندر کی لہروں سے کھیلتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ مریم اور پاشا کے علاوہ دس مسافر اس میں سفر کررہے تھے۔ علی کے ساتھ لانچ کا مالک اور کلینر بھی تھے۔ دس مسافروں میں سے چار شی تارا کے آلۂ کار تھے۔ شی تارا باقی چھ مسافروں کے متعلق جاننا چاہتی تھی کہ وہ کون لوگ ہیں اور کون سے جزیرے میں اترنا چاہتے ہیں۔

پاشا نے بھی ان سے گفتگو کی۔ پتا چلا' وہ صرف مقامی زبان جانتے ہیں۔ انگریزی اور دوسری زبانوں سے واقف نہیں ہیں۔ شی تارا ان کی زبان اور لہجے کو سمجھے بغیر ان کے دماغوں میں نہیں جاسکتی تھی' وہ لانچ کا مالک اور کلینر بھی صرف مقامی زبان بول رہے تھے۔ اگر انگریزی بولتے تو شی تارا لانچ کے مالک کے خیالات پڑھ کر معلوم کرتی کہ علی اس لانچ میں کس طرح اسٹیورڈ بن کر آیا ہے۔

وہ دو گھنٹے تک سفر کرتے رہے۔ چار جزیروں کے قریب سے گزر گئے۔ آگے مرد قیدیوں کا پانچواں جزیرہ تھا۔ پاشا نے علی کے پاس آکر پوچھا "ہیلو مسٹر! تمہارا نام کیا ہے؟"

علی نے کہا "میں صرف اپنا نہیں' تمہارا نام بھی بتا سکتا ہوں۔"

"پھر تو یہ بھی جانتے ہوگے کہ میں اس لانچ میں کیوں سفر کررہا ہوں۔"

"تمہارے تمہارے جاننے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کاتبِ تقدیر جانتا ہے کہ ہم کہاں پہنچنے والے ہیں۔"

"میں تقدیر پڑھنا جانتا ہوں۔ وہ جزیرہ جو دھندلا سا نظر آرہا ہے' وہ تمہاری آخری منزل ہے۔ وہاں تم زندگی کے باقی دن آرام سے گزارو گے۔"

علی نے دور سے اس دھندلے جزیرے کو دیکھا' جو رفتہ رفتہ نمایاں ہوتا جارہا تھا پھر مسکرا کر بولا "خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔"

"اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہی کہ ہم دونوں اس جزیرے میں رہیں گے تو ہنگاموں سے بھرپور وقت گزرے گا۔ تم ساری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھتے ہو۔ پہلے ان خونخوار قیدیوں پر حکمرانی کروگے یا پھر وہ تمہیں حکمرانی کے قابل نہیں چھوڑیں گے۔"

"تمہیں میری جسمانی قوت کا اندازہ نہیں ہے۔"

"تم اتنے طاقت ور ہوسکتے ہو کہ فولادی روبوٹ کی طرح ناقابلِ تسخیر بن سکتے ہو لیکن روبوٹ بھی ایک دن ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے' خدا کے سوا اس دنیا میں بقا کسے ہے؟"

وہ جیب سے ریوالور نکال کر بولا "ساحل قریب آرہا ہے۔ میں تمہیں زخمی کرکے اس جزیرے میں پھینکنا چاہتا ہوں تاکہ شی تارا تمہارے دماغ میں جگہ بنا کر وہاں سے بھاگنے کا موقع نہ دے۔"

علی نے حیرانی سے پوچھا "شی تارا؟ کیا وہ تمہارے ساتھ ہے؟"

وہ مسکرا کر بولا "ہاں' آج وہ میری دوست ہے۔ رفتہ رفتہ ہماری یہ دوستی رشتے داری میں بدل جائے گی۔"

مریم نے قریب آتے ہوئے کہا "ہاں علی! جس طرح ہماری رشتے داری ہوئی ہے۔ میں نے تمہیں بیٹا بنایا ہے۔ پاشا' شی تارا کو بیٹی بنائے گا۔"

وہ غصے سے اس کی طرف گھوم کر بولا "یو شٹ اپ....."

وہ آگے نہ کہہ سکا۔ ریوالور والے ہاتھ پر علی کی ٹھوکر پڑی۔ ریوالور فضا میں اچھل کر گہرے پانی میں چلا گیا۔ وہ ناگواری سے بولا۔ "میں چاہتا تھا' ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر ایک گولی چلا کر زخمی کردوں لیکن تم اپنی توڑ پھوڑ چاہتے ہو۔"

اس نے علی کو دبوچ لینے کے لیے اس پر چھلانگ لگائی لیکن لکڑی کے خالی تختے پر آکر گرا۔ علی اچھل کر دوسری جگہ پہنچ گیا تھا اور کہہ رہا تھا "میں جانتا ہوں' تم فولاد ہو مگر مقابلے کا فن نہیں جانتے ہو۔ تم اپنی طاقت کا مظاہرہ کرو۔ میں تمہاری طاقت کو صفر بنانے کا تماشا دکھاتا ہوں۔"

وہ پنجہ لڑانے کے انداز میں دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر دوڑتا ہوا

آیا۔ علی اچھل کر عرشے کی ریلنگ پر آیا۔ ریلنگ کے پیچھے سمندر تھا۔ وہ کمال مہارت سے توازن قائم رکھے اس ریلنگ پر کھڑا تھا۔ ذرا بھی توازن بگڑتا تو وہ گہرے پانی میں گر جاتا۔

پاشا کے لیے بہت اچھا موقع تھا۔ وہ اسے سمندر میں دھکا دینے کے لیے تیزی سے آیا۔ علی نے فضا میں چھلانگ لگائی۔ اس کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے سر پر چپت مارتا ہوا عرشے کے تختے پر کھڑا ہو گیا۔

پاشا پوری تیزی سے دھکا دینے آیا تھا۔ نتیجے کے طور پر وہ خالی ریلنگ پر اوندھا ہو گیا۔ آدھا عرشے کی طرف اور آدھا سمندر کی طرف جھک گیا۔ علی نے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اٹھائیں تو وہ سمندر کی طرف الٹا لٹک گیا۔ اب اس کی زندگی علی کی دونوں مٹھیوں میں تھی۔ وہ مٹھیاں کھولتا تو غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک سمندر میں غرق ہو جاتا۔

وہ ایسی حالت میں تھا کہ اپنے بچاؤ کے لیے طاقت استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ اگر اپنی قوت سے دونوں ٹانگوں کو علی سے چھڑانا چاہتا' تب بھی گہرے پانی میں چلا جاتا۔ اس نے ایک آدھ بار کمر کے بل اوپر اٹھنے کی کوشش کی' علی نے اس کی ٹانگوں کو آگے کی طرف جھٹکا دیا تو وہ نیچے ہو کر گردن تک پانی میں ڈوبتا رہا۔ اس کے بعد اس نے کمر کے بل اٹھنے کی کوشش ترک کر دی۔

شی تارا کے چار آلۂ کار پاشا کی مدد کے لیے آگے بڑھنا چاہتے تھے۔ دوسرے چھ مسافروں نے ان کا راستہ روک لیا۔ ان میں سے ایک کے پاس ریوالور تھا۔ تب شی تارا کو معلوم ہوا کہ وہ سب مسافر نہیں علی کے زرخرید آلۂ کار تھے۔ یقیناً وہ انگریزی جانتے ہوں گے لیکن انہیں تاکید کی گئی تھی کہ وہ صرف مقامی زبان بولتے رہیں۔ اس طرح شی تارا ان کے دماغوں میں جا کر اپنے آلۂ کاروں کے لیے راستہ صاف نہیں کر سکتی تھی۔

اس نے پاشا کے دماغ میں آ کر کوڈ ورڈز ادا کیے "وی آر گلی فار ایچ ادر۔۔۔"

وہ جھنجھلا کر بولا "کیا ہے؟ تم میرے لیے خاک لگی ہو۔ تم پر بھروسا کر کے الٹا لٹک گیا ہوں۔ اس خبیث سے میری جان چھڑاؤ۔"

"پاشا! یہ لوگ شیطانی دماغ رکھتے ہیں' جو کبھی نہ سوچو' وہ کر گزرتے ہیں۔ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ بازی یوں پلٹ جائے گی۔ ہم یہ بازی ہار گئے ہیں۔"

"تمہارے آلۂ کار کہاں مر گئے ہیں؟"

"ان سب کو بے بس کر دیا گیا ہے۔ وہ مقامی زبان بولتے ہیں۔ میں ان کے دماغوں میں جا کر ہارنے والی بازی جیت نہیں سکوں گی۔"

"یہ تمہاری دوستی ہے کہ مجھے مرنے کے لیے چھوڑ رہی ہو؟"

"نہیں' میں آخری سانس تک تمہیں بچانے کی کوشش کروں

گی۔ میرے مشورے پر فوراً عمل کرو۔ مکاری سے کام لے۔ اس سے دوستی کرو۔ اسے یقین دلاؤ کہ تم سچے دل سے توبہ کر رہے ہو۔"

"وہ نادان بچہ نہیں ہے۔ میری باتوں میں نہیں آئے گا۔"

"ایسے وقت ذرا عقل سے سوچو۔ تمہیں مارنا ہوتا تو اب تک تمہیں سمندر میں ڈبو چکا ہوتا لیکن وہ تمہاری بیوی کو ماں کہتا ہے۔ وہ اپنی ماں کا سہاگ نہیں اجاڑے گا۔"

"ہاں۔ میں اس پہلو کو بھول گیا تھا۔"

پھر اس نے چیخ کر کہا "علی! مجھے چھوڑ دو۔ مجھے معاف کرو۔ مجھے اپنی غلطیوں کا احساس ہو گیا ہے۔"

علی نے پوچھا "کیا تمہیں الٹا لٹکنے کے بعد احساس ہو رہا ہے؟"

"میں سچ کہتا ہوں۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں بہت برا ہو گیا تھا۔ یہ زندگی ایک ہی بار ملتی ہے۔ اسے دوست بن کر گزارنا چاہیے۔ اب میں دوست بن کر رہوں گا۔"

"میں کیسے یقین کروں؟"

"میں تمہاری ممی مریم کی قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں۔"

علی نے اسے واپس عرشے پر کھینچ لیا۔ وہ ریلنگ سے لگا ہانپ رہا تھا اور اِدھر اُدھر یوں دیکھ رہا تھا جیسے نئی زندگی ملنے پر شکر کر رہا ہو۔ علی نے کہا "اپنے برے حالات سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ جب برا وقت آتا ہے تو غیر معمولی قوتیں اور غیر معمولی صلاحیتیں کام نہیں آتیں۔ صرف رضائے الٰہی کام آتی ہے۔ معبود راضی ہو تو جان بچتی ہے ورنہ قضا لازمی ہوتی ہے۔"

وہ سن رہا تھا اور دیکھ رہا تھا۔ لانچ مردہ قیدیوں کے جزیرے کے قریب تھی اور ساحل سے کوئی دو سو گز کے فاصلے سے گزر رہی تھی۔ شی تارا کہہ رہی تھی "پاشا! یہ جزیرہ گزر جائے گا۔ لانچ واپس جائے گی اور ہم ناکام رہیں گے۔ کوئی بات نہیں ہم۔۔۔۔"

وہ بھڑک کر بولا "ہم ناکام نہیں رہیں گے۔ میں بازی پلٹ کر رکھ دوں گا۔"

وہ ریلنگ کے پاس سے اٹھتے ہوئے مصافحہ کے لیے ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا "علی! تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ میں پہلی بار دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہوں۔"

علی نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرنا چاہا۔ پاشا نے اچانک اس کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں جکڑ لیا۔ یوں اسے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کا موقع مل گیا۔ علی نے دل ہی دل میں تسلیم کیا کہ واقعی فولادی انگلیاں ہیں اور یہ فولادی انسان ہے۔ جو اس کی گرفت میں آئے' وہ ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائے۔

لیلیٰ نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "بیٹے! میں اپنے آلۂ کار کے ذریعے گولی چلا دوں؟ اسے زخمی کرنا چاہیے۔"

"نہیں ممی! مقابلہ مجھ سے ہے۔ آپ کسی تیسرے کو درمیان میں نہ لائیں۔"

ثانی نے کہا "پلیز علی! یہ قصہ ختم کرو۔"

وہ بولا "ابھی ذرا اپ سیٹ ہو گا۔ تم دونوں جاؤ۔ ورنہ شی تارا کو میرے اندر آنے کا موقع مل جائے گا۔"

وہ دونوں چلی گئیں۔ پاشا اسے آہستہ آہستہ پیچھے دھکیل رہا تھا اور ریلنگ کی طرف لے جا رہا تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا "اپنے آدمی سے کہو ریوالور پھینک دے۔ ورنہ گولی لگنے سے پہلے میں انگلیاں توڑ کر تمہیں سمندر میں پھینک دوں گا۔"

علی نے حکم دیا "ریوالور نہ پھینکو' اور میں حکم دیتا ہوں کہ میرے سمندر میں گرنے کے بعد لانچ کو نہ روکنا۔ مجھے چھوڑ کر چلے جانا۔ امی اور ثانی! میں نے جو منصوبہ پیش کیا تھا' اس پر ضرور عمل کیا جائے۔"

پاشا نے پوچھا "یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟ وہ منصوبہ مجھے بتاؤ۔"

"میں چاہتا ہوں کہ نہ بتاؤں اور تم مجھے سمندر میں پھینک دو۔"

"تو پھر لو۔ پہلے اپنی انگلیوں کا ماتم کرو۔"

اس نے پوری قوت سے انگلیوں کی ہڈیوں کو جھٹکا دیا۔ علی نے پوری قوت سے جھٹکے کو روکا۔ ایک لوہا دوسرے لوہے سے ٹکرا کر دوسرے کو توڑ تو نہیں سکتا۔ البتہ ٹکراؤ سے چنگاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ دونوں کی آنکھوں سے جیسے چنگاریاں اڑ رہی تھیں۔ پاشا نے طاقت کے زعم میں پہلے نہیں سوچا تھا' اب سمجھ رہا تھا کہ صرف اس نے علی کو نہیں جکڑا ہے۔ اس کی اپنی انگلیاں بھی آہنی سلاخوں میں پھنس گئی ہیں۔ اگر اس نے فوراً ہی انگلیاں چھڑا کر علی کو سمندر میں نہ پھینکا تو وہ دشمن کوئی نیا داؤ آزمائے گا۔

اس نے پھر ایک زوردار جھٹکا دے کر انگلیوں کو چھڑانا چاہا مگر وہ الجھی رہیں۔ علی نے پوچھا "مجھے جکڑنے کے بعد انگلیاں کیوں چھڑا رہے ہو؟"

"کیا تم شیطان ہو کہ میری طاقت کا تم پر اثر نہیں ہو رہا ہے؟"

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ سچ کہوں گا' تم بہت طاقت ور ہو' میں تمہارے شکنجے میں ناقابلِ برداشت تکلیف اس لیے برداشت کر رہا ہوں کہ ماسٹر داسٹورو کی نے اس سے بھی زیادہ تکالیف میں ہم بھائیوں کو بچپن سے جلا رکھا ہے۔ اس نے فرہاد کے بیٹوں کو پھولوں کے نہیں کانٹوں کے بستر پر سلایا ہے۔ تمہاری قوت غیر معمولی ہے۔ ہماری قوتِ برداشت غیر معمولی ہے۔"

"چھا زیادہ نہ بولو۔ میری انگلیاں چھوڑو۔"

"پکڑا تم نے ہے اور مجھے چھوڑنے کو کہہ رہے ہو۔"

اس نے سر سے ٹکر مارنے کی کوشش کی۔ علی نے گردن ٹیڑھی کی۔ اس کا وار خالی گیا۔ اس نے گھٹنا پیٹ میں مارنا چاہا۔ علی نے اپنا گھٹنا ٹکرا دیا پھر کہا "کچھ بھی کر لو۔ یہ ہاتھ سمندر میں غوطہ لگانے کے بعد چھوڑوں گا۔"

"کیا تم پاگل ہو' سمندر میں کودنا چاہتے ہو۔"

"پاگل نہیں' دیوانہ ہوں۔ ہم تو ڈوبیں گے صنم' تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔"

پہلے پاشا اسے سمندر میں گرانے کے لیے دھکیل کر ریلنگ کے پاس لایا تھا۔ اب اسے ریلنگ سے دور ہٹانے کی کوشش کرنے لگا۔ دونوں اپنی اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ کبھی وہ پیچھے دھکیلتا تھا۔ کبھی علی اس پر بھاری پڑتا تھا پھر علی نے ریوالور والے آلۂ کار سے کہا "میرے مقابل کو نشانے پر رکھو۔ میرے تین گننے تک یہ میرے ساتھ سمندر میں چھلانگ نہ لگائے تو اسے گولی مار دینا۔"

پاشا نے گھبرا کر کہا "ارے یہ کیا بلا مجھ سے چمٹ گئی ہے۔ شی تارا' مجھے بچاؤ۔ ارے او فرہاد! اپنے بیٹے کو اس حماقت سے روکتا کیوں نہیں ہے۔ میرے ساتھ یہ بھی ڈوب جائے گا اور ہم بچ گئے تو خونخوار قیدی ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

علی نے گنتی شروع کی۔ "ایک۔۔۔۔"

شی تارا حیرانی اور پریشانی سے سوچ رہی تھی "آخر یہ علی کیا سوچ کر موت کے جزیرے میں جا رہا ہے۔ ان لوگوں کی کوئی چال وقت سے پہلے سمجھ میں کیوں نہیں آتی ہے؟"

وہ خیال خوانی کے ذریعے بولی "پاشا! علی کے اس اقدام میں کوئی گہرا راز ہے۔ سمندر میں کود جاؤ۔"

وہ غصے سے بھڑک کر بولا "چڑیل کی بچی! دوست کو بچا نہیں سکتی۔ ڈوب مرنے کو کہتی ہے۔"

"ڈوبنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مر جاؤ۔ ساحل بالکل قریب ہے۔ تم زندہ رہو گے۔"

علی نے کہا "دو۔۔۔"

پاشا نے گڑگڑا کر کہا "ارے میرے بڑھاپے کا خیال نہیں کرتا' اپنی جوانی کا خیال کر۔ ہم نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے کہ شرم سے ڈوب مریں۔"

علی نے کہا "امی اور ثانی! میرے تین کہنے کے بعد جب اسے گولی مار کر زخمی کیا جائے تو آپ دونوں شی تارا کو بھگا کر اس کے دماغ پر قبضہ جما لیں اور اپنا غلام بنا لیں۔"

وہ ایک دم سے چیخنے لگا "نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں غلامی قبول نہیں کروں گا۔ مجھے تیرنا آتا ہے۔ میں کود رہا ہوں۔"

وہ علی کے ساتھ دوڑتا ہوا ریلنگ کے پاس آیا پھر اس پر چڑھ کر چھلانگ لگا دی۔ پانی کے اندر جاتے ہی علی نے اس کی انگلیاں چھوڑ دیں۔

شی تارا نے ایک آلۂ کار کے ذریعے دیکھا۔ لانچ رکی نہیں تھی۔ اپنی مخصوص رفتار سے جا رہی تھی اور ایک ٹرن لے کر جزیرہ مارکیوسان کا رخ کر رہی تھی۔

پھر اس نے دیکھا۔ علی اور پاشا سمندر کی سطح پر ابھر آئے تھے اور تیرتے ہوئے موت کے جزیرے کی سمت جا رہے تھے۔

شی تارا اپنی خفیہ رہائش گاہ کے بیڈ روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔ خالی خالی نظروں سے سامنے والی دیوار کو تک رہی تھی۔ وہ دیوار جیسے سینما کی اسکرین بن گئی تھی۔ اس پر سمندر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ علی اور پاشا لانچ پر سے چھلانگ لگا کر گہرے پانی میں چلے گئے تھے پھر تھوڑی دیر میں سمندر کی سطح پر ابھر آئے تھے اور تیرتے ہوئے موت کے جزیرے کی طرف جا رہے تھے کیوں کہ لانچ ان سے دور ہو گئی تھی۔ صرف اسی جزیرے کا ساحل قریب تھا۔

وہ خیال خوانی نہیں کر رہی تھی۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچ رہی تھی۔ "میں نے اور پاشا نے تمام رات محنت کی' جزیرے کے خاص فوجی افسران کو ٹریپ کرتے رہے تاکہ علی کو گھیر کر مرد قیدیوں کے جزیرے میں قید کر دیں۔ تعجب ہے کہ وہ خود ہی راضی خوشی وہاں قید ہونے گیا ہے اور ساتھ پاشا کو بھی پکڑ کر لے گیا ہے۔"

کیا کوئی جان بوجھ کر درندوں اور وحشیوں کے درمیان جانا اور غیر معینہ مدت کے لیے وہاں رہنا پسند کر سکتا ہے؟ ایسا کوئی ہوشمند نہیں کرے گا۔ بلکہ دشمن کو وہاں پہنچا کر ہمیشہ کے لیے قیدی بنا دے گا جب کہ علی نے ہوش و حواس میں ایسی حرکت کی تھی۔

یہ بات شی تارا کے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی۔ بنئے کا بیٹا کچھ اٹھانے اور پانے کے لیے ہی گرتا ہے۔ بنئے کے بیٹے کا قصہ کچھ یوں ہے کہ کچھ لوگوں نے دکان پر آ کر بنئے سے کہا۔ "تمہارا بیٹا سر پر گھڑا رکھے جا رہا تھا کہ راستے میں گر پڑا۔"

بنیا بولا۔ "وہ میرا بیٹا ہے' کچھ دیکھ کر ہی گرا ہو گا۔"

ایک نے کہا۔ "اس کے سر پر جو گھڑا تھا وہ گرنے سے ٹوٹ گیا ہے۔"

وہ بولا۔ "کوئی بات نہیں' ظاہری نقصان کے پیچھے نفع چھپا ہوتا ہے۔"

جب بیٹا دکان پر آیا تو باپ نے پوچھا۔ "برخوردار! کیا دیکھ کر گر پڑے تھے؟"

بیٹے نے کہا۔ "راستے میں چاندی کا ایک روپیہ پڑا ہوا تھا۔ میں جھک کر اٹھاتا تو کوئی دیکھنے والا مالِ غنیمت میں حصہ دار بن جاتا۔ میں اس روپیہ پر گر پڑا پھر اسے چپکے سے جیب میں چھپا لیا۔ چار پیسے کا گھڑا ضرور ٹوٹا مگر پورے ایک روپے کا منافع ہوا۔"

شی تارا کو یہی بات کھٹک رہی تھی کہ فرہاد کی اولاد یونہی جان جوکھم میں نہیں ڈالے گی۔ علی جان بوجھ کر ایسی جگہ گیا ہے جہاں سے آج تک کوئی قیدی زندہ واپس نہیں آیا۔ ایسا خطرہ مول لینے کے پیچھے کوئی راز ہے۔ پھر وہ تنہا نہیں گیا۔ اپنے ساتھ پاشا کو بھی لے جانے کا کوئی اہم مقصد ہو گا۔

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ بوڑھی آیا نے آ کر کہا۔ "بیٹی! بارہ گھنٹے گزر گئے۔ نہ کھاتی ہے' نہ سوتی ہے۔ یہ ٹیلی پیتھی تیری جان لے کر رہے گی۔ آخر کس چکر میں پڑ گئی ہے؟"

"آیا ماں! تم نہیں سمجھو گی۔ بڑے زبردست چکر بازوں سے پالا پڑا ہے۔ ان کی حرکتوں سے یوں لگتا ہے جیسے نقصان اٹھا رہے ہوں۔ بعد میں انکشاف ہوتا ہے کہ وہ نقصان کے پیچھے فائدہ [illegible] رہے تھے۔"

"کیا تم ان کے خیالات پڑھ کر ان کے اصل ارادوں کو [illegible] نہیں سکتی ہو؟"

"میں اس کے دماغ میں نہیں جا سکتی۔ اس کا نام علی [illegible] اس کے ساتھ پاشا ہے اور پاشا یہ نہیں جانتا ہے کہ علی اسے [illegible] خطرناک جزیرے میں کیوں لے گیا ہے۔"

"تو پھر ذرا صبر کرو۔ کچھ کھا پی لو۔ ذرا نیند پوری کر لو۔ [illegible] چند گھنٹوں کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ وہ دونوں جزیرے میں [illegible] کرتے پھر رہے ہیں۔"

"ٹھیک کہتی ہو۔ میں تھک گئی ہوں' ذرا آرام کرنے کے [illegible] ان کے پاس جاؤں گی۔ کچھ کھانے کو لاؤ۔"

آیا ماں چلی گئی۔ اس سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ پاشا کے پاس پہنچی پھر کوڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ اور علی تقریباً دو سو گز تک تیرنے کے بعد ساحل پر آئے تھے پھر ریت پر چاروں شانے چت لیٹ کر گہری سانسیں لے رہے تھے۔

وہ بولی۔ "پاشا! یہ دیکھ کر اطمینان ہو رہا ہے کہ تم بخیریت ساحل پر پہنچ گئے ہو۔ میرے خلوص پر شبہ نہ کرنا۔ علی اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کوئی راستہ میرے لیے نہیں چھوڑا تھا۔ تمہاری مدد کرنے کے تمام راستے بند کر دیے تھے۔"

"میں سمجھتا ہوں' مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے لیکن اب تو یہاں ایک دشمن علی میرے پاس ہے۔ باقی دشمن جا چکے ہیں۔ اب تم کوشش کرو گی تو علی کو یہاں چھوڑ کر تمہارے پاس آ سکوں گا بلکہ میں تو اسے جان سے مار کر ہی آؤں گا۔"

وہ بولی۔ "اگرچہ میں نے یہ سنا ہے کہ اس جزیرے سے کوئی زندہ واپس نہیں آتا ہے پھر بھی تمہیں وہاں سے لانے کے لیے اپنے تمام ذرائع استعمال کروں گی۔ بہتر ہے جب تک مجھے کامیابی نہ ہو تم علی کو دوست بنا کر رکھو۔"

"دوست بنانے سے کیا ہو گا؟"

"تمہیں معلوم ہوتا رہے گا کہ اس کے خیال خوانی کرنے والے وہاں اس کی کس طرح مدد کر رہے ہیں اور وہ تمہیں وہاں زبردستی کیوں لے گیا ہے؟"

"ہاں' اس کی یہ حماقت سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ اپنے ساتھ مجھے بھی یہاں مصیبتوں میں مبتلا کرنے لے آیا ہے۔"

"تم اس کے سامنے مجھ سے نفرت ظاہر کرو تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ میں تم سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ نہیں کر رہی ہوں۔"

آیا ماں اس کے لیے کھانا لے آئی۔ وہ کھانے کے دوران پاشا کے پاس جاتی آتی رہی۔ علی ساحل پر کھڑا دور تک نظریں دوڑا رہا تھا اور کہہ رہا تھا "کہیں کوئی انسان یا جانور نظر نہیں آ رہا ہے۔ البتہ پرندے کافی تعداد میں ہیں۔"

پاشا نے پوچھا۔ "یہاں آنے کی ضرورت کیا تھی؟ اور کسی ضرورت سے آئے ہو تو مجھے کیوں لے آئے ہو؟"

"ایک سے دو بھلے ہوتے ہیں۔ جب آ ہی گئے ہو تو دکھڑا رونے سے واپسی کا ٹکٹ نہیں ملے گا۔ چلو اٹھو۔"

وہ ریت پر سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "ہم کہاں جائیں گے؟"

"کہیں تو کھانے پینے اور سر چھپانے کی جگہ تلاش کرنی ہو گی۔ شاید تم نہیں جانتے' یہاں کسی قیدی کو ساحل پر آنے کی اجازت نہیں ہے۔ موٹر بوٹس وغیرہ کے ذریعے ادھر سے گزرنے والی پولیس پارٹی کسی بھی شخص کو دیکھتے ہی گولی مار دیتی ہے۔ وہ ہمیں بھی قیدی سمجھ کر کوئی سوال کیے بغیر شوٹ کر دیں گے۔"

وہ ایک طرف کان لگا کر سنتے ہوئے بولا۔ "موٹر بوٹ کی آواز آ رہی ہے۔ شاید پیٹرولنگ پولیس ہے۔"

وہ دور درختوں کی طرف جانے لگا۔ میں نے کہا۔ "کسی موٹر بوٹ کی آواز نہیں ہے۔"

"میں اپنی قوتِ سماعت سے سن رہا ہوں۔"

یہ ماننے والی حقیقت تھی۔ میلوں دور کی آواز ہم نہیں سن سکتے تھے۔ وہ سن لیتا تھا۔ علی بھی ساحل سے دور درختوں کے جھنڈ میں چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے جھاڑیوں کے پیچھے سے دیکھا ایک پولیس پیٹرولنگ پارٹی اسپیڈ بوٹ میں جا رہی تھی اور چند سپاہیوں نے ساحل کی طرف رائفلیں تان رکھی تھیں۔ وہ حکم کے بندے تھے۔ ساحل پر کسی بھی شخص کو دیکھ کر گولی مار سکتے تھے اور یہ وہاں کے قانون کے عین مطابق ہوتا۔

وہ اسپیڈ بوٹ وہاں سے گزر گئی پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ علی نے کہا۔ "میں اسی لیے تمہیں لایا ہوں۔ تم دور کی آوازیں سن لیتے ہو۔ رات کو جزیرے کی تاریکیوں میں بھی دیکھ لیتے ہو۔ مجھے ہیڈ فون' سرچ لائٹ اور دوربین وغیرہ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ جسمانی طور پر شہ زور ہو' میرے باڈی گارڈ بن کر رہو گے۔"

وہ بھڑک کر بولا۔ "تم کیا' تمہارا باپ بھی مجھے باڈی گارڈ نہیں بنا سکتا۔"

"میرے باپ کو کتے پالنے کا شوق نہیں ہے۔"

پاشا نے ایک الٹا ہاتھ منہ پر مارا۔ منہ ایک طرف ہٹ گیا۔ ہاتھ درخت کے تنے پر جا کر لگا پھر اس نے پلٹ کر کراٹے کا ہاتھ مارا۔ وہ ہاتھ فضا میں لہرا کر رہ گیا۔ علی چھوٹے چھوٹے پینترے بدل کر اس کے حملوں سے بچ رہا تھا۔ اس نے ناکامیوں سے جھنجلا کر اس پر چھلانگ لگائی۔ علی نے جھکتے ہوئے اسے اپنے سر پر سے گزار دیا۔ وہ دوسری طرف جا کر گرتے ہی چیخنے لگا۔

وہ شہ زوری سے بڑی تکلیف برداشت کر لیتا تھا۔ اس کے لیے گرنے کی چوٹ معمولی تھی لیکن وہ کانٹے دار جھاڑیوں میں جا کر گرا تھا۔ بے شمار کانٹے اس کے جسم میں چبھ گئے تھے وہ جس پہلو سے اٹھنا چاہتا تھا' اس پہلو میں کانٹے چبھنے لگتے تھے۔

علی نے اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر جھاڑی سے باہر کھینچ لیا پھر کہا۔ "میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ تم طاقتور ضرور ہو مگر لڑنے کے معاملے میں صفر ہو۔"

وہ کچھ نہ بولا۔ جو کانٹے اس کے جسم میں پیوست ہو کر وہیں ٹوٹ کر رہ گئے تھے' انہیں ایک ایک کر کے نکال رہا تھا۔ اس کے اندر شی تارا کہہ رہی تھی۔ "تم کیوں اس سے الجھ رہے ہو۔ میں نے دوستی کرنے کا مشورہ دیا اور تم دشمنی بڑھا رہے ہو۔"

"مجھے تمہاری ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔ چلی جاؤ یہاں سے۔"

"چلی جاؤں گی تو غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد پچھتاؤ گے۔ ایسی مصیبت کے وقت ایک میں ہی تمہاری مددگار ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا رہا۔ ان حالات میں شی تارا سے دوستی قائم رکھنا بہت ضروری تھا۔ اس نے کہا۔ "ہاں' میں غصے میں آ جاتا ہوں۔ دراصل کبھی کسی سے شکست نہیں کھائی اور یہ جوان میری آدھی عمر کے برابر بھی نہیں ہے اور مجھے مات پر مات دیے جا رہا ہے۔ کیا ایسے میں غصہ نہیں آئے گا۔"

"جو لوگ حالات سے سمجھوتا کر کے اگلی بازی جیتنا چاہتے ہیں انہیں کبھی غصہ نہیں آتا۔"

"درست کہتی ہو۔ میں برداشت کر رہا ہوں۔ آئندہ کوشش کروں گا کہ غصے میں نہ آؤں۔"

اس نے سر اٹھا کر علی کو دیکھا پھر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ "تم درست کہتے ہو۔ مجھے لڑنے کا فن نہیں آتا ہے۔ اب یہ آرٹ میں تم سے سیکھتا رہوں گا۔ بولو سکھاؤ گے؟"

اس نے دوستی کرنے کے انداز میں مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

علی نے مسکرا کر پوچھا۔ "ہاتھ ملاؤ گے یا پہلے کی طرح پنجہ لڑاؤ گے۔"

"بھئی شرمندہ نہ کرو۔ مجھے غصہ آ رہا تھا۔ مگر عقل بھی آ رہی ہے۔ ہمیں موت کے اس جزیرے میں دوست بن کر رہنا ہو گا ورنہ ایک دوسرے سے الگ رہیں گے تو تنہا ڈھائی سو قیدیوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ الگ الگ مارے جائیں گے۔"

علی نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "چلو آگے چل کر دیکھیں کہ انسانی آبادی یہاں سے کتنی دور ہے۔"

وہ آگے بڑھ گئے۔ جزیرہ ہرا بھرا تھا۔ حدِ نظر تک تمام درخت سبز پتوں' پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوئے تھے۔ پاشا نے چلتے ہوئے کہا۔ "مصیبت کی گھڑیوں میں دوست پہچانے جاتے ہیں۔ شی تارا میری دوستی کا دم بھرتی تھی۔ ایسے وقت جھوٹے منہ سے تسلیاں دینے بھی نہیں آ رہی ہے۔"

علی نے کہا۔ "شاید کسی اہم معاملے میں مصروف ہو گئی ہو گی۔"

"اس سے اہم معاملہ کیا ہو سکتا ہے کہ میں موت کے جزیرے میں آ پہنچا ہوں۔ اس نے دیکھا تھا کہ میں نے مجبور ہو کر سمندر میں چھلانگ لگائی ہے۔ اسے یہ معلوم کرنا چاہیے تھا کہ میں خیریت سے ساحل تک پہنچ گیا ہوں یا نہیں؟"

"ہم ساحل پر پہنچ کر بری طرح ہانپ رہے تھے۔ ایسے وقت کوئی خیال خوانی کرنے والا چپکے سے آئے اور پھر چلا جائے تو اس کی آمد و رفت کا پتا نہیں چلتا۔ شاید وہ تمہیں بخیریت دیکھ کر چلی گئی ہو۔"

"میں دعوے سے کہتا ہوں، ہانپتے وقت بھی کوئی میرے دماغ میں نہیں آ سکتا۔ میں فولادی دماغ رکھتا ہوں۔"

"میں نے مان لیا، تم بھی مان لو کہ شی تارا میرے دماغ میں آ کر گئی ہو گی اور میں نے ہانپنے کے دوران محسوس نہیں کیا ہے۔"

"ہاں، یہ ہو سکتا ہے لیکن وہ میرے پاس کیوں نہیں آتی، مجھے مخاطب کیوں نہیں کرتی۔"

"اس کی کوئی مصلحت ہو گی۔"

"تم اس کی حمایت کیوں کر رہے ہو۔"

"میں دشمن کی حمایت نہیں کر رہا ہوں۔ ایک اندازے سے تمہاری باتوں کا جواب دے رہا ہوں۔"

"میں تم سے دوستی کر رہا ہوں۔ اب وہ آئے گی تو اسے بھگا دوں گا۔ اپنے دماغ میں کبھی آنے نہیں دوں گا۔"

"یہ تمہارا معاملہ ہے۔"

"لیکن میں تمہارا دوست بن گیا ہوں۔ تم کوئی معقول مشورہ دے سکتے ہو۔"

"معقول مشورہ یہ ہے کہ جس دشمن سے نقصان پہنچا ہو، اس سے دوستی نہ کرو اور جو دوست ہو، اس پر زیادہ بھروسا نہ کرو۔"

"اس کا مطلب ہے کسی پر اعتماد نہ کیا جائے۔"

"میں نے ایسا کب کہا ہے؟ بھروسا کرنے والی ذات صرف خدا کی ہے۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ دونوں تھوڑی دیر تک خاموشی سے چلتے رہے پھر پاشا نے کہا۔ "یہ جزیرہ کافی وسیع و عریض ہے۔"

"خواہ کتنا ہی وسیع و عریض ہو، ہم آبادی تک پہنچیں گے۔"

"ہو سکتا ہے۔ ہم غلط راستے پر جا رہے ہوں اور یوں پھر ساحل پر پہنچ جائیں۔ مجھے معلوم ہوتا کہ یہاں آ کر پھنسنا ہو گا تو پورے جزیرے کا نقشہ لے کر آتا۔"

"نقشہ میرے پاس ہے۔"

"واقعی؟ کہاں ہے؟ مجھے دکھاؤ۔"

"تم نہیں دیکھ سکو گے۔ وہ میرے ذہن پر نقش ہے۔"

وہ ناگواری سے منہ بنا کر رہ گیا۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے علی کا بازو تھام کر اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔

"ہنسنے کھلکھلانے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ یہاں سے کچھ فا[illegible] دریا بہہ رہا ہے۔"

"کیا تم فاصلے کا اندازہ کر سکتے ہو۔ میں نے سنا ہے تم [illegible] تک ہر چیز واضح طور پر دیکھ لیتے ہو۔"

"ہاں لیکن یہ درخت وغیرہ آڑے آ رہے ہیں۔ اگر [illegible] ہوتے تو میں میلوں دور تک صاف طور سے دیکھ لیتا۔"

"آگے چلو۔ شاید درختوں کا سلسلہ ختم ہو جائے۔"

وہ تقریباً تین سو گز کے فاصلے تک گئے پھر رک گئے۔ درخ[توں] کے پیچھے سے چھپ کر دیکھا۔ آگے ڈھلان تھی۔ نشیب میں [illegible] دریا بہہ رہا تھا اور دریا کے پار دوسرے ساحل پر عورتیں نظر آ[رہی] تھیں۔ کچھ کپڑے دھو رہی تھیں اور کچھ غسل کر رہی تھیں [illegible] میں تیر رہی تھیں۔

علی نے حیرانی سے کہا۔ "اس جزیرے میں کبھی کسی عورت نے قدم نہیں رکھا۔ اسے آئی لینڈ آف مین کہتے ہیں۔ مارکیو[سان] کے مجرم مرد یہاں قیدی بن کر رہتے ہیں پھر یہ عورتیں کہاں [سے آ] گئیں۔"

پاشا نے مسکرا کر کہا۔ "میں قوت بصارت سے ان کے [illegible] ایک ایک بال گن سکتا ہوں۔ جو میں دیکھ رہا ہوں، وہ تم اپنی [illegible] سے نہیں دیکھ سکتے۔ وہ عورتیں نہیں ہیں، زنخے ہیں۔ خسرے ہیں۔"

علی نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر دیکھا۔ وہ دور سے عورتوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔ کچھ نے اسکرٹ اور بلاؤز پہنا ہوا تھا [illegible] کچھ مقامی عورتوں کے لباس میں تھے۔ عورتوں کی طرح ان [کی] زلفیں لانبی تھیں یا شانوں تک تراشیدہ تھیں۔

بات سمجھ میں آ گئی۔ مرد عورت کو دیکھنا چاہتا ہے۔ اسے چھو[نا] چاہتا ہے۔ وہ حاصل نہ ہو تو اس کی تصویریں بناتا ہے۔ اس [کے] حسین خیالی مجسمے تراشتا ہے۔ راتوں کو نیند نہ آئے تو تکیے کو بازو[ؤں] میں دبوچ کر سوتا ہے۔

مارکیو سان کی حکومت نے ان قیدیوں کو عورتوں سے محروم [رکھنے] کے انسانی فطرت کے خلاف سزا دی تھی۔ اس دنیا کا پہلا انسا[ن] عورت کے ساتھ زمین پر اتارا گیا تھا۔ اس نے عورت کے [لیے] جنت چھوڑ دی تھی۔ زمین کی پستیوں کو قبول کیا تھا اور اب اس [دنیا] کے ایک جزیرے میں عورت کو اس سے چھین لیا گیا تھا۔ یہ محرو[می] وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے اس لیے وہاں خسروں کا وجود نظر آ[رہا] تھا۔

علی اور پاشا جزیرہ مارکیو سان سے آئے تھے۔ وہاں انہوں [نے] کہیں ایک خسرا نہیں دیکھا تھا۔ یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ خسروں نے بھی بڑے جرائم کا ارتکاب کیا ہو گا۔ جن کی پاداش میں انہیں بھی قیدی بنا کر وہاں بھیج دیا گیا تھا۔

ایسی بات نہیں تھی۔ وہاں صرف مرد قیدیوں کو بھیجا گیا تھا۔ وہاں خسرے کیسے پیدا ہو گئے تھے؟ اور کیوں پیدا ہو گئے تھے یہ وہاں کی آبادی میں پہنچنے کے بعد ہی معلوم ہو سکتا تھا۔

علی نے کہا۔ "یہاں ان کی موجودگی بتا رہی ہے کہ ہم آبادی کے قریب پہنچ گئے ہیں۔"

پاشا نے کہا۔ "ہمیں دریا کی طرف جانا چاہیے۔"

"ہمیں جانا چاہیے؟ کیا خسرے پسند آ گئے ہیں۔ لعنت ہے ایسے خسروں پر، مجھے دنیا کی حسین ترین عورتیں مل جاتی ہیں۔"

"یہاں کسی بد صورت عورت کی تصویر بھی نہیں ملے گی۔"

"یہی میرے لیے سب سے بڑے دکھ کی بات ہے۔ میں یہاں گزارہ کیسے کروں گا۔"

"جیسے یہاں کے قیدی کر رہے ہیں۔ اب چلو یہاں سے۔"

"ابھی تم کہہ رہے تھے۔ ان خسروں کی طرف نہیں جائیں گے۔"

"ہاں، ان کی طرف نہیں، ان سے چھپ کر دوسری طرف جائیں گے۔ ابھی اس جزیرے میں ہماری موجودگی کا علم کسی کو نہیں ہے۔ ہم چھپ کر انہیں اور ان کے رنگ ڈھنگ دیکھیں گے۔"

"چھپ کر دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟"

علی نے کہا۔ "یہ ہمارا طریقۂ کار ہے۔ ہم اجنبی افراد کو پہلے دور سے دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔ تم اچانک ان کے قریب جا کر نقصان اٹھا سکتے ہو۔"

"ہاں۔ یہ سب ہی سے سنتا آ رہا ہوں، یہاں کے قیدی خطرناک درندے ہیں۔ تم درست کہتے ہو، پہلے انہیں دور ہی دور سے سمجھنا چاہیے اور ان کی کچھ کمزوریاں معلوم کرنا چاہیے۔"

وہ درختوں اور جھاڑیوں کے پیچھے چلتے ہوئے خسروں کی نظروں سے بچتے ہوئے جانے لگے۔ دریا کے کنارے ہی کہیں آبادی ہو سکتی تھی۔ اس لیے وہ کنارے سے دور نہیں ہوئے۔ ساحل ساحل چلتے رہے۔ کچھ دور نکل جانے کے بعد پاشا نے پھر اس کا بازو پکڑ کر روک لیا اور کہا۔ "دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ہیں اور وہ آوازیں ہماری طرف آ رہی ہیں۔"

وہ درختوں کے پیچھے آ گئے۔ وہاں سے دیکھنے لگے۔ قدموں کی آوازیں قریب آ رہی تھیں پھر دوڑنے بھاگنے والے نظر آ گئے۔ سب سے آگے ایک حسینہ تھی۔ اس کے پیچھے دو ہٹے کٹے مرد تھے۔ اسے پکڑنے کے لیے دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ حسینہ پریشان تھی۔ ان درندوں سے بچنے کے لیے کسی کو مدد کے لیے نہیں پکار رہی تھی شاید اس لیے کہ وہاں سب ہی درندے تھے۔

وہ ان سے دور بھاگنے کے دوران سمجھ رہی ہو گی کہ جتنی بھی دور بھاگتی جائے گی، جزیرے سے باہر نہیں جا پائے گی اور شاید یہ بھی چاہتی ہو کہ کسی طرح ساحل تک پہنچ جائے تاکہ پولیس والے اسے گولی مار دیں اور ہمیشہ کے لیے ان درندوں سے نجات دلا دیں۔

جب وہ بالکل قریب آنے لگی تو علی اور پاشا اچانک درختوں کے پیچھے سے نکل آئے۔ انہیں دیکھتے ہی حسینہ چیخ مار کر اوندھے منہ گر پڑی۔ اس کا تعاقب کرنے والے بھی ایکدم سے رک کر انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

پھر ایک نے دوسرے سے کہا۔ "یہ ہماری بستی کے نہیں ہیں۔"

دوسرے نے کہا۔ "یہ دونوں جانسن ٹاؤن کے لگتے ہیں۔ اے، کون ہو تم لوگ؟"

علی نے کہا۔ "تمہاری باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس جزیرے میں تم قیدیوں نے الگ الگ بستیاں بسالی ہیں۔ چلو یہی سمجھ لو ہم جانسن ٹاؤن سے آئے ہیں۔ تمہارا کس ٹاؤن سے تعلق ہے؟"

ایک نے کہا۔ "ہمارا تعلق بوگارڈ ولیج سے ہے۔ اس وقت تم دونوں ہمارے آقا بوگارڈ کے علاقے میں ہو۔"

پاشا اس حسینہ کو سہارا دے کر گھاس پر سے اٹھا رہا تھا۔ ایک نے للکار کر کہا۔ "اے خبردار! شیبا کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ یہ ہماری ملکیت ہے۔"

پاشا نے کہا۔ "اسے ہاتھ لگانے سے روکو گے تو تمہیں ہاتھ پڑیں گے۔"

وہ دونوں پاشا پر حملہ کرنا چاہتے تھے علی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "رک جاؤ، یہ لڑکی تمہیں مل جائے گی۔ پہلے یہ بتاؤ یہ مردوں کے جزیرے میں کہاں سے آ گئی ہے؟"

ایک نے کہا۔ "کہیں سے بھی آئی ہے، تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے؟"

"سیدھی طرح جواب دو گے اور یہ لڑکی تمہارے ساتھ جانا چاہے گی تو اسے لے جا سکو گے ورنہ......"

ورنہ کے بعد انہوں نے کچھ نہیں سنا۔ ایک نے علی پر دوسرے نے پاشا پر چھلانگ لگائی۔ پاشا کا ایک ہاتھ پڑتے ہی وہ چکرا کر گر پڑا، دوسرے کو علی نے دبوچ کر کہا۔ "میں باڈی گارڈ اس لیے ساتھ لایا ہوں کہ مجھے ہاتھ پاؤں نہ ہلانا پڑیں۔ چلو ادھر جاؤ۔"

اس نے حملہ کرنے والے کو پاشا کی طرف دھکیل دیا۔ پاشا نے اس کے منہ پر ایک گھونسا مارا پھر دوسرے گھونسے میں وہ ایسا گرا کہ پھر زمین سے اٹھ نہ سکا پھر اس نے دونوں کو ٹھوکریں مار مار کر بے ہوش کر دیا۔

لڑکی ایک درخت کے تنے سے لگی، سہمی اور سمٹی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی تھی پھر وہاں سے بھاگنے لگی۔ علی نے لپک کر اسے پکڑ لیا پھر نرمی سے کہا۔ "ہم سے نہ ڈرو۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

وہ بری طرح خوف زدہ تھی۔ اپنا بازو چھڑا کر پیچھے ہٹ رہی تھی پاشا نے پوچھا۔ "تم بھاگ کر کہاں جاؤ گی۔ ہمیں بتاؤ ہم وہاں پہنچا دیں گے۔"

علی نے پوچھا۔ "تم کسی بوگارڈ کی ملکیت ہو۔"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی۔ "میں کسی کی ملکیت نہیں ہوں' مجھے جانے دو۔"

"کہاں جاؤ گی؟ کہاں سے آئی ہو؟"

"میں برین کالونی سے آئی ہوں۔ میرے باپ کا نام برین ہارورڈ ہے۔"

"کیا تمہاری کوئی ماں بھی ہے؟"

"ہاں تھی۔ مر گئی۔"

"کسی عورت کو اس جزیرے میں قدم رکھنے نہیں دیا جاتا پھر تمہاری ماں یہاں کیسے آ گئی تھی؟"

"میں نہیں جانتی۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ مجھے جانے دو۔"

"کیا تم ہمیں وحشی درندے سمجھتی ہو؟"

وہ ابھی تک سہمی ہوئی تھی۔ رحم طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ علی نے کہا۔ "ہمیں دوست سمجھو۔ ہم پر بھروسا کرو۔"

پاشا نے کہا۔ "اگر ہم درندے ہوتے تو اتنی دیر پیار سے نہ سمجھاتے' تمہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیتے۔"

علی نے پوچھا۔ "تمہارا نام شیبا ہے۔"

شیبا نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ علی نے کہا۔ "اپنے باپ کے پاس برین کالونی جاؤ گی؟"

اس نے پھر ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ علی نے کہا۔ "تم آگے آگے چلو۔ ہم تمہاری حفاظت کے لیے پیچھے رہیں گے۔ کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

وہ سہمے ہوئے انداز میں ایک طرف چلنے لگی۔ پاشا نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے علی سے پوچھا۔ "کیا تم واقعی اسے جانے کا موقع دے رہے ہو؟"

علی نے کہا۔ "ہاں' یہ تنہا بے یار و مددگار ہے۔ اسے اس کے باپ کے پاس پہنچانا ہمارا فرض ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ اتنی حسین لڑکی کو یونہی جانے دو گے؟"

"تو پھر کیا ارادہ ہے۔ اس سے نکاح پڑھواؤ گے؟"

"اگر تمہیں گناہ منظور نہیں ہے تو چلو اس کے ساتھ میرا نکاح تم ہی پڑھا دو۔"

"عمر کے حساب سے اسے اپنی بیٹی بنا لو۔"

"دیکھو علی! مجھ سے ایسی بکواس نہ کرو۔ نہ میرے ہاں کبھی بیٹی پیدا ہوئی اور نہ ہی میں کسی کو بیٹی یا بہن بناتا ہوں۔"

"میرے ساتھ رہو گے تو بنانا سیکھ لو گے۔"

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟ دیکھو' میں تمہیں سمجھا دیتا ہوں' تم میرے کسی معاملے میں مداخلت نہ کیا کرو۔ ورنہ تمہیں اپاہج بنا دوں گا۔"

"میرے ہاتھ پاؤں توڑ کر اپاہج بنا دو گے تو دشمنوں کے اس جزیرے میں تنہا رہ جاؤ گے۔ مجھ جیسے مددگار کو بیکار بنا کر یہاں کس کس سے مقابلہ کرو گے؟"

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ اس انجانے جزیرے میں اسے یقین تھا کہ علی ہر مصیبت میں ساتھ دے گا۔ وہ ایک بار پنجہ لڑانے کے بعد اس کی شہ زوری کا قائل ہو گیا تھا۔

وہ دوستانہ لہجے میں بولا۔ "علی! عقل سے کام لو یہ لڑکی ہمیں کسی دلدل میں پہنچا دے گی۔ اپنی کالونی میں پہنچتے ہی کسی مصیبت میں پھنسا دے گی۔ ہم اسے یرغمال بنا کر اس کے باپ کو اور اس کالونی کے افراد کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔"

"اور کیا کر سکتے ہیں۔"

"ان سے گرم کپڑے اور کمبل وغیرہ لے سکتے ہیں۔"

"اور کیا کر سکتے ہیں؟"

ان سے ہتھیار حاصل کر سکتے ہیں۔"

"اور کیا کر سکتے ہیں؟"

"تمہارا سر کر سکتے ہیں۔ تم پوچھتے پوچھتے مجھے اس کالونی میں پہنچا دو گے۔ میں وہاں جا کر ان کا قیدی نہیں بننا چاہتا۔"

"کیا ان کا داماد بننا چاہتے ہو؟"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو۔ شیبا سے اس کالونی کے متعلق معلوم تو کرو۔ تم نے ہی کہا تھا کہ پہلے دور سے معلومات حاصل کریں گے۔"

"اس لڑکی نے تھوڑی دیر پہلے بڑی بے بسی سے التجا کی تھی کہ میں اس سے کچھ نہ پوچھوں اور اسے جانے دوں۔ اس لیے جانے دے رہا ہوں اور کچھ نہیں پوچھ رہا ہوں۔"

"دیکھو علی! تم مجھے غصہ دلا رہے ہو۔"

لڑکی جاتے جاتے کئی بار پلٹ کر علی کو دیکھ چکی تھی۔ اس کی باتیں سنتی رہی تھی اس لیے اب وہ خوفزدہ نہیں لگ رہی تھی۔ ایک بار وہ مسکرائی بھی تھی۔ پاشا نے بھڑک کر کہا۔ "وہ مسکرا رہی ہے' تم اس کی نظر میں ہیرو بن رہے ہو۔"

"تم بھی ہیرو بننا چاہتے ہو تو ولن جیسی باتیں نہ کرو۔"

وہ غصے سے ہونٹوں کو بھینچنے لگا۔ وہ اپنا غصہ کسی نہ کسی پر اتارا کرتا تھا لیکن علی پر زور نہیں چل رہا تھا۔ دراصل اسی بات کا غصہ تھا کہ غیر معمولی جسمانی قوت رکھتے ہوئے بھی وہ پنجہ آزمائی کے وقت علی سے اپنی انگلیاں نہیں چھڑا سکا تھا۔ اب خود کو تسلی دے رہا تھا کہ پنجہ آزمائی میں شکست کھانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ دوسرے مقابلوں میں علی سے کمتر ہو گا۔ نہیں' آئندہ مقابلہ ہو گا تو علی کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا۔

وہ شیبا سے بولا۔ "اے لڑکی! پہلے ہمیں دور سے اپنی کالونی دکھاؤ۔"

وہ کچھ دور جا کر رک گئی پھر بولی۔ "یہیں سے ہمارا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ آگے دریا کے کنارے ہماری کالونی ہے۔"

وہ دس منٹ تک چلتے رہے پھر دور سے وہ آبادی نظر آنے لگی تمام مکانات لکڑیوں سے بنے ہوئے تھے۔ تمام مکانات کی چھتوں پر چمنیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ وہاں لکڑیاں جلا کر کھانا پکایا جاتا تھا۔ کئی مرد نظر آئے وہ کپڑے تیار کرنے کے لیے دھاگے رنگ رہے تھے۔ ایک بھی عورت نظر نہیں آرہی تھی۔

علی نے کہا۔ "شیبا! تم جاؤ اور اپنے باپ سے کہو۔ یہاں دو اجنبی ہیں وہ ہم سے دوستی کرے گا یا دشمنی!"

وہ جانے لگی۔ پاشا نے کہا۔ "اور یہ کہہ دینا کہ ہم سے دشمنی مہنگی پڑے گی۔"

شیبا نے پلٹ کر علی کو دیکھا' مسکرائی پھر چلی گئی۔ پاشا نے پوچھا۔ "یہ تمہیں دیکھ کر مسکراتی کیوں ہے؟"

"اس لیے کہ میں نے چیلنج نہیں کیا ہے کہ ہم سے دشمنی مہنگی پڑے گی۔ تم للکارنے والا لہجہ اختیار کرو گے تو تمہیں مسکراہٹ کبھی نہیں ملے گی۔"

وہ دونوں چھپ چھپ کر کالونی کے قریب جا رہے تھے اور دیکھنا چاہتے تھے کہ وہاں دو اجنبیوں کی آمد کی خبر پہنچے گی تو ان لوگوں کا رد عمل کیا ہو گا۔

تھوڑی دیر بعد ہی ان مکانوں سے لوگ نکلنے لگے۔ ان میں سے کچھ نے کلہاڑیاں اور کچھ نے چاقو پکڑے ہوئے تھے۔ وہاں رائفل اور ریوالور جیسے ہتھیار نہیں تھے۔ وہ لوگ درخت کاٹتے تھے یا کھڈیوں میں کپڑے بنتے تھے۔ ان پیشوں کی مناسبت سے ان کے پاس چھینی' ہتھوڑے' کیلیں' کلہاڑیاں اور چھوٹے بڑے آرے ہوتے تھے۔ ان اوزاروں سے وہ کام بھی کرتے تھے اور جنگیں بھی لڑتے تھے۔

ان کی مختلف آبادیوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ایک ہی جگہ متحد ہو کر نہیں رہتے ہیں۔ انسانی فطرت سے مجبور ہیں اس لیے الگ الگ کالونیاں قائم کر رکھی ہیں اور ہر کالونی کا ایک سردار یا آقا ہوتا ہے مثلاً جانسن ٹاؤن کسی جانسن نامی شخص نے قائم کیا تھا۔ بوگارڈ ویلج ایک بوگارڈ نامی شخص سے موسوم تھا۔ اسی طرح شیبا کے باپ کے نام سے وہ تیسری کالونی برین کالونی کہلاتی تھی۔

وہ لوگ ہاتھوں میں ہتھیار اٹھائے کالونی سے باہر ادھر جا رہے تھے' جدھر شیبا ان سے جدا ہوئی تھی۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ وہ ان کے انتظار میں اسی جگہ کھڑے ہوں گے۔ وہ تعداد میں چوبیس تھے وہاں پہنچ کر انہیں تلاش کر رہے تھے۔

وہ دوسری طرف سے گھوم کر کالونی میں آئے۔ وہاں کھڈیاں چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ جو لوگ گھروں میں بیٹھے کام کر رہے تھے وہ ان کی تلاش میں نہیں گئے تھے۔ وہ دونوں دبے قدموں چلتے ہوئے ہر گھر میں جھانکتے پھر رہے تھے۔ ایک بڑے سے لکڑی کے مکان میں شیبا نظر آ گئی۔ وہ اندر گھس آئے۔ پاشا نے کہا۔ "ہم سے دھوکا کرتی ہو۔ ہمیں پکڑنے کے لیے اپنے یاروں کو ہتھیار کے ساتھ وہاں بھیجا ہے۔"

شیبا نے کہا۔ "وہ پکڑنے نہیں' تمہارا استقبال کرنے گئے ہیں۔"

علی نے پوچھا۔ "کیا ہتھیاروں سے استقبال کیا جاتا ہے؟"

"وہ اس لیے ہتھیار لے گئے ہیں کہ تم دونوں کو دشمنوں سے بچا سکیں۔ جو میرا پیچھا کر رہے تھے' وہ اپنے ساتھیوں کو تمہارے پیچھے لا سکتے تھے۔ تم یہاں کے لوگوں کو نہیں جانتے ہو۔ جب وہ مقابلے میں ہار جاتے ہیں تو پیچھے سے حملہ کر کے جان لیتے ہیں۔"

پاشا نے کہا۔ "تم بھی ان ہی میں سے ہو۔ کیا پتا تم بھی ہم پر پیچھے سے حملہ کرا رہی ہو گی۔"

"جب میں ایسی ہوں تو میرے پیچھے مرنے کیوں آئے ہو۔"

"مرنے نہیں' تمہارے باپ کے اسی گھر میں بیٹھ کر تمہارے آدمیوں کو مارنے آئے ہیں۔"

باہر سے لوگوں کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ کہہ رہے تھے۔ وہاں تو کوئی نہیں ہے۔ شیبا کہہ رہی تھی' وہ دو ہیں مگر وہاں ایک بھی نہیں ہے۔"

شیبا نے دروازے سے باہر آ کر پوچھا۔ "تم لوگ ہتھیار لے کر کیوں گئے تھے۔ وہ تمہیں دشمن سمجھ کر چھپ گئے ہیں۔"

اس کے باپ برین ہارورڈ نے کہا۔ "بیٹی! میں نے ان سے کہا تھا کہ ہتھیار ساتھ نہ لے جائیں لیکن یہاں تیرے کئی طلب گار ہیں۔ ان میں سے جو زیادہ شہ زور ہو گا تو اسی کے حوالے کی جائے گی۔ یہاں کے تمام شہ زوروں کو یہ خدشہ ہے کہ وہ آنے والے دو اجنبی تجھے حاصل کر لیں گے۔ اس لیے یہ لوگ ان دونوں کو مار ڈالنا چاہتے ہیں یا انہیں اس کالونی سے دور بھگا دینا چاہتے ہیں۔"

شیبا نے کہا۔ "یہ سراسر احسان فراموشی ہے۔ اگر وہ دونوں مجھے نہ بچاتے تو بوگارڈ اور اس کے شہ زور مجھے اپنی داشتہ بنا لیتے۔"

ایک شہ زور نے کہا۔ "میں ہاتھی کی طاقت رکھتا ہوں۔ میں بوگارڈ کی بستی میں جا کر شیبا کو واپس لا سکتا تھا۔ ان دو اجنبیوں نے کوئی احسان نہیں کیا ہے۔"

برین ہارورڈ نے کہا۔ "بیٹی! یہاں کا دستور یہی ہے۔ تجھے دشمنوں سے بچانے والے اگر یہ ثابت کر دیں گے کہ وہ تیرے طلب گاروں سے زیادہ شہ زور ہیں تو وہ یہاں رہ بھی سکیں گے اور دستور کے مطابق ایک سال تک تجھے بیوی بنا کر رکھ سکیں گے۔"

وہ دونوں دروازے کے پیچھے سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ پاشا نے خوش ہو کر کہا۔ "یہاں کا دستور اس حسینہ کو میری آغوش

میں پہنچانے والا ہے۔"

اس نے دیوار سے لٹکی ہوئی ایک کلہاڑی لی پھر کمرے سے باہر نکل کر برآمدے میں شیبا کے پاس آکر بولا۔ "ازل سے یہی ہوتا آیا ہے۔ جو سب سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے' وہ زن' زر اور زمین حاصل کرتا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں' کون ہے یہاں کا سب سے طاقتور گدھا؟"

ایک ہاتھی جیسے ڈیل ڈول والے شخص نے کہا۔ "ابے او گدھے کے بچے! میرا نام ڈیوس ہے لیکن میری طاقت دیکھ کر لوگ مجھے ڈیول یعنی شیطان کہتے ہیں۔ آجا میدان میں' ابھی تو یہاں تڑپتا اور دم توڑتا دکھائی دے گا۔"

پاشا برآمدے سے اتر کر کھلی جگہ مقابلے کے لیے جانا چاہتا تھا۔ برین ہارورڈ نے کہا۔ "رک جاؤ' مقابلہ آج نہیں کل ہو گا۔"

"کل کیوں ہو گا؟ آج کیوں نہیں ہو گا؟"

"جیسا کہ یہاں سب جانتے ہیں۔ کل شیبا پورے پندرہ برس کی ہو جائے گی کل دوسری کالونیوں کے شہ زور بھی مقابلے کے لیے آئیں گے۔ مقابلے کے نتیجے میں جو شہ زور سب پر بھاری پڑے گا' وہی شیبا کے جسم و جان کا مالک ہو گا۔"

ڈیول نے کہا۔ "نہیں مسٹر برین! اس اجنبی کا تعلق اس جزیرے سے نہیں ہے۔ اس لیے اسے مقابلے میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہ جیت بھی جائے تو شیبا کا حقدار نہیں ہو گا۔"

پاشا نے کہا۔ "ہم دو ہیں اور یہاں کے نئے قیدی ہیں۔ ہمیں یہاں حقوق نہیں ملیں گے تو ہم چھین لینا بھی جانتے ہیں۔"

شیبا برآمدے سے پلٹ کر کمرے میں آئی۔ علی میز کے پاس ایک کرسی پر بیٹھا ایک سیب کھا رہا تھا۔ وہ قریب آکر بولی۔ "تم ایسے اطمینان سے بیٹھے ہو جیسے یہ تمہارا گھر اور تمہارا علاقہ ہے۔"

"شیبا! اطمینان کا جتنا موقع ملے آدمی کو مطمئن رہنا چاہیے پھر اگلے پل کیا ہو' یہ کون جانتا ہے؟"

"میں جانتی ہوں تمہارا ساتھی دشمنی بڑھا رہا ہے۔ اس کے ساتھ تم بھی بے موت مارے جاؤ گے۔ اسے سمجھاؤ' ڈیول ہاتھی ہے' زبردست شیطان ہے۔ اگر اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے جائیں اور اسے یقین دلایا جائے کہ تم دونوں میں سے کوئی میرا طلبگار نہیں ہے تو وہ تم دونوں کو معاف کر دے گا پھر میرے ڈیڈی تمہیں یہاں رہنے کی اجازت دے دیں گے۔"

علی نے کہا۔ "میرا ساتھی سرپھرا ہے۔ جب وہ چیلنج کر چکا ہے تو میدان نہیں چھوڑے گا۔ جو ہوتا ہے ہونے دو' تم تماشا دیکھتی رہو۔"

"کیسے تماشا دیکھوں۔ تم نے اپنے بدنیت ساتھی سے بھی مجھے بچایا ہے۔ مجھے تم پر ترس آتا ہے۔ میں تمہاری بھلائی چاہتی ہوں۔"

"اور مجھے تم پر ترس آتا ہے۔ تمہیں پندرہ برس کی کچی عمر میں کسی بھی طاقتور درندے کے حوالے کر دیا جائے گا۔ تمہارا باپ یہاں کا آقا ہے' کیا وہ تمہاری عزت کی حفاظت نہیں کر سکتا ہے؟"

"کل جو شخص خود کو سب سے زیادہ طاقتور منوا لے گا وہی بڑا اور اس کالونی کا آقا بن جائے گا اور میرے باپ کی حیثیت ایک عام آدمی کی سی ہو جائے گی۔"

وہ دروازے کی طرف دیکھ کر بولی۔ "وہ شاید وہاں مقابلہ ہو رہا ہے۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی باہر برآمدے میں آئی۔ مکان کے سامنے کھلی جگہ پر پاشا اور ڈیول ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے اور حملہ کرنے کے لیے پر تول رہے تھے۔ کالونی کے لوگ تماشائی کی حیثیت سے دور ہٹ گئے تھے۔

دونوں کے ہاتھوں میں کلہاڑیاں تھیں پھر وہ کلہاڑیاں فضا میں لہرانے اور ٹکرانے لگیں۔ دونوں بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے اور اپنا بچاؤ بھی کرتے جا رہے تھے۔ شیبا نے پلٹ کر کمرے میں دیکھا۔ علی ٹرے پر سے دوسرا سیب اٹھا کر کھا رہا تھا۔

برین ہارورڈ نے بھی کمرے کے اندر دیکھا پھر پوچھا۔ "بیٹی! کیا دوسرا اجنبی یہی ہے؟"

"ہاں' یہی ہے۔ یہ جزیرے کے خطرناک درندوں سے واقف نہیں ہے۔ اسے مہذب علاقہ سمجھ رہا ہے۔ مجھے افسوس ہو گا اگر یہ ناسمجھی میں مارا جائے گا۔"

"یہ خوش فہمی میں مبتلا ہے یقیناً حرام موت مرے گا۔ تم پریشان کیوں ہوتی ہو؟"

"انسانیت بھی کوئی چیز ہے۔ میں اس کے احسان کا بدلہ چکانا چاہتی ہوں۔"

اسی وقت تالیوں کا شور گونجنے لگا۔ باپ بیٹی نے اُدھر دیکھا۔ پاشا کے ہاتھوں سے کلہاڑی نکل کر دور جا گری تھی۔ وہ نہتا ہو گیا تھا۔ ڈیول اپنی کلہاڑی سے حملے کر رہا تھا اور پاشا بچنے کی کوشش کرتا جا رہا تھا۔

پھر ایک بار کلہاڑی ناکام حملے کے باعث زمین پر پڑی تو اس کے ساتھ ہی پاشا نے اس پر چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لیا۔ وہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پاشا غیر معمولی جسمانی قوت کے باعث نہتا لڑتے وقت کس قدر زبردست ہوتا ہے۔ اب ڈیول کے ہاتھوں سے کلہاڑی چھوٹنے کے بعد حیرت انگیز قوت کا تماشا نظر آ رہا تھا۔

وہ ہاتھی جیسی طاقت رکھنے والا پوری قوت صرف کر رہا تھا لیکن پاشا کی گرفت سے نکل نہیں پا رہا تھا پھر پاشا نے اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھاتے ہوئے سر سے بلند کر لیا۔ تالیاں بجانے والے گم صم ہو کر دیکھ رہے تھے۔ ان کی کالونی کے سب سے شہ زور شخص کو فضا سے بلند کر کے زمین پر پٹخ دیا گیا تھا پھر پاشا نے اسے آرم لاک لگایا تو وہ تکلیف سے چیخنے لگا۔ وہ اسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔ پتا چلا اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور وہ شہ زور آئندہ کسی

کمزور سے بھی مقابلے کے قابل نہیں رہا ہے۔

پاشا نے زمین پر سے دونوں کلہاڑیاں دونوں ہاتھوں میں لے کر بلند آواز میں پوچھا۔ "اور کون ہے شیبا کا طلب گار؟ کسی کے دل میں شیبا کی طلب اور مقابلے کی حسرت ہے تو سامنے آئے اور یہ سب لوگ یاد رکھیں جو سامنے آکر مقابلہ کرے گا' اسے ڈیول کی طرح صرف اپاہج بناؤں گا اور زندہ رہنے دوں گا۔ اگر کسی نے دھوکے سے حملہ کیا تو اسے اور اس کی حمایت کرنے والوں کو کتوں کی موت ماروں گا' ہے کوئی مائی کا لال؟"

سب خاموش تھے اور اپنے آقا برین ہارورڈ کو دیکھنے لگے تھے۔ برین نے کہا۔ "دلیر اجنبی! تم نے یہ مقابلہ جیت کر یہاں رہنے کا حق حاصل کر لیا ہے لیکن شیبا کے طلبگار کل آئیں گے کل تمہارے مقدر میں موت ہو گی یا اس علاقے کی بادشاہی۔ آؤ تم میرے معزز مہمان ہو۔"

وہ برین اور شیبا کے ساتھ اندر آیا پھر علی سے بولا۔ "اب تم اعتراض نہیں کر سکو گے۔ میں نے یہاں کے دستور کے مطابق تو ہی شیبا کو جیت لیا ہے۔ کل فائنل مقابلوں کے بعد یہ پوری کی پوری میری ہو جائے گی۔"

علی نے کہا "کل بہت دور ہے۔ ابھی تو بھوک لگی ہے۔ تمہاری جیت کی خوشی میں کھانا تو مل ہی جائے گا۔"

شیبا نے کہا۔ "میں ابھی کھانا گرم کر کے لاتی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ علی نے کہا۔ "مسٹر برین! سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ اس جزیرے میں شیبا کیسے آگئی؟"

برین ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "یہ ایک لمبی داستان ہے۔"

پاشا نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "داستان سناؤ اور ہماری حیرانی دور کرو۔ یہ تمہاری بیٹی کیسے پیدا ہوئی؟"

برین ہارورڈ نے ایک گہری سانس لی پھر کہنے لگا۔

"آج سے کوئی چھتیس برس پہلے میں یہاں قیدی بن کر آیا۔ ان دنوں یہ جزیرہ ویران تھا۔ مجھ سے پہلے صرف بارہ قیدی تھے۔ آج قیدیوں کی تعداد ڈھائی سو سے کچھ اوپر ہے۔ وہ میری جوانی کے دن تھے۔ میں بیس برس کا کڑیل جوان تھا مجھ میں ایسی طاقت تھی کہ کسی کا ہاتھ پکڑ لیتا تو اسے توڑنے کے بعد ہی چھوڑتا تھا۔ وہ بارہ قیدی بھی خطرناک تھے۔ اپنی اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے لڑتے رہتے تھے۔ برتری قائم رکھنے کی جنگ دنیا کے ہر علاقے میں جاری رہتی ہے۔ آج بھی یہاں یہ جنگ جاری ہے۔ بہرحال جنگ کے نتیجے میں جو سب پر حاوی ہو جاتا' وہ ان کا آقا بن جاتا تھا۔ نئے نئے قیدی آتے رہتے تھے۔ نئے آنے والوں میں جو آقا کو شکست دیتا تھا' وہ نیا آقا بن جاتا تھا۔

مارکیوسان کی پولیس اور فوج کے سپاہی اس جزیرے کے اندر نہیں آتے ہیں۔ وہ نئے قیدیوں کو ساحل پر پھینک کر چلے جاتے ہیں۔ ہفتے میں ایک بار راشن اور دوائیں وغیرہ لاتے ہیں اور ہم سے درختوں کی لکڑیاں اور کھڈیوں کے تیار کردہ کپڑے لے جاتے ہیں۔ ایک بار ہم نے یہ چیزیں فراہم نہیں کیں اور یہاں محنت مزدوری سے انکار کیا تو انہوں نے اناج اور دواؤں کی سپلائی روک دی اس طرح ہم محنت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

یہاں ہمیں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہیں لیکن جس بات سے دماغی تکلیف پہنچتی ہے' وہ ہے عورت کی کمی۔ عورت کی کمی کے باعث ہم بدمزاج اور چڑچڑے ہو جاتے ہیں پھر ایسا ہوا کہ جو کمسن اور نازک اندام قیدی آتے تھے' ہم انہیں مار پیٹ کر خسرا بنا دیتے تھے۔ ان کے لیے عورتوں کا لباس تیار کر کے انہیں پہناتے تھے۔ ان سے کھانے پکواتے اور گھر گرہستی کا کام کراتے تھے۔ وہ عورتوں کی طرح چلنے پھرنے' اٹھنے بیٹھنے اور ناچ گا کر ہمارا دل بہلانے پر مجبور ہوتے تھے۔ یوں نامرادیوں اور محرومیوں کا کسی حد تک علاج ہو جاتا تھا اور ہم کسی حد تک آسودہ رہتے تھے۔

پھر ایک دن بارہ برس کا ایک لڑکا قیدی بن کر آیا۔ اس نے مارکیوسان میں اپنے باپ کو قتل کیا تھا اور کالے پانی کی سزا پا کر یہاں آگیا تھا۔ وہ بہت حسین اور نازک اندام تھا۔ ان دنوں یہاں بوگارڈ نامی شخص کی دھاک جمی ہوئی تھی۔ اس نے بارہ برس کے اس لڑکے کو خسرا بنانا چاہا تو انکشاف ہوا کہ وہ لڑکا نہیں لڑکی ہے۔

وہ بچپن سے لڑکوں کا لباس پہنتی تھی۔ لڑکوں کے انداز میں رہتی اور لڑکوں ہی کے لہجے میں بولتی تھی۔ ماں مر چکی تھی۔ صرف باپ کو معلوم تھا کہ وہ لڑکی ہے۔ ایک رات باپ نے شراب کے نشے میں شیطان بننا چاہا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

پولیس نے اسے گرفتار کیا اور عدالت میں پہنچایا۔ وہ روکی کے نام سے پکاری جاتی تھی اور روکی مرد کا نام ہوتا ہے۔ پولیس اور عدالتی کارروائی کے دوران میڈیکل چیک اپ کا مرحلہ نہیں آیا۔ اس لیے کسی کو اس کی اصلیت معلوم نہ ہو سکی۔ اگر معلوم ہو جاتا کہ وہ لڑکی ہے تو اسے اس جزیرے میں کبھی بھیجا نہ جاتا۔

تقدیر عجب تماشے دکھاتی ہے۔ وہ ہم کنوارے قیدیوں کے مقدر میں تھی اس لیے ہمارے جزیرے میں پہنچ گئی اور سب سے پہلے بوگارڈ کے ہتھے چڑھ گئی۔ یہ بات قیدیوں سے چھپی نہیں رہ سکتی تھی۔ وہ سب عورت کے بھوکے تھے۔ اس لڑکی کا مطالبہ کرنے لگے۔ جو شہ زور تھے وہ بوگارڈ کو چیلنج کرنے لگے کہ لڑکی نہ ملی تو اسے قتل کر دیں گے۔

ان دنوں قیدیوں کی تعداد بڑھ کر پچاس ہو گئی تھی۔ ان میں ایک سے بڑھ کر ایک بدمعاش' ڈاکو اور قاتل تھا۔ بوگارڈ نے چند بدمعاشوں کو زیر کر کے انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا تھا۔ میں نے بھی دس قاتلوں کو اپنا محکوم بنا رکھا تھا اور جانسن کے زیرِ اثر چھ بدمعاش تھے۔ یعنی ایسے قاتلوں کے جزیرے میں ہم تین بڑے آقا تھے۔ ہم نے جانسن ٹاؤن' بوگارڈ ویلیج اور برین کالونی کے ناموں سے

الگ الگ علاقے بانٹ لیے تھے۔

ہمارے درمیان یہ طے پایا تھا کہ ہم خواہ مخواہ ایک دوسرے سے نہیں لڑیں گے اور کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ کوئی شکایت ہو گی تو آپس میں بیٹھ کر وہ شکایت دور کر دیں گے۔ ہم نے بوگارڈ سے شکایت کی کہ اس جزیرے میں مقدر سے آئی ہوئی لڑکی کا صرف ایک حقدار نہیں ہو گا۔ یہاں یہی پہلی اور آخری لڑکی ہے کوئی دوسری اتفاق سے نہیں آئے گی۔ اس لیے وہ ہمیں بھی ملتی رہے تو جزیرے میں امن و امان رہے گا۔

وہ ہمارے لیے ایسی نعمت تھی' جس سے بوگارڈ محروم نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اس نے ہماری شکایت کو نظر انداز کیا۔ ہمیں ٹالنے لگا تو ہم نے اس پر حملے شروع کر دیے۔ میرے اور جانسن کے دو طرفہ حملوں نے اسے سوچنے پر مجبور کیا کہ وہ دن رات اپنا دفاع نہیں کر پائے گا۔ ایک ہفتے کی لڑائی میں ہمارے دو اور اس کے چار ماتحت مارے گئے تھے تب اس نے صلح کے لیے ہمیں بلایا۔

ہم تینوں نے بیٹھ کر ٹھنڈے دماغ سے سوچا کہ لڑکی کو پیار و محبت سے نہیں رکھا جائے گا اور حد سے زیادہ ظلم کیا جائے گا تو وہ مر جائے گی پھر ہم ہمیشہ کے لیے عورت سے محروم ہو جائیں گے۔

بات معقول تھی پھر یہ عقل کی بات سمجھ میں آئی کہ عورت ایک درخت ہے جو چھاؤں بھی دیتی ہے اور بے شمار پھل بھی دیتی ہے۔ اسے مرنے اور مرجھانے نہ دیا جائے تو یہ ایک کے بعد ایک لڑکیاں پیدا کرے گی اور اس جزیرے میں عورتوں کی کمی پوری کر دے گی۔ آئندہ پندرہ بیس برسوں میں یہاں کافی جوان عورتیں ہو جائیں گی۔ اگر چہ وہ ہم تینوں کی بیٹیاں ہوں گی لیکن آئندہ آنے والے قیدیوں کے لیے یہ جزیرہ جنت بن جائے گا اور ہم تینوں آقا بیوی بچوں والی زندگی گزار کر دنیا سے چلے جائیں گے۔

آخر یہ طے پایا کہ وہ ہم آقاؤں میں سے ہر ایک کے پاس تین ماہ کی دلہن بن کر رہے گی۔ اگر تین ماہ کے آخر تک ماں بننے کے آثار پیدا ہوں گے تو پھر وہ اسی ہونے والے بچے کے باپ کے پاس نو ماہ تک رہے گی۔ زچگی کے بعد وہ دوسرے آقا کی دلہن بن کر جائے گی اور اس بچے کی پرورش اس کا باپ کیا کرے گا۔

دنیا کے بیشتر والدین بیٹوں کی تمنا کرتے ہیں کہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہو لیکن ہم اور ہمارے جزیرے کے تمام خطرناک مجرم دعائیں مانگتے تھے کہ لڑکیاں پیدا ہوتی رہیں۔ جب آدم اور حوّا زمین پر اتارے گئے تو دنیا کی آبادی بڑھانے کے لیے خدا کی قدرت سے بی بی حوا جڑواں بچوں کو جنم دیتی تھیں ایک وقت میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوتی تھی۔ پھر دوسری بار جو بیٹا اور بیٹی جنم لیتے تو پہلے بیٹے کے ساتھ دوسری بیٹی کا اور پہلی بیٹی کے ساتھ دوسرے بیٹے کا ازدواجی رشتہ کرایا جاتا تھا۔ اس جزیرے میں ایسا نہیں ہو سکتا تھا ہمارے چاہنے اور ارادہ کرنے سے کیا صرف لڑکیاں پیدا نہیں ہو سکتی تھیں۔ خدا کو جو منظور ہوتا ہے' وہی ہمارے سامنے پیش آتا ہے۔

وہ قیدی عورت کوئی پندرہ برس تک زندہ رہی۔ اس نے بوگارڈ کے ہاں دو بیٹے اور ایک بیٹی کو جنم دیا۔ جانسن کے ہاں دو بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا کیں اور میرے ہاں ایک بیٹے اور دو بیٹیوں کو جنم دے کر اس دنیا سے چلی گئی۔

میرا بیٹا پیدا ہونے کے دوسرے دن مر گیا۔ تین برس پہلے بڑی بیٹی جب پندرہ برس کی ہوئی تو بوگارڈ کا بیٹا ولیج کا ایک شہ زور اسے جیت کر لے گیا۔ اب یہ آخری بیٹی شیبا رہ گئی ہے۔ کل پورے پندرہ برس کی ہو جائے گی۔ اسے جو جیت لے گا وہ اس علاقے برین کالونی کا بھی آقا بن جائے گا اور میرے اقتدار کا دور ختم ہو جائے گا۔"

شیبا نے میز پر کھانا لگا دیا تھا اور ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئی تھی۔ پاشا نے کہا۔ "مسٹر برین! یہاں کی مختصر ہسٹری سن کر یہ معلوم ہوا کہ شیبا کے علاوہ اور چار لڑکیاں ہیں۔ ایک تمہاری بیٹی جو بیاہ کر بوگارڈ ولیج میں گئی ہے۔ وہاں بوگارڈ کی ایک بیٹی ہے اور جانسن کے گھر میں دو بیٹیاں ہیں۔"

برین نے کہا۔ "بوگارڈ کی بیٹی بارہ برس پہلے ہی جوان ہو گئی تھی کیوں کہ وہ سب سے پہلی اولاد تھی۔ اس نے دو بیٹیوں کو جنم دیا جن میں سے آج ایک گیارہ برس کی اور دوسری نو برس کی ہو گئی ہے۔ یہ دونوں بوگارڈ کی نواسیاں ہیں۔"

"اور جانسن کی دو بیٹیاں ہیں۔ کیا انہیں بھی بیاہ دیا گیا ہے؟"

"ان میں سے ایک بیاہ دی گئی ہے۔ اس نے بھی ایک بیٹی جنم دی ہے۔ اس کی دوسری بیٹی ابھی تیرہ برس کی ہے اور میری بڑی بیٹی نے بھی ایک بیٹی کو جنم دیا ہے۔ یعنی ہم تینوں آقا اب نانا بن چکے ہیں اور جزیرے میں عورتوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔"

علی نے پوچھا۔ "اس جزیرے میں ایک عورت آئی پھر عورتوں کی تعداد بڑھتی گئی اور آئندہ بھی بڑھتی جائے گی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مارکیوسان کے حکام کو ان لڑکیوں کی یہاں موجودگی کا علم کیوں نہ ہوا؟"

برین نے کہا۔ "وہ ان عورتوں اور لڑکیوں سے اس لیے بے خبر ہیں کہ وہاں کی پولیس اور فوجی جوان جزیرے کے اندرونی حصوں میں نہیں آتے ہیں۔ یہاں کے اندرونی حالات معلوم کرنے کے لیے ہیلی کاپٹروں میں پرواز کرتے ہیں نیچی پرواز کرتے ہوئے دوربین کے ذریعے ہمارے مکانوں اور طرزِ معاشرت کو دیکھتے ہیں۔"

"کیا وہ ہیلی کاپٹروں سے عورتوں کو نہیں دیکھ سکتے؟"

"دیکھتے ہیں۔ انہیں صرف خسرے نظر آتے ہیں۔ ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنتے ہی ہم اپنی لڑکیوں کو مکانوں کے اندر چھپا دیتے ہیں پھر انہیں زیادہ تر پتلون اور شرٹ وغیرہ پہنا کر رکھتے ہیں۔ راتوں کو زنانہ لباس پہناتے ہیں کیوں کہ اندھیرا ہونے کے بعد کوئی طیارہ یا ہیلی کاپٹر جزیرے کے اوپر سے پرواز نہیں کرتا ہے۔"

"اگر مارکیوسان کے حکام کو معلوم ہو جائے' یہ عورتیں ان کی نظروں میں آجائیں تو کیا ہو گا؟"

ہم ایسے ہی اندیشوں میں مبتلا رہتے ہیں کہ حقیقت کا علم ہو گا تو یہاں مسلح فوج آئے گی اور تمام عورتوں کو پکڑ کر لے جائے گی ہم بھی ان کی رائفلوں اور جدید ہتھیاروں کے سامنے بے بس رہیں گے اور اپنی جنت کو پھر سے جہنم ہوتے دیکھیں گے۔"

برین ہاورڈ کے لہجے میں جو دکھ تھا وہ اس کے دل کے درد کا عکاس تھا۔ اس جزیرے کے سنگدل' ظالم اور خطرناک وحشیوں کے دلوں میں بھی یہی درد تھا۔ یہی دردِ جدائی کا خوف تھا وہ جان ہارنے کو تیار رہتے تھے مگر عورتوں سے محروم نہیں ہونا چاہتے تھے۔ وہ اب ایسے خطرناک فولادی مجرم تھے' جنہیں کوئی توڑ نہیں سکتا تھا' صرف عورتوں کی موجودگی ہی انہیں پگھلا سکتی تھی۔

پاشا نے کہا۔ "واقعی یہاں کے لوگوں کو عورتوں سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔ دنیا کے ہر علاقے میں جہاں مرد رہتے ہیں' وہاں عورتیں لازمی ہوتی ہیں۔ جہاں عورت نہ ہو وہاں مرد رہنے سے انکار کر دے گا۔ سیکڑوں قیدیوں کو ایک جزیرے میں آزاد چھوڑ کر انہیں سماجی اور گھریلو زندگی گزارنے کی اجازت دے کر عورتوں سے محروم رکھنا بہت بڑا ظلم ہے۔"

آدمی جیل کی چار دیواری میں عمر قید کی سزا بھگت لیتا ہے لیکن کُھلی فضا میں ایک مکان بنا کر عورت کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا دل اور مکان کی چار دیواری عورت کو پکارتی رہتی ہے۔ انسان کو اس کی فطرت کے خلاف اہم ضرورت سے محروم رکھا جائے تو وہ چور راستوں سے یہ ضرورت پوری کر لیتا ہے۔

اس وقت ثانی علی کے پاس تھی اور کہہ رہی تھی۔ "ہم نے دور سے اس جزیرے کے متعلق سنا تھا کہ یہاں وحشی درندے رہتے ہیں۔ اب یہاں آکر معلوم ہو رہا ہے کہ یہ پہلے تو مجرم تھے ہی لیکن مارکیوسان کی حکومت انہیں یہاں بھیج کر غیر مہذب زندگی گزارنے پر مجبور کر رہی ہے۔ یہاں کے حکام اتنی سی بات نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو آباد کرنے کے لیے آدم کے ساتھ حوّا کو کیوں بھیجا تھا؟ یہ حکام آدم کے بیٹوں کو عورت کے بغیر یہاں قید کر کے آدمیت کے خلاف سزا دے رہے ہیں۔"

علی نے کہا۔ "بے شک عورت کے بغیر کوئی معاشرہ منظم اور معتزز نہیں بن سکتا۔ ہم یہاں کے حکام کو جزیرے کے قوانین بدلنے پر مجبور کریں گے۔"

******

ٹی نارا کئی بار پاشا کے دماغ میں آچکی تھی۔ آخری بار پاشا نے کہا۔ "میں ایک مقابلہ جیت چکا ہوں۔ کل فائنل مقابلے بھی جیت لوں گا اور شیبا کو حاصل کر لوں گا لیکن یہ لڑکی میری طرف مائل نہیں ہے۔ تم اس کے اندر جا کر میرے لیے محبت پیدا کر سکتی ہو۔"

"تم من موجی ہو۔ کسی سے محبت نہیں کرتے ہو۔ دل بہلاتے ہو۔ وقت گزارتے ہو پھر اسے چھوڑ کر دوسری کو فتح کرنے نکل پڑتے ہو پھر اس جزیرے میں چند لڑکیاں ہیں جن سے کوئی محبت نہیں کرتا۔ جو شہ زور ہوتا ہے' انہیں اٹھا کر لے جاتا ہے۔ شیبا محبت کرے یا نہ کرے۔ کل تم اسے جیت کر جبراً حاصل کر لو گے پھر میں اس کے اندر تمہارے لیے محبت پیدا کرنے کے سلسلے میں وقت ضائع کیوں کروں۔"

"بات یہ ہے کہ میں شکست تسلیم نہیں کرتا۔ وہ علی کو دیکھ کر مسکراتی ہے تو مجھے یوں لگتا ہے کہ میں جیتی ہوئی بازی ہار رہا ہوں اور علی مقابلہ کیے بغیر بیٹھے بٹھائے میری جیت پر قبضہ جما رہا ہے۔"

"تم ایسی ہی فضول باتیں سوچتے رہو گے۔ ایک رقیب کی طرح جلتے بھنتے رہو گے تو علی پر غالب آنے کی کسی تدبیر پر کامیابی سے عمل نہیں کر سکو گے۔"

"میری تو سمجھ میں نہیں آتا کیا تدبیر کروں۔ علی کو دیکھتا ہوں تو یہ فولادی قلعہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کے اندر گھسنے کا کوئی دروازہ نہیں ہے۔ کیا تم کوئی دروازہ بنا سکتی ہو؟"

"میں اسی لیے تمہارے پاس آتی رہتی ہوں اور تمہارے ذریعے اس کی مصروفیات کے متعلق معلوم کرتی رہتی ہوں۔ کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی ایسا موقع ضرور ہاتھ آئے گا' جب ہم اس کی کسی کمزوری سے فائدہ اٹھا سکیں گے اور اسے اپنے قابو میں کر کے ہمیشہ کے لیے اسے اپنا تابعدار بنا سکیں گے۔"

"میں کبھی کبھی سوچتا ہوں' اچانک ہی اس پر حملہ کر کے زخمی کر دوں لیکن اچانک حملہ اس پر ہوتا ہے جو غافل رہتا ہے۔ میں نے کسی لمحہ بھی اسے غافل نہیں دیکھا۔ شاید رات کو وہ گہری نیند میں ہو گا تو موقع مل جائے گا۔"

"یہ مت بھولو کہ وہ لوگ اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سوتے ہیں۔ بیڈ روم میں کوئی بھی قدم رکھے تو آنکھ کھل جاتی ہے۔ رات کو کبھی اس کے قریب نہ جانا۔"

"میں ایسی غلطی نہیں کروں گا لیکن رات کو ایک بار تم میرے پاس آؤ۔ شاید ایسی کوئی صورت نکل آئے کہ ہم اس پر قابو پا سکیں اور ناکامی کی صورت میں اسے ہم پر شبہ نہ ہو سکے۔"

"ٹھیک ہے' میں رات کو کسی وقت آؤں گی۔"

وہ اپنی جگہ پر دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اسے پاشا کے ذریعے علی پر نظر رکھنے کا موقع مل رہا تھا۔ پاشا اس پر غالب آنے کی فکر میں تھا اور وہ دونوں کو اپنے قابو میں لانے کی تدبیر سوچ رہی تھی۔ یہ بات اس کے حق میں تھی کہ وہ دونوں ایک جزیرے تک محدود ہو گئے تھے۔ وہاں انہیں براہِ راست اپنوں کی مدد نہیں پہنچ سکتی تھی۔ علی کو صرف خیال خوانی کے ذریعے سہارا مل سکتا تھا۔ وہ اسی پہلو سے سوچ رہی تھی کہ خیال خوانی کے ذرائع کو کس طرح ناکام بنا سکتی ہے۔ ایک بار علی تمام خیال خوانی کرنے والوں سے کٹ جائے

تو وہ پھر پاشا اور علی پر قابو پانے کے لیے وہاں کے خطرناک مجرموں کو اپنا آلۂ کار بنا لے گی۔ وہ اب تک شیبا' اس کے باپ برین ہارورڈ اور ایک دوسرے بدمعاش کے دماغوں میں جگہ بنا چکی تھی۔ آئندہ کام کے آدمیوں پر تنویمی عمل کرنے کا ارادہ تھا۔

وہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھی سوچتی رہی اسے بھائی سرنا کی طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا تھا۔ اس کا برین واش ہو چکا تھا۔ اس کے ذہن سے میرے تنویمی عمل کو مٹا دیا گیا تھا اور اس کے دماغ کو نئی آواز اور نیا لہجہ دیا گیا تھا۔ تاکہ بعد میں کبھی اس نئی آواز اور لہجے کو سن نہ سکوں اور اس کے دماغ تک نہ پہنچ سکوں۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بھائی کے پاس پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کیے پھر پوچھا۔ "بھائی! کیسے ہو؟"

"اچھا ہوں۔ پوری طرح صحت مند ہوں مگر دماغ پر بوجھ سا ہے کہ پچھلی زندگی کی بہت سی باتیں یاد نہیں آتی ہیں۔ یہ زندگی نئی اور اجنبی لگتی ہے۔"

"میں تمہاری پچھلی زندگی کی تمام یادیں مٹا دینے پر مجبور تھی۔"

"تم نے کہا تھا مجھے فرہاد کے متعلق بتاؤ گی کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟ میں اس سے انتقام لوں گا۔"

"بھائی جوش میں نہ آؤ۔ جو لوگ اسے سالہا سال سے جانتے ہیں اور اس کی رگ رگ سے واقف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہیں اور تم تو ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہو۔ میں اس کے متعلق تمہیں بتاتی رہوں گی تو بتاتے بتاتے ایک عمر گزر جائے گی۔ اس عرصے میں' میں ہی کوئی انتقامی کارروائی کر گزروں گی۔"

"یہ اچھا نہیں لگتا کہ بھائی کے ہوتے ہوئے دشمن سے بہن انتقام لے۔"

"یہ باتیں چھوڑو۔ اپنی صلاحیتیں واپس لانے کی کوشش کرو۔"

"تم کہتی ہو' میں گھنٹوں سانس روک لیا کرتا تھا۔ مجھے یقین نہیں آتا۔ تھوڑی دیر سانس رک جائے تو آدمی مر جاتا ہے پھر تم نے آتما شکتی کے بارے میں بھی بہت کچھ بتایا تھا۔ میرے تو کچھ پلے نہیں پڑا۔ یہ روح باہر نکل کر پھر واپس جسم میں کیسے آتی ہے؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی۔ "میں نہیں سمجھا سکوں گی۔ میں نے بہترین فائٹروں' یوگا کے ماہروں اور کئی زبانیں سکھانے والے استادوں کو تمہاری تعلیم و تربیت کے لیے رکھا ہے۔ دن رات محنت کرو اور لگن سے سب کچھ سیکھتے رہنے کی کوشش کرو۔"

"میں پوری کوشش کروں گا لیکن تم مجھ سے کیوں نہیں ملتی ہو؟ آخر ہماری ملاقات کب ہو گی؟"

"میں بہت محتاط رہتی ہوں۔ جب تم فرہاد سے مغلوب نہیں ہوئے تھے تب ہم بہن بھائی ایک دوسرے کے ساتھ رہتے تھے۔ اب یہ اندیشہ ہے کہ دشمن کسی نہ کسی طرح دماغ میں پہنچ سکتے ہیں اور تمہارے ذریعے مجھے بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ہم [illegible] دن ملیں گے۔ تم اس دن کا انتظار کرو اور خوب محنت کر [illegible] آؤں گی۔"

وہ اپنی جگہ واپس آ گئی۔ پے پے سرنا اب اس [illegible] معاملے میں مددگار اور معاون نہیں رہا تھا اس لیے شی تارا [illegible] معاملات سے نمٹ رہی تھی۔ اس نے تمام ڈی شی تارا [illegible] سرناؤں سے کہہ دیا تھا کہ وہ اپنی اپنی جگہ آرام کریں کسی [illegible] جائیں اور ایسے افراد سے نہ ملیں' جو پرابلم پیدا کریں [illegible] معاملے میں دلچسپی لینے کے لیے وقت نہیں نکال سکے گی۔

پے پے سرنا اس سے ملنے کے لیے تڑپتا تھا اور کہتا [illegible] کیسی زندگی ہے کہ بہن بھائی ایک ساتھ ایک جگہ نہیں [illegible] اسی ذہنی پریشانی کے باعث وہ نئے سرے سے تعلیم و تربیت [illegible] کرنے میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتا تھا۔

اس نے سوچا اگر ڈی کو اصلی شی تارا کہہ کر سرنا کے [illegible] دیا جائے تو وہ بہن کو پا کر خوش رہے گا اور دل لگا کر تعلیم [illegible] حاصل کرے گا اور جلد سے جلد بہن کے اہم معاملات میں [illegible] مددگار بن جائے گا۔

اس نے بھائی کی بہتری کی لیے اس پہلو پر غور کیا پھر [illegible] رہنے والی ڈی شی تارا سے رابطہ کیا۔ وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی [illegible] اسپتال کے احاطے میں داخل ہو رہی تھی۔ جب اس نے [illegible] ایریا میں کار روک دی تو شی تارا نے کوڈ ورڈز ادا کرنے [illegible] پوچھا۔ "ڈی ٹو! یہاں کیوں آئی ہو؟"

وہ بولی۔ "میڈم! سرنا بیمار ہے۔ پچھلے دو دن سے اچھا [illegible] ہے۔ آپ نے پچھلے پانچ دنوں سے رابطہ نہیں کیا۔ میں کل [illegible] آپ کو ایک اہم خبر سنانے کے لیے بے چین ہوں۔"

"وہ اہم خبر کیا ہے؟"

"فرہاد علی تیمور بھی اسی اسپتال کے ایک کمرے میں ہے۔"

اصلی شی تارا ایکدم سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی پھر اس [illegible] پوچھا۔ "کیا کہہ رہی ہو؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ فرہاد وہاں [illegible] اگر ہے تو کیوں ہے؟ تمہاری معلومات کس حد تک درست ہیں؟"

"میڈم! کل میں نے دیکھا' اسپتال کے ایک حصے میں [illegible] جوانوں کا پہرا لگایا گیا ہے۔ میں سمجھی کوئی اہم سرکاری شخصیت جو بیمار ہے اور اس کی حفاظت کے لیے وہاں فوجی جوانوں کی [illegible] لگائی گئی ہے۔ میں سرنا کا کمرا تبدیل کرنا چاہتی تھی۔ اس کے [illegible] کاؤنٹر پر آئی وہاں فوج کا ایک کیپٹن اسپتال کے انچارج سے [illegible] تھا کہ مسٹر تیمور کے کمرے میں صرف ہمارے فوجی ڈاکٹر اور [illegible] جائیں گی۔ اپنے عملے کے تمام افراد سے کہہ دیں کہ مسٹر تیمور [illegible] کمرے اور اس کاریڈور میں کوئی نہ جائے۔"

شی تارا نے کہا۔ "مسٹر تیمور کا مطلب یہ نہیں کہ وہ فرہاد [illegible] تیمور ہی ہو گا۔"

میں نے کیپٹن کے جانے کے بعد پوچھا۔ "کیا یہ مسٹر تیمور کوئی سیاسی یا فوجی شخص ہیں؟"

کاؤنٹر گرل نے کہا۔ "مجھے پتا نہیں ہے۔ انہوں نے رجسٹر میں صرف ایف اے تیمور اسپیشل آفیسر' ملٹری انٹیلی جنس لکھوایا ہے اور میڈم دونوں حروف ایف اے سے فرہاد علی بنتا ہے میرے اندر تجسس پیدا ہوا تو میں نے پوچھا' مسٹر تیمور کو کیا ہوا ہے؟ کاؤنٹر گرل نے معذرت چاہی کہ وہ اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کرے گی۔ تب میں کاؤنٹر کے قریب ہی ویٹنگ روم میں بیٹھ گئی۔ میرے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ وہ فرہاد ہے۔ اس کے اپنے اس سے ملنے آئیں گے۔ میرا خیال غلط نہیں تھا۔ میں نے ایک گھنٹے بعد ہی پوجی کو دیکھا۔"

شی تارا نے کہا۔ "پوجی؟ ہاں وہ فرہاد کی اہم ساتھیوں میں سے ایک ہے۔ جلدی بتاؤ پھر کیا ہوا؟"

"میں نے اس کا تعاقب کیا۔ وہ اسی حصے کی طرف جا رہی تھی جہاں فوجیوں کا پہرا تھا۔ میں آگے نہیں جا سکتی تھی۔ پوجی نے پرس میں سے کوئی کارڈ نکال کر آفیسر آن ڈیوٹی کو دکھایا۔ اسے اس کاریڈور سے گزرنے اور فرہاد کے کمرے میں جانے کی اجازت مل گئی۔"

شی تارا نے کہا۔ "ہاں اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ فرہاد بیمار ہے۔ میں اس کے دماغ میں جا سکوں گی لیکن اب عجلت سے کام نہیں لوں گی۔ ابھی اس کے بارے میں اور زیادہ ٹھوس ثبوت حاصل کروں گی۔ تم اسپتال کے انچارج اور کسی فوجی افسر سے کسی بہانے گفتگو کرو۔ میں اس کمرے تک پہنچنے کا راستہ بناؤں گی۔"

ڈی نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ وہاں کے انچارج سے سرنا کی بیماری کے متعلق گفتگو کی۔ شی تارا نے جواباً انچارج کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں جگہ بنا لی۔ اس کے اندر یہ جذبہ پیدا کیا کہ اسے مسٹر تیمور کی خیریت معلوم کرنا چاہیے پھر وہ اسے اسپتال کے ممنوعہ حصے میں لے گئی۔ وہاں کئی فوجی جوان الرٹ کھڑے ہوئے تھے۔ ایک افسر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ انچارج کو دیکھ کر اٹھ گیا۔ انچارج نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے یہاں آنا نہیں چاہیے پھر خیال آیا کہ یہاں کا انچارج ہوں' یہ پوچھنا میرا فرض ہے کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بندہ حاضر ہے۔"

افسر نے کہا۔ "شکریہ! آپ نے پوچھ کر اپنا فرض ادا کیا ہے۔ ہمیں کوئی ضرورت ہو گی تو آپ سے رجوع کریں گے۔"

انچارج چلا گیا۔ شی تارا کا خیال تھا شاید وہ افسر یوگا کا ماہر ہو گا پھر بھی اس نے چانس لیا۔ اس کے دماغ میں گئی تو آسانی سے جگہ مل گئی۔ اس نے چور خیالات پڑھے پتا چلا کہ فرہاد علی تیمور کو کسی نے زخمی کیا تھا۔ گولی دائیں بازو کا تھوڑا سا گوشت اڑاتی گزر گئی تھی۔

اس حد تک معلومات حاصل کر کے شی تارا دل ہی دل میں بھگوان سے پرارتھنا کرنے لگی کہ یہ معلومات سچی ہوں اور وہ اصل فرہاد ہو۔ وہ صبر اور تحمل سے کام لے رہی تھی۔ فرہاد کے دماغ میں نہیں جا رہی تھی۔ پہلے اس نے افسر کو کسی کام سے اس کمرے میں جانے پر مائل کیا۔ وہ ہر ایک گھنٹے بعد کمرے میں فرہاد کی خیریت معلوم کرنے جاتا تھا۔ اس لیے اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرے میں آیا۔

فرہاد علی تیمور بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ افسر کو دیکھ کر اٹھنے لگا۔ افسر نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا۔ "سر! آپ لیٹے رہیں' آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ میں صرف ڈیوٹی کے طور پر آیا ہوں۔"

فرہاد نے کہا۔ "آرام کیا کرنا ہے۔ ایسے زخم آتے ہی رہتے ہیں۔ ہفتے بھر میں یہ زخم بھی بھر جائے گا۔"

شی تارا نے غور سے فرہاد کی آواز اور لہجے کو سنا۔ اس کا لہجہ مجھ سے ذرا مختلف تھا۔ شی تارا نے ایک گہری سانس لے کر سوچا۔ "شکر ہے میں نے عجلت سے کام نہیں لیا۔ بائی دی وے' یہ فرہاد کون ہے؟"

وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ ڈی فرہاد تھا۔ بابا صاحب کے ادارے کی جانب سے پیرس میں شہری زندگی گزارتا تھا تاکہ دشمن یہ سمجھتے رہیں کہ میں ان دنوں پیرس میں ہوں۔ وہاں فوج کے چند اعلیٰ افسران جانتے تھے کہ وہ ڈمی ہے۔ ورنہ پہرا دینے والے فوجی اسے فرہاد علی تیمور ہی سمجھتے تھے۔

شی تارا نے ساری حقیقت معلوم کر لی۔ وہ ڈی فرہاد زخمی ہونے کے باعث سانس نہیں روک سکتا تھا۔ اسی لیے ایک دشمن خیال خوانی کرنے والی کو محسوس بھی نہیں کر رہا تھا۔ اس کے چور خیالات بتا رہے تھے کہ اس شہر میں پوجی اس کے ساتھ رہتی ہے۔

پوجی کو اس بات کا دکھ تھا کہ میں نے اس سے شادی نہیں کی۔ مجھے اس بات پر شرمندگی ہے۔ جوانی کی رنگ رلیاں بڑھاپے میں دکھ پہنچاتی ہے۔ میں نے اسے سمجھایا تھا اور کہا تھا "جب تم میری زندگی میں آئیں تو عمر میں مجھ سے بہت چھوٹی تھیں۔ آج بھی تمہاری عمر ایسی نہیں ہے کہ شادی نہ کر سکو۔ کوئی دوسرا جیون ساتھی تلاش کر لو۔"

وہ بضد تھی۔ میرے ہی نام سے زندگی گزار دینا چاہتی تھی۔ تب جناب علی اسد اللہ تبریزی نے اسے حجرے میں بلا کر کہا۔ "بیٹی! زندگی ایک بار ملتی ہے۔ اسے ہنس بول کر گزار دو۔ دین اسلام میں راہبانہ زندگی گزارنے کی اجازت نہیں ہے۔ شادی کر لو۔"

وہ ادب سے سر جھکا کر بولی۔ "آپ کی ہدایات سر آنکھوں پر مگر میرے حواس پر وہی چھایا ہوا ہے۔"

بزرگ نے کہا۔ "تو پھر اسی صورت اور شخصیت والے کا انتخاب کرو۔ میرا نیک مشورہ ہے' ایک ڈی فرہاد کو جیون ساتھی بنا لو۔"

"حضور! یہ بات کھٹکتی رہے گی کہ میں فرہاد کے کھلونے سے خود کو بہلا رہی ہوں۔"

"تم عملی زندگی گزار کر دیکھو۔ یہاں میں نکاح پڑھا دوں گا اور ڈی کو تاکید کروں گا کہ جب تک تمہارا دل مائل نہ ہو اور جب تک تم ازدواجی وظیفہ ادا نہ کرنا چاہو' وہ شوہر کے حقوق طلب نہیں کرے گا۔"

جناب اسد اللہ تبریزی کی ہدایات دل کو لگتی تھیں پھر ان کی عالمانہ شخصیت بہت متاثر کرتی تھی۔ پوی انکار نہ کر سکی۔ اس کا نکاح ڈی فرہاد سے پڑھا دیا گیا پھر وہ پیرس میں آکر اس کے ساتھ رہنے لگی۔ شادی کو دس ماہ گزر چکے تھے اور وہ بیوی جیسی زندگی نہیں گزار رہی تھی۔ ڈی کی عزت کرتی تھی اسے بڑی محبت سے دیکھتی تھی کیوں کہ وہ سر سے پاؤں تک فرہاد ہی نظر آتا تھا۔

ثی تارا یہ تمام حقائق پڑھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی' پوی بڑی غضبناک فائٹر ہے۔ فائٹنگ کا جو منفرد اسٹائل وہ جانتی ہے' کوئی اور نہیں جانتا۔ اگر اسے قابو میں کر لیا جائے تو وہ آئندہ بہت کام آئے گی اور کسی موقع پر ڈی فرہاد بھی کام آ سکتا ہے۔

ڈی نے ثی تارا کی مرضی کے مطابق افسر سے کہا۔ "آپ باہر جا رہے ہیں۔ پلیز شام تک کسی کو کمرے میں نہ آنے دیں۔ میں تھکن محسوس کر رہا ہوں۔ سونا چاہتا ہوں۔"

افسر وعدہ کر کے چلا گیا کہ شام پانچ بجے تک کوئی اسے ڈسٹرب نہیں کرے گا۔ اس کے جانے کے بعد ثی تارا نے اسے تھپک کر سلا دیا پھر اس پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔

کئی بار ہمارے مقابلے میں ٹھوکریں کھانے کے بعد وہ ذرا سنبھل گئی تھی۔ خوب سوچ سمجھ کر ٹھہر ٹھہر کر آگے بڑھ رہی تھی۔ ابھی ڈی فرہاد کو شکار کیا تھا اور یہ اطمینان کر لیا تھا کہ ڈی جب اسپتال سے گھر جائے گا تو وہاں اس کے ذریعے وہ پوی کو اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کرے گی پھر اسے بھی اپنی کنیز بنا لے گی۔

دشمن تین وقت کھانے کی اتنی فکر نہیں کرتے جتنی فکر انہیں میری ہوتی ہے کہ میں کہاں ہوں اور کیا کرتا پھر رہا ہوں۔ ثی تارا بھی یہی چاہتی تھی۔ وہ مجھ پر نظر رکھ کر میرے بیٹوں اور دیگر عزیزوں کی مصروفیات کے متعلق بہت کچھ معلوم کر سکتی تھی پھر جزیرے میں علی کو ٹریپ کرتے وقت یہ یقین کرنا چاہتی تھی کہ میں ایسے وقت علی سے غافل ہوں یا نہیں؟ وہ میری غفلت کے وقت ہی ایسا قدم اٹھانا چاہتی تھی۔

لکی سیون میرے ساتھ رہنے لگی تھی۔ ثی تارا نے ایک بار اس معصوم اور نیم پاگل کو اپنا آلۂ کار بنایا تھا۔ اس کے دماغ میں رہ کر معلوم کرنا چاہتی تھی کہ میں نے اس کے بھائی سرنا کو کہاں قید کیا ہے؟

میں نے اس کی یہ چوری پکڑ لی تھی اور اسے وارننگ دی تھی کہ آئندہ وہ ایک معصوم لڑکی کے دماغ میں آئے گی تو میں اس کے بھائی کو سزا دوں گا۔

اس وقت اس نے بھائی کی سلامتی اور بھلائی کے لیے ... تھا کہ کبھی لکی سیون کے دماغ میں نہیں آئے گی لیکن اب ... واپس مل گیا تھا اور اس نے ہر طرح سے اس کی حفاظت ... انتظامات کر دیے تھے۔ برین واش کرنے اور تنویمی عمل کر ... بعد یقین ہو گیا تھا کہ آئندہ میں اس کے دماغ میں نہیں جا سکوں ... اور نہ ہی اسے غلام بنا سکوں گا۔

وہ بڑی خاموشی سے لکی سیون کے دماغ میں آ گئی۔ وہ ... کے سامنے کھڑی ہوئی تھی اور میں اس کے بالوں کو برش کر ... ہوئے سمجھا رہا تھا کہ اسے اپنے بالوں کو کس طرح سیٹ ... چاہیے۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "اوہ پاپا! میں کیا کروں۔ بھول ... بیماری ہے۔"

"یہ بیماری نہیں دماغی کمزوری ہے۔ انشاء اللہ یہ کمزوری ... ہی دور ہو جائے گی۔ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہارا علاج کر ... ہوں۔"

"یہ ٹیلی پیتھی کیا چیز ہے؟"

"تم نہیں سمجھو گی۔ یوں سمجھ لو کہ یہ ایک طریقۂ علاج ہے ... اب یہ دیکھو کہ تم نام اور رشتے بھول جایا کرتی تھیں لیکن اب ... تمہیں یاد رہتا ہے کہ تمہارا نام لکی سیون اور میرا نام فرہاد ہے ... تم مجھے پاپا کہہ کر مخاطب کرتی ہو۔"

"آپ بہت اچھے ہیں پاپا! میں تو آپ کو کبھی نہیں بھولوں ... میرا خیال ہے کہ میں دوسری باتوں کو بھی یاد رکھنے کا ارادہ ... کرتی رہی ہوں اور بعد میں بھولتی رہی ہوں۔"

"ہاں' تمہارے ساتھ یہی ٹریجڈی ہوتی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے میں بعد میں آپ کو بھی بھول جاؤں گی ... نہیں پاپا' نہیں' آپ ایسا علاج کریں کہ دنیا بھلا دوں مگر آپ کو ... رکھوں۔"

"انشاء اللہ تم ہر بات' ہر واقعہ یاد رکھو گی۔ میں تمہاری ... حالت کو ہر پہلو سے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"مجھے بتائیں آپ کیسی کوشش کر رہے ہیں؟"

"بیٹے تنویمی عمل کے ذریعے اپنے معمول کے دماغ میں ... باتیں نقش کر دی جاتی ہیں' معمول اسے ایک مخصوص مدت تک ... نہیں بھولتا۔ میں نے کئی باتیں تمہارے دماغ میں نقش کیں ... دوسرے دن تم سب کی سب بھول گئیں۔ تم نے معمولہ بن ... اعتراف کیا تھا۔ تمہیں یہ اعتراف بھی یاد نہیں رہا۔"

"پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ میں ہر بات' ہر واقعہ یاد رکھوں گی؟"

"میں اپنے طور پر مزید کوشش کروں گا۔ ناکامی ہوئی تو دنیا ... مشہور و معروف برین سرجنوں سے رجوع کروں گا۔"

میں باتیں کرتا ہوا اس کے ساتھ رہائش گاہ سے باہر آیا ... نے پوچھا۔ "ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"میں نے آدھا گھنٹا پہلے بتایا تھا۔ تمہیں اتنی جلدی بھولنا نہیں چاہیے۔"

"ہاں' بھولنا نہیں چاہیے' ٹھہریے میں یاد کرتی ہوں۔"

وہ کار کے پاس آ کر رک گئی۔ ایک ہاتھ سے سر تھام کر سوچنے لگی۔ میں نے کہا۔ "میں اشارہ دیتا ہوں۔ شاید یاد آ جائے۔ اشارہ ہے مریضہ۔"

وہ سوچتے سوچتے چٹکی بجا کر بولی۔ "ہاں' آپ ایسے آدمی کے پاس جا رہے ہیں جس کا نام مریضہ ہے۔"

"او مائی پور بے بی! مریضہ نام نہیں ہوتا۔ کوئی عورت بیمار ہو تو اسے مریضہ کہتے ہیں۔"

وہ میری رہائش گاہ کی دیوار پر لکھے ہوئے حروف کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا۔ "یہ روسی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ کیا تم پڑھ سکتی ہو۔"

"پاپا! مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں پڑھ سکتی ہوں لیکن پڑھا نہیں جا رہا ہے۔"

"نہیں پڑھا جا رہا تو چھوڑو۔ یہاں سے چلو۔"

"لیکن مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مکان کس کا ہے۔ اگر میں آپ سے بچھڑ جاؤں تو یہاں میری آستین پر لکھا ہو گا۔ کوئی بھی مجھے یہاں چھوڑ جائے گا۔ آپ ابھی آستین پر لکھ کر دیں۔"

"سوری بیٹی! رہائش گاہ سے متعلق نہ تمہیں بتاؤں گا' نہ لکھوں گا۔"

"آپ کیوں نہیں بتائیں گے؟"

"اس لیے کہ تمہارے دماغ میں کوئی چھپا ہوا ہے؟"

ثی تارا یقیناً میری بات سے چونک گئی ہو گی۔ لکی سیون نے پوچھا۔ "میرے دماغ میں کون ہے پاپا!"

"وہی ہے' جس کی شامت آئی ہے۔"

"لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میرے اندر کوئی ہے؟"

"بیٹی! تم اپنی ذات سے ایسی بے نیاز اور بے پروا رہتی ہو کہ نہ اپنا نام یاد رکھتی ہو نہ مقام۔ کبھی یہ نہیں سوچتیں کہ ابھی یہاں ہو تو تھوڑی دیر بعد کہاں ٹھکانا ہو گا۔ تم کئی دنوں سے میرے ساتھ ہو۔ تم نے کبھی کسی مکان یا دکان کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا۔ اب جانتی ہو' کیوں کر رہی ہو؟"

"کیوں پاپا!"

"اس لیے کہ پے پے سرنا کی طرف اب اطمینان ہو گیا ہے کہ میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گا۔ وہ اب تک بھائی کی حفاظتی تدابیر پر عمل کر رہی تھی۔ اسے تمہارے پاس آنے کا وقت مل رہا تھا مگر ایک خوف سے نہیں آ رہی تھی اب وہ خوف دور ہو گیا ہے۔ کیوں ثی تارا؟"

لکی سیون نے کہا۔ "آپ مجھے ثی تارا کہہ رہے ہیں؟ یہ بھی کوئی نام ہے نا؟"

"بیٹی! تم نہیں سمجھو گی۔ یہ ایک ایسی مغرور لڑکی کا نام ہے جو ساری دنیا پر حکومت کرنے اور میرے بیٹے کو قتل کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے۔ میں نے وارننگ دی تھی کہ کبھی وہ میری بیٹی کے دماغ میں آئے گی تو اس کی سزا اس کے بھائی کو ملے گی۔"

"پاپا! آپ پاگلوں کی طرح کیا بولتے جا رہے ہیں؟ کیا واقعی میرے دماغ میں کوئی ہے؟"

"ہاں بیٹی! تم ذرا خاموش رہو۔ یوں کرو۔ کار میں بیٹھو میں ایک چیز بھول گیا ہوں۔ اپنے کمرے سے لے کر ابھی آتا ہوں۔"

میں تیزی سے پلٹ کر اس مکان کے اندر چلا گیا۔ لکی سیون کار کا اگلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ وہ چپ تھی۔ ثی تارا اس کے اندر سوچ رہی تھی۔ "کمبخت بہت چالاک ہے۔ میری موجودگی کا شبہ کر رہا ہے حالانکہ اسے یقین نہیں ہو گا۔ بس اندھیرے میں تیر چلا رہا ہے۔"

وہ لکی سیون کے ذریعے اس کار کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔ کاش! میں اس میں کوئی خرابی پیدا کر سکتی پھر فرہاد حادثے میں مارا جاتا۔

لکی سیون نے اس کی مرضی کے مطابق ڈیش بورڈ کے خانے کو کھولا۔ اس کے اندر نوٹوں کی کچھ گڈیاں رکھی ہوئی تھیں اور ایک طرف پستول پڑا ہوا تھا۔ لکی نے اسے اٹھا کر دیکھا۔ وہ بھرا ہوا تھا۔ ثی تارا نے اپنے اطمینان کے لیے اس کے ایک بلٹ کو نکال کر اس کا اچھی طرح معائنہ کیا۔ بلٹ بھی اصلی تھا۔ اس نے بلٹ کو پھر چیمبر میں ڈال دیا۔

ثی تارا کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔ میں کسی بھی لمحے مکان سے باہر آ سکتا تھا۔ وہ لکی سیون کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما کر میرا صحیح نشانہ لے سکتی تھی۔ مجھے ہمیشہ کے لیے ختم کر سکتی تھی۔

وقت بہت کم تھا پھر بھی وہ ہر پہلو پر غور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایک اہم پہلو یہ سمجھ میں آیا کہ میں نظروں سے اوجھل ہونے کے باوجود لکی سیون کے دماغ میں آ کر دیکھ سکتا ہوں کہ اس نے ڈیش بورڈ سے پستول نکال لیا ہے اور میرے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہے۔

اس نے سوچا' اگر میں اس لڑکی کے دماغ میں ہوں تو گولیاں کھانے کے لیے مکان سے باہر نہیں نکلوں گا اور کار کے قریب نہیں آؤں گا اور اگر آؤں گا تو لکی سیون کا نشانہ بہکا دوں گا۔

اس نے لکی سیون کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لیا تھا۔ اس طرح یہ یقین ہو گیا کہ میں اس لڑکی کو اپنے طور پر استعمال نہیں کر سکوں گا اور نہ ہی پستول والے ہاتھ کو بہکا سکوں گا۔

پھر اس نے آخری فیصلہ کیا کہ وہ یہ سنہری موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے گی۔ کامیابی کے ننانوے فیصد امکانات ہیں اور ایک فیصد ناکامی کا چانس ہے۔ ناکامی ہوئی تو وہ کیا بگاڑ لے گا۔ اب

اس کے فرشتے بھی بھائی سرنا کے دماغ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔
مکان کا دروازہ کھلا۔ شی تارا نے مجھے باہر آتے دیکھا۔ للی سیون کو بالکل مستعد کر دیا۔ اس نے پستول پر اپنا اسکارف رکھ لیا تاکہ وہ مجھے دور سے نظر نہ آئے۔ میرے آنے کا انداز بتا رہا تھا کہ میں پیش آنے والی واردات سے بے خبر ہوں۔

میں اپنے مخصوص انداز میں چلتا ہوا کار کے قریب آیا پھر اگلے دروازے کو کھولا۔ للی سیون اسی دروازے کی طرف رخ کیے بیٹھی تھی۔ میں نے کھلے ہوئے دروازے سے جیسے ہی اندر آنا چاہا' اس نے ٹھائیں ٹھائیں کی پُرشور آواز میں دو گولیاں چلائیں۔ دونوں میرے سینے پر لگیں۔ اس کے ساتھ ہی خون ابل پڑا۔ میں لڑکھڑا کر پیچھے کی طرف زمین پر گر پڑا۔

شی تارا نے دیکھا تھا کہ نشانہ ٹھیک رہا ہے پھر بھی وہ دو گولیوں سے مطمئن نہیں ہونا چاہتی تھی۔ مجھے چھلنی کرنے کے لیے اس نے للی سیون کو آگے بڑھایا۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر سے ہوتی ہوئی کھلے دروازے کے پاس آئی۔ میں زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اسے نشانہ لینے کے لیے جھکنا پڑا۔ جیسے ہی وہ جھکی پستول آگے بڑھا' میں نے ایک ٹھوکر ماری۔ پستول اس کے ہاتھوں سے نکل کر دور چلا گیا۔

اس نے للی سیون کو پستول کی طرف دوڑایا۔ میں نے اٹھ کر اسے پکڑ لیا پھر کہا۔ "شی تارا! جاؤ ابھی فیڈر سے دودھ پیو۔ میں مکان کے اندر اپنے سینے پر بلٹ پروف شیلڈ باندھنے گیا تھا۔ یہ میری شرٹ پر قلمی خون پھیلا ہوا ہے اور ہاں مایوس ہو کر جانے سے پہلے میرا ایک مشورہ سن لو۔ ابھی مرینا کے پاس جاؤ تمہاری آنکھوں کے سامنے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔"

وہ شاید چلی گئی۔ تب ہی للی سیون نے ہوش میں آ کر چونک کر پوچھا۔ "مم..... میں ابھی کہاں تھی؟ یہ آپ کا لباس؟"

"بیٹی! یہ رنگ ہے۔ اندر چلو' میں لباس بدل لوں پھر ہم باہر جائیں گے۔"

میں پستول اٹھا کر اس کے ساتھ مکان کے اندر چلا گیا۔ شی تارا خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے مرینا کے پاس آ گئی تھی۔

وہ پچھلے دنوں مرینا سے رابطہ کرنا چاہتی تھی تو وہ سانس روک لیا کرتی تھی کیوں کہ میں نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ ایک ڈی سرنا کو شی تارا کے حوالے کرنے کے بعد میں نے مرینا کو بھی آزاد کر دیا تھا لیکن اس کے دماغ سے ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں مٹا دی تھیں۔

یہ جانتا تھا کہ تنویمی عمل کا اثر زائل ہوتا رہے گا تو اس کی صلاحیتیں واپس آ جائیں گی اور جب واپس آئیں گی تو سوچا جائے گا کہ اس کے ساتھ آئندہ کیا سلوک کیا جائے۔

شی تارا نے اسے مخاطب کیا۔ "ہیلو مرینا! مجھے پہچان رہی ہو؟"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "اوہ شی تارا! تم اس وقت میرے لیے رحمت بن کر آئی ہو۔ میں سوچ رہی تھی' خودکشی کر لوں یا حالات سے سمجھوتا کر کے بے حیائی کی زندگی گزاروں۔"

"مجھے بتاؤ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

"سب سے بڑی ٹریجڈی یہ ہے کہ میں خیال خوانی بھول گئی ہوں۔ فرہاد نے مجھے ٹھوکریں کھانے کے لیے آزاد مگر بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے۔ میں نے دو راتیں چرچ کے ایک حصے میں گزاری ہیں۔ میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔ کتنے ہی لوگ بدنیتی سے سہارا دینا چاہتے ہیں۔ ان شیطانوں سے کترا کر چرچ میں گئی تو دو دن سے فادر مجھے سمجھا رہے ہیں کہ راہبہ بن کر زندگی گزاروں۔"

"تم یہاں پارک میں کیوں بیٹھی ہو؟"

"کیا کروں؟ واپس چرچ میں جاؤں گی تو نصیحتیں ملیں گی۔ کسی کا سہارا قبول کروں گی تو عزت کو داؤ پر لگانا ہوگا۔ میں ایک بازاری عورت بن جاؤں گی۔ ہائے میں کتنی طاقت ور تھی' کتنے عروج پر تھی۔ آج میں کیسی ذلت کی پستیوں میں جا رہی ہوں۔"

"فکر نہ کرو۔ میں آ گئی ہوں۔ تم پر تنویمی عمل کر کے تمہاری ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں بحال کروں گی۔ تم اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر لوگی۔"

"تم اپنے بھائی سرنا کی بھی خبر لو۔ وہ فرہاد کی قید میں بڑے عذابوں سے گزر رہا ہے۔"

"اب اس کی فکر نہ کرو۔ وہ میرے پاس ہے۔ آئندہ فرہاد اس کے دماغ میں نہیں جا سکے گا۔"

"تعجب ہے۔ کیا تم سرنا کو اس کی قید سے نکال لائی ہو؟"

"اس نے خود بھائی کو میرے حوالے کیا ہے۔"

"تم نے کیسے یقین کر لیا کہ دشمن نے دشمنی چھوڑ دی ہے اور سرنا کو واپس کر دیا ہے؟"

"سرنا کی دو خاص پہچان ہے۔ ایک تو اس کا لہجہ' دوسرا اس کا پیدائشی نشان....."

وہ بات کاٹ کر بولی۔ "پلاسٹک سرجری کے ذریعے ایسا نشان بنایا جا سکتا ہے۔"

"پلاسٹک سرجری سمجھ میں آ جاتی ہے۔"

"آج کل انسانی کھال کے ریشوں سے سرجری ہوتی ہے جو محدب شیشے کے ذریعے بھی پہچانی نہیں جاتی ہے۔"

"دیکھو مرینا! تم میرے دل میں شکوک پیدا کر رہی ہو۔"

"کیا تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں فریب میں مبتلا رہنے دوں؟ بتاؤ سرنا تمہیں کب واپس ملا ہے؟"

"آج سے پانچ دن پہلے....."

"پھر تو تم واقعی دھوکا کھا رہی ہو۔ میں نے کل رات اسے فرہاد کی قید میں دیکھا ہے۔"

"کیا بکواس کر رہی ہو۔ جب تم دو دن سے آزاد گھوم رہی ہو تو

پھر کل رات فرہاد کے کسی قید خانے میں کیسے گئیں؟"

"شی تارا! ہمارے ساتھ زبردست فراڈ ہو رہا ہے۔ میری باتیں غور سے سنو۔ میں نہیں جانتی' وہ قید خانہ کہاں ہے لیکن میں وہاں گئی تھی۔ میں نے سرنا کو دیکھا تھا۔ اس کے جسم پر صرف ایک نیکر تھی۔ اس طرح میں نے وہ پیدائشی نشان بھی دیکھا تھا۔"

شی تارا یہ باتیں سن رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے میں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ مرینا کے پاس جائے تو اس کی آنکھوں کے سامنے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔

اب وہ مرینا کی باتیں سن کر سمجھ رہی تھی کہ میں نے اسے وہ مشورہ کیوں دیا تھا۔ مرینا کہہ رہی تھی۔ "فرہاد سرنا کو زنجیریں نہیں پہناتا ہے۔ وہ یا اس کا کوئی آدمی سرنا پر کوئی ظلم کرنے نہیں آتا ہے۔ سرنا خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہے۔"

شی تارا نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "کیا کہہ رہی ہو؟ وہ اپنے آپ پر کیسے ظلم کر رہا ہے؟"

"وہ نشے کا عادی ہو گیا ہے۔ جو شخص قید خانے میں اس کے لیے کھانا لاتا ہے' وہ سگریٹ کے کارٹن اور ہیروئن کے پیکٹس بھی لا کر دیتا ہے۔ میں کیا بتاؤں کہ اس کی کیا حالت ہو گئی ہے؟"

"کیا اس نے تم سے باتیں کیں؟"

"ہاں' مجھے دیکھتے ہی لپٹ گیا۔ میں عورت ہوں' جس کے ساتھ راتیں گزاری ہوں' اس کی قربت سے اسے پہچان سکتی ہوں۔ وہی اصلی سرنا تھا۔ میں کئی گھنٹے اس کے پاس رہی۔ مجھے میرا ساتھی مل گیا تھا۔ میں اسے تنہا چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ اسی قید خانے میں اس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔"

"پھر واپس کیسے آ گئیں؟"

"سرنا نے مجبور کیا۔ کہنے لگا۔ "فرہاد بھائی جان اسے ایک عورت کے ساتھ دیکھ کر ناراض ہوں گے۔"

"کیا کہا تم نے؟ بھائی سرنا اس دشمن کو بھائی جان کہتا ہے؟"

"ہاں' بڑے ادب اور احترام سے فرہاد کا ذکر کرتا ہے۔ نشہ اور سگریٹ کا کش لگا کر نعرہ لگاتا ہے۔ یا فرہاد! لگے دم' مٹے غم....."

"مرینا! مجھے غصہ آ رہا ہے۔ اگر واقعی وہ میرا بھائی ہے تو میں ایسی ذلت آمیز شکست کھا کر مر جاؤں گی۔ مجھے یقین دلاؤ کہ وہ میرا بھائی ہے۔"

"شی تارا! حوصلہ کرو۔ پہلے میری باتیں سن لو۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا کہ آئندہ بھی مجھے قید خانے میں بلائے گا۔ اس نے مجھے چاندی کی انگوٹھی پہنائی' اس انگوٹھی پر اس کے نام کا پہلا حرف لکھا ہوا تھا۔ میں نے رخصت ہونے سے پہلے ہیروئن کا پیکٹ اپنے لباس میں چھپا لیا تاکہ وہ زیادہ نشہ نہ کر سکے پھر میں وہاں سے آ گئی۔"

"تم نے وہ جگہ دیکھی ہوگی۔ راستے پہچانے ہوں گے؟"

"نہیں' ایسا کچھ نہیں ہوا۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ میں چرچ کے پیچھے ایک کمرے میں اپنے بستر پر تھی۔"

کیا؟" شی تارا نے حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے پوچھا۔ "تم اپنا خواب بیان کر رہی تھیں؟ میرا مذاق اُڑا رہی تھیں؟ میں تمہارا سر توڑ دوں گی۔ ایسا زلزلہ پیدا کروں گی کہ....."

مرینا نے جلدی سے کہا۔ "مجھے غلط نہ سمجھو۔ یہ خواب نہیں تھا۔"

"پھر کیا تھا؟"

"بستر سے اٹھ کر پہلے میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ خواب دیکھ رہی تھی لیکن میرے سرہانے وہی ہیروئن کا پیکٹ تھا جو میں سرنا کے پاس سے چرا کر لائی تھی۔"

"مرینا! تم خود الجھ رہی ہو اور مجھے بھی الجھا رہی ہو۔ ہیروئن کا پیکٹ ضروری نہیں کہ وہی ہو۔ وہاں پہلے سے کسی نے رکھا ہو۔"

"اول تو چرچ جیسی مقدس جگہ پر ایسا پیکٹ کوئی نہیں لائے گا۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے تو یہ انگوٹھی اب تک میری انگلی میں ہے۔ جو پچھلی رات سرنا نے پہنائی تھی۔"

شی تارا نے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ خواب اور حقیقت کی رام کہانی سن کر سر چکرا رہا تھا۔

اسے اپنے اندر آنجہانی باپو کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ باپ نے اچھی طرح تاکید کی تھی' فرہاد اور اس کی فیملی سے کبھی سامنا ہو تو کترا کر نکل جانا۔ ان سے ٹکرانے کی حماقت نہیں کرو گی تو بڑی خوشحال زندگی گزارو گی۔

بعد میں بہن بھائی نے سوچا' فرہاد آخر کیسا سپرمین یا مافوق الفطرت انسان ہے کہ سامنا کرنے سے جان کے لالے پڑ جائیں گے وہ بھی ایک انسان ہی ہے۔ اگر وہ پتھر مارے گا تو کیا ہم کنکر بھی نہیں مار سکیں گے؟

اب رفتہ رفتہ انکشاف ہو رہا تھا کہ وہ کنکر مارنے کی بھی فرصت نہیں دیتا ہے۔ جان سے بھی نہیں مارتا ہے۔ پیچ در پیچ الجھاتا چلا جاتا ہے۔ اب اس الجھن میں کس نتیجے پر پہنچا جائے کہ اصلی سرنا کہاں ہے؟ بہن کے پاس ہے یا قید خانے میں ہے؟

مجھے یہ غرور نہیں ہے کہ میں ناقابلِ تسخیر ہوں۔ دشمنوں نے کئی بار مجھے تسخیر کیا ہے۔ خداوند کریم نے بارہا مجھے آزمائشوں میں مبتلا کر کے غرور سے توبہ کرنا سکھایا ہے۔ ابھی اپنے متعلق جو کچھ لکھ رہا ہوں یہ شی تارا کے خیالات تھے۔

اصل اور نقل کے بارے میں سوچتے سوچتے اس کے اندر دھواں بھر رہا تھا۔ وہ گھبرا کر سیڑھیاں چڑھتی ہوئی چھت پر آ گئی۔ تازہ ہوا میں گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ خود کو سمجھانے لگی کہ یوں پریشان ہونے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ وہ سکون حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی پھر اس نے مرینا کے پاس آ کر کہا۔ "میں پریشان ہو کر چلی گئی تھی۔ یہ نہ سمجھنا' تمہیں مصیبت میں تنہا چھوڑ دوں

گی۔"
"شی تارا! جلد سے جلد میری ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں واپس لے آؤ پھر دیکھو، میں تمہاری کتنی بڑی طاقت بن جاؤں گی۔"
"تم اور ایک رات چرچ میں گزار لو۔ میں وہاں تم پر تنویمی عمل کروں گی۔ اس کے بعد تمہارے لیے دولت اور رہائش کی کمی نہیں رہے گی۔"
مرینا پارک سے اٹھ کر جانے لگی۔ شی تارا نے کہا۔ "تم سرنا سے ملنے والی انگوٹھی کو زیادہ اہمیت نہ دو۔ اس پہلو سے بھی سوچو کہ فرہاد نے تمہیں خواب دکھایا ہوگا اور کسی ذریعے سے تمہیں وہ انگوٹھی پہنا دی ہوگی۔ تمہارے سرہانے ہیروئن کا پیکٹ رکھ دیا ہوگا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسے تماشے کیے جاسکتے ہیں۔"
"تمہاری بات سے پوری طرح انکار نہیں کروں گی لیکن تم میری بات نہیں سمجھ رہی ہو کیوں کہ ابھی کنواری ہو۔ شادی کے بعد معلوم ہوگا کہ عورت گہری تاریکی میں بھی اپنے مرد کی قربت سے اسے پہچان لیتی ہے۔ تاریکی میں بہت کم عورتیں غیر مرد سے دھوکا کھاتی ہیں۔ میں اپنی شناختی حس کے بل پر دعوے سے کہتی ہوں کہ وہ میرا سرنا اور تمہارا بھائی تھا۔"
"اگر ایسا ہے تو فرہاد نے تمہیں سحرزدہ کرکے سرنا کے پاس پہنچا کر ایک غلطی کی ہے۔"
"کیسی غلطی؟"
"یہی کہ سرنا کو سمرقند ہی میں کہیں چھپا کر رکھا گیا ہے۔"
"یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟"
"سیدھی سی بات ہے۔ تم سمرقند میں ہو۔ رات کو اس کے پاس گئی تھیں اور صبح سے پہلے واپس آگئی تھیں۔"
"میں سمرقند یا ازبکستان کے کسی علاقے میں نہیں ہوں۔ یہ پیرس کا ایک پارک ہے۔"
"اوہ گاڈ! فرہاد نے تمہیں پیرس پہنچا دیا ہے۔"
"ہاں۔ اس نے میری طرح سرنا کو بھی سحرزدہ کرکے یہاں پہنچایا ہے اب تم سمجھ سکتی ہو کہ پورے فرانس میں فرہاد کی گرفت کتنی سخت ہے۔ اس نے سرنا کو ایسے سخت پہرے میں اور ایسی رازداری سے رکھا ہوگا کہ خیال خوانی کا کوئی پرندہ بھی وہاں پر نہیں مار سکے گا۔"
وہ دل برداشتہ ہو کر بولی۔ "تم چرچ میں میرا انتظار کرو۔ میں تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"
وہ اپنی جگہ حاضر ہوئی۔ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے مجھے مخاطب کیا۔ "سانس نہ روکنا۔ میں شی تارا ہوں۔"
میں نے پوچھا۔ "کیا تمہیں میری وارننگ یاد آگئی ہے؟"
"تم نے کہا تھا کہ میں اس نیم پاگل لکی سیون کے دماغ میں کبھی نہ آؤں۔ اسے کبھی آلۂ کار نہ بناؤں ورنہ اس کی سزا میرے بھائی کو ملے گی۔"
"شاباش، تمہیں میری دھمکی یاد ہے آگے بولو۔"
"تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔"
"پہلے تولو پھر بولو۔ کیا ثابت کرسکو گی کہ میں نے دھوکا دیا ہے؟"
"فرہاد! میرا سر پھوڑے کی طرح دکھ رہا ہے، مجھے اور نہ الجھاؤ۔"
"تم اپنی حماقتوں سے الجھ رہی ہو۔ اگر میری دھمکی کی اہمیت سمجھتیں اور شرافت سے یہ سوچتیں کہ فرہاد نے دشمنی ختم کرکے بھائی واپس کیا ہے لہٰذا وارننگ کے مطابق تمہیں بھی فرہاد کی بیٹی کے دماغ میں نہیں جانا چاہیے۔"
"مجھ سے غلطی ہوگئی تھی۔"
"غلطی نہیں ہوئی۔ تم نے پوری طرح بھائی کی حفاظت سے مطمئن ہو کر سوچا، اب لکی سیون کو آلۂ کار بناؤ گی تو فرہاد تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"
"میں نے ایسا نہیں سوچا تھا۔"
"پھر میری مرضی کے خلاف کیا سوچ کر اس معصوم لڑکی کے پاس آئی تھیں۔"
"میں دوستی کرنے کے ارادے سے آئی تھی۔"
"تم نے دوستی کی نیت سے دو گولیاں چلائیں، وہ فرہاد کے جسم میں پیوست ہوگئیں۔ وہ اسی جگہ مرگیا۔ اب کس سے دوستی کرو گی؟"
"مجھے شرمندہ نہ کرو۔ ایک بار سچائی سے بتا دو۔ میرا بھائی میرے پاس ہے یا تمہارے پاس؟"
"یہ ایک معمّا ہے جسے فرہاد ہی حل کرسکتا ہے۔ افسوس کہ وہ تمہارے ہاتھوں مرچکا ہے۔"
"نہیں ایسا نہ کہو۔ میرے سگے بھائی کی نشاندہی کرو۔"
"کیسے کروں؟ ہوسکتا ہے کہ جو تمہارے پاس ہے، وہی سگا ہو۔ اگر قید خانے والے سرنا سے تبادلہ کرنا چاہو گی تو ہوسکتا ہے سگے کو واپس کرکے ڈمی لے جاؤ اور اگر تبادلہ نہیں کرو گی تو ہوسکتا ہے قید خانے والا سگا ہو۔ اس طرح نادانستگی میں سگے کو چھوڑنا ہوسکتا ہے۔"
وہ چیخ کر بولی۔ "شٹ اپ۔ یہ کیا تم نے ہوسکتا ہے، ہوسکتا ہے کی رٹ لگائی ہے۔ میرا بھائی کہاں ہے؟"
"تمہارے ہی پاس ہے۔"
"پھر سرنا پچھلی رات کس سے مل کر آئی تھی؟"
"یہ تو وہی بتا سکتی ہے۔"
"وہ کہتی ہے، اصلی سرنا میرا سگا بھائی قید میں ہے۔"
"تو پھر ٹھنڈے دماغ سے اور بھرپور ذہانت سے سوچو، سگا کون ہے؟ اگر قید خانے والے کو سگا کہو گی تو تمہارے پاس جو ہے اسے واپس لے کر قیدی سرنا کو تمہارے حوالے کردوں گا۔"

"مجھے دونوں کی ضرورت ہے۔ پلیز قیدی سرنا کو بھی میرے حوالے کردو۔"
"تمہیں کوئی ایک سرنا ملے گا۔ یہ یا وہ۔"
"تم دوسرے کو اپنے پاس رکھ کر کیا کرو گے؟"
"جب تم یقین سے کہہ دو گی کہ تم نے سگے بھائی کو پالیا ہے تو میں دوسرے سرنا کے سینے پر وہیں گولیاں ماروں گا جہاں تم نے فرہاد کو مارا تھا۔ آہ! بے چارہ فرہاد۔"
"ایسا نہ کہو۔ میں خوب سمجھتی ہوں، جسے تم گولی مارو گے وہی میرا سگا بھائی ہوگا۔"
"تو پھر ٹھیک ہے۔ تمہارے پاس جو ہے اسے واپس کردو۔ میں دونوں سرناؤں کو ایک جگہ کھڑا کروں گا۔ ان میں سے جسے گولی ماروں گا، اس کی لاش اٹھا کر لے جانا۔ ناؤ گٹ لاسٹ۔"
میں نے سانس روک لی۔ اس نے دو تین بار آنے کی کوشش کی مگر میں نے آنے نہیں دیا۔ اب اس میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ لکی سیون کے دماغ میں آکر مجھے مخاطب کرتی۔ وہ میرے پاس سامنے والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور ہم بار بار اسے ملنے سمرقند جا رہے تھے۔
شی تارا حاضر دماغ ہو کر دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر پہلے پریشان ہو کر چھت پر آئی تھی تاکہ تازہ ہوا میں سانسیں لے کر سکون حاصل کرے لیکن سکون رخصت ہوچکا تھا۔ بھائی سرنا گلے میں اٹکا ہوا تھا۔ وہ سگا ہے؟ وہ سگا نہیں ہے؟ کیسے معلوم کیا جائے کہ وہ میرا ماں جایا ہے یا ڈمی ہے؟ وہی آواز اور لہجہ ہے اور وہی پیدائشی نشان ہے اور معمّا یہ ہے کہ قید خانے والے سرنا کا بھی وہی لہجہ ہے اور وہی پیدائشی نشان ہے۔
اس سوال کا جواب نہیں مل سکتا تھا کہ وہ کسے اپنائے اور کسے چھوڑ دے؟ اور میں نے یہ فیصلہ سنا دیا تھا کہ اسے صرف ایک سرنا ملے گا۔ اگر وہ اپنا خون پہچانتی ہے تو سگے کو پہچان کر اپنا لے اور دوسرے کو میرے پاس مرنے کے لیے چھوڑ دے۔
سگے کو کیسے پہچانے؟ وہ چھت پر پاؤں پٹختی ہوئی اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگی۔ ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم، آتما شکتی یا کالا جادو کوئی سا بھی علم سگے بھائی کی نشاندہی نہیں کرسکتا تھا۔ کیا بھگوان سے پرارتھنا کرنے سے مراد پوری ہو جائے گی؟ اتنی بڑی دنیا میں کوئی ایسا دانشمند ہے جو یہ پہیلی بوجھ لے اور دو میں سے ایک کو چھانٹ کر ثابت کردے کہ وہی سگا ہے؟
اس کا سردرد کی شدت سے پھٹنے لگا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اور تھوڑی دیر اس مسئلے پر سوچتی رہے گی تو پاگل ہو کر چیخنے لگے گی۔ وہ چھت پر پالتھی مار کر بیٹھ گئی۔ لمبی لمبی سانسیں لے کر آہستہ آہستہ سانس چھوڑنے لگی پھر یوگا کی مشق شروع کی اور سانس روک کر ساکت ہوگئی۔
ایسے وقت اس کے اندر سے تمام سوچیں، تمام پریشانیاں نکل گئیں۔ یوگا کے ماہر ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسے عمل سے تمام منتشر خیالات کو دماغ سے نکال دینے میں کامیاب رہتے ہیں اور تمام توجہ صرف ایک خیال یا ایک فیصلے پر مرکوز کرلیتے ہیں کہ اب وہ کسی پریشان کن مسئلے کو ذہن پر غالب آنے نہیں دیں گے۔"
دنیا کا کوئی مسئلہ جان لیوا نہیں ہوتا، اسے ہم اپنے جذبات سے وابستہ کرکے عذابِ جاں بنا لیتے ہیں۔ اگر وہ بھائی کے حصول میں ناکام ہو کر اس کی محبت میں پاگل ہو جاتی تو بھائی سرنا کو کیا فائدہ پہنچتا؟ اگر وہ قیدی ہے تو قیدی ہی بنا رہے گا۔ اگر وہ پُرسکون اور صحیح الدماغ رہے گی تو آئندہ بھائی کی صحیح شناخت کا کوئی راستہ نکال سکے گی۔
وہ تقریباً دو گھنٹے تک یوگا کی مشقوں سے گزرتی رہی اور کامیابی سے ذہنی سکون حاصل کرتی رہی پھر چھت سے اتر کر اپنے کمرے میں آگئی۔ ٹھنڈے دماغ سے فیصلہ کیا کہ پہلے مرینا کی صلاحیتیں بحال کرکے اپنی طاقت میں اضافہ کرنا چاہیے۔ بھائی کے ہونے یا نہ ہونے سے وہ بالکل تنہا رہ گئی تھی۔
اس نے مرینا کے پاس آکر اس پر تنویمی عمل کیا۔ میرے تنویمی عمل کے اثر کو زائل کیا۔ اس کے دماغ میں ٹیلی پیتھی اور یوگا کی صلاحیتیں بحال کیں لیکن اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا تاکہ وہ کبھی اس کا ساتھ نہ چھوڑ سکے پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔

***

جزیرے کی راتیں بہت گہری اور تاریک ہوا کرتی تھیں۔ کیوں کہ وہاں بجلی نہیں تھی۔ راتوں کو لالٹین اور چراغ جلائے جاتے تھے اور سوتے وقت بجھا دیے جاتے تھے کیوں کہ کیروسین بہت کم مقدار میں باہر سے آتا تھا۔
آدھی رات سے پہلے ہی تمام مکانوں میں اندھیرا چھا جاتا تھا۔ صرف ان مکانوں میں روشنی ہوتی تھی، جہاں جولاہے کھڈیوں میں کپڑے تیار کرتے تھے یا پھر خسروں کے کلب میں رات گئے تک ناچ گانے اور طرح طرح کے ہنگامے ہوتے رہتے تھے۔
پاشا نے علی سے پوچھا۔ "کلب چلو گے؟ ذرا وہاں کی رونقیں دیکھیں گے۔"
"مجھے ان فضول تفریحات سے دلچسپی نہیں ہے۔"
"بھئی، میری خاطر چلو۔"
"آخر تم مجھے ساتھ لے جانا کیوں چاہتے ہو؟"
"یہ تمہارا قول ہے کہ ایک سے دو بھلے۔ یہی کہہ کر تم مجھے جبراً یہاں لائے ہو۔ اس کالونی میں چھپے ہوئے بدمعاش اور سفاک قاتل رہتے ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ رہنا چاہیے۔"
"میں تھکا ہوا ہوں، آرام سے سونا چاہتا ہوں۔"
"صاف کیوں نہیں کہتے۔ شیبا پر نیت خراب ہو رہی ہے۔ اس کا بوڑھا باپ ابھی سو جائے گا۔ میں باہر چلا جاؤں گا تو پھر یہاں

کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں رہے گا۔"

علی کو اس الزام پر غصہ آنا چاہیے تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "اسی لیے کہتا ہوں اپنی ہونے والی دلہن کو چھوڑ کر نہ جاؤ۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا' وہ تمہیں دیکھ دیکھ کر مسکراتی کیوں ہے؟"

"کیا مائیں بہنیں اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو دیکھ کر مسکراتی نہیں ہیں؟ عورت کی مسکراہٹ کو سمجھنے کے لیے نیت کی صفائی لازمی ہے۔"

"بس رہنے دو۔ پارسا نہ بنو۔ میں اسے تمہارے بھروسے پر چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔"

"میں نے کب کہا ہے' میرے بھروسے پر چھوڑ کر جاؤ۔ تم خود ہی روتے ہو' خود ہی گاتے ہو۔"

وہ اپنے بستر پر آ کر لیٹ گیا۔ پاشا کا بستر بھی اسی کمرے میں تھا۔ وہ بھی لیٹ کر کروٹیں بدلنے لگا۔ اسے نیند آ سکتی تھی لیکن وہ سونا نہیں چاہتا تھا۔ بے اعتباری تھی کہ سو جائے گا تو علی موقع سے فائدہ اٹھا لے گا۔ وہ نیند بھگانے کے لیے مستقبل کے منصوبے بنانے لگا کہ کل مقابلہ جیتنے کے بعد شیبا کو حاصل کرلے گا تو اسے جس مکان میں رکھے گا' وہاں علی کا داخلہ ممنوع قرار دے گا۔ بلکہ کالونی کا آقا بننے کے بعد علی کو اس کالونی سے ہی نکال دے گا۔

ویسے شی تارا نے علی کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے کے لیے پاشا سے کہا تھا کہ آج رات کوئی مناسب موقع دیکھ کر اسے زخمی کیا جائے تاکہ اس کے دماغ میں جگہ مل سکے۔ پاشا نے کروٹ بدل کر علی کے بستر کی طرف دیکھا۔ لالٹین بجھا دینے کے بعد گہری تاریکی چھا گئی تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ علی کا بستر چند قدموں کے فاصلہ پر تھا۔ اگرچہ نظر نہیں آرہا تھا لیکن وہ قوتِ بصارت سے وہاں تک دیکھ سکتا تھا۔ اس سے مقابلہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ چاقو کے ایک ہی وار سے اسے زخمی کرتے ہی شی تارا اس کے دماغ پر قبضہ جما لیتی اسے شی تارا کا انتظار تھا۔

ادھر وہ سگے بھائی اور ڈمی بھائی کے درمیان الجھی ہوئی تھی۔ اس الجھن کے باوجود اسے کئی چالیں چل کر اپنی پوزیشن کو مضبوط بنانا تھا۔ اسی لیے اس نے مرینا کو اپنی معمولہ بنایا اور آئندہ علی کو قابو میں کرنے کے بعد میرے مقابلہ میں وہ برتر ہو جاتی اور اپنی شرطیں منوا کر قیدی سرنا کو بھی حاصل کرلیتی جو حقیقتاً اس کا سگا بھائی تھا۔

اس نے آدھی رات کے بعد پاشا کو مخاطب کیا۔ وہ بولا۔ "میں بڑی دیر سے انتظار کر رہا ہوں۔ علی اسی کمرے میں دوسرے بستر پر سو رہا ہے۔"

"تمہاری سوچ بتا رہی ہے کہ یہاں گہری تاریکی ہے۔ کیا وہ تمہیں نظر آرہا ہے؟"

"مجھے تو اپنے ہی ہاتھ پاؤں نظر نہیں آرہے ہیں۔"

"پھر تو دھوکا ہو سکتا ہے۔ کہیں وہ بستر سے کھسک نہ گیا ہو"

وہ مسکرا کر بولا۔ "شی تارا! کیا بھول گئی ہو کہ میں تاریکی میں بھی دیکھ لیتا ہوں۔"

"واقعی مجھے یاد نہیں رہا۔ آج میں بہت اپ سیٹ ہوں' ذہن الجھا ہوا ہے۔"

"کیا پریشانی ہے' مجھے بتاؤ۔"

"بتاؤں گی۔ پہلے علی کی خبر لو۔ پاشا! آج یہ ہمارے ... جائے تو مجھے زندگی کی سب سے بڑی کامیابی حاصل ہو گی۔"

"فکر نہ کرو۔ یہ صرف تین قدم کے فاصلے پر ہے۔"

"کیا تم صاف طور پر دیکھ رہے ہو کہ وہ سو رہا ہے؟"

"بالکل صاف طور سے اس کا سر' ایک ہاتھ اور ... حصہ نظر آرہا ہے۔ باقی جسم کمبل میں چھپا ہوا ہے۔"

"کیا اس کی صورت نظر آرہی ہے۔"

"صورت کیسے نظر آئے گی وہ دوسری طرف منہ کیے ... ہے۔"

"مجھے اطمینان نہیں ہو گا۔ وہاں انسانی پتلا بھی ہو سکتا ہے"

"پھر تم بھول رہی ہو کہ میں ہلکی ہلکی آہٹ دور سے ... ہوں۔ وہ نیند میں اگرچہ دھیمی دھیمی سانسیں لے رہا ہے' ... سانسوں کی آواز مجھے سنائی دے رہی ہے۔"

"پاشا! میں نے بڑے دھوکے کھائے ہیں۔ فرہاد کے شیطان کے بچے ہیں۔ ہو سکتا ہے کیسٹ میں سانسوں کی آواز ریکارڈ کر کے اس نے تکیے کے نیچے ریکارڈر آن کر رکھا ہو۔"

"تم تو بال کی کھال نکال رہی ہو۔ علی سے بہت زیادہ ... ہو۔"

"میں خوفزدہ نہیں' محتاط ہوں۔ ہم جس پہلو کو نظرانداز کر دیتے ہیں' اس پہلو سے بھی غور کر رہی ہوں۔ میرے اطمینان ... لیے پہلے اس کی صورت کسی طرح دیکھو۔ وہ علی ہو تو فوراً ... کرو۔"

وہ بڑی آہستگی سے بستر چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ تکیے کے نیچے ... چاقو نکال کر اسے کھولتے ہوئے آگے بڑھا۔ علی کا بستر دو قدم ... گیا۔ اس نے دو قدم کا فاصلہ بھی طے کرلیا۔ اس کا منہ ... طرف تھا۔ صورت دیکھنے کے لیے اس پر جھکنا ضروری تھا۔

شی تارا نے کہا۔ "ہوشیار رہو۔ کہیں جاگ نہ رہا ہو۔"

اس نے ذرا جھک کر دیکھا۔ سونے والے کے چہرے پر ... بڑا سا کاغذ رکھا ہوا تھا۔ چہرہ نظر نہیں آرہا تھا۔ کاغذ پر درج کی ... تحریر نظر آرہی تھی۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔ "تم تاریکی میں بھی ... سکتے ہو۔ کیوں میری فکر میں اپنی توانائی ضائع کر رہے ہو۔ جاؤ تم ... سے سو جاؤ۔"

شی تارا نے پاشا کی سوچ پڑھ کر کہا۔ "میں پہلے ہی کہتی تھی ...

یہ شیطان کے بچے ہیں۔ یہ کمبخت جاگ رہا ہے۔"

"... حرکت نہیں کر رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ سر گھما کر دیکھے' میں ایک ہی وار میں زخمی کر سکتا ہوں۔"

"دیکھو۔ ہر پہلو سے غور کرنے کے بعد ایک پہلو یہ رہ گیا ہے کہ میں اپنی الجھنوں میں یہ بھول گئی کہ یہ لوگ اپنے دماغوں کو ہدایات دے کر سوتے ہیں۔ ان کے قریب کوئی بھی غیر معمولی بات ہو تو فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ جب کہ یہ سو رہا ہے۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ یہ علی نہیں ہے۔"

"پھر کون ہے۔"

"کوئی بھی ہو۔ اسے ہاتھ نہ لگاؤ۔ کاغذ کی تحریر بتا رہی ہے کہ اس کے خیال خوانی کرنے والے تمہارے ارادوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ یہاں جو بھی آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا ہے' اس کے دماغ میں کوئی خیال خوانی کرنے والا ہے۔ تم اسے ہاتھ لگاؤ گے تو خیال خوانی کرنے والا کہیں چھپے ہوئے علی کو بتا دے گا کہ تم دشمنی کے ارادے سے اس کے بستر پر آئے ہو۔"

"درست کہتی ہو۔ ناکامی بھی ہو گی اور علی سے کشیدگی بھی بڑھ جائے گی۔ میں اسے دوستی کا یقین دلا رہا ہوں' دشمنی کا علم ہو گا تو وہ ہمیشہ کے لیے بدظن ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہ بھی کوئی انتقامی کارروائی کرے۔"

شی تارا نے کہا۔ "سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بستر پر کون ہے؟"

"اس مکان میں تیسرا مرد شیبا کا باپ ہے۔ میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے بستر پر ہے یا نہیں۔"

وہ تاریکی میں چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ اسے آہستگی سے کھول کر دوسرے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہ شیبا کے باپ برین ہارورڈ کا کمرا تھا اس کا بستر خالی پڑا تھا۔ شی تارا نے کہا۔ "اس کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے برین ہارورڈ کو نیند میں چلا کر علی کے بستر پر سلا دیا ہے۔ علی اپنا بستر چھوڑ کر کہیں گیا ہے۔"

پاشا نے مٹھیاں بھینچ کر کہا۔ "میں سمجھ گیا۔ وہ میری شیبا کے پاس گیا ہے۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"بکواس مت کرو۔ ہوش میں رہو۔ تمہیں شیبا سے اچھی ہزاروں لڑکیاں مل جائیں گی۔ خاموشی سے معلوم کرو۔ شیبا کمرے میں اکیلی ہے یا علی بھی ہے۔"

وہ دبے قدموں چلتا ہوا اس کمرے سے نکل کر شیبا کے کمرے کے قریب آیا۔ وہ ہمیشہ دروازے کو اندر سے بند کر کے سوتی تھی۔ اس نے کان لگا کر سنا' اندر سے سانسیں لینے کی آوازیں آرہی تھیں۔

شی تارا نے کہا۔ "تم بڑے باکمال ہو۔ بند دروازے کے پیچھے بھی دھیمی سانسوں کی آوازیں سن لیتے ہو۔ ذرا اور توجہ سے سنو یہ ایک فرد کے سانسوں کی آوازیں ہیں یا دو افراد کی؟"

"یہ ایک ہی فرد کی سانسیں ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کمرے کے اندر کوئی دوسرا نہیں ہے۔"

وہاں سب لکڑیوں کے مکانات تھے۔ لکڑیوں کی دیواریں تھیں۔ پاشا ان دیواروں اور کھڑکیوں کو اچھی طرح دیکھنے لگا۔ شاید لکڑیوں میں کہیں سوراخ ہو تو اندر جھانک کر دیکھ سکے لیکن کہیں سے جھانکنے کا راستہ نہ ملا۔ شی تارا نے کہا۔ "ایک بات مان لو۔ علی عورتوں کے معاملے میں نہایت شریف ہے۔ وہ کسی لڑکی کے کمرے میں نہیں جائے گا۔"

"وہ پھر کہاں گیا ہے؟"

"میں نے پہلے بھی تم سے کہا تھا' وہ کسی خاص مقصد سے اس جزیرے میں آیا ہے۔ وہ اسی مقصد کے لیے کہیں باہر گیا ہے۔"

"پھر تو معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کہاں گیا ہے۔ کیا میں باہر جاؤں؟ تم میرے پاس رہو گی؟"

"پاشا! میں بہت تھک گئی ہوں۔"

"میرے ساتھ رہنے کا یہ فائدہ ہو گا کہ میں یہاں کے خطرناک مجرموں سے ملوں گا۔ تم ان کی آوازیں سن کر انہیں اپنا آلۂ کار بنا سکتی ہو۔"

"یہ کام کل بھی ہو سکتا ہے۔ آج علی ہاتھ نہیں آیا۔ میرا دماغ بوجھل سا ہو رہا ہے۔ تم جا کر نیند پوری کرو۔ میں بھی آرام کروں گی۔ کل آؤں گی۔"

وہ چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد پاشا نے شیبا کے کمرے کی طرف دیکھا۔ اس کے اندر شیطان بھڑکنے لگا۔ ایک حسینہ جو ابھی جوان ہو رہی تھی۔ کمرے میں اکیلی سو رہی تھی۔ وہ ہولے سے دستک دے کر دروازہ کھلوا سکتا تھا۔ جو کل مقابلے کے بعد ملنے والی تھی' وہ آج اور ابھی مل سکتی تھی۔

وہ شیبا کے دروازے تک آیا پھر رک گیا۔ برآمدے سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کون ہے؟ پھر خیال آیا اور کون ہو گا؟ علی باہر گیا ہے۔ اب واپس آرہا ہے۔ یہ سوچنے کے دوران ہی دروازہ کھل گیا۔ وہاں شیبا کا باپ برین کھڑا ہوا تھا۔ شراب کے نشے میں جھوم رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ننھی سی ٹارچ تھی۔ اس کی روشنی میں اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ "کون ہے؟"

پاشا گم صم کھڑا سوچ رہا تھا۔ برین یہاں ہے تو علی کے بستر پر کون سو رہا ہے؟ وہ تیزی سے چلتا ہوا اپنے کمرے کے پاس آیا پھر دروازے کو کھولنا چاہا تو وہ اندر سے بند تھا۔

ابھی وہ علی کے بستر پر کسی اجنبی کو سوتا چھوڑ کر کمرے سے نکلا تھا تو دروازہ کھول کر آیا تھا۔ اب وہی دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے دروازے کو جھٹکے دیتے ہوئے پوچھا۔ "اندر کون ہے؟ یہ کس نے دروازہ بند کیا ہے؟"

جواب نہیں ملا۔ اس نے زور زور سے دروازے پر ہاتھ

مارتے ہوئے گرج کر کہا۔ "دروازہ کھولو۔ ورنہ توڑ دوں گا۔"

برین نے ٹارچ کی روشنی لہراتے ہوئے کہا۔ "کل سے یہ گھر تمہارا ہو جائے گا۔ اپنے ہی گھر کا دروازہ کیوں توڑ رہے ہو؟"

"مسٹر برین! اس کمرے میں کوئی اجنبی ہے۔"

"تمہارا دوست علی تیمور ہو گا۔ بے چارے کی نیند خراب نہ کرو۔ آؤ میرے بستر پر سو جاؤ۔"

بند کمرے میں علی تھا۔ شام کو ثانی نے اس سے کہا تھا۔ "پاشا کے ساتھ ایک ہی کمرے میں نہ سونا۔ وہ دوست نما دشمن تمہیں نقصان پہنچائے گا۔"

علی نے پوچھا۔ "تم کیا چاہتی ہو؟"

"میں اس کی عیاری کا بھانڈا پھوڑنا چاہتی ہوں۔ وہ آج رات تمہیں ضرور زخمی کر کے شی تارا کا محکوم بنانا چاہے گا۔ تم کمرے کی لالٹین بجھانے کے بعد دبے قدموں سے کمرے سے باہر آؤ گے۔ میں برین کو سحر زدہ کر کے تمہارے بستر پر پہنچا دوں گی۔"

علی نے کہا۔ "وہ کمبخت پاشا میرے دھوکے میں برین کو زخمی کرے گا۔ ایک بوڑھے کو چارا بنانا مناسب نہیں ہے۔"

"میں تمہیں اس کمرے میں سونے نہیں دوں گی۔"

"ثانی! وہ اُلّو کی طرح اندھیرے میں دیکھ لیتا ہے۔ مجھے کمرے سے باہر جاتے دیکھ سکتا ہے۔ آج میں اسے اُلّو بناؤں گا۔"

"تم کیا کرو گے؟"

"میں اپنے بستر پر ہی لیٹا رہوں گا۔ یہ لکڑی کا مکان ہے اور لکڑی کا فرش ہے۔ پاشا بھاری بھرکم ہے۔ اپنے بستر سے اٹھ کر فرش پر کھڑا ہو گا تو لکڑی کے تختوں کے جوڑ ضرور کراہیں گے۔ رات کے سناٹے میں، میں ہلکی سی آواز سن سکوں گا۔ تم میرے پاس رہو گی۔ ایسے وقت سمجھ لینا چاہیے کہ شی تارا پاشا کے پاس آئی ہے۔"

"اور اگر نہ آئی ہو تو؟"

"تو میں اینٹی ڈارک لینس پہن کر تاریکی میں پاشا کو دیکھ سکوں گا پھر اس سے نمٹ لوں گا۔"

"چلو فرض کرتی ہوں کہ ایسے وقت شی تارا اس کے پاس ہو گی۔ آگے بولو پھر کیا ہو گا؟"

"تم آسانی سے پاشا کے دماغ میں رہ سکو گی۔ ان کی ملی بھگت اور منصوبوں کو سمجھتی رہو گی۔ وہ مجھ پر حملہ کرنے آئے گا تو مجھے بتاتی رہو گی کہ وہ کہاں ہے؟ مجھ سے کتنے فاصلے پر ہے اور اب کیا کرنے والا ہے؟"

"او علی! ایسا خطرہ مول لینے کی کیا ضرورت ہے؟"

"میں نے تمہیں کبھی خطرات سے کھیلنے سے نہیں روکا پھر یہ ہمارا طریقۂ کار ہے، ہم دشمن کو جان سے نہیں مارتے۔ کوشش کرتے ہیں اسے زخمی بھی نہ کریں اور ایسی نفسیاتی مار ماریں کہ وہ تمام زندگی اسے یاد رکھے۔"

"تم یہ چاہتے ہو تو یہی ہو گا۔ ویسے سیدھا سادہ طریقہ [illegible] کہ میں برین کو سحر زدہ کر کے تمہارے بستر پر لے آتی اور اسے [illegible] ہونے سے بھی بچاتی۔"

"نہیں ثانی! میں علی ہوں۔ دوسرے کی موت کے بستر [illegible] لیٹ سکتا ہوں لیکن اپنے بستر پر کسی کے لیے موت کا سامان [illegible] سکتا۔ خدا پر بھروسا رکھو، میں محفوظ رہوں گا۔"

ثانی نے اس کی مرضی کے مطابق عمل کیا۔ جب [illegible] تاریکی میں لکڑی کے فرش پر ہلکی سی آواز سنی تو ثانی [illegible] "جاؤ۔" وہ پاشا کے دماغ میں آئی۔ اسے آسانی سے جگہ [illegible] علی اور ثانی کو اور ہم سب کو یقین کی حد تک شبہ تھا کہ شی تارا [illegible] کے پاس آتی ہے۔ اس شبہے کی تصدیق ہو گئی۔ شی تارا وہاں [illegible] تھی۔

پھر ان دونوں میں جو گفتگو ہوتی رہی، ثانی سنتی رہی اور [illegible] بتاتی رہی۔ علی نے سوچا تھا کہ پاشا اس کے چہرے پر رکھے [illegible] کاغذ کو پڑھے گا پھر کاغذ ہٹا کر چہرہ دیکھے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ [illegible] نے آکر بتایا کہ وہ علی کو برین سمجھ رہے ہیں اور یہ مفروضہ [illegible] رہے ہیں کہ خیال خوانی کرنے والوں نے برین کو سحر زدہ کر کے [illegible] کے بستر پر سُلا دیا ہے۔ یعنی جو ثانی چاہتی تھی وہی دونوں دشمن [illegible] رہے تھے۔

پاشا علی کو تلاش کرنے کمرے سے باہر گیا تو علی نے دروازہ [illegible] کو اندر سے بند کر لیا۔ ثانی اس وقت تک پاشا کے دماغ میں [illegible] جب تک شی تارا وہاں موجود رہی۔ اس کے جاتے ہی پھر علی [illegible] پاس آ گئی۔

اب وہ دروازہ پیٹ رہا تھا اور پوچھ رہا تھا۔ اندر کون ہے [illegible] برین اسے سمجھا رہا تھا کہ علی تیمور کو سونے دو اور تم میرے بستر [illegible] کر سو جاؤ لیکن پاشا کی کھوپڑی گھومی ہوئی تھی۔ غصے میں سو [illegible] تھا۔ علی نے بہت بری طرح اُلّو بنایا ہے۔ وہ بند کمرے میں چاقو [illegible] نوک پر تھا۔ ایک ہی حملے میں علی کو زخمی کر سکتا تھا لیکن اسے [illegible] سمجھ کر علی کو ڈھونڈنے کمرے سے نکل آیا تھا۔

بند دروازے کے پیچھے سے علی نے پوچھا۔ "باہر کیوں [illegible] تھے؟"

"میں تازہ ہوا کے لیے گیا تھا۔"

"تمہارے ہاتھ میں ابھی تک چاقو ہے۔"

پاشا نے چونک کر چاقو کو دیکھا پھر اسے بند کر کے جیب [illegible] رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ درندوں کی بستی ہے۔ اس لیے چاقو میرے پاس رہتا ہے۔"

"میں اپنے بستر پر تھا۔ تم میری شہ رگ کے بالکل قریب [illegible] پھر مجھے برین سمجھ کر حملہ نہیں کیا۔ کیا تم نے یہ سبق حاصل کیا [illegible] ذہانت کے سامنے شیطانی منصوبہ بندی ناکام ہوتی ہے اور غیر معمو[لی] اور حیرت انگیز جسمانی قوت کسی کام نہیں آتی؟"

"میں کہتا ہوں، دروازہ کھولو۔"

"ہم اپنی غیر معمولی قوتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ صبح تک کمرے سے باہر رہو گے۔ میرے تمام خیال خوانی کرنے والے اس وقت تک برین کالونی کے دس چھپے ہوئے بدمعاشوں کو آلۂ کار بنا چکے ہیں۔ تمہاری خیال خوانی کرنے والی جا چکی ہے اور کل ہی آئے گی۔ تم تنہا دس مسلح بدمعاشوں سے نہیں نمٹ سکو گے۔"

گرج کر بولا۔ "میں ان سب کو اپاہج بنا دوں گا۔"

"لیکن ان میں سے کوئی تو تمہیں تھوڑا سا زخمی کرے گا اور تمہارے دماغ کے دروازے میرے خیال خوانی کرنے والوں کے لیے کھل جائیں گے۔ یہی چاہتے ہو تو اب گرج کر دکھاؤ۔"

اس نے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا۔ دل میں تسلیم کیا کہ مقابلے میں ذرا بھی زخمی ہو گا تو ہمیشہ کے لیے فرہاد کی فیملی کا غلام بن جائے گا۔ اس نے دانت پیستے ہوئے بند دروازے کو گھونسا دکھایا پھر برین کے بستر پر جا کر لیٹ گیا۔

***

فوج کے جنرل، کرنل اور چیف آف آرمی انٹیلی جنس نے سپر ماسٹر کو خفیہ پیغام بھیجا تھا اور لکھا تھا کہ ایک اہم اجلاس میں اس کی شرکت لازمی ہے۔ حکومت کے اہم عہدیداران بھی شریک ہو رہے تھے۔ اس پیغام میں یہ وضاحت نہیں کی گئی تھی کہ اجلاس میں کن موضوعات کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا۔ اجلاس کی نوعیت نہیں بتائی گئی تھی۔ اسے یہ اندیشہ محسوس ہو رہا تھا کہ شاید نئے سپر ماسٹر کی تقرری ہو گی اور اسے موجودہ عہدے سے ہٹا دیا جائے گا۔ جب کوئی پیچیدہ مسئلہ درپیش ہوتا تھا تو وہ سپر ماسٹر مادام سلوانہ سے مشورے کرتا تھا۔ جان لیبوڑا بھی جب تک رہا، اہم معاملات میں ثانی سے رجوع کرتا رہا۔ دونوں ہی اس کی صلاحیتوں کو صرف مانتے نہیں تھے بلکہ اس سے دلی لگاؤ بھی رکھتے تھے۔

اس نے کمپیوٹر کے ذریعے ثانی سے رابطہ کیا۔ "ہیلو سلوانہ! کیسی ہو؟"

اس نے جواب دیا۔ "بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ فرمائیں، کیسے یاد کیا؟"

"بیٹی! مجھے ایک اہم اجلاس میں شریک ہونے کے لیے کہا گیا ہے۔ یقیناً تمہیں بھی ایسا لیٹر ملا ہو گا۔"

"تو سر! مجھے ایسے کسی اجلاس کا علم نہیں ہے۔"

"تعجب ہے۔ تم سپر مادام ہو۔ تمہارا تعلق آرمی سے ہے۔ تمہیں تمام اجلاسوں میں مدعو کیا جاتا ہے پھر آج کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔"

"ان کی کوئی مصلحت ہو گی۔"

"کیا بات غور طلب ہے کہ تم نے مختصر سی مدت میں اپنے ملک کے لیے حیرت انگیز کارنامے انجام دیے ہیں۔ تمہیں کسی

معاملے میں کبھی نظرانداز نہیں کیا گیا پھر آج کیوں ایسا کیا جا رہا ہے۔"

"آپ کیا سوچ رہے ہیں؟"

"میں سمجھ رہا ہوں' مجھے موجودہ عہدے سے ہٹا دیا جائے گا۔"

"آپ اس کا مطلب خوب سمجھتے ہیں؟"

"ہاں' اگر سپر ماسٹر سے کبھی کوئی غلطی نہ ہوئی ہو تو اسے گمنام ریٹائرڈ زندگی گزارنے کی آزادی دے دی جاتی ہے۔ اگر اس نے غلطیاں کی ہوں اور اس کے اقدامات کے باعث ملکی مفادات کو نقصان پہنچا ہو تو اس سے عہدہ چھین کر اسے گولی مار دی جاتی ہے۔"

ثانی نے کہا۔ "میری دانست میں آپ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے۔"

"لیکن غلطیوں کے الزامات جبراً تھوپ دیے جاتے ہیں۔ میرے مخالفین یہ الزام دے سکتے ہیں کہ جان لمبوڈا جیسا اہم شخص میری بے پروائی سے مارا گیا اور ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا بھی میری غلط حکمتِ عملی کے باعث ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ ابھی ہم سمجھ نہیں سکتے کہ کیسے کیسے الزامات عائد کیے جا سکتے ہیں۔"

"سر! آپ نے ہمیشہ مجھے بیٹی کہا ہے۔ اگر میں اجلاس میں رہوں گی تو آپ پر آنچ نہیں آنے دوں گی۔"

"تم اجلاس میں کیسے رہو گی؟"

"انہوں نے مجھے مدعو نہیں کیا ہے' آپ کر سکتے ہیں۔"

"سمجھ گیا۔ تم چاہتی ہو کہ میرے دماغ میں موجود رہو۔"

"جی ہاں' یہی ایک راستہ ہے۔"

وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا۔ "اگرچہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کو دھوکا نہیں دینا چاہیے لیکن سوچتا ہوں کہ سیاست میں سچائی کی قدر نہیں کی جاتی۔ مجھ سے مخالفت اور عداوت رکھنے والے حکام میری خدمات کو نہیں سراہیں گے۔ دوسرا سپر ماسٹر لانے کے لیے مجھے اس عہدے سے گرانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے پھر میں کیوں نہ اپنے بچاؤ کا راستہ نکالوں۔ میں اس برے وقت میں اپنی بیٹی پر ہی بھروسا کر سکتا ہوں۔"

"آپ مجھ پر اتنا اعتماد کرتے ہیں' میں آپ پر کوئی آفت نہیں آنے دوں گی۔ آپ کے پاس موجود رہوں گی۔"

"بیٹی! میں سوچ رہا ہوں۔ ان حالات میں یہ فوجی افسران تمہارے خلاف بھی کوئی کھچڑی نہ پکا رہے ہوں۔"

"آپ میری طرف سے مطمئن رہیں۔ جب سے مرینا نے میرے خلاف کارروائی کی ہے اور اعلیٰ افسران نے اس کی باتوں میں آکر مجھے چیک کیا ہے تب سے میں محتاط ہو گئی ہوں۔ اپنی رہائش گاہ بدلتی رہتی ہوں۔ میرے موجودہ حلیے میں مجھے کوئی پہچان نہیں سکے گا۔ میری کوشش یہی ہے کہ برے وقت میں کوئی میرے نقشِ قدم کو بھی نہ پا سکے۔"

"مجھے تمہاری ذہانت پر ناز ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد اجلاس میں شریک ہونے ہیڈ کوارٹر میں پہنچوں گا۔"

"میں اسی وقت آپ کے پاس آؤں گی۔ میرے کوڈ ورڈز ہوں گے' یو آرمائی انکل' یو آرمائی باس۔"

اس نے رابطہ ختم کیا۔ یہ تو ہم پہلے سے جانتے تھے کہ ثانی کسی معاملے میں کبھی کوئی گڑبڑ ہو سکتی ہے اور ثانی اس وقت سے زیادہ محتاط ہو گئی تھی' جب سے مرینا نے اسرائیل میں علی کے خلاف سازش کی تھی پھر اس کے خلاف یہاں چیکنگ کرائی تھی۔ تب سے ثانی نے اپنے قد اور جسامت والی ایک لڑکی کو اپنی معمول اور تابعدار بنایا تھا پھر اسے عارضی میک اپ کے ذریعے سپر مادام سلوانہ بنا دیا تھا اور ہمیشہ اس کے دماغ میں رہ کر اعلیٰ حکام اور فوجی افسران سے گفتگو کرتی تھی۔

آرمی انٹیلی جنس کے افسران بعض اوقات اس سے ملاقات کرنے اس کی رہائش گاہ میں آتے تھے۔ انہیں کبھی یہ شبہ نہ ہوا کہ وہ سپر مادام کی ڈمی سے ملاقات کر کے جا رہے ہیں۔

اس وقت بھی سپر مادام کی ڈمی نے سپر ماسٹر سے گفتگو کی تھی اور ثانی اس ڈمی کے دماغ میں رہی تھی پھر رابطہ ختم ہونے کے بعد ثانی نے ڈمی سے کہا۔ "میں جا رہی ہوں۔ ایک گھنٹے بعد شاید فوجی افسران تم سے رابطہ کریں گے یا تم سے ملاقات کرنے آئیں گے۔ تم پہلے کی طرح پورے اعتماد کے ساتھ ان سے گفتگو کرو گی۔ وہ تمہاری شخصیت کو جھٹلانا چاہیں گے لیکن تم اول بھی سپر مادام سلوانہ ہو اور آخر بھی یہی ہو۔"

"یس مادام! میں اپنا رول بحسن و خوبی ادا کروں گی۔"

جان لمبوڈا کے وقت سے ثانی کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت تھے۔ ایک کا نام مونارو اور دوسرے کا نام ٹالبوٹ تھا۔ وہ دونوں اسرائیل سے نکل کر پیرس آ گئے تھے۔ بہت پہلے ثانی نے ان پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنا وفادار بنا لیا تھا۔ اسرائیل سے نکلتے وقت جے مورگن کو سحر زدہ کر کے اپنے ساتھ لائی تھی اور اسے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دیا تھا۔

ایک گھنٹے بعد ثانی نے مونارو اور ٹالبوٹ کو مخاطب کر کے کہا۔ "دس منٹ کے بعد میرے دماغ میں آؤ۔ میں سپر ماسٹر کے دماغ میں رہوں گی۔ یعنی ہم سب ایک خفیہ اجلاس اٹینڈ کریں گے۔ وہاں جو افسر تمہیں سگار یا سگریٹ کے کش لیتا ہوا نظر آئے اس کے دماغ میں چلے جانا۔ اس اجلاس کی کارروائی دیکھنے اور سننے کے بعد ہم طے کریں گے کہ ہمیں کرنا کیا ہے؟"

ثانی نے سپر ماسٹر کے پاس آکر کوڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ ہیڈ کوارٹر کے ایک بند کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے اطراف اعلیٰ فوجی افسران کے علاوہ چند اعلیٰ حکام بھی موجود تھے۔ سپر ماسٹر نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں اس اجلاس میں سپر مادام سلوانہ کی توقع کر رہا تھا۔ کیا وہ نہیں آئے گی؟"

فوج کے جنرل نے کہا۔ "یہاں اس کی موجودگی لازمی نہیں ہے۔ بائی دی وے' آپ کو سلوانہ سے اتنی دلچسپی کیوں ہے؟"

"اس لیے کہ میں اور لمبوڈا اسے بیٹی سمجھتے رہے ہیں اور سپر مادام کی حیثیت سے اس کی بے پناہ صلاحیتوں کے قائل رہے ہیں۔"

"کسی کی حد سے زیادہ تعریفیں کرنے اور اسے سر پر چڑھا لینے کے بعد اس کی خامیاں اور کوتاہیاں نظر نہیں آتیں۔"

سپر ماسٹر نے پوچھا۔ "کیا آپ کو خامیاں نظر آ رہی ہیں؟"

"ہاں' وہ اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے مونارو اور ٹالبوٹ اس کی ماتحتی میں دیے گئے تھے ان کی کوئی رپورٹ ہمارے پاس نہیں ہے کہ وہ دونوں کہاں ہیں۔"

"میں سپر ماسٹر کی حیثیت سے جانتا ہوں کہ وہ دونوں لندن اور پیرس میں ہیں۔ شی تارا اور اس کے بھائی سرنا کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر رہے ہیں۔"

"ہم کیسے یقین کریں؟ ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ سپر مادام ان دونوں کو ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "اس نے اسرائیل میں رہنے کے دوران یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کیا ہے اور انہیں کہیں چھپا دیا ہے۔"

"سپر مادام سلوانہ نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی ہے۔"

"ہمارے جاسوس یقین سے کہتے ہیں کہ جس دن سلوانہ تل ابیب چھوڑ کر گئی ہے تب سے ٹیلی پیتھی جاننے والا جے مورگن لاپتا ہے۔"

"اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے سلوانہ نے غائب کیا ہے۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "ابھی حال ہی میں سپر مادام نے اچانک چھاپا مار کر نیویارک میں شی تارا کے ایک خفیہ اڈے پر قبضہ کیا ہے۔ بے شک یہ اس کا ایک بڑا کارنامہ ہے لیکن اس کارنامے میں مریم اور سرتاج پاشا نے اہم رول ادا کیا ہے۔ یہ دونوں کون تھے؟ کہاں سے آئے تھے؟ پھر اچانک کہاں غائب ہو گئے؟"

انٹیلی جنس کے چیف نے کہا۔ "میں نے سپر مادام سلوانہ سے یہ سوالات کیے تھے۔ اس نے جواب دیا کہ مریم اور سرتاج پاشا اس کے ... آلۂ کار تھے کام نکلنے کے بعد ان کے دماغوں کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ وہ کہیں چلے گئے ہیں جب ضرورت ہو گی تو پھر ان سے کام لیا جائے گا۔"

سپر ماسٹر نے پوچھا۔ "اس میں آپ کو کیا اعتراض ہے؟"

"ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ وہ سرتاج پاشا دراصل علی تیمور تھا۔"

"ایسی بے تکی اور بے بنیاد رپورٹیں آپ کو ملتی کہاں سے ہیں؟"

چیف نے ایک فائل کھول کر اس میں سے ایک کاغذ نکال کر سپر ماسٹر کو دیتے ہوئے کہا۔ "یہ فنگر پرنٹس کے ماہرین کی رپورٹ ہے۔ سرتاج پاشا نے نیویارک کے اس تہ خانے سے نکلنے کے بعد ایک گلاس میں پانی پیا تھا۔ اس گلاس کو ہمارے ایک جاسوس نے محفوظ کر لیا تھا۔ اس پر سے انگلیوں کے نشانات لیے گئے تھے۔"

ایک اور اعلیٰ افسر نے کہا۔ "مرینا ہمارے پاس خیال خوانی کے ذریعے آتی رہی۔ اس کی یہ رپورٹ غلط ثابت ہوئی کہ سپر مادام سلوانہ دراصل سونیا ثانی ہے لیکن یہ رپورٹ درست رہی کہ علی تیمور اسرائیل میں گولڈن برین بن کر رہتا تھا اور اب وہاں سے فرار ہو چکا ہے۔"

چیف نے کہا۔ "ہمیں علی کی انگلیوں کے اصل نشانات حاصل کرنے میں دیر ہو گئی۔ وہ نشانات اور سرتاج پاشا کی انگلیوں کے نشانات بالکل ایک ہیں۔ افسوس کہ تاخیر کے باعث علی یہاں سے چلے جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔"

سپر ماسٹر نے پوچھا۔ "پھر تو مرینا نے یہ بھی بتایا ہو گا کہ علی کہاں چھپتا پھر رہا ہے۔"

چیف نے کہا۔ "حقیقت یہ ہے کہ آج کل شی تارا ہم سے رابطہ کرتی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ فرہاد نے مرینا کو اپنی معمولہ بنا لیا ہے اور اس کے بھائی کو کہیں قید کر رکھا ہے۔ انگلیوں کے نشانات کے متعلق مرینا نے نہیں شی تارا نے ہماری راہنمائی کی ہے۔ چونکہ وہ درست ثابت ہوئی ہے اس لیے ہم اس پر بھروسا کرتے ہیں۔"

ایک اور افسر نے کہا۔ "شی تارا کی یہ رپورٹ [illegible]درست

ہے کہ علی جزیرہ مارکو سان گیا تھا اور آج کل مرد قیدیوں کے جزیرے میں ہے۔"

ثانی سن رہی تھی اور تسلیم کر رہی تھی کہ شی تارا دور تک بڑی گہری چالیں چل رہی ہے۔ اگر فوراً ہی ان کا توڑ نہ کیا گیا تو علی کو زبردست نقصان پہنچے گا۔

چیف نے کہا۔ "سپر ماسٹر! تم نے آتے ہی سلوانہ کا ذکر چھیڑ دیا ورنہ پہلے ہم تمہارے مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتے تھے۔ یہ اچھا ہوا کہ ابتدائی گفتگو میں تمہاری اور سلوانہ کی گہری رفاقت کا ثبوت مل گیا۔ تم اندھا دھند اس کی حمایت کرتے ہو اور اس کی طرح تم بھی ملکی مفادات کے خلاف علی تیمور سے رابطہ رکھتے ہو۔"

"یہ محض بے بنیاد الزام ہے۔"

"تم اس سلسلے میں کیا کہو گے؟ علی اور سلوانہ کے درمیان رابطہ رہتا ہے۔ علی نے ہی شی تارا کے خفیہ اڈے کی نشاندہی کی ہے۔ وہاں اس نے دوڈی سرنا کو قتل کیا ہے؟"

"میں کیا کہوں گا۔ آپ خود ہی متضاد باتیں کر رہے ہیں۔ شی تارا کو دوست اور قابلِ اعتماد بھی کہتے ہیں اور شی تارا کے متعلق یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے ملک میں نہ جانے کتنے غیر قانونی اڈے بنائے ہوں گے۔ سپر مادام اپنے آلۂ کار سرتاج عزیز کے ذریعے نیویارک والے اڈے تک پہنچی تھی۔ سپر مادام کو اتنا وقت نہیں ملا تھا کہ وہ سرتاج پاشا کی اصلیت معلوم کرتی۔ بعد میں وہ علی تیمور ثابت ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہماری سپر مادام غدار ہے۔ وہ انسان ہے' ایک بار دھوکا کھا گئی۔ آپ حضرات اس کے بڑے بڑے کارناموں کو فراموش کر کے اس کی نادانستہ غلطی کو پہاڑ بنا رہے ہیں۔"

"سپر ماسٹر! تم سلوانہ کی زبردست وکالت کر رہے ہو۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ تم نے اور سلوانہ نے لمبوڈا کو اپنے راستے سے ہٹایا ہے۔ اسے ہٹا کر سلوانہ کو اس کی جگہ لے آئے ہو اور لمبوڈا کے قتل کا الزام مرینا پر عائد کر رہے ہو۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "آپ لوگ ایسی درجنوں کہانیاں تراش لیں۔ میٹھے انگوروں کو کھٹا کہنے کے لیے دلائل ضروری نہیں ہوتے' صرف لومڑی کی ہٹ دھرمی کافی ہوتی ہے۔"

"ہم فنگر پرنٹس کے ٹھوس ثبوت حاصل کر چکے ہیں۔ اسرائیل کا ایک گولڈ برین کارمن ہیراللہ دراصل علی تیمور تھا۔ اس کے بھی ٹھوس ثبوت اور گواہ موجود ہیں۔ وہی علی وہاں بھی سلوانہ کا دوست تھا اور یہاں بھی اس نے شی تارا کے خلاف سلوانہ کا ساتھ دیا تھا اور یہ سب کچھ تمہاری سرپرستی اور راہنمائی میں ہوتا رہا تھا۔"

جنرل نے کہا۔ "ہمارے ملک کے اعلیٰ حکام نے اور ہم فوجی افسران نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں سپر ماسٹر کے عہدے سے ڈسچارج کر دیا جائے۔ تمہارے خلاف مقدمہ چلایا جائے گا۔ تمام الزامات ثابت ہونے کے بعد تمہیں سزائے موت بھی دی جا سکتی ہے۔"

ایک فوجی افسر سگار کے کش لگا رہا تھا۔ ثانی نے اس کی زبان سے کہا۔ "میں سلوانہ بول رہی ہوں۔ تم لوگ خود غرض ہو۔ اپنے مطلب کا سپر ماسٹر لانے کے لیے ایک بے قصور اور محبِ وطن سپر ماسٹر کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہو۔ میری تمام وفاداریوں اور کارناموں کو نظرانداز کر کے مرینا اور شی تارا کو ترجیح دے رہے ہو۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "اچھا تو تم چھپ کر ہمارے خفیہ اجلاس میں آئی ہو۔ کیا یہ خلافِ قانون نہیں ہے؟"

"تم لوگوں کا یہ اجلاس ہی خلاف قانون ہے۔ یاد رکھو اگر موجودہ سپر ماسٹر ہولی مین کو حراست میں لیا گیا اور اس کے خلاف مقدمہ چلایا گیا تو میں تم لوگوں کی نیندیں حرام کر دوں گی۔ تمہاری مرینا اور شی تارا تمہارے کسی کام نہیں آسکیں گی۔ یقین نہ ہو تو کسی بھی اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والی یا والے کو میرے خلاف استعمال کر کے دیکھو۔"

چیف آف آرمی انٹیلی جنس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تمہارے خلاف کچھ زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ تمہاری رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ تم حراست میں ہو۔ ہمارا ایک ڈاکٹر مسلح فوجی جوانوں کے ساتھ آرہا ہے۔ وہ تمہیں اعصابی کمزوری کا انجکشن لگائے گا۔ اس کے بعد تم خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہو گی۔"

"سلوانہ اتنی ہی نادان ہوتی تو آج سپر مادام نہ کہلاتی۔"

سب نے اس افسر کی طرف دیکھا' جو سگریٹ سے شغل کر رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "میں سپر مادام کا ماتحت موتارو بول رہا ہوں۔ تم لوگوں میں سے جو لوگ سپر ماسٹر اور سپر مادام کے خلاف اقدامات میں حصہ لیں گے وہ طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔"

ایک اور افسر نے کہا۔ "میں افسر کی زبان سے تالبوٹ بول رہا ہوں۔ سپر مادام کا محاصرہ کر لو۔ اسے انجکشن لگا دو بلکہ اسے قتل کر دو' وہ پھر بھی زندہ رہے گی کیوں کہ اس رہائش گاہ میں ہماری سپر مادام نہیں' اس کی ڈمی ہے۔"

ثانی نے کہا۔ "تم لوگوں نے اپنی دانست میں بڑی چالاکیاں دکھائیں' مجھے میری رہائش گاہ میں بے بس کرنا چاہا اور سپر ماسٹر کو اجلاس میں بلا کر اسے حراست میں لینے کا منصوبہ بنایا۔ اب شی تارا سے کہو کہ ہمارے خلاف تمہاری مدد کرنے سے پہلے اپنی بھلائی کا انجام سوچ لے اور اگر اس کی بھلائی مقصود ہے تو مرینا کو بھی ہم سے دور رکھے۔"

اس اجلاس میں تھوڑی دیر تک سکوت طاری رہا پھر ثانی نے کہا۔ "میں پندرہ منٹ کی مہلت دیتی ہوں۔ اگر سپر ماسٹر ہولی مین کو عزت سے رخصت نہ کیا گیا تو میں سب کو اس کی عزت کرنے پر مجبور کر دوں گی اور اس کے لیے جو طریقہ اختیار کروں گی وہ تم لوگوں کے لیے باعثِ شرم ہو گا۔"

وہ تمام مخالفت کرنے والے خاموش تھے۔ ان میں سے دو چار ایسے تھے جو سرگوشیوں میں کچھ کہہ رہے تھے پھر چیف نے کہا۔ "ہم مسٹر ہولی مین کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ پہلے کی طرح ان کی عزت کی جائے گی لیکن اب یہ سپر ماسٹر نہیں رہیں گے۔"

ہولی مین نے کہا۔ "مجھے تمام عمر سپر ماسٹر بن کر رہنے کا شوق نہیں ہے۔ میں کینیڈا چلا جاؤں گا اور وہاں گمنامی کی زندگی گزاروں گا۔"

"میں بھی اب سپر مادام نہیں رہوں گی۔ شی تارا اور مرینا کی خواہش کے مطابق ہماری مضبوط ٹیم ٹوٹ گئی ہے۔ جان لمبوڈا مر چکا ہے۔ میں نے اور ہولی مین نے واشنگٹن چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اب تم لوگ ملک دشمن عناصر کے ہاتھوں میں کٹھ پتلیاں بن کر رہو گے۔"

ایک کرنل نے کہا۔ "سلوانہ! تم ابھی نہ جانا۔ میں حاضرین سے پوچھتا ہوں۔ انہوں نے شی تارا اور مرینا پر تکیہ کر کے کون سی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ ان دو خیال خوانی کرنے والیوں نے سلوانہ سے ٹکرانے اور تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ ادھر سلوانہ اور ہولی مین ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اب ہمارے پاس کیا رہ گیا ہے؟"

جنرل نے کہا۔ "شی تارا کی کچھ مجبوریاں ہیں۔ وہ اور مرینا بعد میں ہمارے کام آئیں گی۔ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے جو نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے گئے ہیں۔ ان میں سے چند بہت ہی ذہین اور تیز طرار ہیں۔ آپ یہ نہ پوچھیں کہ ہمارے پاس کیا رہ گیا ہے؟ یہ آنے والا وقت بتائے گا کہ ہم کسی سے کم نہیں ہیں۔"

ہولی مین اپنی جگہ سے اٹھ گیا پھر کچھ کہے سنے بغیر جانے لگا۔ وہ لوگ جو اسے حراست میں رکھنے' اس پر مقدمہ چلانے اور اسے سزائے موت دینے کا منصوبہ بنا چکے تھے' وہ اسے جانے سے نہ روک سکے۔

اس نے باہر آکر اپنی کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بیٹی سلوانہ! ان لمحات سے یہ نئی زندگی تم نے دی ہے۔ ورنہ انہوں نے مجھے گولی مارنے کا پورا بندوبست کر لیا تھا۔"

"خدا نے چاہا تو کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ آپ کینیڈا جائیں' میں آپ کی خیریت معلوم کرتی رہوں گی۔"

"تم کہاں جاؤ گی؟"

"خدا کی دنیا بہت بڑی ہے۔ آپ فکر نہ کریں' میں آپ کے پاس آتی رہوں گی۔ فی الحال گڈ بائی۔ سو فار۔"

وہ ہولی مین سے رخصت ہو کر میرے پاس آئی پھر گوڈ روڈز ادا کرنے کے بعد تفصیل سے روداد سنائی۔ میں نے سب کچھ سننے کے بعد کہا۔ "تم نے سپر مادام کا رول ایک عرصہ تک ادا کیا۔ اب وہ ملک چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ کیا علی کے پاس جاؤ گی؟"

"جزیرہ مارکو سان میں رہ کر علی کا انتظار کروں گی۔ تمام دشمنوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ مرد قیدیوں کے جزیرے میں ہے۔ نیا سپر ماسٹر علی کو گرفتار کرنے کے لیے اس جزیرے کا محاصرہ کر سکتا ہے۔"

میں نے کہا "نیا سپر ماسٹر اور بہت کچھ کر سکتا ہے لیکن میں اسے موقع نہیں دوں گا۔ علی پاشا کو اس لیے وہاں لے گیا ہے کہ وہ جزیرے کی محدود دنیا میں مجبور ہوتا رہے۔ اس کی غیر معمولی صلاحیتیں اس کے کام نہ آسکیں پھر وہ علی کے سامنے مجبور اور بے بس ہو جائے۔ یہ سبق حاصل ہو جائے کہ وہ شی تارا وغیرہ پر تکیہ کر کے بھی اس جزیرے سے نہیں نکل سکے گا۔ صرف ہم ہی اسے وہاں سے لا سکیں گے۔"

"پاپا! وہاں کی سماجی زندگی دیکھ کر علی نے طے کیا ہے کہ ہم مارکو سان کے حکام کو جزیرے میں تبدیلیاں لانے پر مجبور کریں

گے۔ جس معاشرے میں عورت نہ ہو' وہاں وحشت اور درندگی بڑھتی جاتی ہے۔"

میں نے تائید کی۔ "ہاں' اخلاقی اور تہذیبی تقاضوں کے مطابق وہاں کے لوگوں کو ازدواجی اور گھریلو زندگی گزارنا چاہیے۔ ہم وہاں تبدیلیاں لائیں گے۔ تم کچھ روز واشنگٹن میں رہ کر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے متعلق معلومات حاصل کرو۔"

"ٹرانسفارمر مشین میری نظروں میں تھی۔ اب انہوں نے اسے دوسری جگہ منتقل کر دیا ہوگا۔ بہرحال یہ تو جانتی ہوں کہ کن فوجی افسران کی نگرانی میں وہ مشین رہتی ہے۔ نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ٹریننگ سینٹر اور وہاں کے تمام طریقۂ کار کے متعلق بھی بہت کچھ معلوم ہے میں اس سلسلے میں موٹارو اور ٹالبوٹ سے بھی کام لیتی رہوں گی۔"

وہ مجھ سے رخصت ہو کر علی کے پاس آئی۔ جزیرے میں علی اور پاشا کا دوسرا دن تھا۔ اس روز بوگارڈ ولیج اور جانسن کے لوگ برین کالونی میں آ رہے تھے اور ایک کھلے میدان میں جمع ہو رہے تھے۔ شیبا پندرہ برس کی ہو گئی تھی اور اسے اپنی ملکیت بنانے کے لیے تمام شہ زوروں کے درمیان مقابلے ہونے والے تھے۔

غیر معمولی جسمانی قوت رکھنے والا پاشا وہ مقابلہ جیت سکتا تھا لیکن پچھلی رات سے علی اسے انگاروں کے بستر پر سلا رہا تھا۔ اس نے اسے کمرے میں اور اپنے بستر پر آنے نہیں دیا تھا۔ وہ برین کے بستر پر رات گزارنے پر مجبور ہو گیا تھا اور اسی بات کا بے حد غصہ تھا کہ وہ علی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا۔

دوسرے صبح اس نے ناشتے کی میز پر علی سے کہا۔ "تم یہ نہ سمجھنا کہ میں مجبور ہوں اور تم سے مقابلہ کرنے سے کترا رہا ہوں۔ میں پہلے مقابلہ جیتنا اور برین کالونی کا آقا بننا چاہتا ہوں۔ یہاں کا حاکم بننے کے بعد تم سے نمٹ لوں گا۔"

علی نے کہا۔ "مجھ سے نمٹنے کی فکر نہ کرو۔ جب ایسا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ فی الحال یہاں کے شہ زوروں سے مقابلہ کرنے والے ہو اور تمہاری شی تارا اس انتظار میں ہے کہ مقابلے کے دوران کوئی تمہیں زخمی کرے اور اسے تمہارے دماغ میں جگہ ملے۔"

"وہ میری دوست ہے۔ تمہاری طرح دشمن نہیں ہے۔"

"اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے دماغ میں آنے کا اور غیر معمولی قوتوں کے فارمولے پڑھنے کا موقع ملے گا اور شی تارا نہیں پڑھے گی تو ایسا کوئی نادان ہی سوچ سکتا ہے۔ میں تمہیں نادان نہیں سمجھتا۔"

وہ سوچنے لگا پھر بولا۔ "غیر معمولی سماعت اور بصارت اور غیر معمولی جسمانی قوتیں حاصل کرنا کون نہیں چاہتا۔ تم بھی چاہتے ہو۔ شی تارا بھی چاہتی ہے۔ سب ہی میرے دماغ میں گھس کر ان فارمولوں کو پڑھنا اور نوٹ کرنا چاہیں گے۔"

"بے شک دوست ہو یا دشمن کسی پر بھروسا نہ کرو۔"

"اس کا مطلب ہے' میں کسی سے مقابلہ نہ کروں۔ کرو لا کر ضرور زخم لگیں گے۔"

"نہیں۔ فی الحال تم خوش نصیب ہو۔ ہم نہیں چاہتے تمہیں کوئی زخم آئے اور شی تارا فائدہ اٹھائے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود رہیں گے اور تم سے مقابلہ کرنے والوں کو کاری ضرب لگانے کا موقع نہیں دیں گے۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "تم نے جی خوش کر دیا۔ اب میں بے فکر اور بے باکی سے مقابلہ کروں گا۔ آج سے شیبا میری ہو گی اور میں اس علاقے کا آقا کہلاؤں گا۔"

دن کے دس بجے میدان میں ایسی بھیڑ تھی جیسے میلہ لگا ہو۔ شیبا کو دلہن بنا کر لایا گیا تھا اور ایک اونچی مسند پر اسے بٹھایا گیا تاکہ تمام مرد اسے دیکھیں اور اسے حاصل کرنے کے لیے جان کی بازیاں لگاتے رہیں۔ ابتدا میں بہت سے لوگ میدان میں آتے رہے ایک دوسرے سے لڑتے اور شکست کھا کر میدان چھوڑتے رہے پھر بڑے بڑے شہ زوروں کی باری آئی۔ برین ہارورڈ نے ایک اونچے اسٹیج پر آ کر کہا۔ "یہاں کے دستور کے مطابق جس کالونی کی لڑکی مطلوب ہوتی ہے۔ اس کالونی کا شہ زور دوسری کالونیوں کے دلیروں کو للکارتا ہے۔ بوگارڈ اور جانسن نے اپنی اپنی کالونی سے ایک ایک شہ زور کا انتخاب کیا ہے۔ ان دو کالونیوں کے دو شہ زور باری باری مسٹر یوسف پاشا سے مقابلہ کریں گے۔"

یوسف پاشا نے اسٹیج پر آ کر للکارا۔ اس کے مقابلے پر جانسن ٹاؤن کا ایک باڈی بلڈر آیا۔ میں نے علی سے کہہ دیا تھا کہ ایسے وقت میں موجود رہوں گا اور پاشا کو زخمی نہیں ہونے دوں گا۔ اس لیے جو پہلوان نہتا مقابلہ کرنے آیا' میں نے اسے آزادی سے لڑنے کا موقع دیا کیوں کہ یہ یقین ہوتا تھا کہ پاشا اس پر غالب آئے گا اور اس کے ہاتھوں سے زخمی نہیں ہوگا اور جو ہتھیار لے کر آیا میں نے اس کے ہاتھوں سے ہتھیار گرا دیا۔ ان حالات میں تمام مقابلے دلچسپ ہو گئے تھے اور وہاں کے لوگوں پر پاشا کا رعب اور دبدبہ طاری ہو رہا تھا۔

ثانی علی کے پاس آ کر اسے بتا رہی تھی کہ اس کی' جزیرے میں موجودگی کا علم تمام دشمنوں کو ہو چکا ہے۔ اگلے چوبیس گھنٹوں میں نیا سپر ماسٹر اپنا عہدہ سنبھالے گا تو وہ جزیرے کا محاصرہ کرانا چاہے گا اور ہماری کوشش ہوگی کہ ایسی کوئی کارروائی نہ ہو سکے۔

علی نے کہا۔ "پاشا کے دماغ پر اس وقت قبضہ جمانا ہوگا جب شی تارا موجود نہ ہو۔ پاپا سے کہو' جب وہ اسے بھائی سرنا کے معاملے میں مصروف رکھیں تو مجھے آگاہ کریں اور تمہیں میرے پاس بھیج دیں پھر ہم پاشا کو قابو میں کریں گے۔"

پاشا مرد میدان بنا ہوا تھا۔ مقابلے پر آنے والوں کی ہڈیاں توڑ رہا تھا۔ انہیں اپاہج بنا رہا تھا۔ جو اپاہج نہیں بننا چاہتے تھے' وہ

مقابلے پر نہیں آئے تھے اور اگر مقابلہ کرتے تو شکست کے آثار دیکھتے ہی اپنی ٹوٹ پھوٹ سے پہلے بھاگ جاتے تھے اور اب آخری شہ زور اس کے مقابلے پر آیا تھا۔

پاشا کی ایک کمزوری تھی کہ وہ اناڑی فائٹر تھا۔ نہ پرانے داؤ پیچ جانتا تھا اور نہ ہی فری اسٹائل کی جدید تکنیک سے واقف تھا۔ پچھلی بار علی سے پنجہ لڑا کر پھنس گیا تھا۔ اس بار وہ آخری شہ زور بھی اس پر بھاری پڑ رہا تھا کیوں کہ وہ فری اسٹائل کا تجربہ کار پہلوان تھا۔ پاشا نے ایک بار طاقت کے بل پر اسے اٹھا کر پھینکا۔ دوسری بار اس کے داؤ میں پھنس گیا۔ میں نے تھوڑی دیر تک دیکھا جب معلوم ہوا کہ وہ داؤ سے نکل نہیں سکے گا تو میں نے داؤ لگانے والے پہلوان کی گرفت ڈھیلی کر دی۔ ایسا کئی بار ہوا جب بھی وہ پھنستا تھا۔ میری مدد سے نکل آتا تھا۔ اسے یہ خوش فہمی ہو رہی تھی کہ وہ اپنی جسمانی قوتوں سے مقابل کے داؤ پیچ کو ناکام بنا رہا ہے۔

پھر وہ آخری شہ زور بھی میدان چھوڑ کر چلا گیا۔ برین کالونی کے لوگ تالیوں کی گونج میں اسے مبارکباد دینے لگے۔ شی تارا اس کے پاس آ کر کہہ رہی تھی۔ "تم برین کالونی کے آقا بن گئے ہو۔ اب علی کو قابو میں کرنا ذرا آسان ہو جائے گا۔ بے شمار لوگ تمہارے محکوم ہو گئے ہیں۔"

میرا اندازہ تھا کہ ایسے وقت شی تارا ضرور پاشا کے پاس ہو گی۔ میں نے پاشا کے دماغ میں آ کر آزمایا تو اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ مجھے شی تارا کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ میں نے کہا۔ "شی تارا! ٹھیک پندرہ سیکنڈ کے بعد تم قیدی سرنا کے دماغ میں پہنچ کر اس سے باتیں کر سکو گی۔"

پھر میں نے قیدی سرنا کے پاس آ کر حکم دیا کہ وہ آئندہ پندرہ منٹ تک شی تارا کی سوچ کی لہروں کو دماغ میں جگہ دے گا۔ سانس نہیں روکے گا اور اپنی بہن سے باتیں کرے گا۔"

پھر میں نے علی اور ثانی سے کہا کہ وہ پاشا سے نمٹ لیں' میں شی تارا کو گھنٹوں الجھائے رکھوں گا اور اسے پاشا کے پاس آنے نہیں دوں گا۔

ادھر برین ہارورڈ اسٹیج پر آ کر اعلان کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "آج کے تمام مقابلے یوسف پاشا جیت چکا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم تین کالونیوں کے آقا' پاشا کو فاتح قرار دیں اور شیبا کو اس کے حوالے کریں' آخری بار شہ زوروں کو موقع دے رہے ہیں کوئی ایک شہ زور آئے اور پاشا کی جیت کو ہار میں بدل دے۔"

میدان میں چاروں طرف خاموشی رہی۔ سب نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ پاشا بے پناہ قوتوں کا مالک ہے جو میدان نہیں چھوڑتا اسے اپاہج بنا دیتا ہے۔ ایسے وقت علی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔ "میں چیلنج قبول کرتا ہوں۔"

پاشا نے چونک کر دیکھا پھر شیبا پر نظر ڈالی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

وہ غصے سے بھڑک کر بولا۔ "میں تیرا مسکرانے والا منہ توڑ دوں گا۔ میں نے اتنے مقابلے جیتے' تو ایک بار بھی نہیں مسکرائی۔ کیا یہ علی تیرا بھائی لگتا ہے؟"

علی نے چاروں طرف تماشائیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "بزرگو اور دوستو! میں اعلان کرتا ہوں کہ شیبا میری بہن ہے۔ میں کسی درندے کو اس کے قریب جانے نہیں دوں گا۔ اس کی شادی اسی جزیرے کے اس فرد سے ہوگی' جسے یہ پسند کرے گی۔"

پورا میدان تالیوں سے گونجنے لگا۔ وہ بولا "عورت کوئی زمین نہیں ہے کہ جس کے پاس طاقت ہو' وہی زمیندار بن جائے۔ عورت ہماری طرح انسان ہوتی ہے۔ اس کے سینے میں بھی دل دھڑکتا ہے۔ یہ اپنی مرضی سے کسی جیون ساتھی کا انتخاب کرنا چاہتی ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ جیون ساتھی کوئی پہلوان ہو۔"

وہاں ایسے لوگوں کی بہت بڑی تعداد تھی جو شہ زور یا پہلوان نہیں تھے' وہ علی کی باتیں سن کر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ شیبا اسے احسان مندی سے دیکھ رہی تھی۔ پاشا نے سوچا' علی غافل ہے' پہلا بھرپور حملہ کرنا چاہیے۔ اس نے فوراً ہی دوڑتے ہوئے چھلانگ لگائی۔ علی اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ نتیجہ برا نکلا۔ اوندھے میں گرنے کے باعث وہ علی کی خالی کرسی سے ٹکرایا اور لڑھکتا ہوا اسٹیج کے نیچے زمین پر چلا گیا۔

ہر طرف تالیاں بجنے لگیں۔ علی کی باتیں سننے کے بعد وہاں کے عام افراد بھی شیبا کی محبت کو اپنے دل میں بسا رہے تھے اور علی کی حمایت میں نعرے لگا رہے تھے۔ پاشا زمین سے اٹھ کر اسٹیج پر آیا پھر علی کو دبوچ لینے کی کوشش کی اور ناکام رہا۔ وہ ہاتھ نہیں آیا۔ اس نے فضا میں اچھل کر فلائنگ کک ماری۔ پاشا پھر توازن قائم نہیں رکھ سکا۔ دوبارہ اسٹیج کے باہر زمین پر گر پڑا۔

اس بار اس نے جھنجلا کر ایک شخص سے کلہاڑی چھین لی۔ علی یہی چاہتا تھا کہ وہ فوراً زخمی ہو جائے جب کہ وہ لات گھونسے کھا کر زخمی نہیں ہو سکتا تھا۔ علی نے بھی ایک کلہاڑی لے لی۔ پاشا نے کبھی خنجر' تلوار یا کلہاڑی چلانے کی تربیت حاصل نہیں کی تھی۔ اس لیے پہلے ہی حملے میں اس کے ہاتھوں سے کلہاڑی نکل کر دور چلی گئی۔ علی نے اس کے بازو پر ایک ہلکی سی ضرب لگائی۔ ایک دم سے خون ابل پڑا۔ ثانی نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ "ہیلو پاشا! میرے معمول اور تابعدار بن جاؤ۔"

"ہرگز نہیں۔" اس نے چیخ کر کہا پھر سانس روک لی۔ حالانکہ ایسے وقت شہ زور یوگا کے ماہر بھی سانس روکنے کے قابل نہیں رہتے۔ بے شک وہ غیر معمولی جسمانی اور دماغی قوتوں کا مالک تھا۔ ثانی نے دوبارہ اس کے اندر آ کر زلزلہ پیدا کرنا چاہا۔ اس کے دماغ کو ہلکی سی تکلیف پہنچی پھر وہ سنبھل کر بولا۔ "نکل جاؤ۔ میرے دماغ سے چلی جاؤ۔"

اس نے پھر سانس روک لی۔ ثانی نے علی کے پاس آکر کہا۔ "شیطانی قوتوں کا حامل ہے۔ ٹیلی پیتھی کا پیدا کردہ زلزلہ برداشت کر لیتا ہے۔ اس کے دماغ کو کمزور کرو۔"

علی نے کلہاڑی کے پچھلے لوہے سے اس کے سر پر ضرب لگائی۔ وہ چکرا کر گر پڑا۔ ثانی نے اندر پہنچ کر دیکھا۔ اس کا دماغ کسی حد تک کمزور سا لگ رہا تھا اس بار وہ ٹیلی پیتھی کے زلزلے کو برداشت نہ کر سکا۔ اسٹیج پر ماہیِ بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔

علی نے کہا۔ "مسٹر برین! اپنے آدمیوں سے کہہ دیں کہ اسے اٹھا کر تمہارے مکان پر چھوڑ آئیں اور کوئی اسے نقصان پہنچانے کی حماقت نہ کرے۔"

برین کے حکم سے کچھ لوگ پاشا کو اسٹریچر پر ڈال کر لے گئے۔ ثانی اس کے دماغ میں موجود تھی۔ اس سے کہہ رہی تھی۔ "پاشا! تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ راضی خوشی میرے معمول بن جاؤ ورنہ تمہارا دماغ پھوڑا بن جائے گا۔"

ادھر علی نے جزیرے کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے کسی عورت کے لالچ میں یا کالونی میں اقتدار حاصل کرنے کی نیت سے یہ بازی نہیں جیتی ہے۔ ہم سب کو بزرگوں کا احترام کرنا چاہیے۔ مسٹر برین ہارورڈ بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن ابھی ان میں آقا بن کر رہنے کی صلاحیتیں ہیں۔ اس لیے برین کالونی کے یہی آقا رہیں گے۔"

ایک باڈی بلڈر نے کہا۔ "مسٹر علی! تم یہاں کے تمام شہ زوروں کی انسلٹ کر رہے ہو۔ یہ کہتے ہو کہ یہاں کی لڑکیاں طاقتوروں کو چھوڑ کر بزدلوں کو پسند کریں اور بوڑھے کمزور لوگ یہاں کے آقا بن کر رہیں اور ہمیں کبھی یہاں حکومت کرنے کا موقع نہ ملے۔"

علی نے کہا۔ "حکومت صرف طاقت سے نہیں عقل سے بھی کی جاتی ہے۔ جس معاشرے میں ذہین افراد کو خاطر خواہ مواقع نہ دیے جائیں' وہاں صرف طاقت اور درندگی رہ جاتی ہے اور ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے مرد ہی کی نہیں' عورت کی پسند کو بھی اہمیت دی جاتی ہے۔"

دوسرے شہ زور نے کہا۔ "تم ایک مقابلہ جیت کر ہم سب کو اپنے اصولوں اور خود ساختہ قوانین کا پابند بنانا چاہتے ہو۔ ہم کوئی محکوم اور مجبور نہیں ہیں۔"

علی نے کہا۔ "میں محبت کی زبان سے اچھی باتیں سمجھا رہا ہوں۔ اگر تم لوگ طاقت کی زبان سے سمجھنا چاہو گے تو پھر اسی طرح مقابلے ہوا کریں گے۔ نتیجہ یہی ہوگا جو آج تمہارے سامنے ہے۔ تمہارے درمیان جو بڑے بڑے سورما تھے' وہ اپاہج ہو گئے یا میدان چھوڑ گئے۔ اگر تم بھی یہی چاہتے ہو تو میں تمہیں اپاہج بنا کر یہاں کی عورتوں کو اور ذہین افراد کو ان کے حقوق دوں گا۔"

تمام لوگ پھر تالیاں بجانے اور علی کی حمایت میں نعرے لگانے لگے۔ چند پہلوان قسم کے لوگ غصہ دکھاتے ہوئے [illegible] گئے۔ دوسری کالونیوں کے آقاؤں نے علی کا شکریہ ادا کیا کہ [illegible] بھی بوڑھے ہونے کے باوجود آئندہ آقا بن کر رہنے والے [illegible] وہاں کا کوئی سورما انہیں اقتدار سے ہٹانے کی جرأت نہیں کر [illegible] تھا۔

ایک آقا بوگارڈ نے کہا۔ "مسٹر علی! آج شام کو میں ایک [illegible] بڑی دعوت کا اہتمام کر رہا ہوں۔ تم مسٹر برین ہارورڈ کے ساتھ [illegible] گے تو یہ میرے لیے عزت اور فخر کی بات ہوگی۔"

علی نے شام کو بوگارڈ ولیج آنے کا وعدہ کیا۔ اُدھر میں [illegible] تارا کو الجھائے رکھا تھا۔ وہ قیدی سرنا کے پاس آئی تو اس کے [illegible] میں جگہ مل گئی۔ سرنا نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"میں شی تارا ہوں۔"

"ڈمی شی تارا' تم کیوں آئی ہو؟"

"میں ڈمی نہیں' اصلی ہوں۔ تمہاری سگی بہن ہوں۔ [illegible] پہچانو۔"

"کیسے پہچانوں؟"

"تم ڈمی کی آواز میں بول رہی ہو۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ میں اپنی اصل آواز اور لہجے کو [illegible] سناتی ہوں۔"

"لیکن اپنے سگے بھائی کو سناتی ہو۔ میں تمہارا سگا ہوں۔"

"ہاں مگر فرہاد کے قیدی ہو۔ وہ تمہارے دماغ میں رہ کر [illegible] باتیں سن رہا ہوگا۔ میری اصل آواز سن کر سمجھ جائے گا۔"

"تم کیوں آئی ہو؟"

"میں یہ یقین کرنے آئی ہوں کہ تم میرے سگے ہو۔"

"پھر تو تم میری بہن نہیں ہو۔ میری سگی بہن مجھے اچھی طرح پہچانتی ہے۔"

"میں سگی ہوں۔ تمہیں اصل آواز اور لہجے سے اور تمہارے پیدائشی نشان سے تمہیں پہچانتی ہوں۔ شناخت کا کوئی تیسرا [illegible] نہیں ہے۔"

"تم میری اصل آواز سن رہی ہو۔ یہاں آکر پیدائشی نشان بھی دیکھ سکتی ہو لیکن تم اس قید خانے میں نہیں آؤ گی اور نہ [illegible] تمہیں آنے کا مشورہ دوں گا۔"

"بھائی سرنا! تم نہیں جانتے۔ فرہاد نے ایک اور بھائی سرنا [illegible] میرے حوالے کیا ہے۔ اس کی آواز بھی تمہارے جیسی ہے اور [illegible] اس کے جسم پر بھی بالکل ویسا ہی پیدائشی نشان ہے۔ اب تم ہی [illegible] کہ میں اصل کو کیسے پہچانوں؟"

"تم بھارت کی رہنے والی ہو۔ تم نے سیکڑوں بھارتی فلموں [illegible] دیکھا ہوگا کہ جب اولاد یا سگا بھائی بچھڑ جاتا ہے اور کہانی کے کسی موڑ پر دکھائی دیتا ہے تو کوئی واضح پہچان نہ ہونے کے باوجود خون پکارتا ہے۔ خون جوش میں آتا ہے پھر بچھڑے ہوئے گلے [illegible] جاتے ہیں۔"

"بھائی سرنا! یہ فلمی باتیں ہیں۔"

"پھر تو تمہارا خون سفید ہو گیا ہے۔ مگر میں سگا ہوں' تمہاری آواز سنتے ہی میرا خون جوش میں آ رہا ہے۔ "تمہیں پکار رہا ہے۔"

"خون کی بات نہ کرو۔ کوئی دوسری پہچان بتاؤ۔"

"ایک اور فلمی نسخہ ہے۔ تم نے بچپن میں جو گیت میرے ساتھ گایا تھا وہ مجھے یاد ہے۔ میں گاتا ہوں۔ تمہاری یادداشت واپس آجائے گی۔ وہ گیت یاد آجائے گا تو تم بھی ادھر سے گانے لگو گی۔"

یہ کہتے ہی وہ گانے لگا۔ "او۔۔۔ او بچپن کے دن بھلا نہ دینا۔ آج ہنسے کل رلا نہ دینا۔ او۔ او۔۔۔ بچپن کے دل بھلا نہ دینا۔۔۔"

وہ بولی۔ "بھائی سرنا! یہ تو فلم دیدار کا گیت ہے۔ دلیپ کمار اور نرگس نے بچپن میں گایا تھا۔"

"تو پھر ہم نے بچپن میں کیا گایا تھا؟ ٹھہرو' میں چرس کا دم لگاؤں گا تو یاد آجائے گا۔"

وہ چرس والا سگریٹ ہونٹوں میں دبا کر سلگانے لگا۔ شی تارا نے اسے پھونک مارنے پر مجبور کیا تو لائٹر بجھ گیا۔ وہ بولی۔ "تم ڈیڑھ گھنٹے تک سانس روک لیتے تھے۔ اس نشے نے تمہیں ڈیڑھ منٹ بھی سانس روکنے کے قابل نہیں چھوڑا ہے۔ میرے جان سے زیادہ پیارے بھائی! تمہاری یہ حالت دیکھ کر مجھے رونا آرہا ہے۔"

"میری پیاری بہن! ہم سب اپنے اعمال کے نتیجے میں روتے ہیں۔ ویسے ایک پتے کی بات ذہن میں آئی ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میں ہی تمہارا سگا ہوں۔"

"وہ کیسے؟"

"دیکھو جو سرنا تمہارے پاس ہے' اس میں کوئی بری عادت ہے؟"

"نہیں۔ کوئی بری عادت نہیں ہے۔"

"یہ مانتی ہو کہ فرہاد دشمن ہے؟"

"ہاں مانتی ہوں۔"

"یہ بھی مانتی ہو کہ دشمن ہماری تمہاری بھلائی نہیں چاہے گا۔ اس نے میری یوگا اور آتما شکتی کی صلاحیتیں چھیننے اور دماغی طور پر کمزور بنائے رکھنے کے لیے مجھے نشے کا عادی بنا دیا ہے۔"

وہ قائل ہو کر بولی۔ "واقعی یہ ایک اہم نکتہ ہے۔ جو سرنا میرے حوالے کیا گیا' وہ نشے کا عادی نہیں تھا۔ اصل تم ہو۔ فرہاد تمہیں کمزور بناتا جا رہا ہے۔"

"دیکھا پیاری بہن! چرس کا دم لگانے سے عقل کیسے کام کرتی ہے میرا مشورہ ہے' کبھی کبھی تم بھی ایک آدھ دم لگا لیا کرو۔"

"ایک عقل کی بات کر کے پھر فضول سی بات کر رہے ہو۔ میں نے تو تمہیں سگریٹ سلگانے کا بھی موقع نہیں دیا ہے۔ اسے پھینک دو۔"

"اسے پھینک دوں گا تو اس نیم تاریک قید خانے میں کیسے جیوں گا؟"

"میں تمہاری حالت پر کڑھ رہی ہوں۔ تمہارے لیے تڑپ رہی ہوں۔ کہاں ہے فرہاد؟ کسی کو نشے کی لت ڈالنا غیر انسانی فعل ہے۔"

میں نے کہا "شی تارا! پہلے اپنا محاسبہ کرو۔ تم نے آج تک ٹیلی پیتھی کے گھمنڈ میں کتنی غیر انسانی حرکتیں کی ہیں۔ اس بے چارے ایک راجپوت کی ہی مثال کافی ہے' جس نے تمہارا غلام شوہر بننا منظور نہیں کیا اور تمہارے جبر سے بچنے کے لیے اس نے خود کو آدھا مار ڈالا۔ اور کسی وقت بھی تم پارس کو مار ڈالنے کی کوشش کر سکتی ہو۔ اس لیے اپنے بھائی سرنا کے معاملے میں انسانیت کا واسطہ نہ دو۔"

"فرہاد! پلیز میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔ میرے بھائی کو رہا کر دو۔"

"وہ کر چکا ہوں۔ سرنا تمہارے پاس ہے۔"

"پھر تمہاری قید میں کون ہے؟"

"یہ بھی سرنا ہے۔ دراصل مجھے تمہارے بھائی سے اتنی محبت ہو گئی ہے کہ اس کے بغیر مجھ سے رہا نہیں جاتا اس لیے ایک بھائی تمہیں دے کر دوسرا اپنے پاس رکھ لیا ہے۔"

"لیکن میرا تو ایک ہی بھائی ہے۔ دوسرا ڈمی ہے۔"

"تو پھر جو ڈمی ہے' مجھے دے دو۔ سگا اپنے پاس رکھ لو۔"

"میں تمہیں بڑی سے بڑی قسم دیتی ہوں' سگا کون ہے بتا دو؟"

"اصل اور نقل کی کوئی پہچان ہوتی تو بتا دیتا۔ ویسے تمہارے ساتھ ایک رعایت کر سکتا ہوں۔"

"ہاں ہاں' بولو۔"

"تمہارے پاس جو سرنا ہے اسے ایک ہفتے کے لیے مجھے دو اور ایک ہفتے کے لیے قیدی سرنا کو اپنے پاس رکھو' اسے اچھی طرح جانچو اور پرکھو۔ مقررہ مدت کے بعد جسے سگا کہو گی اسے تمہارے حوالے کر دوں گا اور ڈمی کو جہنم میں پہنچا دوں گا۔"

"میرا دل نہیں مانے گا۔ بعد میں سوچوں گی کہ تم نے جسے مار ڈالا ہے' وہی میرا بھائی تھا۔"

"چلو ایک اور رعایت کرتا ہوں۔ میں ڈمی کو ہلاک نہیں کروں گا۔ اسے تاحیات قیدی بنا کر رکھوں گا۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ سوچتی رہی۔ میں نے پوچھا۔ "کیا بھائی کے دماغ سے چلی گئی ہو؟"

"نہیں تم نے بڑی پیچیدگی پیدا کر دی ہے۔ میں نے سرنا کا برین واش کیا ہے۔ اس کا لہجہ بدل دیا ہے تاکہ تم اس کے اندر نہ آسکو۔ اب میں اسے تمہارے پاس بھیجوں گی تو تم دوبارہ اس پر تنویمی عمل کرو گے۔ میری تمام محنت پر پانی پھیر دو گے۔"

"تم چاہتی ہو' چت بھی تمہاری اور پٹ بھی تمہاری ہو۔ عقل سے کام لو۔ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔"

"مجھے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع دو۔"

"سوچتے سوچتے زندگی تمام ہو جائے گی پھر بھی سمجھ نہ پاؤ گی۔ میں تمہیں بار بار قیدی سرنا کے دماغ میں آنے نہیں دوں گا۔ اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا۔ ایک بھائی کے دماغ میں ہو اور دوسرا بھائی تمہارے پاس ہے۔ ابھی نہیں پہچانو گی تو پھر کبھی نہیں پہچانو گی۔"

"میرا سر چکرا رہا ہے۔ فار گاڈ سیک مجھے تھوڑی مہلت دو۔"

"اپنی بات منوانے کے لیے دوسرے کی بھی بات مانو۔ اگر مجھے اپنے دماغ میں آنے دو گی تو میں ابھی قیدی سرنا کو تمہارے حوالے کردوں گا۔"

"نن۔۔۔ نہیں۔ میں بھائی کے لیے اپنی جان دے سکتی ہوں لیکن دماغ حوالے کرکے زندگی بھر کی اسیری قبول نہیں کروں گی۔"

"جان کی قربانی بہت آسان ہوتی ہے۔ جان دی اور ہمیشہ کے لیے مصائب سے نجات حاصل ہو گئی لیکن زندہ رہ کر بھائی کی خاطر پل پل دکھ اٹھانا ہی اصل قربانی ہے۔"

"میں اتنی بڑی قربانی نہیں دوں گی۔ مجھ سے کوئی دوسری شرط منوا کر بھائی مجھے دے دو۔"

"ایک بھائی کو حاصل کرنے کے بعد تم نے سوچا تھا کہ اب تمہاری کوئی کمزوری میرے ہاتھوں میں نہیں رہی ہے اس لیے تم نے پھر سے دشمنی شروع کردی۔۔۔ دوسرے سرنا کو حاصل کرکے پھر وہی روش اختیار کرو گی۔"

"میں سگے بھائی کی قسم کھا کر یقین دلاتی ہوں اسے لے کر اتنی دور چلی جاؤں گی جہاں تم لوگوں کا سایہ تک نہ پڑتا ہو۔"

"تو پھر ایک آسان شرط مان لو۔ میں چھ گھنٹے کے بعد یہ سرنا بھی تمہارے حوالے کردوں گا۔"

"شرط کیا ہے؟"

"تم جہاں ہو' وہاں چھ گھنٹے تک خاموش رہو گی۔ کسی سے بات نہیں کرو گی۔ ٹیلیفون اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی کسی کو مخاطب نہیں کرو گی۔ کوئی تمہیں مخاطب کرے تو گفتگو سے انکار کردو گی۔"

"یہ تو بہت آسان سی شرط ہے۔ مگر تم چھ گھنٹے کی پابندی کیوں عائد کر رہے ہو۔ کیا اتنی دیر میں تم دوسرا ڈمی سرنا بنا کر میرے حوالے کرو گے؟ دیکھو ناراض نہ ہونا' میں ایسا دھوکا کھا چکی ہوں۔"

"تم مجھ پر شبہ کرنے میں حق بجانب ہو لیکن اس بار یہی سرنا ملے گا' جس کے دماغ میں ابھی تم موجود ہو۔ اگر دھوکا کھانے کا شبہ ہے تو ایسا کرو' چھ گھنٹے تک اسی کے دماغ میں رہو۔ میں چھ گھنٹے سے پہلے ہی لے جانے کی اجازت دوں گا۔"

"تم سمجھ سکتے ہو مسلسل کسی کے دماغ میں رہنا ممکن نہیں ہے کوئی نہ کوئی مسئلہ ایسا پیش آتا ہے کہ دماغی طور پر حاضر ہونا پڑتا ہے۔"

"درست کہتی ہو۔ صرف آدھے گھنٹے بعد اسے یہاں سے لے جاؤ اور جب تک اسے اپنے کسی محفوظ مقام تک نہ پہنچاؤ' تب تک اسی کے ساتھ لگی رہو۔ اس طرح میں اس کی جگہ کوئی ڈمی نہیں لا سکوں گا۔"

"میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ تمہارا بہت شکریہ' میں اب اسی کے پاس رہوں گی۔"

وہ اسی کے دماغ میں جم کر بیٹھ گئی۔ میرا مقصد پورا ہو گیا۔ اب وہ گھنٹوں پاشا کے پاس نہیں جا سکتی تھی۔ یوں بھی اسے چھوڑ کر اس اطمینان سے آئی تھی کہ وہ تمام مقابلے جیت چکا ہے۔ کالونی کا آقا بن گیا ہے۔ آئندہ علی پر آسانی سے قابو پا سکے گا پھر یہ کہ وہ بھائی کی رہائی پر کسی پاشا کو ترجیح نہیں دے سکتی تھی۔ اب چاہے قیامت آجاتی وہ بھائی کو چھوڑ کر جانے والی نہیں تھی۔

***

بوگارڈ ولیج کے لوگوں نے بڑی گرمجوشی سے علی کا استقبال کیا۔

وہاں دوسری بستی کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے چونکہ رات کو چراغاں نہیں کرسکتے تھے' بجلی یا گیس لائٹ کے انتظامات نہیں تھے اس لیے وہاں دن کے وقت ہی جشن منایا جاتا تھا۔ ویسے علی کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کے لیے لوگوں نے مشعلیں تیار کی تھیں اور رات کو دیر تک ناچنے گانے کا پروگرام بنایا تھا۔

وہاں ہر شخص علی کے قریب آتا اور اس سے مصافحہ کرنا چاہتا تھا۔ علی نے تمام لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "آپ حضرات کو یہ سمجھنا چاہیے کہ میں نے آپ کے حق میں چند فیصلے کرکے یہاں کے شہ زوروں کو ناراض کیا ہے۔ ناراض ہونے والے اچانک ہی حملہ کرکے مجھے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ مجھ سے دور رہیں۔ مجھ پر کہیں سے بھی حملے ہوں تو قریب آنے والوں پر شبہ کیا جائے گا لہٰذا دور کی دوستی اور محبت میں ہم سب کی بہتری ہے۔"

ایک خسرے نے کہا۔ "ہم جسمانی طور پر نازک ہیں۔ ہمیں مارپیٹ کر ایسا بنایا گیا ہے۔ ہمیں اس ظلم سے نجات دلاؤ۔"

علی نے کہا۔ "آج سے کوئی تم پر ظلم نہیں کرے گا۔ تم سب اپنی مرضی کی زندگی گزارو۔ اگر کوئی چوری چھپے تم میں سے کسی پر جبر کرے گا تو میں اسے مار مار کر خسرا بنا دوں گا۔"

تمام خسروں نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں۔ ایک شخص نے پوچھا۔ "ہم عورت کے بغیر پہاڑ جیسی زندگی کیسے گزاریں گے؟"

دوسرے شخص نے کہا۔ "یہاں عورتوں اور کمسن لڑکیوں کی تعداد کل نو ہے اور ہم تقریباً ڈھائی سو ہیں جن میں ایک سو ستر کڑیل جوان ہیں' باقی بوڑھے اور ادھیڑ عمر کے لوگ ہیں۔"

ایک بوڑھے نے کہا۔ "ارے ہم کو بوڑھا کیوں کہتے ہو۔

ہماری زندگی میں بھی کبھی عورت نہیں آئی اور جب جوانی نہیں آئی تو بڑھاپا کیسے آجائے گا؟"

سب لوگ ہنسنے لگے۔ علی نے کہا۔ "میرے چند بزرگ ہیں جو مارکیو سان کے حکام سے تمہاری سماجی اور معاشرتی زندگی کے متعلق مذاکرات شروع کر رہے ہیں۔ ان مذاکرات کے نتیجے میں جلد ہی یہاں ہر عمر کی عورتیں آئیں گی اور تمہاری شادیاں کی جائیں گی۔ تم میں سے کوئی انسانی حقوق سے محروم نہیں رہے گا۔"

لوگ خوشی سے ناچنے لگے۔ بڑی دیر تک بے ڈھنگے سازوں کی آوازیں گونجتی رہیں۔ ڈھول' کلارنٹ اور گٹار جیسے ساز انہوں نے خود بنائے تھے کیوں کہ مہذب دنیا سے ایسی کوئی چیز انہیں نصیب نہیں ہوتی تھی۔ کچھ لوگوں نے انہیں بڑی مشکل سے خاموش کرایا پھر پوچھا۔ "ازدواجی زندگی گزارنے کے یہ خواب کب پورے ہوں گے؟"

علی نے کہا۔ "میں کل بتا سکوں گا۔ اگر اس سلسلے میں کوئی بڑی رکاوٹ پیش نہ آئی تو دو چار دنوں میں تم سب کی مرادیں پوری ہو جائیں گی۔"

یہ ان سب کے لیے زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری تھی۔ ان کے دل تیزی سے دھڑکنے لگے تھے۔ ان کی نگاہوں کے سامنے حسین اور جوان عورتیں مسکرا رہی تھیں۔ وہ اپنی قربت سے جادو جگا رہی تھیں اور وہ ان کے ناز اٹھا رہے تھے۔ ان کی دنیا دور تک روشن اور رنگین ہوتی جارہی تھی۔

ایک گوشے میں چند شہ زور کھڑے ہوئے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا۔ "یہ شخص جزیرے والوں کو جذباتی سپنے دکھا رہا ہے۔ یہ بے وقوف لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ قیدیوں کے جذبات کچل دیے جاتے ہیں۔ قید کرنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں عورت سے' دولت سے اور تہواروں کی خوشیوں سے محروم کردیا جائے۔ یہ جس کا نام علی ہے کیا یہ انہونی کو ہونی بنا سکتا ہے؟ کیا یہ قیدیوں کو ایسی مراعات دلا سکتا ہے جو قیدیوں کے لیے ممنوع ہوتی ہیں؟"

دوسرے شہ زور نے کہا۔ "ہرگز نہیں۔ یہ شخص ان کے جذبات سے کھیل رہا ہے۔ اس کا باپ بھی اس جزیرے میں عورتوں کو نہیں لا سکے گا۔"

وہ اپنی دانست میں درست کہہ رہے تھے۔ کسی ملک یا جزیرے کے قوانین کو بدلنا آسان نہیں ہوتا لیکن ٹیلی پیتھی کی قوت کے سامنے بڑی بڑی طاقتیں گھٹنے ٹیک دیتی ہیں۔ میں نے مارکیو سان کے حکمران سے کہا۔ "میں فرہاد علی تیمور ہوں۔ کیا مجھے جانتے اور پہچانتے ہو؟"

ایک حاکم نے کہا۔ "میں نے بہت نام سنا ہے۔ آج اپنے دماغ میں تمہیں سن بھی رہا ہوں۔ پہلے یہ قصے کہانیوں کی باتیں لگتی تھیں لیکن اب اپنے اندر تمہیں محسوس کرکے تمہارے وجود کا یقین کر رہا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "تو پھر میری جائز ہدایات پر عمل کرو۔"

"فرہاد صاحب! آپ جانتے ہیں کہ ہم امریکا کے جنوب مغربی جزیرے ہیں۔ ہم پر امریکی حکام مسلط ہیں۔ یہ جیسے احکامات صادر کرتے ہیں ہم اس پر عمل کرتے ہیں اگر آپ ان سے رابطہ کرکے ہم سے ہدایات پر عمل کرائیں تو مہربانی ہو گی۔"

میں نے کہا۔ "جب وہ جزیرے کی طرف پیش قدمی کریں گے تو میں ان سے نمٹ لوں گا۔ فی الحال تم سے کہتا ہوں کہ امریکی حکام نے ہولی مین کو سپر ماسٹر کے عہدے سے ہٹا کر مسٹر انتونی پاؤلیا کو سپر ماسٹر بنایا ہے۔ جب وہ جزیرے کے معاملات میں مداخلت کرے گا تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔ ابھی تمہارے لیے وارننگ ہے کہ میری ہدایات پر عمل نہیں کرو گے تو میں تم سب کو دماغی مریض بنا دوں گا۔"

"جناب! آپ ہمیں تھوڑی مہلت دیں۔"

"یعنی تم لوگ امریکی حکام کو میری وارننگ سے آگاہ کرنا چاہتے ہو۔ اس کے لیے صرف آدھے گھنٹے کی مہلت دوں گا۔"

انہوں نے ٹیلی فون پر ہاٹ لائن کے ذریعے رابطہ کیا پھر کہا۔ "مسٹر فرہاد علی تیمور ہمیں وارننگ دے رہے ہیں کہ اگر ہم نے ان کی ہدایات پر عمل نہ کیا تو وہ ہم سب کو دماغی مریض بنا دیں گے۔"

وہاں سے کہا گیا۔ "آپ نئے سپر ماسٹر انتونی پاؤلیا سے بذریعہ معاون سپر ماسٹر سے رابطہ کریں۔"

انہوں نے سپر ماسٹر کے معاون سے رابطہ کرنے کے بعد میری وارننگ سنائی۔ معاون کے ذریعے سپر ماسٹر نے پوچھا۔ "فرہاد اپنی کن ہدایات پر عمل کرانا چاہتا ہے۔"

مارکیو سان کے حاکم نے کہا۔ "ہم نہیں جانتے۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہم ہدایات پوچھیں گے تو پھر ہمیں ان پر عمل بھی کرنا پڑے گا ورنہ وہ ہمیں ناقابلِ برداشت سزا دے گا۔"

"فرہاد سے کہو۔ مجھ سے بات کرے۔"

میں نے معاون کے ذریعے کہا۔ "میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔ تمہیں سپر ماسٹر بننے کی خوشی میں آئندہ پیش آنے والے مسائل اور مصائب کی مبارکباد دیتا ہوں۔"

"فرہاد صاحب! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ میں تو آپ کا دوست بننا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر دوستی کا ثبوت دو۔"

"آپ حکم کریں۔"

"دوستی میں حکم نہیں دیا جاتا۔ مشورہ دیا جاتا ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ اپنی فوج کی کسی دستے کو مارکیو سان کے مرد قیدیوں والے جزیرے کی طرف نہ بھیجنا۔"

"مسٹر فرہاد! مارکیو سان اور اس کے اطراف کے جزیرے ہمارے ہیں۔ یہ ہمارا ملکی معاملہ ہے۔ آپ کیوں مداخلت کر رہے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "میں عارضی طور پر جہاں چاہتا ہوں اپنی مملکت قائم کرلیتا ہوں۔ وہ مرد قیدیوں کا جزیرہ فی الحال میری مملکت ہے۔ جب تک وہاں میرا بیٹا علی ہے' وہاں کا ہر معاملہ میرا ہے۔ تم اپنے ملک اور اپنے عہدے کی سلامتی چاہتے ہو تو ادھر کا رخ نہ کرو اور مارکوسان کے حکام سے کہہ دو کہ میری ہدایت پر عمل کرتے رہیں۔ ورنہ مارکوسان کے دس جزیرے دنیا کے نقشے سے نابود ہو جائیں گے۔"

"ایسی تباہ کن باتیں نہ کرو۔ مجھے اعلیٰ حکام سے مشورہ کرنے کا موقع دو۔"

"میں نے مارکوسان کے حکام کو آدھے گھنٹے کی مہلت دی ہے جس میں سے پندرہ منٹ گزر چکے ہیں۔ میں مزید آدھے گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ امریکی حکام اس معاملے سے دور رہیں گے یا نہیں؟"

"نیا سپر ماسٹر انتونی پاؤلیا اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو میرا چیلنج سنانے لگا۔ سب کی عقل میں یہ بات آئی کہ میرے خیال خوانی کرنے والے زیادہ ہیں۔ ان میں سلوانہ' مونا رو اور تالبوٹ کا اضافہ ہو چکا ہے۔ مزید یہ کہ باربرا بھی شامل ہو گئی ہے۔ اس حساب سے میری ٹیلی پیتھی کی فوج ایسی یلغار کرے گی کہ سچ مچ وہ دس جزیرے سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔

انہوں نے سپر ماسٹر کو مشورہ دیا "فی الحال پیچھے ہٹ جاؤ' فرہاد کو من مانی کرنے دو۔"

وہ بولا۔ "میں نے ابھی یہ عہدہ سنبھالا ہے ایک سپر ماسٹر کی حیثیت سے میدان چھوڑ دوں گا تو میرے سروس ریکارڈ پر دھبا لگ جائے گا۔ پلیز کسی طرح شی تارا یا مرینا کو بلائیں میں کوئی خاطر خواہ جوابی کارروائی کروں گا۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "شی تارا اور مرینا کا پتا نہیں ہے وہ دونوں ہم سے رابطہ نہیں کر رہی ہیں۔ یقیناً فرہاد نے انہیں بے دست و پا بنا دیا ہے۔"

"بے دست و پا اسے کہتے ہیں جو ہاتھوں سے اور پیروں سے کام نہ لے سکیں لیکن وہ دونوں عورتیں خیال خوانی کے ذریعے چھپ کر رابطہ کر سکتی ہیں۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ خیال خوانی کرنے والوں سے چھپنا آسان ہے؟ کیا تم سمجھتے ہو' اس وقت فرہاد ہماری باتیں نہیں سن رہا ہو گا؟"

سپر ماسٹر نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔ "ہاں' وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ کچھ بھی سن سکتا ہے اور کہیں بھی پہنچ سکتا ہے۔"

"ہم اسی لیے کہتے ہیں۔ مارکوسان کے حکام اور فرہاد کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ بعد میں دیکھا جائے گا۔"

انتونی پاؤلیا نے مارکوسان کے حکام سے رابطہ کیا اور ان سے کہا۔ "ہم جزیروں کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے' تم لوگ اپنے طور پر فرہاد سے معاملات طے کر لو۔"

اس نے رابطہ ختم کیا۔ میں نے مارکوسان کے حاکم سے کہا۔ "دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور کہلانے والی حکومت نے میرے مقابلے میں آنے سے انکار کر دیا۔ اس سے تم نے کیا سبق حاصل کیا؟"

حاکم نے کہا۔ "یہی کہ تم اس سپر پاور سے زیادہ پاور رکھتے ہو۔"

"نہیں' میں بھی ایک دن مر جاؤں گا اور موت سے پہلے کمزور ہو جاؤں گا لہٰذا سپر پاور اسے کہتے ہیں جو کبھی کمزور نہیں پڑتی۔ کبھی مرتی نہیں ہے اور وہ پاور صرف خدائے مطلق ہے۔"

"بے شک مسٹر فرہاد! تم درست کہتے ہو۔ ہمیں بتاؤ ہم سے کیا چاہتے ہو؟"

"میں قیدی مردوں کے جزیرے میں تہذیبی اور اخلاقی زندگی چاہتا ہوں۔ انہیں انسانی زندگی کی سہولتیں فراہم کرنا چاہتا ہوں۔"

دوسرے حاکم نے کہا۔ "قیدیوں کی سزائیں یہی ہوتی ہیں کہ انہیں آرام و آسائش اور سہولتیں نہ ملیں۔"

"جرم کرنے والوں میں ایک ذرا درندگی ہوتی ہے لیکن جزیرے میں انہیں جانوروں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور کر کے مکمل درندہ صفت بنا دیا جاتا ہے جب کہ مجرموں کی اصلاح ہونی چاہیے۔"

"ہم انہیں خوراک' دوائیں اور دوسری ضروری چیزیں پہنچاتے ہیں اور آپ کیا چاہتے ہیں؟

"بجلی' پانی' تیل' پختہ سڑکیں' گاڑیاں' اسکول' اسپتال' عبادت گاہیں۔ ان کا مہذب دنیا سے رابطہ اور ازدواجی گھریلو زندگی گزارنے کے لیے عورتیں...."

"جناب! پھر تو وہ جزیرہ جنت بن جائے گا۔ کالے پانی کی سزا نہیں رہے گی۔"

"انہوں نے کافی سزا بھگت لی۔ آئندہ وہ جزیرہ قیدیوں کی آماجگاہ نہیں رہے گا۔ میں جو کہہ رہا ہوں' آپ اس پر عمل کریں۔"

"جناب! وہاں کوئی عورت جانا پسند نہیں کرے گی۔"

"تمہاری آج کی دنیا میں بے شمار عورتیں بن بیاہی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ شادی کے خواب دیکھتے دیکھتے مر جاتی ہیں۔ مارکوسان میں ایسی سیکڑوں لڑکیاں اور عورتیں ہیں۔ اگر تم لوگوں نے کل صبح تک مختلف عمر کی لڑکیوں اور عورتوں کا انتظام نہ کیا تو میں تمہاری حکومت کا تختہ الٹ دوں گا۔ تمہاری جگہ میرے حکمران آئیں گے اور میری ہدایات پر عمل کریں گے۔"

"آپ ناراض نہ ہوں۔ ہم آپ کی ہدایات پر عمل کریں گے اگر ہمارے جزیرے سے لڑکیوں کی مطلوبہ تعداد پوری نہیں ہو گی تو

ہم جنوبی امریکا سے جا کر لڑکیاں لے آئیں گے۔"

"صبح تک جنریٹر بھیج دیں تاکہ کل سے انہیں بجلی کی روشنی ملے ابھی ہیلی کاپٹرز کے ذریعے مسلح سپاہیوں اور افسروں کو روانہ کریں۔ وہ جزیرے کے لوگوں کو آزادی کی خوشخبری سنائیں گے اور انہیں ہدایات دیں گے کہ کل شام سے پہلے صاف ستھرے ہو کر اچھے لباس پہن کر شمالی ساحل پر ایک قطار میں کھڑے ہو جائیں۔ وہاں آنے والی لڑکیاں جنہیں پسند کریں گی ان سے شادی کر دی جائے گی۔ کسی لڑکی پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ وہاں جانے والے سپاہی ان آزاد ہونے والے قیدیوں کو قانون اور شرافت کی حدود میں رکھیں گے۔"

وہ میری تمام ہدایات نوٹ کر رہے تھے اور اسی وقت اپنے ماتحتوں کو احکامات دے رہے تھے۔ میں نے انہیں بتایا کہ کسی طرح ایک بارہ برس کی لڑکی بہت عرصہ پہلے جزیرے میں پہنچ گئی تھی اب اس سے جو اولادیں ہوئی ہیں۔ ان میں نو عدد لڑکیاں اور پختہ عمر کی عورتیں ہیں سپاہیوں کو تاکید کی جائے کہ انہیں پریشان نہ کریں۔ وہ وہاں اپنی پسند کی زندگی گزاریں گی۔

میں وہاں کے حکام کے ساتھ تمام انتظامات کے سلسلے میں مصروف ہو گیا تھا۔ ادھر علی تیمور بوگارڈ ولیج میں تھا۔ بوگارڈ کے بڑے سے مکان میں آ کر رات کا کھانا کھا رہا تھا۔ اس کے ساتھ جزیرے کے تینوں آقا اور نو عدد لڑکیاں اور عورتیں تھیں۔ وہ سب علی سے بہت خوش تھیں اور زندگی میں پہلی بار ہنسنے بولنے اور مردوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کی آزادی کا لطف اٹھا رہی تھیں ورنہ اب سے پہلے انہیں سخت پابندیوں میں رکھا جاتا تھا۔

کھانے کے دوران اچانک گڑبڑ شروع ہو گئی۔ چند شہ زور اس مکان میں زبردستی گھس آئے۔ ان کے ہاتھوں میں کلہاڑیاں' درخت کاٹنے کے آرے اور ہتھوڑے وغیرہ تھے۔ علی دسترخوان سے اٹھ کر ایک طرف چلا آیا۔ بوگارڈ نے غصے سے پوچھا۔ "یہ کیا بدتمیزی ہے۔ یہاں ہم ایک مہمان کی خاطر تواضع کر رہے ہیں اور تم...."

ایک باڈی بلڈر نے کہا۔ "ہم تمہارے مہمان کی ایسی تواضع کریں گے کہ پھر کبھی یہ جزیرے کا رخ نہیں کرے گا۔"

ایک اور پہلوان نما شخص نے کہا۔ "طاقت سے عوام پر حکومت کی جاتی ہے اور عورت اس کی ہوتی ہے' جو چھین لینا جانتا ہے لیکن یہ تمہارا مہمان ہم سے کمتر لوگوں کو عورتوں کا حقدار بنانا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بوڑھے تاحیات یہاں کے آقا رہیں گے۔ یہ ہمیں منظور نہیں ہے۔"

علی نے کہا۔ "عورت چھین لینے کے لیے نہیں محبت کرنے کے لیے ہوتی ہے لیکن تم لوگ محبت کرنا نہیں جانتے۔ تمہاری یہ بات درست ہے کہ حکومت طاقت سے کی جاتی ہے۔ میں نے اپنی طاقت منوالی۔ تمہیں سمجھاتا ہوں کہ باہر چلے جاؤ ورنہ یہاں آپس میں ہی لڑ مرو گے۔"

وہ فضا میں ہتھوڑے والا ہاتھ اٹھا کر علی پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ثانی نے اسے پلٹا دیا۔ اس نے اپنے ہی ساتھی کے سر پر ضرب لگائی۔ وہ ہتھوڑے کی مار تھی' سر پھٹ گیا۔ وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ دوسرے شہ زور نے گرج کر پوچھا۔ "پاگل کے بچے' تو نے اپنے ہی ساتھی کو مارا ہے۔"

دوسرے کے پیچھے کھڑے ہوئے تیسرے باڈی بلڈر نے کہا۔ "پاگل کا بچہ تو ہے۔ تو یہاں مرنے کے لیے آیا ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے کلہاڑی سے حملہ کیا۔ دوسرا بوکھلا گیا سنبھلنے سے پہلے ہی کلہاڑی کا پھل شانے کی ہڈی توڑتا ہوا جسم میں اتر گیا۔ ثانی تنہا نہیں تھی۔ لیلیٰ اور سلمان بھی آ گئے تھے۔ ان میں سے تین پہلوانوں کو آلۂ کار بنا لیا تھا۔ وہ تینوں اپنے ہی ساتھیوں سے لڑتے ہوئے باہر چلے گئے تھے۔

بوگارڈ نے حیرانی سے کہا۔ "تعجب ہے۔ یہ مسٹر علی سے دشمنی کرنے آئے تھے اور آپس میں ہی لڑتے ہوئے باہر چلے گئے ہیں۔"

دوسری بار کالونی کے آقا جانسن نے کہا۔ "جو لوگ دلوں میں نیک جذبے رکھتے ہیں' ان کی مدد فرشتے کرتے ہیں۔ مسٹر علی پر خدا کی رحمت ہے۔"

علی نے مسکرا کر کہا۔ "مسٹر بوگارڈ نے بہت ہی لذیذ کھانے پکوائے ہیں۔ آئیں ہم کھانا تو پیٹ بھر کر کھا لیں۔"

وہ سب دوبارہ دسترخوان کے اطراف بیٹھ گئے۔ ایک لڑکی نے کھانے کے دوران پوچھا۔ "علی انکل! کیا آپ کو مدد کرنے والے فرشتے نظر آتے ہیں؟"

"ہاں بیٹے! کبھی کبھی نظر آتے ہیں۔"

"میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں کہ فرشتے کیسے ہوتے ہیں۔"

اسی وقت ایک پہلوان کھلے ہوئے دروازے سے اندر آ کر گرا پھر تڑپ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس دروازے پر پاشا نے آ کر اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے پھر سر جھکا کر بولا۔ "آقائی تیمور! آپ کا غلام حاضر ہے۔ اس بدبخت نے آپ کی شان میں گستاخی کی تھی اس لیے میں نے اسے جہنم میں پہنچا دیا ہے۔"

علی نے اس لڑکی سے کہا۔ "دیکھ لو بیٹی! یہی وہ فرشتہ ہے جو انکسار سے خود کو غلام کہتا ہے۔"

لڑکی خوش ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ علی نے کہا۔ "پاشا! آؤ اور ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ۔"

وہ بولا۔ "میں خاکسار ہوں' مسند نشیں کے ساتھ کیسے بیٹھ سکتا ہوں۔ بندے کو غلام ہی رہنے دیں۔"

علی نے کہا۔ "نعمت خداوندی کے سامنے نہ کوئی بندہ رہتا ہے نہ کوئی بندہ نواز۔ چلو آ جاؤ۔"

وہ آ کر ادب سے بیٹھ گیا۔ ثانی نے علی کے پاس آ کر پوچھا۔ "یہ غلام پسند آیا؟"

"تم نے اسے کیا بنا دیا ہے؟"

"میں نے تنویمی عمل کے دوران کہا تھا کہ شیطان اور حیوان نہ بنو' بندے بنو۔ یہ بندۂ بے دام بن گیا ہے۔"

"جب شی تارا اس کے دماغ میں آئے گی تب بھی اس کے چور خیالات سے غیر معمولی سماعت و بصارت اور جسمانی اور دماغی توانائی کے فارمولے دریافت نہیں کر سکے گی۔ میں نے وہ تمام فارمولے نوٹ کر کے اس کے دماغ سے مٹا دیے ہیں۔"

"وہ نوٹس کہاں ہیں؟"

"میرے پاس ہیں۔ میں پاپا کو نوٹ کرا دوں گی لیکن ایک قباحت ہے۔ فارمولوں میں بہت سی باتیں اور الفاظ سمجھ میں نہیں آئے۔ پاشا نے اپنے ہاتھوں سے جو فارمولے لکھے ہیں انہیں ایک سیف میں چھپا کر رکھا ہے۔ وہ فارمولے پوری تشریح کے ساتھ واضح ہیں۔"

"وہ سیف کہاں ہے؟"

"صومالیہ کے ایک چھوٹے سے شہر بیضابہ میں ہے۔"

"یعنی افریقہ میں ہے۔ یہ کمبخت فارمولوں کو محفوظ رکھنے کے لیے اتنی دور گیا تھا۔"

"ہاں' اس نے سوچا تھا کہ یہ ترکی کا رہنے والا ہے۔ یورپ اور امریکا کی سیر کرتا رہتا ہے۔ دشمنوں کا تعلق بھی انہی ملکوں سے ہے کوئی افریقہ کی طرف دھیان نہیں دے گا کہ یہ وہاں لے جا کر فارمولے چھپائے گا۔"

"کیا بیضابہ پہنچنے کے بعد وہ فارمولے آسانی سے حاصل کیے جا سکتے ہیں؟"

"نہیں' بیضابہ سے پچیس میل دور گھنے جنگل میں ایک وحشی قبیلہ رہتا ہے۔ اس قبیلے کے سردار نے اسے بہت بڑے بت کے اندر چھپایا ہے۔ اس بت کی اونچائی بیس فٹ ہے۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی کو تراش کر وہ بت بنایا گیا ہے۔"

"کیا وحشی قبیلے کے لوگوں نے پاشا کو نقصان نہیں پہنچایا؟"

اس نے وہاں جانے سے پہلے ان کی زبان سیکھ لی تھی پھر اپنی غیر معمولی جسمانی قوت اور سماعت و بصارت کے ذریعے ان کی نظروں میں دیوتا بن گیا تھا۔"

"ثانی! ان اصل فارمولوں کو حاصل کر کے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانا ہو گا۔ تم ابھی پاپا سے رابطہ کرو اور انہیں فارمولوں کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔ وہ اس سلسلے میں پلاننگ کریں گے۔"

وہ میرے پاس آ گئی۔ یہ فارمولوں کا راز صرف ہمیں معلوم تھا۔ کوئی دشمن یہ راز نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں چھپائے گئے ہیں پھر یہ کہ اب کوئی قابل ذکر دشمن نہیں رہا تھا۔ سپر ماسٹر کو عارضی طور پر ٹھنڈا کر دیا گیا تھا اور شی تارا بھائی سرنا کے معاملے میں مصروف ہو گئی تھی۔ یہودیوں کے پاس ایک قابل ذکر الپا رہ گئی تھی' جس کی کارکردگی کو انہوں نے بہت محدود کر رکھا تھا۔ اسے میدانِ عمل میں آنے نہیں دیا جا رہا تھا۔ یہی حال ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا کا تھا۔ ماسک مین اسے ہم سے ٹکرانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

مختصر یہ کہ ہم مطمئن تھے۔ فی الحال ہمارے معاملات میں مداخلت کرنے یا کسی پریشانی کا سبب بننے والا کوئی نہیں تھا لیکن کبھی کبھی حالات کو سمجھنے اور دوستی دشمنی کا حساب کرنے میں غلطی ہو جاتی ہے۔ مجھ سے بھی غلطی ہو گئی۔

میں نے مرینا کو یہ سوچ کر شی تارا کے پاس جانے دیا تھا کہ شی تارا اس پر تنویمی عمل کرے گی اور اسے اپنی معمولہ بنائے گی تو اس کے دماغ کو لاک کرے گی لیکن ہم میں سے کوئی شی تارا کا لہجہ اختیار کر کے مرینا کے چور خیالات کو پڑھ سکے گا۔ یوں ہم شی تارا کے اقدامات کو سمجھتے رہیں گے۔

پھر یہ کہ مرینا اپنے معیار سے گر چکی تھی۔ پے پے سرنا کی داشتہ بن گئی تھی۔ میں نے اس لیے بھی اصل سرنا کو شی تارا کے حوالے کر دیا کہ مرینا اپنے عاشق سرنا کے ساتھ رہے گی تو سرنا پر بھی ہماری نظر رہا کرے گی۔

لیکن گڑبڑ ہو گئی۔ میں نے شی تارا کی مصروفیات معلوم کرنے کے لیے ایک بار مرینا کی دماغ میں جانا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ شی تارا کی سوچ کی لہروں کو بھی دماغ میں آنے نہیں دیا۔ اس کا مطلب یہی سمجھ میں آیا کہ شی تارا نے عمل کرنے کے دوران کوئی دوسری آواز اور لہجہ نقش کیا ہے۔ اب میں مرینا تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور اس ناکامی کے بعد سرنا بھی میرے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

شی تارا نے اپنے بھائی کو حاصل کرتے وقت وعدہ کیا تھا کہ آئندہ میرے راستے میں نہیں آئے گی۔ اس نے وعدہ پورا کیا۔ خود پیچھے ہٹ گئی اور مرینا کو میری راہ پر لگا دیا۔ اس نے مرینا سے کہا۔ "تم میرا لہجہ اختیار کر کے پاشا کے پاس جاؤ گی تو وہ شی تارا سمجھ کر تم سے باتیں کرے گا۔ تم میرا رول ادا کرو اور معلوم کرتی رہو کہ علی جزیرے میں کیا کرتا پھر رہا ہے۔"

مرینا یہی معلوم کرنے پاشا کے پاس آئی تو اس نے سانس روک لی۔ وہ شی تارا سے بولی۔ "پاشا تمہارے لہجے کو بھی قبول نہیں کر رہا ہے۔ سانس روک لیتا ہے۔"

شی تارا نے خود جا کر آزمایا تو واقعی اس نے بے مروّتی دکھائی اسے دماغ میں آنے نہیں دیا۔ تب وہ سمجھ گئی کہ علی کے خیال خوانی کرنے والوں نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔

مرینا نے کہا۔ "علی کے پاس ثانی آتی رہتی ہے۔ ہمیں علی کے دماغ میں کسی وقت بھی جا کر آزمانا چاہیے۔ جب وہاں ثانی ہو گی تو وہ ہمیں محسوس نہیں کرے گا۔"

شی تارا پہلے ہی شیبا کے باپ برین ہارورڈ کے دماغ میں جا چکی تھی۔ اس نے برین کے پاس آ کر دیکھا تو علی باقی دو آقاؤں اور وہاں

کی عورتوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ پاشا بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ شی تارا نے مرینا سے کہا۔ "علی سر جھکائے خاموشی سے کھانا کھانے میں مصروف ہے۔ ہو سکتا ہے ثانی سے گفتگو میں مصروف ہو۔ تم اس کے دماغ میں جاؤ۔"

"تم وہاں جانے سے کیوں ڈرتی ہو؟"

میں کئی سیون کے دماغ میں دوبار چھپ کر گئی تھی۔ فرہاد نے ہر بار میری چوری پکڑلی پتا نہیں وہ کیسے سمجھ لیتے ہیں۔ علی نے بھی مجھے محسوس کیا تو میری پریشانی بڑھ جائے گی ابھی میں نے دوسرے بھائی سرنا کا برین واش نہیں کیا ہے۔ فرہاد پھر اس پر قبضہ جما لے گا۔"

مرینا علی کے دماغ میں پہنچی۔ شی تارا مرینا کے اندر چھپی ہوئی تھی۔ ان کی توقع کے مطابق علی نے مرینا کو محسوس نہیں کیا۔ کیوں کہ ثانی وہاں بول رہی تھی۔ یوں نادانستگی میں پول کھول رہی تھی کہ پاشا نے کس طرح صومالیہ کے ایک وحشی قبیلے میں ان فارمولوں کو چھپایا ہے۔

شی تارا کی تو چاندی ہو گئی۔ بیٹھے بٹھائے ان فارمولوں کی خفیہ جگہ معلوم ہو گئی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے مرینا کو چوم کر بولی۔ "تم میرے لیے لکی ہو۔ تم نے مجھے دوسرے بھائی سرنا تک پہنچایا اور اب تمہارے ذریعے علی کے پاس پہنچنے سے اتنا اہم راز معلوم ہوا ہے۔"

مرینا نے کہا۔ "ابھی ثانی فرہاد کے پاس گئی ہے۔ ایسے وقت فرہاد بھی ہمیں اپنے اندر محسوس نہیں کرے گا۔"

"نہیں مرینا! وہ شیطانی کھوپڑی رکھتا ہے۔ اس کے پاس بھول کر بھی نہ جانا۔ ورنہ وہ محتاط ہو جائے گا۔"

"تم کہتی ہو تو نہیں جاؤں گی لیکن جانے سے یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ خود صومالیہ جائے گا یا کسی بیٹے وغیرہ کو وہاں بھیجے گا۔"

"وہ جو بھی پلاننگ کرے' جسے بھی وہاں بھیجے۔ وہاں پہنچ کر ان سے لازمی ٹکراؤ ہو گا۔ ہمیں ایسی پلاننگ کرنی چاہیے کہ ٹکراؤ بھی نہ ہو۔ فرہاد کو مجھ پر شبہ بھی نہ ہو اور وہ تمام فارمولے حاصل ہو جائیں۔"

سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے والی تدبیر مشکل ہی سے دماغ میں آتی ہے۔ وہ دونوں اپنی اپنی جگہ تدبیریں سوچنے لگیں۔

***

موجودہ دور میں کون سا ایسا مسلمان ملک ہے جو بڑے بڑے مسائل سے دوچار نہ ہو۔ کتنے ہی اسلامی ممالک میں خانہ جنگی جاری ہے۔ مسلمان آپس میں کٹ مر رہے ہیں۔ جو ممالک امیر کبیر ہیں' وہ امریکا کے زیر اثر ہیں۔ اس سپر پاور کے حکم کے بغیر بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کو مالی اور فوجی امداد نہیں دے سکتے۔ صرف ایمان افروز بیانات دے کر اس مسئلے کو ٹال رہے ہیں۔ پینتالیس برسوں سے کشمیری مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ نہیں ہو پایا۔

اسی طرح صومالیہ کی خانہ جنگی اور قحط سالی ثابت کر رہی ہے کہ آئندہ چند برسوں میں وہاں کوئی مسلمان زندہ نہیں رہے گا۔

اس سے پہلے کہ میں وہاں اپنی داستان کا سلسلہ جاری رکھوں' اپنے قارئین کو وہاں کا کچھ پس منظر دکھانا چاہتا ہوں۔ صومالیہ وسط افریقہ کے مشرقی ساحل پر ہے اور ساحلی شہر موگادشو اس کا دارالسلطنت ہے۔ یہاں چھبیس برس تک قائم رہنے والی آمریت نے ملک کو تباہی کے دہانے تک پہنچا دیا۔ اس حکومت کا خاتمہ ہوتے ہی خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ وہاں کئی گروہ بن گئے۔ علاقے تقسیم ہو گئے۔ وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں طاقت کا مظاہرہ کر کے پورے ملک پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ ایسے میں خشک سالی نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ وہاں ایسا قحط پڑا کہ غریب عوام ایک ایک دانے کو ترس گئے۔ مغربی خبر رساں ایجنسیوں کے سروے کے مطابق وہاں بھوک اور بیماریوں سے روزانہ دو ہزار افراد مر جاتے ہیں۔

مرنے والوں کی یہ تعداد دیکھ کر انسانیت کو شرم آنی چاہیے۔ اب تھوڑی تھوڑی شرم آ رہی ہے۔ امریکا اور دوسرے بڑے ممالک تھوڑی تھوڑی امداد بھیج رہے ہیں۔ سعودی عرب نے دس ملین ڈالر کا سامان متاثرین کے لیے بھیجا ہے۔ خانہ جنگی کے باعث یہ امداد بھی پوری طرح نہیں پہنچتی ہے۔ راستے میں لوٹ لی جاتی ہے۔

اب سوچا جا رہا ہے کہ مختلف ممالک سے مختصری فوج وہاں بھیجی جائے تاکہ ڈاکوؤں اور شرپسندوں کو گرفتار کیا جا سکے اور وہاں قانون کی عملداری ممکن بنائی جا سکے۔ ابھی صرف سوچا جا رہا ہے' آپس میں مشورے ہو رہے ہیں اُدھر خاک ہو جائیں گے وہ زلف کے سر ہونے تک۔

***

باربرا تندرست ہو گئی تھی۔ پارس کے ساتھ ایک پارک میں ٹہل رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "میں نے کبھی کسی کے ساتھ نیکی کی ہو گی اسی لیے ایک نیک خاتون نے میرے ساتھ نیکی کی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتیں تو اسپتال میں آپریشن کے بعد کتنے ہی خیال خوانی کرنے والے میرے دماغ میں گھس آتے۔"

پارس نے کہا۔ "دل صاف ہو' نیت اچھی ہو اور ارادے نیک ہوں تو راہ میں اچھے ہم سفر ملتے رہتے ہیں۔"

"کیا تم کچھ بتا سکتے ہو کہ وہ نیک خاتون کون ہو سکتی ہیں؟"

پارس جانتا تھا لیکن اپنی ماما آمنہ فرہاد کی روحانی قوتوں کے ذکر کی ممانعت تھی۔ اس نے کہا۔ "وہ نیک خاتون تمہارے پاس آتی رہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے اور تم مجھ سے پوچھ رہی ہو۔"

"اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ خاتون نے مجھے تمہارے پاپا پر بھروسا کرنے اور ان کے سائے میں رہنے کی ہدایت کی تھی۔"

"تم نے پاپا سے اس سلسلے میں دریافت کیا؟"

"ہاں' پاپا کہتے ہیں۔ وہ خاتون ان کے لیے بھی اجنبی ہیں۔ خاتون نے انہیں بھی ہدایت کی ہے کہ وہ مجھے اپنی بیٹی بنا کر میری حفاظت کریں۔"

"باربرا! ہماری زندگی میں بعض ایسی باتیں ہو جاتی ہیں' جو ہماری سمجھ سے بالا تر ہوتی ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معما حل ہوتا رہتا ہے اور بات سمجھ میں آتی جاتی ہے۔"

"درست کہتے ہو۔ خاتون نے بھی مجھے کچھ اسی طرح سمجھایا تھا کہ کچھ باتیں اپنے ایک خاص وقت پر سمجھ میں آتی ہیں۔"

"یہ بتاؤ اب تم کیسی زندگی گزارنا چاہو گی؟"

"میرے ساتھی جیری نے دھوکے سے آپریشن کرا دیا لیکن میں ایک مکمل لڑکی بننے کے باوجود اپنے اندر عورت پن محسوس نہیں کرتی ہوں۔ میں بچپن ہی سے لڑکوں جیسی زندگی گزارتی آئی ہوں اور آئندہ بھی ایسی ہی زندگی گزاروں گی۔ ایکشن اور خطرات سے بھرپور۔"

"میری سونیا مما' پوپی آنٹی اور میری ہونے والی بھابی سونیا ثانی بھی ایکشن اور خطرات سے بھرپور زندگی گزارتی رہی ہیں لیکن وہ فطرتاً عورتیں ہیں اور عورت کے حصے کی زندگی بھی گزارتی ہیں۔"

"میری عقل نہیں مانتی کہ میں بھی ایسا کروں گی۔ پلیز پارس! مجھ سے خوب دوستی کرنا اور دوستی میں مجھ سے جان مانگ لینا۔ میں جان دے دوں گی لیکن مجھ سے عشق کبھی نہ کرنا۔"

"کیا تم ڈرتی ہو کہ میں تم سے عشق کروں گا تو تم اسیر ہو جاؤ گی؟"

"میں بھلا کیوں ڈروں گی؟"

"پھر دل والوں کو طلبگار رہنے دو۔ تم اپنی ستم گری جاری رکھو۔ اپنا کام تم کرو۔ ہمارا کام ہمیں کرنے دو۔"

میں نے پارس کے پاس آکر کوڈ ورڈز ادا کیے پھر کہا۔ "باربرا سے کہو' میں موجود ہوں۔ میں جو باتیں کہوں گا' وہ تم اسے بھی سناتے جاؤ گے۔"

پھر میں پاشا کے اہم فارمولوں کے متعلق تمام باتیں تفصیل سے بتانے لگا۔ تمام تفصیلات سے آگاہ ہونے کے بعد پارس نے کہا۔ "بظاہر تو ایسا ہی لگ رہا ہے کہ صومالیہ کے اس گھنے جنگل تک راستہ صاف ہے' کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن میرا دل نہیں مانتا کہ کسی دشمن کو ان فارمولوں کی بُو نہیں ملی ہو گی۔"

میں نے کہا۔ "تم مطمئن نہیں ہو' یہ اچھی بات ہے لیکن صومالیہ کے شرپسندوں کے مختلف گروہ راہ کی رکاوٹیں بنیں گے۔"

باربرا نے کہا۔ "پاپا! ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ ہم وحشی قبیلے کی زبان نہیں جانتے ہیں۔ ان سے دوستی کرنا اور ان کے دماغوں میں جانا محال ہو گا۔"

"بیٹی! میں چاہتا ہوں تم پارس کے ساتھ جاؤ۔"

"یہ تو میرے لیے بڑی خوشی کی بات ہے۔"

پارس نے کہا۔ "پاپا! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہاں کے بار فام حبشی گوری چمڑی والیوں کو نمکین پانی میں ابال کر کھا جاتے ہیں۔"

"کیا میں تمہیں احمق نظر آتی ہوں۔ اب افریقہ میں انسان کا گوشت کھانے والے وحشی قبیلے نہیں رہے۔ میں تو ضرور جاؤں گی۔"

پارس نے مجھ سے کہا۔ "پاشا ان کی زبان جانتا ہے' کیا وہ بھی ہمارے ساتھ جائے گا؟"

"وہ ساتھ رہے گا تو اس کے پیچھے دشمن چلے آئیں گے۔ ٹی تارا اور پے پے سرتا ان فارمولوں کو ضرور حاصل کرنا چاہیں گے۔"

باربرا نے کہا۔ "ایک تدبیر ہے۔ میں پاشا کے دماغ میں جا کر وہ زبان سن سکتی اور سیکھ سکتی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "اچھی تدبیر ہے لیکن یوں سیکھنے میں کئی دن لگ جائیں گے۔ تنویمی عمل کے ذریعے وہ زبان تمہارے دماغ میں نقش کی جا سکتی ہے۔"

"کیا یہ ممکن ہے پاپا؟"

"کیوں نہیں۔ پہلے میں تمہیں ٹرانس میں لا کر معمول بناؤں گا پھر اُدھر پاشا کے دماغ سے اس زبان کے الفاظ اور فقرے سنتا جاؤں گا اور ادھر تمہارے دماغ میں وہ سب کچھ نقش کرتا جاؤں گا۔"

"یہ میرے لیے ایک نیا تجربہ ہو گا۔ میں تیار ہوں۔ آپ مجھ پر عمل کریں۔ ہم ابھی گھر جا رہے ہیں۔ میں بیڈ روم میں جا کر لیٹ جاؤں گی۔"

وہ پارس کی رہائش گاہ کی سمت جانے لگی۔ میں نے فرانس کے حاکم سے رابطہ کیا پھر کہا۔ "صومالیہ کے فاقہ زدہ عوام کے لیے اناج' کپڑے اور دواؤں کی ضرورت ہے۔ آپ ایک ہیلی کاپٹر کا بھی انتظام کریں۔ ایک ٹیم بنائی جائے' جس میں صحافی فوٹو گرافر اور دوسرے رضا کار ہوں گے۔ اس ٹیم میں میرا بیٹا پارس اور ایک لڑکی باربرا ہو گی۔ وہ ٹیم ان دونوں کی رہنمائی میں کام کرے گی۔"

حاکم نے پوچھا۔ "کیا ٹیم میں جاسوس اور فائٹروں کو رکھا جائے؟"

"جی ہاں۔ ایسے افراد کو ترجیح دیں' جو افریقی جنگلات اور وہاں کے قبیلوں کے متعلق خاصی معلومات رکھتے ہوں۔"

میں بیک وقت کئی جگہ مصروف تھا۔ میں نے باربرا سے کہا۔

"تھوڑا انتظار کرو۔ میں جزیرہ مارکوسان کی خبر لے کر آتا ہوں۔"

مارکوسان کے حکمران اور فوجی افسران میری ہدایت پر عمل کر رہے تھے۔ مرد قیدیوں کے جزیرے میں مسلح پولیس کے تمیں سپاہی اور چار افسران پہنچ گئے تھے۔ یوگارڈ ولیج کے ایک مکان کو ہیڈ کوارٹر بنا لیا تھا۔ ریڈیو وائرلیس اور ٹرانسمیٹر وغیرہ پہنچ گئے تھے۔ ایک موبائل فون بھی تھا۔ ان ذرائع سے مارکوسان کی انتظامیہ سے رابطہ قائم تھا اور مرد قیدیوں کے جزیرے میں ضرورت کی تمام چیزیں پہنچائی جا رہی تھیں۔

جزیرے کے لوگ اتنے خوش تھے کہ دوسرے دن انتظار میں تمام رات جاگتے رہے کیوں کہ دوسرے دن ہر شخص کے گھر میں دلہن آنے والی تھی۔ زندگی کی دوسری آسائشیں میسر ہونے والی تھیں۔ انہیں پہلی بار بھرپور انسانی زندگی گزارنے کا موقع ملنے والا تھا۔

اب وہ ساحل پر بھی جا سکتے تھے اور سمندر میں نہا سکتے تھے سب نے اس روز شیو کیا۔ اچھی طرح غسل کرنے کے بعد صاف ستھرے کپڑے پہنے پھر ساحل پر دور دور تک ایک قطار میں کھڑے ہو گئے۔ ڈیک کے آس پاس کئی لانچیں کھڑی ہوئی تھیں۔ ہر عمر کی لڑکیاں اور عورتیں رنگ برنگے لباس میں ایک ایک لانچ سے نکل رہی تھیں اور ایک قطار میں ان مرد قیدیوں کے روبرو کچھ فاصلے پر کھڑی ہو رہی تھیں۔ ان کے درمیان مسلح سپاہیوں کی دیواریں حائل تھیں۔

تمام مرد قیدی ان عورتوں کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ خوشی سے کھلے ہوئے منہ بند کرنا بھول گئے تھے۔ انہوں نے خواب میں بھی ایک عورت بھی نہیں دیکھی تھی۔ اب اتنی ساری دیکھ کر یقین نہیں آ رہا تھا کہ دنیا میں اتنی عورتیں پیدا ہوتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک ملنے والی ہے۔

لاؤڈ اسپیکر سے آواز ابھرنے لگی۔ علی کہہ رہا تھا۔ "دوستو! میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا علی تیمور ہوں اور تمہیں ایک نئی آزاد اور انسانی زندگی پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔"

"آج تمہاری زندگی میں عورت داخل ہو رہی ہے۔ اس عورت کے بغیر تم نے دیکھا ہے کہ انسان مہذب نہیں رہتا اور غیر فطری زندگی گزارتے ہوئے جانور بن جاتا ہے۔ آج کے بعد سے تم دیکھو گے کہ ہماری یہ عارضی دنیا کیسے عورت سے مکمل ہوتی ہے۔ گھر گرہستی' تہذیب' سلیقہ' مرد کی مسرتیں اور اولاد کی خوشیاں سب اسی عورت کے دم سے ہیں۔"

"اس عورت کو قبول کرنے سے پہلے یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ یہ تمہاری کنیزیں نہیں ہیں۔ دوست ہیں' شریک حیات ہیں۔ ان سے نرمی سے پیش آؤ۔ ان پر بے جا ظلم کرنا مذہب اور قانون کے خلاف ہے۔ تم میں سے جو شخص ان سے غلط رویّہ اختیار کرے گا اسے سخت سزائیں دی جائیں گی۔ جو ان پر مہربان رہے گا اور ان کے ساتھ محبت سے پیش آئے گا اسے اچھا گھر' اچھی اولاد اور اچھا مستقبل ملے گا۔"

"اور میں ان عورتوں سے مخاطب ہوں۔ میری بہنو! اگر تم میں سے کسی پر جبر کیا گیا ہے اور یہاں جبراً لایا گیا ہے تو وہ میرے پاس چلی آئے۔ میں اسے عزت آبرو کے ساتھ اس کے گھر پہنچا دوں گا۔"

"تم نے' تمہارے والدین نے اور سرپرستوں نے بیان دیا ہے کہ تم اپنی مرضی سے' اپنی خوشی سے یہاں شادی کر کے گھر بسانا چاہتی ہو۔ تم میں سے ہر لڑکی کو یہ حق ہے کہ وہ گھوم پھر کر اس جزیرے کے ہر شخص کو دیکھے' اس سے کچھ باتیں کرے پھر جیون ساتھی بنانے کے لیے اسے پسند کرے۔ اس وقت شام کے چار بجے ہیں۔ رات کے نو بجے تک تمہاری شادیاں کر دی جائیں گی۔"

"یہاں یہودیوں کے لیے ربّی' عیسائیوں کے لیے پادری اور مسلمانوں کے لیے قاضی موجود ہیں۔ یہ معزز مذہبی پیشوا تم لوگوں کا نکاح پڑھائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ تم سب یہاں مہذب انسانوں کی طرح زندگی گزارو گے؟"

علی کے بعد ایک پولیس افسر نے مائیک پر آکر کہا۔ "تم سب اس ساحلی علاقے میں صرف تین کلو میٹر کی حدود میں رہو گے۔ بدتمیزی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کرنے والوں سے سختی سے نمٹا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی لڑکیوں کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور پوری آزادی سے جیون ساتھی کا انتخاب کریں۔"

پھر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے موسیقی دور تک گونجنے لگی۔ تقریباً پچاس برس کے بعد پہلی بار اس جزیرے کے لوگ موسیقی سن رہے تھے ورنہ وہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بے ڈھنگے ساز بجایا کرتے تھے۔ سر' سنگیت' رنگ' پیرہن' شاعری اور حسن و شباب نہ ہوں تو دنیا میں صرف ویرانی اور سناٹا رہ جائے گا۔ وہ لڑکیاں ہاتھوں میں پھول لیے گھوم رہی تھیں۔ ان مرد قیدیوں کو اچھی طرح دیکھ رہی تھیں' ان سے باتیں کر رہی تھیں۔ جو دل کو نہیں بھاتا تھا' اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتی تھیں۔ اکثر مرد ان کی خوشامدیں کر رہے تھے۔ "مجھے پسند کر لو۔ میں تمہارے ناز اٹھاؤں گا۔"

کوئی کہہ رہا تھا۔ "میں کھانا پکانا جانتا ہوں۔ گھر کے سارے کام کر لیتا ہوں۔ اپنے آنگن میں جھولا ڈالوں گا اور تمہیں جھلاتا رہوں گا۔"

ایک پہلوان ایک حسین عورت سے کہہ رہا تھا۔ "مجھ پر مہربان ہو جاؤ' خدا تم پر مہربان ہو گا۔ میں بہت شہ زور ہوں لیکن عورت کے بغیر کمزور ہوں۔ تم میری شہ زوری بن جاؤ۔"

وہ جزیرہ بہت خوبصورت ہو گیا تھا۔ وہاں کا ہر شخص درندگی نہیں محبت چاہتا تھا اور محبت مانگ رہا تھا۔ محبت ایسی چیز ہے جو ہر دل میں ہوتی ہے اور ہر آنکھ سے ملتی ہے۔ انہیں بھی ایک ایک کر کے مل رہی تھی۔ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں سب نے ایک دوسرے کو پسند

کرلیا۔ حتیٰ کہ بوڑھوں کو بھی عمر رسیدہ عورتیں مل گئیں۔ صرف وہ رہ گئے جو مقابلوں میں زخمی اور اپاہج ہو گئے تھے۔ انھیں علاج کے لیے مارکیوسان بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔

برین ہارورڈ کا داماد یعنی شیبا کی بڑی بہن کا شوہر بھی وہاں کسی حسینہ کی نظرِ کرم کے لیے آیا تھا۔ برین نے پوچھا۔ "تم کیوں آئے ہو؟ تم تو میری بیٹی کے شوہر ہو۔"

وہ بولا۔ "شوہر تھا۔ اب نہیں ہوں۔ پتا نہیں وہ کل رات سے کہاں بھاگ گئی ہے۔"

علی نے کہا۔ "وہ اس جزیرے سے باہر نہیں جاسکے گی۔ اسے تلاش کرو۔"

"میں صبح سے تلاش کرتا رہا ہوں۔ جو عورت مجھے پسند نہیں کرتی میں اسے بیوی بنا کر نہیں رکھوں گا۔ آج نئی شادی کروں گا۔"

ثانی نے کہا۔ "علی! اس نے آج صبح منہ اندھیرے ہی اپنی بیوی کو قتل کیا ہے اور اسے اپنے گھر کے قریب دریا کے پاس دفن کیا ہے۔"

علی نے پولیس افسر سے کہا۔ "اس کمبخت کے ساتھ جاؤ۔ یہ بتائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو قتل کر کے کہاں چھپایا ہے۔ ثبوت ملتے ہی آپ اسے بھی یہاں لا کر تمام لوگوں کے سامنے سزائے موت دیں تاکہ دوسرے بھی عبرت حاصل کریں اور دوسری حاصل کرنے کے لیے پہلی بیوی پر کوئی ظلم نہ کریں۔"

وہ اسے پکڑ کر لے گئے۔ قاتل کبھی نہ بتاتا کہ اس نے لاش کہاں چھپائی ہے لیکن ثانی نے اس کے اندر رہ کر اسے مجبور کیا۔ اس نے وہ جگہ بتائی جہاں سے کھدائی کے بعد وہ لاش برآمد ہوگئی۔ اس شخص کو پھر ساحل پر لایا گیا اور لوگوں سے کہا گیا کہ سب اسے دو دو ہاتھ ماریں۔ اب پولیس اور فوج کو ملا کر وہاں سوا تین سو افراد ہو گئے تھے۔ ان کی مار کھاتے کھاتے وہ نیم مردہ ہو گیا۔ تقریباً ڈھائی سو عورتیں اس پر تھوکتی رہیں' آخر اسے گولی مار کر سمندر میں پھینک دیا گیا۔

ان تمام عورتوں کو پہلے سے سمجھا دیا گیا تھا کہ جس شخص نے سرخ رنگ کی شرٹ پہنی ہو گی' اسے کوئی جیون ساتھی بنانے کے لیے پسند نہ کرے۔ پاشا نے وہ شرٹ پہنی تھی۔ وہ پچھلی رات سے ہی علی کی خوشامد کر رہا تھا کہ جزیرے میں عورتیں آئیں گی تو ان میں سے ایک اسے بھی ملنی چاہیے۔

علی نے اسے سمجھایا۔ "تم یہاں ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آئے ہو۔ ہم جلد ہی یہاں سے چلے جائیں گے۔"

وہ بولا۔ "اس غلام کو اپنے ساتھ نہ لے جاؤ۔ میں یہاں کسی حسینہ کے ساتھ ساری عمر گزاروں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ تم یہی چاہتے ہو تو کل طلبگاروں کی قطار میں کھڑے ہو جانا اور یہ یاد رکھنا کہ تم کسی کو پسند نہیں کرو گے۔ کوئی تمھیں پسند کرے گی۔"

جب لڑکیاں ساحل پر آئیں تو وہ بھی قطار میں کھڑا ہوا تھا۔ ایک سے ایک حسین لڑکی اس کے پاس آتی تھی پھر اس کی سرخ شرٹ دیکھ کر آگے چلی جاتی تھی۔ اس نے کہا۔ "ارے! یہ کیا ہو رہا ہے؟ آتی ہے' ٹھیک طرح دیکھتی بھی نہیں اور آگے چلی جاتی ہے۔"

اس نے ایک لڑکی سے کہا۔ "سنو! مجھے ذرا اچھی طرح دیکھو۔ سر سے پاؤں تک کوئی عیب نہیں ہے۔ میں اتنا طاقتور ہوں کہ گھونسا مار کر پہاڑ توڑ سکتا ہوں۔"

وہ لڑکی سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔ "او گاڈ! تم تو پکڑتے ہی میری ہڈی پسلی توڑ دو گے۔"

وہ آگے بھاگ گئی۔ پاشا نے سوچا۔ "غلطی ہو گئی۔ کسی نازک اندام کے سامنے پہلوان نہیں بننا چاہیے۔ اب میں شیخی نہیں بگھاروں گا۔"

دوسری لڑکی آئی تو اس نے کہا۔ "میں ایک عام سا انسان ہوں۔ محنت سے کماتا ہوں۔ تمھیں تینوں وقت کھلاؤں گا۔ میں کوئی غیر معمولی طاقت والا نہیں ہوں۔ کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتا۔"

وہ بولی۔ "اگر دو چار غنڈے مجھے پکڑلیں تو تم تماشا دیکھو گے کیوں کہ طاقت ور نہیں ہو اور لڑنا جھگڑنا نہیں جانتے ہو۔"

"ہاں' مگر......"

"اگر مگر کچھ نہیں۔ جیون ساتھی کے لیے ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔"

وہ آگے بڑھ گئی۔ سرخ ستارے سے دور چلی گئی۔ تیسری آئی تو اس نے ہونٹوں کو سختی سے بند کر لیا یہ طے کر لیا کہ کچھ نہیں بولے گا۔ تیسری نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا پھر پوچھا۔ "کیا تم کچھ کہنا چاہو گے؟"

اس نے انکار میں سر ہلایا۔ وہ افسوس کے انداز میں سر ہلا کر بولی۔ "بیچارہ گونگا ہے۔"

وہ جھلا کر بولا۔ "کیا میں تمھیں گونگا نظر آتا ہوں؟"

وہ سہم کر بولی۔ "تم تو ذرا سی بات پر غصہ ہو گئے۔ تمھارے ساتھ زندگی نہیں گزرے گی۔ سوری۔"

وہ بھی چلی گئی۔ ابھی بہت سی تھیں۔ پاشا کو پھر غلطی کا احساس ہو گیا تھا کہ عورت کو غصہ دکھانے سے وہ کبھی نکاح قبول نہیں کرے گی۔ اس بار اس نے آنے والی کے سامنے خوش مزاجی دکھائی۔ مسکراتے ہوئے بولا۔ "میرا نام یوسف البرہان ہے اور تمھارا نام؟"

وہ ناگواری سے بولی۔ "اونہہ' تو تم سعودی عرب کے ہو' میں اسرائیلی ہوں۔"

وہ حسینہ یہودی تھی۔ وہ بھی چلی گئی۔ وہ پیچ و تاب کھاتے ہوئے سوچنے لگا۔ "آخر کیا بات ہے؟ کوئی مجھے گھاس نہیں ڈال رہی ہے۔"

اس نے پاس کھڑے ہوئے شخص سے پوچھا۔ "کیا میرے کالک لگی ہے یا میں بدصورت نظر آتا ہوں۔"

جب وہ شخص جواب نہ دے سکا۔ اسے ایک حسینہ پسند کر کے لے گئی۔ اس کے دوسری طرف کھڑا ہوا شخص بھی ایک عورت کے ساتھ چلا گیا۔ سب ایک ایک کر کے جا رہے تھے۔ قطار ختم ہوتی جا رہی تھی۔ جو اس سے عمر میں زیادہ تھے اور اس کی طرح صحت مند نہیں تھے بلکہ بیمار نظر آتے تھے' انھیں بھی لڑکیاں پسند کر کے لے گئیں۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ اکیلا کھڑا رہ گیا تھا۔

علی نے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے کہا۔ "پاشا! میں نے پہلے ہی سمجھایا تھا کہ کسی کے طلبگار نہ بنو۔ بہرحال بزرگ کہتے ہیں کہ رشتے آسمانوں پر طے ہوتے ہیں۔ تمھارا رشتہ بھی آسمان پر طے ہو چکا ہے۔ وہ دیکھو تمھارے لیے آسمان سے اتر کر آرہی ہے۔"

پاشا نے سر اٹھا کر دیکھا۔ لانچ کی بلندی سے ایک حسینہ اتر رہی تھی۔ اس نے بہترین لباس پہنا تھا۔ دلہن کی طرح بن سنور کر آرہی تھی۔ پاشا اسے دیکھتے ہی گھبرا کر بولا۔ "مریم! نہیں نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ میں یہاں سے بھاگ جاؤں گا۔"

وہ بھاگنے لگا۔ ایک افسر نے اسے ریوالور کے نشانے پر رکھ کر پوچھا۔ "بے وقوف کے بچے! اس جزیرے سے کوئی باہر نہیں جاتا۔ تم بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟ جہاں جاؤ گے وہاں یہ آسمانی رشتہ نظر آئے گا۔ شرافت سے قبول کر لو۔"

وہ شکست خوردہ سا ہو کر ریت پر بیٹھ گیا۔

❁❁❁✱✱❁❁❁

شی تارا نے قیدی سرنا کو حاصل کرتے ہی اس پر تنویمی عمل کیا تھا اور اس سے نشے کی عادت چھڑا دی تھی پھر سرنا نے نارمل ہونے کے بعد بچپن سے اب تک کی کچھ ایسی باتیں سنائی تھیں جو صرف سگے بھائی کو ہی معلوم تھیں پھر اس کی نشست و برخاست اور ایک ایک حرکت سے ثابت ہوتا تھا کہ وہی سگا بھائی ہے کوئی ڈمی سرنا ایک ایک حرکت اور اپنے فطری مزاج کا مظاہرہ اس طرح نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے نارمل ہونے کے بعد بہن سے پوچھا۔ "بھائی کی جان! تو کہاں ہے؟ میرے سامنے کیوں نہیں آتی؟"

"تو جانتا ہے بھائی! میں پہلے بھی کسی کے سامنے نہیں آتی تھی۔"

"لیکن میری آنکھوں میں ٹھنڈک بن کر رہتی تھی۔"

"ہاں' اب بھی رہوں گی لیکن حالات سازگار نہیں ہیں۔ نشے نے تیرے حساس دماغ کو ناکارہ کر دیا ہے۔ تو پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے۔"

"اس کے باوجود برسوں کی عادت موجود ہے۔ ڈیڑھ گھنٹے نہ سہی دس منٹ کے لیے ضرور سانس روک لیتا ہوں۔"

"بھائی! تجھے ڈیڑھ گھنٹے کے ٹارگٹ تک پہنچنا ہے جس دن وہ کھوئی ہوئی توانائی حاصل کر لے گا مجھے یقین ہو جائے گا کہ تو فرہاد کے طلسم سے نکل گیا ہے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ "فرہاد نے مجھے بہت ذلیل و خوار کیا ہے۔ مجھے اپنی آتما شکتی اور جسمانی قوت پر بڑا ناز تھا لیکن اس نے مجھے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔"

"بھائی سرنا! وہ باپ بیٹے بڑے چالاک ہیں' مقابل کو ٹکرا دیکھ کر مقابلہ نہیں کرتے' اسے مکاری سے زیر کرتے ہیں۔ یوسف پاشا غیر معمولی جسمانی قوت کا مالک ہے۔ کسی فولادی روبوٹ کو بھی توڑ سکتا ہے لیکن وہ لڑنے کے فن سے واقف نہیں ہے۔ علی نے اسے داؤ پیچ سے اور مکارانہ چالوں سے شکست دے کر اپنا غلام بنا لیا ہے۔"

"یہ یوسف پاشا کون ہے؟"

اصل پے پے سرنا کو پاشا کی غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی قوتوں کے متعلق کچھ نہیں معلوم تھا۔ پاشا ایسے وقت منظر عام پر آیا تھا جب سرنا میری قید میں پہنچ گیا تھا۔ شی تارا اسے پاشا کے متعلق بتانے لگی۔ سرنا حیرانی سے سن رہا تھا۔ بہن نے اسے یہ نہیں بتایا کہ پاشا کے خفیہ فارمولوں کا سراغ مل گیا ہے اور وہ صومالیہ کی سمت جانے کے لیے پر تول رہی ہے۔ اسے شبہ تھا کہ میں سرنا کے اندر چھپ کر ان کی باتیں سن رہا ہوں۔ اسی لیے وہ سگے بھائی سے بھی راز چھپا رہی تھی۔

سرنا نے کہا۔ "بہن تارا! یہ پاشا تو زبردست صلاحیتوں کا مالک ہے۔ یہ ہمارے لیے بہت بڑی طاقت بن سکتا تھا۔ تو نے اسے ہاتھ سے جانے دیا' یہ اچھا نہیں کیا۔"

"میں کیا کرتی۔ تیرے بعد اکیلی رہ گئی تھی۔ مجھے کئی محاذوں پر لڑنا پڑتا تھا۔ میں تیری رہائی اور سلامتی کے سلسلے میں اِدھر مصروف رہی' اُدھر علی اور ثانی نے پاشا کو غلام بنا لیا۔"

"تجھے پاشا نہیں مل سکا لیکن اب ہمیں اس کے فارمولوں کو کسی طرح حاصل کرنا ہو گا۔"

"یہ بھی ناممکن ہو گیا ہے۔ ثانی نے اس کے چور خیالات پڑھ کر تمام فارمولے معلوم کر لیے ہوں گے۔"

"میں پاشا کو ان سے چھین کر لے آؤں گا۔"

"اس کے لیے جوش میں نہ آ اور جلدی نہ کر۔ پاشا کے دماغ میں وہ فارمولے تاحیات محفوظ رہیں گے۔ ہم کوئی مناسب موقع دیکھ کر کسی دن اسے حاصل کر لیں گے اور وہ تمام فارمولے اس کے دماغ سے چرا لیں گے۔ اس مقصد کے لیے تجھے جلد سے جلد پہلے جیسا سرنا بن جانا چاہیے۔"

میں ان بہن بھائی کی باتیں سن رہا تھا اور مطمئن ہو رہا تھا کہ شی تارا کو وہ جگہ معلوم نہیں ہے جہاں وہ فارمولے چھپائے گئے ہیں۔ اس نے کئی بار مجھ سے نقصانات اٹھا کر اب سنبھلنا اور میرے خلاف چالیں چلنا سیکھ لیا تھا اور وہ بڑی کامیابی سے مجھے

دھوکا دے رہی تھی۔

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ سوچنے لگی فرہاد وہ فارمولے حاصل کرنے خود صومالیہ جائے گا یا اپنے کسی بیٹے کو بھیجے گا؟

دراصل وہ خود بھیس بدل کر جانا چاہتی تھی۔ ارادہ تھا کہ مرینا ایک مضبوط ٹیم بنا کر وہاں جائے گی۔ اس کے پیچھے وہ خود رہے گی۔ مرینا کو بھی نہیں بتائے گی کہ وہ اس کے قریب ہی کہیں موجود ہے۔

ابھی خود جانے کا مصمم ارادہ نہیں تھا۔ اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ وہاں پارس جانے والا ہے تو وہ خواب میں بھی اُدھر نہ جاتی۔ اسی لیے یہ جاننا ضروری تھا کہ ہم باپ بیٹوں میں سے کون جا رہا ہے؟

یہ معلوم کرنے کے لیے پارس کے پاس آئی۔ اس نے پوچھا۔ "کوڈ ورڈز سناؤ۔"

"میں ثی تارا ہوں۔"

"اچھا تارا ہو۔ کیا قسمت کا تارا چمکانے آئی ہو۔"

"تمہارے پاس کبھی چمکنے نہیں آؤں گی۔"

"کیا بجھنے آئی ہو؟"

"توبہ ہے' بہت بولتے ہو۔ میرے آنے کی وجہ نہیں پوچھو گے؟"

"اتنی دیر سے یہی پوچھ رہا ہوں لیکن پوچھنے کا انداز تمہاری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"پہلے تو میں تمہارے پاپا کی عظمت کا اعتراف کرنے آئی ہوں۔ انہوں نے میرے سگے بھائی کو رہا کر دیا ہے۔ اب وہ میرے پاس ہے۔"

"خوشی ہوئی کہ تم نے پاپا کی عظمت کو سمجھا ہے۔ اپنے بھائی کی جلدی شادی کر دو۔ ورنہ پہلے کی طرح آزاد گھومتا رہے گا تو آئندہ میونسپلٹی والے پکڑ کر لے جائیں گے۔"

"فضول باتیں بہت کرتے ہو۔ میرے آنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آج کل تم خوابوں میں آنے لگے ہو۔"

"بھوکے پیٹ سوتی رہو گی تو ایسے ہی مرغ مُسلّم نظر آتے رہیں گے۔"

"کیا تم مذاق سمجھ رہے ہو؟"

"اور کیا سمجھوں؟ تمہارے ستارے کہتے ہیں' میرے قریب نہ آؤ' پھر خوابوں میں کیسے آتا ہوں؟"

"یہ نفسیاتی حقیقت ہے۔ اگر کوئی دل میں دھڑکتا ہو اور زبان سے محبت کا اعتراف نہ کیا جائے اور خواہ مخواہ نفرت کی جائے تو وہ پیار ہی پیار بن کر خوابوں میں آتا ہے۔"

"یعنی تم دل ہی دل میں مجھے چاہتی ہو۔ صرف زبان سے انکار کرتی ہو۔"

"ہاں' اب تک میں یہی کوشش کرتی رہی کہ دل سے تمہاری محبت نوچ کر پھینک دوں لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔"

"اب کیا ارادے ہیں؟"

"میرا بس چلے تو میں اڑ کر تمہارے پاس چلی آؤں لیکن میں دھرم کی پکی ہوں۔ تمہارے پاس آنے سے میرا دھرم نشٹ ہو جائے گا۔ کیا تم مجھے نقصان پہنچا کر محبت کرنا چاہو گے؟"

"میں نے کبھی ایسا نہیں کہا اور نہ کبھی ایسا کروں گا۔ تمہارے ستارے کہتے ہیں' میں کبھی تمہیں دھرم بدلنے کے لیے نہیں کہوں گا۔"

"کیا سچ کہتے ہو؟"

"بالکل سچ' تم آزما لو۔ اگر کبھی ایسا کہوں تو منہ پھیر کر چلی جانا۔"

"میں نے اب تک ڈی ثی تارا کے ذریعے تمہیں دیکھا۔ اب اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں لیکن پہلے چھپ چھپ کر دیکھوں گی۔"

"کیا تم نے میرے ریکارڈ میں میری تصویر اور ویڈیو فلم نہیں دیکھی ہے؟"

"تصویر اور فلم کی بات اور ہے اور یوں سچ مچ آنکھوں کے سامنے تمہیں دیکھوں گی تو ہائے نہ جانے میری محبت اور دیوانگی کا کیا عالم ہو گا۔"

"تو پھر کب آ رہی ہو؟"

"تم وہیں سمرقند میں ہو نا؟"

"یہاں سے جانے کا ارادہ تھا لیکن اب نہیں جاؤں گا۔ یہاں اپنے سارے وجود کو آنکھیں بنا کر تمہارا انتظار کروں گا۔"

"میں پرسوں آؤں گی۔ دو دنوں تک چھپ کر تمہیں دیکھتی رہوں گی پھر تیسرے دن تم سے ملاقات کروں گی۔"

"گویا آج سے پانچویں دن ملاقات کرو گی۔ اتنے دنوں تک مجھے بے چینی میں مبتلا رکھو گی۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی۔ "تم جتنے بے چین رہو گے' اتنی ہی محبت بڑھتی جائے گی۔ اچھا میں جا رہی ہوں۔ پرسوں آؤں گی۔"

وہ چلی گئی۔ پارس ایک لائبریری میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ افریقہ کے وحشی قبیلوں کے متعلق وہاں پڑھنے آیا تھا۔ یوں تو وہ ان کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا لیکن پاشا کے ذریعے جس قبیلے کا علم ہوا تھا ان کے متعلق تفصیلی معلومات چاہتا تھا۔

باربرا اس کی رہائش گاہ میں تھی۔ میں ایک بار اس پر عمل کر کے وحشی قبیلے کی زبان بڑی حد تک اسے ذہن نشین کرا چکا تھا۔ دوسری بار آج رات کو عمل کرنے والا تھا تاکہ وہ پوری طرح زبان سیکھ لے۔ پارس نے لائبریری سے فون کر کے باربرا کو مخاطب کیا پھر کہا۔ "پاپا سے کہو' میرے پاس آئیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔"

"میں ابھی پاپا سے کہتی ہوں۔"

باربرا نے مجھے پیغام دیا۔ میں نے کہا۔ "بیٹے! تم میرے دماغ میں رہو۔ وہ ضرور کوئی اہم بات کہنے والا ہے۔"

میں نے پارس کے پاس آ کر کوڈ ورڈز ادا کیے۔ اس نے بتایا کہ ثی تارا آئی تھی۔ اس کی باتوں سے یہ سمجھ میں آیا ہے کہ وہ پارس کو پانچ دنوں تک سمرقند میں روکنا چاہتی ہے۔ میں نے تمام باتیں تفصیل سے سننے کے بعد کہا۔ "وہ شاید تمہیں ٹریپ کرنا چاہتی ہے۔ ان پانچ دنوں کے اندر تمہیں قیدی بنا کر اپنے بھائی سرنا کا انتقام مجھ سے لینا چاہتی ہے۔"

میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی سمجھتا جب کہ اس کی چال غلط سمجھ میں آ رہی تھی۔ وہ صرف یہ دیکھ کر اور دماغی رابطہ پارس سے قائم رکھ کر مطمئن رہنا چاہتی تھی کہ وہ سمرقند میں ہی ہے اور صومالیہ نہیں جا رہا ہے اور جب ایسا ہے تو وہ خود صومالیہ جا کر ان پانچ دنوں کے اندر وہ فارمولے وہاں سے لے آئے گی۔

میں نے کہا۔ "ابھی تمہاری ای لیلی آئیں گی۔ وہ تمہارے ذہن سے تمہاری اپنی آواز اور لہجے کو مٹا دیں گی۔ یہ آواز اور لہجہ ڈی پارس کو ذہن نشین کرا دیں گی۔ تم آج کسی پہلی فلائٹ سے باربرا کے ساتھ پیرس جاؤ۔ کل صبح تک پیرس سے ڈی پارس سمرقند آ جائے گا۔"

میں اور ثی تارا اپنی اپنی جگہ اپنی سمجھ کے مطابق چالیں چل رہے تھے۔ ثی تارا نے پارس سے معاملات طے کرنے کے بعد سوچا۔ پارس صومالیہ نہیں جائے گا۔ اگر جانا ہوتا تو پانچ دنوں تک سمرقند میں رہنے کے لیے راضی نہ ہوتا۔

اسے بڑی حد تک یقین ہو گیا کہ علی جائے گا پھر یہ عقل میں آنے والی بات تھی کہ پاشا وحشی قبیلے کی زبان جانتا تھا۔ اس نے وہ فارمولے ایک بہت بڑے بت کے اندر چھپائے تھے اور اب وہ علی کا غلام تھا۔ اپنے آقا کے ساتھ وہاں جا کر کسی حیل و حجت کے بغیر وہ فارمولے اس کے حوالے کر سکتا تھا۔

وہ اپنے اس خیال کی تصدیق کے لیے شیبا کے دماغ میں آئی پتا چلا علی اور پاشا مکان کے باہر وہاں کے آقاؤں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ شیبا برین ہارورڈ کے دماغ میں آئی۔ پورے جزیرے میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ ہر گھر میں عورتیں اور مسرتیں پہنچ گئی تھیں۔ تینوں آقا علی اور پاشا کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔ علی نے کہا۔ "ہم نے اس جزیرے میں آ کر اپنے فرائض ادا کیے ہیں۔ اب کل صبح یہاں سے چلے جائیں گے۔"

"پلیز! آپ اتنی جلدی جانے کی بات نہ کریں۔ جزیرے کے لوگ آپ کو جانے نہیں دیں گے۔"

"اسی لیے میں تم تینوں آقاؤں کو سمجھا رہا ہوں کہ اپنے اپنے علاقے کے آدمیوں کو میری روانگی کے متعلق بتائیں اور انہیں سمجھائیں کہ مجھے روکنے کی ضد نہ کریں۔"

"مسٹر علی! ہم خود ضد کر رہے ہیں۔ آخر اتنی جلدی جانا کیا ضروری ہے؟"

"بہت ضروری ہے۔ میں اپنا ضروری کام تم لوگوں کو نہیں بتا سکوں گا۔"

"تو پھر ایسا کریں۔ پاشا صاحب کو یہاں چھوڑ جائیں۔"

"پاشا میرے لیے بہت اہم ہے۔ اسے چھوڑ کر جاؤں گا تو میرا کوئی کام نہیں ہو سکے گا۔"

ثی تارا اتنا سنتے ہی دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اب پورا یقین ہو گیا کہ علی' پاشا کو لے کر جزیرے سے صبح نکلے گا اور صومالیہ کا رخ کرے گا کیوں کہ علی نے واضح طور پر کہا تھا کہ پاشا کو چھوڑ کر جائے گا تو اس کا کام پورا نہیں ہو سکے گا۔

اور علی نے ایسا اس لیے کہا تھا کہ وہ پاشا کو دنیا کے کسی علاقے میں تنہا چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ ایسا کرنے سے کوئی بھی دشمن اسے قابو میں کر لیتا پھر ان فارمولوں کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لیتا۔

ہمیں اور ہمارے دشمنوں کو ایک دوسرے کی پلاننگ معلوم نہیں تھی۔ ہم سب اپنے اپنے اندازوں سے سوچ رہے تھے اور ان اندازوں کے متعلق عمل کر رہے تھے۔

ثی تارا نے مرینا کے پاس آ کر پوچھا۔ "کیا تیاریاں مکمل ہو گئیں؟"

"ہاں' رات کی فلائٹ میں چار سیٹیں مل گئی ہیں۔ ہم صبح چھ بجے صومالیہ کے کیپٹل موگادشو پہنچ جائیں گے۔"

"اپنے تین ماتحتوں کی آوازیں سناؤ۔"

مرینا اپنے ماتحتوں سے باتیں کرنے لگی۔ شی تارا نے ایک کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی پھر وہ مرینا کا لہجہ اپنا کر گئی تو اس ماتحت نے محسوس نہیں کیا۔ اس کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ وہ سیاہ فام حبشی صومالیہ سے آیا تھا۔ مرینا نے اسے ٹریپ کرکے اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ وہ صومالیہ کے جنگلوں اور وہاں کے قبیلوں کے متعلق بھرپور معلومات رکھتا ہے اور وہاں کی زبانیں بھی جانتا ہے۔ اس کا نام عبداللہ تھا۔

دوسری ماتحت عبداللہ کی بہن صفورا تھی۔ صفورا وہاں کے ایک انسٹیٹیوٹ میں زہریلے سانپوں پر ریسرچ کر رہی تھی۔ یہ راز دنیا والوں سے چھپایا تھا کہ وہ خود بھی زہریلی ہے۔ اگر کسی کے جسم کے کسی بھی حصے میں دانت گاڑ دے تو وہ شخص مر جاتا ہے اور اگر اپنے لمبے ناخنوں سے جسم پر خراشیں ڈال دے تو وہ شخص زہریلے نشے میں بری طرح مدہوش ہو جاتا ہے اس کے بعد اس پر دیوانگی کا دورہ پڑتا رہتا ہے۔

تیسرا ماتحت ایک چور اور نوسرباز تھا۔ وہ دنیا کی کوئی سی بھی تجوری کھول سکتا تھا اور چوری کرنے کے لیے دشوار ترین راستوں کے اندر سے آسانیاں پیدا کر لیتا تھا۔ مرینا نے اس بڑے بت کے اندر پہنچ کر فارمولے حاصل کرنے کے لیے اسے ٹریپ کیا تھا۔

شی تارا نے کہا۔ "مرینا! تم نے اچھے افراد کی ٹیم بنائی ہے۔ اس نوسرباز سے توقع ہے کہ وہ جنگلی درندوں، وحشی قبیلوں کے درمیان سے راستہ بناتا ہوا بیس فٹ اونچے بت کے اندر جا کر وہ فارمولے ضرور لے آئے گا۔"

"صفورا کے متعلق کیا رائے ہے؟"

"یہ لڑکی تو کمال کی دریافت ہے۔ فرہاد کی ٹیم میں اگر پارس زہریلا ہے تو اب ہماری ٹیم میں بھی ایک زہریلی آگئی ہے۔ تمہیں یہ بتا دوں کہ علی اور پاشا صومالیہ جانے والے ہیں۔ کل صبح تک جزیرے سے نکلیں گے۔ شاید شام تک موگادیشو پہنچیں گے۔ اگر یہ لڑکی علی کے جسم پر ہلکی سی خراش بھی لگانے میں کامیاب ہو جائے تو فرہاد کا ایک بیٹا ہمیشہ کے لیے میرا غلام بن جائے گا۔"

"میں صفورا کو علی کے پیچھے لگا دوں گی۔"

"تم نے عبداللہ کا انتخاب بھی خوب کیا ہے۔ میں تم پر ابھی عمل کروں گی اور عبداللہ کے دماغ سے اس زبان کے الفاظ اور فقرے سن سن کر تمہارے دماغ میں نقش کرتی رہوں گی۔"

مرینا نے کہا۔ "تمہاری یہ بات سن کر خیال آتا ہے کہ فرہاد بھی ایسا کر سکتا ہے یا شاید اس نے ایسا کیا ہو۔ اس نے علی کے ساتھ رہنے والی ثانی پر عمل کیا ہوگا اور پاشا کے دماغ سے وہ زبان سن کر ثانی کو ذہن نشین کرا دی ہوگی۔"

"کرانے دو۔ ہم جو چالیں چل رہے ہیں، وہ چالیں ہر لحاظ سے مستحکم ہیں۔ ہمیں ضرور کامیابی ہوگی۔"

کامیابی کا یقین سب کو تھا۔ ہمیں بھی تھا۔ انہیں بھی تھا۔ انہیں زیادہ یقین تھا۔ شی تارا ایک طویل عرصہ کے بعد گوشہ گمنامی سے نکل کر میدانِ عمل میں آرہی تھی۔

***

بابا صاحب کے ادارے میں گہری خاموشی تھی۔ وہاں کا ہر فرد تجسس میں ہے۔ ہر ذہن میں ایک ہی سوال ہے۔

"کیا ہوگا؟"

بابا صاحب کے تمام تعلیمی ادارے آئندہ چوبیس گھنٹوں کے لیے بند کر دیے گئے ہیں۔

ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اب کیوں ایسا ہو رہا ہے؟ آخر کیا ہونے والا ہے؟ کیا ہوگا؟ کیا ہوگا؟

ادارے کے باہر کی دنیا کی تمام نیوز ایجنسیوں کے نمائندے اپنے صحافیوں اور فوٹوگرافرز کے ساتھ منتظر ہیں۔ وہ ادارے کے اندر جانا چاہتے ہیں اور ابھی انہیں اجازت نہیں مل رہی ہے۔

دنیا کے بڑے ممالک ہاٹ لائن پر رابطہ کر رہے ہیں اور انہیں جواب مل رہا ہے کہ جناب علی اسد اللہ تبریزی اپنے حجرے میں موجود نہیں ہیں۔

اس سے زیادہ کسی بات کا جواب نہیں ملتا ہے اور رابطہ ختم کر دیا جاتا ہے۔ فجر کی اذان کا وقت قریب ہے۔ ایسے وقت جناب علی اسد اللہ تبریزی باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں آتے ہیں، جو بابا فرید واسطی مرحوم کے مزار اور کٹیا کے قریب ہے۔

آمنہ فرہاد بھی حجرے سے باہر آگئی ہے اور اب وہ کٹیا کی طرف سونیا کے پاس جا رہی ہے۔

آمنہ کٹیا میں داخل ہو گئی ہے اور دروازے کو بند کر دیا ہے۔ دل دھڑکانے والے چند لمحات کے بعد مسجد سے فجر کی اذان بلند ہوتی ہے۔

موذن مرحبا بروقت بولا
تری آواز مکے اور مدینے

اذان کی پہلی آواز کے ساتھ ہی کٹیا کے اندر سے نوزائیدہ بچے کی آواز آرہی ہے۔

دس منٹ کے بعد آمنہ مجھ سے کہہ رہی ہے۔ "اب آجاؤ۔ سونیا کو اذان سناؤ۔ وہ تمہاری سوچ کی لہروں سے نکلی ہوئی اذان اپنی زبان سے نوزائیدہ بچوں کو سنائے گی۔"

"بچوں.....؟"

"ہاں بچوں۔ جب کوئی بچہ جنم لیتا ہے تو اس کے کان میں ایک ہی بار اذان سنائی جاتی ہے لیکن میں نے دو بار باری باری اذان سنائی۔ ایک بار بیٹے کے اور دوسری بار بیٹی کے کان میں۔

ہماری دنیا میں جو اپنی ذہانت اور طاقت کا سکہ جماوے، وہی سب سے اہم ہوتا ہے اور ایسا یادگار بن جاتا ہے کہ دوست ہو یا دشمن اُس ہستی کو کبھی بھلا نہیں پاتے۔

اور سونیا ایک ایسی ہی ہستی ہے۔ وہ جب بھی منظر عام پر آتی ہے، دنیا کی بڑی طاقتیں الرٹ ہو جاتی ہیں۔ خطرناک تنظیمیں اپنی خفیہ سرگرمیاں کچھ عرصہ کے لیے ملتوی کر دیتی ہیں۔ وہ نجات دہندہ بھی ہے اور بلائے ناگہانی بھی۔ اُس کے آتے ہی دوست خوش ہو جاتے ہیں اور دشمن بیمار پڑ جاتے ہیں۔

اور تو اور اُس کا ذکر میری داستان میں آتے ہی قارئین یوں خوش ہو جاتے ہیں جیسے وہ ان کے مسائل حل کرنے اور مصائب دور کرنے آگئی ہو۔ قارئین کے یہ احساسات اور جذبات اس لیے ہیں کہ وہ داستان پڑھنے کے دوران میرے مسائل کو اپنے مسائل سمجھتے ہیں اور میرے مصائب دور ہونے سے انہیں ایسی خوشی ہوتی ہے جیسے سونیا کے آتے ہی تلوار کے سامنے ڈھال آگئی ہو اور داستان کی کڑی دھوپ سے گزرتے گزرتے اچانک ٹھنڈی چھاؤں مل گئی ہو۔

میں اور میرے قارئین اس بات پر متفق ہیں کہ میری داستان اگر دنیاوی اور روحانی معلومات کی جھلکیاں پیش کرتی ہے اور اسرار و تجسس، ایکشن اور دلچسپیوں کی آماجگاہ ہے تو اس کی روح رواں سونیا ہے۔ یہ تو تحریر شدہ سچائی ہے کہ جب بھی میری داستان بیمار پڑی ہے، سونیا مسیحا بن کر آجاتی ہے۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی نے فرانس کی حکومت کو اطلاع دی تھی کہ چوبیس گھنٹوں کے بعد ٹھیک فجر کی اذان کے وقت بیگم سونیا فرہاد دو بچوں کو جنم دے گی لہٰذا بابا صاحب کے ادارے کے اسکول، کالج، سائنس لیبارٹریز، ٹیکنیکل اور میکانیکل شعبے اور بین الاقوامی رابطے کی ایجنسیاں چوبیس گھنٹے کے لیے بند رہیں گی۔ بچوں کی ولادت کے دو گھنٹے بعد بین الاقوامی رابطے کا آغاز ہوگا۔

یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ محترم علی اسد اللہ نے بڑے بڑے ممالک اور خصوصاً دشمن ممالک کا ردِعمل دیکھنے کے لیے یہ بھی پیش گوئی کی تھی کہ ان بچوں کے پیدا ہوتے ہی ان کے ستارے اسرائیل اور امریکا پر اثر انداز ہوں گے۔ اسرائیلی حکومت کا بنیادی ڈھانچہ گولڈن برینز ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا۔ اس کی جگہ ایک نئی خفیہ پُراسرار تنظیم قائم کی جائے گی۔ دنیا کے بڑے بڑے علم نجوم کے ماہرین نوٹ فرمائیں کہ سات برس کے بعد ایک سات سالہ بچہ کبریا فرہاد اس تنظیم کی دھجیاں بکھیر دے گا۔

ان بچوں کی پیدائش کے دو گھنٹے بعد محترم علی اسد اللہ تبریزی نے بین الاقوامی رابطے پر بیان دیا کہ قرآنی فال کے مطابق دونوں بچوں کے نام رکھے گئے ہیں۔ ایک کا نام حرف "ک" سے کبریا فرہاد طے پایا ہے۔ اور دوسری کا نام "الف" سے ہے۔ ہمارے ادارے میں ایک نہایت ہی ذہین اور تیز طرار ہستی گزری ہے اس کا نام سن کر بڑے بڑے شہ زوروں کو پسینہ آجاتا تھا۔ سونیا کی بیٹی کو اس ہستی کا نام دیا گیا ہے۔ نام ہے الف سے اعلیٰ بی بی (ثانی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے۔ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن طویل گوشہ نشینی کے بعد غارِ حرا سے باہر تشریف لائے تب ساری دنیا نے انہیں کائنات کے اسرار و علوم کا عالم کامل تسلیم کیا۔ یوں ثابت ہوا کہ وہ طویل گوشہ نشینی کے دوران قدرتی اور روحانی طور پر دین اور دنیا کے علوم حاصل کرتے رہے تھے۔ ہم مسلمان رسول اکرمؐ کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں، یوں سنتِ رسولؐ ادا کرتے ہیں۔

سونیا نے بھی بابا فرید واسطی مرحوم کی کُٹیا میں چھ ماہ گوشہ نشینی اختیار کرکے سنتِ رسولؐ ادا کی تھی۔ وہ چھ ماہ تک اس کٹیا میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی نہیں رہی تھی۔ وہ وہاں ایک کمپیوٹر بن گئی تھی۔ میں ہر صبح ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے اندر فجر کی اذان فیڈ کرتا تھا اور جناب علی اسد اللہ تبریزی کلام پاک کا ایک ایک لفظ ایک ایک آیت ان کے معنی، مفہوم اور تفسیر کے ساتھ سونیا کو فیڈ کرتے تھے۔ بابا فرید واسطی مرحوم کی کٹیا کے اندر ایک جدید کمپیوٹر لائبریری اور آڈیو، ویڈیو لائبریری ہے۔ آمنہ فرہاد روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے کمپیوٹر کی تمام معلومات کو سونیا کے اندر نقش کرتی رہتی تھی۔

ایک حاملہ عورت کو چھ ماہ تک روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس طرح فیڈ کیا جائے تو اس کے بچے کس بلا کے ذہین اور کمپیوٹر کی طرح تیز رفتار ہوں گے، اسے ایک موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ اس پس منظر کی روشنی میں یہ پیش گوئی درست لگتی تھی کہ سونیا اور کمپیوٹر کا پروردہ کبریا فرہاد سات برس کی عمر میں کیا گل کھلائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ نشینی کا راز سمجھنے والے بحرِ ظلمات میں روشنی کا مینار ضرور بنتے ہیں۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے دوسری پیش گوئی کی کہ اعلیٰ بی بی (ثانی) کے ستارے امریکا پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ وہ پانچ بج کر پانچ منٹ پر پیدا ہوگی۔ اسی وقت ٹرانسفارمر مشین میں ایسی ٹیکنیکل خرابیاں پیدا ہوں گی کہ وہ پھر نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ نہیں کر سکیں گے۔ اس خرابی کے ساتھ سب سے بڑی خرابی یہ ہوگی کہ سُپر ماسٹر اور وہاں کے حکام شی تارا اور مرینا کی ٹیلی پیتھی کے محتاج ہو جائیں گے پھر چند برسوں کے بعد اس ٹرانسفارمر مشین کے نقائص کا پتا چلے گا۔ شی تارا وہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گی۔

شی تارا کے سلسلے میں یہ پیش گوئی تھی کہ وہ مزید سات برس تک روپوش رہنے میں کامیاب رہے گی۔ کوئی اس کا اصلی چہرہ نہیں دیکھ سکے گا اور اس کی اصل آواز اور لہجہ نہیں سن سکے گا۔

اعلیٰ بی بی (ثانی) سات برس کے بعد اچانک ہی اُس کی شہ رگ تک پہنچ جائے گی۔ آگے چل کر وہ سات برس کی سونیا زادی کیا کرے گی' یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔

●●●*●●●

اسرائیلی فوج کے جنرل نے میز پر گھونسا مارتے ہوئے کہا۔ "بکواس ہے۔ یہ پیش گوئی نہیں' ایک پاگل کی بکواس ہے۔ یہ مضحکہ خیز بکواس نادان بچے سن کر خوش ہوں گے کہ ایک سات برس کا بچہ ہمارے ملک میں فلمی ہیرو کی طرح آئے گا اور ہماری ایک نئی پُراسرار تنظیم کو خاک میں ملا دے گا۔ کیا آپ لوگوں کی عقل اسے تسلیم کرتی ہے؟"

ایک بڑے سے شاہانہ طرز کے ڈرائنگ روم میں اعلیٰ حکام اور چند اعلیٰ فوجی افسران آرام دہ صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان شراب کی ٹرالیاں گردش کر رہی تھیں۔ کچھ شراب پی رہے تھے' کچھ سگار سے شوق کر رہے تھے اور کچھ پائپ سے تمباکو کا دھواں اُڑا رہے تھے۔ ایک اعلیٰ حاکم نے سُور کے گوشت کی ایک بوٹی چباتے ہوئے کہا۔ "ہم یہودیوں کے پاس ایسا دماغ ہے کہ ہم امریکی حاکم کو جدھر چاہتے ہیں اُدھر موڑ دیتے ہیں۔ ہم جیسے سنجیدہ اور ذمے دار حکمرانوں کو وہ اسد اللہ تبریزی بچوں کی سنسنی خیز کہانی سنا رہا ہے۔"

کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ "کوئی بات بچکانہ لگے' تب بھی اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ کیا ابھی تبریزی کی یہ بات درست ثابت نہیں ہوئی کہ گولڈن برینز کو ختم کر دیا جائے گا اور ہماری داخلہ اور خارجہ پالیسیاں مرتب کرنے کے لیے ایک خفیہ تنظیم قائم ہوگی۔"

جنرل شوبرٹ نے کہا۔ "اسد اللہ تبریزی نے علی تیمور کے ذریعے ہماری حکومت کے اندرونی معاملات معلوم کیے اور ان کی روشنی میں یہ پیش گوئی کی۔ ایسا تو ہونا ہی تھا سو ہو گیا۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "پھر بھی ہمیں ماضی کے تلخ تجربات سے کچھ سیکھنا چاہیے۔ فرہاد اور اس کے بیٹوں نے ہمارے خلاف مختلف اوقات میں جو کہا' وہی کر دکھایا۔ ہمارے ملک میں آ کر ہمارے خلاف بہت سی ناممکن باتوں کو ممکن بنایا پھر آرام سے واپس چلے گئے۔"

دوسرے نے کہا۔ "انہوں نے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مار ڈالا یا اغوا کر کے لے گئے۔ ایک الپا ہمارے پاس رہ گئی ہے جسے ہم نے آہنی پردوں میں چھپا کر رکھا ہے۔ ان کے لیے یہ آہنی پردہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے تو انتہائی پُراسرار کہلانے والے گولڈن برینز کو پاتال سے اکھاڑ کر بے نقاب کر دیا۔ کسی دن الپا کو بھی لے جائیں گے' تب بھی ہم یہی کہہ کر دل بہلائیں گے کہ تبریزی بکواس کرتا ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ ہم خوش فہمی کی دلدل سے نکل آئیں۔"

ایک اور نے کہا۔ "بے شک' پے در پے نقصانات اٹھانے کے بعد بھی ہم سنجیدہ مسائل کو حل کرتے وقت شراب پی کر جوش میں ہی آتے رہیں گے۔ ہوش میں کبھی نہیں آئیں گے۔"

جنرل شوبرٹ نے پھر سینٹر ٹیبل پر گھونسا مارتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ پیش گوئی درست ہوگی اور ہم تسلیم کرلیں کہ ایک بچہ کارنامے دکھانے یہاں آئے گا۔"

"جنرل! آپ تسلیم نہ کریں لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں فریب دینے کے لیے ایک بچے کا شوشہ چھوڑ رہے ہوں۔ ہم سات برس بعد اس کی توقع کریں گے اور کل ہی سات برس سے بڑے پارس اور علی تیمور آ کر پھر ایک بار ہماری خفیہ تنظیم کی جڑوں تک پہنچ جائیں۔"

"واقعی ہمیں دو باتوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ہمارے پاس ایک بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو نہیں رہنے دیں گے' کسی دن الپا کو اغوا کریں گے یا اس کا صفایا کر دیں گے۔ دوسری بات یہ کہ وہ ہماری نئی خفیہ تنظیم کے متعلق کچھ جان گئے ہیں۔ وہ ضرور اس تنظیم تک پہنچنے کے لیے سُرنگ کھود رہے ہوں گے۔"

کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ "دشمن آج حرکت میں آئیں یا سات برس کے بعد ہمیں تو ہر وقت چوکس رہنا ہے۔ ہم نہایت ہی ترقی یافتہ سائنسی دور سے گزر رہے ہیں۔ اس کے باوجود کسی حد تک روحانیت کے قائل ہیں اور علم نجوم کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ بہتر ہوگا کہ ہم بھی اپنے روحانی پیشوا ربی جان بروز سے رجوع کریں اور یہودی ماہرین نجوم سے کہیں وہ نوزائیدہ بچوں کا زائچہ بنائیں۔ فرض کریں کہ تبریزی کی پیش گوئی درست ہے تو ان بچوں کے زائچے سے ان کی کچھ کمزوریاں اور ان کے کسی آئندہ لائحہ عمل کی جھلکیاں ہمیں ملیں گی۔ ہم زائچے کی روشنی میں ان فتنوں کے متعلق بہت کچھ معلوم کر سکیں گے۔"

"درست ہے۔ روحانیت کا جواب روحانیت سے' علم نجوم کا توڑ علم نجوم سے اور ان کے تدبر کا جواب تدبر سے دینا چاہیے۔"

ایک سیکریٹری موبائل فون اٹھائے آیا پھر اپنے ایک حاکم سے بولا۔ "سر! سپر ماسٹر کی کال ہے۔"

حاکم نے فون اٹینڈ کیا۔ "ہیلو سپر ماسٹر! میں بول رہا ہوں۔ ابھی آپ سے رابطہ کرنے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "آپ یقیناً علی اسد اللہ تبریزی کے بیان کے متعلق ہم سے باتیں کرنے کے لیے سوچ رہے ہوں گے۔ میں بھی اسی سلسلے میں آپ سے مخاطب ہوں۔ کیا واقعی آپ لوگوں نے گولڈن برینز کو ختم کر دیا ہے اور ایک نئی خفیہ تنظیم قائم کی ہے؟"

"یہ درست ہے' گولڈن برینز کا خاتمہ ہو چکا ہے لیکن یہ بکواس ہے کہ ہم نے کوئی خفیہ تنظیم قائم کی ہے۔"

سپر ماسٹر نے دل میں کہا۔ "تم یہودی بڑے جھوٹے ہوتے ہو' سچ نہیں اگلو گے کہ ایک خفیہ تنظیم قائم کی گئی ہے۔"

پھر اس نے فون پر کہا۔ "بے شک آپ کے ہاں خفیہ تنظیم کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تو صاف گو' اسٹریٹ فارورڈ اور انسان دوست ہیں۔"

"شکریہ' آپ بتائیں کیا پیش گوئی کے مطابق ٹرانسفارمر مشین ناکارہ ہو چکی ہے؟"

"ہاں۔ ہم حیران ہیں کہ یہ خراب کیسے ہو گئی! ہمارا خیال ہے' تبریزی کی پیش گوئی کے پیچھے گہری سازشیں ہیں۔ یہ عقل نہیں مانتی کہ وہ ہزاروں میل دور بیٹھ کر کہے گا کہ مشین خراب ہو گی اور وہ خراب ہو جائے گی۔ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ضرور اُن فوجی افسران میں سے کسی کے دماغ میں پہنچ گئے ہیں' جو ٹرانسفارمر مشین کی حفاظت کے ذمے دار ہیں۔ ہم نے ان تمام افسران کو گرفتار کر لیا ہے' جلدی معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے کون ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کا شکار ہوا ہے۔"

"سپر ماسٹر! اگر وہ مشین کسی انسان کے ہاتھوں خراب کرائی گئی ہے تو کسی بہترین کاریگر کے ہاتھوں جلد ہی اس کے نقائص دور ہو جائیں گے اور اگر پیش گوئی کے مطابق خراب ہوئی ہے تو پھر مشین کے درست ہونے میں برسوں لگ جائیں گے۔"

"پیش گوئی بکواس ہے۔ ہم نہیں مانتے۔"

تھوڑی دیر گفتگو ہوتی رہی پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ اسرائیلی حاکم نے دوسرے حکام اور فوجی افسران سے کہا۔ "یہ سپر ماسٹر ٹرانسفارمر مشین کی خرابی کو اہمیت نہیں دے رہا ہے' یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ خرابی جلدی دور ہو جائے گی اور اس کے ملک میں مزید ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہوتا رہے گا اور ہم ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مرعوب رہیں گے۔"

جنرل شوبرٹ نے کہا۔ "حقیقت چھپ نہیں سکے گی۔ ہمیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ ان کے پاس نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوں گے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق ثی تارا اور مرینا امریکی حکام پر اثر انداز ہوں گی اور یہ بات ہم سے چھپی نہیں رہے گی۔"

کرنل نے کہا۔ "ہم نے ماضی میں سپر ماسٹر کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کرایا' ان سے ایک عرصے تک کام لیتے رہے۔ اب ہمارے پاس صرف الپا رہ گئی ہے۔ اگر ہم نے سپر ماسٹر کے کچھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ نہ کیا تو ہم صرف سپر ماسٹر کے ہی نہیں' مسلمان خیال خوانی کرنے والوں کے سامنے بھی مجبور اور بے بس رہا کریں گے۔"

"امریکا میں ہمارے جاسوس ایک عرصے سے اسی تاک میں ہیں کہ ان کا کوئی خیال خوانی کرنے والا نظروں میں آ جائے پھر وہ اس پر تمام داؤ پیچ آزما کر اسے یہاں لے آئیں گے۔"

ایک نے سوال کیا۔ "ہمارے جاسوس صرف امریکا میں کیوں ہیں' فرانس میں کیوں نہیں ہیں؟ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کرنے کی کوششیں کیوں نہیں کی جا رہی ہیں؟"

جنرل نے جواب دیا۔ "آپ کو علم نہیں ہے۔ ہمارے جاسوس بابا صاحب کے ادارے کے آس پاس کچھ علاقوں میں رہائش پذیر ہیں۔ ہمیشہ اُن کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ اب ہمیں کچھ کامیابی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ ان دو بچوں کی ولادت کے موقع پر فرہاد اور اس کا پورا خاندان اس ادارے میں جمع ہو رہا ہے' ایک بار فرہاد کی فراڈ موت کے وقت پوری فیملی ادارے میں جمع ہوئی تھی اب دوسری بار یہ اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ہمارے لوگ جال بچھا رہے ہیں۔ یہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔ ایک آدھ ٹیلی پیتھی جاننے والے کو' پارس یا علی تیمور کو یا پھر ان نوزائیدہ بچوں کو نقصان پہنچائیں گے یا ٹریپ کر کے یہاں لائیں گے۔"

ایک نے شراب کا گلاس ایک ہی سانس میں خالی کیا پھر کہا۔ "بائی گاڈ! اگر سونیا کے وہ بچے ہمارے ہاتھ لگ جائیں تو میں خوشی کے مارے پوری ایک بوتل ایک ہی سانس میں پی کر مر جاؤں گا۔"

اس کی بات پر سب لوگ ہنسنے لگے۔ ایک حاکم نے کہا۔ "جنرل شوبرٹ! ایسا گولڈن چانس شاید پھر کبھی نہ ملے۔ آپ فرہاد کے کسی بھی فیملی ممبر کو ٹریپ کر کے یہاں لانے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں اور تمام ذرائع استعمال کریں۔ اس بازی میں بعد میں کسی غلطی کا پتا چلے اور پچھتانا پڑے اس سے پہلے ہی ہر پہلو سے غلطیوں کے امکانات کا اچھی طرح جائزہ لیں۔"

ایک اور حاکم نے کہا۔ "میں بھی یہی کہتا ہوں' ہمیں خوش قسمتی سے یہ موقع مل رہا ہے' آپ سے توقع ہے کہ کوئی غلطی کر کے خوش بختی کو بدبختی میں نہیں بدلیں گے۔"

جنرل نے کہا۔ "میں نے ایسے ذہین افراد کی چار ٹیمیں بنائی ہیں جن سے شاذ و نادر ہی کسی معمولی سی لغزش کی توقع کی جا سکتی ہے۔ وہ یہ خوب سمجھ رہے ہیں کہ سپر ماسٹر بھی اس سلسلے میں ادارے کی طرف جال پھیلا رہا ہو گا اور اپنے تمام ذرائع استعمال کر رہا ہو گا۔ ثی تارا' بے بے سرنا اور مرینا بھی اس موقع سے فائدہ اٹھائیں گے اور بگلا بھگت کی طرح چپ سادھ کر رہنے والا ماسک مین بھی بڑی خاموشی سے کوئی چال ضرور چلے گا۔"

جنرل شوبرٹ نے گلاس کا آخری گھونٹ لے کر کہا۔ "اب میں اجازت چاہوں گا کیوں کہ موجودہ مشن میں مصروف رہنے کے لیے جا رہا ہوں۔ چوبیس گھنٹے کے اندر ضرور کوئی خوشخبری سناؤں گا۔"

وہ ان سے رخصت ہو کر جانے لگا۔ اس کوٹھی کے باہر مسلح فوجیوں کا سخت پہرا تھا کیوں کہ اسرائیلی حکومت کے تمام اہم افراد وہاں جمع ہوئے تھے۔ ایک فوجی جوان نے جنرل کے لیے کار کا دروازہ کھولا۔ وہ پچھلی سیٹ پر آیا' وہاں پہلے سے ایک قد آور باڈی بلڈر بیٹھا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی جنرل چونک گیا پھر مسکرا کر بولا۔

"اوہ بلیک آدم! تم؟ اور یہاں؟"

بلیک آدم نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ "بیٹھ جاؤ میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

وہ بیٹھ گیا۔ کار آگے بڑھ گئی۔ جنرل نے کہا۔ "ابھی اس ہال میں اجلاس جاری ہے۔"

وہ اپنی مخصوص غراہٹ سے بولا۔ "اجلاس نہیں' شراب کے دور جاری ہیں۔ میں نے بری' بحری اور فضائی فوج کے کمانڈروں کو وارننگ دی تھی کہ جب تک ایک بھی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا زندہ ہے' وہ شراب' تمباکو اور عورت سے دور رہیں گے ورنہ جہنم میں پہنچا دیے جائیں گے۔"

"بلیک آدم! اس انداز میں گفتگو نہ کرو۔ میں فوج کا جنرل ہوں۔ ہماری فوج کے تمام کمانڈرز تمہاری وارننگ کا بُرا منا رہے ہیں۔"

"تم نے یہ خبر سنانے میں دیر کر دی۔ جتنی دیر تم ... وہاں شراب نوشی میں معروف رہے' اتنے سے وقت میں بڑی تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ وہ بے چارے تینوں کمانڈرز زہریلی شراب پی کر مر گئے ہیں اور اب فوج میں ایسے کمانڈرز ہیں' جو شراب نہیں پیتے' کوئی نشہ نہیں کرتے اور یوگا میں مہارت رکھتے ہیں۔"

جنرل کا نشہ ہوا ہونے لگا۔ اس نے گھبرا کر پوچھا۔ "تم میری کار میں کیوں آئے ہو؟"

"جنرل! نشہ بُری چیز ہے۔ تم نے مدہوشی میں کار نہیں پہچانی' نمبر پلیٹ نہیں پڑھی اور میری کار میں آ کر بیٹھ گئے۔"

جنرل شوبرٹ نے آگے سرک کر اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے مسلح باڈی گارڈ کو دیکھا۔ ڈرائیور اور باڈی گارڈ اس کے اپنے نہیں تھے۔ اس نے گرج کر حکم دیا۔ "گاڑی روکو واپس لے چلو۔"

گاڑی نہیں رکی۔ وہ غصے سے بولا۔ "بلیک آدم! یہ وطن دوستی نہیں' دشمنی ہے۔"

"دشمنی یہ تھی کہ تم لوگ عیاشی کرتے رہے اور دشمن خیال خوانی کرنے والوں کے ہاتھوں خود ذلیل ہوتے رہے اور یہودی قوم کو ذہانت اور طاقت کے لحاظ سے کمتر ثابت کرتے رہے۔"

وہ بولا۔ "بلیک آدم! فوج اور حکومت کی طرف سے تم تمام آدم برادرز کو اس لیے زیادہ سے زیادہ اختیارات نہیں دیے گئے ہیں کہ تم ہماری ہی جان کے دشمن بن جاؤ۔ یہ نئی تنظیم دشمنوں کے خاتمے کے لیے وجود میں لائی گئی ہے۔ میں تو دوست ہوں۔"

بلیک آدم نے ایک بازو اس کی گردن کے پیچھے لے جا کر اُسے دبوچ لیا پھر کہا۔ "ناقابلِ شکست دشمنوں کو مات دینے کے لیے لازمی ہے کہ پہلے دوست نما دشمنوں کا صفایا کیا جائے۔"

وہ تڑپ رہا تھا۔ خود کو گرفت سے آزاد کرانا چاہتا تھا۔ وہ کوئی کمزور اور بیمار نہیں تھا۔ فوج کا جنرل ہونے کے ناتے خاصا صحت مند آدمی تھا لیکن اس کی ناکامی بتا رہی تھی کہ وہ فولادی شکنجے میں ہے۔ اس فولادی باڈی بلڈر نے اس کی گردن اور سر کو دونوں ہاتھوں میں لے کر ایک جھٹکا دیا' ہڈی ٹوٹنے کی واضح "کڑک" کی آواز سنائی دی پھر جنرل کی تمام جدوجہد ٹھنڈی پڑ گئی۔

آگے جا کر وہ گاڑی سڑک کے کنارے ایک ایمبولینس کے پاس رک گئی۔ ایمبولینس سے دو فوجی جوان اسٹریچر لے کر آئے۔ انہوں نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ جنرل کی لاش کھینچ کر باہر نکالی گئی پھر اسے اسٹریچر پر ڈال کر ایمبولینس کے اندر لے گئے۔ بلیک آدم کی کار آگے بڑھ گئی۔

اس نے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر رابطہ کیا پھر کہا۔ "ہیلو' اے برادر فار آدم برادرز۔ ہیلو ہیلو' اے برادر فار آدم برادرز..."

دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ "ہیلو بلیک آدم! میں تمہارا برادر سیکرٹ آدم بول رہا ہوں۔ تمہاری کار کا ٹی وی کیمرہ تمہاری کارکردگی دکھا رہا تھا۔ ہمارا بڑا بھائی برین آدم تمہیں اسکرین پر دیکھ رہا ہے۔ بات کرو۔"

وہ بولا۔ "ہیلو برادر برین آدم! فوج کے اہم افسران میں سے جتنے عیاش تھے' وہ ختم ہو چکے ہیں۔ ہمارے طریقہ کار کا پہلا اصول ہے کہ پہلے اپنے اندر کی گندگی اور کمزوری دور کرو۔ اس کے بعد دشمنوں کو بہت زیادہ طاقتور تسلیم کر کے اپنی طاقت کا صحیح اندازہ کرو۔"

دوسری طرف سے برین آدم نے کہا۔ "ہم صحیح اندازہ کر رہے ہیں۔ طاقت کی بنیاد ذہانت ہے۔ ذہانت میں سنجیدگی ہو تو شرافت ہے۔ ذہانت میں مکاری ہو تو سیاست ہے اور ذہانت میں چالاکی ہو تو کبھی زیر نہ ہونے والی طاقت ہے اور یہ تینوں خصوصیات فرہاد اور اس کی فیملی میں ہیں۔"

بلیک آدم نے پوچھا۔ "ہماری خصوصیات کیا ہیں؟"

"ہماری ذہانت میں مکاری ہے' چالاکی ہے مگر شرافت نہیں ہے جس طاقت ور کے پاس شرافت ہو' وہ انتہا پسند نہیں ہوتا۔ فرہاد اور اس کے بیٹوں کی حرکتوں کا جائزہ لو تو سمجھ میں آئے گا کہ کبھی نرم پڑ جاتے ہیں۔ حالات کے مطابق اپنے اندر لچک پیدا کرتے ہیں' کبھی دشمن کو ڈھیل دے دیتے ہیں بلکہ اسے زندہ چھوڑ دیتے ہیں۔ علی تیمور تمام گولڈ برینز کی شہ رگ تک پہنچ گیا تھا لیکن یہاں سے جاتے وقت اس نے کسی کو جانی' مالی یا جسمانی نقصان نہیں پہنچایا۔ شریفانہ ذہانت اور طاقت یہی ہے کہ دشمن بے دست و پا ہو جائے تو اسے بخش دیا جائے۔"

"برین آدم! ہم تمام برادرز تمہیں بے انتہا ذہین تسلیم کرتے ہیں اور تمہیں بڑا بھائی کہتے ہیں۔ ہمیں بتاؤ ہم شریفانہ ذہانت اور طاقت کا مظاہرہ کیسے کریں؟"

برین آدم نے کہا۔ "فرہاد اور اس کی فیملی کے تمام دشمنوں نے بابا صاحب کے ادارے کے اطراف جال بچھا رکھا ہے۔ ہمارے ذہین جاسوس بھی ہیں لیکن ہمارے وہ جاسوس دشمنی کے لیے موجود نہیں ہیں۔ وہ میری ہدایات پر عمل کریں گے۔ وہ شریفانہ ذہانت سے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سونیا کے دونوں بچے معصوم ہیں۔ دشمنی ان سے نہیں' ان کے ماں باپ سے ہے۔ اس لیے ہم بچوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے' مسٹر ماسٹر' ماسک مین اور شی تارا وغیرہ کبھی ان کے سائے تک پہنچنے نہیں دیں گے۔"

"اور اگر ان کا کوئی خیال خوانی کرنے والا ہمارے ہاتھ لگ جائے تو؟"

"تو اس پر ضرور قابو پائیں گے اور اسے یہاں لے آئیں گے کیوں کہ جن سے جنگ جاری ہے' ان سے جاری رہے گی۔ سلوانہ عرف سُپر مادام کہلانے والی سونیا ثانی ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے جے مورگن کو لے گئی۔ ہمیں بھی موقع ملے تو جواباً ایسا کرنا چاہیے۔ تم روانگی کی تیاری کرو۔ صبح کی فلائٹ سے پیرس جا رہے ہو' ویل ہو ٹل۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار ایک کوٹھی کے احاطے میں پہنچ کر رک گئی۔ بلیک آدم کار سے اتر کر کوٹھی کے اندر آیا۔ وہاں باہر فوجی جوانوں کا پہرا تھا اور اندر چھ مسلح لیڈی باڈی گارڈز تھیں۔ بلیک آدم ایسا فولاد تھا کہ اسے کسی باڈی گارڈ کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ کسی ہتھیار کے بغیر مقابل کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا تھا۔ یہ تمام انتظامات الپا کی حفاظت کے لیے کیے گئے تھے۔

الپا نے ڈرائنگ روم میں آ کر کہا۔ "برادر! تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔ "میری بہن! ہم سات برادرز ہیں اگر میں مصروف رہا کروں تو تم کسی دوسرے برادر کو اہم رپورٹس دے سکتی ہو۔"

"میں یہی کرتی ہوں لیکن جو رپورٹ دینا چاہتی ہوں اس کا تعلق صرف تم سے ہے۔"

وہ صوفے کے پاس آ کر بولا۔ "پھر تو یہاں آرام سے بیٹھو اور رپورٹ پیش کرو۔"

"یہاں نہیں' میرے ساتھ آؤ۔ پہلے میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتی ہوں۔"

وہ دونوں ڈرائنگ روم سے دوسرے کمرے کی طرف جانے لگے۔ الپا بالکل بدل گئی تھی۔ چہرہ تو وہی تھا مگر اس کا برین واش ہو چکا تھا۔ وہ اپنی پچھلی تمام زندگی کے حالات اور واقعات بھول چکی تھی۔ اس کے ذہن میں یہ نقش کرایا گیا تھا کہ وہ سات عجیب و غریب اور خطرناک بھائیوں کی بہن ہے۔ اس کا ایک برادر برین آدم ذہانت میں یکتا ہے۔ دوسرا برادر وائٹ آدم عالمی سیاست کی بساطِ شطرنج کا زبردست کھلاڑی ہے۔ تیسرا برادر بلیک آدم غیر معمولی جسمانی قوت کا حامل اور سفاک قاتل ہے۔ چوتھا برادر راکٹ آدم نیگیٹو ایٹمز ایجاد کرنے والا سائنس داں ہے۔ اس نے کچھ ایسی چیزیں بھی ایجاد کی ہیں جو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو عارضی طور پر مسائل میں مبتلا کر سکتی ہیں اور ساتوں آدم برادرز کو فائدے پہنچا سکتی ہیں۔ پانچواں برادر شیخ جواد آدم کہلاتا ہے۔ وہ نام کا مسلمان اور کام کا یہودی ہے۔ تمام اسلامی ممالک کی سیاسی زندگی میں ہلچل اور انتشار پیدا کرنے کا ماہر ہے۔ چھٹا برادر جان آدم امریکی حکام کی کمزوریوں سے کھیلتا ہے۔ جن میں کمزوریاں نہیں ہوتی ہیں' ان میں پیدا کر دیتا ہے اور اسرائیلی مفادات کے لیے انہیں بلیک میل کرتا ہے۔ ساتواں برادر سیکرٹ آدم مملکتِ اسرائیل کے داخلی معاملات کا نگرانِ اعلیٰ ہے۔ اسرائیلی حکام اور آدم برادرز کے درمیان رابطے کی ایک کڑی ہے۔ غلطی کرنے والے کسی بھی حاکم یا فوجی افسر کو جہنم میں پہنچانے کے لیے اسے بلیک آدم کے حوالے کر دیتا ہے۔

الپا کو بتایا گیا تھا کہ وہ ان ساتوں بھائیوں کی اکلوتی لاڈلی بہن ہے۔ اپنے بھائیوں کی طرح وہ بھی ایک غیر معمولی صلاحیت کی حامل ہے۔ یعنی ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ برین واشنگ کے بعد جب وہ بیدار ہوئی تھی تو اس نے آنکھیں کھولنے کے بعد سب سے پہلے بڑے بھائی برین آدم کو دیکھا تھا۔ برین آدم نے اس کی راہنمائی کے لیے کہا۔ "میری آواز اور لہجے کو گرفت میں لو۔ ٹیلی پیتھی کی تکنیک تمہاری یادداشت میں محفوظ ہے' اسے آزماؤ اور میرے دماغ میں آؤ۔"

اس نے ہدایات پر عمل کیا پھر برین آدم کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھنے پر اسے اپنے متعلق وہی کچھ معلوم ہوا' جو برین واشنگ کے دوران اس کے دماغ میں نقش کیا گیا تھا پھر یہ بات بھی سختی سے نقش کی گئی تھی کہ وہ اپنی پچھلی زندگی کے متعلق کچھ نہیں سوچے گی۔ وہ صرف اتنا ہی سمجھے گی کہ ماں باپ مر چکے ہیں اور وہ سات بھائیوں کے سائے میں بڑی محبت سے زندگی گزار رہی ہے اور اپنے وطن اور اپنی قوم کے لیے اہم رول ادا کر رہی ہے۔

بہرحال وہ بلیک آدم کے ساتھ ڈرائنگ روم سے نکل کر ایک کمرے میں آئی وہاں بستر پر ایک قد آور شخص سو رہا تھا۔ بلیک آدم نے پوچھا "یہ کون ہے؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "میری ٹیلی پیتھی کا شکار ہے۔ میں نے اس پر عمل کر کے اس کے تمام چور خیالات اگلوا لیے۔ یہ اب تنویمی نیند سو رہا ہے۔"

الپا نے بتایا اس شخص کا نام طاہر شاہی ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کا جاسوس ہے' اسرائیلی شعبۂ اطلاعات میں ایک یہودی سیکریٹری تھا۔ طاہر شاہی نے اسے بڑی ہوشیاری سے ٹریپ کیا۔ اس سلسلے میں پارس کی شریکِ حیات جوجو نے ٹیلی پیتھی کے ذریعہ اس کی مشکلات آسان کیں۔ یہودی سیکریٹری کو بڑی رازداری سے ختم کر دیا گیا۔ اس کی جگہ یہ طاہر شاہی سیکریٹری بن کر جاسوسی کرتا رہا۔

ساتواں براور سیکرٹ آدم اسرائیلی انٹیلی جنس کے ذریعے بیرونی ممالک سے آنے والے جاسوسوں کی تلاش میں رہتا تھا۔ جب سے علی تیمور نے وہاں یہودی کا رمن بن کر ٹرانسپیرنٹ انگلیوں کے نشانات کے ذریعے دھوکا دیا ہے تب سے اسرائیلی حکومت کے تمام شعبوں میں اہم یا مشکوک افراد کی انگلیوں کے نشانات دوبارہ چیک کیے جانے لگے تھے۔ اسی سلسلے میں جب طاہر شاہی کی انگلیوں کے نشانات کا معائنہ کیا گیا تو انکشاف ہوا کہ وہ شعبۂ اطلاعات کا یہودی سیکریٹری نہیں ہے کوئی اور ہی بندہ ہے۔

براور سیکرٹ آدم نے مسٹر الپا سے کہا۔ "میں اس فراڈ یہودی سیکریٹری سے باتیں کر رہا ہوں' تم اس کے اندر پہنچ کر اس کی حقیقت معلوم کرو۔"

الپا نے معلوم کیا اور بتایا کہ اس کا نام طاہر شاہی ہے اور وہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والا جاسوس ہے۔ اس نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنی رہائش گاہ میں بلایا پھر تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول بنا لیا۔ اب اس نے بلیک آدم سے کہا۔ "براور! اپنی خواب گاہ میں چلو' میں تم پر عمل کر کے تمہارے ذہن سے تمہاری آواز اور لہجے کو مٹاؤں گی اور طاہر شاہی کی آواز اور لہجے کے علاوہ اس کی بہت سی اہم خصوصیات تمہارے ذہن میں نقش کروں گی۔"

بلیک آدم اس کے ساتھ اپنی خواب گاہ میں آ کر بولا۔ "کیا میرے چہرے پر پلاسٹک سرجری کی جائے گی؟"

"نہیں جانتے ہو' ایک چوتھا براور راکٹ آدم کمال کا سائنس داں ہے۔ اس نے پلاسٹک اور انسانی کھال کے ریشوں سے کئی ماسک بنائے ہیں۔ براور کے پاس طاہر شاہی کی تصویریں موجود ہیں۔ وہ ایک تیار شدہ ماسک میں کچھ تبدیلیاں کر کے ایک گھنٹے بعد یہاں آنے والا ہے۔ وہ کسی سرجری کے بغیر اس ماسک کو تمہارے چہرے پر ایسے چسپاں کر سکے گا کہ اینٹی میک اپ کیمرا بھی تمہاری چھپی ہوئی اصلی صورت نہیں دکھا سکے گا۔"

بلیک آدم اپنے بستر پر ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ کر لیٹ گیا کیونکہ اگرچہ کوئی خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ میں نہیں آ سکتا تھا لیکن اس نے مسٹر الپا کو آنے دیا اور راضی خوشی اس کا معمول بن گیا۔ ان ساتوں آدم براورز میں یہ بڑی خوبیاں تھیں کہ وہ کوئی نشہ نہیں کرتے تھے اور کسی حسین ترین عورت سے بھی متاثر نہیں ہوتے تھے۔ اس لیے انھوں نے الپا جیسی حسین عورت کو اپنی بہن بنایا تھا اور اپنے اندر سے وہ تمام کمزوریاں ختم کر دی تھیں جن سے دشمن فائدہ اٹھا سکتے تھے۔

تقریباً تین گھنٹے کے بعد تنویمی نیند سے بیدار ہوا تو اُس نے اپنا نام طاہر شاہی بتایا اور اس کے لہجے اور آواز میں بولتا رہا۔ براور راکٹ آدم وہاں پہنچ گیا تھا اور اس کے چہرے پر ماسک چڑھا رہا تھا۔ بلیک آدم اگرچہ اپنا نام اور مذہب وغیرہ بھول گیا تھا تاہم دماغ کے چور گوشے میں یہ مقصد چھپایا گیا تھا کہ اسے بابا صاحب کے ادارے میں جانا ہے اور اس ادارے کے کسی خاص خیال خوانی کرنے والے کو ٹریپ کر کے اپنے ملک لانا ہے۔

الپا نے اپنے باقی چھ براورز سے کہا تھا کہ وہ براور بلیک کے دماغ میں زیادہ سے زیادہ حاضر رہا کرے گی اور کسی خیال خوانی کرنے والے کو براور کے چور خیالات پڑھنے نہیں دے گی۔ اصل طاہر شاہی کے چور خیالات سے معلوم ہوا تھا کہ جوجو اس کے دماغ میں آتی رہتی ہے۔ اس نے پچھلے تین گھنٹوں سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ جب طاہر شاہی اس سے بہت اہم بات کہنا چاہتا تو تل ابیب سے پیرس کا ایک فون نمبر ڈائل کرتا تھا اور پھر ریسیور رکھ دیتا تھا۔ "کوڈ زیرو ٹو ٹو۔"

ایک گھنٹا پہلے اس بے چارے طاہر شاہی کو ہلاک کیا گیا تھا۔ بلیک آدم نے جوجو سے بات کرنے کے لیے وہی طریقہ' وہ مخصوص نمبر ڈائل کر کے بولا۔ "کوڈ زیرو ٹو ٹو۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ بیس منٹ کے بعد اسے اپنے دماغ میں جوجو کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "ہیلو زیرو ٹو ٹو! تمہیں معلوم ہو چکا ہو گا کہ ممّا نے دو بچوں کو جنم دیا ہے۔ یہاں خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ میں ذرا مصروف تھی اس لیے تم سے رابطہ نہ کر سکی۔ کیا کوئی خاص بات ہے؟"

"جی ہاں' پچھلے دنوں مسٹر علی سے فنگر پرنٹس کے سلسلے میں دھوکا کھانے کے بعد یہاں کے انٹیلی جنس والے اہم شعبوں کے افراد کو بڑی سختی سے چیکنگ کر رہے ہیں۔ ایسے افراد کی انگلیوں کے نشانات لیے جا رہے ہیں۔ میں نے معتبر ذرائع سے معلوم کیا ہے کہ کل ہمارے شعبہ کے اہم افراد کی انگلیوں کے نشانات لیے جائیں گے۔ ایسا ہوا تو میری اصلیت ظاہر ہو جائے گی۔"

جوجو نے کہا۔ "ہاں' ایسا ہوا تو تم گرفتار ہو جاؤ گے۔ تم یہودی سیکریٹری کا میک اپ ختم کر کے طاہر شاہی کی اصل صورت میں آ جاؤ۔"

"یہ میں کر چکا ہوں اور صبح پانچ بجے کی فلائٹ میں سیٹ بک کر چکا ہوں۔ کل ادارے میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

"چلو اچھا ہے۔ تم کل یہاں ہماری خوشیوں میں شریک ہو گے۔ چلے آؤ۔"

جوجو نے رابطہ ختم کر دیا۔ الپا اپنے براورز کے دماغ میں باتیں سن چکی تھی۔ براور اس کا معمول اور تابعدار بنا ہوا تھا۔ اس کی سوچ میں طاہر شاہی کے متعلق تمام اہم باتیں گونج رہی تھیں۔ مثلاً جوجو کے ساتھ رابطہ کرنے کے لیے ایک دوسرے کو کوڈ ورڈ دیتے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونے کے لیے وہ کیسے شناختی مراحل سے گزرے گا۔

وہ تمام باتیں یاد کرنے کے دوران طاہر شاہی کی اٹیچی کا سامان دیکھ رہا تھا اور تمام اہم کاغذات کا مطالعہ کر رہا تھا۔

کاغذات اسے بلا روک ٹوک بابا صاحب کے ادارے کے اندر پہنچا سکتے تھے۔

❁❁❁✲✲❁❁❁

میں نے بھی جناب علی اسد اللہ تبریزی کی طرح اعلان کیا تھا۔ بین الاقوامی رابطے کی ایجنسی کو بیان دیا تھا کہ میں اور میرے دونوں بیٹے پارس اور علی تیمور چوبیس گھنٹوں کے لیے ادارے میں پہنچ رہے ہیں۔ لیلیٰ' سلطانہ اور سلمان کے متعلق بھی دوستوں اور دشمنوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ بھی ادارے میں پہنچ گئے ہیں۔

سپر ماسٹر اور شی تارا کو علی تیمور کے متعلق معلوم ہو چکا تھا کہ وہ قیدیوں کے جزیرے میں انقلابی تبدیلیاں لانے کے بعد یوسف البرہان عرف پاشا اور مریم کے ساتھ وہاں سے چلا آیا ہے۔ شی تارا کی نظریں علی پر تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ علی جزیرے سے نکل کر پاشا اور ثانی کے ساتھ خفیہ فارمولے حاصل کرنے صومالیہ جائے گا۔

علی اور ثانی کو معلوم تھا کہ شی تارا کے جاسوس نگرانی کر رہے ہیں۔ دونوں نے انہیں خوب نگرانی کا موقع دیا۔ وہ جزیرہ مارکیو سان سے نیویارک آئے پھر وہاں سے پیرس پہنچے۔ وہاں انہوں نے پاشا کو ملٹری ہیڈ کوارٹر میں پہنچا کر اسے ایک چھوٹے سے بنگلے میں نظر بند کرایا۔ اس سے کہا۔ "تمہاری حفاظت کے لیے تمہیں یہاں قید کیا جا رہا ہے کیوں کہ ہم چوبیس گھنٹوں تک تم سے دور بابا صاحب کے ادارے میں رہیں گے۔"

پاشا قیدی بن کر برا نہیں مان سکتا تھا کیوں کہ وہ ثانی کا معمول اور تابعدار تھا اور علی کا بھی وفادار بن کر رہتا تھا۔ وہ دونوں مریم کو ساتھ لے کر بابا صاحب کے ادارے میں آ گئے۔ مریم نے پوچھا۔ "کیا میرا پاشا ادارے میں کبھی داخل نہیں ہو سکے گا؟"

علی نے کہا۔ "اس نے جناب علی اسد اللہ تبریزی کی پیش کش کو قبول نہیں کیا تھا اس لیے اسے وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملے گی۔"

"لیکن بیٹے! اب تو وہ تمہارا اور ثانی کا وفادار ہے۔"

"بے شک ہے لیکن تنویمی عمل کے ذریعے ہے جب وہ تنویمی عمل کے زیر اثر نہیں رہے گا اور پورے ہوش و حواس میں رہ کر ادارے کے قاعدے و قوانین کی پابندی قبول کرے گا تب اسے ادارے میں قبول بھی کیا جائے گا اور اسے وہاں عزت بھی ملے گی۔"

مریم نے پوچھا۔ "کیا تم لوگوں سے کوئی غلطی ہو تو تمہارا داخلہ بھی ممنوع ہو گا؟"

"جی ہاں' ہم کیا چیز ہیں۔ ہمارے پاپا کو بھی برسوں تک ادارے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ جب انہوں نے ممّا سے شادی کی' تب اُن کی غلطیاں معاف کر دی گئیں اور اُن پر سے پابندی ہٹا دی گئی۔ آج وہ بھی یہاں پہنچ چکے ہوں گے۔"

اُدھر شی تارا اُن نگرانی کرنے والوں کے دماغ میں رہ کر دیکھ رہی تھی۔ ایک نگرانی کرنے والے کی سوچ نے بتایا کہ علی اور ثانی نے پاشا کو ملٹری ہیڈ کوارٹرز میں پہنچا دیا ہے اور مریم کو لے کر ادارے میں چلے گئے ہیں۔ اب شاید چوبیس گھنٹوں تک نہ وہ نظر آئیں گے نہ اُن کی نگرانی کی جا سکے گی۔

شی تارا نے مرینا کے پاس آ کر پوچھا۔ "کیا رپورٹ ہے؟"

مرینا نے کہا۔ "میں دو بار پاشا کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کر چکی ہوں لیکن وہ کمبخت سانس روک لیتا ہے۔ یقیناً ثانی نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔"

"یہی بات ہے۔ تم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ دونوں بابا صاحب کے ادارے میں چلے گئے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹوں تک کسی معاملے میں مصروف نہیں رہیں گے۔ یعنی وہ خفیہ فارمولا حاصل کرنے ابھی صومالیہ نہیں جائیں گے۔"

مرینا نے کہا۔ "میرا خیال ہے' پارس صومالیہ جائے گا۔"

"میں اس کے پاس جا رہی ہوں۔ تم ٹھیک بیس سیکنڈ کے بعد اس کے دماغ میں جاؤ گی تو تمہیں جگہ مل جائے گی۔ وہ تمہیں محسوس نہیں کر سکے گا۔"

شی تارا اس کے دماغ سے نکل کر پارس کے پاس آئی۔ جلدی سے بولی۔ "سانس نہ روکنا میں تمہاری شی تارا ہوں۔"

وہ بولا۔ "ہائے تم تو وہ چیز ہو' جس کے آتے ہی سانس رک جاتی ہے اور دل دھڑکنا بھول جاتا ہے۔"

"میں اپنے وعدے کے مطابق تم سے ملنے ثمرقند آ گئی ہوں جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا۔ دو دن تک چھپ چھپ کر تمہیں دیکھتی رہوں گی پھر تیسرے دن تمہارے سامنے آؤں گی۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تم وعدے کے مطابق سمرقند پہنچ گئی ہو لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں وہاں تمہارا انتظار نہ کر سکا۔ تمہیں معلوم ہو چکا ہو گا کہ میرا ایک بھائی اور میری ایک بہن پیدا ہوئی ہے۔"

"معلوم ہے لیکن وہ تمہارے سوتیلے بھائی بہن ہیں۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "سوتیلے نہیں سگے ہیں۔ دراصل میں ممّا کا بیٹا ہوں۔ ادارے کی اہم شخصیات کو معلوم ہے کہ مجھے ممّا نے جنم دیا ہے اور اپنا دودھ پلایا ہے۔"

"کیا واقعی؟"

"بھئی یقین کرو۔ نہیں کرو گی تو بھی حقیقت نہیں بدلے گی۔"

"کیا تم یہ کہہ رہے ہو کہ سونیا نے برسوں پہلے' فرہاد سے نکاح کیے بغیر ہی تمہیں پیدا کر دیا۔"

"یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ نکاح نہیں پڑھایا گیا تھا۔ تمہارے دھرم میں سماج سے چھپ کر مندر میں بھگوان کے سامنے شادی ہو جاتی ہے اسی طرح پاپا جوانی میں ممّا کو گھر سے بھگا کر ایک قاضی کے پاس لے آئے تھے اور اپنا نکاح پڑھوا لیا تھا۔ اس کے نو ماہ بعد میں

پیدا ہوا پھر میں نے جوان ہو کر ضد کی کہ انہیں دنیا والوں کے سامنے نکاح پڑھوانا چاہیے اس لیے انہوں نے پھر سے ایک بار یہی کیا۔ اب تو تم طعنہ نہیں دو گی کہ پھر فرہاد اور اعلیٰ بی بی میرے سگے نہیں ہیں؟"

"یہ تمہاری بہن کا نام اعلیٰ بی بی کیوں رکھا گیا ہے؟"

"یہ ایک لمبی روداد ہے۔ مختصر یوں ہے کہ میری پیدائش کے ایک سال بعد مما مزید ایک بیٹا اور بیٹی پیدا کرنا چاہتی تھیں لیکن ان دنوں اعلیٰ بی بی زندہ تھی اس نے مما سے کہا کہ ابھی بیٹی پیدا نہ کرو۔ میں مرنے کے بعد تمہارے پیٹ میں آؤں گی تو پھر ایک بھائی کے ساتھ مجھے پیدا کرلینا۔ یوں اعلیٰ بی بی نے شہید ہونے اور دوبارہ جنم لینے میں چوبیس برس گزار دیے۔"

شی تارا نے کہا۔ "ہم ہندو ایک جنم کے بعد دوسرا جنم لینے والی بات مانتے ہیں' تمہارے ہاں اسے تسلیم نہیں کیا جا سکتا پھر کیسے کہتے ہو کہ اعلیٰ بی بی نے سونیا کے بطن سے دوبارہ جنم لیا ہے؟"

"بھئی تم ہندو ہو۔ اس لیے تمہیں یہ ہسٹری سنائی ہے۔ یقین نہیں کرو گی تو تمہارا دھرم نشٹ ہو جائے گا اور یقین کرو گی تو میری بہن کا نام اعلیٰ بی بی رکھنے پر تمہیں اعتراض نہیں ہوگا۔"

"اوہ گاڈ! کیسے گھما کر باتیں کرتے ہو؟ سمجھ میں نہیں آتا تمہیں کس حد تک جھوٹا یا سچا سمجھا جائے اور تم نے یہ کہاں کی باتوں میں الجھا لیا ہے؟ کیا تم بابا صاحب کے ادارے میں آگئے ہو؟"

"ہاں میں یہاں ہوں۔ پاپا اور علی وغیرہ صرف چوبیس گھنٹوں کے لیے آئے ہیں لیکن میں کم از کم ایک ہفتہ یہاں رہوں گا اور اپنی سگی ماں اور سگے بھائی بہن کے ساتھ بہت اچھا وقت گزاروں گا۔"

"یعنی تم اپنی شی تارا سے ملاقات نہیں کرو گے؟"

"کون سی شی تارا؟"

"میں تم سے اصلی شی تارا بول رہی ہوں۔ آج تک کسی نے مجھے نہیں دیکھا' میں تمہاری محبت سے مجبور ہوں اس لیے تمہارے سامنے آؤں گی۔"

"تم میرے سامنے نہیں آؤ گی۔"

"کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں۔"

"میں اتنا جانتا ہوں کہ جناب علی اسد اللہ تبریزی ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ انہوں نے پیش گوئی کی ہے کہ شی تارا مزید سات برس تک روپوش رہنے میں کامیاب رہے گی۔ کوئی اس کا اصلی چہرہ نہیں دیکھ سکے گا۔ اس کی اصل آواز اور لہجہ نہیں سن سکے گا۔ تم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو اور تسلیم کرو کہ تم مجھے اپنی اصلی آواز اور لہجہ نہیں سنا رہی ہو۔ یہ میرا یقین ہے کہ تم سات برس تک اپنا چہرہ نہیں دکھاؤ گی اور جناب تبریزی صاحب کی پیش گوئی کے مطابق سات برس کے بعد میری بہن اعلیٰ بی بی تمہیں بے نقاب کرے گی۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "بڑے بڑے تیس مار خاں مجھ تک نہیں پائیں گے اور سات برس کی اعلیٰ بی بی مجھے بے نقاب کرے گی۔ اگرچہ یہ سراسر بچکانہ سی بات ہے تاہم علم نجوم میری گھٹی میں ہے۔ میں بھی اعلیٰ بی بی کا زائچہ بنا کر دیکھوں گی کہ تبریزی صاحب کی پیش گوئی میں کتنی صداقت ہے۔"

"جب صداقت معلوم ہو جائے تو مجھ سے بات کرنا۔ ابھی اور میرا وقت ضائع نہ کرو۔"

اس نے سانس روک لی۔ شی تارا اس کے دماغ سے نکل کر مرینا کے پاس آئی اور اسے پارس اور ننھی اعلیٰ بی بی کے متعلق بتایا۔ مرینا نے کہا۔ "میرا مشورہ ہے کہ تمہیں اس ننھی سی اعلیٰ بی بی کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اس کا زائچہ ضرور بناؤ۔"

"ہاں' مگر ابھی وقت نہیں ہے۔ یہ چوبیس گھنٹے ہمارے لیے بہت قیمتی ہیں۔ فوراً صومالیہ کی طرف پرواز کرو۔ فرہاد اور اس کے دونوں بیٹے کل شام چھ بجے تک ادارے سے باہر نہیں نکلیں گے۔"

مرینا نے کہا۔ "چوبیس گھنٹے بہت ہوتے ہیں۔ میں ایک ایک منٹ کو قیمتی سمجھ کر ضائع نہیں کروں گی۔ ایک گھنٹے بعد جو فلائٹ جانے والی ہے اس میں میری پوری ٹیم کے لیے سیٹیں نہیں مل رہی تھیں۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے اس فلائٹ کی سیٹوں میں الٹ پھیر کی ہے۔ ہم ایک گھنٹے بعد یہاں سے روانہ ہوں گے اور تقریباً چار گھنٹے کے اندر صومالیہ پہنچ جائیں گے۔"

شی تارا نے کہا۔ "میں نے صومالیہ کی ایک بڑی سیاسی شخصیت کو قابو میں کیا ہے۔ اس کے ذریعے ایک ہیلی کاپٹر کا انتظام کیا ہے۔ تم وہاں کے دارالسلطنت موگادشو پہنچو گی تو وہاں ہیلی کاپٹر تیار ملے گا۔ تم اپنی ٹیم کے ساتھ شہر بیضابہ تک جاؤ گی پھر آگے جانے کے لیے جیپ اور ویگن گاڑیاں مل جائیں گی۔"

"ہاں جیپ اور ویگن کے ذریعے ہی جانا ہوگا۔ بہت گھنے جنگلات ہیں۔ میری ٹیم کا راہنما حبشی عبداللہ کہتا ہے کہ وہاں اتنے گھنے اور سایہ دار درخت ہیں کہ ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارا نہیں جا سکتا۔"

مرینا کی ٹیم میں تین افراد تھے۔ ایک سیاہ فام حبشی عبداللہ تھا' جو وہاں کے جنگلات اور جنگلی قبیلوں کے متعلق وسیع معلومات رکھتا تھا اور ان کی بولیاں بھی سمجھتا تھا۔ عبداللہ کی بہن صفورا بھی اس ٹیم میں تھی۔ وہ صومالیہ کے ایک انسٹیٹیوٹ میں زہریلے سانپوں پر ریسرچ کرتے کرتے خود زہریلی ہو گئی تھی۔ اپنی ذات پر ایسے زہریلے تجربات کیے تھے کہ ناگن بن گئی تھی جسے کاٹ لیتی وہ پانی مانگنے سے پہلے ہی دم توڑ دیتا۔ اگر کسی کے جسم پر اپنے ناخنوں سے خراش ڈالتی تو وہ زہریلے نشے سے مدہوش ہو جاتا اور اس پر دیوانگی کے دورے پڑتے رہتے۔ اس ٹیم کے تیسرے شخص کا نام

ڈی کروز تھا۔ وہ ایک نہایت ہی چالاک چور اور نو سرباز تھا۔ وہ دشوار ترین راستوں سے گزرنے کی آسانیاں پیدا کرلیتا تھا اور مشکل سے مشکل تجوریاں بھی کھول لیتا تھا۔

مرینا ایک گھنٹے بعد اپنی اس ٹیم کے ساتھ روانہ ہو گئی۔

شی تارا دہلی سے روانہ ہو کر قاہرہ پہنچ گئی تھی۔ وہاں سے وہ دوسرے دن صومالیہ کے شہر بیضابہ جانا چاہتی تھی۔ اسے وہاں جانے کی جلدی نہیں تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ مرینا پہلے اپنی ٹیم کے ساتھ اس جنگل میں پہنچے۔ کامیابی حاصل کرے جب وہ فارمولے حاصل کر کے واپس آئے گی تو سب سے پہلے شہر بیضابہ پہنچے گی۔ اس وقت تک شی تارا وہاں کسی ہوٹل میں رہے گی۔ مرینا کو نیند میں سحر زدہ کر کے ہوٹل کے کمرے میں بلائے گی تاکہ وہ شی تارا کو نہ پہچانے اور اسے وہ تمام فارمولے دے کر چلی جائے۔

وہ فارمولے شی تارا اور اس کے بھائی پے پے سرنا کو پاشا کی طرح غیر معمولی سماعت اور بصارت دے سکتے اور جسمانی و دماغی توانائی میں بھی حیرت انگیز اضافہ کرسکتے تھے' وہ نہیں چاہتی تھی کہ مرینا ان فارمولوں کو پڑھے اگرچہ وہ ان بھائی بہن کی تابعدار تھی اس کے باوجود شی تارا نہیں چاہتی تھی کہ بھائی بہن کے سوا کوئی تیسری ہستی ان فارمولوں سے استفادہ کرے۔

قاہرہ کے جس ہوٹل میں اس نے قیام کیا تھا۔ وہاں دنیا کے امیر ترین لوگ آتے تھے۔ ہوٹل کے انڈر گراؤنڈ قمار خانے میں ڈالرز اور پونڈز کے لاکھوں نوٹ گردش میں رہتے تھے' وہ نوٹ ہارنے اور جیتنے والوں کی جیبوں سے نکلتے اور واپس آتے رہتے۔ شراب پانی کی طرح بہتی تھی اور دنیا کے کئی ممالک کی حسینائیں جلتی بجھتی روشنی میں اپنے شباب کے جلوے دکھاتی تھیں۔

شی تارا جب اپنے اطراف کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتی تھی تو تفریح کے لیے ہوٹل کے ورائٹی شوز دیکھتی تھی یا قمار خانوں میں جا کر تاش کے پتوں سے دل بہلاتی تھی۔ خیال خوانی کے ذریعے جواریوں کا تختہ کر کے اسے بہت خوشی ہوتی تھی۔

اس روز بھی اسے تفریح کی بڑی فرصت تھی۔ اس نے سوچا کہ پہلے کبریا فرہاد اور اعلیٰ بی بی کا زائچہ بنائے۔ ابھی تو شام ہو رہی ہے۔ رات کو کھانے کے بعد تفریح کرے گی۔ وہ زائچہ تیار کرنے بیٹھ گئی۔ ان بچوں کے حال اور مستقبل کی فکر کرنے والی وہ اکیلی نہیں تھی۔ کتنے ہی ملکوں کے اور کتنی ہی زیر زمین تنظیموں کے ماہرین نجوم زائچے بنا رہے تھے۔ علم نجوم کے معاملے میں ماہرین شاذ و نادر ہی ایک دوسرے سے متفق ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کی جوتش ودیا' مسلمانوں کا علم نجوم اور یورپی ممالک کی ایسٹرولوجی کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ ان سب کی پیش گوئیوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے لیکن ان کی علمی جستجو کے بعض نتائج کسی حد تک یکساں ہوتے ہیں۔

سپر ماسٹر' ماسک مین اور اسرائیلی حکام نے آپس میں رابطہ قائم کیا اور یہ طے کیا کہ اُن سب کے ماہرین نجوم کی پیش گوئیاں ایک دوسرے کو سنائی جائیں تاکہ مجموعی طور پر ایک نتیجہ اخذ کیا جا سکے۔

ایسے ہی وقت شی تارا نے سپر ماسٹر سے رابطہ کر کے کہا۔ "اس تبریزی نے پیش گوئی سنا کر بڑی چالاکی دکھائی ہے۔ اس کے یہ الفاظ ہیں کہ سپر ماسٹر اور وہاں کے حکام شی تارا اور مرینا کے محتاج ہو جائیں گے' تبریزی کی چالاکی یہ ہے کہ آپ اور امریکی حکام مجھ سے اور مرینا سے بدظن ہو جائیں یا اتنے محتاط ہو جائیں کہ مشکل حالات میں بھی ہمیں دوست نہ بنائیں۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "شی تارا! ہم نادان نہیں ہیں۔ یہ خوب سمجھ رہے ہیں کہ تبریزی ہمارے درمیان پھوٹ ڈال رہا ہے۔ تم نے اور مرینا نے سپر مادام بننے والی ثانی کو بے نقاب کر کے سچی دوستی کا ثبوت دیا ہے۔ تبریزی اس بات کا انتقام لے رہا ہے۔ لیکن ایک بات ہمیں پریشان کر رہی ہے۔"

"مجھے بتائیں کیا پریشانی ہے؟"

"اس کی پیش گوئی کے مطابق ٹرانسفارمر مشین ناکارہ ہو گئی ہے۔ اس کے نقائص دور کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ آج تیسرا دن ہے لیکن اس کی مکمل مرمت نہیں ہو پا رہی ہے۔ اگر یہ طویل مدت تک خراب رہی تو پیش گوئی کو ماننا پڑے گا یا سوچنا پڑے گا کہ تبریزی کوئی جادوگر ہے یا پھر ایسا کوئی پُراسرار علم جانتا ہے کہ زبان سے نکالی ہوئی بات پوری کر دکھاتا ہے۔"

"علم نجوم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں پر سیاروں کی گردش سے کیا عمل اور ردِعمل ہوتا ہے اور ان کے مطابق انسانوں پر کیا گزرتی ہے اور کیا گزرنے والی ہے لیکن کسی بے جان مشین کی صحت مندی یا بیماری کا حال آج تک کسی نے علم نجوم کے ذریعے معلوم نہیں کیا۔ ہم ستارہ شناس لوگ یہ معلوم کرتے ہیں کہ کوئی شخص بہت بڑی پریشانی سے دوچار ہوگا۔ پریشانی کی وجوہات بھی کسی حد تک معلوم ہوتی ہیں لیکن یہ یقین سے پیش گوئی نہیں کی جا سکتی کہ کارخانے میں صحیح طور سے چلنے والی مشین ٹوٹ جائے گی۔"

"پھر اس کی بات کیسے درست ہو رہی ہے؟"

"تبریزی صرف علم نجوم کا ماہر ہی نہیں' روحانی علوم میں بھی نامعلوم گہرائیوں تک ڈوبا ہوا ہے۔ وہ اور آمنہ فرہاد روحانی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

"یہ کیا چیز ہے؟ میں پہلی بار روحانی ٹیلی پیتھی کا نام سن رہا ہوں۔"

"میں ابھی اس کی وضاحت نہیں کرسکوں گی کیوں کہ ہم سب نئے مسائل میں الجھ رہے ہیں' یہ روحانی ٹیلی پیتھی کی تفصیل بیان کرنے کا وقت نہیں ہے۔ اتنا سمجھ لیں کہ وہ اور آمنہ روحانیت کے ذریعے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جسمانی

طور پر پہنچ جاتے ہیں۔ آپ شاید یقین نہ کریں' میرے بھائی سرنا اور مرینا نے تاشقند میں اپنی آنکھوں سے تمریزی اور آمنہ کو دیکھا ہے۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے ان کے پاس آئے تھے پھر ان کی آتما شکتی کو ناکام بنا کر چلے گئے۔"

"تم ایسی بات کہہ رہی ہو جس پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔ وہ دونوں پیرس سے تاشقند پہنچ کر نظر آئے پھر کیسے غائب ہو گئے؟"

"سی این این کی اسکرین پر بولنے والا دنیا کے تمام ممالک اور تمام گھروں میں کیسے پہنچ جاتا ہے پھر سوئچ آف کرو تو کیسے غائب ہو جاتا ہے۔ آپ نہیں کہیں گے کہ یہ بولتی ہوئی متحرک تصویریں ہوتی ہیں' زندہ انسان بہ نفس نفیس حاضر نہیں ہوتے۔ میرے بھائی اور مرینا یقین سے نہیں کہتے کہ تمریزی اور آمنہ بہ نفس نفیس آئے تھے۔ جب سائنس نے انسان کی متحرک تصاویر ایک جگہ سے دوسری جگہ مختلف آلات کے ذریعے پہنچادی ہیں تو کیا قدرت کسی آلے کے بغیر تمریزی اور آمنہ کا متحرک عکس ہزاروں میل دور پیش نہیں کر سکتی؟ ابتدا میں ہم قدرتی مظاہر سے انکار کرتے ہیں' بعد میں یہی کمالات سائنس کے زمرے میں آجاتے ہیں۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "یہ مانتا ہوں' آج سے تمیں چالیس برس پہلے کوئی وڈیو اور ٹی وی کی بات کرتا تو خبطی سمجھا جاتا۔ کوئی یقین نہ کرتا کہ ایک جگہ بولنے اور حرکت کرنے والا ہزاروں میل دور زندہ انسان کی طرح دیکھا جائے گا۔ پہلے ہم جسے مضحکہ خیز کہتے ہیں پھر ذہین لوگ اسے سچ کر دکھاتے ہیں۔ بائی دی وے' تم کیا کہنا چاہتی ہو' کیا انہوں نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹرانسفارمر مشین میں خرابی پیدا کی ہے؟"

وہ بولی۔ "یہی میری سمجھ میں آتا ہے۔ آپ کے ملک میں مشینوں کے بے مثال کاریگر ہیں۔ ذرا سوچیں' وہ ٹرانسفارمر مشین کو درست کیوں نہیں کر پا رہے ہیں؟ جو کام انسان کی ذہانت سے بعید ہو جائے' اس کے پیچھے قدرت کوئی تماشا دکھاتی رہتی ہے۔ اس بات کو شاید ہم کچھ عرصہ بعد تسلیم کریں۔ فی الحال مشین کے ساتھ یہی ہو رہا ہے۔"

"شی تارا! تم ان دلائل سے بڑی حد تک مطمئن کر رہی ہو۔ میں کوشش کروں گا کہ آج ہی سے ہمارے دینی اور دنیاوی ماہرین روحانی ٹیلی پیتھی پر ریسرچ کریں لیکن تم اپنے متعلق بتاؤ۔ تمریزی نے جو پیش گوئی کی ہے کہ سات برس کی بچی تمہیں بے نقاب کرے گی۔ اس سلسلے میں تمہاری جوتش ودیا کیا کہتی ہے؟"

"میں جانتی ہوں' ان تین دنوں میں کتنے ہی دوستوں اور دشمنوں نے ان بچوں کی جنم کنڈلی بنائی ہے۔ میں بھی اس کا مطالعہ کر چکی ہوں' ان کے متعلق پہلے یہ سن لیں کہ دونوں بہن بھائی کی طالع پیدائش قوس ہے' طالع شمسی جدی ہے' جنم راس یا قمری برج حوت ہے۔ قوس ایک آتشی برج ہے۔ ان بھائی بہن میں غصہ ہے' گرمی ہے۔ یہ گرمی مثبت ہو گی تو دلوں کو محبت سے گرما دے گی۔

منفی ہو گی تو دشمنوں کو زندہ جلا دے گی۔ اس کا حکمران سیارہ مشتری ہے۔ اس سیارے کے تحت دونوں بچے موقع پرست ہوں گے جو کچھ انہیں وراثت میں ملے گی۔ یہ کبھی ایک جگہ سکون سے نہیں رہیں گے۔ پارے کی طرح متحرک رہا کریں گے۔ بڑے بڑے چیلنج قبول کرتے رہیں گے' یوں تجربات کی آگ میں کندن ہوتے رہیں گے۔

"ہر برج کا ایک خاص نشان ہوتا ہے۔ قوس کے نشان میں ایک تیر انداز ہے۔ اس تیر انداز کا اوپری جسم انسان کا ہے اور نچلا دھڑ گھوڑے کا ہے۔ یعنی اس نشان کے تحت پیدا ہونے والے عجیب و غریب اور بڑی پیچیدہ شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اس کے نشان میں جو تیر چھوڑا جا رہا ہے' اس کا رخ آسمان کی طرف ہے گویا ان بچوں کی منزل بلندی ہوا کرے گی۔

تیر اندازی ایک کھیل بھی ہے۔ یہ بھائی بہن نہایت ارفع و اعلیٰ مقاصد کا نہ سمجھ میں آنے والا کھیل کھیلتے رہا کریں گے اور تیر اندازی محبت کے دیوتا کیوپڈ کا بھی مشغلہ ہے' یہ دونوں دل کے معاملات میں بڑے فراخ دل ہوں گے۔ جہاں اچھے لوگ دیکھیں گے' محبت میں حاتم طائی بن جائیں گے۔ قوس کے نشان میں جو دھڑ گھوڑے کا ہے' ان دونوں میں گھوڑے جیسی بے لگام طاقت ہو گی۔ نصف جانور کی تصویر بتاتی ہے کہ یہ حیوانی خواہشات کے حامل' سنگدل اور خود غرض ہوں گے۔

"یہ گھوڑے بہترین تربیت پالیں تو زندگی کی ہر دوڑ میں اول رہیں گے۔ یاد رہے کہ انہیں تربیت دینے والی سونیا ہو گی۔ اگر اس نے کوئی کسر نہ چھوڑی تو یہ دونوں گھوڑے بہادر' حوصلہ مند' سرکش اور تیز رفتار ہوں گے' اپنی تیز رفتاری سے آگے جانے والوں کو پیچھے چھوڑتے رہیں گے۔

"یہ بے حد زندہ دل اور اپنی باتوں سے ہنسانے والے ہوں گے لیکن خاموشی اختیار کریں گے تو خطرناک اور پُراسرار بن جائیں گے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "شی تارا! تم تو ان دونوں کی خوبیاں ہی خوبیاں بیان کر رہی ہو۔"

وہ بولی۔ "آپ توجہ نہیں دے رہے ہیں' میں خوبیوں کے ساتھ ان کی کمزوریاں بھی بیان کر رہی ہوں۔ ابھی اس کی وضاحت کروں گی۔ چونکہ نوزائیدہ اعلیٰ بی بی میرے لیے چیلنج بن گئی ہے' اس لیے میں نے اس کے زائچے پر زیادہ توجہ دی ہے۔

"تمریزی کی پیش گوئی کسی حد تک درست لگتی ہے۔ اس کی پیش گوئی کا انداز مختلف اور انوکھا ہے۔ وہ اپنے دین کے مطابق ستارے الف کہتے ہیں تو وہ اللہ اکبر کہہ دیتا ہے۔ ستارے یہ نہیں کہتے کہ کوئی اعلیٰ بی بی ہو گی یا کوئی سات برس کی بچی ہو گی جو مجھے بے نقاب کرے گی۔ ایسی کوئی بات جوتش ودیا میں نہیں ہے مگر ہاں یہ ودیا صاف طور سے کہہ رہی ہے کہ اب سے ٹھیک سات

برس بعد میرے ستارے گردش میں ہوں گے۔ وہ میری پریشانیوں کا سال ہو گا۔ میں کامیابیوں کے لیے جو کوششیں کروں گی' ان میں ناکامیوں کا زیادہ احتمال ہو گا۔ اس طرح یہ سمجھ میں آتا ہے کہ سات برس بعد میری پریشانیوں کا سبب فرہاد اور اس کی فیملی کے لوگ ہوں گے۔ ان میں شاید وہ بچی بھی شامل ہو۔ میں فرض کر رہی ہوں کہ وہ فتنہ بی بی میرے لیے قیامت بن جائے گی اس لیے میں اس کے زائچے سے اس کی ایک ایک کمزوری ڈھونڈ کر اپنی یادداشت میں محفوظ کر رہی ہوں۔

"میں نے ابھی کہا تھا کہ قوس آتشی برج ہے۔ اگر اعلیٰ بی بی مثبت انداز اختیار کرے گی تو محبت سے دلوں کو گرما دے گی۔ منفی انداز سے دشمنوں کو جلا دے گی۔ یہ سننے میں اچھا لگتا ہے لیکن دانا لوگ سمجھتے ہیں کہ غصہ اور گرم مزاجی خود اپنی ذات کو نقصان پہنچاتی ہے۔ میں ایسا طریقہ کار اپناؤں گی کہ اعلیٰ بی بی کو بات بات پر غصہ آتا رہے۔ میں اسٹڈی کرتی رہوں گی کہ اسے کن باتوں اور حرکتوں کے ذریعے غصے سے پاگل بنایا جا سکتا ہے۔ وہ بڑی مغرور' بڑی ناز و انداز اور بڑی نخرے والی ہو گی۔ اپنے مرتبے اور شہرت کے مقابلے میں دوسروں کو حقیر سمجھے گی اور یہ ایسی منفی عادت ہے کہ یہ دور نہ ہوئی تو وہ زمانے بھر میں بری طرح ذلیل ہو گی۔ میں ہر ممکن طریقے سے اس کی اس عادت کو پختہ کرتی رہوں گی۔

"اس کے مزاج میں یہ ہے کہ بڑے بڑے چیلنج کو قبول کرے گی۔ دشمنوں اور دشواریوں کو دعوتیں دیتی رہے گی۔ یوں دیکھا جائے تو یہ بہادری ہے لیکن "آ بیل مجھے سینگ مار" والی حماقت بھی ہے۔ میری کوشش ہو گی کہ وہ ایسی حماقتیں کرتی رہے تاکہ سینگ مارنے میں آسانی رہے۔

"وہ موقع پرست اور خود غرض ہو گی۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی رہے گی۔ ایسی حرکتیں اسے نقصان پہنچائیں گی۔ ستارے ایسی بہت سی کمزوریوں کی نشاندہی کر رہے ہیں' جو اسے تباہ و برباد کر دیں گی لیکن ماں ایک ایسی ہستی ہے' جو اس کی تمام کمزوریاں دور کرتی رہے گی۔ اس بلا سے محفوظ رہنے کی دو ہی صورتیں ہیں' ماں مر جائے یا بچی ماں کا دودھ تک نہ پی سکے' اس سے بچھڑ جائے' اغوا کر لی جائے یا ہمیشہ کی نیند سلا دی جائے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "سونیا کو مارنے کے لیے کتنے ہی مکار اور شہ زور آئے اور خاک ہو گئے۔ اس کی موت کی خواہش کرتے کرتے بیسیوں صدیاں گزر رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے وہ پیدا ہونے سے پہلے ہی موت کو سبیل بنا کر دنیا میں آئی ہے۔ فی الحال اس کی موت کا پتا نہ دیکھو تو بہتر ہے اور وہ دونوں بچے پتا نہیں کیسے فولادی پہرے میں رکھے گئے ہیں۔ اب تک کوئی اخبار والا بھی ان کی تصویریں اتارنے ادارے کے اندر نہ جا سکا۔ اس ادارے کے فوٹو گرافرز ہی نیوز ایجنسی والوں کو ان کی تصویریں فراہم کر رہے ہیں۔"

"سپر ماسٹر! میں نہیں مانتی کہ تم لوگوں نے وہاں تک پہنچنے کے لیے کوئی سرنگ نہیں بنائی ہو گی۔ ایک طویل مدت کے بعد فرہاد کا پورا خاندان ایک جگہ جمع ہوا ہے۔ تم کچھ نہ کچھ تو ضرور کر رہے ہو گے۔"

"ہاں' سب ہی اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی اپنی سی کوششیں کر رہے ہیں۔ میں بھی کر رہا ہوں مگر یہ نہ پوچھنا کیا کر رہا ہوں۔ آج کل میں تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

"میں نہیں پوچھوں گی لیکن میری ٹیلی پیتھی اور تمہارے لامحدود ذرائع ایک ہو جائیں تو ہم بائیں گھنٹوں میں کوئی بڑی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔"

"تمہاری ضرورت ہوئی تو ضرور تمہیں یاد کریں گے۔ ابھی تو میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑی ذہانت سے کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی۔ "تمریزی کی چال کامیاب ہو رہی ہے۔ اس نے تمہیں مجھ سے کترانا سکھا دیا ہے۔"

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ ہم بہترین دوست ہیں اور ..."

"بس باتیں نہ بناؤ۔ جب ضرورت ہو تو مجھے آواز دینا۔ گڈ بائی۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ دماغی طور پر ہوٹل کے کمرے میں حاضر ہو گئی۔ سوچنے لگی کہ تمریزی نے پیش گوئی کے ذریعے زبردست سیاست دکھائی ہے۔ سپر ماسٹر اور چند اعلیٰ حکام کو یہ اندیشہ ہو گیا ہے کہ شی تارا اور مرینا کو اپنے مختلف معاملات میں شریک کیا جاتا رہے گا تو وہ دونوں ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں سے اُن پر چھا جائیں گی۔ ان کے ملک میں لمبوڈا کی موت اور سونیا ثانی' مونارو اور ٹالبوٹ کے چلے جانے کے بعد صرف دو ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے تھے۔ وہ دونوں نو آموز تھے۔ ان کے مقابلے میں شی تارا اور مرینا عملی تجربات سے گزرتے گزرتے زبردست چالباز ہو گئی تھیں۔

شی تارا سوچ رہی تھی' لمبوڈا کے داماد بی جی تھرمال سے ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں چھین لی گئی ہیں۔ اس کے بعد صرف دو نو آموز رہ گئے ہیں۔ اگر ان کا بھی صفایا ہو جائے یا انہیں ٹریپ کر کے اپنے پاس لایا جائے تو پھر سپر ماسٹر کے پاس ایک بھی خیال خوانی کرنے والا نہیں رہے گا۔ ٹرانسفارمر مشین ناکارہ ہو چکی ہے۔ ایسے میں سپر ماسٹر ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کے بغیر فرہاد کے مقابلے پر نہتا نہیں رہنا چاہے گا۔ وہ میرے اور مرینا کے تعاون کا محتاج ہو جائے گا۔ شاید اس طرح تمریزی کی پیش گوئی پوری ہو جائے اور اس سپر پاور کہلانے والے ملک کے حکمرانوں پر میری حکمرانی ہو جائے۔

وہ صوفے پر سے اٹھ گئی۔ اٹیچی سے ایک اچھا سا لباس اور تولیا نکالا پھر غسل کرنے چلی گئی۔ وہ تازہ دم ہو کر نیچے ڈائننگ ہال میں جانا چاہتی تھی۔ اس طرح مسلسل .... خیال خوانی کی تھکن

دور ہو جاتی۔ وہ خیال خوانی کی دنیا سے دور زندہ انسانوں کے درمیان ذرا ہنستی بولتی تو آئندہ اہم منصوبے بنانے کے لیے ذہن تازہ اور ہشاش بشاش رہتا۔

اُس نے غسل کے بعد بہترین اور نہایت قیمتی ساڑی پہنی۔ بیش قیمت ہیرے جواہرت سے جڑے ہوئے زیورات پہنے۔ سر سے پاؤں تک ہندوستانی البیلی نار بن گئی۔ اس ہوٹل میں مختلف ممالک کی عورتیں اکثر اپنے ملک کے روایتی لباس میں نظر آتی تھیں۔ اپنے لباس، اپنے زیورات اور اپنے رکھ رکھاؤ سے ظاہر کرتی تھیں کہ وہ کس قدر امیر کبیر ہیں۔

شی تارا کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ اسے وہاں کوئی پہچان لے گا۔ ایک بھائی کے سوا کوئی اس کا صورت آشنا نہیں تھا۔ اس کے تمام دشمن بابا صاحب کے ادارے تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔ اسے کہیں سے بکسی سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ نہایت آزادی سے شاہانہ انداز میں سیڑھیوں سے اترتی ہوئی ڈائننگ ہال میں آ گئی۔ کتنے ہی لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھ گئیں پھر وہ اٹھی ہی رہ گئیں۔ غضب کا شاہانہ تکبر سے بھرا ہوا حسن تھا۔ سرتاپا ہندوستانی راجکماری لگ رہی تھی۔

ایک میز پر بیٹھی ہوئی باربرا نے کہا۔ "ارے! ادھر دیکھو' کیا زبردست چیز ہے۔"

پارس نے سر گھما کر دیکھا پھر شوقِ دید سے پلکیں جھپکنا بھول گیا۔ یوں بھی وہ نازک شاذ و نادر ہی پلکیں جھپکتا تھا۔

****

میں دودھ کا جلا ہوں چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہوں۔ ایک بار میری عارضی موت ہوئی تھی تو میری پوری فیملی بابا صاحب کے ادارے میں جمع ہو گئی تھی۔ دشمنوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا تھا۔ ماسک مین نے جوجو کو اور سپر ماسٹر نے آمنہ (رسونتی) کو اغوا کرایا تھا۔

اس بار بھی میں نے دشمنوں کی توقع کے مطابق اعلان کیا کہ میں اور میرے دونوں بیٹے نوزائیدہ بچوں کی خوشیاں منانے کے لیے اپنی تمام مصروفیات ملتوی کر رہے ہیں اور ہم سب چوبیس گھنٹے ادارے میں سونیا اور بچوں کے پاس گزاریں گے۔

یقیناً ان کی توقع پوری ہو رہی ہو گی اور وہ سب ادارے کے اطراف گھیرا ڈال چکے ہوں گے۔ ادارے میں بھی داخل ہونے کی کوششیں کر رہے ہوں گے۔ ابھی میں یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کیسی کیسی چالیں چل رہے ہیں لیکن اطمینان تھا کہ ان کی چالیں کامیاب ہوں گی تو خوب تماشا رہے گا۔ یہ دشمن نہیں جانتے تھے کہ اس ادارے میں فرہاد' پارس' علی تیمور' سونیا' سونیا ثانی اور جوجو کی دو دو ڈمیز رہتی ہیں۔ وہ سب ادارے میں تھیں اور ہم سب ادارے کے باہر تھے۔ ہم باپ بیٹوں نے اور ثانی نے ابھی تک سونیا سے ملاقات نہیں کی تھی اور بچوں کو نہیں دیکھا تھا۔

"علی' ثانی' مریم اور پاشا مارکیو سان سے نیویارک پہنچے۔ نیویارک سے پیرس آئے تھے۔ انہوں نے ملٹری ہیڈ کوارٹر کے ایک بنگلے میں پاشا کو پہنچایا۔ اس بنگلے کے ایک کمرے میں مریم نے بٹھا کر کہا۔ "ہم ابھی آتے ہیں۔"

وہ تھوڑی دیر تک اکیلی بیٹھی رہی پھر اس کے پاس علی اور ثانی آئے تو وہ سمجھ نہ سکی کہ وہ اصلی نہیں ہیں۔ ان کی ڈمی ہیں۔ وہ دونوں ڈمی کے ساتھ پیرس سے روانہ ہو کر بابا صاحب کے ادارے میں چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد اصل علی اور ثانی اس بنگلے میں پاشا کے پاس آئے۔ علی نے کہا۔ "میں نے تم سے دوستی کی ہے۔ اب بے مروت نہیں ہوں کہ تمہیں یہاں تنہا چھوڑ کر چلا جاؤں۔"

ثانی نے کہا۔ "شی تارا اور مرینا تمہارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہیں۔ وہ اس ہیڈ کوارٹر میں نہیں آ سکیں گی اور تم انہیں یہاں میں آنے نہیں دو گے۔ اسی میں تمہاری سلامتی ہے۔"

پاشا نے پوچھا۔ "ہم یہاں کب تک رہیں گے؟"

"صرف چوبیس گھنٹے۔ ہم اتنی دیر میں ادارے کے اندر اور باہر چھپے ہوئے دشمنوں کو بے نقاب کر دیں گے۔ اس سلسلے میں تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔"

"میں حاضر ہوں مگر میں کیا کر سکتا ہوں۔"

علی نے کہا۔ "مما اور میرے بھائی اور بہن جس کوابز میں ہیں اس کے اطراف دور تک مسلح افراد کا پہرا ہے اور خفیہ کیمرے نصب کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ تم بھی یہاں بیٹھ کر ان کی نگرانی کرو گے۔ اس ٹیپ ریکارڈر میں مما کی آواز ہے۔ اسے سنو پھر اسے آف کر کے اپنی غیر معمولی سماعت سے مما کی آواز پر دھیان دو۔"

ثانی نے ریکارڈر کو آن کیا۔ چند سیکنڈ کے بعد سونیا کی آواز سنائی۔ "ہیلو بیٹے علی! کیا بات ہے۔ مجھے اپنی آواز ریکارڈ کرنے کیوں کہہ رہے ہو؟ کیا اتنی آواز کافی ہے یا اور بولوں؟"

پھر ٹیپ خاموش ہو گیا۔ ثانی نے اسے آف کر کے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سونیا کے پاس پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے کہا۔ "مما! پاشا نے آپ کی آواز سن لی ہے۔ آپ باتیں کریں وہ اپنی قوتِ سماعت سے سنے گا۔"

سونیا نے مسکرا کر کہا۔ "آمنہ حجرے میں گئی ہے۔ میں اکیلی ہوں' چلو اپنے بچوں سے بول رہی ہوں۔"

ثانی نے واپس آ کر پاشا سے کہا۔ "مما بول رہی ہیں۔ ان کی آواز سنو۔"

وہ کان لگا کر سننے لگا اور کہنے لگا۔ "مادام اپنے بچوں کو مخاطب کر کے کہہ رہی ہیں' میرا بیٹا کبریا شہزادہ! ارے واہ' نام لیتے ہی بیٹا مسکرانے لگا اور میری شہزادی اعلیٰ بی بی! تم کیوں خاموش ہو۔ اللہ اللہ! چہرے پر ایسی سنجیدگی جیسے کسی مسئلے کو حل کر رہی ہو۔ میری جان! ابھی مسائل حل کرنے کے لیے ماں زندہ ہے۔ یہ تمہارے ہنسنے کھیلنے کی عمر ہے۔ چلو ہنسو' مسکراؤ' ہاں' ہاں' شاباش۔"

ثانی خیال خوانی کے ذریعے سونیا کے پاس موجود تھی۔ اُس نے کہا۔ "مما! پاشا ایک ایک لفظ سن رہا ہے۔ اب کسی مسلح گارڈ کو بلائیں اور بالکل خاموش رہیں۔"

پھر وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی۔ "پاشا! اب تمہیں مما کے آس پاس ہلکی ہلکی سی آوازوں کو سننا ہے۔"

"میں سن رہا ہوں۔ قریب ہی چڑیاں چہچہا رہی ہیں۔"

"ذرا غور سے اور کچھ سنو۔"

وہ توجہ سے سنتے ہوئے بولا۔ "قدموں کی آواز ہے پہلے دور تھی اب قریب آ رہی ہے۔ اب مادام آنے والے سے کہہ رہی ہیں کوئی بات نہیں' تم جا سکتے ہو۔ ہاں اب وہ قدموں کی آواز پھر رفتہ رفتہ دور ہو رہی ہے۔"

ثانی نے کہا۔ "تم واقعی باکمال ہو۔ اب سے رات دس بجے تک آرام کرو۔ ہو سکے تو سو جاؤ کیوں کہ رات دس بجے سے صبح اذان کے وقت تک تمہیں جاگنا ہے اور وقفہ وقفہ سے مما کی طرف کان لگائے رکھنا ہے۔ ان کے آس پاس رات کے وقت کوئی مسلح گارڈ نہیں آئے گا۔ سب دور سے نگرانی کریں گے۔ اگر تم قدموں کی آواز سنو تو سمجھ لینا' وہ آنے والے دشمن ہی ہوں گے۔ تم فوراً مجھے اور علی کو آواز دو گے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے مما کو الرٹ کروں گی۔"

پاشا نے کہا۔ "یہ بڑی سخت ڈیوٹی ہے۔ میں رات کو جاگنے کا عادی نہیں ہوں۔"

علی نے کہا۔ "تم جاگو گے۔ رات کو کھانے کے بعد ایک فوجی ڈاکٹر آئے گا' وہ تمہیں ایسا انجکشن لگائے گا کہ آنکھوں سے نیند اڑ جائے گی۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ میری آزادی چھن گئی ہے۔ پتا نہیں کیوں تمہاری ہر بات مان لیتا ہوں۔"

"یہ تمہاری سعادت مندی ہے۔ خدا کا شکر ادا کرو کہ تمہاری بے لگام آزادی سے شی تارا فائدہ نہ اٹھا سکی۔ ورنہ اب تک تمہاری کھوپڑی میں گھس کر وہ فارمولے معلوم کر لیتی اور تمہیں جان سے مار ڈالتی۔ کیا وہ فارمولے حاصل کرنے کے بعد کوئی بھی تمہیں زندہ چھوڑے گا۔"

"نہیں۔ پتا نہیں کب تک خطرات میں گھرا رہوں گا۔ سوچتا تھا کہ میرے پاس زبردست صلاحیتیں ہیں۔ میں دنیا پر حکومت کروں گا۔ کوئی مجھے زیر نہیں کر سکے گا لیکن تم لوگوں نے مجھے جکڑ لیا ہے۔"

"تمہیں کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا جکڑ سکتا ہے۔ جب تک ہمارے پاس ہو' عزت سے ہو۔ شی تارا' سپر ماسٹر یا یہودیوں کے ہتھے چڑھو گے تو دو کوڑی کے بھی نہیں رہو گے۔"

ثانی نے کہا۔ "پاشا! کام کی باتیں کرو۔ تمہارا دعویٰ ہے کہ تمہاری دماغی قوت بھی غیر معمولی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ خیال خوانی کا زلزلہ پیدا کیا جائے تب بھی تمہارا دماغ متاثر نہیں ہوتا۔ اس حساب سے تمہاری یادداشت بھی غیر معمولی ہو گی۔"

"ہاں' برسوں پرانی باتیں اب بھی میرے حافظے میں محفوظ رہتی ہیں۔"

"پھر فارمولے کی بہت سی باتیں یاد کیوں نہیں ہیں؟"

"اس لیے کہ میں نے دانستہ یاد نہیں رکھا۔ چند اہم دواؤں کے اوزان کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا تاکہ کوئی خیال خوانی کے ذریعے میرے دماغ سے مکمل فارمولے معلوم نہ کر سکے۔"

"لیکن میں نے معلوم کیا ہے کہ تم نے ان فارمولوں کا مسودہ صومالیہ میں کہیں چھپا کر رکھا ہے۔ کل رات کی فلائٹ سے تم وہاں جاؤ گے۔"

"ہاں' جاؤں گا میں نے بے پناہ طاقت کے زعم میں یہ نہیں سوچا تھا کہ یوں غلام بنا لیا جاؤں گا۔ یہ ٹیلی پیتھی بھی کیا چیز ہے۔ میں غلامی نہیں کرنا چاہتا مگر کر رہا ہوں۔"

اس کی باتوں کے دوران ثانی اس کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ اس نے اسے بستر پر لیٹنے پر مجبور کیا۔ وہ ایک انگڑائی لے کر لیٹ گیا پھر اس نے جماہی لے کر آنکھیں بند کیں' ثانی نے اسے ایک منٹ کے اندر سلا دیا۔

****

میں' پارس اور باربرا ثمر قند میں تھے۔ ہم نے طے کیا تھا کہ صومالیہ کے جنگلات سے وہ فارمولے لانے کے لیے پارس اور باربرا جائیں گے۔ ان کے ساتھ پاشا بھی رہے گا۔ میں نے باربرا پر تنویمی عمل کے ذریعے وہاں کی مقامی بولی اس کے ذہن میں نقش کر دی تھی۔ پاشا یہ بولی جانتا تھا۔ یہ زبان اسی کے دماغ سے سن کر میں نے باربرا کے دماغ میں پہنچائی تھی۔

ہمارا خیال تھا کہ فارمولے جہاں چھپائے گئے ہیں وہ جگہ پاشا کے علاوہ صرف ہمیں معلوم ہے لیکن شی تارا نے خوبی قسمت سے یہ راز معلوم کر لیا تھا پھر یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ ہم میں سے کون ان فارمولوں کے لیے صومالیہ جائے گا۔ یہ جاننے کے لیے اس نے پارس سے رابطہ کیا۔ اس سے کہا کہ وہ تین دن بعد اس سے سمرقند میں ملاقات کرے گی۔

مقصد یہ تھا کہ اگر پارس کو صومالیہ جانا ہوتا تو وہ کہہ دیتا کہ وہ تین دن بعد سمرقند میں نہیں رہے گا۔ اس طرح شی تارا کو معلوم ہو جاتا کہ پارس ہی وہاں جا رہا ہے۔

میں نے شی تارا کی چال کے جواب میں فیصلہ کیا کہ ڈمی پارس کو سمرقند بلایا جائے گا اور شی تارا کو دھوکا دیا جائے گا لیکن ایسے ہی وقت سونیا نے دو بچوں کو جنم دیا تو میں نے چال بدل دی۔ پارس پر

عمل کر کے اس کے ذہن سے اس کی اپنی آواز اور لہجے کو بدل دیا۔ بابا صاحب کے ادارے میں پارس کی جو ڈمی تھی اس کے ذہن میں پارس کی آواز اور لہجہ نقش کر دیا گیا۔ اس ڈمی کو ماضی یاد نہ رہا۔ وہ خود کو مکمل پارس سمجھنے لگا۔

جب شی تارا نے خیال خوانی کی پرواز کی تو آواز اور لہجے کے مطابق ڈمی پارس کے دماغ میں پہنچی۔ اصلی پارس کے اندر اس لیے نہ پہنچ سکی کہ اصل کا لہجہ بدل گیا تھا۔ خیال خوانی کی لہریں شی تارا کو ڈمی کے اندر لے گئی تھیں اور وہ یہ معلوم کر کے مطمئن ہو گئی تھی کہ پارس بابا صاحب کے ادارے میں ہے۔

پارس' باربرا کے ساتھ سمرقند سے روانہ ہو کر قاہرہ پہنچا ہوا تھا۔ یہ طے پایا تھا کہ دوسری رات کی فلائٹ سے پاشا وہاں آئے گا پھر وہاں سے وہ تینوں صومالیہ جائیں گے۔ یہ محض اتفاق تھا یا شی تارا کی شامت آئی تھی کہ اس سے بھی قاہرہ پہنچ کر اسی مشہور ہوٹل میں قیام کیا تھا۔

بے چاری نے اچھی طرح یقین کر لیا تھا کہ تمام دشمن دوسرے دن شام تک ادارے سے باہر نہیں آئیں گے۔ حیاتِ انسانی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ آدمی سوچتا ہے' میں نے ہر پہلو سے پیش بندی کی ہے' کسی طرف سے مصیبت نہیں آئے گی لیکن آ جاتی ہے۔

وہ ڈائننگ ہال میں آئی۔ آتے ہی احساس ہوا کہ جوانوں اور بوڑھوں کی نگاہوں کا مرکز بن گئی ہے۔ جن کے ساتھ حسین عورتیں تھیں' وہ بھی اپنی حسیناؤں کو گھر کی مرغی سمجھ کر اسے تکنے لگے تھے۔ جو حسینہ مرکزِ نگاہ بن جاتی ہے' وہ دیکھنے والوں پر نگاہ ڈالنے سے کتراتی ہے۔ بے اختیار غرور پیدا ہوتا ہے۔ اس نے بھی بے شمار پکارتی ہوئی نظروں کو نہیں دیکھا۔ یوں پارس کو بھی نہیں دیکھا۔ اک شانِ بے نیازی سے چلتی ہوئی' پارس اور باربرا کے قریب سے گزرتی ہوئی ایک خالی میز کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

پارس سوچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ باربرا نے پوچھا۔ "کیا مرتے ہو؟"

"میں مروں یا جیوں' تمہاری بلا سے۔ تم تو گھاس نہیں ڈال رہی ہو۔"

"دیکھو' میں نے کئی بار سمجھایا ہے' میں مرد ہوں۔ مجھ سے دوستی کرو عشق نہ کرو۔"

"اس حسینہ کو دیکھ کر تمہاری بات عقل میں آ رہی ہے۔ میں دوستی تم سے کروں گا اور عشق اس سے..."

وہ مسکرا کر بولی۔ "اس کا مطلب ہے اس میں کوئی خاص بات دیکھ رہے ہو۔ میں نے بھی اسے دیکھتے ہی محسوس کیا ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی لڑکی ہے۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں کہ یہ مختلف سی کیوں لگ رہی ہے؟"

"اکثر لوگوں میں کوئی خاص بات ہوتی ہے' جو انہیں دوسروں سے الگ کرتی ہے۔ تم میں بھی ایسی ایک بات ہے۔ اگر یہاں تمہارا کوئی دشمن ہو گا تو فوراً تمہیں پہچان لے گا۔"

"کوئی مذاق ہے کہ اس بدلے ہوئے چہرے کے باوجود پہچان لے گا؟"

"چہرہ بدلنے سے فطرت نہیں بدل جاتی ہے۔ تمہیں یاد نہیں رہتا کہ نارمل انسانوں کی طرح پلکیں جھپکتے رہنا چاہیے۔ اس وقت بالکل زہریلے سانپ لگ رہے ہو۔"

وہ جلدی سے پلکیں جھپکتے ہوئے بولا۔ "میں بھولتا نہیں ہوں لیکن یہ حسینہ ہے ہی ایسی' جانے کتنے لوگ پلکیں جھپکنا بھول گئے ہیں۔"

"کیا تم عورت کے سوا کسی دوسرے موضوع پر بول نہیں سکتے؟"

"کیا تمہارے اندر حسد اور جلاپا پیدا ہو رہا ہے؟"

"تم اتنے دنوں میں سمجھ گئے ہو گے کہ میں ایسی نہیں ہوں۔"

"اتنے دنوں میں تمہیں بھی سمجھ لینا چاہیے کہ میں کسی کی ذات میں کچھ محسوس کرتا ہوں' تب ہی اس میں دلچسپی لیتا ہوں۔ پلیز تم بھی سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ یونہی نہیں کھٹک رہی ہے۔ کوئی بات ضرور ہے۔"

"وہ میرے پیچھے کسی میز پر ہے میں اسے دیکھ نہیں سکتی۔ اسے سمجھ کیسے سکتی ہوں۔ خیال خوانی سے کچھ معلوم کر سکتی ہوں لیکن پاپا نے سختی سے تاکید کی ہے کہ جب تک جان پر نہ بن آئے تب تک خیال خوانی نہ کرنا۔ خواہ مخواہ دوسرے متوجہ ہو جاتے ہیں اور مسائل میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔"

"بھئی خیال خوانی نہ کرو۔ کسی اور داؤ پیچ سے دوستی کرا دو۔ آج سے میں تمہیں مرد تسلیم کر لوں گا۔"

"کسی سے دوستی کرانا مردانگی ہے تو تم بھی مرد ہو۔ میں تم سے مردانگی کی سند لینا نہیں چاہتی۔"

"تم کسی کام کی نہیں ہو۔ پاپا نے تمہیں یونہی میرے ساتھ لگا دیا ہے۔"

"مجھے بیکار اور پھوہڑ کہلانا پسند ہے۔ تمہارے لیے کسی عورت کی دلّالی پر لعنت بھیجتی ہوں۔"

پارس نے اونچی آواز میں کہا۔ "شٹ اپ۔ تم خود کو سمجھتی کیا ہو؟ میں ایک عزت دار ہندوستانی ہوں۔ کوئی عیاش دولتمند نہیں ہوں۔ تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو؟"

باربرا نے اسے حیرانی سے دیکھا پھر دماغ میں آ کر بولی۔ "یہ کیا ڈراما ہے؟"

"ہاں۔ غصے میں اٹھ کر چلی جاؤ۔"

وہ کرسی سے اچھلنے والے انداز میں کھڑی ہو گئی۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے چمچ کو میز پر پھینکتی ہوئی بولی۔ "میں کوئی سستی لڑکی نہیں ہوں۔ تم ایک بار شٹ اپ کہو گے میں ہزار بار یو شٹ اپ کہوں گی۔"

وہ ایک طرف پلٹ گئی پھر پاؤں پٹختی ہوئی جانے لگی۔ ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ کھانا چھوڑ کر انہیں دیکھ رہے تھے۔ باربرا کے نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد وہ پھر کھانے اور اپنے ساتھیوں سے باتیں کرنے لگے۔ پارس نے چور نظروں سے دیکھا' شی تارا بھی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں کبھی ایسا نہیں ہوتا تھا۔ باربرا جس طرح غصہ دکھا کر گئی تھی' اس طرح کی حرکت وہاں ایٹی کیٹ کے خلاف سمجھی جاتی تھی۔

وہ ویٹر کو کھانے کا آرڈر دیتے ہوئے بولی۔ "وہ جوان کون ہے جس کی گرل فرینڈ اس طرح اس کی انسلٹ کر کے گئی ہے۔"

"پتا نہیں یہ کون لوگ ہیں۔ اس ہوٹل کی پانچویں منزل پر رہتے ہیں' کیا میں ان کے متعلق کچھ معلوم کروں؟"

"کوئی ضروری نہیں ہے۔ تم آرڈر کی تعمیل کرو۔"

وہ چلا گیا۔ دوسرا ویٹر پارس کے کھانے کا آرڈر نوٹ کر رہا تھا۔ باربرا نے پارس کے ذریعے اس ویٹر کی آواز سنی پھر اس کے اندر رہ کر کچن میں آئی۔ کچن میں وہ دوسرا ویٹر تھا' جو شی تارا سے آرڈر لے کر آیا تھا۔ باربرا نے خیال خوانی کے ذریعے چکر چلایا۔ جس ویٹر کے اندر تھی وہ اپنی مرضی کے مطابق شی تارا کے کھانے کی ٹرالی پارس کے پاس لے گیا پھر وہ دوسرے ویٹر کے اندر گئی اور اس کے ذریعے پارس کے کھانے کی ٹرالی شی تارا کے پاس پہنچا دی۔

اس کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ وہ مختلف ڈشوں کو دیکھ کر بولی۔ "یہ کس کا آرڈر لے آئے ہو۔ یہ میری پسند کا کھانا نہیں ہے۔"

دوسرا ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا آیا۔ اس کے ساتھ پارس تھا۔ اس نے کہا۔ "مس! بیچاروں سے غلطی ہو گئی ہے۔ تمہارا کھانا میرے پاس آ گیا ہے۔"

پھر وہ ٹرالی سے ڈشیں اٹھا کر میز پر رکھنے لگا۔ شی تارا جلدی سے اٹھ کر بولی۔ "اوہ نو۔ تم میرے لیے کھانا چن رہے ہو۔ یہی کیا کم ہے کہ تم نے میرے کھانے کے ساتھ یہاں تک آنے کی زحمت کی ہے۔"

وہ بولا۔ "میں شاید ایسا نہ کرتا لیکن تمہاری طرح ہندوستانی ہوں۔ ہمارا دھرم سکھاتا ہے کہ جس کی امانت ہو' اس کے پاس چل کر اسے پہنچائی جائے۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "تم ہندوستانی ہو' کتنے اونچے خیالات رکھتے ہو۔ مجھے تم سے مل کر خوشی ہو رہی ہے۔"

"اپنے دیس سے ہزاروں میل دور پردیس میں تم سے مل کر مجھے بھی بے حد خوشی ہو رہی ہے۔"

"میں نے دیکھا ہے تم ادھر تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ کیا اس میز پر میرا ساتھ دو گے؟"

"یہ میرے لیے تم سے ملاقات کے بعد دوسری خوشی ہے۔"

وہ قریب ہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ دونوں ویٹر میز پر کھانا چننے کے بعد چلے گئے۔ شی تارا نے اس کی طرف ایک ڈش بڑھا کر کہا۔ "میں دہلی سے آئی ہوں۔ میرا نام پریما ہے۔"

وہ بولا۔ "پھر تو یہ حسین اتفاق ہے۔ تمہارا نام پریما اور میرا نام پریم کمار ہے۔ دونوں کے ناموں میں محبت ہی محبت ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "میرا مزاج میرے نام کے خلاف ہے۔ میں محبت کو بکواس سمجھتی ہوں۔"

"یعنی صرف ہمارے نام ہی نہیں ملتے' خیالات بھی ملتے ہیں۔ میں بھی محبت کو بکواس سمجھتا ہوں۔ میرا پیشہ پہلوانی ہے۔ مجھے پہلوانی سے عشق ہے۔ تم نے دیکھا ہو گا۔ وہاں اس میز پر ایک لڑکی عشق کرنے آئی تھی۔ اسے ایسا غصہ دلایا کہ بھاگ گئی۔ میں عورتوں سے دور رہتا ہوں۔ صرف تم سے اس لیے اپنائیت ہے کہ میرے دیس اور دھرم کی ہو۔ ہزاروں میل دور تمہارے پاس یوں لگ رہا ہے جیسے میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوں۔"

"میں بھی اپنائیت محسوس کر رہی ہوں۔ تمہاری یہاں کیا مصروفیت ہے؟"

"میں یہاں کے کسی مشہور پہلوان سے کُشتی لڑنے آیا ہوں۔ اسی بہانے مصری پہلوانوں کے داؤ پیچ سیکھ کر جاؤں گا۔ اس طرح بھارت کا نام روشن کروں گا۔"

"یہ ہمارے دیس کے لیے بڑے فخر کی بات ہے۔ اگر یہ کشتی کل تک ہوئی تو میں ضرور دیکھوں گی۔"

"کیا کل کے بعد نہیں رہو گی؟"

"شاید نہ رہ سکوں۔ میری ایک بہن صومالیہ کے فاقہ زدہ بیمار لوگوں میں اناج اور دوائیں تقسیم کرنے کے لیے کل شہر بیضابہ پہنچے گی۔ مجھے اس نیک کام میں اُس کا ہاتھ بٹانے کے لیے وہاں جانا ہو گا۔"

"اچھا تو تمہاری بہن بھی ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم دونوں بہنیں صومالیہ جا کر اس جوانی میں نیکیاں کما رہی ہو۔ بائی دا وے' کھانے کے بعد کیا پروگرام ہے؟"

"میں اکیلی تھی اس انجانے شہر میں رات کو باہر جانے سے ڈر رہی تھی۔ سنا ہے چاندنی راتوں میں دریائے نیل کا منظر بڑا خوابناک ہوتا ہے۔"

"میں پہلوان ہوں۔ میرے ساتھ کہیں بھی چلو گی تو ڈر نہیں لگے گا۔ قاہرہ میں رات کبھی نہیں ہوتی۔ یہ بڑا ہی رنگین و سنگین شہر ہے۔ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔"

انہوں نے کھانے کے بعد کرائے پر ایک کار حاصل کی پھر شہر دیکھنے کے لیے چل پڑے۔ دن کے وقت سڑکوں پر ٹریفک کا بڑا شور ہوتا ہے۔ رات دس بجے تک عوامی ٹرانسپورٹ اپنے گیراج میں چلی جاتی تھی ۔۔۔ بڑے بڑے رئیسوں کی خوبصورت اور قیمتی گاڑیاں ہی نظر آتی تھیں راستوں اور گلیوں' ہوٹلوں اور کلبوں میں

طرح طرح کی حسینائیں نظر آتی تھیں۔ کچھ دلّال' کچھ نو سرباز اور غیر ملکیوں کو ٹھگنے والے جگہ جگہ دکھائی دیتے تھے۔

شی تارا نے ایک جیولری کی دکان کے سامنے کار روکنے کو کہا پھر کار سے اترتے ہوئے بولی۔ "میں ہیرے جواہرات کی دیوانی ہوں۔ جس ملک میں جاتی ہوں' وہاں کے ہیرے موتی ضرور خریدتی ہوں۔"

پارس نے کہا۔ "تمہارے بدن پر بیش قیمت جواہرات کو دیکھ کر ہی پتا چلتا ہے کہ تم صرف انہیں پہنتی ہی نہیں ہو بلکہ ان کے متعلق خاصی معلومات بھی رکھتی ہو۔"

دکاندار نے اس کے بدن پر قیمتی جواہرات سے اندازہ لگا لیا کہ موٹی اسامی ہے۔ اس نے جھک کر سلام کیا پھر ان کے آگے آگے الٹے پاؤں چلتے ہوئے بولا۔ "تشریف لائیں' میرے پاس بھی کچھ ایسے جواہرات ہیں جو آپ کی پسند اور ذوق کے مطابق ہوں گے۔"

وہ شوکیس میں سجے ہوئے ہیرے موتی دیکھ کر بولی۔ "یہ تو کچھ بھی نہیں۔ مصری نوادرات میں سے کوئی ہیرا ملے تو میرے کلیکشن میں اضافہ ہوگا۔"

دکاندار نے کہا۔ "یہ دکان کا بیرونی حصہ ہے۔ چوری' ڈکیتی کا اندیشہ رہتا ہے اس لیے غیر معمولی جواہرات اندرونی حصے میں رکھے جاتے ہیں۔ آپ تشریف لائیں۔"

اس نے ایک دروازہ کھولا۔ دروازے پر موتیوں کی لڑیوں کا پردہ تھا۔ ہر لڑی میں چاندی کی گھنٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہ لڑیوں کے درمیان سے گزر رہے تھے تو گھنٹیاں ایک دوسرے سے ٹکرا کر بجتی جا رہی تھیں۔ اس وقت وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ خطرے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں۔

وہ ایک تنگ سی راہداری میں پہنچ گئے۔ وہاں کی نیم تاریکی میں شی تارا کو ایک ذرا خطرے کا احساس ہوا۔ ایسے وقت وہ اس دکاندار کے دماغ میں پہنچنے پر مجبور ہو گئی۔ اس نے اپنی سلامتی کے لیے اپنی بھائی ریتا کی قسم کھائی تھی کہ عام حالات میں کبھی خیال خوانی نہیں کرے گی۔ کسی اجنبی کے دماغ میں نہیں جائے گی۔ اکثر خیال خوانی کرنے سے بھید کھل جاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی اجنبی مصیبت بن جائے گا یا کبھی اپنی جان پر بن آئے گی تب وہ ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرے گی۔

اب ایسا وقت آگیا تھا۔ اس نے راہداری سے گزرتے ہوئے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس دکاندار کے اندر پہنچ گئی۔ وہ غیر ملکی گاہکوں سے باتیں کرنے کے لیے تھوڑی بہت انگریزی بول لیتا تھا۔ اگر یہ زبان نہ جانتا تو وہ کبھی اس کے چور خیالات پڑھ نہ پاتی۔

چور خیالات نے بتایا' وہ دونوں ٹریپ ہو چکے ہیں۔ اس نے پارس کا بازو تھام کر کہا۔ "واپس چلو' میں جواہرات نہیں خریدوں گی۔"

اس نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ ارادہ کیوں بدل رہی ہو؟"

وہ سرگوشی میں بولی۔ "میری چھٹی حس کہہ رہی ہے' یہاں خطرہ ہے۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میں ضلع مونگیر کا مونگیری پہلوان ہوں۔ کوئی بھی خطرہ ہوگا' اسے دھوبی پاٹ مار کر پچھاڑ دوں گا۔"

وہ اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتی ہوئی اس دروازے کی طرف لے جانے لگی' جہاں موتیوں کی لڑیوں کا پردہ تھا مگر راہداری کے دونوں طرف سپاٹ پتھریلی دیواریں نظر آئیں۔ وہ دروازہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اسی وقت راہداری کا اکلوتا بلب بجھ گیا۔ گہری تاریکی چھا گئی۔ تاریکی اچانک ایسے آئی جیسے بلا آگئی ہو۔ وہ بے اختیار تحفظ حاصل کرنے کے لیے اس سے لپٹ گئی۔ پارس نے دکاندار کو آواز دی۔ "اے مسٹر! تم کہاں ہو؟ تم نے لائٹ کیوں بجھا دی ہے؟"

کوئی جواب نہ ملا۔ وہ ساتھ آنے والا اندھیرے میں غائب ہو گیا تھا۔ شی تارا ذرا اور چپک گئی۔ وہ بزدل نہیں تھی لیکن اپنی ذہانت اور صلاحیتیں آزمائے بغیر حرام موت مرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ گردن میں بانہیں ڈال کر اُس کا سر اپنی طرف جھکا کر اس کے کان میں آہستگی سے بولی۔ "وہ دکان دار اسی اندھیرے میں ہم سے ذرا دور ہے۔ دیوار سے لگ کر آہستہ آہستہ ایک طرف جا رہا ہے۔"

پارس نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا پھر اس کے کان میں پوچھا "تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ اندھیرے میں موجود ہے اور دیوار سے لگ کر کہیں جا رہا ہے؟"

وہ اپنی خیال خوانی کا بھید نہیں کھولنا چاہتی تھی۔ اس لیے بولی۔ "میری قوتِ سماعت غیر معمولی ہے۔ دیوار سے لگ کر چلنے کے باعث اس کے لباس کی سرسراہٹ اور اس کے جوتوں کی ہلکی سی آواز سن رہی ہوں۔"

اس میں شبہ نہیں تھا کہ وہ ایک ناگہانی مصیبت میں پڑ گئے تھے اور مصیبت ایسی تھی کہ دونوں کو مقناطیس کی طرح ملا رہی تھی۔ تاریکی میں کسی دشمن کی موجودگی میں ضروری باتیں کرنے کے لیے ایک دوسرے کے کانوں تک پہنچنا لازمی تھا کہاں تو وہ پارس کا نام سنتے ہی اپنے کان پکڑتی تھی۔ کہاں یہ کہ اپنے کان اس کے ہونٹوں سے لگا رہی تھی۔ تقدیر جب اپنی منواتی ہے تو تدبیر دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو نہیں پہچان رہے تھے مگر مقدر کی کھینچی ہوئی لکیر پر چل رہے تھے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یوں نہیں لگنا چاہیے لیکن ایک مقناطیسی کشش محسوس کر رہی تھی۔ ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں غیر شعوری طور پر متاثر ہو گئی تھی۔ وہ تاثر اسے کہاں سے کہاں لے آیا تھا۔ اس نے سوچا' کان میں آخری بات بول کر الگ ہو جائے گی۔ تاریکی میں صرف ہاتھ پکڑے گی۔ پارس

نے اس کے کان میں اپنی سانسیں چھوڑتے ہوئے کہا۔ "ہمیں بھی دیوار سے لگ کر ایک سمت چلنا چاہیے۔ آخر کہیں تو پہنچیں گے۔"

"میں بھی یہی کہنے والی تھی۔ ویسے کیا تم سگریٹ نہیں پیتے ہو؟"

"تعجب ہے۔ اس مصیبت میں تمہیں سگریٹ کی طلب ہو رہی ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ میں ماچس یا لائٹر کے لیے پوچھ رہی ہوں۔"

"میں پہلوان ہوں۔ سگریٹ نہیں پیتا جان بناتا ہوں۔"

"ہوٹل سے پہلوانی کی ڈینگیں مارتے آ رہے ہو۔ کچھ کر کے تو دکھاؤ۔"

"کیا یہ کم ہے کہ مصیبت کے اندھیرے میں تمہیں سمیٹے رکھنے کا فرض ادا کر رہا ہوں۔"

وہ جلدی سے الگ ہٹ گئی لیکن اس کے ایک بازو کو تھام لیا کیوں کہ تاریکی میں بچھڑنے والے مشکل سے ایک دوسرے کو ڈھونڈ پاتے ہیں۔ وہ دیوار سے لگ کر چلنے لگے۔ شی تارا نے دکاندار کے اندر پہنچ کر معلوم کیا۔ اب وہ دیوار سے لگا ہوا نہیں تھا ایک کھلی جگہ کھڑا تھا۔ اس کے سامنے دور اہرام کی تکونی اونچی دیواریں دکھائی دے رہی تھیں۔ چاندنی رات تھی۔ اونٹ ایک قطار میں اہرام کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ اہرامِ مصر کا روایتی منظر نگاہوں کے سامنے تھا۔

شی تارا نے حیرانی سے سوچا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ قاہرہ کے صرافہ بازار کی ایک دکان میں داخل ہوئی تھی۔ اسے دکان کے اندرونی حصے میں ہونا چاہیے تھا پھر وہ دکان دار اتنی جلدی اس چار دیواری سے باہر اہرامِ مصر کے سامنے کیسے پہنچ گیا ہے؟

اس نے پھر دکاندار کے خیالات پڑھے۔ تب وضاحت سے معلوم ہوا کہ اس کے سامنے ایک وسیع و عریض دیوار پر اہرام مصر اور گزرتے ہوئے اونٹوں کی متحرک تصویر ایک پروجیکٹر کے ذریعے دکھائی جا رہی ہے پھر ایک بوڑھی عورت دکھائی دی۔ وہ دیوار کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی تھی۔ اس نے سرخ اور سیاہ ڈھیلا سا لباس پہنا ہوا تھا۔ گلے میں موتیوں کی کئی مالائیں تھیں۔ سفید لانبے بال شانوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ پیشانی سے سر کے پچھلے حصے تک ایک سرخ پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس کی دائیں مٹھی میں فرعون کا ایک چھوٹا سا مجسمہ تھا اور بائیں ہاتھ میں ایک عصا تھا' جو تختِ شاہی پر بیٹھتے وقت فرعون کے ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔

وہ بوڑھی دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے مقامی زبان میں کچھ کہنے لگی۔ پہلے تو یہی سمجھ میں آیا کہ وہ کوئی عمل کرنے کے لیے منتر پڑھ رہی ہے پھر دکاندار کے دماغ نے ترجمہ پیش کیا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "وہ آگئی۔ وہ آگئی۔ میری پیش گوئی کبھی غلط نہیں ہوئی۔ میری ایک مٹھی میں فرعون ہے اور دوسری مٹھی میں وہ عصا ہے' جو موسیٰؑ کے دور میں جادوگروں نے فرعون کو اس کی حفاظت کے لیے دیا تھا۔ یہ جادو کی عصا مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں کہتا۔ وہ آ چکی ہے۔"

وہ دونوں تاریکی میں دیوار سے لگ کر چلتے ہوئے محسوس کر رہے تھے کہ راہداری والا راستہ ڈھلان کی طرف جا رہا ہے۔ وہ نیچے یعنی کسی تہ خانہ میں اتر رہے تھے۔ دیوار انہیں دوسری سمت موڑتی جا رہی تھی پھر وہ مسطح فرش پر پہنچ گئے۔ سامنے دیوار پر اہرام مصر اور اونٹوں کی متحرک تصویر دکھائی دے رہی تھی۔ وہ بوڑھی ساحرہ دونوں ہاتھ بلند کر کے اب انگریزی زبان میں کہہ رہی تھی۔ "یہ تمہارا گمشدہ ہیرا لے آئی ہے۔ اسے دیکھ لو۔"

دیکھنے کی بات کہتے ہی لائٹس آن ہو گئیں۔ ذرا سی دیر کے لیے دونوں کی آنکھیں چُندھیا سی گئیں۔ کیوں کہ وہاں صرف بجلی کی ہی نہیں ہیرے جواہرات کی بھی خاصی جگمگاہٹ تھی۔ وہ جواہرات چاروں طرف مختلف شوکیسز میں رکھے ہوئے تھے۔ دو شوکیس کے درمیان ایک شاہانہ طرز کی کرسی پر ایک بونا قیمتی سوٹ اور نکٹائی میں نظر آ رہا تھا۔ کرسی کے اطراف دو پہلوان نما باڈی گارڈز تھے۔

بونا اپنی تیز چمکیلی آنکھوں سے شی تارا اور پارس کو چند لمحوں تک دیکھتا رہا پھر بوڑھی ساحرہ سے بولا۔ "وِچ لیڈی! تو نے کہا تھا' وہ ہیرا ایک ایسی حسین دوشیزہ کے پاس ہے' جس کے بدن سے ایک زہریلا سانپ لپٹا ہوا ہوگا۔"

ساحرہ سر جھکا کر بولی۔ "آقا لا ثانی! تیری یہ نمک خوار جھوٹ نہیں بولتی۔ تیرا مطلوبہ ہیرا اسی دوشیزہ کے پاس ہے اور یہ نوجوان ایک سانپ ہے جو دوشیزہ کی حفاظت کے لیے لپٹا ہوا یہاں آیا ہے۔"

وہ بونا ان سب کا آقا تھا۔ مسکرا کر بولا۔ "یہ سانپ ہے تو میں نیولا ہوں کیوں حسینہ! تو نے کبھی سانپ اور نیولے کی لڑائی دیکھی ہے۔"

شی تارا نے کہا۔ "مطلب کی بات کر' تو کس ہیرے کا طالب ہے؟"

بونے آقا لا ثانی نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ننھا سا ہیرا نکالا۔ وہ ہیرا آنکھ کی پتلی کے برابر تھا اور اس کی شکل انسانی آنکھ کی طرح تھی۔ شی تارا اس ہیرے کو دیکھ کر چونک گئی۔ بالکل ایسا ہی ایک ہیرا اس کے نیکلس میں لاکٹ کی طرح لگا ہوا تھا وہ نیکلس اس کے گلے میں تھا لیکن ہیرے والے لاکٹ کو اس نے بلاؤز کے اندر چھپا رکھا تھا۔

آقا لا ثانی نے کہا۔ "اے حسینہ! یہ ایک آنکھ میرے پاس ہے اور دوسری آنکھ تیرے پاس۔ میں نے دنیا کے چار بڑے معتبر نجومیوں سے معلوم کیا ہے پھر یہ بوڑھی وِچ لیڈی بھی یہی کہتی ہے۔ یہ دو آنکھیں جس کی کیپ (ٹوپی) یا تاج میں لگی ہوں گی۔ وہ ساری دنیا کا بے تاج بادشاہ بن جائے گا۔ سارے جہان کی دولت اس کے

قدموں میں ہوگی اور خطرناک دشمن اس کے آگے گھٹنے ٹیکتے رہیں گے۔"

وہ بول رہا تھا اور شی تارا دل ہی دل میں تسلیم کر رہی تھی۔ اس کی جوتش ودیا بھی یہی کہتی تھی کہ جس دن اسے ہیرے والی دوسری آنکھ ملے گی، ساری نحوستیں دور ہو جائیں گی۔ فرہاد جیسے ناقابلِ شکست لوگ اس کے دوست بن جائیں گے یا پھر اس سے دور بھاگتے رہیں گے پھر سب سے بڑی بات یہ کہ وہ کبھی پارس کے قریب میں نہیں آئے گی۔ اسلام قبول کرنے والی بات بھی ٹل جائے گی۔

آقا لاثانی نے کہا۔ "آج برسوں کے بعد تو میرے خوابوں کی تعبیر بن کر آئی ہے۔ ایک آنکھ میرے پاس ہے۔ تو دوسری آنکھ اپنے پاس رکھ کر کچھ حاصل نہیں کر سکے گی۔ میں ابھی طاقت سے اسے چھین سکتا ہوں لیکن میں بہت ہی شریف بدمعاش ہوں۔ پہلے شرافت سے مانگ رہا ہوں۔ تو اس کی جو قیمت طلب کرے گی، وہ ابھی دوں گا۔ اگر تو کسی جوہری کی بیٹی ہے تو ان چاروں طرف رکھے ہوئے جواہرات کی مالیت کا اندازہ کر سکتی ہے۔ وہ دوسری آنکھ مجھے دے دے اور یہ تمام جواہرات سمیٹ کر لے جا۔"

وہ بولی۔ "بونے! تو اپنے قد سے اونچی بات کہہ ہی نہیں سکتا۔ میں اپنے قد جیسی بولی دیتی ہو، تو جس قدر دولت کی توقع کرتا ہے، میں اس سے دگنی دوں گی کیوں کہ تیری طرح مجھے بھی دوسری آنکھ کی جستجو رہی تھی۔ میرے بھی یہی خواب ہیں کہ میں ساری دنیا کی بے تاج ملکہ بن جاؤں۔"

"یہ بھی ممکن ہے میری جان! وہ آنکھ مجھے دے، میں شہنشاہ بن کر تجھے ملکۂ عالم بنا دوں گا۔ سچ بات تو یہ ہے کہ تجھے دیکھتے ہی منہ میں پانی آگیا ہے۔ بڑی نمکین چیز ہے۔"

وہ باتوں کے دوران سوچ رہی تھی، وہاں سے نکلنے کے لیے خیال خوانی کا مظاہرہ کرنا ہی پڑے گا لیکن پہلے تحمل سے کام لینا چاہیے۔ اپنے ساتھی پریم کمار کو آزمانا چاہیے۔ اگر یہ مصیبت سے نجات دلانے میں کامیاب ہوگا تو میری ٹیلی پیتھی راز رہے گی۔

آقا لاثانی نے کہا۔ "میرا خیال ہے تو نے وہ ہیرا اپنے لباس میں کہیں چھپا رکھا ہے۔ میرا مشورہ ہے، اپنے ہاتھ سے نکال کر پیش کر دے ورنہ یہ بدن تو میرا ہونے ہی والا ہے۔ مجھے ہی ہاتھ ڈال کر نکالنا ہوگا۔"

وہ شاہانہ طرز کی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا قد پونے چار فٹ ہوگا اس کی اونچائی شی تارا کی کمر تک ہوگی۔ وہ سر اٹھا کر شی تارا کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے عید کا چاند دیکھ رہا ہو۔ پارس نے کہا۔ "میرے بچے! اپنی ماں کو دیکھنے کے لیے تجھے چھت پر چڑھنا ہوگا۔"

اس کا طنز سنتے ہی بونا لاثانی اچانک ہی فرش سے تقریباً چھ فٹ اوپر اچھلا اس کے اچھلنے کے انداز نے بتا دیا کہ وہ جمناسٹک کا ماہر ہے۔ پارس نے سمجھا کہ فلائنگ کک مارے گا لیکن وہ فضا میں لٹو ہو کر لٹو کی طرح گھوم گیا۔ یہ کمال کی جمناسٹک تھی۔ سرکس کا کرتب بازی گر لگتا تھا۔ پارس حیرانی میں مار کھا گیا۔ لٹو کی طرح ایک چکر پورا کرتے ہی اس کے منہ پر ٹھوکر پڑی۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گیا۔ بونا واپس فرش پر آکر کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر بولا۔ "سانپ کتنا ہی زہریلا ہو، اسے نیولے سے بچ کر رہنا چاہیے۔"

پارس نے کہا۔ "بے شک تو نے بڑی فنکارانہ کک ماری ہے۔ بڑے سے بڑے شہ زور کے منہ پر یہ ٹھوکر پڑتی تو اس کا جبڑا ٹوٹ جاتا یا دانت باہر آجاتے۔ تو مجھے دیکھ اور مان لے کہ میرا کچھ نہیں بگڑا۔ دوسری بار یہ ٹھوکر مارنے والے ننھے سے ہتھوڑا پاؤں ٹوٹ جائیں گے۔"

وہ کوٹ اتار کر ایک طرف پھینکتے ہوئے بولا۔ "مانتا ہوں تو مار سہنے میں اتنا زبردست ہے تو مارنے میں بھی زبردست ہوگا۔"

اس نے کوٹ کے بعد نکٹائی کو بھی اتار پھینکا پھر فضا میں چھلانگ لگائی۔ انداز ایسا ہی تھا کہ پھر فلائنگ کک مارے گا۔ پارس بیٹھ گیا۔ وہ اس کے سر پر سے گزر گیا اب اسے پیچھے کی طرف ہونا تھا لیکن پارس نے پلٹ کر دیکھا تو وہ نہیں تھا پھر سر گھما کر دیکھا تو وہ آگے بھی نہیں تھا۔ شی تارا نے کہا۔ "پریم کمار، وہ اوپر ہے۔"

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ چھت کے پنکھے سے لٹک رہا تھا۔ پارس کے سر اٹھاتے ہی جیسے آسمان سے بجلی کی طرح آیا۔ منہ پر ٹھوکر ماری۔ اس کے ساتھ ہی فضا میں الٹی قلابازی کھا کر فرش پر پہنچ کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا۔ "میں ابھی اپنے ہاتھ استعمال نہیں کر رہا ہوں، صرف لاتوں کے نمونے پیش کر رہا ہوں۔ بائی دا وے، تو اپنے پیروں پر کھڑا ہے اس پر حیران ہوں۔"

پارس نے کہا۔ "میرے استاد نے نصیحت کی تھی کہ مقابل لڑنے کا انوکھا انداز اختیار کرے تو اس کی مار کھاؤ تاکہ اس کے حملوں کا انداز سمجھ میں آتا رہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "میرا انداز سمجھنے تک تو خاک ہو جائے گا۔"

پارس نے فرش پر دونوں گھٹنے ٹیک دیے۔ بونے نے پوچھا۔ "شکست تسلیم کر رہا ہے؟"

"نہیں، تکنیک سمجھ میں آگئی۔ بچے کے ساتھ بچے کے قد کے برابر ہو کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ آؤ اب حملے کرو۔ تمہارے مقابل نہ تو لوگ آئے ہوں گے۔ ایسا بونا نہیں آیا ہوگا۔"

چھوٹے قد کے فائٹر کے لیے یہ مشکل ہوتی ہے کہ وہ قد آور مقابل کے چہرے اور سینے پر ضرب نہیں لگا سکتا۔ اس لیے وہ فضا میں اچھلنے قلابازی کھانے اور ضربیں لگانے کی ٹریننگ حاصل کرتا ہے۔ جب پارس اس کے برابر ہوا، تب بھی وہ فضائی کرتب دکھاتا اور فضائی حملے کرنے پر مجبور تھا کیوں کہ فرش پر پینترے بدل کر قریب آکر چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے حملے کرنے کے دوران پارس کی گرفت میں آجاتا۔ یہ سمجھ میں آگیا کہ وہ ہاتھ نہیں آنا چاہتا۔ حملے کرتے ہی دور ہو جانے کی تکنیک استعمال کر رہا ہے۔

وہ فرش پر دونوں ہاتھوں سے سمرسالٹ کرتے ہوئے۔ "ہا ہپ ہپ" کی آوازیں نکالتے ہوئے پارس کے چاروں طرف گردش کرنے لگا۔ یہ بھی رومانہ کا انداز تھا پھر پوی نے جمناسٹک کے یہ کرتب سیکھے تھے۔ ایسے طریقے سے پتا نہیں چلتا تھا کہ چاروں طرف گردش کرنے والا کس سمت سے کب حملہ کرے گا۔ پارس گھٹنوں کے بل کبھی گھوم کر کبھی سر گھما کر دیکھ رہا تھا پھر بونے نے گردش کرتے ہوئے اچانک ہی چھلانگ لگائی اور دھوکا کھا گیا۔ اس نے یہ سمجھا کہ اس بار بھی لات مار کر نکل جائے گا لیکن پارس نے قلابازی کرنے والے کی ٹانگ پکڑ لی۔ پکڑ کر فرش پر نہیں چھوڑا اسے سر سے بلند کر کے یوں گھمانے لگا جیسے چھت کا پنکھا گھومتا ہے۔ وہ چیخ رہا تھا لیکن اپنی ٹانگ نہیں چھڑا سکتا تھا۔ پارس نے اسے کئی چکر دے کر سامنے والی دیوار پر دے مارا۔ وہ دیوار سے ٹکرا کر فرش پر گرا پھر ربڑ کی گیند کی طرح اچھل پڑا۔ سیدھا فرش پر کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھ لیے۔

یوں لگ رہا تھا، وہ گوشت پوست اور ہڈیوں کا نہیں خالص ربڑ کا انسان ہے۔ کوئی اور اتنی زور سے دیوار کے ساتھ ٹکراتا تو ایک تو جگہ سے ضرور ٹوٹ پھوٹ جاتا۔ ادھر اس کے دونوں باڈی گارڈ پہلوانوں نے پارس پر حملہ کیا لیکن دو چار فولادی ہاتھ کھا کر لہولہان ہو گئے۔ ناک اور باچھوں سے لہو بہنے لگا۔ شی تارا خوش ہو کر کہہ رہی تھی۔ "واہ پریم کمار! تم واقعی زبردست پہلوان ہو اس بونے کو اپنی جیب میں ڈال کر لے چلو۔ باہر جا کر اس کمبخت کی ہسٹری معلوم کریں گے۔"

بونے لاثانی نے کہا۔ "آج تک کوئی شہ زور مجھے شکست نہ دے سکا۔ تو گھنٹوں لڑتا رہے گا لیکن میرا کچھ نہیں بگڑے گا اور تم دونوں کو باہر جانے کا راستہ بھی نہیں ملے گا۔ بہتر ہے میری بات مان لے۔ میری جان حسینہ! دوسری آنکھ مجھے دے دے۔"

پارس نے کہا۔ "میں مانتا ہوں، تو میرے ہاتھوں مرے گا نہ شکست کھائے گا۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں پریما! اس سے سمجھوتا کر لو۔"

وہ ناگواری سے بولی۔ "یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

بونے نے چٹکی بجا کر کہا۔ "یہ ہوئی مردوں والی بات۔ تو میرا دوست بن جا، یہ تنہا ہوتے ہی میرے قدموں میں جھک جائے گی۔ میں تجھے مالا مال کر دوں گا۔"

بونے نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ پارس نے اسے تھام کر کہا۔ "تو لڑنے کے دوران آسانی سے ہاتھ نہ آتا۔ اس لیے یہ ترکیب آزمائی ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے ہاتھ کھینچ کر اس کی گردن دبوچ لی۔ وہ ہاتھ پاؤں چلا کر رہائی کی کوشش کرنے لگا۔ پارس نے اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر چھت کی طرف پوری قوت سے اچھالا۔ وہ زوردار آواز کے ساتھ چھت سے ٹکرایا۔ نیچے فرش پر آکر دھڑام سے گرا پھر اچھل کر کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھ لیے۔ کمبخت واقعی ربڑ کا ثابت ہو رہا تھا۔ اس کا کچھ نہیں بگڑا تھا۔ وہ بولا۔ "ایک بار دھوکے سے پکڑا اب کیسے پکڑے گا؟"

"اب پکڑ کے کیا کروں گا۔ تجھے تو خالی کر دیا ہے۔ اپنی جیب دیکھ لے۔ وہ ہیرا آنکھ اب تیرے پاس نہیں ہے۔"

اس نے جلدی سے جیب ٹٹولی۔ پارس نے مٹھی کھول کر دکھائی۔ اس کی ہتھیلی پر ایک آنکھ چمک رہی تھی۔ شی تارا نے خوش ہو کر کہا۔ "میرے وِیر پریم کمار! ابھی یہ میدانِ جنگ نہ ہوتا تو میں تمہارے ہاتھ چوم لیتی۔"

پارس نے کہا۔ "ہاتھ بھی کوئی چومنے کی چیز ہے! لب و رخسار کی بات کرو۔ میرے پاس مطلوبہ ہیرا ہے اس ہاتھ دو اس ہاتھ لو۔"

بونے نے پارس کو غافل سمجھ کر حملہ کیا پھر فولادی ہاتھ کھا کر پیچھے جا گرا۔ بڑا ڈھیٹ تھا اچھل کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ فضا میں بلند کر کے چٹکی بجائی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں کی لائٹس بجھ گئیں۔ پہلے کی طرح گہری تاریکی چھا گئی۔

اندھیرے میں شی تارا کو سب سے پہلے تنہائی کا احساس ہوا پھر اندیشہ ہوا کہ پریم کمار اس دوسری آنکھ کے ساتھ کہیں چلا نہ جائے۔ ایک تو وہ اندھیرے کا ساتھی تھا پھر اس کی اہمیت بڑھ گئی تھی پھر وہ اچانک ہی چیخ پڑی۔ کوئی آکر اس سے لپٹ گیا تھا۔ جسامت سے بونا ہی لگتا تھا وہ لباس میں ہاتھ ڈال رہا تھا۔ صاف سمجھ میں آگیا کہ وہ اپنی ہیرا آنکھ سے محروم ہو کر اب شی تارا سے دوسری آنکھ وصول کرنے آیا ہے۔

پارس تاریکی میں شی تارا کی آواز کی سمت آیا پھر وہ بونے کو دبوچ کر اس سے الگ کرنے لگا۔ تینوں کے درمیان چھینا جھپٹی ہونے لگی۔ ایک پورے اور ایک آدھے مرد کے درمیان وہ سینڈوچ بن گئی تھی۔ بونا جونک بن کر چمٹ گیا تھا۔ اس کے بلاؤز کو پھاڑ چکا تھا۔ پارس اسے کھینچتا تھا تو وہ ربڑ کی طرح کھینچ کر پھر اس سے جا لگتا تھا۔

شی تارا نے فیصلہ کیا، اب اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرنا ہی ہوگا تب اس سے پیچھا چھوٹے گا لیکن اس سے پہلے ہی پارس نے کہا۔ "اب تو تمام عمر اس سے لپٹا رہ۔ دوسری آنکھ بھی میرے قبضے میں آگئی ہے۔"

یہ سنتے ہی بونا شی تارا کو چھوڑ کر فرش پر آیا پھر پارس کی آواز کی سمت چھلانگ لگائی۔ پارس نے بولتے ہی وہ جگہ چھوڑ دی تھی۔ بونے کے دھپ سے فرش پر گرنے کی آواز سنائی دی۔ پارس نے کہا۔ "میں یہاں ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ پھرتی سے ایک طرف ہو گیا۔ جہاں سے ہٹ گیا تھا وہاں بھی فرش پر سے دھپ کی آواز ابھری۔ ایک تو اپنے پاس جو ہیرا تھا وہ جیب سے نکل گیا تھا پھر وہ شی تارا سے بھی دوسرا ہیرا چھین نہیں سکا تھا۔ ان ناکامیوں نے اسے پاگل کر دیا تھا۔ وہ پارس کی آوازیں سن سن کر دوبار فرش پر گرا۔ تیسری بار دیوار سے سر ٹکرایا پھر جھنجلا کر بولا۔ "تم دونوں اسی تاریکی میں قید رہو گے' باہر جانے کا راستہ نہیں ملے گا۔ جب بھوکے پیاسے مر جاؤ گے تو تمہارے مردہ ہاتھوں سے وہ دونوں ہیرے بہ آسانی مل جائیں گے۔"

خاموشی چھا گئی۔ شی تارا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ چونکہ وہ تہ خانے میں تھی اس لیے باہر کی ہلکی سی روشنی بھی وہاں نہیں پہنچ سکتی تھی پھر رات کا وقت تھا اس نے سنا تھا کہ ایسی گہری تاریکی قبر میں ہوا کرتی ہے اس نے پریشان ہو کر آواز دی۔ "پریم کمار! تم کہاں ہو؟"

"میں یہاں ہوں۔" وہ آواز سنا کر فوراً وہاں سے ہٹ گیا لیکن دھپ کی آواز نہیں آئی۔ بونے نے حملہ نہیں کیا تھا۔ شاید چلا گیا تھا۔

وہ بولا۔ "پریما! اپنی غیر معمولی قوت سماعت سے سن کر بتاؤ' وہ جراثیم یہاں موجود ہے یا نہیں؟"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بونے لاثانی کے دماغ میں پہنچی۔ بونے نے چند ساعتوں کے لیے اپنے دماغ کے اندر بے چینی سی محسوس کی پھر سانس روک لی۔ ان چند ساعتوں میں شی تارا کو معلوم ہوا کہ وہ کسی روشن کمرے میں ہے۔ اس نے دوبارہ دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی لیکن اس نے سانس روک لی۔ وہ بولی۔ "پریم! وہ یہاں نہیں ہے کسی چور راستے سے باہر چلا گیا ہے۔ پلیز میرے پاس آؤ۔ اس تاریکی سے وحشت ہو رہی ہے۔"

وہ قریب آگیا۔ اس کے ہاتھ لگاتے ہی وہ ہولے سے چیخ پڑی اس نے کہا۔ "میں ہوں۔"

اس کے لباس کی ایسی کی تیسی ہو گئی تھی۔ اگرچہ اندھیرے میں پھٹا ہوا بلاؤز اور گورا بدن دکھائی نہیں دے رہا تھا پھر بھی وہ ساری سے بدن کا اوپری حصہ اچھی طرح چھپانے لگی۔ پارس نے پوچھا۔ "کیا کر رہی ہو؟"

"اس ذلیل کمینے نے میری آستین اور گریبان کو نوچ لیا تھا۔"

"بھوکا آدمی اندھیرے میں یہی کرتا ہے۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی۔ "تم ایسے نہیں ہو۔"

"مگر تم میری دھڑکنوں سے لگ کر ایسی ہو رہی ہو۔"

"تم نے مجھ پر جادو کر دیا ہے۔ پتا نہیں تمہارے اندر ایسی عجیب سی کشش ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔"

"تم نے ہوٹل میں کہا تھا کہ محبت کو بکواس سمجھتی ہو۔"

"ہاں کہا تھا مگر تاریکی میں ارادے بدل جاتے ہیں۔"

اندھیرا تاریکی پر جھک گیا اس کے ارادوں کی قدر کرنے لگا۔ وہ بولی۔ "تم دلیر بھی ہو اور چالاک بھی۔ تم نے بڑی چالاکی سے اس کی ہیرا آنکھ چھین لی۔ وہ آنکھ مجھے دے دو۔"

"یہ لو۔" اس نے تاریکی میں اس کا ہاتھ پکڑا پھر اس کی ہتھیلی پر ایک ہیرا آنکھ رکھ دی۔

وہ بولی۔ "یہ تو ایک ہی ہے اور میری ہے۔"

"تمہاری ہے اسی لیے تو واپس کر رہا ہوں۔"

"پلیز' وہ دوسری بھی دو۔ میں برسوں سے اس کی تلاش میں تھی۔"

"وہ تمہارے پاس رہے یا میرے پاس۔ کیا فرق پڑتا ہے؟"

"بہت فرق پڑتا ہے۔ وہ بونا درست کہہ رہا تھا۔ جوتش ودیا بھی یہی کہتی ہے۔ میں ان دونوں ہیرا آنکھوں کی کلپ بنا کر اپنے بالوں میں لگاؤں گی تو میری زندگی سے تمام نحوستیں دور ہو جائیں گی۔ دشمن میرے سامنے گھٹنے ٹیک دیں گے۔ میری طرح کوئی دولت مند نہیں ہو گا' میں ساری دنیا پر حکومت کروں گی۔"

"عورت کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے مرد کے دل پر حکومت کرے۔"

"یہ کتابی باتیں نہ کرو۔ وہ مجھے دو۔"

"مجھے کیا ملے گا؟"

"میں جو مل رہی ہوں۔ ساری دنیا میری رہے گی اور میں تمہاری رہوں گی۔"

"اچھی بات ہے۔ پہلے مجھے پا لینے کا یقین کر لینے دو۔"

وہ یقین کرنے لگا۔ وہ یقین دلانے لگی۔ اس نے کبھی کسی شخص کو اپنے سائے تک بھی پہنچنے نہیں دیا تھا۔ ستارے کہہ چکے تھے کہ وہی ایک مسلمان اس کی زندگی میں آئے گا۔ اس نے مقدر کی اس تحریر کو بدلنے کے لیے ایک راجپوت سے شادی کرنی چاہی لیکن شادی کے تمام انتظامات ہونے کے باوجود وہ کنواری رہی۔ اس غیرت مند راجپوت نے اس کا غلام بننے سے پہلے ہی خود کو مار ڈالا تھا۔

اس واقعہ سے شی تارا کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ تقدیر کی کھینچی ہوئی لکیر پر چلتی ہوئی ایک دن پارس کے پاس پہنچے گی۔ اس کے ساتھ یہ بھی امید تھی کہ وہ تدبیر سے تقدیر کو بدل دے گی۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایسے دن اور تاریخیں معلوم کیں' جو منحوس ثابت ہو سکتی تھیں اور ان تاریخوں میں پارس سے ٹکراؤ ہو سکتا تھا۔ وہ تاریخیں تھیں' تین' تیرہ اور تیئیس۔۔۔

جوتش ودیا نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ دوسری ہیرا آنکھ حاصل کر لے گی تو تمام ناکامیاں کامیابیوں میں بدل جائیں گی۔ اس نے کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے اپنی ذات کو داؤ پر لگا دیا۔ اسے اطمینان تھا کہ اس تاریکی میں کوئی مسلمان نہیں' پریم کمار تھا۔ ان دو ہیرا آنکھوں کو پا لینے کی ضد تھی پھر برسوں کے جذبات کا لاوا تھا اپنی ضد اور جذبات میں بہتے ہوئے اسے یوں تو بہت کچھ یاد رہا' صرف یہ بھول گئی کہ آج پارس کو اس کی زندگی میں لانے والی وہی منحوس تیرہ تاریخ ہے۔

جب دریا چڑھ کر اتر گیا اور اس پر زہریلا نشہ طاری ہو گیا تب اس کے اندر گھبراہٹ سی ہونے لگی۔ نیم مدہوشی میں بھی خطرے کا احساس ہوا۔ یہ احساس حاوی نہیں ہوا کیوں کہ وہ نشے کی ایک عجیب سی مستی بھری وادیوں میں بھٹک رہی تھی۔ اسے پتا نہ چلا کہ کتنا وقت گزرتا جا رہا ہے پھر وہ رفتہ رفتہ ہوش میں آنے لگی اور اسے مرینا کی باتیں یاد آنے لگیں۔ اس نے مرینا سے ایک بار پوچھا تھا کہ پارس میں ایسی کیا بات ہے' جس کے لیے تم دیوانی رہتی ہو؟ مرینا نے اسے بتایا تھا کہ وہ زہریلا ہے۔ ایک بار اس کے زہر کا چسکا پڑ جائے تو کوئی عورت پھر اسے بھلا نہیں پاتی۔ اس کے بعد کوئی اور نہیں بھاتا۔ ضرورت اسی کو پکارتی رہتی ہے۔

مرینا کی باتیں یاد کرتے ہی کلیجا دھک سے رہ گیا۔ دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پارس نے پھر اسے پکڑ کر کھینچ لیا اور پوچھا۔ "کہاں چلیں؟ کب سے تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔"

وہ کمزور سی آواز میں بولی۔ "مجھے کیا ہوا تھا؟ کیا میں بے ہوش ہو گئی تھی؟"

"بے ہوش نہیں' مدہوش ہو گئی تھیں۔"

وہ سہم کر بولی۔ "تم۔ تم کون ہو؟"

"انسان ہوں۔"

"نہیں' وہ وچ لیڈی اور بونا لاثانی کہہ رہے تھے کہ تم سانپ ہو۔"

"اور یہ بھی کہا تھا کہ میں تمہاری حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ کیا یہ جھوٹ تھا۔ کیا میں تمہاری حفاظت نہیں کر رہا ہوں؟"

"ہاں مگر تم پریم کمار ہوتا؟"

"بے شک' تمہیں شبہ کیوں ہے؟"

وہ جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی پھر اچانک لائٹس آن ہونے سے شرما گئی۔ منہ پھیر کر لباس درست کرنے لگی۔ یہ خیال آیا کہ وہ اصل بات بھول کر سانپ اور انسان کے مسئلے میں کیوں الجھ گئی ہے؟ اصل معاملہ تو دو ہیرا آنکھوں کو حاصل کرنے کا تھا۔ اس نے سوچا۔ "روشنی ہو گئی ہے۔ وہ بونا پھر آئے گا اور پریم کمار سے ہیرے چھین لینے کے لیے غنڈوں کی فوج لے کر آئے گا۔ اس سے پہلے مجھے ان ہیروں کو قبضے میں کر لینا چاہیے۔"

وہ پارس کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ "وہ پھر آئے گا۔ تم وہ ہیرے مجھے دے دو۔"

"تم انہیں کہاں چھپاؤ گی؟ پہلی بار وہ بلاؤز پھاڑ کر گیا اب باقی لباس تو رہنے دو۔"

"میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ دونوں آنکھیں میرے پاس ہوں گی تو نحوست ختم ہو جائے گی۔ دشمنوں کو شکست ہو گی۔ ہم اس مصیبت سے نکل جائیں گے۔ تم نے میرا ہیرا جو واپس کیا تھا اسے پھر مجھ سے لے لیا ہے۔"

"تم ہوش میں نہیں تھیں۔ اس لیے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ یہ دونوں ہیرے تمہارے پاس نہیں' میرے پاس تو ہیں پھر نحوست کیوں نہیں ٹل رہی ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک شخص کی چیخ سنائی دی۔ وہ کاریڈور کے سرے سے اچھل کر ان سے ذرا دور فرش پر آکر گرا پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کر تڑپنے لگا۔ اس کی تکلیف سے صاف پتا چل رہا تھا کہ کسی نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا ہے۔

شی تارا فوراً ہی اٹھ کھڑی ہو گئی اس کے دماغ میں پہنچی تو معلوم ہوا واقعی اس کا دماغ تکلیف کی شدت سے پھوڑا بن گیا ہے۔ اس کے پھوڑا دماغ نے بتایا کہ ایک نوجوان لڑکی اسے تکلیف میں مبتلا کر رہی ہے۔

پھر اسے باربرا نظر آئی۔ وہ کاریڈور سے نکل کر ان کے سامنے ہال میں آگئی تھی' پارس اسے دیکھتے ہی فرش سے اٹھ کر بولا۔ "اچھا تو محترمہ آپ ہیں۔ اتنی دیر سے کیا کر رہی تھیں۔ مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

وہ بولی۔ "اس قید خانے میں کیا تکلیف تھی؟"

"کیا قید خانے میں راحت ملتی ہے؟"

وہ شی تارا کو دیکھ کر بولی۔ "ایسی حسین راحت ملتی رہی پھر بھی مجھ سے پوچھ رہے ہو۔"

پارس نے پوچھا۔ "وہ بونا کہاں ہے؟"

باربرا نے فرش پر پڑے ہوئے شخص کو دیکھ کر کہا۔ "اس کے چور خیال نے بتایا ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ کہیں گیا ہوا ہے۔ اب چلو گے یا یہیں راحت حاصل کرتے رہو گے؟"

پارس شی تارا کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "چلو۔"

شی تارا کے دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ یہ ثابت ہو گیا تھا کہ وہ آنے والی لڑکی ٹیلی پیتھی جانتی ہے اور وہ وہی ہے' جو ہوٹل میں پریم کمار سے لڑ جھگڑ کر گئی تھی گویا وہ لڑائی جھگڑا محض ایک ڈراما تھا۔ شی تارا کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں آکر پھنس گئی ہے اور اس ٹیلی پیتھی جاننے والی کے حوالے سے اسے یہ یقین ہو رہا تھا کہ وہ زہریلا نوجوان پارس ہے' پارس ہے' پارس ہے۔ "اوہ گاڈ! آج کتنی تاریخ ہے؟"

تب یاد آیا۔ آج تیرہ تاریخ ہے۔ اس کا سر چکرانے لگا۔ کس بری طرح تقدیر نے اس کا محاصرہ کیا تھا۔ فوری طور پر کہیں سے بچ نکلنے کا راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہر لمحہ یہی اندیشہ تھا کہ بچ نکلنے سے پہلے ہی اصلیت ظاہر نہ ہو جائے۔ پارس نے اسے چلنے کے لیے کہا تو وہ فوراً ہی وہاں سے باہر جانے کے لیے چل پڑی۔

باربرا اس شخص کو آگے دھکیلتے ہوئے لے جا رہی تھی۔ وہ سب اس کی راہنمائی میں اس تہ خانے سے نکل آئے۔ اس کے چور دروازے سے نکل کر جیولری والی دکان میں پہنچے۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ باربرا نے اس شخص سے کہا۔ "ہیلو ریسیور اٹھاؤ اور بات کرو۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر آواز سنی۔ دوسری طرف سے اس کا آقا لاثانی بول رہا تھا۔ "ہیلو طیّب منیر! میں لاثانی بول رہا ہوں۔"

"فرمایئے آقا! میں آپ کا خادم طیّب منیر ہوں۔"

"منیر! مائیک کے ذریعے ان قیدیوں سے پوچھو۔ وہ دونوں ہیرے میرے حوالے کریں گے یا نہیں؟ اگر وہ انکار کریں تو..."

باربرا نے بات کاٹ کر منیر کی زبان سے کہا۔ "وہ دونوں پنچھی پنجھو توڑ کر رہائی پا چکے ہیں۔ اب تم اپنا سر پیٹتے رہو۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"میں بکواس نہیں کر رہا ہوں۔ میرے اندر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی بول رہی ہے۔"

ادھر شی تارا نے موقع سے فائدہ اٹھایا جیسے ہی باربرا اور پارس فون کی طرف متوجہ ہوئے تھے، وہ جیولری کی دکان سے دبے قدموں باہر آ گئی تھی۔ باہر وہ کار موجود تھی جس میں وہ پارس کے ساتھ ہوٹل سے آئی تھی۔ اس کے پیچھے ایک اور کار کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اس کار میں باربرا آئی ہو گی کیوں کہ وہ کار بھی اس ہوٹل ہی کی تھی۔

اس نے باربرا کی کار میں جھانک کر دیکھا، اسٹیئرنگ کے ساتھ چابی لگی ہوئی تھی۔

اس نے چابی نکال لی پھر آگے والی کار میں آ کر اسٹیئرنگ سنبھالا۔ اسے اسٹارٹ کیا پھر ڈرائیو کرتی ہوئی رفتار بڑھاتی چلی گئی۔ ان لمحات میں اس کی یہی آخری خواہش تھی کہ طوفانی رفتار سے جتنی دور جا سکتی ہے، پارس سے اتنی ہی دور چلی جائے۔ اپنی سلامتی کے لیے وہ ہیرے کی دو آنکھوں کا نقصان بھی برداشت کر رہی تھی۔ سوچ رہی تھی، اس سے ہزاروں میل دور جا کر ڈی شی تارا اور ڈمی سرنا کے ذریعے ان آنکھوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔

ادھر فون پر بونا لاثانی کہہ رہا تھا۔ "میں اس سانپ کا سر کچل دوں گا۔ ہماری دکان کے سامنے جو کار کھڑی ہوئی ہے، اس سے پتا چل گیا ہے کہ وہ میرے ہی ہوٹل میں قیام کر رہا ہے۔ میرے آدمی اسے ہوٹل سے نکلنے نہیں دیں گے۔"

پارس نے دکان کے باہر کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ سر گھما کر دیکھا تو وہ کار جا رہی تھی، جس میں بیٹھ کر وہ ہوٹل سے آیا تھا۔ اس نے آس پاس دیکھا تو شی تارا نظر نہیں آئی۔ وہ تیزی سے باہر آیا۔ باربرا نے اس کے پیچھے آ کر پوچھا "کیا ہوا؟" "چڑیا اڑ گئی۔"

وہ بولا "تعجب ہے! ہم نے اسے مصیبت سے نکالا، وہ ہمیں چھوڑ کر چلی گئی۔"

"اپنے اعمال پر شرم کرو۔ پتا نہیں اس بے چاری پر کیا کرتے رہے کہ اس نے بھاگنے میں اپنی عافیت سمجھی۔"

"باربرا! سنجیدگی سے سوچنے کی بات ہے۔ وہ دو ہیرے میرے پاس تھے، انہیں حاصل کرنے کے لیے وہ باؤلی ہو رہی تھی۔ ان ہیروں کے لیے اس مغرور حسینہ نے خود کو میرے حوالے کر دیا تھا۔ اس حسینہ کو اور بونے لاثانی کو علم نجوم کے ماہرین نے بتایا تھا کہ وہ دونوں ہیرے جس کے قبضے میں ہوں گے، اس پر نحوست نہیں آئے گی۔ دشمن گھٹنے ٹیک دیں گے اور دنیا جہان کی دولت اس کے قدموں میں ہو گی۔ وہ ان سب کو ٹھکرا کر اچانک کیوں بھاگ گئی ہے؟"

"ہاں۔ یہ ہے تو حیرانی کی بات۔ مگر بھاگ کر کہاں جائے گی؟ ہوٹل میں ضرور ملے گی۔"

"تم اس کے خیالات پڑھو۔"

"سوری۔ میں پاپا کی ہدایات پر عمل کر رہی ہوں جب کوئی گمبھیر اور پیچیدہ مسئلہ ہو گا تب ہی خیال خوانی کروں گی۔ وہ کار لے گئی ہے تو کیا ہوا، میری کار میں چلو تم اسے ہوٹل میں پکڑ سکو گے۔ کم آن۔"

وہ تیزی سے چلتے ہوئے کار کے پاس آئے تو چابی غائب تھی۔ وہ بولی۔ "میں چابی یہاں چھوڑ گئی تھی۔ چوری کرنے والے کار لے جاتے ہیں صرف چابی نہیں لے جاتے۔"

پارس نے کہا۔ "وہی پریما لے گئی ہے۔ وہ نہیں چاہتی ہو گی کہ ہم اس کے تعاقب میں آئیں۔"

"یہ پریما تو کچھ پُراسرار سی بنتی جا رہی ہے۔"

"اب تو اس کے خیالات پڑھو۔ یہ کوئی پیچیدہ کیس ہے۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر واپس آ گئی۔ شی تارا نے سانس روک لی۔ باربرا نے دوسری بار کوشش کی۔ شی تارا نے کہا۔ "پہلے! کوڈ ورڈز؟"

باربرا نے پوچھا۔ "پریما! کوڈ ورڈز کیا پوچھ رہی ہو؟ یہ بتاؤ اچانک ہی ہمیں چھوڑ کر کیوں چلی گئی ہو؟"

اس نے سانس روک لی باربرا نے پارس سے کہا۔ "یہ پریما واقعی پُراسرار ہے۔ مجھ سے کوڈ ورڈز پوچھ رہی تھی اور کیا تم یقین کرو گے کہ یہ پریما یہاں قاہرہ میں نہیں 'نیویارک' میں ہے۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟"

"میں نے چند سیکنڈ میں یہ معلوم کیا ہے کہ وہ ایک [illegible] ہے اور امریکا کے مجسمۂ آزادی کے سامنے سے گزر رہی ہے۔"

پارس سوچ میں پڑ گیا پھر بولا۔ "میرا اصل لب و لہجہ ڈی کے دماغ میں نقش ہے۔ شی تارا میرے پاس آنا چاہے گی تو ڈی کے دماغ میں پہنچ جائے گی۔ اسی طرح پریما اس عورت کے لہجے میں ہمارے سامنے بولتی رہی، جو نیویارک میں ہے۔ اس نیویارک والی کے اندر پہنچ گئی تھیں۔"

"یعنی جو پریما ہمارے سامنے تھی۔ میں اس کے اصل لب و لہجے کو گرفت میں لیے بغیر کبھی اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکوں گی۔"

"یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے۔ اس نے تمہیں تہ خانے میں خیال خوانی کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسے اندیشہ تھا کہ تم اس کے روبرو آ کر اس کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے اندر پہنچ جاؤ گی اگر وہ دور چلی جائے گی تو اس سے آنکھیں چار نہیں کر سکو گی اور اس کے جعلی لب و لہجے کی محتاج رہو گی یا پھر اس کار کے ذریعے ہم تعاقب کریں گے اس لیے وہ اس کی چابی لے گئی ہے۔"

"پارس! وہ کوئی پُراسرار عورت تھی۔ تم حسن پرستی میں گم رہے، تم نے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی؟"

"مجھے حسن پرستی کا الزام نہ دو۔ اس کی اصلیت میں نہیں جان سکتا تھا۔ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کر سکتی تھیں۔ ٹھیک ہے کہ تم پاپا کی ہدایات پر عمل کر رہی ہو مگر ایمان سے کہو، کیا اُس کے اس طرح بھاگنے سے پہلے تمہیں اس پر کسی قسم کا شبہ ہوا تھا؟"

"میں مانتی ہوں، وہ بڑی چالاک عورت تھی۔ ہم اس پر کسی طرح کا شبہ نہ کر سکے لیکن وہ تھی کون؟"

اس نے ایک ٹیکسی والے کو روکا پھر دونوں اس میں بیٹھ کر ہوٹل کی طرف جانے لگے۔ باربرا نے کہا۔ "میں ابھی کسی نیویارک والی کے دماغ میں گئی تھی اس نے مجھ سے کوڈ ورڈز پوچھے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ پریما کا تعلق کسی بڑی اور پُراسرار تنظیم سے ہے۔ جس میں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ تب ہی وہ نیویارک والی مجھے دماغ میں محسوس کر کے حیران نہیں ہوئی تھی۔ خیال خوانی کرنے والے اس کے دماغ میں آتے رہتے ہوں گے۔"

وہ ہوٹل میں آئے۔ پتا چلا پریما ایک چھوٹی سی اٹیچی لے کر پندرہ منٹ پہلے گئی ہے۔ باربرا نے رینٹ اے کار والوں کو بتایا کہ کار کی چابی کہیں گم ہو گئی ہے۔ وہ جیولری کی دکان کے سامنے سے کار منگوا لیں پھر وہ دوسری کار لے کر شی تارا یا پریما کی تلاش میں نکل پڑے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ ائیرپورٹ یا ریلوے اسٹیشن گئی ہو گی۔ پارس کار ڈرائیو کرتا رہا۔ رات کے تین بجے وہ ناکام ہو کر ہوٹل آئے، وہاں پوچھا۔ "پریما نامی لڑکی جو ہوٹل سے کار لے کر گئی تھی، واپس آئی ہے یا نہیں؟"

پتا چلا، وہ ابھی تک واپس نہیں آئی ہے۔ باربرا نے کہا۔ "وہ کار کے ذریعے کسی دوسرے علاقے کی طرف گئی ہے اُس کے اس طرح فرار ہونے سے یہ بات یقینی ہو گئی ہے کہ وہ ہم سے کوئی خطرہ محسوس کر رہی تھی۔ ہم سے دور جانے میں اس کی بھلائی تھی۔"

پارس نے بستر کے سرے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اس کی کچھ باتیں یاد آ رہی ہیں۔"

"اس کی بے وفائی کے بعد رنگین و سنگین لمحات یاد آ رہے ہوں گے۔"

"میں بات کچھ کہہ رہا ہوں، تم تو ایک سوکن کی طرح اس سے جل رہی ہو۔"

"میں اور اس کی سوکن؟ یعنی تم مجھے اپنی کچھ سمجھ رہے ہو۔ بڑی خوش فہمی ہے تمہیں۔"

"تم ایک نفسیاتی مریضہ ہو۔ لڑکی بن چکی ہو اور لڑکی کہلانے سے انکار کرتی ہو۔"

"کیا تم ماہرِ نفسیات ہو؟ فضول باتیں کرو گے تو یہ گلدان اٹھا کر سر توڑ دوں گی۔ کام کی بات کرو۔ ابھی تم کیا کہہ رہے تھے؟"

"پریما کی کچھ باتیں ایسی ہیں، جن سے شبہ ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے شی تارا چھپی ہوئی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ وہ ہندوستانی ہے پھر کہہ رہی تھی کہ کل تک صومالیہ کے شہر بیضابہ جائے گی۔"

باربرا نے کہا۔ "پھر تو اسی وقت تمہیں اُس پر شبہ کرنا چاہئے تھا۔"

"کیسے کرتا؟ وہ کہہ رہی تھی کہ اس کی ایک بہن ہے، وہ صومالیہ کے فاقہ زدہ اور بیمار لوگوں کے لیے اناج اور دوائیں لے کر بیضابہ جائے گی۔ پریما اس شہر میں بہن کا ہاتھ بٹانے جائے گی۔ ایسی صورت میں اس پر کیسے شبہ کرتا۔"

"اگر اس کے حسن و شباب سے سحر زدہ نہ ہوتے تو یہ سوچتے کہ پریما ہندوستان آئی ہے۔ وہ شی تارا ہو سکتی ہے اور صومالیہ میں اس کی کوئی بہن نہیں بلکہ اس کی ساتھی مرینا جا رہی ہے۔ شی تارا بھی وہاں پہنچنے والی ہے۔ ان دونوں چڑیلوں کو ان فارمولوں کی ہوا لگ گئی ہے۔"

"کیسے ہوا لگ جائے گی؟ وہ فارمولے کہاں ہیں، یہ صرف ہم جانتے ہیں۔"

"دشمنوں کو بھی اپنے بہت سے رازوں کے متعلق ایسی ہی خوش فہمی رہتی ہے لیکن پاپا ان کے گہرے رازوں کو پا لیتے ہیں۔ ہمیں خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہئے۔"

"درست کہتی ہو۔ چلو ہم فرض کر لیتے ہیں کہ انہیں اس جنگلی قبیلے اور اس بیس فٹ اونچے بت کے متعلق معلوم ہو چکا ہے، جس کے اندر پاشا نے وہ فارمولے چھپائے ہیں اور اب مرینا انہیں حاصل کرنے جا رہی ہے۔ شی تارا بھی پریما بن کر ہندوستان سے یہاں آئی ہے اگر ایسا ہے تو یہ پریما یا شی تارا کل تک صومالیہ کے شہر بیضابہ ضرور جائے گی۔"

"میں سوچ رہی ہوں کہ وہ شی تارا ہے تو اسی شہر میں ہے۔ اپنا چہرہ اپنا انداز بدل کر کسی فلائٹ سے صومالیہ جائے گی۔ وہاں ہم اسے پہچان نہیں سکیں گے۔"

"کیوں نہیں پہچان سکیں گے؟"

"کہہ تو رہی ہوں کہ وہ اپنا چہرہ اور اپنا اسٹائل بدل لے گی۔"

"تم نہیں جانتی ہو، ایک بار کوئی میری تنہائی میں آ جائے تو

اس کے بدن کی مخصوص مہک مجھے یاد رہ جاتی ہے۔ وہ لاکھ پردوں میں چھپ کر ایک بار بھی میرے قریب سے گزرے گی تو میں اسے پہچان لوں گا۔"

"پھر تو کمال کرو گے۔ تمہارے اندر تمام بدمعاشوں والی صلاحیتیں ہیں۔ واہ کیا بے شرمی ہے' کسی کے ساتھ مُنہ کالا کرنے کے بعد اس کی مہک کو سانسوں میں بسا لیتے ہو۔"

وہ بولا۔ "میں نے یہ تو نہیں کہا کہ مُنہ کالا کرنا ضروری ہے۔ ہم تم ایک ہفتے سے ایک دوسرے کے ساتھ دن رات رہتے آ رہے ہیں ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے اس کے باوجود میں لاکھوں کی بھیڑ میں آنکھیں بند کر کے تمہاری مہک سے تمہیں پہچان لوں گا۔"

"اونہہ' گھڑی دیکھو چار بج چکے ہیں۔ میں سونے جا رہی ہوں۔ کل شام کو صومالیہ جانے کے لیے پاشا خصوصی طیارے سے آنے والا ہے۔" وہ کمرے سے چلی گئی۔ پارس سوچنے لگا۔ کیا وہ شی تارا تھی؟

لیکن وہ کیسے ہو سکتی ہے؟ اس ناگن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے بل سے باہر نہیں آتی ہے جہاں رہتی ہے' وہیں سے خیال خوانی کے ذریعے جنگ لڑتی ہے۔

پھر جناب علی اسد اللہ تبریزی کی پیش گوئی تھی کہ شی تارا ابھی سات برس تک روپوش رہنے میں کامیاب رہے گی' کوئی اس کا اصلی چہرہ نہیں دیکھ سکے گا اور اس کی اصل آواز اور لہجہ نہیں سن سکے گا۔

وہ ایسے بزرگ تھے کہ ان کی پیش گوئی کو کسی قیمت پر... جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا۔ اس حوالے سے پارس یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ شی تارا آئی تھی اور اس کی سانسوں میں رچ بس کر واپس چلی گئی ہے البتہ جو پریما آئی تھی' اس کا چہرہ وہ دیکھ چکا تھا اور اس کی آواز بھی سن چکا تھا۔

تب یاد آیا کہ نہیں' پریما پرائی آواز اور لہجے میں بولتی رہی تھی۔ اسی لیے باربرا کسی دوسری عورت کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ یوں سمجھ میں آ رہا تھا کہ پریما کے پیچھے چھپی ہوئی شی تارا نے اپنی آواز اور لہجے کو چھپایا تھا اور پیش گوئی کو درست ثابت کیا تھا۔ ابھی تک کوئی اور تو کیا' اس کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنے والے پارس نے بھی اس کی آواز اور لہجے کو نہیں سنا تھا۔

دوسری پیش گوئی تھی کہ کوئی شی تارا کا اصلی چہرہ نہیں دیکھ سکے گا۔ اب جو پریما پارس کی زندگی میں آئی تھی' وہی اس کی اصلی شکل تھی یا وہ شکل تبدیل کر کے آئی تھی۔ حقیقت جو بھی ہو۔ حالات یہی سمجھا رہے تھے کہ شی تارا اس کے بازوؤں میں آنے کے باوجود روپوش رہی اور پیش گوئی کے مطابق سات برس تک روپوش رہے گی۔

جو سامنے آنے کے باوجود کسی پہلو سے بھی نہ پہچانا جائے' وہ روپوش کہلاتا ہے۔ پارس نے ایک لمبی سانس لے کر چھوڑتے ہوئے سوچا' تقدیر کے تماشے فوراً ہی سمجھ میں نہیں آتے۔ بہرحال وہ کون تھی؟ رفتہ رفتہ حقیقت ضرور بے نقاب ہو گی۔

ادھر شی تارا بری طرح گھبرائی ہوئی تھی۔ اس نے پارس اور باربرا کو تھوڑی دیر تک جیولری کی دکان کے سامنے رکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اتنی دیر میں وہ ہوٹل سے اپنا اٹیچی لے کر اسی کار میں نکل گئی۔ بہت دور جانے کے بعد اس نے وہ کار چھوڑ دی۔ ایک بوڑھا نائٹ کلب سے باہر آ رہا تھا۔ اس نے بوڑھے کو ٹریپ کیا اس کے خیالات نے بتایا کہ ساٹھ برس کی عمر میں بھی عیاش ہے۔ اس لیے اتنی رات کو نائٹ کلب سے نکل رہا تھا۔ وہ اس کی کار میں بیٹھ کر بولی۔ "مجھے کہاں لے جاؤ گے؟"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "تمہاری جیسی حسینہ کو ساری دنیا کی سیر کرانے لے جا سکتا ہوں۔ بولو کہاں چلو گی؟"

"فی الحال اپنے گھر لے چلو۔"

وہ ایک شاندار بنگلے میں پہنچ گئی۔ پہلے ہی اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کر چکی تھی کہ وہ بوڑھا اپنے عزیزوں سے دور ایک بنگلے میں تنہا رہتا ہے۔ اس وقت ایک بے انتہا حسین لڑکی کو اپنے اوپر عاشق ہوتے دیکھ کر ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔ وہ اسے اپنی خوابگاہ میں لے آیا۔ اس کے اندر خواہشات کا طوفان اٹھ رہا تھا لیکن وہاں پہنچتے ہی طوفان اٹھانے والی نے اسے بستر پر لٹا دیا پھر خیال خوانی کے ذریعے اسے تھپک کر سلا دیا۔

اس کی اٹیچی میں خاصے ہیرے جواہرات تھے۔ وہ ایسے زیورات کی دیوانی تھی جس ملک میں جاتی تھی' وہاں کے ہیرے جواہرات خریدتی رہتی تھی۔ اس کی اٹیچی میں دوسرا اہم سامان میک اپ کا ہوا کرتا تھا۔ جدید طرز کا ایسا ریڈی میڈ میک اپ ہوتا تھا کہ پندرہ بیس منٹ میں صورت ایک دم بدل جاتی تھی۔ وگ کے ذریعے یا ہیئر کلر کے ذریعے بالوں کا اسٹائل اور رنگ بھی بدل جاتا تھا۔

اس نے چہرہ بدلنے کے دوران مرینا سے رابطہ کیا۔ وہ شہر بیضابہ پہنچ گئی تھی۔ اس نے پوچھا۔ "تم شہر میں کیا کر رہی ہو؟ اس جنگلی قبیلے کی طرف کیوں نہیں گئیں؟"

وہ بولی۔ "میں یہاں پہنچی تو شام ہو چکی تھی۔ میرا گائیڈ عبداللہ کہتا ہے کہ جنگل میں رات ہو جائے گی۔ جنگل میں اور تاریکی میں نادیدہ خطرات کا اندیشہ رہتا ہے۔"

"تم یہاں خطرات سے کھیلنے آئی ہو' کسی ائر کنڈیشنڈ ہوٹل میں عیاشی کرنے کے لیے نہیں آئی ہو۔ تمہیں پتا نہیں ہے کہ ہم زبردست دھوکا کھا چکے ہیں۔"

"کیسا دھوکا؟"

"فرہاد نے اعلان کیا تھا کہ وہ اور اس کے بیٹے جو بیس گھنٹوں تک ادارے سے باہر نہیں جائیں گے۔ یہ باپ بیٹے کچے فراڈ ہیں۔ میں نے پارس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا تو وہ بھی ادارے میں تھا اور یہ بھی ایک فراڈ تھا۔ میں جس کے دماغ میں گئی تھی' وہ پارس نہیں' اس کی ڈمی تھا۔"

"اوہ گاڈ! تو پھر اصلی پارس کہاں ہے؟"

"وہ میرے اعصاب پر سوار ہے۔ یہاں قاہرہ میں ہے۔"

وہ پارس سے سامنا ہونے اور اس سے پیچھا چھڑانے کی پوری روداد اسے سنانے لگی۔ مرینا نے سب کچھ سننے کے بعد کہا۔ "یہ تو بہت برا ہوا۔ اب تو وہ تمہارے پیچھے پڑا رہے گا۔"

"ایک بار میں پھنس گئی۔ بار بار ایسا نہیں ہو گا۔ میں میک اَپ کے ذریعے خود کو بدل چکی ہوں۔"

"شی تارا تم بھول رہی ہو' میں تمہیں بتا چکی ہوں وہ جس کے ساتھ کچھ وقت گزار لیتا ہے اس کے بدن کی مخصوص مہک سے آشنا ہو جاتا ہے۔ تم خواہ اپنے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرا لو وہ پھر بھی تمہاری مہک سے تمہیں پہچان لے گا۔"

"اوہ گاڈ! یہ تو واقعی میرے حق میں برا ہوا ہے۔ میں جہاں جاؤں گی' وہاں یہ اندیشہ رہے گا کہ وہ میرے قریب سے گزرتے ہوئے میری بُو پالے گا۔ میں اس کے خوف سے باہر نہیں نکل سکوں گی۔ اپنی خفیہ رہائش گاہ میں قید ہو کر رہنا پڑے گا۔"

"اس کی کنیز بن کر رہنے سے بہتر ہے کہ اپنی رہائش گاہ کی چار دیواری میں قید رہو۔ کیا تم نے اس سے پیچھا چھڑانے کے بعد رابطہ کیا تھا؟"

"ابھی سوچ رہی تھی کہ اپنا حلیہ بدلنے کے بعد اس کے دماغ میں جاؤں گی اور تصدیق کروں گی کہ وہ ادارے میں ہے یا قاہرہ میں مجھے ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔"

"اگر تم اس سے بہت دور نکل گئی ہو تو تصدیق کرو' جانتی ہو اگر وہ قاہرہ سے بیضابہ آئے گا تو کیا ہو گا؟"

"تمہارے راستے کی رکاوٹ بنے گا۔ ایسی تدبیر کرو کہ وہ تم لوگوں کو ڈھونڈ نہ پائے اور اگر سامنا ہو تو پہچان نہ پائے۔"

"تم پھر بھول رہی ہو میں لاکھ میک اپ میں رہوں' وہ مجھے بھی میرے بدن کی مہک سے پہچان لے گا۔"

"کیا مصیبت ہے۔ وہ ہماری بو پہچاننے والا انسان نہیں شیطان ہے۔ میری ہدایات سنو اور ان پر فوراً عمل کرو۔ کل گیارہ بجے سے پہلے کوئی فلائٹ صومالیہ نہیں جائے گی۔ پارس کل دوپہر یا شام سے پہلے بیضابہ نہیں پہنچے گا۔ تم ابھی رات کو سفر کرنے کے انتظامات کرو اور جتنی جلدی ہو سکے اس جنگلی قبیلے کی طرف چل پڑو۔ اگر تم نے ذرا بھی دیر کی تو پھر وہ فارمولے ہمیں کبھی نہیں ملیں گے۔"

"ٹھیک ہے' میں ابھی روانگی کی تیاری کرتی ہوں اگر تم پارس کو ادھر آنے سے روک سکتی ہو تو یہ کوشش ضرور کرو۔"

"مجھ سے جو بن پڑا وہ کروں گی۔ تھوڑی دیر بعد پھر آؤں گی۔"

وہ مرینا سے رابطہ ختم کر کے سوچنے لگی۔ "کاش صومالیہ میں میرے مقابلے پر فرہاد آتا یا علی تیمور آتا۔ ان دونوں سے وہ خطرہ نہیں ہے' جو پارس سے ہو رہا ہے۔ کم بخت جنگل کی کھلی فضا میں آسانی سے مرینا کی بو پالے گا۔ میں تو اب صومالیہ کا رخ نہیں کروں گی۔"

اس نے اپنا چہرہ اور بالوں کا اسٹائل بدلنے کے بعد آئینہ دیکھا' اب اسے پیدا کرنے والے ماں باپ بھی نہیں پہچان سکتے تھے مگر؟ آہ پارس...

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ سو رہا تھا۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ناگواری سے بولا۔ "کون ہے؟"

"میں ہوں تمہاری شی تارا۔"

وہ گھڑی دیکھ کر بولا۔ "خدا کی پناہ۔ رات کے تین بجے کیوں یاد کر رہی ہو؟"

"مجھے نیند نہیں آ رہی ہے۔"

"مجھے کوئی لوری یاد نہیں ہے۔ میں تمہیں کیسے سلا سکتا ہوں۔"

"میں تمہارے پاس آؤں گی تو تمہاری آغوش میں نیند آ جائے گی۔"

"تم آغوش میں آؤ گی تو میری نیند اڑ جائے گی۔ بائی دی وے' تمہیں بتا چکا ہوں' یہ بابا صاحب کا ادارہ ہے۔ یہاں تم قدم نہیں رکھ سکو گی۔"

"اگر تم بابا صاحب کے ادارے میں ہو تو پارس نہیں ہو' اس کی ڈمی ہو۔"

"یہ تمہاری سمجھ پر ہے کچھ بھی سمجھ لو۔ مجھ پر نیند کا غلبہ ہے۔ پلیز سونے دو۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ سوچنے لگی۔ یہ تو بالکل پارس ہے پھر یہ قاہرہ میں کون ہے؟

اس نے پریم کمار کی آواز اور لہجے کو اچھی طرح یاد کیا پھر خیال خوانی کی پرواز کی پریم کمار بھی سو رہا تھا' پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا پھر بولا۔ "کون ہے؟"

"میں ہوں' تمہاری شی تارا۔"

"یہ شی تارا کیا چیز ہے؟"

"اگر تم یہ نام نہیں جانتے ہو تو میں پریما ہوں۔"

وہ چونک کر بولا۔ "پریما! اچھا تم ہو۔ تعجب ہے۔ ٹیلیفون کے بغیر بول رہی ہو۔ میرا بھی یہ کمال ہے کہ میں ٹیلیفون کے بغیر سن رہا ہوں۔ جب سے تم نے تاریکی میں آ کر مجھے روشن جلوے دکھائے ہیں اور جب سے میں نے تمہیں زہر کا جام پلایا ہے' تب سے ہم دونوں باکمال ہو گئے ہیں۔"

"تم نے زہر کا جام پلایا۔ یوں تسلیم کرتے ہو کہ پارس ہو؟"

"یہ پارس کون ہے؟ کیا اتنی بڑی دنیا میں وہی ایک زہریلا ہے۔ تم نے نمک میرا کھایا اور گُن اس کے گا رہی ہو۔ میرے زہر کو اس کے نام کر رہی ہو۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اس نے پارس کے لہجے کو گرفت میں لیا تو ادارے میں پہنچی اور پریم کمار کے لہجے کو گرفت میں لے کر قاہرہ میں رہی۔ پارس کو اس کے زہریلے پن سے پہچان سکتی تھی۔ صرف پارس ہی زہریلا نہیں ہے۔ پریم کمار بھی زہریلا ہے جیسا کہ مریتا کی موجودہ ٹیم میں صفورا بھی زہریلی تھی۔ ایسی مثالوں سے ثابت ہو رہا تھا کہ وہ پارس نہیں ہے۔ زہریلا پریم کمار ہے۔

وہ بولی۔ "تمہاری بات دل کو لگ رہی ہے۔ شاید اس لیے کہ تم نے مجھے جیت لیا ہے۔ میرا دل پھر تم سے ملنے کے لیے تڑپ رہا ہے۔"

"تو پھر چلی آؤ۔ میں اسی ہوٹل میں ہوں۔"

"میں مجبور ہوں۔ اس ملک سے نکل چکی ہوں۔ ہندوستان جا رہی ہوں۔ میں تمہاری محبت کو آزمانا چاہتی ہوں۔ مجھے چاہتے ہو تو کل صبح کی فلائٹ سے چلے آؤ۔"

"صاف گوئی سے کام لو۔ تم محبت کو نہیں آزما رہی ہو بلکہ یہ معلوم کرنا چاہتی ہو کہ میں واقعی پریم کمار ہندوستانی ہوں تو تمہارے پیچھے ہندوستان ضرور آؤں گا۔"

"چلو یہی سہی۔ میں پوری طرح یقین کرنا چاہتی ہوں کہ تم میرے دشمن پارس نہیں ہو۔"

ثی تارا کی چالاکی سمجھ میں آ رہی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ پارس وہ فارمولے حاصل کرنے صومالیہ نہ جائے اگر جائے گا اور اس کے پیچھے ہندوستان نہیں آئے گا تو پھر وہ پریم کمار نہیں سو فیصد پارس ہی ہوگا۔

وہ بولا۔ "میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ یہاں پہلوانوں سے کشتیاں لڑنے آیا ہوں۔ تم نے اچانک میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ اب کہتی ہو کہ ہندوستان جا رہی ہو جو کسی وجہ کے بغیر ساتھ چھوڑ دے اور دور جا کر اپنے پیچھے آنے کو کہے' وہ محبوبہ ہوتی ہے نہ محبت کرنا جانتی ہے۔ اگر میرے پریم کمار ہونے کا یقین کرنا چاہتی ہو تو قاہرہ واپس آؤ اور مجھے یہاں کشتیاں لڑتے ہوئے دیکھتی رہو۔"

"میری کچھ مجبوریاں ہیں۔ میں قاہرہ واپس نہیں آؤں گی۔"

"تمہیں آنا چاہیے۔ میں نے تمہاری وہ دو ہیرا آنکھیں ایک جگہ چھپا کر رکھی ہیں۔ کیا وہ امانت واپس لینے نہیں آؤ گی؟ وہ آنکھیں تمہارے لیے خوش بختی ہیں' خوش بختی لائیں گی۔ میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی جو خوش بختی کو ٹھکرا کر بد بختی کی طرف جائے۔"

"بے شک' وہ دونوں ہیرے میرے لیے بہت زیادہ اہم ہیں لیکن میری جوتش ودیا کہتی ہے کہ وہ ہیرے مجھے قاہرہ میں حاصل نہیں ہوں گے۔ اس لیے تم سے التجا کر رہی ہوں کہ قاہرہ چھوڑ دو میرے پاس چلے آؤ۔ بولو آ رہے ہو نا؟"

"سوری۔ پیاسا کنوئیں کے پاس آتا ہے۔ تم آ سکتی ہو تو آ جاؤ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ بات نہیں بن رہی تھی۔ دو نقصانات واضح تھے۔ ایک تو خوش بختی لانے والے دو ہیرے ہاتھ آتے آتے رہ گئے تھے اور اب ان کی واپسی کی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ دوسرے پارس کے ہونے نہ ہونے کی تصدیق نہیں ہو رہی تھی اگر وہی ہوتا اور دوسرے دن صومالیہ پہنچ جاتا تو وہ فارمولوں سے بھی محروم ہو جاتی۔

اس نے سوچا' بہتر ہوتا' وہ ہیرے آقا لاثانی کے پاس رہتے۔ اس بونے سے کوئی چیز چھین لینا نسبتاً آسان ہوتا۔ پارس تو لوہے کا چنا تھا۔ اسے چبانے کے خیال سے ہی دانت ٹوٹنے سے لگتے تھے۔

یہ تدبیر سوجھی کہ بونے لاثانی سے کام لیا جائے اگر وہ پارس کے پیچھے پڑ جائے گا تو اس سے ہیرے بھی چھین سکے گا اور اسے صومالیہ جانے سے بھی روک سکے گا۔ ویسے بھی وہاں پارس سے نمٹنے کے لیے ثی تارا کو بہترین آلۂ کاروں کی ضرورت تھی۔ یہ ضرورت پوری کرنے کے لیے وہ لاثانی کے پاس پہنچ گئی۔

****

بلیک آدم اپنی ہستی بھول چکا تھا۔ الپا نے اسے ہپناٹائز کر کے طاہر شاہی بنا دیا تھا۔ طاہر شاہی بابا صاحب کے ادارے کا جاسوس تھا۔ وہ اسرائیل جاسوسی کرنے آیا تھا۔ الپا نے اس کے دماغ میں گھس کر اُس کے متعلق تمام حالات معلوم کیے تھے۔ ان معلومات کو بلیک آدم کے دماغ میں فیڈ کیا تھا۔

جوجو اکثر خیال خوانی کے ذریعے طاہر شاہی سے رابطہ کرتی تھی۔ وہ طاہر شاہی کے لہجے کو گرفت میں لے کر بلیک آدم کے دماغ میں پہنچی تو اسے شبہ نہیں ہوا' وہ یہی سمجھتی رہی کہ طاہر شاہی سے باتیں کر رہی ہے۔ طاہر شاہی (بلیک آدم) نے بتایا کہ اسرائیل میں ایک جاسوس کی حیثیت سے اس کا بھید کھلنے والا ہے۔ اس لیے وہ واپس آ رہا ہے۔ جوجو نے حالات کے پیشِ نظر تائید کی اور کہا۔ "آ جاؤ۔"

بلیک آدم اسرائیل سے پرواز کر کے پیرس آیا پھر وہاں سے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ گیا۔ ادارے کے آہنی گیٹ سے عمارت کے پاس پہنچنے تک بڑی سخت چیکنگ ہوتی رہی اس کے شناختی کاغذات دیکھے گئے' اینٹی میک اپ کیمرے سے اس کی تصویریں اتاری گئیں' اسے ایکسرے مشین کے سامنے سے گزارا گیا۔ وہ ہر پہلو سے' ہر زاویے سے اور ہر انداز سے طاہر شاہی ثابت ہوا۔ جوجو نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا ہوا تم فوراً ہی تل ابیب سے چلے آئے۔ دیر کرتے تو یقیناً گرفتار کر لیے جاتے۔"

"میں خوش نصیب ہوں۔ ایسے وقت آیا ہوں' جب مادام کو ایک نہیں دو خوشیاں مل رہی ہیں اور یہ ایسا مبارک موقع ہے کہ

میں فرہاد صاحب کو' پارس صاحب کو اور علی تیمور صاحب کو پہلی بار قریب سے دیکھ سکوں گا۔"

جوجو نے کہا۔ "ضرور دیکھو گے۔ تمہیں یہاں رہ کر وہی جاسوس والی آنکھوں سے ہر ایک کو دیکھنا ہے اگرچہ بڑا سخت پہرا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ کوئی دشمن اس ادارے کے اندر قدم نہیں رکھ سکے گا تاہم محتاط اور چوکس رہنا چاہیے۔"

اسے رہائش کے لیے جوجو کے کوارٹر کے سامنے ایک چھوٹا سا کوارٹر دیا گیا تھا۔ وہ اپنے اس کوارٹر کے ایک کمرے میں آ کر بیٹھ گیا۔ الپا اس کے اندر موجود تھی۔ اس سے بولی۔ "کیا تم کمرے میں رہ کر جوجو کے کوارٹر پر نظر رکھ سکتے ہو؟"

وہ اٹھ کر ایک کھڑکی کے پاس آیا۔ اسے کھولنے سے سامنے جوجو کی رہائش گاہ نظر آنے لگی۔ اس نے کھڑکی پر پردہ کھینچ کر کہا۔ "ہاں' میں اس پردے کے پیچھے سے نظر رکھوں گا لیکن اس کی رہائش گاہ سے ہمیں کیا حاصل ہوگا۔"

"بہت کچھ حاصل ہوگا۔ یہ کیوں بھول رہے ہو کہ پارس اس ادارے میں موجود ہے اور جوجو اس کی بیوی ہے۔ وہ کسی بھی وقت اپنی بیوی سے ملنے اور اس کے کوارٹر میں وقت گزارنے آئے گا۔ دو شکار بیک وقت تمہارے ہاتھوں کی پہنچ میں ہوں گے۔"

"تھوڑی دیر کے لیے بھول گیا تھا کہ وہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ واقعی ایک ہی وقت میں دونوں کو ٹریپ کیا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں دونوں پر نظر رکھوں گا۔"

اس نے پھر ایک بار کھڑکی کے باہر دیکھا۔ سامنے کوارٹر کا دروازہ مقفل تھا۔ جوجو کہیں مصروف ہوگی۔ اس کے ساتھ پارس کو ٹریپ کرنے کے لیے صرف بیس گھنٹے کا وقت رہ گیا تھا۔ یہ وقت گزر جاتا تو پارس اس ادارے سے چلا جاتا۔ پارس' علی تیمور' سلمان' سلطانہ اور لیلیٰ میں سے کسی کو اغوا کر کے لے جانا بہت بڑا کارنامہ ہوتا لہٰذا وہ جوجو کے علاوہ پارس پر بھی ہاتھ ڈالنے کے لیے مناسب وقت کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ کمرے سے نکل کر کوارٹر کے برآمدے میں آیا۔ وہاں ٹہلنے کے بہانے دور تک ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ آس پاس کچھ فاصلوں پر کئی کوارٹرز بنے ہوئے تھے۔ یقیناً ادارے کے اہم افراد ان کوارٹرز میں رہتے ہوں گے۔ تھوڑی دیر بعد اس کا اندازہ درست نکلا۔ بائیں طرف ایک کوارٹر کا دروازہ کھلا۔ اندر سے جو شخص برآمدے میں آیا' اسے دیکھ کر بلیک آدم چونک گیا اس نے تل ابیب میں کولڈن برنز کے ریکارڈ میں اس کی تصویریں دیکھی تھیں۔ وہ برآمدے میں نظر آنے والا جے مورگن تھا' جسے ثانی اغوا کر کے لائی تھی۔

مورگن نے اسے دیکھ کر کہا۔ "ہیلو! میں پہلی بار تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ کیا نئے ہو؟"

"تمہارے لیے نیا ہوں۔ ورنہ میڈم جوجو کا پرانا وفادار ماتحت ہوں۔ بندے کو طاہر شاہی کہتے ہیں۔"

دونوں اپنے اپنے برآمدے سے اتر کر ایک دوسرے کے قریب آئے پھر مصافحہ کیا۔ "میرا نام مورگن ہے' جے مورگن۔ میں میڈم سونیا ثانی کا وفادار ماتحت ہوں۔ ابھی میڈم کے سامنے حاضر ہونے جا رہا ہوں۔ شاید صبح تک میری کہیں ڈیوٹی رہے گی۔ کل ہماری ملاقات ہوگی۔"

وہ چلا گیا۔ الپا پھر بلیک آدم کے اندر آ گئی تھی۔ اس کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا کہ ابھی جے مورگن وہاں سے گیا ہے۔ وہ بولی۔ "جے مورگن ہمارا بہت ہی کام کا بندہ تھا۔ سونیا ثانی اسے پکڑ کر یہاں لے آئی ہے۔ یقیناً اس کا برین واش کیا گیا ہے۔ اسی لیے یہاں آزادی سے گھوم رہا ہے۔"

"بائی گاڈ' اگر میں اسے اپنے وطن واپس لے جاؤں تو یہ میرا ایک بڑا کارنامہ ہوگا۔"

"صبر سے موقع کا انتظار کرتے رہو اور خود اعتمادی سے منصوبوں پر عمل کرتے رہو' مجھے یقین ہے کہ تمہیں توقعات سے زیادہ کامیابی ہوگی۔"

"ایک تو مشکل یہ ہے کہ قدم قدم پر پابندیاں ہیں۔ یہی دیکھ لو کہ میں یہاں سے ادارے کے کسی حصے میں نہیں جا سکتا جب تک جوجو نہیں چاہے گی اور مجھے کسی جگہ نہیں بلائے گی۔ میں یہاں سے کہیں نہیں جا سکوں گا۔"

اسی وقت جوجو کہیں سے آئی۔ اسے دیکھ کر بولی۔ "یہاں کیا کر رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "میں اپنے برآمدے میں کھڑا ہوا تھا۔ مسٹر جے مورگن نے مجھے مخاطب کیا تو ادھر چلا آیا۔ وہ ابھی مس ثانی کے پاس گیا ہے۔"

"کیا تم جے مورگن کو شکل سے پہچانتے ہو؟"

"نہیں۔ آج میں نے پہلی بار دیکھا ہے۔ اسی نے اپنا نام بتایا تھا۔"

وہ اپنے کوارٹر کی طرف پلٹ کر بولی۔ "میرے ساتھ آؤ۔ میں نے کھانا تیار کیا ہے۔ کھانے کے بعد ہمیں صبح تک جاگنا ہے۔ مما کے کوارٹر کے قریب ہماری ڈیوٹی ہوگی۔"

وہ جوجو کے ساتھ اس کے کوارٹر میں آ کر بولا۔ "کیا تم خود ہی پکاتی ہو؟"

"ہاں' ادارے سے بھی کھانا ملتا ہے لیکن میں مصروف رہنے کے لیے خود پکاتی کھاتی ہوں۔"

"میڈم! کیا ایک ذاتی سوال کر سکتا ہوں؟"

"ضرور' یہاں کچن میں آ جاؤ۔ میں کھانا گرم کروں گی۔ تم باتیں کرتے رہو۔"

وہ اس کے ساتھ کچن میں آ کر بولا۔ "پارس صاحب ہمیشہ ادارے سے دور رہتے ہیں کیا... آپ دونوں ازدواجی زندگی نہیں

گزارتے ہیں؟"

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ "نہیں، میں ازدواجی زندگی گزارنے کے قابل نہیں رہی۔ ایک بار اپنے پارس کے بچے کی ماں بننے والی تھی لیکن اس کے زہر نے میری کوکھ کو نقصان پہنچایا۔ ایک بڑے آپریشن سے گزرنے کے بعد مجھے یہ نئی زندگی ملی ہے۔"

"خدا آپ کو سلامتی اور خوشحالی دے لیکن شوہر کے لیے آپ کے جذبات ہوں گے کہ آپ ان کے ساتھ رہا کریں اور ان کی خدمت کریں۔"

"میں ایسے جذبات کے ساتھ رہوں گی تو پارس کے ساتھ ازدواجی وظیفہ ادا کرنا ہوگا، جو میری زندگی کے لیے خطرناک ہے۔ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق مجھے اس کے زہر سے دور رہنا چاہیے۔ اس لیے میں روحانیت کی طرف مائل ہوں۔ تنہا رہتی ہوں۔ یوں سمجھ لو کہ جس پارس کو جان سے زیادہ چاہتی ہوں اس کے لیے نامحرم ہو چکی ہوں۔"

بلیک آدم نے سوچا۔ "یہ یہاں تنہا رہتی ہے۔ پارس سے اس کی ملاقات نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا پارس اس کوارٹر میں نہیں آئے گا۔ مجھے اس کے انتظار میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔"

اس نے چور نظروں سے اپنے بائیں ہاتھ کے ناخنوں کو دیکھا بہت عرصہ پہلے اس کے پیدائشی ناخن نکال دیے گئے تھے اور نقلی ناخن اس طرح لگائے گئے تھے کہ وہ جب چاہتا انہیں ڈھکن کی طرح اٹھا کر ان کے نیچے کوئی ننھی سی چیز چھپا لیتا تھا۔ فی الوقت اس کے ناخنوں کے اندر وہ سفوف پوشیدہ تھا جسے زبان پر رکھنے اور حلق سے اتارنے کے بعد اعصابی کمزوری مسلط ہو جاتی تھی۔

اس نے اچانک ہی جوجو کی تھوڑی کے نیچے ہاتھ لے جا کر اپنی فولادی انگلیوں سے اس کے جبڑوں کو جکڑ لیا۔ گرفت اتنی سخت تھی کہ جوجو کے دیدے پھیل گئے۔ منہ سے آواز نہ نکل سکی۔ وہ ایسا فولادی شیطان تھا کہ سر کو پکڑ کر ایک جھٹکے سے گردن توڑ دیتا تھا۔ بڑے بڑے شہ زور اس کی گرفت سے نہیں نکل سکتے تھے وہ تو پھر ایک عورت تھی۔ وہ غرا کر بولا۔ "منہ کھولو۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے ایک انگوٹھے سے ایک انگلی کا ڈھکن اٹھایا۔ وہ منہ نہیں کھول رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "آخری وارننگ دیتا ہوں۔ منہ نہیں کھولو گی تو جبڑے ٹوٹ جائیں گے۔"

تکلیف کی شدت سے یہی محسوس ہو رہا تھا کہ جبڑوں کی ہڈیاں تڑخنے ہی والی ہیں۔ اس نے منہ کھول دیا۔ وہ اس کے منہ میں انگلی ڈال کر ناخن کے نیچے چھپے ہوئے پاؤڈر کو اس کے حلق تک پہنچانے لگا۔ جوجو اس کی انگلی کو دانتوں سے کاٹنے لگی۔ دانت انگلی کے گوشت میں گڑ گئے تھے۔ لہو رسنے لگا تھا۔ وہ مسکرا کر بولا۔ "کوئی بات نہیں، میرے لہو کے ساتھ اس سفوف کو گھلنے میں آسانی رہے گی۔"

وہ ذرا سی دیر میں ہی سست پڑ گئی۔ دوا حلق سے اترتے ہی کمزوری محسوس ہونے لگی تھی۔ اس کا منہ پھر کھل گیا۔ انگلی میں گڑے ہوئی دانت پھر الگ ہو گئے۔ وہ بلیک آدم کے بازوؤں میں گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ اس نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا لیا۔ کچن سے چلتا ہوا بیڈ روم میں آیا پھر اسے آرام سے لٹا دیا۔

الپا نے کہا۔ "کچن کا چولہا بجھا دو۔ اگر کسی نے تمہیں یہاں آتے نہیں دیکھا ہے تو واپس اپنے کوارٹر میں جاؤ۔ میں اس پر عمل شروع کر رہی ہوں۔"

وہ جوجو کے کوارٹر سے باہر برآمدے میں آیا۔ دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا اپنے کوارٹر میں آ گیا۔ الپا ایک گھنٹے کے اندر ہی آ گئی۔ اس سے بولی۔ "ایک بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ میں نے فرہاد علی تیمور کی بہو کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔"

وہ بولا۔ "مسز الپا! پتا نہیں وہ ابھی کھانے کے بعد کہاں جانے والی تھی اگر وہاں نہ گئی اور تنویمی نیند سوتی رہی تو اس کے تمام رشتے دار دوڑے چلے آئیں گے۔ اس کے دماغ میں گھس کر معلوم کر لیں گے کہ وہ تنویمی نیند پوری کر رہی ہے۔"

"میں نے اسے معمولہ بنا کر بہت سی معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ اب سے دو گھنٹے بعد یعنی رات کے ایک بجے تمہارے ساتھ سونیا کے کوارٹر کے قریب جائے گی۔ اس سے کچھ فاصلے پر ایک کیبن میں تمہارے ساتھ صبح تک رہے گی۔ تمہیں سیکیورٹی کے لیے ہتھیار دیے جائیں گے۔"

"یعنی وہ ایک بجے سے پہلے تنویمی نیند سے بیدار ہو جائے گی؟"

"ہاں اور ایک ایسا راز معلوم ہوا ہے، جسے سن کر تم چونک پڑو گے۔"

"مسز! تجسس میں مبتلا نہ کرو۔"

"اس ادارے میں فرہاد اور اس کے دونوں بیٹے پارس اور علی تیمور موجود نہیں ہیں۔ وہ اپنے تمام دشمنوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ یہاں تمہیں ان تینوں کی ڈمیاں نظر آئیں گی۔"

"یہ واقعی اہم معلومات ہیں اگر ہمیں معلوم نہ ہوتا تو ہم دھوکا کھا کر کسی ڈمی کو اغوا کر کے لے جاتے۔ اچھی طرح اطمینان کر لو کہیں جوجو بھی ڈمی نہ ہو۔"

"میں نے جوجو کے دماغ کی ہر گرہ کو کھول کر معلومات حاصل کی ہیں۔ اس نے تم سے جھوٹ کہا تھا کہ وہ پارس کے لیے نامحرم ہے۔ جب اس کے نکاح میں ہے تو نامحرم کیسے ہوگی۔"

"اس نے مجھ سے جھوٹ کیوں کہا تھا؟"

"اس لیے کہ یہاں ڈمی پارس رہتا ہے۔ تمہارے یا کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہوگا کہ میاں بیوی ایک ہی ادارے میں رہ کر کیوں ایک دوسرے سے دور رہتے ہیں۔ خود کو نامحرم کہہ دینے سے اس سوال کا جواب مل جاتا ہے۔"

"ہاں، اس طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ جوجو اصلی ہے۔ اس لیے ڈمی پارس اس سے دور رہتا ہے۔"

"اور یوں بھی ثابت ہوتا ہے کہ آمنہ، سونیا اور جوجو سے فرہاد اور اس کے بیٹوں کی کوئی بات چھپی نہیں رہتی ہے۔ یہ پورا خاندان ایک دوسرے کی خیریت معلوم کرتے رہنے کے لیے ایک دوسرے کے حالات سے پوری طرح باخبر رہتا ہے۔ فرہاد، پارس، علی تیمور، آمنہ، سونیا، جوجو اور سونیا ثانی جانتی ہیں کہ کون کہاں ہے اور کن معاملات سے دوچار ہو رہا ہے۔"

"پھر تو جوجو کو معلوم ہوگا کہ وہ تینوں باپ بیٹے کہاں ہیں؟"

"ہاں، علی اور ثانی پیرس کے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں ہیں۔ وہاں کے ایک بنگلے میں انہوں نے ایک عجیب و غریب شخص کو قیدی بنا رکھا ہے۔"

"عجیب و غریب شخص سے کیا مراد ہے؟"

"اس کا نام یوسف البرہان ہے۔ اسے پاشا کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ وہ حیرت انگیز غیر معمولی سماعت و بصارت کا حامل ہے۔ کسی ٹرانسمیٹر، یا ٹیلیفون یا سیٹلائٹ کے بغیر ہزاروں میل دور ہونے والی گفتگو سن لیتا ہے۔"

"یہ تو بچگانہ سی بات ہے۔ کیا عقل اسے تسلیم کر سکتی ہے؟"

"موجودہ سائنسی ترقی کے دور میں کوئی بات ناممکن اور حیرت انگیز نہیں رہی۔ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ آج جو بات حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین ہوگی، وہ کل صرف قابلِ یقین ہی نہیں، قابلِ عمل اور معمولی سی ہو کر رہ جائے گی۔ وہ پاشا رات کی گہری تاریکی میں بلی اور چیتے کی طرح صاف طور سے دیکھ لیتا ہے۔ دماغ ایسا فولادی ہے کہ ٹیلی پیتھی کے زلزلے اس پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ جسمانی قوت میں تمہاری طرح ناقابلِ تسخیر ہے۔"

"پھر تو ایسے شخص کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ مائی مسز الپا! میں اس شخص کو، کیا نام بتایا تھا اس کا؟ ہاں پاشا، میں پاشا کو ضرور اپنا قیدی اور تابعدار بناؤں گا۔"

"پاشا کل شام چھ بجے تک ہیڈ کوارٹر والے بنگلے میں رہے گا پھر سات بجے فرانس کے ایک خصوصی طیارے میں صومالیہ کے شہر بیضابہ جائے گا۔ اس نے حیرت انگیز سماعت و بصارت اور غیر معمولی دماغی و جسمانی قوتوں کے لیے جو ادویات استعمال کی ہیں، ان سب کے فارمولے کئی کاغذات میں لکھ کر صومالیہ کے ایک جنگل میں چھپا دیے ہیں۔ شہر بیضابہ میں پارس اور ٹیلی پیتھی جاننے والی باربرا اس کا انتظار کریں گے پھر وہ تینوں وہاں سے اس جنگل کی طرف جائیں گے۔"

"جنگل میں وہ کہاں جائیں گے؟ وہاں کوئی مخصوص جگہ ہوگی، جہاں پاشا نے ان فارمولوں کو چھپایا ہے؟"

"میں نے معلوم کرنا چاہا لیکن جوجو اس سے زیادہ نہیں جانتی ہے۔"

"تم جتنا معلوم کر چکی ہو، اتنا ہی بہت ہے۔ بڑے بھائی برین آدم کو پاشا کے متعلق فوراً بتاؤ۔ برادر برین آدم ذہانت میں یکتا ہے۔ وہ فارمولے حاصل کرنے کے لیے زبردست پلاننگ کرے گا۔"

"میں جا رہی ہوں تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"

اس نے بلیک آدم کے دماغ سے نکل کر بڑے بھائی برین آدم کے دماغ پر دستک دی۔ کوڈ ورڈز ادا کیے۔ اس نے کہا۔ "ہاں بولو مسز! کوئی خوشخبری ہے؟"

"جی ہاں، میں نے فرہاد علی تیمور کی بہو یعنی پارس کی بیوی جوجو کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔"

"تم خوش کر رہی ہو لیکن ایسی خوشیوں کے پیچھے فرہاد کی چالاکیاں چھپی ہوتی ہیں۔"

"میں نے ہر پہلو سے اطمینان کیا ہے۔ ان کے چند ایسے راز ہیں، جو فرہاد کے بیٹوں اور بہوؤں کو یا پھر آمنہ اور سونیا کو معلوم ہوتے ہیں۔ وہ راز میری معمولہ جوجو کو معلوم ہیں یوں ثابت ہوتا ہے کہ وہ اصلی جوجو ہے۔"

"وہ راز کیا ہیں؟"

"پہلے راز کی بات یہ ہے کہ فرہاد، اس کے دونوں بیٹے اور سونیا ثانی ادارے میں موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے دشمنوں کو دھوکا دینے کے لیے وہاں اپنی اپنی ڈمی رکھی ہے۔"

"پھر تو وہ زبردست مکاری دکھا رہے ہیں۔ ہم تو دھوکے سے بچ گئے۔ سپر ماسٹر وغیرہ کے ماتحت ضرور کسی ڈمی کو وہاں سے اغوا کر کے لے جائیں گے پھر بعد میں اپنا سر پیٹیں گے۔ تم نے بہت اہم معلومات حاصل کی ہیں۔ کوئی اور راز معلوم ہوا ہے؟"

وہ پاشا اور اس کی حیرت انگیز صلاحیتوں اور خفیہ فارمولوں کے متعلق بتانے لگی۔ برین آدم خوشی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا۔ "الپا! تم ہماری بہت ہی پیاری بہن ہو۔ تم نے پاشا جیسے انسان کو دریافت کر کے کمال کر دکھایا ہے۔ اب میں فرہاد اور اس کے بیٹوں کو دکھاؤں گا کہ ذہانت کسے کہتے ہیں۔ وہ فارمولے یہاں میرے پاس آئیں گے۔ تم جاؤ اور برادر بلیک آدم کے ساتھ رہو۔ برادر سے کہو، جوجو کے بعد وہاں اور کوئی تگڑا شکار نہیں ہے۔ وہ کل تک وہاں سے نکل جائے۔ ہمارے ملک کا طیارہ پیرس سے دوپہر کو پرواز کرتا ہے۔ اس کے لیے ایک سیٹ ریزرو رہے گی۔ وہ وہاں سے قاہرہ پہنچے گا۔ قاہرہ سے ہمارا ایک ہیلی کاپٹر اسے صومالیہ پہنچا دے گا۔"

"برادر! میں نے جوجو کے دماغ سے یہ معلوم کیا تھا کہ کل چار بجے سلمان اپنی بیوی سلطانہ کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے ذریعے پیرس جائے گا۔ میں نے جوجو کو حکم دیا ہے کہ وہ سلمان کے ساتھ پیرس جائے اور برادر بلیک آدم کو بھی لے جائے۔ اس طرح برادر چار

بجے کے بعد ہی پیرس پہنچے گا۔ آپ ایسے انتظامات کریں کہ جوجو کو فوراً تل ابیب لا کر اس کا برین واش کیا جا سکے اور برادر کو صومالیہ پہنچایا جا سکے۔"

"میں یہی کروں گا تم برادر کے پاس جاؤ۔"

وہ بلیک آدم کے پاس آگئی۔ جوجو بارہ بجے تنویمی نیند سے بیدار ہو گئی تنویمی عمل کے مطابق وہ بھول گئی تھی کہ بلیک آدم نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی اور اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔ اس نے بیدار ہو کر منہ ہاتھ دھویا۔ بلیک آدم کھانا گرم کر کے لے آیا پھر اس کے ساتھ کھاتے ہوئے بولا۔ "میڈم! آپ دو گھنٹے تک گہری نیند سوتی رہیں۔ میں بور ہوتا رہا۔"

وہ بولی۔ "میں بے وقت نہیں سوتی چونکہ صبح تک جاگنا ہے اس لیے تھوڑی نیند پوری کی ہے۔"

وہ کھانے کے بعد ڈیوٹی کے لیے ایک کیبن میں آگئے۔ وہاں بلیک آدم کو ایک شاٹ گن اور ایک کلاشنکوف دی گئی۔ جوجو نے کہا۔ "تم یہاں چوکس رہو' میں مما سے مل کر آتی ہوں۔"

سونیا کا کوارٹر کوئی پندرہ گز کے فاصلے پر تھا۔ اس کے برآمدے پر دو مسلح جوان تھے' چار مسلح لیڈی گارڈز تھیں۔ ایک نے پوچھا۔ "کوڈ ورڈز پلیز؟"

جوجو باہر کھڑے ہوئے مسلح گارڈز کو کوڈ ورڈز سنانا نہیں چاہتی تھی اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس لیڈی گارڈ کے دماغ میں کوڈ ورڈز ادا کیے۔ دروازہ کھل گیا۔ وہاں بڑی رازداری سے کام لیا جا رہا تھا۔ بڑا سخت پہرا تھا اس کے باوجود الپا' جوجو کے دماغ میں رہ کر سونیا کی خواب گاہ تک پہنچ گئی۔

خواب گاہ میں ایک آرام دہ بستر تھا۔ بستر کے دونوں طرف بچوں کا ایک ایک پالنا تھا۔ وہ دونوں پالنے خالی تھے یعنی بچے وہاں نہیں تھے اور بستر پر ان کی ماں بھی نہیں تھی۔ ایک میز کرسی کے پاس ایک مسلح لیڈی گارڈ بیٹھی ہوئی تھی۔ جوجو کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی' فوجی انداز میں اسے سیلوٹ کیا۔ جوجو نے پوچھا۔ "مما اور بچے کہاں ہیں؟"

"میڈم! پتا نہیں مادام سونیا اپنے بچوں کے ساتھ کہاں منتقل ہو گئی ہیں۔"

"اگر وہ کہیں منتقل ہو گئی ہیں تو اتنی سخت پہرے داری کیوں ہے؟"

"اس لیے ہے۔" لیڈی گارڈ نے یہ کہتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے ریکارڈر کا بٹن دبایا چند سیکنڈ کے بعد بچے کے رونے کی آواز سنائی دی پھر سونیا کی آواز ابھری۔ وہ پیار سے پچکارتی ہوئی کہہ رہی تھی "ارے رے' میرے ننھے بیٹے کو کیا ہو گیا ہے۔ تم تو میرے کبریا شہزادے ہو۔ ارے واہ' نام لیتے ہی میرا بیٹا مسکرانے لگا اور میری شہزادی اعلیٰ بی بی! تم کیوں خاموش ہو؟ اللہ اللہ! چہرے پر ایسی سنجیدگی جیسے کسی مسئلے کو حل کر رہی ہو۔ میری جان! ابھی مسائل حل کرنے کے لیے ماں زندہ ہے۔ یہ تمہارے ہنسنے کھیلنے کی عمر ہے۔ چلو ہنسو' مسکراؤ۔"

ایک ننھی سی بچی کی ہنسی سنائی دینے لگی۔ سونیا کہہ رہی تھی۔ "ہاں' ہاں' شاباش۔"

جوجو نے پوچھا۔ "یہ سب کیا ہے؟"

لیڈی گارڈ نے ٹیپ ریکارڈر کو بند کرتے ہوئے کہا۔ "اس ریکارڈ کی آواز باہر تک جاتی ہے۔ باہر دوست ہوں یا دشمن' یہی سمجھیں گے کہ مادام اپنے دونوں بچوں کے ساتھ یہاں موجود ہیں۔ کوارٹر کے اندر اور باہر اتنا سخت پہرا دیکھ کر پوری طرح ان کی موجودگی کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ آپ بھی یہی سمجھ کر ان سے ملنے آئی ہیں۔"

الپا نے جوجو کی سوچ میں کہا۔ "مجھے مما سے رابطہ کرنا چاہیے۔"

جوجو ایک کرسی پر بیٹھ گئی پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے سونیا کے پاس آئی۔ سونیا نے کوڈ ورڈز سن کر کہا۔ "اچھا تو میری جوجو میرے کوارٹر میں پہنچی ہوئی ہے۔"

"مما! آپ اچانک بچوں کو لے کر کہاں روپوش ہو گئی ہیں؟"

"بیٹی! میرے اندر رہ کر مجھے اور دونوں بچوں کو دیکھو۔ ہم تینوں بخیریت ہیں۔"

"کیا آپ یہاں خطرہ محسوس کر رہی تھیں؟"

"جہاں زیادہ سخت پہرا ہوتا ہے' وہاں زیادہ خطرات کی گنجائش ہوتی ہے۔ میں ایسی جگہ ہوں' جہاں میری حفاظت کے لیے ایک بھی ہتھیار اور ایک بھی پہرے دار نہیں ہے۔"

"یہ کون سی جگہ ہے مما؟"

"جوجو' میری جان! یہ نہ پوچھو اور یقین کرو تمہارے پاپا کو' پارس اور علی کو' کسی کو بھی اس جگہ کا علم نہیں ہے۔"

"کیا پاپا پوچھیں گے تو انہیں بھی یہ ٹھکانا نہیں بتائیں گی؟"

"یہ وہ جگہ ہے' جہاں بابا فرید واسطی صاحب اپنی زندگی میں عبادت اور ریاضت کے لیے آتے تھے۔ دنیا والوں سے روپوش ہو کر ایک مخصوص مدت تک یہاں قیام کرتے تھے پھر اپنے قائم کردہ ادارے میں پہنچ جاتے تھے۔ انہوں نے تاکید کی تھی کہ میں بھی اس مقام کی نشاندہی نہ کروں۔ میں بابا صاحب کی ہدایات پر عمل کر رہی ہوں۔"

"جب آپ دونوں بچوں کے ساتھ ہر طرح سے محفوظ ہیں تو پھر خالی کوارٹر کے اندر اور باہر اتنے سخت حفاظتی انتظامات کیوں کیے گئے ہیں؟"

"تم جانتی ہو' ہمارے دشمن کمزور' کمتر اور نادان نہیں ہیں۔ وہ بھی طاقت' ذہانت اور وسیع ذرائع رکھتے ہیں۔ وہ اتنے سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود میرے کوارٹر تک پہنچیں گے یا ہمارے کسی اہم فرد کو اغوا کرنے کی کوششیں کریں گے۔ ایسا ادارے میں ایک بار ہو چکا ہے۔ آمنہ فرہاد کو سپر ماسٹر نے اور تمہیں ماسک مین نے اغوا کیا تھا۔ ہم اسی کوشش میں ہیں کہ اس بار ایسا نہ ہو۔ اب جاؤ' اپنی ڈیوٹی پر صبح تک رہ کر دشمنوں کو یقین دلاؤ کہ تمہاری مما اپنے بچوں کے ساتھ اسی کوارٹر میں ہے۔ صبح تک دو چار دشمن ضرور بے نقاب ہوں گے۔"

جوجو دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ الپا نے بڑے بھائی برین آدم کے پاس آ کر کہا۔ "پورا خاندان بڑا زبردست چالباز ہے۔ انہوں نے ایک خالی تجوری کے اطراف پوری فوج کا پہرا لگا دیا ہے۔ ساری دنیا میں ایسا تہلکہ مچایا ہے جیسے اس تجوری میں دنیا کا بیش بہا خزانہ موجود ہے۔ اب چوری کرنے والے آئیں اور خزانہ چرا کر لے جائیں۔ مائی بگ برادر! اس ادارے میں سونیا اور اس کے بچے نہیں ہیں۔ ہم سب کو الو بنایا جا رہا ہے۔"

"کیا کہہ رہی ہو سسٹر؟"

الپا نے اسے بتایا کہ وہ جوجو کے اندر رہ کر سونیا کے خالی کوارٹر میں گئی تھی پھر جوجو کی خیال خوانی کے ذریعے سونیا اور اس کے بچوں کے پاس پہنچی تھی۔ وہ اپنے بچوں کے ساتھ کسی ایسی پناہ گاہ میں ہے' جس کا تعلق ماضی میں بابا فرید واسطی مرحوم سے رہا تھا اور اس مقام کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔"

برین آدم نے کہا۔ "سسٹر! تم نے جوجو کے دماغ پر قبضہ جما کر یہ بیش قیمت معلومات حاصل کی ہیں اگر اسے اپنی معمولہ نہ بناتیں تو واقعی ہم الو بنتے رہتے۔ بے شک میں ان کی ذہانت کا معترف ہوں مگر ہم اپنے معاملات میں ان کی ذہانت سے کترا کر کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ اب دانشمندی یہی ہے کہ جوجو کو کسی طرح فوراً وہاں سے نکال کر لاؤ۔"

"وہ تو اسی وقت نکلے گی' جب سلمان یہاں سے روانہ ہو گا۔ میں برادر کے پاس جا رہی ہوں۔"

وہ بلیک آدم کے پاس آئی۔ جوجو اس کے پاس کیبن میں آگئی تھی لیکن اسے سونیا اور بچوں کی عدم موجودگی کے متعلق نہیں بتایا تھا الپا نے اس سے کہا۔ "برادر! یہ صرف نمائشی پہرے داری ہے۔ سونیا اور بچے اس ادارے سے کسی دوسری جگہ منتقل ہو چکے ہیں۔"

وہ بولا۔ "لیکن سسٹر! چند منٹ پہلے میں نے بچوں کے رونے کی آواز سنی ہے۔ کوئی عورت انہیں محبت سے پچکار رہی تھی' کچھ بول بھی رہی تھی۔ شاید وہ سونیا ہو گی۔"

"یہ سب ڈراما ہے۔ برادر! ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے ایسی آوازیں کبھی کبھی باہر نشر کی جا رہی ہیں۔ تم یہاں ڈیوٹی پر رہو۔ میں جوجو کو یہاں سے لے جا رہی ہوں۔ ذرا آس پاس کے حالات معلوم کروں گی۔"

جوجو کو کیبن میں رہنا چاہیے تھا لیکن وہ الپا کی مرضی کے مطابق کیبن سے باہر آگئی پھر ٹہلنے کے انداز میں مختلف کوارٹروں کے درمیان سے گزرنے لگی۔ اسٹریٹ کے ہر موڑ پر مسلح گارڈز موجود تھے۔ اسے دیکھ کر سیلوٹ کرتے تھے۔ ایک اسٹریٹ کے موڑ پر ایک مسلح گارڈ نے کہا۔ "میڈم! میں بڑی دیر سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔"

اس نے پوچھا۔ "کیوں انتظار کر رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "میری جیب میں سائلنسر لگا ہوا ریوالور ہے اور تم نشانے پر ہو۔ ذرا بھی میرے خلاف آواز نکالو گی' میں گرفتار ہونے سے پہلے تمہیں گولی مار دوں گا۔"

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "تم کون ہو؟ کیا چاہتے ہو؟"

"اپنے کوارٹر میں چلو' پھر بتاؤں گا۔ کم آن' تیزی سے چلو۔"

وہ ایک سمت گھوم کر چلنے لگی۔ الپا نے بلیک آدم کے پاس آ کر کہا۔ "کوئی جوجو کو ٹریپ کرنا چاہتا ہے' اسے ریوالور کی زد پر اس کے کوارٹر لے جا رہا ہے۔ فوراً ادھر جاؤ۔"

وہ پھر جوجو کے پاس آگئی۔ اسے دھمکی دینے والا اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ اپنے کوارٹر کے برآمدے میں آئی پھر چابی سے دروازے کا لاک کھول کر اندر قدم رکھتے ہوئے بولی۔ "مسٹر اجنبی! تم میری جان لے کر کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟"

"میں تمہاری جان نہیں لوں گا۔ مجھے صرف تمہارے دماغ کی ضرورت ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس دماغ کی بہت ضرورت ہے' اگر تم مجھے اپنے دماغ کے اندر آنے نہیں دو گی اور میرے تنویمی عمل کو ناکام بناؤ گی تو مجبور ہو کر تمہیں گولی مار دوں گا۔"

جوجو نے پوچھا۔ "کیا تم بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

"ہاں' میں سپر ماسٹر کا رائٹ ہینڈ ہوں۔ یہاں شام سے انتظار میں تھا کہ تمہارے پاس پارس آئے گا تو تم دونوں کو بیک وقت ٹریپ کروں گا لیکن بات کیا ہے؟ وہ تمہارا شوہر ہو کر تمہارے پاس کیوں نہیں آتا ہے؟"

"اس لیے کہ ہمارے درمیان علیحدگی ہو چکی ہے۔ میں اس کے لیے نامحرم ہوں۔"

"چلو اچھا ہے کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان نہیں آئے گا۔ چلو بستر پر لیٹ جاؤ۔" جوجو نے بے بسی سے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ بولا۔ "ادھر کیا دیکھ رہی ہو۔ کوئی تمہاری مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ ویسے مجھے دروازہ بند کر دینا چاہیے۔"

وہ پلٹ کر دروازے کے پاس آیا۔ اسی وقت منہ پر ایسا گھونسا پڑا جیسے ہتھوڑا پڑا ہو۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے جا کر گرا۔ اٹھنا چاہا تو سر چکرا گیا۔ بڑا زبردست گھونسا تھا۔ سامنے کے دانت ہل گئے تھے۔ زبان زخمی ہو گئی تھی۔ منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔ بلیک آدم نے کمرے میں آ کر اس پر جھک کر اس کی جیب سے ریوالور نکالا' اسے ایک طرف پھینکا پھر اجنبی کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر بستر پر پھینک دیا۔ الپا نے کہا۔ "بس اتنا ہی کافی ہے۔ مجھے اس کے دماغ میں جگہ مل رہی ہے۔ تم جوجو کے ساتھ ڈیوٹی پر جاؤ۔"

جوجو نے بلیک آدم کے ساتھ کوارٹر سے باہر آکر دروازے کو لاک کر دیا۔ پھر اس کے ساتھ ڈیوٹی پر چلی گئی۔ وہ اجنبی متقل کوارٹر کے اندر بستر پر پڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ وہ کیسا فولادی انسان تھا' جس نے ایک ہی گھونسے میں میرے چودہ طبق روشن کر دیے تھے۔ وہ تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے اٹھنا چاہتا تھا مگر اٹھ نہ سکا۔ تکلیف ایسی بھی نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر بستر پر بیٹھ نہ سکتا۔ دوسری بار وہ ذرا سا اٹھا پھر تکیے پر سر آگیا۔ وہ چاروں شانے چت ہو گیا۔ اس نے پریشان ہو کر خلا میں تکتے ہوئے سوچا۔ "یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

الپا نے کہا۔ "تمہیں ٹیلی پیتھی کی مار پڑ رہی ہے۔"

اس نے گھبرا کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ تڑپ کر کہا۔ "نہیں' میرے اندر کوئی نہیں آسکتا۔ میں سانس روک لیتا ہوں۔ چلے جاؤ۔ یہاں سے چلے جاؤ۔"

اس نے سانس روکنے کی کوشش کی۔ الپا نے اس کی کوشش ناکام بنا کر کہا۔ "میں تمہارے اندر ہوں۔ اب زبان سے کچھ نہ بولنا۔ باہر آواز جائے گی۔ بولو گے تو دماغ میں زلزلہ پیدا کر دوں گی۔"

وہ سوچ کے ذریعے بولا۔ "نہیں' میں چپ رہوں گا۔ تم کون ہو' مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"وہی جو تم جوجو سے چاہتے تھے۔ وہ تمہاری معمولہ نہ بن سکی۔ تم میرے معمول اور تابعدار بن جاؤ۔"

وہ انکار کرنے لگا۔ الپا نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو سختی سے بند کر دیا۔ وہ شدید ذہنی اذیتوں میں مبتلا ہو کر تڑپتا ہوا بستر سے نیچے فرش پر گر پڑا۔ منہ کھول کر حلق پھاڑ کر چیخنا چاہتا تھا لیکن الپا اسے منہ کھولنے نہیں دے رہی تھی۔ وہ تھوڑی دیر ماہیِ بے آب کی طرح تڑپنے کے بعد تھک کر ست پڑنے لگا۔ وہ بولی۔ "کسی حیل و حجت کے بغیر میرے احکامات کی تکمیل کرتے رہو۔ اٹھو اور بستر پر آرام سے لیٹ جاؤ۔"

وہ تکلیف اور کمزوری سے تھرتھراتے ہوئے فرش پر سے اٹھا پھر بستر پر لیٹ گیا۔ الپا اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ اس کا نام ٹیری ہارٹ تھا۔ ٹرانسفارمر مشین کی پیداوار تھا۔ واشنگٹن میں رہ کر اس نے کئی چھوٹے بڑے کارنامے انجام دیے تھے۔ سپر ماسٹر اور دیگر حکام کو اس سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ وہ اچھا فائٹر نہیں تھا مگر چالاک اور معاملہ فہم تھا۔ سپر ماسٹر اسے اپنا دستِ راست کہتا تھا اس کا خیال تھا کہ ٹیری ہارٹ ایسے ہی کارنامے انجام دیتا رہا تو ایک دن جان لبوڈا اور سپر مادام سلوانہ کی طرح زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والا کہلائے گا۔

پھر سپر ماسٹر نے کہا۔ "ٹیری! اب تمہاری بہت بڑی آزمائش ہے۔ تمہیں شیر کے منہ سے لقمہ چھین کر لانا ہو گا۔"

وہ بولا۔ "آپ کام بتائیں۔ کسی شیر سے نہ ڈرائیں۔"

"بابا صاحب کے ادارے میں فرہاد کا پورا خاندان جمع ہوا ہے۔ اس کے فیملی ممبرز میں سے کسی خیال خوانی کرنے والے والی کو اغوا کرنا ہے اور کسی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا ہے۔"

ٹیری ہارٹ نے کہا۔ "مجھے یاد ہے' اب سے کئی برس پہلے ادارے میں ایسا ہی ایک اجتماع ہوا تھا اور ہمارے آدمی رسونتی اغوا کر کے یہاں لے آئے تھے۔ مجھے بھی یہی موقع مل جائے تو ضرور فائدہ اٹھانے کے لیے وہاں جاؤں گا۔"

"نہیں ٹیری! خود وہاں نہ جانا۔ پکڑے گئے تو ہم تم سے محروم ہو جائیں گے۔"

"ماسٹر! میرا وہاں جانا ضروری ہے۔ ایسا موقع بار بار نہیں آتا۔ بابا صاحب کا ادارہ فولادی قلعہ کہلاتا ہے۔ میں اس ادارے کی جڑوں میں گھس جاؤں گا۔"

"بڑے بڑے دعوے کرنے سے کامیابی مشکوک ہو جاتی ہے۔ تم سے پہلے سیکڑوں ان کے سامنے گئے اور خاک ہو گئے۔"

"اور ہم میں ایسے بھی تھے' جنھوں نے فرہاد کو گولی مار کر موت کے منہ میں پہنچایا۔ رسونتی کو نیم پاگل بنایا اور اعلیٰ بی بی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مائی ماسٹر! جو لوگ مقابلے سے پہلے دشمنوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں' انھیں بعد میں ذلت آمیز شکست ملتی ہے۔ میں اس ادارے کو اندر سے اچھی طرح دیکھنا اور اس کے مختلف شعبوں کو تباہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے ایک بار جانے دیں' میں وہاں سے زندہ سلامت لوٹ آؤں گا۔"

"نہیں' میں اجازت نہیں دوں گا۔ ہمارے حکام بھی راضی نہیں ہوں گے۔"

"آپ لوگ برسوں سے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حفاظت کرنے میں ناکام ہوتے آرہے ہیں۔ دشمنوں نے جب چاہا ٹرانسفارمر مشین سے پیدا ہونے والوں کو اغوا کر لیا یا جان سے مار ڈالا۔ یوں درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنے کے باوجود یہاں صرف دو باقی رہ گئے ہیں۔ ایک میں ہوں دوسرا دکی ہے۔ آپ ہم دونوں کو زمین کی تہ میں چھپا دیں۔ فرہاد یا اسرائیلی یہودی ہمارے پیچھے پڑیں گے تو زمین کھود کر ہمیں نکال لیں گے اور آپ ہمیں آزادی سے کام کرنے دیں گے تو ہم دشمنوں کو زمین میں گاڑ دیں گے۔"

"میں تمہارے دلیرانہ جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن تم یہاں سے خیال خوانی کے ذریعے اس ادارے میں پہنچو گے اور اپنے آلۂ کاروں کو منصوبوں کے مطابق استعمال کرو گے۔"

"سوری' میں کمتر اور بزدل بن کر کام نہیں کروں گا۔"

"ٹیری! ہوش میں ہو؟ انکار کی سزا جانتے ہو؟"

"جانتا ہوں لیکن مجھے سزائے موت نہیں ہوگی۔ نہ ہی میرے ذہن سے ٹیلی پیتھی کو واش کیا جائے گا کیوں کہ ہم دو ہی ہیں۔ آپ ہم سے محروم ہونا پسند نہیں کریں گے۔"

"اچھا تو تم ٹرانسفارمر مشین کی خرابی سے فائدہ اٹھا رہے ہو اور باغیانہ انداز اختیار کر رہے ہو؟"

"اگر باغی ہوتا تو بڑی آسانی سے فریب دے کر اس ملک سے چلا جاتا۔ میری خیال خوانی کے آگے کوئی دیوار کھڑی نہیں رہ سکے گی۔"

"اچھی بات ہے۔ میں تم سے بعد میں باتیں کروں گا۔"

سپر ماسٹر نے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران سے رابطہ کیا اور انہیں بتایا کہ ٹیری ہارٹ حکم عدولی کر رہا ہے۔ اس کے انداز سے بغاوت ظاہر ہو رہی ہے۔ سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ایک باغی خیال خوانی کرنے والے پر بھروسا کرنے کی نادانی مہنگی پڑے گی۔ اسے گولی مار دینا بہتر ہے۔ وہ زندہ رہا تو دشمنوں سے جا ملے گا یا پھر ان کے ہتھے چڑھ جائے گا۔ یہ بات زیادہ نقصان دہ ثابت ہو گی۔

اعلیٰ فوجی افسران کے حکم سے ٹیری ہارٹ کی رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ چند یوگا جاننے والے فوجی جوانوں نے اسے ہتھکڑی پہنا دی تاکہ ٹیری ہارٹ ان جوانوں کے دماغوں سے کھیل کر فرار نہ ہو سکے لیکن اس نے ہتھکڑی پہن کر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "وہ تو فرار ہو چکا ہے۔ مجھے لے جا رہے ہو۔ میں تو اس کی ڈمی ہوں۔"

بعد میں وہ ڈمی ثابت ہوا۔ اس نے کہا۔ "میں نے سونیا ثانی سے یہ گر سیکھا ہے۔ وہ اپنی خفیہ رہائش گاہ میں خود نہیں رہتی تھی' اپنی ڈمی کو رکھتی تھی۔ آپ حضرات اسے گرفتار کرنے آئے تو اس کے سائے کو بھی نہ پکڑ سکے۔ آج میں نے وہی گر آزمایا ہے میں یہاں سے نکل چکا ہوں۔ اب لکیر پیٹتے رہو۔"

وہ وہاں سے نکل کر پیرس آیا تھا پھر بابا صاحب کے ادارے کے قریب اس علاقے میں پہنچا' جہاں سپر ماسٹر کے جاسوس کسی نہ کسی بھیس میں چھپے رہتے تھے۔ وہ ایسے ایک جاسوس کو پہلے ہی سپر ماسٹر کے ذریعے جانتا تھا اس کے دماغ میں رہ کر معلوم کیا کہ جاسوس نے ادارے سے متعلق کیا کچھ معلوم کیا ہے۔

یوں تو بہت سی معلومات کا پتا چلا لیکن یہ معلومات اس کی مرضی کے مطابق تھی کہ روزانہ گوشت اور سبزیوں سے لدے ہوئے ٹرک ادارے کے اندر صبح جاتے تھے اور شام کو واپس آتے تھے۔ اس نے ایک ٹرک ڈرائیور کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر حکم دیا کہ وہ چوبیس گھنٹوں تک اپنی رہائش گاہ میں چھپا رہے گا۔ ڈرائیور نے حکم کی تعمیل کی۔ ٹیری اس کی جگہ ٹرک ڈرائیو کرتا ہوا ادارے میں داخل ہو گیا۔ ٹرک کو ایک خاص جگہ روک کر خالی کیا جاتا تھا۔ ٹیری نے اس ٹرک میں ایک بڑی خرابی پیدا کر دی تاکہ وہ زیادہ دیر تک ادارے کے اندر رہ سکے۔ خیال تھا کہ وہ کامیاب ہو کر واپس جائے گا۔

دو گھنٹے بعد ہی ایک مسلح گارڈ کے ہتھے چڑھ گیا۔ اس نے چور خیالات پڑھ کر ضروری معلومات حاصل کیں پتا چلا کہ پوپی اور فرہاد وہاں ایک کوارٹر میں رہتے ہیں۔ وہ گارڈ ان کا تابعدار ہے۔ ٹیری' فرہاد کے قریب سے بھی گزرنا نہیں چاہتا تھا۔ مجھ سے ٹکرانے والوں اور ناکام ہونے والوں کے نام اسے یاد تھے۔ وہ کسی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو شکار کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے فرہاد اور پوپی کے گارڈ سے دور ہی رہا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ ڈمی فرہاد سے خوفزدہ ہو رہا ہے۔ اس نے صرف اتنا فائدہ اٹھایا کہ اس گارڈ سے ایک ریوالور حاصل کر لیا۔

دوپہر کو پتا چلا کہ ٹرک کو روک دیا گیا ہے تاکہ وہ ادارے کا کچھ سامان لے کر پیرس جائے یوں اسے صبح تک شکار کھیلنے کا موقع مل گیا تھا اور وہ شکار کھیلتے کھیلتے جوجو کے کوارٹر میں آکر الپا کے سامنے بے بسی کے عالم میں اس کا معمول اور تابعدار بن رہا تھا۔

الپا نے کہا۔ "ٹیری ہارٹ! تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گے اور کسی دوسرے کی بھی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرو گے۔"

ٹیری ہارٹ نے حکم کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ وہ بولی۔ "تم صبح ٹرک لے کر پیرس جاؤ گے' وہاں تم ڈالمن اسٹریٹ کے سینا گوگ میں جاؤ گے اور ہمارے ربّی سے ملاقات کرو گے۔"

وہ بولا۔ "میں کل پیرس جاؤں گا اور آپ کے ربّی سے ملاقات کروں گا۔"

"اب تم ایک گھنٹے تک سوتے رہو گے پھر بیدار ہونے کے بعد اپنے ٹرک کے پاس چلے جاؤ گے اور کسی دوسری جگہ نہیں بھٹکو گے۔"

اس نے پھر حکم کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ وہ بولی۔ "سو جاؤ۔"

دوسرے ہی لمحے وہ نیند میں ڈوب گیا۔ الپا نے بڑے بھائی برین آدم کے پاس آکر کہا۔ "پھر ایک خوشخبری سنانے آئی ہوں۔"

"سسٹر! تم چھ بھائیوں کی جان ہو اور ہمارے لیے باعثِ افتخار ہو' خوشخبری سناؤ۔"

"میں نے سپر ماسٹر کے ایک خیال خوانی کرنے والے ٹیری ہارٹ کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔"

"تم سلامت رہو ہزار برس۔ تم نے تو کمال کر دیا ہے۔"

وہ ٹیری ہارٹ کے متعلق بتانے لگی کہ اسے کس طرح ٹریپ کیا ہے پھر وہ بولی۔ "کل ٹیری' پیرس کے سینا گوگ میں جائے گا اور ربّی داؤد سے ملاقات کرے گا۔ اسی طرح جوجو کل شام کو پانچ بجے تک وہاں پہنچے گی۔ آپ ان دونوں کو فوراً تل ابیب لے آنے انتظامات کریں اور ربّی داؤد کو بھی اس کی ڈیوٹی سمجھا دیں۔"

"یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ تم اطمینان سے جاؤ اور برادر کے ساتھ رہو۔"

وہ بلیک آدم کے پاس آگئی۔ ایک گھنٹے بعد جوجو نے الپا کی مرضی کے مطابق اپنے کوارٹر کا دروازہ کھولا۔ ٹیری ہارٹ وہاں سے نکل کر ادارے کے اس حصے میں چلا گیا جہاں اس کا ٹرک کھڑا ہوا

تھا۔

رات کے تین بجے دو جاسوس سونیا کے کوارٹر تک جاتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ وہ دونوں ادارے کے سیکیورٹی گارڈز کی وردی میں تھے۔ گرفتاریوں سے پہلے انہوں نے فائرنگ کی۔ وہاں سے فرار ہونا چاہا لیکن زخمی ہو کر گر پڑے۔ سلمان نے ان کے خیالات پڑھے اور بتایا کہ دونوں کا تعلق سپر ماسٹر سے ہے۔ انہوں نے اعتراف نہیں کیا۔ سلمان نے کہا۔ "ان کے اندر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے' وہ انہیں اعتراف کرنے سے روک رہا ہے لیکن وہ مجھے ان کے چور خیالات پڑھنے سے نہیں روک پا رہا ہے۔"

سلمان نے معلوم کیا کہ سپر ماسٹر کے پاس دو ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیری ہارٹ باغی ہو کر کہیں روپوش ہو گیا ہے۔ دوسرے کا نام وکی سول ہے جو ان جاسوسوں کی مدد کے لیے ان کے اندر موجود تھا اور یہ الزام نہیں اٹھانا چاہتا تھا کہ سپر ماسٹر نے سونیا اور بچوں کو نقصان پہنچانے کے لیے انہیں ادارے کے اندر بھیجا ہے۔ ان دونوں جاسوسوں کو ادارے سے باہر لے جا کر فرانسیسی پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔

ہیڈ کوارٹر کے بنگلے میں ثانی اور علی سو رہے تھے۔ پاشا جاگ رہا تھا۔ اسی نے سونیا کے کوارٹر کی قریب قدموں کی آہٹیں سنی تھیں پھر وہاں کے جتنے گارڈز کی آوازیں سن چکا تھا ان میں سے ایک گارڈ کے کراہنے کی آواز سنائی دی تھی۔ پاشا نے ثانی کو جگا کر کہا۔ "میڈم سونیا کے قریب خطرہ ہے۔"

ثانی نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے سلمان کو خطرے سے آگاہ کیا۔ ایسے ہی انتظامات اور ہوشیاری کے باعث وہ دونوں جاسوس گرفتار ہوئے تھے۔

وہ رات گزر گئی۔ میں نے ادارے میں چوبیس گھنٹے گزارنے کا اعلان کیا تھا۔ اس میں سے بارہ گھنٹے گزر گئے تھے۔ اس عرصہ میں صرف دو دشمن جاسوس گرفتار ہوئے تھے۔ ہم میں سے کسی کو جوجو پر شبہ نہیں ہوا تھا کہ وہ کسی کی معمول بن چکی ہے۔ الپا اور بلیک آدم بڑی ہوشیاری اور... اعتماد سے ہمیں دھوکا دے رہے تھے۔

دوسری صبح ٹیری ہارٹ ٹرک ڈرائیو کرتا ہوا دن کے گیارہ بجے پیرس پہنچا۔ ٹرک کو اس کی مقررہ جگہ پہنچا کر سینا گوج کے ربی داؤد کے پاس آگیا۔ ربی نے اسے ایک تہ خانے میں پہنچا دیا۔ اب اسے جوجو کا انتظار تھا وہ شام کو پانچ بجے تک آنے والی تھی۔

شام کے چار بجے پاشا کے لیے ایک خصوصی طیارہ ائرفورس کے رن وے پر تیار تھا۔ علی اسے طیارے تک چھوڑنے کے لیے آیا۔ ثانی اپنے بنگلے میں تھی لیکن پاشا کے اندر موجود تھی تاکہ دشمن کسی طرف سے چال چلیں اور پاشا کو ہم سے چھین کر لے جانے کی کوشش کریں تو ہمیں فوراً ہی معلوم ہو جائے۔

علی نے اسے خیریت سے طیارے پر سوار کرایا جب وہ وہاں سے پرواز کرنے لگا تو ثانی نے باربرا کے پاس آ کر کہا۔ "پاشا یہاں سے روانہ ہو چکا ہے۔ اب تم میرا لہجہ اختیار کر کے اس کے دماغ میں رہو۔ وہ قاہرہ پہنچ جائے تو اس کی خیریت سے آگاہ کرو گی۔"

"میں پاشا کے پاس جا رہی ہوں۔ تمہیں پارس بلا رہا ہے۔"

اس نے پارس کے پاس آ کر گڈ ورڈز ادا کیے پھر پوچھا "میری یاد کیوں آ رہی ہے؟"

وہ بولا۔ "بڑی مصروفیات میں الجھا ہوا ہوں۔ صبح پانچ بجے سونے کی فرصت ملی تو تم نیند اڑانے آ گئیں۔"

"کیا یہ بکواس کی ابتدا ہے؟"

"سچ کہتا ہوں' تم خواب میں آئی تھیں۔"

"کیا تمہارے جیسے بدمعاش کے خوابوں میں ماں بہنیں بھی آنے لگی ہیں۔"

"یہی تو شکایت ہے کہ اکیلی نہیں آئیں تمہارے ساتھ علی بھی آیا تھا۔"

"شکر ہے' تم نے کوئی شریفانہ خواب دیکھا ہے۔"

"تم علی کے ساتھ تھیں پھر وہ خواب شریفانہ کیسے ہو سکتا ہے۔ توبہ توبہ میں نے جو دیکھا ہے' خدا کسی کو نہ دکھائے۔"

"اے' تمہیں شرم نہیں آتی اس بکواس کا مطلب کیا ہے؟"

"مطلب اپنے دل سے اپنے ضمیر سے پوچھو' کیا زمانہ آگیا ہے۔ جوان لڑکی ایک جوان لڑکے کے ساتھ دن رات رہتی ہے۔ نہ خدا کا خوف' نہ بزرگوں کا لحاظ' قیامت کے دن کوڑے پڑیں گے۔"

"پلیز' آئینے کے سامنے بیٹھ کر نصیحت کرو۔ تمہاری دنیا کے ساتھ ساتھ عاقبت بھی سنور جائے گی۔ تمہارے جیسا شیطان یہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ میرے اور علی کے درمیان خدا ہوتا ہے۔ اپنی بات کرو' کیا باربرا کے ساتھ عبادت میں مصروف رہتے ہو؟"

"تم یقین نہیں کرو گی' میں باربرا کے ساتھ صراطِ مستقیم پر چل رہا ہوں۔ ادھر تم دونوں کے درمیان خدا ہے۔ ادھر ہم دونوں کے درمیان خدا کی قدرت ہے۔"

"اچھا رہنے دو۔ تمہارا عمل تمہارے ساتھ ہے۔ کام کی بات کرو۔ کیوں بلایا ہے؟"

"ایک الجھن میں ہوں۔ باربرا نہ لڑکا ہے نہ لڑکی' نہ مجھ سے محبت کرتی ہے' نہ میرا پیچھا چھوڑتی ہے۔ اس کے رویے نے جس طرح مجھے نیک اور پارسا بنا کر رکھا ہے' اس طرح یہ سمجھ میں آتا ہے کہ علی بھی کیوں پارسا بنا ہوا ہے۔ کیا واقعی تم باربرا کی نسل سے ہو؟"

"لعنت ہے تم پر....."

وہ اس کے دماغ سے چلی گئی۔

***

شی تارا نے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ دونوں ہیرے حاصل کرے گی اور پریم کمار یا پارس کو صومالیہ جانے سے روکنے کے لیے بھی

لاثانی اور اس کے حواریوں کو استعمال کرے گی۔ اس مقصد کے لیے اس نے لاثانی سے رابطہ کیا۔ اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار شی تارا نے کہا "سانس نہ روکنا میں دوست ہوں۔"

وہ بولا۔ "میرا ماتحت طیب منیر کہہ رہا تھا کہ ایک لڑکی نے اس کے دماغ میں آ کر زلزلہ پیدا کیا تھا اور میرے اس قیدی کو تہ خانے سے لے گئی تھی جس کے پاس دو نایاب ہیرے ہیں۔"

"میں وہ لڑکی نہیں ہوں بلکہ وہ ہوں جس کے پاس وہ دوسرا نایاب ہیرا تھا۔ تم اسے مجھ سے چھین لینا چاہتے تھے لیکن وہ ہیرا نہ میرا رہا نہ تمہارا رہا۔ جسے وچ لیڈی سانپ کہہ رہی تھی' اس کا نام پریم کمار ہے' وہ مجھے دھوکا دے کر دونوں ہیرے لے گیا ہے۔"

وہ بولا۔ "اگر تم پہلے ہی میری بات مان لیتیں تو یہ زبردست نقصان نہ ہوتا۔ بہرحال میں اسے ہیرے لے کر ہوٹل سے باہر نہیں جانے دوں گا۔"

"تم ہوٹل کے اندر کیوں نہیں جاتے؟ کیا پولیس سے ڈرتے ہو؟"

"یہاں کے چند بڑے پولیس افسران میرے نمک خوار ہیں۔ مجھے پولیس کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں اس فائیو اسٹار ہوٹل کا سب سے بڑا پارٹنر ہوں' وہاں کوئی ہنگامہ کر کے بزنس کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ مجھے اطمینان ہے اس ہوٹل سے باہر جانے کے جتنے راستے ہیں' ان تمام راستوں پر میرے درندہ صفت غنڈے شریفانہ لباس میں موجود ہیں۔"

"تمہارے تمام غنڈے پریم کمار اور اس کی ساتھی لڑکی کے صورت آشنا نہیں ہیں۔"

"میں نے ایک گھنٹے کے اندر امیگریشن آفس پہنچ کر اپنے نمک خواروں کو تھوڑا اور نمک کھلایا اور ان کے ویزا کے کاغذات دیکھے۔ تم اس کا نام پریم کمار غلط کہہ رہی ہو۔ اس کا نام پارس علی تیمور ہے۔"

شی تارا کے دماغ کو جھٹکا سا لگا۔ دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اوہ گاڈ! دل دھڑکانے والی بات ہی تھی۔ وہ لاشعور میں دھڑکنے والا محبوب دشمن' چوری سے آیا اور اسے چرا کر چلا گیا تھا۔

لاثانی کہہ رہا تھا۔ "پارس کے ساتھ جو لڑکی ہے اس کا نام باربرا ہے۔ میں نے ان کی تصاویر کی کئی کاپیاں بنوا کر اپنے تمام غنڈوں کو دے دی ہیں۔"

شی تارا کا عجیب حال تھا۔ وہ اس کی باتیں سن رہی تھی مگر اس پگلا کو سوچ رہی تھی اس کا آنا اور اس کا جانا ایسا ڈرامائی' ایسا ہنگامہ پرور اور ایسا دہشت ناک تھا کہ وہ ڈر بھی رہی تھی اور اس پر مر بھی رہی تھی۔ وہ خواب کی طرح آیا تھا اور سچی تعبیر کی طرح دل و دماغ پر نقش ہو کر رہ گیا تھا۔ اب اس کی یادیں اسے گرمائیں گی۔ اسے ڈھونڈے گی تو نہیں پائے گی۔

وہ خیال خوانی بھول کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی تھی۔ نڈھال سی ہو کر بستر پر آ گئی تھی۔ کبھی اس کروٹ ہو رہی تھی' کبھی اُس کروٹ' کبھی چت ہو رہی تھی' کبھی پٹ پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بستر سے اتر گئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی۔ اپنے چہرے کو' اپنے بدن کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ آئینہ صاف کہہ رہا تھا کہ وہ آنے والا ہستی بدل گیا ہے۔

وہ آئینے سے پلٹ کر مینا کے پاس پہنچ گئی۔ پہنچتے ہی رو پڑی۔ "ہائے مینا! میں نے اچھی طرح تصدیق کی ہے' وہ ظالم کمینہ پارس ہی تھا۔ میں لٹ گئی ہوں۔ برباد ہو گئی ہوں۔ یہ اندیشہ بڑھ گیا ہے کہ ایک دن وہ اسی طرح فریب دے کر مجھے مسلمان بنا دے گا۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو۔ دین دھرم میں فریب کام نہیں آتا۔ دنیا کا کوئی سا مذہب ہو' اسے دل سے قبول کیا جاتا ہے۔ فریب دے کر کسی کو ہندو یا مسلمان نہیں بنایا جا سکتا۔"

"آہ! اسی طرح بولتی رہو۔ میری تسلی ہو رہی ہے۔ میں فریب نہیں کھاؤں گی' اپنے دھرم پر قائم رہوں گی۔"

"تم پریشانی اور بدحواسی میں یہ نہیں سمجھ رہی ہو کہ پارس نے دھوکا نہیں دیا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ تم شی تارا ہو اگر جانتا تو تمہیں حاصل کر لینے کے بعد فاتحانہ انداز میں خود کو ظاہر کر دیتا۔ تم نے بعد میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس سے رابطہ کیا تھا۔ اس وقت بھی وہ تمہیں پریما سمجھتا رہا تھا۔ کیا میں درست نہیں کہہ رہی ہوں؟"

"واقعی' میں نے اس سے مل کر اور اس نے مجھ سے مل کر دھوکا کھایا ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہوئے بھی روبرو پہچان نہ سکے۔"

"ہاں' یہی بات ہے۔ اب اس کے پارس ہونے کا یقین کرنے کے بعد میرے لیے بھی خطرات بڑھ گئے ہیں۔ وہ یہاں ذرا سی جستجو کے بعد مجھے ڈھونڈ نکالے گا۔"

"اسی لیے میں نے کہا تھا کہ رات ہی کو جنگل کی طرف چل پڑو۔ اس کے پہنچنے سے پہلے فارمولے حاصل کر لو۔"

"میں یہاں سے کیسے نکلتی۔ تمہیں حالات بتا چکی ہوں۔ صبح تک دو سیاسی پارٹیوں کے درمیان فائرنگ ہوتی رہی صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہو گئی ہے۔ دکانیں بند ہیں۔ راستے ویران اور سنسان ہیں۔ گاڑیاں نہیں چل رہی ہیں۔ ہم ان حالات میں ہوٹل سے کیسے نکل سکتے ہیں؟"

وہ درست کہہ رہی تھی۔ اس ملک میں ایک عبوری حکومت قائم ہوئی تھی' جو بہت کمزور تھی۔ باغی گروہ اور مسلح قبائلی قانون سے کھیلتے رہتے تھے۔ وہاں سونا چاندی اور کرنسی نوٹوں کی اہمیت نہیں تھی۔ سب سے زیادہ قیمتی اور نایاب چیز اناج تھی۔ آپس میں جنگ کرنے والے تمام گروہوں کے سربراہ اپنے لڑنے والے جوانوں کو تنخواہ کے طور پر رقم نہیں اناج دیتے تھے۔

قحط سالی کے باعث اناج کا ایک دانہ کہیں نظر نہ آتا تھا۔ عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان فاقے کرتے کرتے یوں ہڈیوں کے ڈھانچے ہو گئے تھے کہ قبروں سے اٹھنے والے مردے دکھائی دیتے تھے جن کے پاس ہتھیار تھے، انہوں نے اپنا اپنا ایک گروہ بنا لیا تھا اور بیرونی ممالک سے آنے والی امداد کو بندرگاہ یا ائرپورٹ پر ہی لوٹ لیتے تھے۔ اس پورے ملک میں ابتدا ہی سے ریل گاڑیاں نہیں ہیں۔ لوگ بسوں اور ٹرکوں میں سفر کرتے ہیں۔ اناج سے لدے ہوئے ٹرک فاقہ زدہ عوام تک پہنچ نہیں پاتے تھے، راستے ہی میں لوٹ لیے جاتے تھے۔

ان حالات میں مرینا اپنی ٹیم کے صرف تین افراد کے ساتھ ہوٹل سے باہر نہیں جانا چاہتی تھی۔ ہوٹل کے گیراج میں گاڑیاں اور چند نیگرو ملازم تھے۔ وہ مناسب موقع دیکھ کر وہاں سے نکلنے والی تھی۔ شی تارا نے کہا۔ "حالات بتا رہے ہیں کہ تمہارے وہاں سے نکلنے سے پہلے پارس پہنچ جائے گا۔ اسی کو مقدر کہتے ہیں، جو حالات ہمارے لیے ناموافق ہیں اُس کے لیے موافق لگ رہے ہیں۔"

"شی تارا! تم کسی بھی طرح اسے قاہرہ میں روک لو۔ وہاں سے نکلنے نہ دو۔"

"میں یہی کوشش کر رہی ہوں۔"

اسی وقت عبداللہ نے مرینا کے پاس آکر کہا۔ "میڈم! دکانیں کھل گئی ہیں۔ سڑکوں پر گاڑیاں چل رہی ہیں۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی۔ "فوراً چلو۔ ہمیں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔"

شی تارا نے کہا۔ "بھگوان کا شکر ہے، یہ موقع مل رہا ہے۔ تم جاؤ، میں یہاں پارس کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کروں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی، پارس کو روکنا ناممکن سا لگ رہا ہے اس کے ساتھ خیال خوانی کرنے والی باربرا ہے۔ وہ ہوٹل سے باہر جانے کے لیے ٹیلی پیتھی کے ہتھکنڈے آزمائے گی اور لاثانی کے آلۂ کار غنڈے اپنے ہاتھوں میں ان کی تصویریں لیے انتظار ہی کرتے رہ جائیں گے۔ اس نے لاثانی کے پاس آکر کہا۔ "پارس کے ساتھ جو لڑکی باربرا ہے، وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہارے غنڈوں کو اپنا تابعدار بنا لے گی۔ تم ہوٹل کے بزنس کی پروا نہ کرو۔"

"میں یہی چاہتا ہوں لیکن میں اپنے ہوٹل کی بدنامی کیسے کروں، پارس بڑے ہنگامے کرے گا۔"

"تم صرف ایک معمولی سا، چھوٹا سا کام کرو۔ اس کے کمرے میں گھستے ہی اسے زخمی کر دو۔ وہ زخمی ہونے کے بعد مجھے اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکے گا۔ میں اس کے دماغ پر قبضہ جمالوں گی تو وہ میرا غلام بن جائے گا۔ ہوٹل میں ایک ذرا ہنگامہ نہیں ہو گا۔"

"اچھی بات ہے۔ تم میرے ساتھ رہو۔ میں ہوٹل کے اندر جا رہا ہوں۔"

وہ ہوٹل کے سامنے ایک کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ اپنے ماتحت سے بولا۔ "طیب منیر! ریوالور میں سائلنسر لگا کر دو۔ گاڑی پارکنگ میں لے چلو۔"

شی تارا نے کہا۔ "یاد رکھو، اسے صرف زخمی کرو گے، ہلاک نہیں کرو گے۔"

"وہ مر بھی جائے گا تو کیا فرق پڑے گا؟ کیا وہ تمہارا یار ہے؟"

شی تارا کو غصہ آیا۔ یار تو وہ ہو ہی گیا تھا مگر وہ اپنے دامن کو اجلا رکھنا چاہتی تھی۔ لاثانی کی بات سے یوں لگا جیسے وہ پارس کے حوالے سے انسلٹ کر رہا ہے۔ وہ بھڑک کر بولی۔ "بکواس مت کرو۔ یار ہو گا تمہاری بہن کا، آئندہ مجھ سے ایسی باتیں نہ کرنا۔"

وہ بھی طیش میں آکر بولا۔ "اے گدھے کی بچی! دو ٹکے کی بازاری عورت، میری بہن کو گالی دے رہی ہے۔ تو کیا سمجھتی ہے میں تیری ٹیلی پیتھی کے بغیر وہ ہیرے حاصل نہیں کر سکوں گا۔ میں ابھی حاصل کر کے....."

وہ آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ چیخ مار کر کار کی سیٹ سے اچھلا، چھت سے ٹکرایا پھر پچھلی اور اگلی سیٹ کے درمیان گر کر دماغی تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ شی تارا نے اتنی دیر اس کے دماغ میں رہنے کا فائدہ اٹھایا تھا۔ اس سے کہہ رہی تھی۔ "تو نے مجھے دو ٹکے کی بازاری عورت کہا ہے۔ اب تو اسی عورت کا غلام رہے گا۔"

ڈرائیور نے گاڑی روک دی تھی۔ طیب منیر پچھلی سیٹ کی طرف جھک کر پوچھ رہا تھا۔ "میرے آقا! یہ اچانک کیا ہو گیا؟ آپ کو کیا تکلیف ہے؟"

وہ دروازہ کھول کر اگلی سیٹ سے باہر آیا پھر پچھلی طرف آیا اور آقا لاثانی کو سہارا دے کر سیٹ پر بٹھانے لگا۔ شی تارا نے کہا۔ "میں جانتی ہوں لاثانی! تم جسمانی اور دماغی طور پر بہت طاقتور ہو۔ تہ خانے میں پارس نے تمہیں جس طرح اٹھا اٹھا کر پھینکا تھا، کوئی دوسرا ہوتا تو مر جاتا مگر تم ربڑ کے پتلے ہو، تمہیں چوٹوں کا احساس نہیں ہوتا ہے۔"

وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا۔ "ایک بار تو میرے ہاتھ لگ جا، میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس نے پھر زلزلہ پیدا کیا۔ لاثانی پھر چیخیں مار کر تڑپنے لگا۔ راہ گیر اس کی چیخیں سن کر رک گئے تھے۔ کار کی کھڑکیوں پر جھک کر سوالات کر رہے تھے۔ طیب منیر نے کہا۔ "پریشانی کی بات نہیں ہے۔ ان پر ایسا ہی دورہ پڑتا ہے۔ ڈرائیور فوراً کسی قریبی اسپتال لے چلو۔"

ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ یوں راہ گیروں سے نجات مل گئی۔ شی تارا نے طیب منیر سے کہا۔ "کسی اسپتال میں نہ جاؤ، ایک لمبا چکر کاٹ کر واپس ہوٹل میں چلو۔"

وہ ہوٹل کے چاروں طرف چکر لگا کر پھر وہیں آ گیا۔ شی تارا نے کہا۔ "لاثانی! میں تمہاری دماغی کیفیت کو سمجھتی رہوں گی۔ جیسے ہی تم سانس روکنے والی توانائی حاصل کرو گے، میں پھر تمہیں دماغی اذیتوں میں مبتلا کر دوں گی۔"

وہ آنکھیں بند کیے، تکلیف برداشت کر رہا تھا اور اس کے خلاف نفرت سے سوچ رہا تھا۔ ایک عورت سے زیر ہو کر غصہ بھی آ رہا تھا اور یہ سمجھ بھی آ رہا تھا کہ غصے میں سر پٹخ پٹخ کے مر جائے گا لیکن اس عورت کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔

اس نے حکم دیا۔ "گاڑی سے اترو۔ ہوٹل کے اندر جاؤ اور نہایت ہوشیاری سے پارس کے کمرے میں پہنچ کر اسے زخمی کرو۔ تمہیں وہاں پہنچنے میں دس منٹ لگیں گے۔ میں اتنی دیر پارس کے پاس رہ کر اسے باتوں میں الجھائے رکھوں گی۔"

وہ چلی گئی۔ لاثانی چند لمحوں تک سر جھکائے بیٹھا رہا پھر اس نے پوچھا۔ "کیا تم موجود ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دوبارہ مخاطب کیا۔ جواب نہ ملنے پر ڈرائیور سے بولا۔ "فوراً گاڑی اسٹارٹ کرو اور سڑک کے اس پار ڈرگ اسٹور کے سامنے چلو۔"

وہ حکم کی تعمیل کرتا ہوا گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔ اسے تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ لاثانی چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ "ٹریفک قوانین کی پروا نہ کرو۔ سڑک کراس کرو اور منیر! جیسے ہی ہم ڈرگ اسٹور میں داخل ہوں، تم سائلنسر لگا ہوا ریوالور وہاں کے ڈاکٹر کو دکھا کر مجبور کرنا کہ وہ مجھے بے ہوشی کا انجکشن لگائے۔ تم نے دیکھا ہے کہ ایک عورت مجھے دماغی تکلیف میں مبتلا کر کے غلام بنانا چاہتی ہے۔ اپنے آقا کو بچاؤ۔ بے ہوشی کے بعد مجھے کسی محفوظ مقام پر پہنچا دو۔ ہوٹل میں پارس اور باربرا پر نظر رکھو۔ ان سے ہر حال میں دونوں ہیرے چھین لو۔"

وہ ڈرگ اسٹور میں گیا۔ ادھر شی تارا پارس کو مخاطب کرنے آئی۔ اکثر لوگ تقدیر کی چکربازی نہیں سمجھتے۔ شی تارا پارس کو وہاں روکنا چاہتی تھی۔ لاثانی کے ذریعے زخمی کر کے اسے اپنا غلام بنانا اور دونوں ہیرے حاصل کرنا چاہتی تھی۔ لاثانی کا بھی یہی خیال تھا کہ وہ شی تارا کے تعاون سے یا اس کے تعاون کے بغیر ہیرے حاصل کرنے کے لیے قدم قدم پر پہرا لگا چکا ہے۔ ان کی تدابیر ایسی تھیں کہ پارس اور باربرا سلامتی سے نہیں رہ سکتے تھے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ تدبیر سے کام بنتے بنتے بگڑ جاتے ہیں۔ تقدیر بگاڑتی ہے۔ تقدیر آپس میں لڑاتی ہے اور جو ہوٹل میں انجان بنے بیٹھے ہیں ان پر مہربان ہوتی رہتی ہے۔

ویسے وہ دونوں انجان نہیں تھے۔ یہ سمجھ رہے تھے کہ یونا لاثانی اس شہر کا بے تاج بادشاہ ہے۔ ان ہیروں کے لیے انہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ ہوٹل سے زندہ سلامت جانے نہیں دے گا۔ دوسری طرف شی تارا کی بھی کچھ ایسی کوششیں ہوں گی۔

جب اس نے مخاطب کیا تو پارس نے پوچھا۔ "کون ہو؟ کوڈ ورڈز؟"

وہ بولی۔ "کوڈ ورڈز ہیں، تمہاری اندھیرے کی ساتھی۔ اس سے بہتر کوڈ ورڈز نہیں ہو سکتے۔ لوگ روشنی میں ساتھ دیتے ہیں۔ تاریکی میں چھوڑ جاتے ہیں۔ میں نے تاریکی میں تم سے دوستی کی ہے اور مصیبت کے اندھیروں میں تمہاری دوست رہا کروں گی۔"

"میرے پاس آنے کی زحمت کیوں کی ہے؟"

"یہ بتانے کے لیے کہ اب تم سے دھوکا نہیں کھا رہی ہوں۔ تم پریم کمار نہیں، پارس ہو۔"

"نام تو درجنوں ہو سکتے ہیں۔ یار تو ایک ہی رہے گا۔"

"ہاں، میں اعتراف کرنے آئی ہوں کہ آئندہ مقدر سے نہیں لڑوں گی۔ میں تمہیں اپنے جسم و جان کا مالک تسلیم کرتی ہوں اور آج سے، ابھی سے تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ پلیز، میرے پاس آ جاؤ۔"

"میں تم سے کہہ چکا ہوں، پیاسا کنوئیں کے پاس آتا ہے۔"

"چلو یہی سہی۔ میں آ رہی ہوں۔ پانچ منٹ میں پہنچ جاؤں گی۔"

وہ پارس سے بولتے ہوئے گھڑی دیکھ رہی تھی۔ پانچ منٹ گزر چکے تھے اس کے حساب سے لاثانی دس منٹ میں پارس تک پہنچنے والا تھا اور اب پہنچنے کے لیے پانچ منٹ رہ گئے تھے۔ پارس نے پوچھا۔ "اتنی جلدی کیسے آؤ گی؟ کیا اسی ہوٹل میں ہو؟"

"ہاں، اپنے کمرے سے نکل پڑی ہوں۔ تمہارے دماغ سے بھی نکل رہی ہوں۔ اب کمرے میں ملاقات ہو گی۔"

وہ پارس کے اندر سے مطمئن ہو کر نکلی۔ اطمینان یہ تھا کہ وہ کمرے میں بیٹھا اپنی شامت کا انتظار کر رہا ہے اور کسی بھی لمحے لاثانی وہاں پہنچ کر اسے زخمی کرنے والا ہے۔ وہ حالات کو قابو میں رکھنے کے لیے لاثانی کے پاس آئی تو جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ اس کا دماغ بے ہوشی کے باعث بے حس ہو چکا تھا۔ اس کی سوچ کی لہریں اسے پکارتیں یا زلزلہ پیدا کرتیں، تب بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر چیخ پڑی اس نے ایک گلدان اٹھایا اور آئینے پر اسے دے مارا۔ لاثانی کو گالیاں دینے لگی۔ وہ ایک بوڑھے عیاش کے مکان میں تھی۔ وہ ہوس میں اسے اپنے ساتھ لایا تھا پھر اپنی شاندار کوٹھی میں پہنچ کر اس کا معمول اور تابعدار بن گیا اس وقت وہ اس کی چیخیں سن کر دوڑتا ہوا آیا پھر بولا۔ "کیا ہوا بیٹی! کسے گالیاں دے رہی ہو؟"

"تمہارے باپ کو گالیاں دے رہی ہوں، سؤر کے بچے! جاؤ یہاں سے....."

وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ وہ پاؤں پٹخ پٹخ کر ٹہلنے لگی۔ اپنے آپ سے کہنے لگی۔ "مجھے اپنے آپ پر قابو پانا چاہیے۔ اسی طرح غصے میں رہوں گی تو ناکامیاں یقینی ہو جائیں گی، ابھی امید ہے۔ ابھی وہ ہوٹل میں موجود ہے۔ میں دوسرے آلۂ کاروں کے ذریعے اسے

زخمی کر سکتی ہوں۔"
وہ فرش پر یوگا کے آسن میں بیٹھ گئی پھر سانس روک کر اپنے اندر سے غصے کی تمام گرمیاں' تمام نفرتیں اور تمام پریشانیاں نکالنے لگی۔ یہ مشقیں پندرہ منٹ تک کرتی رہی پھر اس ہوٹل کے انچارج کی آواز اور لہجے کو یاد کیا اور اس کے اندر پہنچ کر اسے ہوٹل کے پچھلے دروازے پر لے گئی وہاں لاثانی کے دو پہرے دار غنڈے مسلح تھے۔ وہ انچارج کے ذریعے ان کے اندر پہنچ گئی۔ انچارج نے اس کی مرضی کے مطابق ان سے کہا۔ "آقا لاثانی کا حکم ہے کہ تم دونوں سات سو بارہ نمبر کے کمرے میں جاؤ اور اس کمرے میں جو نوجوان ہو' اسے زخمی کر دو پھر اس کے سامنے ہی سات سو اٹھائیس نمبر کے کمرے میں ایک نوجوان لڑکی قیام کر رہی ہے' اسے بھی صرف زخمی کر دو۔"
ایک غنڈے نے پوچھا۔ "کیا وہ اپنا کمرا کھولیں گے یا لاک توڑنا ہو گا؟"
انچارج نے کہا۔ "میں ماسٹر کی لے کر چلتا ہوں۔ دروازہ کھل جائے گا۔"
وہ ان کے ساتھ کاؤنٹر پر آیا۔ اس کی ایک دراز سے ساتویں فلور کی ماسٹر کی لے کر جیب میں رکھی پھر وہ تینوں لفٹ میں آئے لفٹ کے ذریعے ساتویں منزل میں پہنچے۔ باربرا اور پارس اپنے اپنے کمرے میں آرام کر رہے تھے۔ شی تارا سے بہت پہلے ہی باربرا ہوٹل کے انچارج اور دوسرے اہم افراد کو ٹریپ کر چکی تھی تاکہ خطرہ بڑھ جائے تو ان آٹھ کاروں کے ذریعے وہاں سے نکل سکے۔ تھوڑی دیر پہلے شی تارا اس انچارج کے دماغ میں آئی اور غنڈوں کے پاس گئی تو باربرا نے پارس کے پاس آ کر اسے بتایا کہ دشمن کس ارادے سے آ رہے ہیں۔
پارس نے کہا۔ "انہیں آنے دو۔ میں نے جو طریقہ بتایا ہے' اس پر عمل کرو۔"
شی تارا اس انچارج کے دماغ میں آ رہی تھی اس کے پیچھے دو غنڈے تھے۔ ایک نے کاریڈور میں پہنچتے ہی ریوالور نکال لیا۔ وہ تینوں سات سو بارہ نمبر کے دروازے کے سامنے آئے۔ انچارج نے کال بیل کا بٹن دبایا پھر انتظار کیا اس کے بعد دروازے پر دستک دی۔ شی تارا جانتی تھی کہ پارس اندر موجود ہے۔ انچارج نے اس کی مرضی کے مطابق کہا۔ "مسٹر پارس! تم اندر موجود ہو۔ دروازہ کھولو۔"
پارس کی آواز آئی۔ "میری جان! تم نے پانچ منٹ میں آنے کا وعدہ کیا تھا مگر بڑی دیر سے آئی ہو اور اچھی خاصی برات لے کر آئی ہو۔"
وہ انچارج کے ذریعے بولی۔ "دروازہ کھول دو۔ تم بری طرح پھنس گئے ہو۔ فرار کے راستے مسدود ہو چکے ہیں۔ اب تمہاری ذہانت کام نہیں آئے گی۔"
"میری ذہانت یہ ہے کہ دروازہ نہیں کھولوں گا۔ خود کھول کر آنا ہو گا۔"
انچارج نے جیب سے چابی نکالی۔ شی تارا ریوالور والے غنڈے کے دماغ میں آ گئی تاکہ دروازہ کھلتے ہی گولی چلا کر پارس کو زخمی کر دے لیکن بازی تو ذہانت سے کھیلی جاتی ہے۔ پارس کی ذہانت نے کام دکھایا۔ جیسے ہی انچارج نے دروازے کے کی ہول میں چابی ڈالی' ایکدم سے چیختے ہوئے بجلی کے جھٹکے کھانے لگا۔ پارس نے بجلی کا ننگا تار کی ہول میں ڈال کر سوئچ آن کر دیا تھا۔
شی تارا ریوالور والے کے ذریعے دروازے کے لاک پر فائر کرنا چاہتی تھی۔ باربرا نے اس سے پہلے ہی ریوالور کا رخ دوسرے غنڈے کی طرف کر دیا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہی وہ چیخ مار کر اچھلا پھر کاریڈور کے فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ دوسرے تمام کمروں کے دروازے کھلنے لگے۔ عورتیں چیخنے لگیں۔ مردوں نے دوبارہ اپنے دروازے بند کر لیے۔ ریوالور والا وہاں سے بھاگنے لگا۔ پارس نے سوئچ آف کیا۔ انچارج نڈھال سا ہو کر لاش کے پاس گر پڑا۔
تمام کمروں کے مسافر فون کھڑکا رہے تھے۔ ہوٹل کے سیکورٹی گارڈز آ گئے تھے' پولیس کو بھی فون کر دیا گیا تھا۔ شی تارا انچارج کے دماغ میں کہہ رہی تھی۔ "حوصلہ کرو۔ اٹھو اور اپنے سیکورٹی گارڈز سے کہو کہ وہ سات سو بارہ نمبر کا دروازہ کھلوائیں۔"
سیکورٹی افسر اس انچارج سے پوچھ رہا تھا۔ "سر! کیا اس غنڈے نے آپ کو بھی گولی ماری ہے؟"
باربرا نے انچارج کو کہنے پر مجبور کیا۔ "ہاں وہ غنڈا مجھے مارنا چاہتا تھا لیکن اسی کے ساتھی کو گولی لگ گئی۔ مجھے سہارا دے کر لے چلو۔"
شی تارا نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں جو کہہ رہی ہوں' وہی کرو۔ یہ دروازہ کھلواؤ ورنہ میں تمہیں ذہنی مریض بنا دوں گی۔"
باربرا نے کہا۔ "تم یہ دروازہ نہیں کھلوا سکو گی۔ پاپا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ان تمام سیکورٹی گارڈز کے دماغوں میں موجود ہیں۔ جاؤ ٹھنڈا پانی پیو اور سوچو کہ تم یہاں مصروف رہ کر اپنی صومالیہ کی مہم کو ناکام بنا رہی ہو؟"
وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ یہ یقین ہو چکا تھا کہ وہ ہیرے حاصل کرنے کے لیے پارس تک نہیں پہنچ سکے گی پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ باربرا اور پارس اس کی صومالیہ والی مہم کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں۔
وہ فوراً ہی مرینا کے پاس آ کر بولی۔ "کیا بیضابہ سے نکل آئی ہو؟"
"ہاں' تم دیکھ رہی ہو' میری جیپ درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان سے گزر رہی ہے۔ آگے والی جیپ میں صفورا اور ڈی کروز تین نیگرو ملازمین کے ساتھ ہیں۔ میں' عبداللہ اور باقی تین ملازمین کے ساتھ ہوں۔"

"تم کتنا فاصلہ طے کر چکی ہو۔ اور کب تک اس قبیلے میں پہنچو گی؟"
"شی تارا! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ ابھی تو ہم نے سفر شروع کیا ہے۔ منزل بہت دور ہے۔ عبداللہ نے بتایا ہے کہ ہم دو گھنٹے کے بعد دریائے جوبا کے ساحل پر پہنچیں گے۔ وہاں ہمیں کسی لانچ کا انتظام کر کے دریا پار کرنا ہو گا۔"
"او گاڈ! کیا تم نے پہلے سے لانچ کا انتظام نہیں کیا ہے؟"
"اس ملک میں دو دریا ہیں۔ دریائے جوبا اور دریائے شبیل ان میں جو کشتیاں اور لانچیں چلتی ہیں ان پر مسلح قبائلیوں یا باغیوں کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ ان لانچوں سے اناج لوٹ کر لے جاتے ہیں تب ہم جیسے مسافروں کو دریا پار کرنے کا موقع ملتا ہے۔"
"مرینا! اس بات کی سو فیصد تصدیق ہو گئی ہے کہ وہ پریم کمار نہیں پارس ہے۔ یہاں کسی طرح قابو میں نہیں آ رہا ہے۔ میری تمام کوششیں ناکام ہوتی جا رہی ہیں۔ پتا نہیں وہ قاہرہ میں کیوں رکا ہوا ہے اور کب یہاں سے صومالیہ پہنچ جائے گا۔ کوئی ایسا شارٹ کٹ اختیار کرو کہ تم اس کے آنے سے پہلے وہ فارمولے حاصل کر کے وہاں سے نکل سکو۔"
مرینا نے عبداللہ سے کہا۔ "اگر ہم اسی رفتار سے چلتے رہے تو دشمن ہمارے سروں پر آ پہنچیں گے۔"
"میڈم! آپ دیکھ رہی ہیں کہ کیسے اونچے نیچے راستے ہیں۔ اگر یہ گاڑی کسی گڑھے میں یا دلدل میں پھنس جائے گی تو ہم پیدل ہو جائیں گے۔ رفتار اور سست ہو جائے گی۔"
"کیا اور کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے؟"
"میں جس راستے پر لے جا رہا ہوں' یہی شارٹ کٹ ہے۔"
"کیا دریا پار کرنے کے لیے فوراً لانچ یا کشتی کا انتظام ہو جائے گا؟"
"آپ کشتی کا تو نام بھی نہ لیں۔ یہ افریقہ ہے۔ یہاں کے دریاؤں میں آدم خور مگرمچھ رہتے ہیں۔ وہ کشتیوں کو پانی کے نیچے سے الٹا کر ہمیں ہڑپ کر لیں گے۔"
"کچھ تو امید بندھاؤ۔ کیا فوراً ہی لانچ نہیں ملے گی؟"
"فوراً تو شاید قسمت سے مل جائے لیکن انتظار کے بعد ضرور ملے گی۔ بائی دی وے میڈم! آپ اس قدر کیوں گھبرا رہی ہیں؟ جو بھی دشمن ہمارے مقابلہ پر آئے گا' وہ آخر انسان ہی ہو گا۔ ہم اس سے نمٹ لیں گے۔"
"تم نہیں جانتے کہ وہ کتنا خطرناک ہے۔"
"آپ بھی نہیں جانتیں' میں کتنا خطرناک ہوں۔ وہ دیکھیے ہماری گاڑی کے سامنے جھکے ہوئے درخت کی شاخ آ رہی ہے۔ آپ اس کی موٹائی اور مضبوطی کا اندازہ کریں اور میری طاقت اور کراٹے کا ہنر دیکھیں۔"
مرینا نے دیکھا۔ گاڑی آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ موٹی اور مضبوط شاخ قریب آتی جا رہی تھی۔ عبداللہ اچھل کر جیپ کے بونٹ پر آ گیا پھر پینترا بدل کر پوز لیتے ہوئے بڑک مارتے ہوئے اس شاخ کے قریب آتے ہی کراٹے کا ایسا ہاتھ مارا کہ وہ کڑکڑاہٹ کی آواز کے ساتھ آدھی ٹوٹی باقی آدھی اس کے جسم کے بوجھ سے ٹوٹی۔ وہ شاخ سمیت گاڑی سے ذرا دور جا کر گھاس پر گر پڑا۔
آگے پیچھے چلنے والی گاڑیاں رک گئیں۔ صفورا نے اگلی گاڑی سے اترتے ہوئے مسکراتے ہوئے ڈی کروز سے کہا۔ "دیکھو' یہ ہے میرا بھائی۔ یہ انسان ہے مگر شیر کے جیسی طاقت رکھتا ہے۔"
مرینا بھی جیپ سے اتر آئی۔ عبداللہ پتوں سے لدی ہوئی شاخ کو ایک طرف پھینک کر کھڑا ہو گیا تھا۔ مرینا نے کہا۔ "میں مانتی ہوں' تم بہت شہ زور اور زبردست فائٹر ہو مگر وہ اس لیے خطرناک ہے کہ تم سے مقابلہ نہیں کرے گا اور تمہیں بے بس کر دے گا۔"
صفورا نے پوچھا۔ "آپ کس کی بات کر رہی ہیں؟"
"فرہاد علی تیمور کا بیٹا پارس' جو نہایت شہ زور ہے مگر دشمنوں سے بہت کم مقابلہ کرتا ہے۔ اس نے سونیا کے سائے میں پرورش پائی ہے۔ ہمیشہ مکاری سے میدان مارتا ہے۔"
صفورا نے کہا۔ "تو پھر وہ میرے زہر سے مرے گا۔"
"تمہارا زہر اس کے لیے شربت ہو گا کیوں کہ وہ بھی زہریلا ہے۔"
"کیا واقعی؟ اگر یہ سچ ہے تو بتاؤ' وہ کس حد تک زہریلا ہے تاکہ میں اپنے زہر کو اس سے بڑھ کر استعمال کر سکوں۔"
"میں نہیں جانتی کہ وہ کس حد تک زہریلا ہے۔ کیا تم اپنے زہر میں اضافہ کر سکتی ہو؟"
"ہاں' اس سے سامنا ہو گا تو پہلے میں اسے آزماؤں گی۔ اس کے زہر کی مقدار اور شدت کا اندازہ کروں گی۔ اس کے بعد....."
اس نے اپنے گریبان سے ایک شیشی نکالی پھر اسے دکھاتے ہوئے کہا۔ "جس طرح سوڈا واٹر بوتل میں نمک ڈالنے سے جھاگ میں تیزی پیدا ہوتی ہے ویسے ہی میں اس زہر کا ایک قطرہ زبان پر رکھ لوں تو میرے زہر میں ایسی شدت پیدا ہو گی کہ پارس کو ڈس لوں تو وہ پانی مانگنے سے پہلے دم توڑ دے گا۔"
شی تارا نے کہا۔ "مرینا! فی الحال یہ صفورا ہمارے لیے امید کی کرن ہے۔ آگے بڑھو' وقت ضائع نہ کرو اور سوچو پارس کو ختم کر دینے کی اور کیا تدابیر ہو سکتی ہیں۔"
وہ قافلہ آگے بڑھ گیا۔ شی تارا اپنی جگہ واپس آ گئی۔ خیال خوانی کا سلسلہ اچانک ہی ٹوٹ گیا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگی۔ "جب سے وہ زہریلا میری زندگی میں آیا ہے' تب سے یہ تیسری بار میرا سر چکرا رہا ہے۔ جی گھبراتا بھی ہے اور جی چاہتا بھی ہے کہ وہ نشہ پھر ملے۔ دنیا کا کوئی نشہ ہو' اس کی خاصیت یہی ہوتی ہے کہ اس کی طلب پکارتی رہتی ہے اگر اس طلب نے شدت اختیار کی تو کیا ہو گا؟"

وہ پریشان ہو کر پھر مرینا کے پاس آئی اس سے بولی۔ "جب پارس پہلی بار تمہاری زندگی میں آیا تھا تو کیا تمہارا سر چکرایا کرتا تھا؟"

"ہاں' ایسا ہوتا تھا۔ میں سمجھ رہی ہوں' تمہارے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے۔"

"کیا اس کی طلب میں شدت پیدا ہوتی ہے؟"

"ہاں نشہ کوئی سا ہو' بہرحال نشہ ہوتا ہے۔ میں بہت ضدی ہوں۔ ہزار طلب کے باوجود اس دشمن کے پاس نہیں گئی۔ جاتی تو اس کی کنیز بن کر رہ جاتی۔ تمہارے ساتھ بھی یہی قصہ ہے۔ تم بھی ضدی ہو اور کبھی اس کی باندی بننا نہیں چاہو گی۔ ایسے میں نشے کی طلب کو کچل ڈالو گی۔"

"تم بہت اچھی ہو۔ تمہاری باتوں اور تجربوں سے حوصلہ ملتا ہے۔ میں بھی اس کی طلب کو ٹھکراتی رہوں گی۔"

"تمہاری باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ابھی شاید تمہارا سر چکرایا تھا۔ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ یہ عارضی پریشانی ہے۔ دور ہو جائے گی۔ خیال خوانی نہ کرو۔ تھوڑا آرام کر لو۔"

وہ پھر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ بستر پر آکر لیٹ گئی۔ اس کی پہلی اور آخری خواہش تھی کہ کسی طرح پارس قابو میں آجائے اور اس کا غلام بن جائے۔ بعض مرد بڑے ضدی اور غیرت مند ہوتے ہیں۔ جان دے دیتے ہیں لیکن عورت کی غلامی قبول نہیں کرتے۔ وہ اس راجپوت کو کبھی نہیں بھلا سکتی تھی جس نے غلام بن کر رہنا گوارا نہیں کیا تھا اور خود کو زندہ درگور کر لیا تھا۔

دوسرا وہ بونا لاثانی تھا۔ ابھی وہ اسے تابعدار بنا رہی تھی مگر نہ بنا سکی۔ اس سے پہلے ہی اس نے بے ہوشی کا انجکشن لگوا لیا تھا۔ وہ گھڑی دیکھ کر سوچنے لگی۔ "پانچ گھنٹے گزرنے والے ہیں۔ وہ ہوش میں آگیا ہوگا۔ میں پھر اسے تابعدار بنا کر پارس کے خلاف محاذ بنا سکتی ہوں۔"

اگرچہ خیال خوانی کا جی نہیں چاہتا تھا پھر بھی وہ لاثانی کے پاس پہنچی اس نے فوراً سانس روک لی۔ شی تارا نے وقفہ وقفہ سے تین بار کوششیں کیں لیکن لاثانی نے ایک سیکنڈ کے لیے بھی اسے دماغ میں جگہ نہیں دی۔ وہ تھک ہار کر پھر اپنے بستر پر حاضر ہو گئی تھی۔ پچھلی رات سے کوششیں کرتے کرتے بیزار ہو گئی تھی۔ اس نے سوچا۔ "حالات سے سمجھوتا کرنا چاہیے۔ پارس یہاں قابو میں نہیں آرہا ہے' کوئی بات نہیں۔ عبداللہ اور صفورا سے ٹکرائے گا تو میں بھی خیال خوانی کے ذریعے موجود رہوں گی۔ موت اور شکست ہر پہلوان کا مقدر ہوتی ہے۔ وہ کتنا بڑا پہلوان ہے کہ کبھی شکست نہیں کھائے گا۔ وہ بڑی شکست نہ کھائے' معمولی سا زخمی ہو جائے پھر میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

اس نے خود کو تسلیاں دے کر آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو ہدایات دیں پھر دو گھنٹے کے لیے سو گئی کیوں کہ آنے والی رات بہت اہم تھی اگر مرینا کا سفر متواتر جاری رہتا تو وہ رات بارہ بجے تک اس قبیلے میں پہنچنے والی تھی جہاں ایک چھوٹی سی پہاڑی کو کاٹ کر بیس فٹ اونچا ایک ایسا بت تراشا گیا تھا اور جس کے اندر پاشا فارمولے چھپا کر گیا تھا۔

باربرا اپنی اٹیچی لے کر پارس کے پاس آئی پھر بولی۔ "پاشا آدھے گھنٹے میں یہاں پہنچنے والا ہے۔" پارس نے اپنی اٹیچی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چلو' میں تیار ہوں۔"

وہ کمرے سے باہر آئے پھر لفٹ کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر پہنچے۔ وہاں بونا لاثانی پولیس افسر اور سپاہیوں کے ساتھ منتظر تھا۔ افسر سے بولا۔ "یہی ہے وہ شخص' آپ اس کی تلاشی لیں۔"

افسر نے کہا۔ "مسٹر! آپ پر الزام ہے کہ آپ ہمارے ملک کے نایاب ہیرے چرا کر لے جا رہے ہیں۔"

باربرا نے کہا۔ "یہ جھوٹا الزام ہے۔"

افسر نے کہا۔ "جھوٹا ہو سکتا ہے۔ آپ دونوں اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے لاثانی صاحب کے چیمبر میں چلیں۔ ہم تلاشی لیں گے۔"

پارس نے استقبالیہ ہال میں دور تک بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھ کر بلند آواز میں کہا۔ "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! یہ ہوٹل پورے شہر میں مشہور ہے لیکن یہاں کی انتظامیہ کا یہ حال ہے کہ اپنے مہمانوں پر چوری کا الزام لگاتے ہیں۔ یہ ہماری تلاشی لینے کے لیے ادھر بند کمرے میں لے جانا چاہتے ہیں مگر ہم سرِعام آپ سب کے سامنے تلاشی دیں گے۔"

لاثانی نے کہا۔ "تم اس طرح چیخ چیخ کر ہمارے ہوٹل کو بدنام کر رہے ہو؟"

باربرا نے کہا۔ "الزام جھوٹا ثابت ہوگا تو بدنامی ضرور ہوگی۔"

کتنے ہی مرد عورتوں نے کہا۔ "بے شک' تلاشی بند کمرے میں نہیں سب کے سامنے ہوگی۔"

افسر اور سپاہی دونوں اٹیچی کیس کھول کر ایک ایک چیز نکال کر دیکھنے لگے۔ ایک لیڈی کانسٹیبل نے باربرا کی تلاشی لی۔ پارس کو بھی سر سے پاؤں تک ٹٹولا گیا مطلوبہ ہیرے برآمد نہیں ہوئے لوگ شیم شیم کہنے لگے۔ لاثانی نے کہا۔ "میں قسم کھاتا ہوں ہیرے اسی کے پاس تھے۔ شاید اس نے ہوٹل کے کمرے میں چھپائے ہیں۔"

سپاہیوں کو ساتویں منزل پر دونوں کمروں کی تلاشی کے لیے بھیجا گیا۔ وہ آدھے گھنٹے بعد ناکام ہو کر آئے۔ پارس نے کہا۔ "ہمارے لیے فرانس سے ایک مخصوص طیارہ آیا ہے اور ہمارے انتظار میں رن وے پر کھڑا ہے۔ تم لوگوں نے جھوٹا الزام عائد کرکے ہماری توہین بھی کی ہے اور طیارے کی پرواز میں تاخیر بھی کرائی ہے۔ لاثانی! ہم جا رہے ہیں لیکن یہ سمجھو کہ تمہارا ہوٹل گیا۔ حکومت فرانس ہماری توہین کا ایسا ہرجانہ طلب کرے گی کہ یہ ہوٹل تمہیں فروخت کرنا پڑے گا۔"

وہ دونوں اپنے اپنے اٹیچی کیسوں میں سامان رکھ کر ہوٹل سے باہر آئے کار میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوئے پارس ڈرائیو کر رہا تھا۔ باربرا خیال خوانی کے ذریعے لاثانی کے ماتحت طیب منیر کے پاس پہنچی ہوئی تھی۔ پچھلی رات کو لاثانی کے تہ خانے سے نکلتے وقت پارس نے وہ دونوں ہیرے طیب منیر کی جیب میں ڈال دیے تھے۔ باربرا طیب منیر کو دماغی طور پر غائب کرکے اسے دکان کے اس حصے میں لے گئی تھی جہاں وہ رہتا تھا۔ وہاں اس نے لباس بدلا تھا۔ جس جیب میں ہیرے تھے' وہ لباس وہیں چھوڑ دیا تھا پھر دکان میں واپس آگیا تھا۔ باربرا نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تو وہ ذرا پریشان ہوا پھر یہی سمجھا کہ وہی خیال خوانی کرنے والی اسے پریشان کر رہی ہے۔ اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ پانچ منٹ کی غفلت میں ان ہیروں کا امین بن چکا ہے۔

اب پارس کے ساتھ ائرپورٹ کی طرف جاتے ہوئے باربرا پھر طیب منیر کے اندر پہنچ گئی تھی۔ وہ غائب دماغ ہو گیا تھا۔ اس نے دکان کے رہائشی حصے میں جا کر لباس تبدیل کیا۔ وہی لباس پہنا' جس میں وہ ہیرے تھے پھر دکان بند کرکے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ائرپورٹ آگیا۔ پارکنگ ایریا میں باربرا اور پارس اس کے منتظر تھے۔ پارس نے اس کی جیب سے ہیرے نکال کر اپنی جیب میں رکھے پھر دونوں خصوصی طیارے میں آکر بیٹھ گئے۔ جب طیارہ پرواز کرنے لگا تو باربرا نے طیب منیر کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

وہ ایک دم سے چونک کر سوچنے لگا۔ "میں ائرپورٹ کیسے پہنچ گیا؟ میں تو اپنی دکان میں تھا۔"

باربرا نے کہا۔ "اپنے آقا لاثانی کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ ہیرے تمہارے پاس چھپائے گئے تھے۔ تم نے سحرزدہ ہو کر ہماری امانت ہمیں لوٹا دی۔ ہم اسے لے کر جا رہے ہیں۔ خدا حافظ۔"

وہ دماغی طور پر طیارے میں حاضر ہوئی۔ پاشا کہہ رہا تھا۔ "مسٹر پارس! میں نے آپ کا بڑا ذکر سنا تھا مجھے خوشی ہے کہ آج ملاقات ہو گئی۔"

پارس نے باربرا کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ "تمہیں اس لڑکی سے مل کر زیادہ خوشی ہوگی۔"

"یہ کون ہے۔ تعارف کراؤ۔"

"تعارف سمجھو یا تعریف سمجھو' یہ میری مادہ ہے۔"

وہ گھور کر بولی۔ "یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ میں پارس ہوں' یہ پارسا ہے۔ اتنی پارسا ہے کہ نر پارس بھی اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ یہ قدرت کی ستم ظریفی ہے۔ بیچاری لڑکی بن کر پیدا ہوئی لیکن آج تک خود کو لڑکا ہی سمجھ رہی ہے۔"

پاشا نے اسے بڑے غور سے' بڑے شوق سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "مس پارسا! کیا یہ درست ہے؟"

"میرا نام پارسا نہیں باربرا ہے۔ تم اس کی بکواس پر کان نہ دھرو۔"

پاشا نے پوچھا۔ "تو پھر پارس جھوٹ کہتا ہے۔ تم خود کو لڑکی سمجھتی ہو؟"

"نہیں' یہ سچ ہے' میں لڑکی نہیں لڑکا ہوں۔ مرد ہوں۔"

"لیکن یہ حسن' یہ شباب؟"

پارس نے کہا۔ "ہاتھی کے دانت ہیں۔ دکھانے کے لیے ہیں۔ کھانے کے لیے نہیں ہیں۔"

"پارس! میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔ کام کی باتیں نہیں کرو گے تو ابھی پاپا سے شکایت کروں گی۔"

پھر وہ صومالیہ کے جنگلی قبیلے کی زبان میں بولی۔ "پاشا! ہمیں کام کی باتیں کرنی چاہئیں۔"

وہ حیران ہو کر بولا۔ "تم یہ زبان جانتی ہو؟"

"ہاں' مجھے اس قبیلے اور بیس فٹ اونچے بت کے متعلق بتاؤ۔"

پارس نے کہا۔ "اے' تم دونوں یہ زبان بولو گے تو میں احمق کی طرح بیٹھا رہوں گا۔ کم آن' قابلِ فہم زبان میں گفتگو کرو۔"

وہ بولی۔ "تمہاری یہی سزا ہے۔ آئندہ فضول باتیں کرو گے تو ہم اس اجنبی زبان میں گفتگو کرنے لگیں گے۔"

پاشا نے کہا۔ "یہ اس جنگلی قبیلے کے متعلق پوچھ رہی ہے' جہاں ہم جا رہے ہیں۔ وہ قبیلہ پاپگ مائس کہلاتا ہے۔ دراصل صومالیہ سے ہزاروں میل دور کانگو بین کے جنگلات میں چھوٹے قد کے انسان رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ ہجرت کر کے دریائے جوبا کے اس پار گھنے جنگل میں آباد ہو گئے ہیں۔ پاپگ مائس قبیلے کے حبشیوں کا قد زیادہ سے زیادہ چار یا ساڑھے چار فٹ کا ہوتا ہے۔ یہ بڑے شاطر ہوتے ہیں۔ بظاہر بزدل نظر آتے ہیں۔ ہم جیسے قد آور لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لیے چھپ کر حملے کرتے ہیں۔ دوست بن جائیں تو خوب عزت کرتے ہیں۔ دشمنی پر آجائیں تو چھپ چھپ کر حملے کرتے ہوئے دور ہی دور سے رگیدتے ہوئے موت کی دلدل تک لے جاتے ہیں۔ جہاں وہ آباد ہیں' وہاں ایک پہاڑی کے غار میں خطرناک دلدل ہے۔ اس دلدل تک جس کے پاؤں چلے جاتے ہیں' وہ پھر زندہ یا مردہ واپس نہیں آپاتا' اس میں دھنستے دھنستے نابود ہو جاتا ہے۔

"یہ لوگ شہری آبادیوں کے قریب نہیں آتے۔ مویشی پالتے ہیں۔ سانپ اور بندر پکڑ کر دریائے جوبا تک آتے ہیں۔ صومالیہ کی حکومت طبی تجربات کے لیے ان سے سانپ اور بندر کثیر تعداد میں خریدتی ہے۔ ان کے عوض وہ اناج حاصل کر کے پھر گھنے جنگل میں گم ہو جاتے ہیں۔

"جس پہاڑی کے غار میں وہ دلدل ہے اسی پہاڑ کے ایک حصے کو تراش کر انہوں نے تقریباً بیس فٹ اونچا ایک بت بنایا ہے۔ وہ اس بت کی پوجا کرتے ہیں۔ اس بت کا جسم اندر سے کھوکھلا ہے۔ اس کے پیروں سے لے کر سر تک پتھر کی سیڑھیاں ہیں۔ وہ سیڑھی بت کے اندر تیسری منزل تک لے جاتی ہے۔ دوسری منزل پر قید خانہ ہے۔ وہ حبشی اپنے دشمنوں کو مضبوطی سے باندھ کر اُس قید خانے میں بھوکا پیاسا چھوڑ دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ دشمن دیوتا کے پیٹ میں ہیں اور دیوتا انہیں کھا رہا ہے۔ جب ان قیدیوں کی ہڈیاں رہ جاتی ہیں تو وہ ان ڈھانچوں کو دلدل میں پھینک دیتے ہیں۔

"تیسری منزل پر یعنی دیوتا کے سر میں اس قبیلے کا سردار رہتا ہے۔ اس کے سر میں بہت سے خفیہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ وہیں تین خفیہ خانوں میں فارمولوں کی تین فائلیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایک فائل میں قوتِ سماعت' دوسری میں قوتِ بصارت اور تیسری میں جسمانی اور دماغی توانائی کے فارمولے ہیں۔"

پارس نے پوچھا۔ "اس بستی میں کتنے افراد ہوں گے؟"

"تقریباً دو سو افراد ہوں گے۔ جنگل میں دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ گھاس پھوس کی جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہیں۔"

"تم نے ان سے کیسے دوستی کی؟"

"میں وہاں کچھ جڑی بوٹیاں حاصل کرنے گیا تھا۔ میں نے دریائے جوبا کے پاس آنے والے ایک پاپگ مائس بوڑھے حبشی کو اپنے پاس پناہ دی تھی۔ اس قبیلے میں یہ دستور ہے کہ جو لوگ بوڑھے ہو جاتے ہیں اور قبیلے میں تقسیم ہونے والی خوراک پر بوجھ بن جاتے ہیں تو انہیں دیوتا کے پیٹ میں پہنچا کر باندھ دیا جاتا ہے تاکہ وہ زندگی کے آخری ایام میں دیوتا کی خوراک بن کر جنت میں پہنچ جائیں۔ وہ بوڑھا حبشی دیوتا کی خوراک نہیں بننا چاہتا تھا۔ وہاں سے بھاگ کر شہر کی طرف آنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے ملازم رکھ لیا۔ اس سے وہاں کی زبان سیکھی۔ ان کے طور طریقے معلوم کیے پھر اسے سمجھایا کہ وہ میری ہدایات پر عمل کرے گا تو قبیلے کا سردار اسے دیوتا کی خوراک نہیں بنائے گا۔ وہ میری ہدایات کے مطابق واپس گیا۔ قبیلے کے لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے سردار سے کہا۔ "میں دیوتا کے اوتار سے مل کر آ رہا ہوں۔ وہ آج رات کو بستی میں آئے گا اور ہم سب کو ایک ماہ کا اناج اور کپڑے دے گا۔"

سردار نے کہا۔ "شہری لوگ پہلے بھی آئے۔ یہاں سے جڑی بوٹیاں لے گئے اور ہمیں اناج بھی دیا۔ تم کون سی نئی بات بتا رہے ہو؟"

بوڑھے نے کہا۔ "وہ دیوتا کا اوتار دیکھنے میں انسان ہے لیکن کوئی آسمانی بلا ہے۔ وہ گہری تاریکی میں چھپی ہوئی چیزوں کو اور انسانوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ تاریکی میں اس کی دونوں آنکھیں چیتے کی طرح چمکتی ہیں۔ آج رات ایک بھی مشعل نہ جلائی جائے۔ وہ اندھیرے میں آکر سردار سے مصافحہ کرے گا۔"

پھر بوڑھے نے کہا۔ "اس اوتار کی یہ خوبی ہے کہ وہ جہاں بھی ہو وہاں سے ہماری باتیں سنتا رہے گا۔ وہ آکر سردار کو بتائے گا کہ وہ مجھ سے کیسی باتیں اور کیسے سوالات کرتا رہا ہے۔ وہ سردار کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ سنائے گا۔"

"اس بوڑھے نے میری قوتِ سماعت اور بصارت کے علاوہ میری شہ زوری کے بھی قصیدے پڑھے۔ میں نے منصوبے کے مطابق رات کو وہاں جا کر گاڑی روکی۔ اس کی ہیڈ لائٹس پہلے سے بجھی ہوئی تھیں۔ مجھے روشنی کے بغیر نظر آ رہا تھا۔ میں نے تاریکی میں سردار کے پاس پہنچ کر اُس سے مصافحہ کیا۔ اسے وہ تمام باتیں سنائیں جو وہ بوڑھے سے کر چکا تھا پھر مشعلیں روشن ہو گئیں۔ سب نے یقین کر لیا کہ میں دیوتا کا اوتار ہوں۔ میری گاڑی میں اناج بھرا ہوا تھا۔ اسے میں نے سردار کے حوالے کیا۔ وہاں کچھ بیمار تھے میں نے انہیں زود اثر دوائیں دیں۔ دوسرے دن کسی کا بخار اتر گیا کسی کا زخم بھر گیا وہ سب میرے سامنے جھکنے لگے کیوں کہ ان کا سردار میرے سامنے گھٹنے ٹیکتا تھا۔ پھر تیسرے دن مجھے جسمانی طاقت کے مظاہرے کا موقع مل گیا۔ ایک قد آور گوریلا کانگو بین جنگلات سے بھٹک کر ادھر چلا آیا۔ بونے حبشی اسے دیکھ کر دہشت زدہ ہوئے۔ بستی میں بھگدڑ مچ گئی۔ وہاں کے تیر انداز چھپ چھپ کر

تیر چلانے لگے۔ میں نے انہیں تیر اندازی سے منع کیا پھر اس گوریلے کے مقابلے پر ڈٹ گیا۔ ان بونوں نے اپنی زندگی میں دیکھا اور سنا تھا کہ گوریلے ایسے طاقتور ہوتے ہیں کہ شیر سے لڑ جاتے ہیں۔ میں نے لڑتے لڑتے اسے مار گرایا۔ ایک بھاری پتھر اٹھا کر اس کے سر پر چل دیا۔ سب لوگ خوشی سے ناچنے گانے لگے۔ یہ عقیدہ ان کے دماغوں میں اٹل ہو گیا کہ واقعی میں دیوتا کا اوتار ہوں۔ وہ گوریلا بستی میں تباہی مچانے کے لیے آنے والا تھا۔ اس سے پہلے ہی دیوتا میرے روپ میں آگیا ہے۔

"مجھے رہنے کے لیے دیوتا کی کھوپڑی میں جگہ دی گئی۔ میں نے سردار کو فارمولوں پر مشتمل تین فائلیں دکھا کر کہا۔ "یہ تمہارے دیوتا کی امانت ہیں۔ انہیں یہاں یوں چھپا کر رکھو کہ کسی انسان کی نظر بھی ان پر نہ پڑے۔ اگر کسی نے انہیں ہاتھ بھی لگایا تو میں تم سب کی خیر و برکت کے لیے کبھی واپس نہیں آؤں گا۔"

"سردار نے ان فائلوں کو تین الگ الگ خانوں میں رکھا پھر اس نے ان گہرے خانوں کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیے۔ اس کے بعد سردار نے بستی والوں کو حکم دیا کہ آج کے بعد سے کوئی انسان موت سے دیوتا کے پیٹ تک تو آئے گا لیکن کھوپڑی میں قدم نہیں رکھے گا۔ ادھر کا رخ کرنے والے کو زہریلے تیروں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔"

پاشا اتنی معلومات فراہم کر کے چپ ہوا۔ باربرا نے کہا۔ "مرینا کچھ لوگوں کے ساتھ وہاں جا رہی ہے۔ شاید وہاں پہنچ گئی ہو گی۔ اگر وہ پاپگ مائس بونوں سے دوستی کرنے میں کامیاب ہو جائے گی تو اس بت کی کھوپڑی تک پہنچنا اس کے لیے زیادہ مشکل نہیں ہو گا۔"

پاشا نے کہا۔ "ایک زہریلا تیر اسے جہنم میں پہنچا دے گا۔"

"مرینا کے ساتھ ایک زہریلی لڑکی صفورا بھی ہے۔ اس پر زہریلے تیر اثر نہیں کریں گے۔ پھر ان کے پاس جدید ہتھیار ہوں گے۔ ان ہتھیاروں کے سامنے بونے گھٹنے ٹیک دیں گے۔"

"جب وہ گھٹنے ٹیک دیں اور مجبوراً محکوم بن جائیں تو سمجھ لو کہ وہ مکاری پر اتر آئیں گے۔ مرینا وغیرہ کی شامت آجائے گی۔ بت کے اندر جانے کے لیے سیڑھی والا راستہ ہمیشہ بند رہتا ہے۔ بس خاص موقعوں پر کھلتا ہے۔ وہ لوگ مرینا اور صفورا وغیرہ کو بت کے اندر سے لے جائیں گے پھر اچانک گم ہو جائیں گے۔ چھپ چھپ کر تیر چلاتے ہوئے انہیں رگیدتے ہوئے دلدل میں پہنچا کر غار سے واپسی کے تمام راستے بند کر دیں گے۔"

وہ پاپگ مائس قبیلے کی باتیں کرتے کرتے بیضابہ پہنچ گئے۔ اس شہر کے طیارے میں دو سو ٹن اناج' دوائیں اور کپڑے تھے۔ وہ تینوں جدید ہتھیاروں سے لیس ہو گئے۔ اگرچہ پارس کبھی ہتھیار ساتھ نہیں رکھتا تھا لیکن وہاں کے حالات نے مجبور کر دیا تھا۔ ایئرپورٹ پر عبوری حکومت کے چند اعلیٰ افسران آئے تھے۔ ان کے لیے جیپ اور ویگن کاریں بھی لائے تھے۔ ایک افسر نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگ انسانی فرض ادا کرنے کے لیے اناج لائے ہیں لیکن یہ آپ کے لیے وبالِ جاں ہو گا۔ ایئرپورٹ کے باہر کتنے ہی خطرناک گروہ اس امداد کو لوٹنے کے منتظر ہوں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ آپ لوگوں کا جانی نقصان ہو۔"

پارس نے کہا۔ "آپ یہ سب کچھ لے جائیں۔ ہمارے لیے صرف پچاس ٹن اناج دریائے جوبا کے ساحل تک پہنچا دیں۔ ہم یہ پچاس ٹن اناج اور کچھ دوائیں پاپگ مائس قبیلے میں پہنچائیں گے۔ کیا آپ یہ تعاون کریں گے؟"

"بے شک آپ اپنے ساتھ دو گائیڈ لے جائیں۔ رات دس بجے تک آپ کا مطلوبہ اناج اور دوائیں جوبا کے ساحل تک پہنچ جائیں گی۔"

چند نیگرو ملازموں نے باربرا' پارس اور پاشا کا سامان ایک جیپ میں رکھ دیا۔ ان کے سامان میں پھل' خشک میوے اور کھانے کے سربند ڈبے تھے۔ کچھ اضافی ہتھیار اور کارتوس تھے۔ وہ تینوں جیپ میں بیٹھ گئے۔ ایک گائیڈ نے اسٹیئرنگ سیٹ سنبھال لی۔ دوسرا گائیڈ گاڑی کے پچھلے حصے میں کھڑا ہو گیا۔ اس طرح وہ قافلہ ایئرپورٹ سے باہر آگیا۔ آگے جا کر ایک مسلح گروہ نے راستہ روک لیا۔ گائیڈ نے مقامی زبان میں کچھ کہا پھر جیب سے ایک کاغذ نکال کر دکھایا۔ انہوں نے کاغذ دیکھ کر جانے کی اجازت دے دی مگر للچائی

نظروں سے جیب میں رکھے ہوئے سامان کو دیکھتے رہے۔

باربرا نے پارس سے کہا۔ "میں نے گائیڈ کے خیالات پڑھے ہیں۔ وہ ایک سمجھوتے کا کاغذ دکھا رہا ہے۔ عبوری حکومت اور مسلح قبائلیوں کے درمیان یہ سمجھوتا ہوا ہے کہ بیرونی ممالک سے جو بھی امداد آئے گی اسے وہ آپس میں تقسیم کرلیں گے اور امداد پہنچانے والی ٹیم کو سلامتی سے کہیں بھی جانے کی اجازت دیں گے اور باغیوں سے ان کی حفاظت کریں گے۔"

وہ شہر کے مختلف راستوں سے گزر رہے تھے۔ ہر جگہ ویرانی اور قبرستان کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سڑکوں پر برائے نام گاڑیاں تھیں۔ متوسط اور نچلے طبقوں کے تمام عوامی ہوٹل بند پڑے ہوئے تھے۔ اناج ہی نہیں تھا تو ہوٹلوں میں کیا پکایا جاتا اور کیا کھلایا جاتا؟ فائیو اسٹار اور فور اسٹار جیسے اونچے ہوٹلوں میں غیر ملکی نظر آتے تھے۔ گیٹ پر مسلح گارڈز رہا کرتے تھے' وہ بھوکے عوام کو ہوٹلوں کے قریب نہیں آنے دیتے تھے۔ بیمار اور بھوکے لوگ سڑکوں پر لیٹ کر گاڑیوں کا راستہ روکتے اور ایک مٹھی اناج مانگتے تھے۔ سپاہی ہاتھوں میں ڈنڈے لیے انہیں مار مار کر بھگاتے تھے۔ وہ لاغر اور ہڈیوں کے ڈھانچے بھاگنے اور چلنے کے قابل بھی نہیں رہ گئے تھے۔ انہیں بھگایا جاتا تو وہ سڑکوں پر رینگتے ہوئے فٹ پاتھ کی طرف جاتے تھے۔

باربرا' پارس اور پاشا سے ایسے مناظر دیکھے نہیں جا رہے تھے۔ وہ بند ڈبوں کا کھانا ان کی طرف پھینکتے ہوئے گزر رہے تھے۔ فاقہ زدہ مرد' عورتیں اور بچے ان کھانوں پر ٹوٹ رہے تھے۔ ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کر رہے تھے۔ روٹی ایسی چیز ہے جسے حاصل کرنے کے لیے بھوکے انسان اور کتوں کا عمل ایک جیسا ہو جاتا ہے۔

باربرا نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا اور وہاں کی حالتِ زار بتائی۔ میں نے کہا۔ "میں ابھی فرانس کی حکومت سے رابطہ کرتا ہوں۔ اس بار جو امداد بھیجی جائے گی اس کے لیے ایسے انتظامات کیے جائیں گے کہ اناج' دوائیں اور کپڑے براہِ راست عوام تک پہنچتے رہیں۔"

صومالیہ میں روزانہ ہزاروں مسلمان بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے تھے۔ دنیا والوں کی بے حسی اس لیے بھی تھی کہ مسلمان مر رہے ہیں' مرنے دو۔ یہ بے حسی اور خود غرضی اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی بھی تھی۔ ورنہ خلیج کی جنگ میں روزانہ کروڑوں ڈالر خرچ ہوتے رہے۔ اگر صرف ایک روز کی جنگ میں خرچ ہونے والی رقم صومالیہ کے مسلمانوں کو دی جاتی تو لاکھوں مسلمان یوں بے موت نہ مرتے۔ بے حسی جب تک زندہ رہتی ہے' لوگ یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ وہ کبھی بے موت نہیں مریں گے۔

زندہ لوگو! ذرا موت کا حساب کرو' پتا چلے گا کہ آج کی دنیا میں انسان طبعی موت کم اور بے موت زیادہ مر رہا ہے۔ اگر ہم نے اور تم نے ایک دوسرے کو تحفظ نہ دیا تو جلدی ہمیں اور تمہیں بھی [illegible] موت مرنا ہے۔

سوچو' کیسے مرنا ہے۔

✻✻✻

مرینا کا قافلہ دریا جوبا کے ساحل تک پہنچ گیا۔ وہاں ایک بڑا گھاٹ بنا ہوا تھا۔ ادھر سے گزرنے والی کشتیاں اور لانچیں اس گھاٹ پر گھنٹے آدھے گھنٹے کے لیے رکتی تھیں۔ ساحل پر پتھروں سے بنائی ہوئی کئی کمروں کی چار دیواری تھی۔ مسافروں کو دھوپ اور گرمی سے بچانے کے لیے دور تک ایک سایہ دار چھت گھاس پھوس سے بنائی گئی تھی۔ جب وہ قافلہ وہاں پہنچا تو گھاٹ پر پہلے کئی مسافر موجود تھے۔ ان میں کچھ غیر ملکی تھے۔ انہوں نے گیس لائٹ کے ذریعہ دور تک روشنی کی ہوئی تھی۔ مرینا نے عبداللہ سے کہا۔ "معلوم کرو یہ کون لوگ ہیں۔"

اس نے کہا۔ "بڑے بڑے اخبارات کے رپورٹرز اور فوٹو گرافرز آتے رہتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہوں گے پھر بھی میں معلوم کرتا ہوں۔"

ایک کمرے میں چند مسافر تھے۔ ان کے پاس ویڈیو کیمرے' لائٹس اور چھوٹے جنریٹر تھے۔ وہ جنریٹر چلا کر اس علاقے کی فلمی رپورٹ تیار کرنے کے انتظامات کر رہے تھے۔ بھاری گاڑیوں اور وزنی سامان کے ساتھ دریا پار کرنے کے لیے فیری سسٹم تھا۔ وہ لوگ وہاں فیری کا ہی انتظار کر رہے تھے۔

دوسرے کمرے میں چارجر لائٹ کی روشنی تھی۔ وہاں پانچ غیر ملکی تھے۔ ان میں تین ہٹے کٹے مرد اور دو حسین عورتیں تھیں۔ ان کے پاس کھانے پینے اور ضروری سامان کے علاوہ چھوٹے بڑے ہتھیار اور کارتوس کی پیٹیاں بھی تھیں۔

مرینا نے تیسرے کمرے میں قیام کیا۔ صفورا نے عبداللہ سے کہا۔ "یا اخی! دوسرے کمرے کے مسافر شکاری ہیں یا پھر کسی خطرناک ارادے سے ادھر آئے ہیں۔ ان کے پاس ہتھیار کافی تعداد میں ہیں۔ میں نے گزرتے ہوئے دیکھا ہے' ان کے ایک بیگ پر اسرائیلی پرچم بنا ہوا ہے۔"

مرینا نے کہا۔ "اگر یہ یہودی ہیں تو ضرور کوئی بڑا فائدہ حاصل کرنے آئے ہیں۔ ہمیں ان کے ارادوں کا علم ہونا چاہیے۔ ڈی کروز! تم جاؤ اور ان سے تعارف حاصل کرو۔"

ڈی کروز دوسرے کمرے کے دروازے میں آیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا۔ "میں آسکتا ہوں؟"

وہ پانچوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا "میرا نام کیری بال ہے۔"

"اور میرا نام ڈی کروز ہے۔ میں اپنی بہن میبا کے ساتھ مخصوص جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آیا ہوں۔"

کیری بال نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔ "یہ مس لوسی' یہ مس فلاور یہ مسٹر پال اور یہ مسٹر جوڈی کالم ہیں۔ ہم اسرائیل سے آئے ہیں۔ اپنے ملک کے چڑیا گھروں کے لیے گوریلوں کو پکڑنے آئے ہیں۔ سنا ہے' دریا کے اس پار گھنے جنگلوں میں گوریلے رہتے ہیں۔"

وہ ایک دوسرے سے مل کر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ جوڈی کالم نے جیب سے سگریٹ کا ایک پیکٹ نکال کر ڈی کروز سے پوچھا۔ "سگریٹ کا شوق ہے؟"

ڈی کروز نے جیب سے ایک پاکٹ سائز کی بوتل نکال کر دکھاتے ہوئے کہا۔ "میں سگریٹ نہیں' شراب کا رسیا ہوں۔"

مرینا ڈی کروز کو سمجھا رہی تھی کہ جیب سے اپنی دوا کی بوتل نکال کر ظاہر کرو کہ شراب پی رہے ہو۔ اگر یہ دشمنوں کے آلۂ کار ہوں گے تو ان میں چھپا ہوا کوئی خیال خوانی کرنے والا دھوکا کھائے گا۔ وہ سوچے گا کہ شراب پینے والا سانس نہیں روک سکے گا۔ وہ تمہارے چور خیالات پڑھنے آئے تو سانس روک لینا۔ ہمیں ان کی اصلیت کسی حد تک معلوم ہو جائے گی۔

ادھر بہت پہلے ہی الپا نے جوجو کے چور خیالات پڑھے تھے اور بڑے بھائی برین آدم کو پاشا اور اس کے فارمولوں کے متعلق بتایا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ پاشا' پارس اور باربرا کے ساتھ اس جنگل میں جانے والا ہے اور برین آدم نے کہا تھا کہ وہ اہم اور غیر معمولی فارمولے اس کے ملک میں آئیں گے۔

مس لوسی' مس فلاور' مسٹر پال' مسٹر جوڈی کالم اور کیری بال' یہ پانچوں برین آدم کے خونخوار اور خطرناک ماتحت تھے۔ اس وقت الپا' جوڈی کالم کے دماغ میں گئی اسے پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ کسی پر شبہ ہو کہ وہ خیال خوانی کرنے والا ہے تو اس کے سامنے سگریٹ پیو۔ وہ تمہاری اصلیت معلوم کرنے کے لیے ضرور دماغ میں آئے گا۔

الپا نے اپنے آلۂ کاروں کے ذریعہ مرینا کو دیکھ کر سوچا' وہ خیال خوانی کرنے والی باربرا ہو گی۔ اس نے جوڈی سے کہا۔ "سگریٹ پیو' ابھی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔"

اس سگریٹ میں تمباکو تھا مگر بے ضرر تھا۔ یوگا جاننے والے کو نقصان نہیں پہنچاتا تھا۔ اس نے جیسے ہی سگریٹ کا ایک کش لیا۔ مرینا اس کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔

دوسری طرف ڈی کروز نے دوا کی بوتل کو شراب کہہ کر جیسے ہی منہ سے لگایا اور ایک گھونٹ پیا۔ ویسے ہی الپا اس کے اندر پہنچی اور پہنچتے ہی باہر نکل گئی۔ ڈی کروز نے بھی سانس روک لی تھی۔

جوڈی کالم نے ہنستے ہوئے سگریٹ کو فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔ "اس سگریٹ کے تمباکو کی تیزی اور نشہ ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ بے ضرر ہے۔ باربرا! تم دھوکا کھا گئیں۔"

مرینا' عبداللہ اور صفورا کے ساتھ دوسرے کمرے میں آگئی۔

اُردو زبان کی پہلی کتاب جس میں اس عمل کی حقیقی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔

- ہپناٹزم کے بارے میں آج تک کی تمام تحقیقات کا نچوڑ
- جدید طریقے اور مشقیں
- ہپناٹزم کی مشقوں کے لیے مکمل لائحہ عمل اور پورا پروگرام
- بے شمار سوالات کے جواب
- ہپناٹزم کے موضوع پر ایک مکمل اور مستند کتاب جس میں مصنّف کے ذاتی تجربے بھی شامل ہیں۔

ارتکازِ توجہ کے لیے سیاہ دائرہ اور مشقوں کو سمجھنے کے لیے حقیقی تصاویر۔

وہ لوگ اسے باربرا سمجھ رہے تھے۔ اس طرح یہ سمجھ میں آیا کہ اس مخالف پارٹی کا تعلق پارس سے نہیں ہے چونکہ ان میں بھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے اس لیے وہ الپا ہوگی یا ماسک مین کا ایوان راسکا۔

مرینا اور ایوان راسکا میں دوستی تھی۔ اس نے رابطہ کرکے معلومات حاصل کیں صرف آدھے منٹ میں معلوم ہوگیا کہ اس جنگل میں ماسک مین کی ٹیم نہیں ہے۔ ایوان راسکا اس معاملے میں مصروف نہیں ہے۔

جوڈی نے اپنے کمرے میں مرینا کو آتے دیکھ کر کہا۔ "ہیلو مس باربرا! ابھی یہ ڈی کروز تمہیں میریا کہہ رہا تھا لیکن میں نے چالاکی سے دریافت کرلیا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "میں میریا ہوں مگر تسلیم کرتی ہوں کہ باربرا میرے دماغ میں ہے اور میں اس کی آلۂ کار ہوں لیکن ہماری مادام باربرا نے بھی چالاکی دکھائی ہے۔ اس نے ڈی کروز کو یہ دوا پینے کا حکم دیا۔ تمہاری الپا نے سمجھا' یہ شراب پی رہا ہے۔ اس کے دماغ میں جگہ مل جائے گی مگر افسوس کہ وہ ناکام ہوگئی ہے۔"

"تمہاری مادام باربرا بھی ناکام ہوچکی ہے لیکن فائدہ تمہیں بھی ہوا ہمیں بھی۔ ہم سب کو ایک دوسرے کی اصلیت معلوم ہوچکی ہے۔ اب ہمارے درمیان دشمنی ہوگی تو کھل کر اور دوستی ہوگی تو جم کر۔"

مرینا نے کہا۔ "دشمنی دونوں کو مہنگی پڑے گی لہٰذا دوست بن کر بتاؤ یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟"

"وہی جو تمہارا مقصد ہے۔"

"ہمارا مقصد تمہیں کبھی معلوم نہیں ہوسکے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "وہ فارمولے زمین کی تہہ میں بھی چھپے ہوں گے تو ہم انہیں نکال لائیں گے۔"

مرینا کو چپ سی لگ گئی۔ دماغ میں سنسناہٹ سی ہونے لگی۔ اس نے عبداللہ اور صفورا کو چور نظروں سے دیکھا پھر پوچھا۔ "تم لوگ فارمولے کے متعلق کیا جانتے ہو؟"

جوڈی نے کہا۔ "پہلے تو ہم یہ جانتے ہیں کہ پارس' باربرا اور پاشا یہاں آئے ہیں۔ تم خود کو میریا کہہ رہی ہو لیکن کسی حد تک یقین سا ہے کہ تم باربرا ہو۔ پاشا کے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ غیر معمولی جسمانی اور دماغی قوتوں کا حامل ہے۔ شاید وہ اس نیگرو کے بھیس میں ہے۔"

وہ عبداللہ کو پاشا سمجھ رہا تھا کیوں کہ پاشا ڈیل ڈول میں ہاتھی جیسا طاقت ور لگتا تھا۔ اس نے مرینا سے کہا۔ "ہمیں پارس کے قد' جسامت اور حلیے کے متعلق جو بتایا ہے۔ اس طرح کا کوئی جوان تمہارے ساتھ نظر نہیں آرہا ہے۔ شاید وہ کہیں چھپا ہوا ہے۔"

مرینا نے کہا۔ "یہی سمجھ لو۔ وہ چھپنے کے بعد اندھے تیر کی طرح ہوتا ہے' جو تاریکی میں کہیں سے بھی آکر جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔"

"چلو یہ بھی دیکھ لیں گے کہ وہ اس تاریک جنگل میں کو ہو آئے گا۔ ویسے ایک مشورہ دیتا ہوں۔ اپنے کمرے میں جاؤ اور آرام سے غور کرو۔ اگر ہم نے بازی مارلی اور وہ فارمولے لے گئے تو تمہیں کیا ملے گا؟ اور اگر دوست بن کر وہ کاغذات حاصل کریں گے تو شہر پہنچنے تک آدھے کاغذات پارس رکھے گا۔ آدھے ہم رکھیں گے پھر شہر میں ان کی فوٹو اسٹیٹ کاپی کرائی جائے گی۔ پارس آدھے کاغذات کی کاپیاں ہمیں دے گا۔ ہم اپنے آدھے کاغذات کی کاپیاں اسے دیں گے۔ اس طرح کوئی جھگڑا نہیں ہوگا۔ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا پھر آئندہ بھی ہمیشہ دوستی قائم رہے گی۔"

"مشورہ معقول لگتا ہے۔ میں اس سلسلے میں پارس سے بات کروں گی۔"

وہ عبداللہ' صفورا اور ڈی کروز کے ساتھ اپنے کمرے میں آ گئی۔ وہ سب ایک دوسرے کے قریب سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ مرینا نے سرگوشی میں کہا۔ "وہ مجھے باربرا اور عبداللہ کو پاشا سمجھ رہے ہیں۔ ہماری اصلیت ظاہر ہونے سے پہلے ان سب کو یہیں ختم کر دو۔ انہیں دریا پار کرنے کا موقع ہی نہ دو۔"

عبداللہ نے کہا۔ "جنگل میں شکار کا دستور یہ ہے کہ شکار کو الگ الگ رگید کر پھر گھیر کر اسے ہلاک کیا جاتا ہے۔ یوں بھی ان سب پر ایک ساتھ حملہ کرنا نادانی ہوگی۔ ان کے پاس کافی ہتھیار ہیں۔"

مرینا نے پوچھا۔ "پھر کیا کرو گے؟"

"آسان سی ترکیب ہے۔ ہم ابھی یہاں سے نکلیں گے تو وہ ہمارا تعاقب کریں گے۔ تم میرے ساتھ رہو گی اور صفورا ڈی کروز کے ساتھ جائے گی۔ ہم مختلف راستوں پر جائیں گے تو وہ بھی دو تین کی تعداد میں تقسیم ہو کر ہمارا تعاقب کریں گے پھر میں اور صفورا ان سے نمٹ لیں گے۔"

انہوں نے اسی تدبیر پر عمل کیا۔ اپنے نیگرو ملازموں سے سامان اٹھوایا پھر وہاں سے جانے لگے۔ جوڈی اور کیری بال وغیرہ نے انہیں جاتے دیکھا پھر انہوں نے بھی اپنا اپنا سامان اٹھوالیا۔ ان سے کافی فاصلہ رکھ کر ان کے پیچھے چلنے لگے۔ آگے جاکر مرینا کی ٹیم دو حصوں میں تقسیم ہو کر دو مختلف سمتوں میں جانے لگی۔ جوڈی نے کیری بال سے کہا۔ "تم پال اور لوسی کے ساتھ ان کے پیچھے جاؤ۔ میں مس فلاور کے ساتھ ان کے پیچھے جارہا ہوں۔"

پال نے کہا۔ "اس طرح ہم جنگل میں بھٹک جائیں گے۔"

جوڈی نے کہا۔ "الپا ہم سب کے اندر آکر گائیڈ کرے گی۔ ہم کسی ایک جگہ آکر مل جائیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو تم لوگ واپس اسی گھاٹ میں آجانا اور ہمارا انتظار کرنا۔"

وہ بھی تقسیم ہو کر دو مختلف سمتوں میں چلنے لگے۔ وہاں گھنے درخت اور جھاڑیاں تھیں کہ آسانی سے...... آنکھ مچولی کا کھیل جاری رہ سکتا تھا۔ صفورا اور عبداللہ جنگل کے کیڑے تھے۔ وہاں کی بھول بھلیوں کو خوب جانتے تھے۔ صفورا' ڈی کروز کو اور عبداللہ مرینا کو لے کر ان بھول بھلیوں میں گم ہوگئے۔ جوڈی وغیرہ کے پاس ٹارچ لائٹس تھیں۔ وہ دور تک ٹارچ کی روشنی میں دیکھتے اور آگے بڑھنے لگے۔ کبھی دائیں' کبھی بائیں سمت راستے بدل کر انہیں تلاش کرنے لگے۔

وہ شہری درندے تھے۔ جنگلی درندوں کا کھیل نہیں جانتے تھے۔ انہیں اندھیری رات میں سانپ نظر آئے۔ ایک شیر کے دہاڑنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ ان کے ساتھ آنے والی حسین عورتیں سہمی جارہی تھیں۔ مس فلاور نے کہا۔ "جوڈی! ہم سے کہا گیا تھا کہ کوئی خطرہ پیش نہیں آئے گا۔ ہم ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر افریقہ کی سیر کریں گے۔"

"اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ذرا آنکھیں کھلی رکھو اور ان چھپنے والوں کو تلاش کرو۔"

"پلیز! مجھے واپس بھیج دو۔"

"ہم پاگل نہیں ہیں' تمہیں اور لوسی کو خاص مقصد سے یہاں لائے ہیں۔"

"کیا مقصد ہے' صاف صاف بتاؤ۔"

"ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ فارمولے کسی جنگلی قبیلے کی تحویل میں ہیں۔ یہاں کے سیاہ فام جنگلی سردار گوری اور چکنی عورتوں کو پسند کرتے ہیں۔ ہم تمہیں اور لوسی کو رشوت کے طور پر پیش کرنے کے لیے لائے ہیں۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔ میں کسی کالے خوفناک نیگرو کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی اور تم مجھے پیش کرنا چاہتے ہو۔ میں اسرائیلی انٹیلی جنس کی جاسوسہ ہوں کوئی بازاری مال نہیں ہوں۔"

الپا نے اس کے دماغ میں آکر کہا۔ "فلاور! اس جنگل میں چیخنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ انٹیلی جنس کے چیف نے رپورٹ دی تھی کہ تمہاری اور لوسی کی غفلت سے ایک غیر ملکی جاسوس اسرائیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ وہ ہمارا ایک اہم راز چرا کر لے گیا۔ تم دونوں کو سخت سزائیں دی جانے والی تھیں۔ میں نے تمہیں ان سزاؤں سے بچالیا تاکہ تم دونوں اس جنگل میں ہمارے کام آسکو۔"

وہ بولی۔ "مادام! یہ ظلم ہے۔ ہمیں اپنے ہی ملک میں سزا پانے دو۔"

"نہیں سزا یہی طے پائی ہے کہ تم دونوں کو ملک بدر کر کے ایک سیاہ فام حبشی سردار کے پاس عمر قید کے لیے چھوڑ دیا جائے' یہاں تم دونوں کالے بچے پیدا کرتی رہو گی۔"

"مادام! ایسی ذلالت نہ کرو۔ کچھ تو غیرت کرو۔ ہم یہودی ہیں۔ ہمیں مار ڈالو مگر ہماری آبرو کا سودا یوں نہ کرو۔"

الپا نے کہا۔ "اسے اس پہلو سے سوچو کہ تم اپنے وطن اور یہودی قوم کے لیے آبرو قربان کررہی ہو۔ تمہاری قربانی سے یہودی قوم کو ایسے فارمولے ملیں گے' جن کے ذریعے ہم پوری دنیا پر چھا جائیں گے۔"

پھر وہ جوڈی سے بولی۔ "کیا ہوا؟ کیا وہ چھپنے والے نظر نہیں آرہے ہیں؟"

اس وقت جوڈی کی ٹارچ کی روشنی دور کھڑی ہوئی صفورا پر گئی۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "گولی نہ چلانا' وہ لوگ مجھے چھوڑ کر کہیں چلے گئے ہیں۔"

جوڈی نے کہا۔ "یہ تم لوگوں کی کوئی چال ہوگی۔ تمہارے پاس کوئی ہتھیار ہو تو پھینک دو۔"

"میں بالکل نہتی ہوں۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ تم میرا ساتھ دو گے تو میں پاپگ مائس قبیلے تک تمہاری راہنمائی کروں گی۔"

جوڈی ذرا چپ رہا پھر الپا کی ہدایت کے مطابق بولا۔ "تمہیں مطمئن کرنا ہوگا کہ وہ تمہیں کیوں چھوڑ گئے ہیں؟"

وہ دونوں ہاتھ اٹھائے آہستہ آہستہ قریب آتے ہوئے بولی۔ "وہ مجھے قبیلے کے سردار کی داشتہ بنانا چاہتے تھے۔ تمہارے پاس دو گوری عورتیں دیکھ کر انہوں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ وہ مجھے چھوڑ کر تمہاری عورتیں تم سے چھین کر لے جانے والے ہیں۔"

"وہ شہر سے گوری عورت لاسکتے تھے پھر تمہیں کیوں لائے؟"

"میں نے دعویٰ کیا تھا کہ میں پاپگ مائس قبیلے تک انہیں پہنچا سکتی ہوں۔ وہ مجھے موگادشو سے بیضابہ لائے۔ بیضابہ سے گھاٹ آنے کے راستے میں انہیں عبداللہ مل گیا۔ وہی عبداللہ جسے تم لوگ پاشا سمجھ رہے ہو۔ وہ اس جنگل کے اور پاپگ مائس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہے اس لیے انہوں نے مجھ سے پیچھا چھڑا لیا ہے۔"

اس نے پوچھا۔ "پارس اور پاشا کہاں ہیں؟"

وہ بولی۔ "اسی جنگل میں کہیں آس پاس چھپے ہوئے ہیں۔ تمہاری عورتوں کو حاصل کرنے کے بعد ہی دریا پار کریں گے۔"

وہ ایک ہاتھ میں رائفل پکڑے قریب آیا پھر اس کی تلاشی لینے لگا۔ قریب آنے پر اسے گرمی کا احساس ہوا۔ وہ کالی تھی مگر اس میں عجیب سی کشش تھی جوڈی نہیں جانتا تھا کہ یہ زہریلی کشش ہے اور اس کے بدن سے جو آنچ آرہی ہے' وہ زہر کی حرارت ہے۔

وہ تلاشی لینے کے لیے اس کے بدن کو ٹٹولتا ہوا جھکا تو صفورا نے اس کی گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ وہ بولا۔ "سیدھی کھڑی رہو اور مجھے تلاشی لینے دو۔"

وہ بولی۔ "تلاشی کیوں لیتے ہو۔ مجھے گولی مار دو مگر ایک بار گلے سے لگالو۔"

اس نے گردن کے گرد بانہوں کا گھیرا تنگ کردیا۔ اچانک

اسے یوں لگا جیسے وہ ملائم بانہیں نہیں ہیں رینگتے ہوئے دو سانپ ہیں جو گلے کا ہار بن گئے ہیں۔ چونکنے اور سنبھلنے میں دیر ہو گئی۔ جوڈی کے حلق سے چیخ نکلی۔ صفورا نے اس کی گردن کے پاس دانت گاڑ دیے تھے۔ زہر ایسا تھا جیسے بجلی کا کرنٹ لگا ہو۔ ہاتھ سے رائفل چھوٹ گئی تھی۔ اس کی چیخیں جنگل میں دور تک گونجتی جا رہی تھیں۔ وہ زمین پر گر کر تڑپ رہا تھا۔ اس کے ساتھ آنے والی مس فلاور دہشت زدہ ہو کر پیچھے جا کر ایک درخت سے لگ گئی تھی اور تھر تھر کانپ رہی تھی۔

پھر چیخیں مر گئیں۔ چیخنے والا ٹھنڈا پڑ گیا۔ صفورا نے اس کی ٹارچ اور رائفل اٹھائی پھر کہا۔ "فلاور! مجھ سے نہ ڈرو میں صرف دشمنوں کو نہیں چھوڑتی اور تم دشمن نہیں ہو۔"

الپا نے پال اور کیری بال کے پاس آ کر کہا۔ "بری خبر ہے۔ جوڈی مر چکا ہے۔"

پال نے کہا۔ "ابھی ہم نے چیخیں سنی تھیں۔ کیا وہ ہمارا جوڈی تھا؟"

"ہاں، ان کے ساتھ جو سیاہ فام لڑکی ہے، وہ زہریلی ہے۔ اس نے جوڈی کو ڈس لیا ہے۔ تم تینوں کو بہت محتاط رہنا چاہیے۔ ان میں سے کوئی بھی نظر آئے، اسے فوراً گولی مار دو۔ اس کالی لڑکی کو اپنے قریب نہ آنے دو۔ صرف باربرا کو نقصان نہ پہنچانا۔ اسے زخمی کرنا پھر میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

وہ انہیں ہدایات دے کر برین آدم کے پاس آئی۔ اس نے پوچھا۔ "کیا خبر ہے؟"

"افسوس ناک خبر ہے۔ اس ٹیم کا لیڈر جوڈی مر چکا ہے۔ زہریلے پارس کی ٹیم میں ایک اور زہریلی لڑکی ہے۔"

وہ صفورا کے متعلق بتانے لگی کہ اس نے جوڈی کو کیسے ڈس لیا تھا۔ برین آدم نے پوچھا "کیا جوڈی اور اس کے ساتھی سے سامنا ہوتے ہی پارس اور پاشا کو زخمی نہیں کر سکتے تھے؟"

"ان کے ساتھ پارس اور پاشا نہیں ہیں۔ کہیں چھپے ہوئے ہیں۔"

"تو پھر باربرا کو گولی مار کر زخمی کر دو۔"

"باربرا بھی مشکوک ہے۔ وہ خود کو میریا کہتی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق باربرا ان کے دماغ میں رہ کر انہیں گائیڈ کر رہی ہے۔"

"تم پال اور کیری سے کہو۔ کسی بھی طرح میریا کو زخمی کریں پھر اس کے چور خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کر لو گی۔"

وہ پال کے پاس آئی۔ جنگل میں ایک گولی چلنے کی آواز گونج رہی تھی۔ الپا نے پوچھا۔ "یہ فائر کس نے کیا تھا؟"

"مادام! کیری نے مجھ سے ذرا دور ہو کر گولی چلائی ہے تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہم کہاں ہیں۔ وہ ادھر آئیں گے تو ہمارا نشانہ بن جائیں گے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی کچھ فاصلے پر ٹارچ کی روشنیاں ادھر سے ادھر لہرانے لگیں۔ وہ دوسری پارٹی انہیں تلاش کر رہی تھی پھر کوئی بھاری سی چیز ایک درخت کے پیچھے سے آ کر یوں گری جیسے کسی نے دوڑتے ہوئے درخت کے پیچھے سے چھلانگ لگائی ہو۔ کیری نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ درخت کی آڑ سے نکل کر چھلانگ لگانے والے پر گولی چلائی مگر وہ محض فریب تھا۔ ڈی کروز نے ایک بڑے سے بیگ کو درخت کے پیچھے سے پھینکا تھا جیسے ہی کیری نے آگے آ کر فائرنگ کی عبداللہ نے دوسری طرف سے اسے گولی کا نشانہ بنا دیا۔ الپا نے اس کی چیخ سنی۔ پال کے دماغ سے نکل کر اُس کے پاس گئی پھر بھٹک کر واپس آ گئی۔ اس کا دماغ موت کے اندھیرے میں گم ہو چکا تھا۔

وہ بڑے بھائی برین آدم کے پاس یہ کہنے آئی کہ پال دو عورتوں کے ساتھ رہ گیا ہے۔ وہ تنہا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اس کے ادھر آتے ہی اُدھر لوسی نے پال کے پیچھے آ کر شاٹ گن کی نال اس کی پشت سے لگا دی پھر کہا۔ "ذرا بھی حرکت نہ کرنا ورنہ گولی سے اڑا دوں گی۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "یہ کیا حماقت ہے کیا تم دشمنوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے ایسا کر رہی ہو؟"

"نہیں، میں نے کل رات تمہیں جوڈی سے باتیں کرتے سن لیا تھا۔ تم لوگ مجھے اور فلاور کو اس جنگلی قبیلے کے سردار کی خدمت میں رشوت کے طور پر پیش کرنے والے ہو۔"

"تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو۔ جوڈی ایسا کہہ رہا تھا۔ میں تو تمہاری عزت کرتا ہوں۔ تم سے محبت....."

وہ بات ادھوری چھوڑ کر لوسی کو غافل سمجھ کر چھلانگ لگاتا ہوا قریبی درخت کے پیچھے جانا چاہتا تھا۔ جاتے جاتے اس نے پلٹ کر فائر کیا۔ اسی لمحے میں لوسی کی شاٹ گن سے بھی گولی چل گئی پھر نتیجہ وہی ہوا جو ایک دوسرے پر فائر کرنے سے ہوتا ہے۔ اُس کی گولی اُسے اور اس کی گولی اُسے لگی۔ ایک لڑکھڑاتی ہوئی کانٹے دار جھاڑیوں میں گری۔ دوسرا درخت سے ٹکرا کر ایک پتھر پر گرا۔ وہاں سے گھاس پر آیا پھر نشیبی زمین پر سے لڑھکتا ہوا دریا کے پانی میں جا کر ڈوب گیا پھر جب دوسری بار ابھرا تو منہ زور لہریں اس کے بے جان جسم کو بہا کر لے جا رہی تھیں۔

❁❁❁✱✱❁❁❁

ثانی نے خیال خوانی کے ذریعہ علی سے رابطہ کیا۔ اس نے پوچھا۔ "میری جان! کیا بات ہے؟"

"مجھے جان نہ کہو میں غصے میں ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "تمہاری سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ تمہیں کبھی غصہ نہیں آتا۔ کیا پارس کے پاس گئی تھیں؟"

"ہاں۔ ایسی بکواس کرتا ہے کہ سامنے ہو تو منہ نوچ لوں۔"

"آخر وہ کیا کہہ رہا تھا؟"

"تم جانتے ہو، وہ آج کل باربرا کے ساتھ ہے اور باربرا خود کو لڑکی نہیں سمجھتی ہے۔ پارس کہہ رہا تھا آج کل وہ نیک اور شریف ہو گیا ہے۔ باربرا کے ساتھ صراطِ مستقیم پر چل رہا ہے۔"

"یہ تو اچھی بات ہے۔ کمبخت کو ایسی ہی لڑکیاں ملنی چاہئیں۔"

"تم آگے تو سنو، وہ کیا کہتا ہے۔"

"ہاں بولو؟ کیا کہتا ہے؟"

"اس کا خیال ہے کہ وہ باربرا کی وجہ سے نیک اور پارسا بن گیا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں بھی اُسی کی طرح لڑکی ہو کر بھی لڑکی نہیں ہوں اس لیے تم مجبوراً پارسا بنے رہتے ہو۔"

"بھئی اسے بولنے دو۔ کیا فرق پڑتا ہے۔"

"واہ فرق کیوں نہیں پڑتا؟ کیا میں ایک مکمل لڑکی نہیں ہوں؟"

"یقیناً ہو۔ اس کے بکواس کرنے سے نامکمل تو نہیں ہو جاؤ گی۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ تم اسے ڈانٹتے کیوں نہیں ہو؟"

"وہ کیلے کا چھلکا ہے۔ اس پر سے ساری ڈانٹ پھٹکار پھسل جاتی ہے۔"

"اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ اسے بے لگام چھوڑ دیا جائے؟"

"بھئی اس کے منہ میں لگام ڈالنے کا کام بزرگوں کا ہے اور آج تک یہ فیصلہ نہ ہو سکا کہ ہم دونوں میں سے کون بزرگ ہے۔ پتا چل جائے کہ میں بڑا بھائی ہوں تو اس کے کان پکڑ کر پٹائی کروں گا۔"

"میں کوئی ننھی بچی تو نہیں ہوں کہ تم ایسی پھسلانے والی باتیں کر رہے ہو؟"

"اور کیا کروں؟ اچھا تم ہی بتاؤ، اس سلسلے میں کیا چاہتی ہو؟"

"میں اُس شریر کو منہ توڑ جواب دینا چاہتی ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ ہم اس کے خلاف کوئی ایسی کارروائی کریں گے، جس کے نتیجے میں وہ تلملاتا رہے اور ہمارے خلاف کوئی جوابی کارروائی نہ کر سکے۔"

"ہاں، یہی میں چاہتی ہوں۔ بولو اسے کس طرح تگنی کا ناچ نچانا چاہیے؟"

"ذرا صبر کرو۔ اسے وہ فارمولے لے کر واپس آنے دو۔"

"چلو ٹھیک ہے، تب تک میں کوئی ایسی تدبیر کروں گی کہ وہ میرے سامنے ناچ ناچ کر توبہ کرتا رہے گا۔"

"اچھا، اب گھڑی دیکھو۔ پانچ بجنے والے ہیں۔ ملٹری ایئرپورٹ چلی آؤ۔"

"ہاں، ڈیڈی آنے والے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ جوجو بھی آ رہا ہے۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

اس نے رابطہ ختم کیا پھر لباس بدل کر ایک فوجی جیپ میں بیٹھ کر ملٹری ایئرپورٹ کی طرف جانے لگی۔ سلمان اور سلطانہ بابا صاحب کے ادارے سے آ رہے تھے۔ جوجو نے پچھلی رات سلمان سے کہہ دیا تھا کہ وہ بھی اپنے ماتحت طاہر شامی کے ساتھ پیرس جائے گی۔ وہ میری بہو تھی۔ اسے ہر طرح کی آزادی تھی۔ وہ ادارے سے باہر کسی وقت بھی جا سکتی تھی اور کسی وقت بھی آ سکتی تھی۔ اسے کوئی روکتا ٹوکتا نہیں تھا۔

اس وقت یہ آزادی ہماری لاعلمی میں مہنگی پڑ رہی تھی۔ وہ الپا کی معمولہ اور تابعدار بن کر اُس کے احکامات کے مطابق بلیک آدم کے ساتھ پیرس پہنچ رہی تھی۔ اس سے پہلے الپا نے سپر ماسٹر کے کیلی پیتھی جاننے والے ٹیری ہارٹ کو پیرس کے ایک سینا گوگ میں ربی داؤد کے پاس پہنچا دیا تھا۔

بڑے بھائی برین آدم نے ٹیری ہارٹ کو وہاں شام تک چھوڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس نے ایک خصوصی طیارے کا انتظام کیا پھر ٹیری کو اپنے پاس تل ابیب بلا لیا۔ اب اسے جوجو کا انتظار تھا چونکہ جوجو کو فرانس کی پولیس اور آرمی کے تمام افسران جانتے تھے اس لیے اسے فوراً ہی پیرس سے بلایا نہیں جا سکتا تھا۔ یہ طے پایا کہ پہلے وہ سینا گوگ جائے گی۔ وہاں ربی داؤد اس کا میک اپ اور گٹ اپ تبدیل کرانے کے انتظامات کر چکا تھا تاکہ خصوصی طیارے میں جاتے وقت اسے کوئی پہچان نہ سکے۔

بابا صاحب کے ادارے سے روانہ ہوتے وقت کسی نے جوجو اور طاہر شامی پر کسی قسم کا شبہ نہیں کیا۔ الپا مطمئن تھی لیکن ہیلی کاپٹر جب پیرس پہنچا تو ملٹری ایئرپورٹ پر ثانی اور علی کو دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ ثانی اپنے باپ سلمان اور ماں سلطانہ سے گلے ملنے کے بعد جوجو کے پاس آئی۔ اس سے مصافحہ کرتی ہوئی بولی۔ "ہائے جوجو! بہت عرصہ بعد ملاقات ہو رہی ہے۔ کہو پیرس کیسے آنا ہوا؟"

"بس یونہی ذرا تفریح کے لیے آئی ہوں۔ یہ مسٹر طاہر شامی ہیں۔ تم اور علی شاید نہیں جانتے، یہ چار برس تک تل ابیب میں ہمارے جاسوس بن کر رہے۔ علی نے وہاں فنگر پرنٹس والی غلطی کی تو طاہر شامی کے لیے خطرات پیدا ہو گئے۔ ان کے فنگر پرنٹس کی بھی چیکنگ ہونے والی تھی۔ یہ اس سے پہلے ہی یہاں چلے آئے۔"

علی نے کہا۔ "تم غلط کہہ رہی ہو۔ میں نے غلطی نہیں کی تھی۔ مریا نے ان یہودیوں کو انگلیوں کے نشانات کے سلسلے میں بھڑکایا تھا اور تمہیں یہ سن کر خوشی ہو گی کہ میں مسٹر طاہر شامی سے تل ابیب میں مل چکا ہوں۔"

اس نے بلیک آدم سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے پوچھا۔ "کیوں مسٹر شامی؟"

وہ مصافحہ کرتے ہوئے بولا۔ "جی، جی ہاں آج پیرس میں آپ سے دوبارہ مل کر خوشی ہو رہی ہے۔"

علی نے کہا۔ ”دوبارہ نہیں چوبارہ کہو۔ تل ابیب میں تین بار تمہاری ملاقات ہوئی۔ آج یہ چوتھی بار ہو رہی ہے۔ کیا تمہاری یادداشت کمزور ہو گئی ہے؟“

”یادداشت کمزور نہیں ہے۔ ہاں حساب میں کمزور ہوں۔“

الپا نے جوجو کے اندر چپکے سے کہا۔ ”طاہر شامی کو یہاں سے آگے بڑھاؤ‘ علی اس کا محاسبہ کر رہا ہے۔ طاہر شامی سے کوئی غلطی ہو جائے گی۔ فوراً یہاں سے نکلو۔“

جوجو نے کہا۔ ”علی‘ تل ابیب کی باتیں جانے دو۔ میں یہاں صرف تفریح کی غرض سے آئی ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔ گیٹ پر ادارے کی گاڑی ہے تم انکل سلمان کے ساتھ چلی جاؤ۔“

جوجو نے گھور کر پوچھا۔ ”تم مجھے انکل کے ساتھ جانے کو کیوں کہہ رہے ہو۔ کیا تم میرے سرپرست ہو؟“

ثانی نے کہا۔ ”پلیز جوجو! برا نہ مانو۔ یہ پاپا کا حکم ہے کہ موجودہ حالات میں ہم سب کو محتاط رہنا اور ایک دوسرے کی حفاظت کرنا چاہیے۔“

”ثانی! فار یور انفارمیشن! پاپا نے درجنوں بار دیکھا ہے کہ میں اپنی حفاظت آپ کر سکتی ہوں پھر میرا باڈی گارڈ طاہر شامی میرے ساتھ ہے۔ تم دونوں کا شکریہ۔ میری فکر نہ کرو۔“

اس نے طاہر شامی کو حکم دیا۔ ”کم آن شامی!“ پھر پلٹ کر جانے لگی۔ بلیک آدم اس کے پیچھے جانے لگا۔ سلمان نے ثانی اور علی سے کہا۔ ”اس کی بات کا برا نہ مانو۔ میں اس پر نظر رکھوں گا۔“

وہ سب فوجی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ علی نے کہا۔ ”انکل! ٹیلی پیتھی کے ذریعہ فوراً سیکیورٹی افسر سے کہیں کہ جوجو کو گیٹ سے باہر جانے کی اجازت دینے میں ذرا تاخیر کرے اور آپ سے رابطے کے بعد پھر وہ افسر کسی کو اپنے دماغ میں آنے نہ دے۔“

ثانی نے کہا۔ ”میں سیکیورٹی افسر سے رابطہ کر رہی ہوں۔“

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ علی نے ڈرائیور سے کہا۔ ”میجر کا بنگلا یہاں سے قریب ہے۔ فوراً وہاں چلو۔“

وہ اس بنگلے میں آئے۔ وہاں میجر سے اجازت لے کر علی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ثانی اس کے برابر آ گئی۔ وہ سلمان اور سلطانہ سے رخصت ہو کر اُس گیٹ کی طرف آئے۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ گیٹ پر رکے ہوئے جوجو اور بلیک آدم انہیں نہ دیکھ سکے۔ ثانی نے گیٹ پار کرتے ہوئے سیکیورٹی افسر کو دماغ میں آنے کا سگنل دیا پھر بولی۔ ”جوجو کو جانے دو۔“

افسر نے جوجو سے کہا۔ ”میڈم! ہم مانتے ہیں کہ آپ کو ادارے کے اندر جانے اور باہر آنے سے کوئی نہیں روکتا ہے لیکن یہ آرمی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ باہر جانے کے لیے گیٹ پاس ضروری ہے چونکہ میں آپ کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ اس لیے گیٹ پاس کے بغیر جانے کی اجازت دے رہا ہوں۔ آپ جا سکتی ہیں۔“

اس کے لیے گیٹ کھول دیا گیا۔ بلیک آدم ادارے کی کار میں اسٹیئرنگ سیٹ پر آ گیا۔ جوجو اُس کے برابر بیٹھ گئی پھر وہ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ الپا نے کہا۔ ”جوجو! دائیں بائیں اور پیچھے دیکھتی رہو۔ تم نے علی سے سخت لہجے میں گفتگو کی ہے۔ وہ کسی طرح کا شبہ کر سکتا ہے۔“

جوجو محتاط نظروں سے دیکھنے لگی۔ اسے میجر کی وہ کار نظر آ رہی تھی جو ان سے پہلے گیٹ سے گزر کر گئی تھی لیکن جلد ہی ٹریفک کے ہجوم میں وہ کار گم ہو گئی۔ اس کے بعد وہ نظر نہیں آئی۔ الپا نے کہا۔ ”شکر ہے۔ ہمارا شبہ غلط تھا۔ کوئی تعاقب نہیں کر رہا ہے۔“

علی نے ٹریفک کے ہجوم میں پہنچتے ہی کار ایک طرف روک دی تھی پھر ثانی کے ساتھ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ڈرائیور کو دو سو ڈالر دیتے ہوئے کہا۔ ”آگے جانے والی سرخ رنگ کی اسپورٹس کار جس کا نمبر پی ایس ون ون زیرو فائیو ٹو ہے‘ بہت زیادہ فاصلہ رکھ کر اس کا پیچھا کرو۔“

ٹیکسی سرخ رنگ کی کار کے تعاقب میں چل پڑی۔ علی نادان نہیں تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ جوجو کے ساتھ کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے‘ ڈرائیو کرنے والے تعاقب کرنے والوں پر نظر رکھیں گے۔ اس نے ثانی کے کان میں کہا۔ ”سگنل پر گاڑیاں رکیں تو کسی قریبی کار والے کو ٹریپ کرو۔“

اس نے یہی کیا۔ ایک سگنل پر بے شمار گاڑیاں آگے پیچھے دائیں بائیں کھڑی ہو گئیں۔ ثانی نے ایک کار والے سے پوچھا۔ ”ہیلو‘ مجھے لفٹ مل سکتی ہے؟“

کار والا منچلا تھا۔ اس نے کہا۔ ”اکیلی ہوتیں تو ضرور لفٹ دیتا۔“

ثانی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ علی کے ساتھ آ کر کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ علی نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔ ”اب ہمارے پیچھے نہ آنا۔ دو سو ڈالر میں عیش کرو۔“

سگنل ملتے ہی پھر گاڑیاں آگے بڑھ گئیں۔ ثانی نے کار والے کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق ڈرائیو کر رہا تھا۔ جھیل کے کنارے پارس‘ علی‘ ثانی اور جوجو کے لیے الگ الگ کاٹیج مخصوص تھے۔ جوجو کو اپنے کاٹیج کی طرف جانا چاہیے تھا لیکن اس کی کار دوسرے راستوں پر جا رہی تھی پھر وہ کار ایک بہت بڑے سینا گوگ کے بڑے سے احاطے کے اندر چلی گئی۔ ثانی نے اس سے کچھ فاصلے پر کار رکوا دی۔ اتر کر کار والے سے بولی۔ ”تم نے میرے بوائے فرینڈ کے ساتھ لفٹ دی۔ شکریہ۔“

وہ حیرانی اور پریشانی سے بولا۔ ”میں ادھر کیسے چلا آیا!“

”یہ تمہاری لفٹ دینے کی بری عادت کا نتیجہ ہے۔ سوچتے رہو۔ بائی بائی۔“

ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے اسے واپس جانے پر مجبور کیا پھر وہ دونوں سینا گوگ کے قریب آ کر ایک دیوار کی آڑ سے دیکھنے

لگے۔ جوجو کی کار سینا گوگ کے بڑے سے دروازے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ ایک شخص اس کار میں آ کر بیٹھ گیا پھر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے سینا گوگ کے احاطے سے باہر دور کہیں لے جانے لگا۔ اس کار میں جوجو اور بلیک آدم نہیں تھے۔

ثانی نے کہا۔ ”یہ کار ادارے سے جوجو کے لیے بھیجی گئی تھی۔ اس لیے اسے یہاں سے دور کہیں پہنچایا جا رہا ہے تاکہ ہوداہیوں کے اس اڈے پر کسی کو شبہ نہ ہو۔“

علی نے کہا۔ ”میں پچھلے حصے کی طرف جا رہا ہوں۔ جدھر سے تنہائی ہو گی‘ ادھر سے اندر جاؤں گا۔ تم میرے دماغ میں رہو گی۔ میں راستہ صاف کرتا جاؤں گا۔ تم پیچھے آتی رہنا۔“

وہ پلٹ کر ایک طرف چلا گیا۔ سینا گوگ کے بڑے ہال میں ربّی داؤد نے بڑی گرم جوشی سے جوجو کا استقبال کیا۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر مختصر سی دعا دی پھر کہا۔ ”آؤ میری بچی! قسمت تم پر مہربان ہو رہی ہے۔ تمہارے لیے نئی زندگی کے دروازے کھل رہے ہیں۔“

وہ اس کا ہاتھ تھام کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک دروازے پر آیا پھر اسے کھلوایا۔ دوسری طرف ایک کاریڈور تھا۔ اس کے اطراف کئی کمرے تھے۔ ربّی داؤد نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا پھر جوجو کے ساتھ کمرے میں آیا۔ بلیک آدم ان کے پیچھے چل رہا تھا۔

وہ تینوں اس کمرے کے اسٹور روم میں آئے۔ اسٹور روم کے دوسری طرف ایک اور دروازہ تھا۔ اسے کھولنے سے جوجو کو پتا چلا کہ سیڑھیاں نیچے کی طرف گئی ہیں۔ یقیناً وہاں تہ خانہ تھا۔ وہ پلٹ کر بولی۔ ”شامی! ہم کہاں جا رہے ہیں؟“

الپا نے اس کی سوچ میں کہا۔ ”مجھے کوئی سوال نہیں کرنا چاہیے۔ شامی میرا محافظ ہے۔ مجھے اس پر بھروسا کرنا چاہیے۔“

وہ ربّی کے پیچھے سیڑھیاں اترتی ہوئی تہ خانے میں آ گئی۔ وہاں ایک بوڑھا میک اَپ مین اور دو عورتیں تھیں۔ بلیک آدم نے کہا۔ ”جوجو! باہر ہمارے لیے خطرہ ہے۔ یہاں کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ تمہارے چہرے پر عارضی میک اَپ کیا جائے گا‘ میں بھی اپنی صورت بدل رہا ہوں پھر دشمن ہمیں نہیں پہچان سکیں گے۔“

جوجو نے دیکھا۔ طاہر شامی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا تھا اور خود کو آئینے میں دیکھ کر اپنی مونچھیں اور سر سے وگ اتار رہا تھا۔ چھ عدد آدم برادرز میں چوتھے برادر کا نام راکٹ آدم تھا۔ وہ کمال کا سائنس داں تھا۔ اس نے پلاسٹک اور انسانی کھال کے ریشوں سے ایسا ماسک بنا کر بلیک آدم کے چہرے پر چڑھایا تھا کہ اینٹی میک اَپ کیمرے بھی اس ماسک کے پیچھے اصلی چہرے کو نہیں دکھا سکتے تھے۔

بلیک آدم نے طاہر شامی کے اس ماسک کو چہرے پر سے اتارا تو جوجو نے حیران ہو کر پوچھا۔ ”تم کون ہو؟“

وہ بولا۔ ”میں تمہارا برادر ہوں۔ میرے اور تمہارے اور بھی بھائی ہیں۔ ہم بھائیوں نے قسم کھائی ہے کہ دنیا کی ہر جوان لڑکی کو اپنی بہن بنائیں گے۔“

"اس سے تمہاری نیکی اور شرافت ظاہر ہوتی ہے لیکن تم لوگوں نے ایسی قسم کیوں کھائی ہے؟"

"عورت کو بہن بنا لینے سے مرد تریا چلتر یعنی عورتوں کی مکاریوں سے اور ان کے حسن و شباب کی خواہش کرنے سے باز رہتا ہے اس طرح عورتوں کے ذریعے پیدا ہونے والی تمام تر بدمعاشیوں اور مصیبتوں سے آپ ہی آپ بچتا چلا جاتا ہے۔"

"تم لوگوں کے سوچنے کا انداز کچھ عجیب سا ہے مگر جو کچھ کہہ رہے ہو اس سے دانائی جھلک رہی ہے۔ کیا واقعی سب ہی کو بہن کہتے رہو گے۔ کسی ایک سے بھی شادی نہیں کرو گے؟"

"ہم کبھی شادی اور ازدواجی زندگی کے متعلق سوچتے ہی نہیں ہیں۔"

"فرض کرو کبھی شادی کا جذبہ پیدا ہوا تو؟"

"تو شادی کرنے والے کو دوسرے بھائی گولی مار دیں گے۔"

الپا نے آکر کہا۔ "برادر! میں بڑے بھائی کے پاس گئی تھی۔ اس کی ہدایت ہے کہ تم فوراً یہاں سے نکلو۔ صومالیہ میں تمہاری بہت ضرورت ہے۔"

"کیا جوجو کو چھوڑ دوں؟"

"جوجو اب خطرے سے باہر ہے۔ میں اس کی نگرانی کر رہی ہوں۔ تہ خانے میں کوئی نہیں آسکے گا۔ بڑے بھائی نے جو ٹیم صومالیہ بھیجی ہے اس میں تمہارے جیسا شہ زور اور سوچ سمجھ کر چالیں چلنے والا کوئی نہیں ہے۔ تمہیں آج رات تک وہاں پہنچ جانا چاہیے۔ سینا گوج کے باہر ایک گاڑی تیار ہے' فوراً روانہ ہو جاؤ۔"

وہ اٹھ گیا۔ جوجو کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "سسٹر! ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔ بہت جلد تمہارے پاس پھر آؤں گا۔"

وہ تہ خانے سے جانے لگا۔ ثانی سینا گوج کے باہر اسی دیوار کی آڑ میں تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے علی سے کہا۔ "ابھی سینا گوج کے احاطے میں ایک گاڑی آکر رکی ہے۔ گاڑی چلانے والا اسٹیئرنگ سیٹ پر یوں بیٹھا ہے جیسے کسی کا انتظار ہو۔ اس گاڑی میں جوجو آکر بیٹھ سکتی ہے۔ تم کہاں ہو؟"

"میں سینا گوج کے بڑے ہال میں پہنچ گیا ہوں۔ راستہ روکنے والے دو گارڈز کو بے ہوش کر چکا ہوں۔ خیال تھا کہ اندر خاصی رکاوٹیں ہوں گی لیکن ہال بالکل خالی ہے۔ کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔"

اسی وقت ایک دروازہ کھلا۔ وہاں سے بلیک آدم نمودار ہوا۔ وہ دروازہ بند کرنے کے بعد ہال سے گزرتا ہوا باہر جا رہا تھا۔ علی اسے چھپ کر دیکھ رہا تھا لیکن پہچان نہیں رہا تھا کیوں کہ اب وہ طاہر شاہی نہیں تھا۔

ثانی نے کہا۔ "یہ ہال سے گزرنے والا اجنبی شاید اس گاڑی میں جائے گا۔ یہ کون ہو سکتا ہے؟"

علی نے کہا۔ "میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ اجنبی خطرناک ہے اور کچھ شناسا سا ہے۔"

بلیک آدم ہال سے باہر جا چکا تھا۔ ثانی نے کہا۔ "وہ گاڑی میں بیٹھ کر جا رہا ہے۔ اسے گولی مارو۔ جوجو کی فکر کرو۔"

گاڑی احاطے کے اندر سے چلتی ہوئی گیٹ کی طرف آئی پھر جانے لگی۔ اسی وقت علی نے چونک کر کہا۔ "ثانی! یاد آگیا۔ مجھے اجنبی کے چلنے کا انداز شبہ میں مبتلا کر رہا تھا۔ طاہر شاہی ائرپورٹ پر جوجو کے ساتھ جا رہا تھا اس کی چال بالکل ایسی ہی تھی۔"

ثانی نے کہا۔ "اب ایسی ہو یا ویسی' گاڑی دور جا کر نظروں سے اوجھل ہو چکی ہے۔ ہم اس کے پیچھے نہیں جا سکیں گے۔ میں اندر آ رہی ہوں۔"

وہ احاطے میں آئی پھر دوڑتی ہوئی ہال کے اندر پہنچ گئی۔ اس سے بولی۔ "جس دروازے سے وہ اجنبی نکلا تھا' ادھر چلو۔"

علی اس کے ساتھ اسی دروازے پر آیا۔ اسے کھول کر دونوں کاریڈور میں آئے۔ کاریڈور کے دونوں طرف کئی کمرے تھے۔ سب کے دروازے بند تھے۔ علی نے کہا۔ "ایک ایک دروازہ کھول کر دیکھنا ہوگا۔"

کسی دروازے کو کھولنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ ربّی داؤد کی شامت آئی تھی۔ اس نے سوچا تہ خانے میں جوجو کا میک اپ ہو رہا ہے۔ ادھر کوئی نہیں آئے گا۔ مجھے باہر دوسرے مذہبی فرائض بھی ادا کرنے ہیں۔ یہ سوچ کر وہ تہ خانے سے باہر اسٹور روم میں آیا۔ وہاں سے نکل کر کمرے میں پہنچا پھر کمرے کا دروازہ کھولتے ہی ثانی اور علی کاریڈور میں نظر آئے۔ وہ ذرا سا گھبرایا پھر سنبھل کر بولا۔ "میرے بچو! تم کون ہو؟ یہاں کیوں بھٹک رہے ہو؟"

ثانی نے اس کے لہجے کو گرفت میں لے کر دماغ میں پہنچنا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ بولی۔ "علی! یہ میرا راستہ روک رہا ہے۔"

وہ بھاگنا چاہتا تھا۔ علی نے اس کی گردن دبوچ لی۔ گردن جیسے آہنی شکنجے میں جکڑ گئی تھی۔ وہ سانس نہ روک سکا۔ ثانی نے اس کے چور خیالات پڑھ کر کہا۔ "اس کمرے کے اسٹور روم سے ایک سیڑھی تہ خانے میں جاتی ہے۔ اس تہ خانے میں جوجو کا میک اپ ہو رہا ہے۔ وہاں ایک میک اپ مین اور دو عورتیں ہیں۔ میک اپ مین کے میک اپ بکس میں ایک ریوالور رکھا ہوا ہے اور ایک ریوالور اس ربّی کے لبادے میں ہے۔ یہ اسے نکالنا چاہتا تھا۔ میں اسے روک رہی ہوں۔"

علی نے اس کے لبادے کے اندر سے ریوالور نکال لیا پھر بولا۔ "سلامتی چاہتے ہو تو بالکل خاموشی سے چلو۔ ویسے میں بھول گیا تھا' تم تو اپنے اختیار میں نہیں ہو۔"

وہ اسے لے کر تہ خانے کی طرف جانے لگے۔ اب کوئی

رکاوٹ نہیں تھی۔ وہاں کا سب سے بڑا شہ زور بلیک آدم جو گردن توڑ پہلوان تھا' اس سے ٹکراؤ نہ ہو سکا۔ یہ بھی مقدر کا کھیل ہے۔ وہ خطرناک شخص صومالیہ کے جنگل میں پارس سے ٹکرانے گیا تھا۔ ادھر علی اور ثانی کے لیے میدان صاف تھا۔

لیکن جو سوچو' وہ ہوتا نہیں ہے۔ منزل آسان نظر آتی ہے لیکن وہاں تک پہنچنا ناممکن سا ہو جاتا ہے۔ علی نے اپنی دانست میں ہوشیاری دکھائی۔ تہ خانے میں پہنچتے ہی للکار کر کہا۔ "خبردار! اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کرے۔ ورنہ جان سے جائے گا۔"

دونوں عورتوں نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے لیکن میک اپ مین تیزی سے بکس کی طرف پلٹا' کھلے ہوئے بکس میں ریوالور رکھا ہوا تھا اسے اٹھانے میں بھی اس نے پھرتی دکھائی لیکن علی نے اسے واپس پلٹنے سے پہلے ہی گولی مار دی۔ وہ چیخ مار کر فرش پر گرا ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر جوجو کے قدموں میں آگیا۔ جوجو نے اسے اٹھا کر علی کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "واپس جاؤ۔ ثانی کو یہاں سے لے جاؤ۔ ورنہ....."

ثانی بات کاٹ کر بولی۔ "جوجو! ہم سمجھ رہے ہیں۔ تمہارے دماغ پر الپا نے قبضہ جمایا ہوا ہے۔ ہم الپا کو سمجھاتے ہیں۔ وہ جوجو کو یہاں سے اغوا کرنے کی حماقت نہ کرے۔"

علی نے کہا۔ "یہ پارس کی جان اور پاپا کی لاڈلی ہے۔ اسے کچھ ہوا تو تمام اسرائیلی اکابرین کتوں کی موت مرنے لگیں گے۔ دنیا کی کوئی انسانی طاقت انہیں نہیں بچا سکے گی۔"

جوجو نے کہا۔ "میں تمہارے سامنے کھڑی ہوں۔ تم لوگ کس الپا کی باتیں کر رہے ہو؟ میں آخری بار پوچھتی ہوں' یہاں سے جاؤ گے یا نہیں؟"

"جوجو! ہمیں گولی مارنے کی دھمکی نہ دو۔ گولی اس ربّی کو لگے گی۔ ہمیں بچنا آتا ہے۔"

جوجو نے ریوالور کی نال کو اپنی کنپٹی سے لگا کر کہا۔ "اب کیسے بچو گے؟ اور مجھے کیسے بچاؤ گے۔ ایک قدم بھی آگے بڑھاؤ گے تو ٹریگر دبا دوں گی۔"

علی اور ثانی پر سکتہ سا چھا گیا۔ اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ کسی بھی لمحے میں ٹریگر دبا دے گی۔ علی نے کہا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں' اپنی جگہ سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھوں گا مگر جوجو! تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔ ریوالور ہٹا لو۔"

"تم دونوں واپس جاؤ گے تو اسے ہٹا لوں گی۔"

ثانی نے کہا۔ "میں الپا سے کہتی ہوں۔ وہ اپنی بڑی سے بڑی شرط منوا لے۔ ہم اپنی جوجو کی رہائی کے لیے....."

جوجو نے چیخ کر کہا۔ "بکواس مت کرو۔ میں کسی الپا کو نہیں جانتی ہوں۔ میں دس تک گنتی شروع کرتی ہوں۔ اگر دس گننے تک تم دونوں اس تہ خانے سے اور سینا گوج سے باہر نہ گئے تو گیارہ تک کہوں گی۔ ٹریگر دبا دوں گی۔ لو شروع کرتی ہوں۔ یہاں سے جاؤ یا پھر مجھے مرتے ہوئے دیکھو۔ ایک....."

ثانی اور علی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں کی نظروں میں ایک ہی سوال تھا' اسے ہلاکت سے کیسے بچایا جائے۔ الپا نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ ہم میں سے کوئی اسے اپنے قابو میں نہیں لا سکتا تھا۔

وہ بولی۔ "جاؤ۔ چلے جاؤ۔ دو....."

اگر مجھے وہاں بلایا جاتا اور میں سمجھاتا تب بھی وہ خودکشی سے باز نہ آتی کیوں کہ وہ اپنے اختیار میں نہیں تھی۔

اس نے کہا۔ "فرہاد علی تیمور اور اس کی پوری فیملی کی ذہانتوں کو آزما لو۔ میں پھر بھی باز نہیں آؤں گی۔ میری زندگی کی ایک ہی صورت ہے۔ جاؤ۔ جاؤ۔ تین....."

پارس بھی وہاں آجاتا تو بچپن سے اب تک کی محبتوں کا واسطہ دے کر بھی اسے اس کے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتا تھا۔

وہ غرا کر بولی۔ "چار....."

جناب علی اسد اللہ تبریزی اور آمنہ فرہاد کی روحانی ٹیلی پیتھی جوجو کو نئی زندگی دے سکتی تھی۔ وہ روحانی قوتوں سے الپا کو اس کے دماغ سے بھاگنے پر مجبور کر سکتے تھے۔

اس نے کہا۔ "آدھی گنتی ہو چکی ہے۔ پانچ....."

ثانی نے جناب علی اسد اللہ تبریزی کو مخاطب کیا۔ انہوں نے سانس روک لی۔

اس نے واپس آکر جوجو کی انگلی کو ٹریگر پر دیکھا۔ وہ بولی۔ "چھ....."

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ روحانی ٹیلی پیتھی کی مدد حاصل کرنے کے لیے آمنہ فرہاد کے پاس آئی۔ آمنہ نے بھی سانس روک لی۔

یہ کیسا بھید تھا؟ کیوں روحانی مدد حاصل نہیں ہو رہی تھی؟

جوجو نے کہا۔ "میں جانے والی ہوں۔ سات....."

ثانی نے پھر ایک بار جناب علی اسد اللہ تبریزی کے پاس جا کر کہا۔ "حضور! مدد' مدد....."

انہوں نے فرمایا۔ "اپنی مدد آپ ذہانت' ذہانت اور صرف ذہانت....."

انہوں نے سانس روک لی۔ جوجو نے کہا۔ "آٹھ....."

جناب تبریزی صاحب نے صرف اشارہ دیا تھا اور ثانی کا ذہن روشن ہو گیا تھا۔

قارئین کرام! جناب تبریزی صاحب نے صرف ثانی کو نہیں آپ کو بھی ذہانت کا اشارہ دیا ہے۔ میری داستان ابتدا سے اب تک ذہانت کی بازیوں سے بھری پڑی ہے۔

ثانی صرف ایک سیکنڈ میں جوجو کو بچائے گی کسی بے تکے انداز سے نہیں' ذہانت سے بچائے گی۔ مگر کیسے؟

یہ جاننا ضروری ہے کہ ذہانت کیا ہے؟ اور اسے کیسے آزمایا جاتا ہے؟

آسان سے آسان اور مشکل سے مشکل معاملات کو سمجھنے کے عمل کا نام ذہانت ہے۔ سمجھنے کے عمل کی زیادہ اہمیت ہے کیونکہ مشکل حالات میں یا شدید پریشانیوں میں گھبرا جانے سے ذہانت کمزور ہو جاتی ہے۔ عقل کام نہیں کرتی۔ ذہانت کی آزمائش ایسے ہی وقت ہوتی ہے جب ہم غصے یا پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔ عام نارمل حالت میں آدمی پُرسکون رہ کر ذہانت سے بڑے کارنامے انجام دے سکتا ہے لیکن کوئی پریشان کن مرحلہ ہو تو بدحواس ہو جاتا ہے۔

ایسی ہی بدحواسی انسان کو چیلنج کرتی ہے کہ وہ ایسے لمحات میں پُرسکون رہ کر عقل کو استعمال کرے اگر اس نے استعمال کر لیا تو وہی اس کی ذہانت ہوگی۔

ثانی بھی تھوڑی دیر کے لیے بدحواس ہو گئی تھی۔ جوجو کو خودکشی سے باز رکھنا ناممکن نظر آ رہا تھا۔ الپا نے اس کے دماغ کو لاک کر رکھا تھا۔ ہم میں سے کوئی جوجو کے اندر جا کر اس کے ہاتھ سے ریوالور نہیں گرا سکتا تھا۔ ایسے میں عقل کام نہیں کرتی کہ دشمن کی کسی کمزوری کو ٹٹولا جائے اگر ٹٹولنے کی کوشش کی جاتی تو الپا کی ایک کمزوری معلوم ہو جاتی۔

جی ہاں' ان لمحات میں الپا سے ایک بہت بڑی غلطی ہو رہی تھی۔

اسے مطمئن رہنا چاہیے تھا کہ جوجو اس کی معمولہ اور تابعدار ہے۔ جب اس نے حکم دے دیا ہے کہ وہ خودکشی کرے اور دس تک گننے کے بعد خود کو ہلاک کرے تو وہ تابعدار ہے' ضرور ایسا کرے گی۔

پھر یہ بھی یقین ہونا چاہیے کہ ثانی اور علی دس تک گننے سے پہلے ہی وہاں سے چلے جائیں گے اور اسے خودکشی کرنے نہیں دیں گے۔

اس تہ خانے میں مزید دو عورتیں تھیں۔ الپا کو چاہیے تھا کہ وہ ان میں سے کسی عورت کے دماغ میں رہ کر وہاں ہونے والا تماشا دیکھتی رہتی۔ جوجو کے دماغ پر قبضہ جمائے رہنا ضروری نہیں تھا کیونکہ جوجو ہم سب کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی تھی۔

دراصل الپا جلد سے جلد علی تیمور اور ثانی کو اس تہ خانے اور سینا گوچ سے بھگانا چاہتی تھی اس لیے انہیں بھاگنے کا کم سے کم وقت دیا اور اب جوجو کے اندر آ کر ایک سے دس تک خود گن رہی تھی۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی نے ذہانت استعمال کرنے کا مشورہ دیا تو ثانی کی سمجھ میں آیا کہ اسے ہم میں سے کسی کے پاس مدد کے لیے نہیں آنا چاہیے بلکہ جوجو پر اپنی توجہ مرکوز رکھ کر غور کرنا چاہیے پھر غور کرنے سے چند سیکنڈ میں دو باتیں سمجھ میں آئیں ایک تو یہ کہ الپا کا برین واش ہو جانے کے بعد اس کی آواز اور لہجہ بدل گیا تھا اس لیے ثانی اس کے لہجے کو نہ جانتی تھی نہ اس کے ذریعے جوجو کے اندر پہنچ سکتی تھی۔

جب جوجو نے کہا۔ "اب میں نو کہہ رہی ہوں' صرف آخری گنتی رہ گئی ہے۔" تو ثانی چونک گئی۔ تب خیال آیا کہ وہ بدحواسی میں یہ دھیان نہیں دے رہی تھی کہ جوجو کا لہجہ قدرے بدلا ہوا تھا۔ یعنی اس کی زبان سے الپا سنسنی پیدا کر رہی تھی۔

الپا کا لہجہ معلوم ہوتے ہی ساری رکاوٹیں دور ہو گئیں۔ جوجو کے "دس" کہتے ہی ثانی نے الپا کے لہجے میں اس کے اندر پہنچ کر دماغ کو ایک جھٹکا دیا۔ جوجو کے حلق سے چیخ نکلی' ریوالور ہاتھ سے گرا۔ علی نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر جوجو کی طرف چھلانگ لگائی پھر اس کے ریوالور کو فرش پر سے اٹھا لیا۔

ایک دم سے بازی پلٹ گئی تھی۔ اس وقت الپا کو اپنی غلطی سمجھ میں آئی۔ اس نے شدید حیرانی سے سوچا' یہ کیسے ہو گیا؟ اپنے اس سوال کا جواب معلوم کرنے کا موقع نہیں تھا۔ ثانی آگے ہو کر جوجو کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے جانا چاہتی تھی' اس نے اچانک جوجو کے ذریعے اس پر حملہ کیا۔ ثانی نے حملے کو روکتے ہوئے کہا۔ "الپا! تم کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچ رہی ہو۔ ان حملوں سے تمہاری ناکامی' کامیابی میں نہیں بدل جائے گی۔"

الپا نے کہا۔ "یہ ہمارے ہاتھ سے نکل رہی ہے۔ تمہارے ہاتھ بھی نہیں آئے گی۔ میں اس کے اندر دماغی زلزلے پیدا کرتے کرتے اسے مار ڈالوں گی۔"

ثانی نے جوجو کے اندر پہنچ کر الپا سے کہا۔ "پاگل کی بچی! تجھے ابھی تک اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوا ہے کہ تو نے اپنی حماقت سے اپنی آواز اور لہجہ سنایا ہے اور میں اس کے ذریعے جوجو کے اندر رہ سکتی ہوں۔ تو مجھے بھگا سکتی ہے' نہ جوجو کو دماغی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ یقین نہ ہو تو اپنی ٹیلی پیتھی کا علم آزما لے۔"

اس نے جوجو کو دماغی جھٹکا پہنچانا چاہا لیکن وہاں ثانی نے اس کے لہجے میں مضبوط گرفت رکھی تھی' پوری طرح وہاں چھائی ہوئی تھی۔ الپا کی سوچ کی لہروں کو ڈھال بن کر روک رہی تھی۔ الپا نے کئی بار اسے حاصل کرنے کی کوششیں کیں پھر وہاں سے بڑے بھائی برین آدم کے پاس گئی۔ اسے مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "کیا برادر بلیک آدم وہاں سے روانہ ہو چکا ہے؟"

"جی ہاں' مگر آپ نے برادر کو اس تہ خانے سے جانے کی ہدایت دے کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ ہم جیتی ہوئی بازی ہار چکے ہیں۔"

وہ بولا۔ "میں غلطیوں سے بچنے اور ذہانت سے کام لینے کی کوششیں کرتا رہتا ہوں۔ برین آدم اس لیے کہلاتا ہوں کہ اب تک اہم معاملات میں غلطی نہیں کی۔ تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔ بتاؤ غلطی کیا ہوئی ہے؟"

"برادر بلیک آدم کے جاتے ہی ثانی اور علی تہ خانے میں پہنچ گئے تھے۔ وہ جوجو کو مجھ سے چھین کر لے جا رہے ہیں۔"

"سسٹر! وہ جوجو کو کیسے چھین سکتے ہیں۔ تم نے اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ وہ تمہارے قبضے میں تھی۔"

"جی ہاں' مگر ثانی اس کے دماغ میں پہنچی ہوئی ہے۔"

"وہ کیسے پہنچی ہے۔ وضاحت سے رپورٹ دو۔"

"وہ' وہ بات یہ ہے کہ اس نے میری آواز اور لہجہ سن لیا تھا۔ میں بے اختیار جوجو کی زبان سے بول پڑی تھی۔"

"تم کیوں بول پڑی تھیں۔ ایسی کیا قیامت آ گئی تھی کہ بولنا لازمی ہو گیا تھا کیا تمہاری جان پر بن آئی تھی؟"

"میں کیا کہوں برادر! مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ مجھے رونا آ رہا ہے' میں تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"

"رک جاؤ۔ میں جانتا ہوں' تم یہاں سے جا کر تنہائی میں اپنی ناکامی کا ماتم کرو گی۔ تمہارے رونے سے جوجو اب ہمیں نہیں ملے گی۔"

"بڑے بھائی! یہ میری پہلی غلطی ہے۔"

"تم رو کیوں رہی ہو۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ ٹیلی پیتھی جاننے والی ایک جوجو ہاتھ سے گئی لیکن دوسرا میری ہارٹ تمہاری محنت سے حاصل ہوا ہے۔ آنسو پونچھ لو اور یہ سمجھو کہ جوجو کے ہاتھ سے نکل جانے کے باعث ہمارا کتنا نقصان ہوا ہے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں بڑے بھائی! ثانی کو میری آواز اور لہجہ ازبر ہو گیا ہے۔ آئندہ وہ میرا لہجہ اختیار کر کے میرے کسی دوسرے معمول کے دماغ میں بھی پہنچ سکتی ہے۔"

"اور وہ تمہارا دوسرا معمول اور تابعدار میری ہارٹ ہے۔ وہ ہمارے پاس پہنچ چکا ہے' اس کا برین واش کر کے ہم اس کی آواز اور لہجہ ختم کر دیں گے۔ وہ نئے انداز میں بولے گا لیکن جوجو کے سلسلے میں جو ناکامی ہوئی ہے' وہ ناکامی ہمیں مہنگی پڑے گی۔ ہم بڑی رازداری سے یہ کام کر رہے تھے۔ اب یہ رازداری نہیں رہی۔ فرہاد اور اس کی فیملی کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہم اسے اغوا کر رہے تھے۔ وہ ضرور انتقامی کارروائی کریں گے۔"

"بڑے بھائی! وہ دشمن کب ایسا نہیں کرتے ہیں۔ وہ تو خوامخواہ ہر بڑی طاقت سے ٹکراتے رہتے ہیں۔ کیا ہم ان سے کمزور ہیں؟"

"کمزور نہیں ہیں لیکن میں کسی معمولی سے دشمن کو چھیڑے بغیر خاموشی اور رازداری سے کامیابیاں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ دانشمندی کا تقاضا یہی ہے۔ جن سے پس پردہ دشمنی کرتے رہو' ان سے بظاہر بے مثال دوستی نباہتے رہو۔"

"اب کیا ہوگا بڑے بھائی! فرہاد اور اس کا خاندان ہماری دوستانہ پالیسیوں پر بھروسا نہیں کرے گا۔"

"ہاں' بات بگڑ گئی ہے' اتنی جلدی نہیں بنے گی لیکن میں رفتہ رفتہ انہیں دوست بناؤں گا۔ تم جاؤ اور صومالیہ پہنچنے والی ٹیم کے ساتھ رہو۔"

وہ جوڈی' پال اور کیری بال وغیرہ کے پاس صومالیہ آ گئی لیکن گزشتہ دن اس نے جتنی کامیابیاں حاصل کی تھیں' اتنی ہی ناکامیاں اس کی منتظر تھیں۔ وہاں پارس اور باربرا سے ٹکرانے کی توقع تھی لیکن مرینا اور اس کی ٹیم سے ٹکر ہو گئی۔ جوڈی' پال' کیری بال اور لوسی سب ہی ایک ایک کر کے مارے گئے۔ مرتے مرتے بھی انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کن لوگوں سے ٹکراتے رہے۔ الپا یہی سمجھتی رہی کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی باربرا تھی۔ جب اس کے تمام لوگ مار ڈالے گئے تو وہ برادر بلیک آدم کے پاس آئی۔

وہ بیضابہ پہنچ گیا تھا اور اب دریائے جوبا کی سمت روانہ ہو رہا تھا۔ الپا نے کہا۔ "برادر! تم نے آنے میں دیر کر دی ہے۔ ہماری ٹیم کے چار افراد مارے گئے ہیں۔ صرف فلورا زندہ رہ گئی ہے۔"

وہ بلیک آدم کو بتانے لگی کہ جنگل میں پارس کی ٹیم سے کس طرح ٹکراؤ ہوا اور ان کا ایک ایک آدمی کس طرح مارا گیا۔ بلیک آدم نے کہا۔ "ہم نے پارس کے زہریلا ہونے کے متعلق سنا تھا لیکن وہ زہریلی سیاہ فام لڑکی کون ہے' جس نے جوڈی کو ڈس لیا؟"

"پتا نہیں کون ہے؟ فرہاد نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ اس نے جنگل میں چھانٹ چھانٹ کر اپنے لوگ بھیجے ہیں' پارس کہیں چھپا ہوا ہے اور اس زہریلی لڑکی کو ڈسنے کے لیے آزاد چھوڑ دیا ہے پھر ان کے ساتھ پاشا ہے' جو جنگل کی تاریکی میں کسی روشنی کے بغیر دیکھ سکتا ہے اور اپنے دشمنوں کی آہٹیں دور سے سن سکتا ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والی باربرا بھی ہے۔ برادر! تمہیں خوب سوچ سمجھ کر جانا چاہیے۔"

"میں صرف زہریلے پارس کے متعلق جانتا تھا لہٰذا اس سانپ کے لیے میں نے نیولے کا بندوبست کیا ہے۔"

گاڑی کے پچھلے حصے میں ایک نیگرو بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے کاندھے پر ایک بڑا سا نیولا بیٹھا اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے ادھر ادھر تک رہا تھا۔ بلیک آدم نے نیگرو سے کہا۔ "گوگامبا! انگریزی زبان میں کچھ نیولے کے متعلق بتاؤ؟"

گوگامبا نے نیولے کو کاندھے سے دونوں ہاتھوں میں لیا پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "اتنی بڑی جسامت کے نیولے اسی ملک میں پائے جاتے ہیں۔ قدرت نے ہر درد کی دوا اور ہر قسم کے زہر کا توڑ کیا ہے۔ سانپ کتنا ہی زہریلا ہو' وہ اس نسل کے نیولے کو دیکھ کر دور سے کترا جاتا ہے اور کسی بل میں گھس جاتا ہے۔"

بلیک آدم نے کہا۔ "گوگامبا! میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ وہ سانپ نہیں' زہریلا آدمی ہے اور اب سنا ہے کہ دریا کنارے ایک زہریلی لڑکی بھی ہے۔ اب بولو یہ نیولا کیسے کام آئے گا؟"

وہ بولا۔ "سانپ ہویا آدمی۔ یہ افریقی نیولا زہر کی بو پر پہنچتا ہے۔ چھ فٹ کی بلندی تک اچھلتا ہے۔ میں جس شخص کی طرف اشارہ کروں' یہ اچھل کر اُس کے حلق کی نلی کو دانتوں کے شکنجے میں لے لیتا ہے۔" آپ نے نیولوں اور سانپوں کی لڑائیاں بہت دیکھی ہوں گی۔آپ دشمن کی نشاندہی کریں نیولے انسان کی خوفناک جنگ کا وہ تماشا دکھاؤں گا کہ دشمن کی لاش دیکھ کر آپ میرے نیولے کو کبھی فراموش نہیں کرسکیں گے۔"

بلیک آدم نے کہا۔ "میں نے اس زہریلے دشمن کو ہلاک کرنے کا معاوضہ پچاس ہزار ڈالر مقرر کیا تھا اگر اس نیولے نے اس زہریلی لڑکی کو بھی ہلاک کیا تو میں تمہارے فاقہ کرنے والے بچوں کے ساتھ تمہیں تل ابیب لے چلوں گا' وہاں تم شاہانہ زندگی گزار سکو گے۔"

کوگامبا نے کہا۔ "میرے آقا میرے نیولے نے آج تک کسی کی جان نہیں بخشی۔ آپ جو چاہیں گے وہی ہو گا۔"

وہ بولا۔ "مسٹر! ان کا ساتھی پاشا گہری تاریکی میں دور تک دیکھ لیتا ہے۔ میں ڈیٹی ڈارک لینسز ساتھ لے آیا ہوں۔ میں اور میرے تین ماتحت جنگل میں پہنچ کر یہ لینسز آنکھوں پر چڑھالیں گے پھر حدِ نظر تک تاریکی میں واضح طور سے دیکھ سکیں گے۔"

ایک گتے کے ڈبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "اس میں بہت ہی حسّاس مائیکرو فون اور کئی عدد ہیڈ فون ہیں۔ سو گز کے فاصلے پر ہونے والی قدموں کی چاپ یہ مائیکرو فون کیچ کرلیتا ہے۔ ہم دونوں ہیڈ فون کے ذریعے سے دور سے آنے والی ہلکی سے ہلکی آہٹیں بھی سن سکیں گے۔"

"واہ برادر! بہت خوب تیاریوں کے ساتھ جا رہے ہو۔ اب یہاں سے فوراً روانہ ہو جاؤ۔"

وہ اسٹیئرنگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ نیگرو ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھادی۔ اس نے الپا سے کہا۔ "ہماری پہلی ٹیم کی ایک عورت فلاور زندہ ہے اور دشمنوں کے ساتھ ہے۔ تم اس کے اندر رہ کر معلوم کرسکتی ہو کہ باربرا' پاشا اور پارس اب کہاں ہیں اور کیا کرتے پھر رہے ہیں۔

"میں جا رہی ہوں۔ تمہارے پاس آتی رہوں گی اور ان کے متعلق معلومات فراہم کرتی رہوں گی۔"

وہ فلاور کے دماغ میں آگئی۔ مرینا ایسی نادان نہیں تھی کہ فلاور کو ساتھ رکھتی۔ اسے ساتھ رکھنے سے ناکام ہونے والی الپا اس کے دماغ میں رہ کر پاپک مائس قبیلے تک جاسکتی تھی اور ان سب کی مصروفیات پر نظر رکھ سکتی تھی۔ اس لیے مرینا نے اسے لانچ گھاٹ میں لا کر چھوڑ دیا تھا۔ وہ عبداللہ' صفورا اور ڈی کروز کے ساتھ پھر اسی کمرے میں واپس آگئی تھی۔ فلاور سے کہہ دیا تھا۔ "تم جہاں چاہو چلی جاؤ لیکن اب ہمارے قریب نہ آنا اور نہ ہی ہمارا تعاقب کرنا۔ اپنے دماغ میں آنے والی سے کہہ دینا کہ وہ تمہیں آلۂ کار بنانے کی فضول سی کوششیں نہ کرے۔"

الپا نے اس کے پاس آکر پوچھا۔ "ہیلو فلاور! تمہیں زندہ سلامت دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے۔ وہ دشمن کہاں ہیں؟"

فلاور سہم کر بولی۔ "میں نہیں جانتی' مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "نہ بتاؤ' تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں۔"

"فار گاڈ سیک۔ میرے دماغ سے چلی جاؤ۔ مجھ سے کوئی کام لو گی تو وہ دوسری مجھے مار ڈالے گی۔"

"تم ان لوگوں سے کچھ زیادہ ہی خوف کھا رہی ہو۔ یہ خوف دل سے نکال دو۔ میں زبردست تیاریوں کے ساتھ پھر آرہی ہوں۔ ہم سب سے پہلے زہریلے پارس اور زہریلی لڑکی کو ختم کردیں گے اس طرح ان کی ٹیم بالکل کمزور ہو جائے گی۔"

"مجھے اس سے دلچسپی نہیں ہے کہ کون کمزور ہو گا اور کون شہ زور؟ مجھے جانے دو اس معاملے میں مجھے نہ گھسیٹو۔"

"فلاور! تمہیں جوڈی نے بتایا تھا کہ کالے کلوٹے حبشی سردار گوری اور چکنی عورتوں کو پسند کرتے ہیں۔ ہم تمہیں رشوت کے طور پر سردار کے سامنے پیش کریں گے۔ تمہیں اسی مقصد کے لیے لایا گیا ہے لہٰذا آزادی سے کہیں جانے کا خیال دل سے نکال دو۔ تم ہماری دوسری ٹیم کے ساتھ اسی جنگلی قبیلے میں جاؤ گی۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "میں نہیں جاؤں گی۔ یہاں دوسری ٹیم کے پہنچنے سے پہلے ہی بھاگ جاؤں گی۔"

اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "تم جہاں جاؤ گی' وہاں مجھے پاؤ گی۔ ٹیلی پیتھی کی لہریں قبر تک پیچھا کرتی ہیں۔"

وہ دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر آئی لیکن آگے کہیں نہ جاسکی۔ بے اختیار دوڑتی ہوئی واپس آگئی۔ الپا نے کہا۔ "تم آئندہ ہمارے کام آتی رہو گی۔ اس لیے تمہارے ساتھ اتنا وقت ضائع کر رہی ہوں۔ ابھی تم کمرے سے باہر جا کر واپس آنے پر مجبور ہو گئیں۔ آئندہ اس ملک سے باہر چلی جاؤ گی تب بھی میں تمہیں پکڑ کر یہاں لے آؤں گی۔"

وہ رونے لگی پھر بولی۔ "کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو۔ تمہارے ناپاک ارادوں کو پورا کرنے کے لیے بہت سی بازاری عورتیں مل جائیں گی۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے معاف کردو۔"

"تم روتی' گڑگڑاتی رہو۔ میں جا رہی ہوں' فی الوقت اتنی ہی معلومات کافی ہیں کہ وہ دشمن یہاں دوسرے کمرے میں موجود ہیں۔ میں پھر آؤں گی۔"

اس نے آنسو پونچھتے ہوئے محسوس کرنا چاہا' وہ ہے یا جاچکی ہے پھر وہ بولی۔ "مجھ سے جبراً کوئی کام نہ لو' سن رہی ہو؟"

اس نے چیلنج کے انداز میں کہا۔ پھر بھی جواب نہ ملا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے سے باہر آئی۔ یقین ہو گیا کہ وہ موجود نہیں ہے۔ اس کا راستہ نہیں روک رہی ہے۔ اس یقین کے ساتھ وہ دوڑتی ہوئی دوسرے کمرے میں آگئی۔ صفورا نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

مرینا نے کہا۔ "تمہیں وارننگ دی تھی کہ ہمارے قریب نہ آنا۔ کیا مرنا چاہتی ہو؟"

فلاور دروازے کے پاس دونوں گھٹنے ٹیک کر گڑگڑاتے ہوئے بولی۔ "وہ ابھی میرے دماغ میں آئی تھی' وہ مجھے وحشی سردار کے سامنے پیش کرنے والی ہے۔ میں نے بھاگنا چاہا۔ وہ پھر مجھے کمرے میں واپس لے گئی' کہتی ہے میں بھاگ کر کہیں نہیں جاسکوں گی۔ وہ مجھے اپنے مقصد کے لیے ضرور استعمال کرے گی۔"

مرینا نے کہا۔ "الپا! اگر تم موجود ہو تو سن لو۔ اسے ہمارے خلاف استعمال نہیں کرسکو گی۔"

فلاور نے کہا۔ "وہ ابھی موجود نہیں ہے۔ اس کی دوسری ٹیم یہاں پہنچنے والی ہے۔ وہ بھی واپس آئے گی تو مجھے قیدی بنا کر رکھے گی۔ میں تم سب سے التجا کرتی ہوں۔ پلیز' کسی طرح مجھے اس سے نجات دلاؤ۔"

مرینا نے کہا۔ "یہ اطلاع ہمارے لیے اہم ہے کہ دوسری ٹیم آرہی ہے۔ تم یہ خوف دل سے نکال دو کہ تمہیں کسی جنگلی سردار کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ ہم جس قبیلے میں جا رہے ہیں' اس قبیلے کے لوگ بونے ہوتے ہیں۔ ان کے قد چار یا ساڑھے چار فٹ سے زیادہ نہیں ہوتے۔ وہ لمبی تڑنگی عورتوں کو اس لیے پسند نہیں کرتے کہ انہیں پیار کرنے کے لیے سیڑھی لگانی پڑتی ہے۔" اس بات پر سب قہقہے لگانے لگے۔

فلاور نے پوچھا۔ "کیا یہ سچ ہے کہ وہ بونے ہوتے ہیں؟"

"بالکل سچ ہے۔ تمہاری طرح میں بھی گوری اور خوبصورت ہوں۔ میں بے خوف و خطر وہاں جا رہی ہوں پھر تم کیوں خوف سے مری جا رہی ہو؟"

عبداللہ نے کہا۔ "تم الپا کی بات مان کر اس ٹیم کے ساتھ جاؤ۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں کسی جنگلی قبیلے میں پھنسنے نہیں دیں گے۔ تمہیں وہاں سے واپس لے آئیں گے۔"

"تم لوگوں نے مجھے جنگل میں ہلاک نہیں کیا۔ میرے تمام ساتھیوں کو مار ڈالنے کے باوجود مجھے زندہ رکھا ہے۔ ایک اندیشہ سا ہے کہ شاید تم لوگ بھی مجھے اسی مقصد سے زندہ چھوڑ رہے ہو۔"

مرینا بولی۔ "چلو یہی سمجھتی رہو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ دماغی جھٹکے پہنچاؤں گی۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مرینا نے اس کے اندر پہنچ کر ہلکا سا دماغی جھٹکا دیا۔ وہ چیخ مار کر لڑکھڑاتی ہوئی کمرے سے باہر جا کر گر پڑی۔ یہ ضروری نہیں کہ گرنے والا پستی میں ہی گرے۔ قسمت مہربان ہو تو وہ ذلت کی پستی میں نہیں' عزت اور سلامتی کی جھولی میں گرتی ہے۔ وہ کمرے سے باہر آکر کسی کے قدموں میں گر پڑی تھی۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ دیکھنے سے اتنا ہی دکھائی دیا کہ وہ ایک قد آور باڈی بلڈر ہے۔ یہ نہ جان سکی' نہ پہچان سکی کہ وہ پارس ہے۔ اول تو اس نے پارس کو کبھی دیکھا نہیں تھا۔ دوم یہ کہ وہ اپنے اصلی روپ میں نہیں تھا پھر یہ کہ وہ مرینا اور اس کی ٹیم کو پارس کی ٹیم سمجھ رہی تھی۔ "تم حسین عورتوں کو میرے ہی پاس آ کر گرنے کی جگہ ملتی ہے۔ کیوں خیریت تو ہے۔"

وہ سر کو تھام کر تکلیف سے کراہتی ہوئی بولی۔ "وہ...... وہ اس کمرے میں ٹیلی پیتھی جاننے والی باربرا ہے۔ اس نے مجھے دماغی جھٹکا دے کر کمرے سے باہر پھینک دیا ہے۔"

"ارے رے' کیسی بدذوق ہے۔ کلیجے سے لگانے والی چیز کو پھینک دیا ہے۔ ویسے تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس کمرے میں جو خیال خوانی کرنے والی ہے' اس کا نام باربرا ہے؟"

"میرا سر دکھ رہا ہے۔ پلیز' مجھے یہاں سے لے چلو۔"

پارس نے اسے سہارا دیا اور اس کمرے میں لے آیا جہاں باربرا اور پاشا آرام کر رہے تھے۔ پاشا ایک حسینہ کو دیکھ کر مسکرایا۔ پھر بولا۔ "یہ ہیرا کہاں سے اٹھا لائے ہو؟"

"تمہارے گھر سے لایا ہوں۔ تم اس حسینہ کو اچھی طرح جانتے ہو لیکن اس کی پلاسٹک سرجری اتنی خوبصورتی سے کی گئی ہے کہ تم اسے پہچان نہیں سکو گے۔"

پاشا نے حیرانی سے اور سوالیہ نظروں سے فلاور کو دیکھا۔ باربرا نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا۔ "کون ہے یہ؟"

وہ بولا۔ "تم نے اس مختصر سی ملاقات میں یہ سمجھ لیا ہو گا کہ پاشا بڑا دل پھینک ہے۔ اس حسینہ سے بھی ضرور عشق کرے گا۔ میں اسے ایک چکر میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ تم پاشا کے سامنے صرف اتنا پوچھو کیا یہ وہی عورت ہے جس کا ذکر پاپا نے کیا تھا؟"

باربرا نے زبان سے پوچھا۔ "پارس! ہمارے پاپا جس عورت کا ذکر کررہے تھے' کیا یہ وہی ہے؟"

پارس نے کہا۔ "ہاں' تم نے خوب پہچانا ہے۔ پاپا نے کہا تھا۔ اس کی پلاسٹک سرجری ہو چکی ہے۔ اسے روانہ کیا جا رہا ہے۔ یہ ہمیں دریائے جوبا کے پاس ملے گی۔"

پاشا نے پوچھا۔ "آخر یہ ہے کون؟"

"یہ تم بوجھو' اگر بوجھ لو گے تو تمہاری' ورنہ اسے ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔"

فلاور سر کی تکلیف سے پریشان ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ پاشا اس کے چاروں طرف گھوم گھوم کر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ باربرا اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھی اور خیالات بتا رہے تھے کہ دوسرے کمرے میں ایک خیال خوانی کرنے والی باربرا موجود ہے۔ اس کے تین ساتھی ہیں۔ عبداللہ' صفورا' ڈی کروز اور چوتھا پارس ہے جو روپوش رہتا ہے۔ پچھلی بار جنگل میں مقابلے کے دوران بھی پارس کسی کے سامنے نہیں آیا۔

پاشا نے پوچھا۔ "کیا میں حسینہ کو چھو کر ٹٹول کر معلوم کر سکتا ہوں کہ یہ کون ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ اسے ہاتھ لگائے بغیر پوچھو۔ اور ہمیں کچھ دیر تک مخاطب نہ کرو۔"

اس نے پاشا کو فلاور کی ذات میں الجھا دیا۔ باربرا سوچ کے ذریعے اسے فلاور کے خیالات سنا رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "یہودیوں کو بھی ان فارمولوں کی ہوا لگ گئی ہے۔ یہاں الپا اور اس کے آلۂ کار مرینا سے ٹکراتے رہے اور مرتے رہے اب اس کی دوسری ٹیم یہاں پہنچنے والی ہے۔ وہ ابھی تک مرینا کو باربرا سمجھ رہی ہے۔"

پارس نے کہا۔ "پہلے ہمارا خیال تھا' فارمولوں کا علم کسی کو نہیں ہے پھر پتا چلا' شی تارا اور مرینا کو یہ راز معلوم ہو چکا ہے۔ اب یہ تیسری پارٹی یہودیوں کی آگئی ہے۔"

وہ بولی۔ "پاپک ماتس قبیلے میں پہنچنے تک پتا نہیں اور کتنے دشمنوں کا اضافہ ہو جائے گا۔ ہمیں جلد سے جلد وہاں پہنچنا چاہیے۔"

"جب تک کوئی لانچ نہیں آئے گی' ہم سب یہاں رکنے پر مجبور رہیں گے۔ یہاں رکنے میں بھی بہتری ہے۔ ہم یہیں ان مخالفین سے دو دو ہاتھ کرلیں گے۔ دریا پار کرنے والے دشمنوں کی تعداد جتنی کم ہو اتنا ہی ہمارے لیے اچھا ہوگا۔"

"پھر کیا ارادے ہیں؟ کہاں سے شروع ہونا چاہتے ہو؟"

"یہ دونوں پارٹیاں سمجھ رہی ہیں کہ پارس روپوش ہے لہٰذا میں جا رہا ہوں۔ روپوش رہ کر ان کا محاسبہ کروں گا۔ تم دونوں محتاط رہو اور ایک دوسرے کو اصل نام سے مخاطب نہ کرو۔"

پاشا نے پارس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "کیوں مجھے الجھا رہے ہو؟ خدا کے لیے بتاؤ یہ کون ہے اور میں اسے کیسے جانتا ہوں؟"

پارس نے کہا۔ "باربرا! اس کی سوئی حسینہ پر اٹک گئی ہے۔ اب یہ حاضر دماغ نہیں رہے گا تو خود بھی نقصان اٹھائے گا' ہمیں بھی نقصان پہنچائے گا۔"

"تم نے ہی حسینہ کو اس کے لیے معمّا بنایا ہے۔ اسے بتا کیوں نہیں دیتے کہ یہ کون ہے؟"

وہ پاشا کو ایک طرف لے جا کر بولا۔ "صرف اس کے چہرے کی نہیں پورے بدن کی پلاسٹک سرجری کی گئی ہے اسے بوڑھی سے جوان بنایا گیا ہے۔"

"شاید میرے لیے بوڑھی کے بدن کو جوانی دی گئی ہے۔ ویسے اب یہ کسی پہلو سے بوڑھی نہیں لگ رہی۔"

"آگے سنو۔ اس پر تنویمی عمل کرکے اس کی آواز اور لہجے کو بدلا گیا ہے اور اس کی پچھلی زندگی بھلا دی گئی ہے۔"

"ٹھیک ہے' اب تو بتا دو یہ کون ہے؟"

"پاشا! بہت افسوس اور شرم کی بات ہے کہ تم اپنی بیوی مریم کو نہیں پہچان رہے ہو۔"

"کیا؟" وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔ فلاور کے پاس دوڑ کر گیا۔ اسے چھو کر' پکڑ پکڑ کر دیکھنے لگا۔ فلاور نے پارس سے پوچھا۔ "یہ میرے ساتھ ایسی حرکتیں کیوں کر رہا ہے؟"

"یہ تمہارا دیوانہ ہے' کہتا ہے' تمہیں دشمنوں سے بچانے کا۔ تمہارے لیے جان کی بازی لگا دے گا۔"

وہ بولی۔ "کسی جنگلی سردار کے مقابلے میں مجھے یہ موزوں ہے۔ کیوں مسٹر! تم مجھے ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا اور باربرا سے بچاؤ گے؟"

پاشا نے حیرانی سے پوچھا۔ "باربرا؟"

باربرا نے جلدی سے اس کے دماغ میں آ کر کہا۔ "یہ مجھے نہیں' بلکہ اس دوسرے کمرے والی کو باربرا سمجھ رہی ہے تم آئندہ اس حسینہ کے یا کسی کے بھی سامنے میرا اور اپنا اصل نام نہ لینا۔ مجھے نیلما کہو اور اپنا کوئی سا بھی نام بتا دو۔"

پاشا نے فلاور کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "میں تمہیں دل و جان سے چاہتا ہوں اگرچہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو تمہارے دماغ میں آنے سے فی الحال نہیں روک سکوں گا لیکن حکمت عملی سے کام لیا جائے تو ٹیلی پیتھی کے عذاب سے محفوظ رہ سکو گی۔ میرے یہ دونوں ساتھی بہت ذہین ہیں۔ یہ کوئی تدبیر سوچ لیں گے۔"

پارس نے کہا۔ "تدبیر سیدھی سی ہے۔ عقلمندی یہ ہے کہ تم الپا کی بات مان کر اس کی ٹیم میں شامل رہو۔ تمہارا یہ عاشق صورت حرام تمہارے ساتھ۔۔۔۔"

پاشا نے آنکھیں دکھا کر پوچھا۔ "کیا کہا صورت حرام؟"

"صورت حرام نہیں' بہرام۔ تمہارا نام بہرام بتا رہا ہوں۔"

"ہاں۔ میرا نام بہرام ہے مگر ایمان سے کہو۔ یہ میری بیوی مریم نہیں ہے۔"

"تمہیں کیا لگ رہی ہے؟"

"یہ تو سر کے بال سے پاؤں کی ایڑی تک جوان دکھائی دے رہی ہے۔ میری بیوی نہیں ہو سکتی۔ کیوں مجھے ڈرا رہے ہو؟"

فلاور نے پوچھا۔ "تم لوگ کیسی باتیں کر رہے ہو؟"

پارس نے کہا۔ "یہ اپنی بیوی سے ڈرتا ہے۔ پوچھتا ہے' کہیں اس کی بیوی تمہارے اندر نہ گھس پڑی ہو۔"

پاشا اسے دور لے جا کر بولا۔ "کیوں حسینہ کے سامنے مجھے ڈرپوک شوہر کہہ رہے ہو؟ تم پکے فراڈ ہو۔ یہ میری بیوی ہو ہی نہیں سکتی۔ بیوی سو برس تک پلاسٹک سرجری کراتی رہے تب بھی ایسی حسین محبوبہ نظر نہیں آئے گی۔"

"پاپا کی یہی پلاننگ تھی کہ تمہیں کبھی یقین نہ آئے کہ تم پلاسٹک سرجری کا فریب کھا کر اپنی وفادار بیوی سے از سرِ نو رومانس کر رہے ہو۔"

"یہ مجھ پر ظلم ہے۔ بیوی کو چاندی کے ورق میں لپیٹ کر دو' تب بھی وہ سیکنڈ ہینڈ کہلائے گی۔ خدا کے لیے ایک تر و تازہ گلاب پیش کرکے اس کا نام مریم نہ رکھو۔"

پارس نے پوچھا۔ "مس! تمہارا نام کیا ہے؟"

"مجھے سب ہی پیار سے فلاور کہتے ہیں۔"

"دیکھو بہرام! کتنا پیارا نام ہے فلاور' تازہ کھلا ہوا پھول۔ اب تم اسے تازہ نہ سمجھو' باسی سمجھو تو یہ تمہاری صوابدید پر ہے۔ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔"

وہ اپنی اٹیچی اٹھاتے ہوئے باربرا سے بولا۔ "ذرا میرے ساتھ باہر چلو۔"

وہ دونوں کمرے سے باہر آئے۔ باربرا نے کہا۔ "الپا تھوڑی دیر میں آئے گی تو فلاور کے دماغ سے معلوم کرلے گی کہ ہمارے ساتھ تم بھی تھے پھر کسی مصلحت کے تحت رُوپوش ہو گئے ہو۔"

"نادیدہ دشمن چھپا رہے تو اگلے کی نیند اڑ جاتی ہے۔ وہ ذہنی دباؤ میں رہتا ہے۔ میں انہیں تجسس اور تشویش میں مبتلا رکھوں گا۔"

"یہ تم پاشا کو کس الجھن میں مبتلا کر کے جا رہے ہو۔"

"یہ تازہ اور باسی کے چکر میں کبھی محبت سے فلاور کی ذات میں دلچسپی لے گا' کبھی مریم سمجھ کر کترائے گا لیکن یہ غیرت مند بھی ہے۔ اپنی بیوی کو الپا اور اس کی ٹیم کے افراد کے آگے مجبور اور بے بس ہونے نہیں دے گا۔ تم دیکھتی جاؤ۔ میں نے اس کے لیے ایک ٹکٹ میں دو تماشے رکھے ہیں۔ وہ کبھی یہ اور کبھی وہ تماشا دیکھتا رہے گا۔"

"کیا تم شیطان کے ساتھ پیدا ہوئے تھے؟"

"نہیں' شیطان نے میرے ساتھ پیدا ہونے کا اعزاز حاصل کیا ہے؟"

"میں یہ کوشش کروں گی کہ پاشا کے ساتھ الپا کی ٹیم میں شامل ہو جاؤں۔"

"مشکل ہے' تم اور پاشا اپنے دماغوں میں الپا کو آنے نہیں دو گے۔ وہ تم دونوں پر کبھی بھروسا نہیں کرے گی پھر بھی کوشش کر دیکھو۔ اچھا تو میں جا رہا ہوں۔ مجھے رخصت کرو۔"

"جا تو رہے ہو' میں کیسے رخصت کروں؟"

"بھئی' پیار سے اور کیسے؟"

وہ اسے دھکے دیتے ہوئے بولی۔ "وہ عربی زبان میں شیطان کو بھگانے کے لیے کیا کہتے ہیں؟ ہاں یاد آیا۔ لاحول ولا قوۃ بھاگ جا ابلیس۔۔۔"

وہ خود بھاگ کر کمرے میں آئی اور دروازے کو بند کر لیا وہاں سے پلٹ کر دیکھا' پاشا' فلاور سے لگا بیٹھا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ تھام کر اس کی ایک ایک مخروطی انگلی کو چھو کر کہہ رہا تھا۔ "میں مر کر بھی یقین نہیں کروں گا کہ تم مریم ہو۔"

فلاور نے پوچھا۔ "یہ مریم کون ہے؟"

"اوہ! بیوی ہے۔ جانتی ہو' بیوی کسے کہتے ہیں؟"

"ہاں' اسے کہتے ہیں جو مذہبی اور قانونی طور پر رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوتی ہے۔"

"نہیں' بیوی ایک کمبل ہے' جو گرمی کے موسم میں بھی لپٹا رہتا ہے۔"

"اوہ نو۔ بیوی کے متعلق ایسی رائے نہ رکھو۔"

"تمہاری شادی نہیں ہوئی' میرا مطلب ہے۔ مجھ سے ہو چکی ہے مگر تم مریم کی حیثیت سے خود کو بھول چکی ہو۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"جو کہہ رہا ہوں' وہ سمجھ نہیں پاؤ گی۔ یوں سمجھ لو کہ پچھلے جنم میں تم میری بیوی تھیں' تمہارا نام مریم تھا۔ آہ! مرد وقت کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ زندگی کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے لیکن بیوی کو پیچھے چھوڑ دے تو وہ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ تمہارے روپ میں سامنے آ جاتی ہے۔"

"کیا تم مجھے مصیبت سمجھ کر ایسا کہہ رہے ہو؟"

"نن۔۔۔ نہیں۔ تم مصیبت نہیں' محبت ہو۔ مقدر کی مہربانی ہو۔ تمہیں پا کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھتے ہیں۔ تم بھی ہاتھ اٹھاؤ اور دعا مانگو کہ تم اندر سے بوڑھی نہ نکلو۔"

"کیا تم مجھے عمر رسیدہ سمجھ رہے ہو؟"

"میرے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔ ایسا اکثر ہوتا ہے' اوپر سے دیکھو تو عورت بیس برس کے اندر لگتی ہے۔ ماہرِ آثارِ قدیمہ کی طرح دریافت کرو تو کھنڈر نکلتی ہے۔"

وہ ناراضی سے اٹھ کر باربرا کے پاس آئی پھر بولی۔ "یہ بہرام میری انسلٹ کر رہا ہے۔ مجھے عمر رسیدہ اور کھنڈر کہہ رہا ہے۔"

باربرا نے کہا۔ "یہ بیوی کا جلا ہے' تمہیں پھونک پھونک کر پینا چاہتا ہے۔ یہ مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔ تمہاری جیسی حسین عورت کے سامنے بیوی کی وفا کو بھلانا چاہتے ہیں مگر وہ گرم دودھ کی طرح جلاتی رہتی ہے۔"

"کیا یہ بیوی والا ہے؟"

"ہونے دو۔ تمہارا کیا جاتا ہے۔ اس پر دل آئے تو مر مٹنا' ورنہ اسے مرنے کے لیے چھوڑ دینا۔"

"تم کوئی مشورہ دو۔"

"میں تو مرد بیزار ہوں۔ عشق اور محبت اور رومانس اور شاعری سب کو بکواس سمجھتی ہوں' کسی بھی مرد سے دوستی نہیں کرتی۔"

"یہ ابھی جو گیا' کون تھا؟"

"اس جنگل میں ایک ہم سفر ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

"جھوٹ کہتی ہو۔ دیکھو میں عورت ہوں اور عورت کو اندر سے پڑھ لیتی ہوں۔ ابھی تم اسے کمرے سے بھگا رہی تھیں مگر اندر سے ڈر رہی تھیں کہ وہ کمرے سے جائے گا تو دل میں آ جائے گا اس لیے تم نے فوراً دروازہ بند کر لیا۔ اس وقت میں نے دیکھا

تمہارا چہرہ کچھ کہہ رہا تھا۔ پتا نہیں دل کیا کچھ کہہ رہا ہو۔"
"فضول باتیں نہ کرو۔ تمہیں یہ بتا دوں کہ میں لڑکی نہیں ہوں۔"

فلاور قہقہہ لگانے لگی۔ باربرا نے کہا۔ "ہنسی نہ اڑاؤ۔ یقین کرو میں بظاہر لڑکی دکھائی دیتی ہوں مگر نہیں ہوں۔ میں مرد ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے پاشا کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے بولی۔ "ادھر وہ بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔ مجھ جوان کو بوڑھی سمجھ رہا ہے اور تم لڑکی ہو کر خود کو لڑکا کہہ رہی ہو۔ کیا میں دیوانوں کی ٹولی میں آگئی ہوں؟"

وہ باربرا کے پاس سے اٹھ گئی۔ ہنستی ہوئی دروازے تک گئی پھر بولی۔ "میں باہر جا رہی ہوں' ذرا تازہ ہوا کھانے کے لئے۔"

وہ دروازہ کھول کر چلی گئی۔ پاشا نے باربرا کے قریب آکر کہا۔ "تمہیں اس کے سامنے یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ تم خود کو لڑکی نہیں لڑکا سمجھتی ہو۔"

"جب میں مرد ہوں تو خود کو عورت کیوں کہوں؟"

"یہ تو سوچو اگر الپا آکر فلاور کے خیالات پڑھے گی اور اسے معلوم ہو گا کہ تم خود کو مرد کہتی ہو تو پھر راز کھل جائے گا کہ تم باربرا ہو۔"

"ہاں' یہ غلطی ہو گئی۔ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا۔ ویسے میں سمجھتی ہوں کہ الپا اور دوسرے یہودی میرے متعلق یہ نہیں جانتے ہیں کہ باربرا کوئی ایسی ہستی ہے' جو کبھی مکمل عورت نہیں تھی اور یہ کہ اس کا آپریشن کرایا گیا ہے۔"

"اچھا ہے کہ وہ نہ جانتے ہو لیکن تمہیں محتاط رہنا چاہئے۔"

"محتاط رہوں گی لیکن وہ مجھ پر جھوٹا الزام لگا رہی تھی کہ میں پارس سے متاثر ہوں اور میرا چہرہ کوئی چغلی کھاتا ہے۔"

"وہ تو ابھی دیکھ کر یہ کہہ رہی ہے' میں قاہرہ سے دیکھتا آ رہا ہوں۔"

"کیا دیکھتے آ رہے ہو؟"

"میں وضاحت سے نہیں کہہ سکتا کیوں کہ کسی محبت کرنے والی لڑکی کے دل کی بات سنائی نہیں دیتی' اس بات کا عکس چہرے سے جھلکتا ہے۔"

"بکواس مت کرو' بتاؤ میرے چہرے سے کیا جھلکتا ہے؟ مجھے تو وہ ذرا بھی اچھا نہیں لگتا۔ تم نے دیکھا ہے کہ میں اس سے لڑتی رہتی ہوں۔"

"یہی بار بار کا لڑنا محبت کی دلیل ہے۔ تم مانو نہ مانو' مگر اس سے محبت کرتی ہو اور اپنے آپ سے لڑتی رہتی ہو۔"

"اچھا زیادہ ماہر نفسیات نہ بنو۔ خاموش بیٹھو۔"

"دو انسان ایک دوسرے کے سامنے خاموش بیٹھے رہیں تو فلسفی یا پاگل کہلاتے ہیں۔"

اس نے پاشا کو ٹالنے کے لیے کہا۔ "جانتی ہو' فلاور تم سے دور جا کر کیا سوچتی ہے؟"

"کیا سوچتی ہے؟"

"میں کہوں گی تو یقین نہیں آئے گا۔ چپ چاپ اس کے قریب جا کر سن لو مگر قریب جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم تو ہزاروں میل کی دوری سے بھی سن لیتے ہو۔"

"ہاں لیکن کسی کے خیالات نہیں سن سکتا۔"

"تم اس کی ایک عادت نہیں جانتے ہو۔ وہ تنہائی میں سوچتے وقت بڑبڑاتی ہے۔ یقین نہ ہو تو کان لگا کر سنو۔"

یہ کہتے ہی وہ فلاور کے دماغ میں چلی گئی۔ فلاور دریا کے کنارے کھڑی ہوئی تھی۔ باربرا نے اسے زبان سے بڑبڑانے پر مجبور کیا۔ وہ دھیمی آواز میں کہنے لگی۔ "آہ! یہ مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ جب میں بالکل تنہا ہوتی ہوں تو مجھے یاد آتا ہے کہ میں اپنے پیارے شوہر کی بیوی مریم ہوں۔"

پاشا کان لگا کر سن رہا تھا۔ اسے مایوسی سی ہو رہی تھی۔ وہ بیس برس کی حسینہ تنہائی میں خود کو چالیس برس کی کہہ رہی تھی اور اس کے عشق کا چالیسواں کر رہی تھی۔

اس نے بھرپور توجہ سے سنا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ ابھی میری تنہائی میں آتا۔ یہاں نیلما اور کوئی دوسرا نہیں ہے۔ شاید میں یہاں اپنے پیاروں کی موجودگی میں خود کو اس کی پیاری بیوی کی حیثیت سے یاد رکھ سکوں۔"

پاشا نے باربرا سے کہا۔ "پارس درست کہہ رہا تھا' وہ مریم ہے۔ وہ تنہائی میں خود کو پہچان رہی ہے۔ لل... لیکن..."

باربرا نے پوچھا۔ "لیکن پر سوئی کیوں اٹک گئی؟"

"وہ بات یہ ہے کہ میں نے اسے چھو کر دیکھا ہے۔ اس کا ہاتھ بھی پکڑا ہے۔ میں کیا بتاؤں کہ وہ کیسی حرارت بخش اور پُرکشش ہے۔ اس کی عمر بیس برس سے ایک منٹ بھی زیادہ نہیں ہو گی۔"

"اس کی عمر کا حساب مجھے کیوں بتا رہے ہو۔ اس کے پاس جاؤ اور کسی ایک نتیجے پر پہنچو۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سوچتے ہوئے جانے لگا پھر دروازے پر رک کر بولا۔ "یہ مجھ پر ظلم ہو رہا ہے۔"

"کون ظلم کر رہا ہے؟ کیسے ظلم کر رہا ہے؟"

"یہ کوئی شرافت ہے' میری بیوی کی سرجری کیوں کرائی گئی؟ کیوں اسے اس قدر پُرکشش بنایا گیا ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟"

"مقصد ہے' انسانی فطرت کو سمجھنا۔ خصوصاً مرد کی نیت اسی طرح سے سمجھ میں آتی ہے۔ تم مردوں کی محبت ہوتی کیا ہے۔ عورت جب تک محبوبہ رہتی ہے' اس پر جان چھڑکتے رہتے ہو۔ بیوی بن جائے تو چند دنوں کی قربت سے بیزار ہو جاتے ہو۔ وہی بیوی فلاور جیسی حسین بن کر آجائے تو پھر اس کے عاشق بن جاتے ہو اور یہ انکشاف ہو جائے کہ حسینہ کے اندر بیوی چھپی ہوئی ہے تو تذبذب میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ آخر کیا ہو تم لوگ؟ ایسی دوغلی نیت

رکھتے ہوئے کبھی شرماتے نہیں ہو؟"

"اچھا زیادہ نہ بولو۔ عورتیں بھی کم نہیں ہوتیں۔ میں اس موضوع پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔ اتنا کہہ دیتا ہوں' اگر یہ بیوی ثابت ہوئی تو اچھا نہیں ہو گا۔"

"اچھا نہیں ہو گا تو برا کس کا ہو گا؟"

وہ گھونسا دکھا کر بولا۔ "میں پارس کا منہ توڑ دوں گا۔"

وہ پلٹ کر دروازہ کھولتے ہوئے باہر آگیا۔ اس چار دیواری میں چار بڑے کمرے تھے ان میں سے ایک خالی تھا۔ دوسرے کمرے میں مرینا اپنی ٹیم کے ساتھ تھی۔ تیسرے میں باربرا تھی چوتھے کمرے میں دو عورتیں اور چار مرد تھے۔ ان کے پاس ٹی وی کیمرے لائٹس اور ایک بڑا جنریٹر تھا ان کے سامان سے پتا چلتا تھا کہ وہ جنگل کے موضوع پر ویڈیو فلم کی شوٹنگ کے لیے آئے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے پاس کچھ نقلی ہتھیار بھی تھے اور کچھ اصلی بھی تھے تاکہ جنگلی درندوں سے سامنا ہو تو انہیں ہلاک کیا جا سکے۔

الپا ایک ناکامی کے بعد دوسری بار زبردست تیاریاں کر کے آنے والی تھی۔ بلیک آدم کے وہاں پہنچنے سے پہلے باربرا اور اس کے ساتھیوں پر نظر رکھنا چاہتی تھی۔ پتا نہیں وہ کب تک مرینا کو باربرا سمجھتی رہے گی پھر اسے فلاور کے خیالات سے پتا چلا کہ دوسرے کمرے میں بھی ایک لڑکی دو مردوں کے ساتھ آئی ہوئی ہے۔ لڑکی کا نام نیلما اور ایک مرد کا نام بہرام ہے۔ دوسرے مرد (پارس) کا نام نہ معلوم ہو سکا کیوں کہ فلاور کے سامنے اس کا نام نہیں لیا گیا تھا اور وہ کہیں چلا گیا تھا۔

الپا پھر دھوکا کھا رہی تھی۔ باربرا کو نیلما سمجھ رہی تھی۔ اس نے ایک بار چپکے سے باربرا کے خیالات پڑھنے چاہے لیکن باربرا نے فوراً ہی سانس روک لی تھی پھر اس نے پاشا کے خیالات پڑھنا چاہے وہاں بھی ناکامی ہوئی۔ اس ناکامی سے شبہ ہوا کہ یہ دوسرے کمرے والے پُراسرار ہیں۔ شاید خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

اس نے پھر فلاور کے خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ بہرام (پاشا) اپنی بیوی مریم سے گھبراتا ہے۔ الپا نہیں جانتی تھی کہ کوئی مریم ہے جو پاشا کی بیوی ہے۔ اس کا تجسس بڑھ گیا تھا۔ اپنے دماغوں میں اس کا راستہ روکنے والے غیر معمولی لوگ لگ رہے تھے۔ ان کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے اس نے چوتھے کمرے کے مسافروں کو آلۂ کار بنایا۔

جب فلاور کمرے سے باہر آئی تو چوتھے کمرے کے باہر ایک شخص بیٹھا بیئر پی رہا تھا۔ الپا نے فلاور کو مسکرا کر اس سے باتیں کرنے پر مجبور کیا۔ اس شخص نے جواباً کہا۔ "آؤ بیٹھو' میرا نام جان بوائڈ ہے' اور تمہارا؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "مجھے فلاور کہتے ہیں۔"

"میں بیئر سے شغل کر رہا ہوں۔ میرا ساتھ دینا پسند کرو گی؟"

"شکریہ! میں نہیں پیتی اور بیٹھ بھی نہیں سکتی۔ ایک ضروری کام سے جا رہی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ الپا' جان بوائڈ کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ جنگل میں بنائی جانے والی فلم کا ہیرو تھا۔ ایک ہیروئن اپنی بہن کے ساتھ کمرے کے اندر آرام کر رہی تھی۔ باقی تین مردوں میں سے ایک ڈائریکٹر' دوسرا کیمرا مین اور تیسرا اسسٹنٹ تھا۔

ان چاروں کے چہروں پر فلم میکرز کے نقاب چڑھے ہوئے تھے۔ یہ درپردہ ہیروں کے اسمگلرز تھے۔ دریائے جوبا کے راستے جنوبی افریقہ جا رہے تھے۔ وہاں ایک پارٹی سے سودا ہو چکا تھا وہ اس پارٹی سے ہیرے لے کر اٹلی کے ایک گاڈ فادر کے پاس پہنچانے والے تھے۔ وہ چاروں اٹلی کے بدنام ترین مجرم تھے۔ انہیں یاد نہیں تھا کہ وہ اب تک کتنے قتل کر چکے ہیں اور نہ آئندہ یاد رکھنا چاہتے تھے۔

ان کے ساتھ جو دو حسینائیں تھیں' وہ بھی چھٹی ہوئی تھیں۔ اپنے شکار کو محبت سے پھانستی تھیں پھر گلے لگ کر گلا کاٹتی تھیں۔ ان کے پاس فلمی شوٹنگ کے نقلی ہتھیار کم اور اصلی زیادہ تھے۔ انہوں نے بڑا سا بھاری بھرکم جنریٹر اس لیے ساتھ رکھا تھا کہ افریقہ کی ایک پہاڑی کے غار کے اندر جانا تھا۔ جہاں دن کو بھی گہری تاریکی رہا کرتی تھی۔ وہ لوگ کروڑوں ڈالرز کے ہیرے اسمگل کرنے کے لیے پورے انتظامات کے ساتھ جا رہے تھے۔

الپا کو اور دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس بات سے دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ ہیرے کس غار سے لائے جائیں گے اور کہاں پہنچائے جائیں گے۔ یہ خیال خوانی کرنے والوں کے لیے معمولی سی بات تھی۔ اسمگلرز جان جوکھم میں ڈال کر ہیرے لاتے۔ الپا جب چاہتی اپنے پسندیدہ ہیرے ان ہی اسمگلرز کے ذریعے اپنے پاس منگوا لیتی۔ اس نے ہیروں کو نظرانداز کیا اور جان بوائڈ کے ذریعے ان تمام اسمگلرز کے دماغوں میں جگہ بنالی۔

اس نے تھوڑی دیر بعد جان کے ذریعے دیکھا' پاشا دریا کے ساحل کی طرف جا رہا تھا۔ فلاور بھی ادھر ہی گئی تھی۔ الپا نے جان کی سوچ میں کہا۔ "پہلے وہ فلاور نامی حسینہ تاریکی میں ادھر گئی۔ اب اس کے پیچھے یہ شخص جا رہا ہے۔ ضرور کوئی خاص بات ہے۔ معلوم کرنا چاہئے۔"

وہ بے اختیار بیئر کا کین اٹھا کر کرسی سے اٹھ گیا۔ پھر پاشا سے بہت فاصلہ رکھ کر دبے قدموں اس کے پیچھے جانے لگا۔ الپا نے معلوم کیا تھا' جان کے کوٹ کے اندرونی جیب میں ایک ننھا سا پستول ہے' جو بہرام (پاشا) کو زخمی کرنے کے لیے کافی ہے۔ وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح اس سانس روکنے والے کے دماغ میں ایک بار پہنچ جائے پھر اس کی اور اس کے ساتھیوں کی اصلیت معلوم کر لے گی۔

الپا نہیں جانتی تھی کہ جس شخص کا تعاقب کرا رہی ہے' وہ تعاقب کرنے والے کی۔ سانسوں کی ہلکی سی آواز بھی پچیس گز کی

دوری سے سن رہا تھا۔ پاشا چلتے چلتے ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھ گیا پھر چاروں ہاتھ پاؤں سے رینگتا ہوا ذرا دور ایک درخت کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا۔ درخت کی آڑ سے دیکھنے لگا۔ جان ایک جگہ رک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے حیرانی تھی کہ آگے جانے والا کہاں گم ہو گیا تھا۔

پاشا تاریکی میں صاف دیکھ رہا تھا۔ جان نے دیکھنے کے لیے مجبوراً ٹارچ روشن کی تھی۔ الپا نے اس کی سوچ میں کہا۔ "مجھے دریا کنارے فلاور کے پاس جانا چاہئے۔ وہ شخص ضرور اس حسینہ کے پیچھے جائے گا۔"

جان بوائڈ نے بیزاری سے سوچا۔ "لعنت ہے۔ میں کیوں خواہ مخواہ ان کے پیچھے لگ گیا ہوں۔"

الپا نے اس کی سوچ میں کہا۔ "اس لیے کہ یہ لوگ پُراسرار ہیں۔ اگر ان کی اصلیت معلوم نہیں کروں گا تو یہ اسمگلنگ کی راہ میں رکاوٹ بنیں گے۔"

"جب یہ رکاوٹ بنیں گے تو ان میں سے ہر ایک کے لیے میری رائفل کی ایک ایک گولی کافی ہو گی۔"

وہ پلٹ کر اپنے کمرے کی طرف جانا چاہتا تھا لیکن نہ جا سکا۔ اس کے قدم رک گئے وہ پھر ادھر گھوم گیا' جدھر فلاور گئی تھی۔ تب سمجھ میں آیا کہ وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ الپا نے کہا۔ "ہاں' تم اپنے اختیار میں نہیں ہو۔ میں نے تمہارے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے۔ تم میرے محکوم ہو۔ میں جو حکم دوں گی' اس پر تم عمل کرو گے۔"

اس نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "کیا یہ ٹیلی پیتھی ہے؟"

"ہاں' یہ ٹیلی پیتھی ہے۔ میں جانتی ہوں کہ تم لوگ کروڑوں ڈالرز کے ہیرے اسمگل کرنے آئے ہو۔ میں چاہوں تو تم میں سے کوئی یہاں سے ایک قدم آگے نہ جا سکے۔ اگر میں چاہوں تو اسمگل ہونے والے تمام ہیروں کو سمندر کی تہہ میں پہنچا دوں اور اگر دوست بن جاؤں تو کسٹم پولیس کی کھوپڑیاں گھما کر تمام ہیروں کو کھلے عام تمہارے گاڈ فادر تک پہنچا دوں۔"

"واقعی تم ایسا کر سکتی ہو اگر ہماری دوست بن جاؤ تو ہمیں مال چھپا کر لے جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"تو پھر تالی دونوں ہاتھوں سے بجے گی۔ مجھ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو میرے لیے جاسوسی کرو۔"

"ضرور کروں گا۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"

"تم جس شخص کا تعاقب کر رہے ہو' وہ یوگا کا ماہر ہے۔ میں اس کے دماغ میں جاتی ہوں تو وہ سانس روک لیتا ہے اس طرح میں اس کے دماغ کو کنٹرول نہیں کر سکتی۔ اگر تم اس کے بازو یا ٹانگ پر گولی مار کر زخمی کرو گے تو وہ پھر سانس روکنے کے قابل نہیں رہے گا۔ میں اس کے دماغ پر قبضہ جما لوں گی۔"

"تم زخمی کرنے کی بات کہہ رہی ہو' میں اسے قتل کر سکتا ہوں۔ ویسے سمجھ رہا ہوں کہ وہ شخص تمہیں زندہ چاہئے۔"

"ہاں' تم فلاور کے قریب کہیں جا کر چھپے رہو۔ وہ ضرور اس سے ملنے آئے گا۔"

وہ ساحل کی طرف جانے لگا۔ باربرا کمرے میں تھا تھی۔ فلاور اور پاشا سے توقع تھی کہ وہ جلد ہی کمرے میں واپس آئیں گے جب وہ نہیں آئے تو اس نے فلاور کے اندر جھانک کر دیکھا وہ گھاٹ کے چبوترے پر بیٹھی مشعل کی روشنی میں دریا کی لہروں کو تک رہی تھی اس کی سوچ نے بتایا کہ پاشا اس کے پاس نہیں پہنچا ہے۔

باربرا کو تشویش ہوئی کہ وہ کہاں رہ گیا ہے؟ اس نے دماغ پر دستک دی پھر کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے بولی۔ "تم تو فلاور کے پاس جا رہے تھے یہاں درخت کے پیچھے کیا کر رہے ہو؟"

"ایک شخص میرا پیچھا کر رہا تھا۔ میں اسے تاریکی میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ فلاور کی طرف جا کر ایک بڑے پتھر کے پیچھے چھپ گیا ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا یہ مریٹا کا آدمی ہو گا؟"

"اس کی گردن پکڑنے سے اصلیت معلوم ہو گی۔ اس کی پشت میری طرف ہے۔ تم میرے پاس رہو۔ جیسے ہی اس کی گردن دبوچ لوں' تم اس کی کھوپڑی میں پہنچ جانا۔"

وہ دبے قدموں آگے بڑھنے لگا۔ ذرا آگے بہت سے سوکھے پتے زمین پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہاں قدم پڑتے ہی وہ پتے شور مچانے لگتے۔ غیر معمولی بصارت کام آئی تھی۔ اس نے تاریکی میں سوکھے پتے دیکھ لیے تھے۔ وہاں سے کترا کر راستہ بدلا اور دوسری سمت جانے لگا۔

جان بوائڈ کی شامت آئی تھی۔ وہ پتھر کے پیچھے سے تاریکی میں صرف فلاور کو دیکھ سکتا تھا کیوں کہ وہ مشعل کے قریب بیٹھی ہوئی تھی اور دوسری سمت ٹارچ کی روشنی کے بغیر نہیں دیکھ سکتا تھا اور وہاں ٹارچ روشن کرنے سے اندیشہ تھا کہ چھپا ہوا دشمن اسے دیکھ لے گا۔

وہ خرگوش کی طرح خوش فہمی میں رہا کہ دشمن کی نظروں سے چھپا ہوا ہے۔ ایسے ہی وقت پاشا نے پیچھے سے آ کر اس کی گردن دبوچ لی۔ جان بوائڈ کا اپنے متعلق خیال تھا کہ وہ بہترین فائٹر ہے اور مقابل کے داؤ پیچ کا توڑ کر سکتا ہے اس کی یہ خوش فہمی ختم ہو گئی۔ اس نے گرفت سے نکلنے کے لیے پوری طاقت اور پوری صلاحیتیں آزما لیں تب پتا چلا کہ مقابل گوشت پوست کا نہیں لوہے کا بنا ہوا ہے۔

وہ تکلیف برداشت کرتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالنے لگا۔ باربرا نے کہا۔ "پاشا! یہ اندر کی جیب سے پستول نکالنا چاہتا ہے۔"

پاشا نے اس کی کلائی پکڑ کر موڑ دی۔ اس کی جیب سے پستول نکال کر پوچھا۔ "کیا اس کی ضرورت ہے؟ اس کے خیالات کیا

کہہ رہی ہو؟"

"اس کی ضرورت اتنی ہی ہے کہ اس کے ذریعے اس کے دوسرے ساتھیوں تک پہنچ سکوں گی اسے چھوڑ دو اور واپس جانے دو۔"

پاشا نے اسے چھوڑ دیا۔ الپا کہہ رہی تھی۔ "جان! تم تو اس کے مقابلے میں چوہے ثابت ہوئے۔"

"مجھے چوہا کہہ لو لیکن یہ شخص آدمی نہیں فولادی روبوٹ ہے۔ ہمارا کوئی بھی گوشت پوست کا پہلوان اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔"

باربرا نے جان کے دماغ میں آ کر کہا۔ "الپا! میں ثی تارا بول رہی ہوں۔ تم ان لوگوں کو آلۂ کار بنا کر پھر منہ کی کھاؤ گی۔"

"ثی تارا کیا تم جنگل میں ہو؟"

"یہ احمقانہ سوال ہے۔ کیوں اپنی قوت سے زیادہ زور دکھا رہی ہو۔ تمہاری ایک ٹیم پارس' باربرا' پاشا اور ایک زہریلی لڑکی کے ہاتھوں فنا ہو چکی ہے۔ اب اپنے پیاروں کی سلامتی چاہو تو ادھر کا رخ نہ کرو۔"

"تمہارے مشورے کا شکریہ۔ مجھے اندازہ ہو چکا ہے کہ تم یا باربرا کوئی ایک خیال خوانی کرنے والی اپنی ٹیم کے ساتھ اس جنگل میں موجود ہے۔"

"تم اپنے اندازوں پر چلتی رہو اور ٹھوکریں کھاتی رہو۔ ایک مشورہ اور دیتی ہوں ان اسمگلرز کو آلۂ کار نہ بناؤ۔ میں انہیں تمہارے کسی کام نہیں آنے دوں گی۔"

الپا نے برین آدم کے پاس آ کر کہا۔ "بڑے بھائی! ثی تارا کی ٹیم بھی وہاں پہنچ گئی ہے۔"

اس نے بڑے بھائی کو موجودہ روداد سنائی۔ اس نے کہا۔ "برادر بلیک آدم کے پاس جاؤ۔ اسے صورتِ حال سے آگاہ کرو اور سمجھاؤ کہ اس کے لیے پارس کی ٹیم زیادہ خطرناک ہے کیوں کہ اس ٹیم میں دو زہریلے ہیں' پارس اور وہ زہریلی لڑکی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں برادر کے پاس جا رہی ہوں۔"

"اور سنو! برادر بلیک آدم کے وہاں پہنچنے تک ان اسمگلرز کو فوراً آلۂ کار بناؤ۔ کوشش کرو کہ زیادہ سے زیادہ دشمن زخمی ہو کر تمہاری خیال خوانی کی زد میں جائیں۔"

وہ بلیک آدم کے پاس چلی گئی۔ ادھر باربرا نے جان بوائڈ کو واپس کمرے میں جانے پر مجبور کیا۔ وہ دوسرے اسمگلرز کے پاس آ کر انہیں بتانے لگا کہ کس طرح ایک خیال خوانی کرنے والی نے اسے ٹریپ کیا تھا اور وہ انہیں ہیروں کے اسمگلرز کے طور پر اچھی طرح جانتی ہے۔

اس کے ساتھی یقین نہیں کر رہے تھے کہ اس جنگل میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی آ گئی ہے۔ جان بوائڈ نے کہا۔ "تم ایک پر یقین نہیں کر رہے ہو بعد میں ایک اور میرے دماغ میں آ گئی تھی۔ یعنی دو ٹیلی پیتھی جاننے والیاں میرے دماغ میں لڑنے کے انداز میں ایک دوسرے سے بول رہی تھیں۔"

یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی۔ تمام ساتھی اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے اس نے زیادہ پی لی ہو یا اس کا دماغ چل گیا ہو پھر اس نے باربرا کی مرضی کے مطابق کہا۔ "یہ ابھی میرے اندر موجود ہے اور تمہارے اندر آ کر اپنی موجودگی کا یقین دلائے گی۔"

باربرا نے ایک کے ذریعے دوسرے اور دوسرے کے ذریعے تیسرے کی آوازیں سنی تھیں۔ وہ ایک کے اندر آئی اس نے اپنے ساتھی کو ایک تھپڑ مار کر کہا۔ "یہ میں نے نہیں اس نے مارا ہے۔"

مار کھانے والے نے تیسرے کو الٹا ہاتھ رسید کرتے ہوئے کہا۔ "یہ وہی ہے' اپنی موجودگی کا یقین دلا رہی ہے۔"

ان کے ساتھ دو حسینائیں تھیں۔ وہ ایک دوسرے سے لڑنے لگیں پھر اچانک ہی سب خاموش ہو گئے۔ ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ جان نے کہا۔ "ہم کبھی آپس میں یوں نہیں لڑتے تھے۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والی نے ہمیں مجبور کیا تھا۔"

ایک حسینہ سہم کر بولی۔ "افریقہ کے جادوگر مشہور ہیں۔ یہ کوئی جادوئی چکر ہے۔"

باربرا نے دوسری حسینہ کی زبان سے کہا۔ "میں اس کی زبان سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی بول رہی ہوں۔ تم سب اسے ٹیلی پیتھی سمجھو یا کوئی جادو' میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہیں سمجھانے آئی ہوں۔ یہاں تمہاری ایک دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے۔ جان بوائڈ اس کی باتیں سن چکا ہے۔ میں ایک بات سمجھاتی ہوں۔ تم میں سے کوئی صبح تک اس کمرے سے باہر نہ جائے' اگر کوئی ساتھی جبراً جانا چاہے تو سمجھ لینا وہ دشمن عورت دماغ میں گھس کر اسے باہر موت کے منہ میں لے جا رہی ہے۔"

جان بوائڈ نے پوچھا۔ "اس جادو کا توڑ کیا ہو گا؟"

"اس کا ایک ہی راستہ ہے جو جبراً باہر جانا چاہے اسے سب مل کر پکڑ لو۔ ہرگز جانے نہ دو۔"

"اگر سب ہی جبراً باہر جانا چاہیں تو؟"

"وہ ایک ہی دشمن ہے۔ ایک وقت میں ایک ہی کے دماغ میں آئے گی۔ بیک وقت تم سب کو مجبور نہیں کر سکے گی۔"

انہوں نے سر ہلایا۔ وعدہ کیا کہ صبح تک کمرے سے باہر نہیں جائیں گے۔ باربرا وہاں سے فلاور کے پاس آئی۔ پاشا اس کے پاس آ کر گھاٹ کے چبوترے پر بیٹھ گیا تھا اور اس سے پوچھ رہا تھا۔ "تمہیں پتا ہے' کوئی پندرہ بیس منٹ پہلے تم تنہائی میں کیا بڑبڑا رہی تھیں؟"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں بڑبڑا رہی تھی؟"

"میں چھپ کر سن رہا تھا' تم کہہ رہی تھیں کہ تمہیں تنہائی میں بھولی ہوئی باتیں یاد آتی ہیں اور تمہیں یہ یاد آتا ہے کہ تم میری

بیوی مریم ہو۔"

فلاور نے تنہائی میں جب ایسا کہا تھا تو اس وقت باربرا نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اسی لیے اسے اپنی بڑبڑائی ہوئی بات یاد نہیں رہی تھی۔ وہ بولی "میں ایسی کوئی بات نہیں کہہ رہی تھی۔ کیا میرا دماغ چل گیا ہے کہ میں خود کو تمہاری بیوی مریم کہوں؟"

پاشا نے کہا۔ "میں اسی بات پر حیران ہوں کہ تم تو کنواری ہو' ایسا کیوں کہہ رہی ہو مگر ایمان سے کہتا ہوں' تم ایسا کہہ رہی تھیں۔ میں نے چھپ کر صاف طور سے سنا ہے۔"

"یہ بات خلافِ تہذیب ہے کہ تم چھپ کر میری باتیں سنتے ہو۔ میری ٹوہ میں رہتے ہو' کیا تم خبطی ہو؟"

"پلیز' غصہ نہ کرو۔ تم تنہائی میں یہ بھی کہہ رہی تھیں کہ ایسے میں تمہارے پاس چلا آؤں تو یہاں شاید تم مجھے بیوی کی حیثیت سے پہچان لو۔"

"کیا بکواس ہے' میری شادی نہیں ہوئی پھر بیوی کی حیثیت سے کیوں پہچاننے کی حماقت کروں گی۔"

وہ بولا۔ "میاں بیوی کو مارو گولی۔ آؤ ہم ایک نئی زندگی شروع کریں۔"

"مجھے تم سے ڈر لگتا ہے۔"

"کیا میں بدصورت اور ہیبت ناک ہوں؟ قابلِ نفرت ہوں؟"

"بالکل نہیں۔ تم تو پہلی ہی نظر سے اچھے لگ رہے ہو لیکن بہکی بہکی باتیں کرتے ہو تو ڈر لگتا ہے۔"

اس نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "مجھ سے نہ ڈرو۔ میں تمہارا عاشق جانباز ہوں۔ آؤ ہم جنگل میں منگل منائیں۔"

"نہیں' میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔"

"مانا کہ ایسی لڑکی نہیں ہو لیکن یہ سوچو' وحشی قبیلے میں جاؤ گی تو وہ نہیں پوچھیں گے کہ ایسی ہو یا نہیں؟ وہ ایسی کی تیسی کر دیں گے۔ بہتر ہے مجھ جیسے شریف عاشق کی قدر کرو اور مجھے شکوک و شبہات کی دلدل سے نکالو۔"

"کیسے شکوک و شبہات؟"

"یہی کہ تم چالیس سالہ مریم نہیں ہو۔"

وہ ایک جھٹکے سے الگ ہو کر بولی۔ "تم پھر مجھے مریم کہہ رہے ہو۔ مجھے بوڑھی کہہ کر میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"

"دیکھو' تمہارا غصہ بتا رہا ہے کہ بیویاں اسی طرح جھگڑتی ہیں۔"

"تم نے بیوی بیوی کہہ کر اسے میری چڑ بنالی ہے۔"

اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچا پھر اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر مشعل سے دور تاریکی میں جاتے ہوئے بولا۔ "اگر تم بیوی ثابت [illegible] ہیں تو تمہارے ساتھ ساتھ اس شیطان پارس کا بھی منہ بات [illegible] گا۔"

الپا تھوڑی دیر بعد واپس آئی۔ پہلے اس نے فلاور کے دماغ میں جھانک کر دیکھا تو موقع غنیمت لگا۔ اگر ایسے وقت وہ فلاور کے عاشق پر حملہ کراتی تو وہ غفلت میں ضرور زخمی ہو سکتا تھا اور اس کے لیے اپنے دماغ کے دروازے کھول سکتا تھا۔

وہ اسمگلرز کے درمیان جان بوائڈ کے پاس آئی پھر بولی۔ "فوراً رائفل اٹھاؤ اور باہر چلو۔"

وہ بولا۔ "سوری۔ میں خطرات سے کھیلنے نہیں جاؤں گا۔"

"تمہارا تو باپ بھی جائے گا۔ چلو اٹھو۔"

اس نے جان کے دماغ پر قبضہ جمایا وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اپنی رائفل اٹھا کر لوڈ کرنے لگا۔ ایک ساتھی نے چونک کر پوچھا۔ "یہ کیا کر رہے ہو؟"

وہ غرا کر بولا۔ "کچھ نہیں' تم سب آرام کرو میں ابھی آتا ہوں۔"

ایک ساتھی فوراً ہی اپنی رائفل اٹھا کر دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ اس کا راستہ روکتے ہوئے بولا۔ "ہم سمجھ گئے ہیں۔ وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی آئی ہے۔ ہم تمہیں باہر جانے نہیں دیں گے۔"

دوسرے ساتھی بھی اپنی اپنی گن لے کر بولے۔ "پیارے دوست جان! اپنی رائفل پھینک دو۔ ہم دوست کو موت سے بچانے کے لیے زخمی کر کے اس کمرے تک محدود کر سکتے ہیں۔"

باربرا نے ایک حسینہ کے ذریعے کہا۔ "الپا! تم ایک کو چھوڑ کر دوسرے کے دماغ پر قبضہ کرو گی لیکن یہاں چار مرد ہیں۔ باقی تین اپنے چوتھے ساتھی کو روکیں گے۔"

الپا نے دوسری حسینہ کی زبان سے کہا۔ "اگر اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی تو میں ایک کے ذریعے دوسرے کو گولی مارتی جاؤں گی۔"

"ایسا کرنے سے پہلے سوچو' تمہیں کیا حاصل ہو گا؟ یہاں ایسے بے گناہ چار مرد اور دو عورتیں ہیں جن سے ہماری تمہاری کوئی عداوت نہیں ہے۔ ان بیچاروں کا ہمارے معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"جب میں انہیں استعمال کر رہی ہوں تو سمجھو تعلق ہے۔ تم میرا راستہ نہیں روک سکو گی۔"

"الپا! اتنا عرصہ گزر گیا ہے' تم نے اب تک تجربہ اور دانائی حاصل نہیں کی ہے یہ لکھ لو کہ تمہیں ناکامی ہو گی۔ میں یہاں سے جا کر فوراً اپنے ساتھیوں کو خطرے سے آگاہ کر دوں گی۔ اس کمرے سے باہر جانے والے تمہارے کسی آلۂ کار کو تمہارا کوئی مطلوبہ شخص نہیں ملے گا۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی۔ "میں اپنے ساتھیوں کو آگاہ کرنے جا رہی ہوں۔ یہ تمام آلۂ کار تمہیں مبارک ہوں۔ انہیں کمرے سے باہر لے جاؤ اور ان پر [illegible]"

باربرا جس حسینہ کی زبان سے بول رہی تھی' وہ حسینہ چپ ہو گئی۔ کمرے میں خاموشی طاری رہی۔ الپا نے جواباً دوسری حسینہ کی زبان سے کچھ نہیں کہا اور نہ ہی کسی کو کمرے سے باہر جانے پر مجبور کیا۔ باربرا کی بات سمجھ میں آگئی تھی کہ اس کا کوئی آلۂ کار اس کے کسی مطلوبہ دشمن تک نہیں پہنچ پائے گا۔

○☆○

پارس دریا کنارے دور تک گیا پھر ایک جھاڑی کے پیچھے مناسب سی جگہ دیکھ کر ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی جیب سے کھول کر ایک چارجر لائٹ نکالی۔ اسے روشن کیا پھر ریڈی میڈ میک اپ کا سامان اور آئینہ نکال کر اپنے چہرے پر ہلکی سی تبدیلیاں کرنے لگا۔

وہ چاہتا تھا کہ آئندہ کبھی فلاور سے سامنا ہو تو وہ اسے نہ پہچانے۔ اگر پہچانے گی تو الپا کو اس کے چور خیالات سے معلوم ہو جائے گا کہ وہی نیلا اور بہرام سے بچھڑ کر گیا تھا۔ ایسے میں اس کی دلچسپی کا تجسس اور اسرار ختم ہو جائے گا۔

اس نے چہرے پر سے مونچھیں اور داڑھی ہٹا دیں۔ سر سے لمبے بالوں والی وِگ بھی اتار دی۔ آنکھوں میں ہلکے سبز رنگ کے لینز لگائے۔ یوں چند منٹوں میں پہلے والا چھوٹا رہا۔ اسے صرف باربرا اور پاشا پہچان سکتے تھے کیوں کہ وہ قاہرہ میں یہی صورت اختیار کیے ہوئے تھا۔

اس نے لباس تبدیل کر کے میک اَپ کا سامان جھاڑیوں میں پھینک دیا۔ سر کی وِگ' مونچھیں اور داڑھی بھی وہیں پھینک دی پھر گھاٹ اسٹیشن کی طرف لوٹنے لگا۔ اس کے جانے اور واپس آنے میں تقریباً گھنٹا صرف ہوا اتنی دیر میں گھاٹ اسٹیشن کی صورتِ حال بدل گئی۔ بلیک آدم اپنے زر خرید آلۂ کاروں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا۔

مریتا' صفورا' عبداللہ اور ڈی کروز اپنے کمرے میں بیٹھے لانچ کا انتظار کر رہے تھے۔ ایسے ہی وقت چار دیواری کے پیچھے ایک موٹر گاڑی کے آنے پھر رکنے کی آواز سنائی دی۔ انہیں فلاور کے ذریعے معلوم ہو چکا تھا کہ الپا کی دوسری ٹیم وہاں پہنچنے والی ہے۔ اس لیے وہ سب ذرا محتاط ہو گئے۔

رات کی گہری خاموشی میں صفورا نے کان لگا کر ایک آواز سنی پھر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ عبداللہ نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟"

وہ پریشان ہو کر بھائی سے بولی۔ "یا اخی! نیولا ہے۔ وہ نیولا ایسی آواز نکال رہا ہے۔ جیسے میرے زہر کی بو سونگھ رہا ہو۔"

اس نے بھائی کے ہولسٹر سے ریوالور نکالا۔ اس کے چیمبر کو چیک کیا وہ پوری طرح لوڈ تھا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی دروازے تک آئی پھر یہ بولتی ہوئی چلی گئی۔ "انتظار کرو میں واپس آؤں گی۔"

وہ کمرے کے باہر پھیلی ہوئی تاریکی میں آئی پھر ایک سمت دوڑتی چلی گئی۔ اسے نیولے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

گوگامبا اپنے نیولے کو دونوں ہاتھوں سے دبوچے گاڑی کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک آدم نے پوچھا۔ "یہ نیولا اتنا کیوں مچل رہا ہے۔ عجیب سی آوازیں نکال رہا ہے؟"

"اسے اپنے شکار کی بو مل رہی ہے۔"

"یعنی یہ پارس اور اس زہریلی لڑکی کی موجودگی کا یقین دلا رہا ہے۔ اسے چھوڑ دو' بو کی سمت جانے دو۔"

"ابھی اس نے بو کی صحیح سمت کا تعین نہیں کیا ہے۔ اس لیے تڑپ رہا ہے۔ کبھی اِدھر کبھی اُدھر سونگھ رہا ہے اور ناکامی سے جھنجلا کر آوازیں نکال رہا ہے۔"

"کہیں وہ دونوں اس کے سونگھنے کی رینج سے دور نہ نکل جائیں؟"

گوگامبا چونک کر بولا۔ "ہیئر اِٹ اِز۔ اس نے بو کی سمت کا تعین کر لیا ہے۔ آپ انتظار کریں' ہم ابھی آتے ہیں۔"

اس نے رائفل سنبھالی۔ نیولے کو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔ وہ اچھل کر گھاس پر آیا پھر ایک سمت دوڑنے لگا۔ گوگامبا کے ساتھ ایک اور مسلح نیگرو نیولے کے پیچھے دوڑتا جا رہا تھا اور ٹارچ کی روشنی سے دور تک راستہ دکھاتا جا رہا تھا۔

صفورا نے اینٹی ڈارک گوگلس پہنا ہوا تھا۔ وہ جنگل کی تاریکی میں دوڑتے دوڑتے ایک جگہ رک گئی اس نے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔ دور بہت دور ٹارچ کی ہلکی سی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ یعنی وہ نیولا اور اس کے ساتھی صحیح سمت کا تعین کرتے چلے آ رہے تھے۔

اس نے شانے سے لٹکے ہوئے بیگ میں ہاتھ ڈال کر ایک پرفیوم کی شیشی نکالی پھر اپنے اوپر سر سے پاؤں تک خوشبو اسپرے کرنے لگی۔ اس کے بعد اس نے دیکھا۔ دور سے آنے والی ٹارچ کی روشنی ایک جگہ رک گئی تھی۔ آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ اس کی بو خوشبو میں چھپ گئی تھی۔ نیولا سر اٹھا کر فضا میں سونگھ رہا تھا۔ اسے بو نہیں مل رہی تھی۔

صفورا نے مطمئن ہو کر پرفیوم کی شیشی کو اپنے بیگ میں ڈالا مگر غلطی ہو گئی۔ بیگ میں ڈالتے وقت وہ دور روشنی کو دیکھ رہی تھی۔ شیشی بیگ سے باہر گر گئی۔ پتھر پر آ کر پڑی پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس کا رقیق مادہ پتھر اور گھاس پر بکھر گیا۔

اطمینان غائب ہو گیا۔ اس نے جتنی خوشبو اپنے اوپر اسپرے کی تھی' وہ جنگل کی کھلی فضا میں چند منٹوں کی مہمان تھی پھر فنا ہو جانے والی تھی۔ اس نے سوچا جتنی جلدی ہو سکے ایک لمبا چکر کاٹ کر گھاٹ اسٹیشن جائے گی پھر مریتا کے پاس پرفیوم ہو گا تو اسے بچاؤ کا سہارا بنا کر نیولے کو کسی طرح گولی مارنے کی کوشش کرے گی۔ یہ سوچ کر وہ ایک سمت بھاگتی چلی گئی۔

ادھر گوگامبا اپنے نیگرو ساتھی کے ساتھ نیولے کو دیکھ رہا تھا۔ نیولا ایک اونچے پتھر پر بیٹھا گم ہو جانے والی بو کو ڈھونڈ رہا تھا۔ اس بار پارس کی شامت آگئی۔ اسے صفورا کی بو تو نہ ملی' پارس کی مل گئی۔ اس نے ایک مخصوص آواز نکالی پھر پتھر پر سے چھلانگ لگا کر

گھاس پر آیا اور ایک طرف دوڑنے لگا وہ دونوں بھی اس کے پیچھے دوڑ لگانے لگے۔

وہ اپنی اپنی اٹھائے دریا کنارے سے آ رہا تھا۔ دور سے ایک روشنی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ اس جنگل میں سب ہی دشمن تھے کسی دوست کے آنے کی توقع نہیں تھی۔ وہ ایک سمت گھوم کر بھاگنے لگا پھر ذرا دور جا کر دیکھا۔ ٹارچ کی وہ روشنی اسی کی طرف آ رہی تھی۔

وہ پھر سمت بدل کر دوڑنے لگا اور پیچھے پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ حیران پریشان ہونے لگا کہ ان ٹارچ والوں کو کیسے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ کدھر جا رہا ہے؟ جدھر جا رہا تھا' وہ ادھر ہی دوڑتے چلے آ رہے تھے۔

وہ دوڑتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ "میری عقل کام کیوں نہیں کر رہی ہے؟ یہ بھید سمجھ میں کیوں نہیں آ رہا ہے؟ یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ تعاقب کرنے والے کیسے سمجھ رہے ہیں کہ میں کہاں سے کہاں سمت بدل کر بھاگ رہا ہوں۔"

بھاگتے بھاگتے' سوچتے سوچتے اس نے ٹھوکر کھائی۔ گھاس پر گرا پھر لڑھکتا ہوا ایک پتھر کے پاس آ کر تھم گیا۔ وہاں حیرانی میں اور اضافہ ہوا۔ پتھر اور گھاس میں سے بڑی سحرزدہ کرنے والی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ خوشبو کا رسیا تھا' پہچان گیا کہ وہ ڈیلا ٹلا نامی پیرس کے ایک پرفیوم کی مہک ہے۔ ادھر سے کوئی خوشبو والی خوشبو میں نہا کر گزری ہے۔ جتنا نہایا سو نہایا' باقی گرا کر چلی گئی۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ دور سے آنے والی روشنی رک گئی تھی۔ اس کی سمت نہیں آ رہی تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کیا یہ خوشبو ڈھال بن گئی ہے؟

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اپنے سوال کا جواب مل رہا تھا۔ ٹارچ کی روشنی دوسری طرف گھوم گئی تھی۔ تعاقب کرنے والے ادھر نہیں آ رہے تھے۔ ادھر جا رہے تھے۔ پتھر اور گھاس پر پھیلی ہوئی خوشبو ابھی چند منٹوں کی مہمان تھی لیکن اس سے پہلے صفورا کے بدن کی خوشبو معدوم ہو گئی تھی پھر اس کے زہر کی مخصوص بو نیولے کو پکار رہی تھی۔ اس لیے وہ لوگ پارس کو چھوڑ کر پھر صفورا کے پیچھے پڑ گئے تھے۔

صفورا دوڑتے دوڑتے پھر ایک جگہ رک گئی۔ اس کے بائیں ہاتھ میں ریوالور تھا۔ اس نے دایاں ہاتھ بیگ میں ڈال کر ایک ٹین کا گول ڈبا نکالا پھر اسے کھولا اس کے اندر ایک زہریلا سانپ بل کھا رہا تھا۔ ڈبا کھلتے ہی اس نے پھن اٹھا لیا۔ صفورا نے بڑی پھرتی سے اس کی گردن پکڑ لی۔ وہ ایک درخت کی آڑ میں تھی۔ دشمنوں کو آتے ہوئے دیکھ رہی تھی اب تک وہ دور تھے' نیولا نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ وہ زمین پر گھاس اور جھاڑیوں میں سے گزرتا چلا آ رہا تھا۔ کوئی بیس گز کے فاصلے پر پہنچتے ہی وہ ٹارچ کی روشنی میں نظر آ گیا۔

وہ ٹارچ والے کو نشانے پر لیے کھڑی اس کے مزید قریب آنے کا انتظار کر رہی تھی پھر اس نے گولی داغ دی۔ جنگل کے سناٹے میں ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ٹارچ والے کی چیخ دور تک گونجتی چلی گئی۔ وہ فنا ہو گیا اور ٹارچ بجھ گئی۔ نیولے کو کسی کے مرنے جینے سے کیا لینا تھا؟ وہ اپنی دھن میں زہر کی بو پر۔۔۔ دوڑتا جا رہا تھا جب پانچ چھ گز کا فاصلہ رہ گیا تو صفورا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سانپ کو اس پر پھینک دیا۔

سانپ اس پر آیا' اس سے پہلے اس کے زہر کی بو پہنچی۔ نیولے نے گھاس پر سے چھلانگ لگائی۔ فضا میں ہی سانپ کی گردن تیز دانتوں میں دبوچ لی۔ وہ کوئی باقاعدہ تربیت یافتہ نہیں تھا۔ ازل کے یہ مخصوص نیولے قدرتی طور پر سیکھے سکھائے ہوتے ہیں۔ انہیں کسی انسانی ٹریننگ کی ضرورت نہیں پڑتی وہ فضا سے زمین پر آ گرے۔ سانپ بل کھا کر نیولے کے جسم کو جکڑنے لگا۔ نیولا اگرچہ گرفتار تھا لیکن اس نے سانپ کو بھی بے بس کر رکھا تھا۔

ادھر صفورا اور گوگا مبا نے اینٹی ڈارک لینسز پہنے ہوئے تھے ٹارچ کے بغیر نیولے اور سانپ کی جنگ دیکھ رہے تھے۔ صفورا نے سانپ کو چارے کے طور پر پیش کیا تھا تاکہ نیولے کو لڑائی کے دوران گولی مار سکے۔ اس نے درخت کے پیچھے سے تاک کر گولی ماری لیکن وہ لڑائی کے وقت اِدھر اُدھر ہو رہے تھے۔ اس لیے گولی ضائع گئی۔ دوسری طرف سے گوگا مبا نے چھپ کر جوابی فائر کیا۔ صفورا نے اپنے بچاؤ کے لیے نیولے کو چھوڑ کر گوگا مبا پر فائرنگ کی۔ وہ دونوں کبھی جھاڑیوں اور کبھی درختوں اور پتھروں کے پیچھے پوزیشن بدل بدل کر گولیاں چلاتے رہے۔ صفورا نے نیولے پر بھی دوسری بار گولی چلائی تھی لیکن دور نکل آنے کے باعث نشانہ خطا ہوا۔ نیولا موت کی صورت میں پھر زندہ رہ گیا۔

صفورا کے پاس فاضل گولیاں نہیں تھیں۔ ریوالور کا چیمبر خالی ہو گیا اب وہ مقابلے پر ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ ادھر نیولا اپنے تیز دانتوں سے سانپ کی گردن الگ کر چکا تھا۔ مردہ سانپ کے بل کھل رہے تھے۔ نیولا شکنجے سے آزاد ہو رہا تھا۔ وہ پتھر کے پیچھے سے اٹھ کر بھاگنے لگی۔ گوگا مبا نے دو فائر کیے لیکن درختوں کی بہتات اس کی گولیوں کو روک رہی تھی۔ وہ پھر نیولے کے ساتھ اس کے تعاقب میں دوڑنے لگا۔

پارس دوڑتے دوڑتے رک گیا۔ سامنے ایک نیگرو کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کی رائفل اور بجھی ہوئی ٹارچ قریب ہی پڑی ہوئی تھیں۔ وہ بڑی دیر سے فائرنگ کی آوازیں سن رہا تھا اور معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کن پارٹیوں کے درمیان جنگ جاری ہے۔ اس نے رائفل اٹھا لی۔ مردہ نیگرو کی کمر سے کارتوس کی پیٹی کھول لی۔ ٹارچ وہیں چھوڑ دی اس کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے آنکھوں میں اینٹی ڈارک لینسز چڑھا رکھے تھے۔

وہ آگے بڑھنے لگا پھر ایک فائر۔۔۔ کی آواز قریب سے سنائی دی۔ وہ ایک پتھر کے پیچھے بیٹھ گیا۔ کوئی آدھے منٹ کے اندر ہی

ایک نیگرو دوشیزہ نظر آئی۔ وہ پتلون اور جیکٹ میں تھی۔ پیروں میں فل بوٹ تھے۔ شانے سے ایک بیگ لٹک رہا تھا۔ دوڑتے وقت یوں لگ رہا تھا جیسے پھولوں بھری شاخ لچک رہی ہے۔ ایک ناگن کی طرح لچیلا بدن تھا۔ شانوں تک آنے والی زلفیں ہوا میں لہرا رہی تھیں۔ اس کے دوڑنے کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بڑی تیز رفتار ہے۔ پتھروں اور جھاڑیوں پر سے چھلانگیں لگا کر گزرتی جا رہی تھی۔ جنگل کے اونچے نیچے راستے اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے تھے۔

پھر ایک ہٹا کٹا نیگرو دکھائی دیا۔ وہ دوشیزہ کے تعاقب میں دوڑتا چلا آ رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے نیولے کو دبوچ رکھا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں رائفل تھی۔ ایک ہاتھ سے وہ گولی چلا رہا تھا لیکن صحیح نشانہ نہیں لگا پا رہا تھا۔ اس کے باوجود اسے موت کی دھمکیاں دینے کے لیے فائرنگ کرتا آ رہا تھا۔ اس کی ایک گولی دوشیزہ کے کان کے قریب سے گزری وہ چیخ مار کر اچھلی اور گر پڑی۔

وہ چند قدموں کے فاصلے پر رک گیا۔ اسے نشانے پر رکھتے ہوئے بولا' "میں نے نیولے کو قابو میں کر رکھا ہے۔ یہ میرے ہاتھ سے نکلے گا تو سیدھا تمہارے حلق کی نلی کو دبوچ لے گا۔ آقا نے کہا تھا کہ' اگر زہریلی لڑکی قابو میں آئے تو نیولے کو حملہ نہ کرنے دینا۔ لہٰذا اپنی سلامتی چاہتی ہو تو بتاؤ تمہاری ٹیم میں پارس کیوں نہیں ہے؟ وہ کہاں اور کیوں روپوش رہتا ہے!"

وہ زمین پر سے اٹھ کر بولی۔ "جس طرح تم اپنے آقا کے زرخرید ہو' اسی طرح پارس نے میری خدمات خریدلی ہیں۔ آقا اپنا راز غلاموں اور کنیزوں کو نہیں بتاتے۔ پارس نے بھی ہمیں نہیں بتایا ہے کہ وہ کہاں اور کیوں رُوپوش رہتا ہے۔"

وہ بولا۔ "اس کا مطلب ہے تم ہمارے کسی کام کی نہیں ہو بلکہ خطرناک ہو' موقع ملتے ہی ہمیں ڈس لوگی۔ اس سے پہلے تمہیں میرے نیولے کا شکار ہو جانا چاہیے۔"

اس نے بازو میں دبوچے ہوئے نیولے کو فضا میں اچھالا' وہ آوازیں نکالتا ہوا فضا میں تیرتا اُڑ کر اس کی طرف آیا۔ جواباً صفورا نے قلابازی کرتے ہوئے ایک کراٹے کا ہاتھ رسید کیا۔ نیولے نے ایک منمناتی ہوئی کمزور سی چیخ ماری اور ایک طرف جا کر جھاڑی میں گر پڑا۔ گوگا مبا نے دونوں ہاتھوں سے رائفل سنبھالی پھر اس کا نشانہ لیتے ہوئے بولا۔ "ناگن! میرے نیولے کی بے چینی کو چین دے دے۔ اس کی ضد پوری نہ ہوئی تو یہ تڑپتا رہے گا اگر تو نے اسے اپنی بوٹیاں نوچنے نہ دیں تو میں تجھے گولی مار دوں گا۔"

اب اس کے آگے کنواں اور پیچھے کھائی تھی اگر وہ نیولے سے مقابلہ کرتی تو وہ گولی مار دیتا۔ مقابلہ نہ کرتی تو نیولا اپنے تیز نوکیلے دانتوں سے اس کے حلق کی نلی کو کاٹتا اور اُدھیڑنا شروع کر دیتا۔ اس کے سوچتے سوچتے گوگا مبا نے نیولے کو "کم آن" کہتے ہوئے چٹکی بجائی۔ نیولے نے ایک مخصوص منمناتی ہوئی سی آواز نکالتے ہوئے جھاڑیوں میں سے چھلانگ لگائی۔ فضا میں اڑتا ہوا صفورا کے حلق کی طرف آیا' اسی لمحے پارس نے گولی داغ دی۔ سیون ایم ایم کی رائفل تھی۔ نیولے کے چیتھڑے اڑ گئے۔ اس نے دوسرا فائر کیا۔ گوگا مبا کے ہاتھ سے رائفل چھوٹ کر ذرا فاصلہ پر جا گری' وہ پہلے تو بوکھلایا پھر اپنی رائفل کی طرف جھکنا چاہتا تھا پارس نے اس کے قدموں کی طرف فائر کیا۔ وہ اچھل کر دور چلا گیا پھر اس نے پریشان ہو کر سامنے دیکھا۔ صفورا نے بھی گھوم کر اپنے اجنبی محافظ کو دیکھا۔ وہ ایک قدم آگے بڑھتا ہوا آ رہا تھا پھر اس نے صفورا سے کہا۔ "تم کالی ہو مگر دل والی ہو۔ میں نے تمہارا مقابلہ کرنے کا انداز دیکھا ہے۔ بہت خوب ہو بلکہ زبردست ہو۔"

گوگا مبا نے کہا۔ "اجنبی! یہ ناگن ہے۔ اس کے قریب نہ جانا۔ اسے گولی مار دو یا مجھے اپنی رائفل اٹھانے دو۔"

جب اس نے صفورا کو ناگن کہا' تب پارس نے سمجھا کہ یہ وہی زہریلی لڑکی ہے جو مرینا کی ٹیم میں شامل ہے۔ یہ معلومات باربرا نے فلاور کے خیالات پڑھ کر معلوم کی تھی۔

پھر نیولا جو کردار ادا کر رہا تھا' اس سے یہ معلوم ہوا کہ نیولا زہر کی بو پا کر صفورا کا تعاقب کر رہا تھا اور شاید تھوڑی دیر پہلے نیولے نے پارس کی بھی زہریلی بو پالی تھی۔ اس لیے وہ ٹارچ والے بھی اس کا تعاقب کرتے رہے تھے پھر اس پتھر اور گھاس پر پھیلی ہوئی خوشبو نے اسے بچا لیا تھا۔

پارس کے سوچنے اور سمجھنے کے لیے ابھی بہت کچھ تھا۔ فی الحال جو باتیں سمجھ میں آئیں' وہی بہت تھیں اس نے گوگا مبا سے پوچھا۔ "یہ ناگن ہے' تم کون ہو؟ کیوں اسے ہلاک کرنا چاہتے ہو؟"

وہ بولا۔ "تمہارے تمام سوالوں کا جواب میرا آقا دے گا۔ ناگن کو جانے نہ دو۔ اسے کچل دو۔"

"تمہارا آقا کون ہے؟ کیا اس سوال کا جواب بھی وہی دے گا۔"

"ہاں وہی دے گا۔"

"تو پھر تمہاری کیا ضرورت ہے؟ اے خوبصورت ناگن! تو اپنے شکاری کا شکار کر سکتی ہے۔"

صفورا نے پارس کو احسان مندی سے دیکھا پھر گوگا مبا کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "اجنبی نے مجھے انتقام لینے کی اجازت دی ہے۔ میں تجھے رائفل اٹھانے کی اجازت دیتی ہوں۔ چل آگے بڑھ اور اسے اٹھا لے۔"

گوگا مبا نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔ وہ سمجھ رہا تھا' ناگن اپنی موت کا سامان کرنے کے لیے اسے رائفل تک پہنچنے نہیں دے گی پھر بھی اس نے رائفل کی طرف چھلانگ لگائی۔ نتیجہ وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا وہ اس کی توقع سے زیادہ پھرتیلی تھی۔ وہ بھی اچھل کر اس رائفل کے پاس آئی پھر گوگا مبا کے منہ پر فل بوٹ کی ایسی

کک ماری کہ وہ چیختا ہوا دوسری طرف الٹ گیا۔

گوگامبا خاصا تگڑا تھا مگر وہ اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔ ایسی ہنر مندی سے اس کی پٹائی کر رہی تھی کہ پارس دل ہی دل میں اس کے ایکشن اور اسٹائل کا معترف ہو رہا تھا۔ صرف دس منٹ میں اس نے ہاتھوں اور لاتوں سے اسے لہولہان کر دیا۔ وہ زمین پر گرنے کے بعد خود اٹھنے کے قابل نہ رہا۔ صفورا نے چاروں شانے چت ہونے والے کے پاس آ کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے پھر اس کے ایک ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اس پر جھک کر کہا۔ "الوداع اے میرے دشمن! الوداع....."

اس نے گوگامبا کی ہتھیلی کی پشت پر اپنے ہونٹ رکھے جیسے بوسہ دے رہی ہو۔ اس کے ہونٹ کھل گئے۔ سفید چمکیلے دانت نمایاں ہو گئے۔ اس نے دانتوں کو ہتھیلی میں پیوست کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ چیخیں مار مار کر تڑپنے لگا۔ اس کا تڑپنا چند لمحوں کا تھا۔ زہر بڑا مہربان تھا۔ اس نے جلد ہی اسے ہمیشہ کے لیے آرام پہنچا دیا۔

وہ دشمن سے نمٹ کر کھڑی ہو گئی۔ گھوم کر دیکھنے سے معلوم ہوا، اجنبی قریب آ گیا ہے۔ دونوں کی نظریں ملیں پھر ملتی ہی رہیں۔ سانپوں والی خاصیت تھی۔ دونوں کی پلکیں نہیں جھپک رہی تھیں۔ وہ دیکھ ہی چکا تھا کہ وہ کتنی زہریلی ہے۔ صفورا کو بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کچھ تو وہ اس کی سانس اور مقناطیسی آنکھوں سے اسے پہچان رہی تھی اور کچھ اس کی قربت سے زہریلی کشش محسوس ہو رہی تھی۔

وہ بدستور اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔ "کیا تم وہی ہو؟"

"ہاں، وہی ہوں، جو تمہارے خوابوں میں آتا رہا ہے۔"

وہ نظریں چرا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ پارس نے پوچھا۔ "کیا شرما گئیں؟ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی ہے؟ اتنی دیر سے آنکھیں لڑا رہی تھیں۔ اب نظریں چرا رہی ہو۔ پہلی ملاقات میں یہی ہوتا ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ میری مالکہ نے بتایا تھا، تم صرف زہریلے نہیں، دل پھینک بھی ہو، باتیں خوب بناتے ہو اور لفظوں کی ہیرا پھیری سے دل جیت لیتے ہو۔"

"ہاں، ایسا انسانوں کی دنیا میں ہوتا ہے لیکن ناگ اور ناگن آنکھیں لڑانے اور دل جیتنے کے تکلفات میں نہیں پڑتے۔ ان کا زہر انہیں یک جان دو قالب بنا دیتا ہے۔"

"پلیز، باتیں نہ بناؤ۔ تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے؟"

"کیسی الجھن؟"

"میری مالکہ نے تمہیں زہر سے ہلاک کرنے کے لیے میری خدمات حاصل کی ہیں۔ میرے ساتھ میرا بھائی عبداللہ ہے۔ ہم بہن بھائی زبان کے دھنی ہیں۔ جس سے وفادار رہنے کا عہد کر لیتے ہیں پھر ساری عمر اس کے وفادار رہتے ہیں۔"

"اس میں الجھن کیا ہے؟ بے شک مالکہ سے وفاداری کرو اور مجھ سے محبت کرتی رہو۔"

"وفاداری کا تقاضا ہے کہ اسی وقت تمہیں ڈس لوں مگر تم نے ایک نیولے اور ایک انسان سے میری جان بچا کر مجھے اپنا مقروض بنا لیا ہے۔"

"میں یہ قرض معاف کرتا ہوں۔ آؤ مجھے ڈس لو۔ ڈسنے کے لیے گلے ضرور لگو گی۔ یہی میری زندگی کا حاصل ہو گا۔"

"تم مذاق سمجھ رہے ہو۔ میرا زہر تم سے زیادہ شدید اور جان لیوا ہے۔"

"میں تمہیں ایک بار محبت سے گلے لگانے کے لیے جان دے رہا ہوں۔ تم سوچو کہ محبت سے جان لے سکو گی؟"

وہ پلٹ کر جاتے ہوئے بولی "میں نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی ہے۔ تم کیا چیز ہو؟"

"تم غور کرو، تمہاری نظروں میں کوئی چیز ہوں یا نہیں؟ ابھی فوراً ہی ڈسنا ضروری نہیں ہے۔ اس کے لیے زندگی پڑی ہے۔"

وہ تیزی سے آگے آگے چل رہی تھی۔ جیسے اس سے کترا رہی ہو جب کہ اسے کترانا نہیں، اپنے زہر پر اِترانا چاہیے تھا مگر وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس سے سامنا ہو گا تو اتنی زیادہ کشش محسوس کرے گی۔ وہ سانپوں اور ان کے زہر سے متعلق ریسرچ لیبارٹریز میں کتنے ہی خوبرو مردوں سے ملتی رہی تھی لیکن کسی سے متاثر نہیں ہوئی تھی۔ پارس اپنی ہی زہریلی برادری کا بندہ تھا پہلی ہی ملاقات میں بالکل اپنا لگ رہا تھا۔

اور وہ اتنی جلدی اپنائیت کا اقرار کرنے سے ہچکچا رہی تھی۔ خود کو سمجھا رہی تھی کہ کوئی لگاؤ نہیں ہے چونکہ اس نے دشمنوں سے بچایا ہے اس لیے اسے ڈسنا نہیں چاہتی۔ اس سے دور چلی جانا چاہتی ہے۔

ابھی اس کے اندر جنگ جاری تھی۔ ابھی وہ مریتا سے وفاداری اور پارس سے رشتے داری کی کشمکش میں تھی۔

****

الپا نے بلیک آدم کے پاس آ کر کہا۔ "برادر! فارمولوں تک پہنچنا ناممکن سا لگ رہا ہے۔ ہم بازی ہارتے جا رہے ہیں۔"

اس نے پوچھا "کیا بات ہو گئی سسٹر؟"

"تمہارے اہم مہرے نیولا اور گوگامبا مارے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ جانے والا مسلح نیگرو بھی ہلاک ہو چکا ہے۔"

وہ پریشان ہو کر سیدھا بیٹھ گیا پھر بولا۔ "کیا نیولا یہاں سے پارس کی بو پا کر گیا تھا؟"

"نہیں، صفورا کی زہریلی بو پر گیا تھا۔ وہ بڑی دیر تک انہیں جنگل میں دوڑاتی رہی تھی۔"

"میں حیران ہوں کہ اس تنہا لڑکی نے خونخوار نیولے اور گوگامبا جیسے شہ زور سے مقابلہ کیا اور انہیں مار ڈالا۔ کیا اس کا کوئی مددگار تھا؟"

"پہلے تو کوئی نہیں تھا لیکن جب صفورا کی موت یقینی ہو رہی تھی تب ہی ایک اجنبی کہیں سے وہاں آ پہنچا تھا۔"

"کون تھا وہ؟"

"کہہ تو رہی ہوں اجنبی تھا۔ اسے جانتی تو اجنبی نہ کہتی۔ اس نے نیولے کو گولی مار دی تھی اور گوگامبا کے ہاتھوں سے رائفل گرا دی تھی۔ تب صفورا نے گوگامبا کو ڈس لیا تھا۔"

"کہیں وہ اجنبی پارس تو نہیں تھا؟"

"میں اس کی زیادہ اسٹڈی نہ کر سکی کیوں کہ صرف گوگامبا کے دماغ میں رہ کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔"

"کیا صفورا اور وہ اجنبی سانس روک لیتے ہیں؟"

"ہاں صفورا کے متعلق پہلے سے جانتی ہوں کہ وہ سانس روک لیتی ہے۔ ابھی اجنبی کے اندر جانے کی ناکام کوشش کر چکی ہوں۔"

"سسٹر! پھر تو واقعی ہم ایک بڑی بازی ہار گئے ہیں۔ بڑے بھائی کے پاس جاؤ اس سے کہو اس سلسلے میں مشورہ دے۔ وہ جانتا ہے کہ میں بازی ہار سکتا ہوں، حوصلہ کبھی نہیں ہارتا۔"

الپا نے بڑے بھائی کے پاس آ کر تمام روداد سنائی۔ بڑے بھائی برین آدم نے پوچھا۔ "اس وقت بلیک آدم کہاں ہے؟"

"وہ گھاٹ اسٹیشن سے ذرا دور اپنی گاڑی میں بیٹھا ہوا ہے۔"

وہ بولا۔ "برادر بلیک آدم زبردست شہ زور ہے۔ اس لئے عقل سے بھی کام لیا جائے اگر پارس روپوش ہے یا دور جنگل میں صفورا کے ساتھ ہے تو گھاٹ اسٹیشن میں باربرا، عبداللہ کے ساتھ اکیلی ہے۔ میرا خیال ہے پاشا ہی عبداللہ بنا ہوا ہے۔ یہ پاشا بھی ہمارے برادر کی طرح غیر معمولی جسمانی قوت کا حامل ہے اگر برادر اسے زیر کر لے گا تو آسانی سے ٹیلی پیتھی جاننے والی باربرا کو ٹریپ کر کے ہمارے ملک میں لے آئے گا۔"

الپا نے بلیک آدم کے پاس آ کر کہا۔ "صفورا اور پارس کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاؤ۔ کسی طرح عبداللہ کو زیر کر کے باربرا کو زخمی کر دو۔ میں اس لڑکی کو اپنی معمولہ بنا لوں گی۔"

بلیک آدم نے گاڑی اسٹارٹ کی پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا گھاٹ اسٹیشن کے قریب آ گیا۔ اس کے ساتھ اب ایک ہی نیگرو ماتحت رہ گیا تھا۔ وہ دونوں پوری طرح مسلح ہو کر وہاں کی چار دیواری کی سمت جانے لگے۔ الپا نے کہا۔ "جدھر تم جا رہے ہو، ادھر تیسرے کمرے میں باربرا اور عبداللہ ہیں۔"

وہ اب تک اس فریب میں مبتلا تھی کہ صفورا اور عبداللہ کی خدمات حاصل کرنے والی مریتا نہیں باربرا ہے۔ وہ جنگل میں صفورا اور نیولے کی جنگ کے دوران اتنی مصروف رہی تھی کہ فلاور کے خیالات وضاحت سے نہیں پڑھ پائی تھی۔ اتنا ہی معلوم کیا تھا کہ فلاور نے وہاں کے دوسرے کمرے میں کسی نیلما اور بہرام کے پاس پناہ لی ہے۔

بلیک آدم نے تیسرے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔ اسے جواب نہیں ملا۔ دوسری دستک پر بھی کوئی دروازہ کھولنے نہیں آیا۔ وہ دروازے کو لات مار کر فوراً ایک طرف ہو گیا تاکہ اندر چھپے ہوئے افراد کے حملوں سے محفوظ رہے لیکن حملہ کرنے والا کوئی آلۂ کار بھی نہیں تھا۔ اس نے اندر آ کر دیکھا۔ وہاں کچھ سامان رکھا ہوا تھا مگر سامان والے نہیں تھے۔ وہ کمرے سے باہر آ گیا۔

مریتا اور عبداللہ باہر تاریکی میں صفورا کی تلاش میں نکلے تھے۔ انہیں بلیک آدم کی للکار سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "باربرا! پاشا! تم دونوں مجھ سے چھپ نہیں سکو گے۔ میں نے بھی اینٹی ڈارک گوگلس پہن رکھا ہے۔ تمہیں اس تاریکی میں ڈھونڈ نکالوں گا۔"

اس کی آواز مریتا اور عبداللہ تک پہنچی۔ عبداللہ نے کہا۔ "یہ الپا کی دوسری ٹیم کا کوئی اہم آدمی ہے۔ تمہیں باربرا اور مجھے پاشا سمجھ کر للکار رہا ہے۔"

دوسرے کمرے میں بیٹھی ہوئی باربرا، پاشا اور فلاور نے بھی بلیک آدم کی آواز سنی۔ باربرا نے خیال خوانی کے ذریعے پاشا سے کہا۔ "الپا کی دوسری ٹیم کا کوئی شخص ہمیں للکار رہا ہے۔ فلاور سے کہو، وہ باہر جا کر دیکھے کہ کون ہے؟"

پاشا نے فلاور سے پوچھا۔ "جس شخص کی آواز سنائی دے رہی ہے، کیا اسے جانتی ہو؟"

"ہاں، آواز سے پہچان رہی ہوں، یہ بلیک آدم کی آواز لگ رہی ہے۔ میں اسرائیل میں ایک مہم کے دوران اس کے ساتھ رہ چکی ہوں۔ یہ بے حد خطرناک ہے۔ انسان کی طرح رہتا ہے اور درندے کی طرح دشمنوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ نہتا ہو کر مقابلہ کرے تو طاقتور مقابل کی گردن توڑ دیتا ہے۔"

پاشا نے کہا۔ "پھر تو مجھے باہر جانا چاہیے۔"

باربرا نے کہا۔ "نہیں۔ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرو گے تو بھید کھل جائے گا کہ تم بہرام نہیں پاشا ہو۔ فلاور کو جانے دو۔"

فلاور اس کے کہنے سے باہر آئی۔ دور تک ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے بولی۔ "بلیک آدم! کیا تم ابھی للکار رہے تھے؟ کہاں ہو تم؟ میں فلاور بول رہی ہوں۔"

اسے اپنی باتوں کا جواب نہیں ملا مگر اس کی آواز بہت دور سے آ رہی تھی۔ وہ کہیں دور جا کر دشمنوں کو للکار رہا تھا۔

الپا نے کہا۔ "وہ کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ انہیں مزید نہ للکارو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ چھپ کر تم پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔"

اسی وقت مسلسل گولیاں چلنے لگیں۔ بلیک آدم فوراً ہی گھاس

پر گر پڑا وہاں سے لڑھکتا ہوا ایک درخت کی آڑ میں آگیا۔ وہاں سے اندازہ کرنے لگا کہ کہاں کہاں سے گولیاں چل رہی تھیں۔ وہ فائرنگ کرنے والے تو نظر نہ آئے البتہ اسے اپنا نیگرو ماتحت نظر آیا۔ وہ ذرا دور ایک جھاڑی پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ اسے آخری نیند کے لیے کانٹے اور جھاڑیاں نصیب ہوئی تھیں۔

اس نے درخت کی آڑ میں بیٹھ کر کانوں پر ہیڈ فون چڑھالیا پھر مائیکرو فون کو آن کیا۔ وہ مائیک اتنا حساس تھا کہ زمین پر گھاس اور پتھروں کے نیچے رینگنے والے کیڑے مکوڑوں کی آوازیں بھی کیچ کر لیتا تھا۔ وہ دشمنوں کے قدموں کی چاپ سن کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کس سمت سے آرہے ہیں اگر وہ دس بارہ گز کے فاصلے پر رہ کر کچھ بولتے تو دھیمی دھیمی سی گفتگو توجہ سے سنی جاسکتی تھی لیکن جھینگر اور کیڑوں مکوڑوں کے علاوہ جنگلی چھپکلیوں اور سانپوں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

وہ پریشان ہو کر آس پاس دیکھنے لگا۔ ایئر فون کے ذریعے ایسا ہی لگتا تھا جیسے سب ہی زہریلے جانور قریب آگئے ہوں پھر اس نے قدموں کی آوازیں سنیں۔ اینٹی ڈارک گوگلس کے پیچھے سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے اور سمت کا اندازہ کرنے لگا۔ اندازہ ہوتے ہی اس نے رائفل سیدھی کی پھر ادھر کئی فائر متواتر کرنے کے بعد دوڑتا ہوا دوسرے درخت کے پیچھے چلا آیا لیکن اس سے بڑی حماقت ہوئی۔ اس نے جلدی فائرنگ کرنے کی دھن میں کانوں سے ہیڈ فون نہیں اتارا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے ہی مائیک کے قریب اپنی ہی فائرنگ کی آواز اتنی تیزی سے کانوں میں گھسی کہ دوسرے درخت کے پیچھے پہنچتے ہی وہ چکرا کر گر پڑا۔ طوفانی آوازوں سے دماغ پھوڑے کی طرح دکھنے لگا تھا۔

الپا نے کہا۔ "اوہ برادر! یہ کیا حماقت ہے؟ تمہیں پہلے مائیک کو آف کرنا چاہیے تھا۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر آنکھیں بند کر لی تھیں اور تکلیف برداشت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ بولی۔ "فوراً آنکھیں کھولو۔ تکلیف اپنی جگہ ہے مگر اندھے بن کر دشمنوں کو حملے کا موقع نہ دو۔"

وہ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا۔ اسی وقت کسی چوپائے کے بھاگنے کی آواز آئی۔ وہ ایک جھاڑی پر سے چھلانگ لگاتا ہوا گزرا۔ دونوں طرف سے اس بیچارے چوپائے پر فائرنگ ہونے لگی۔ وہ کئی گولیوں سے چھلنی ہو کر گرا تب پتا چلا کہ وہ دشمن نہیں تھا۔ اِدھر سے بلیک آدم نے اور اُدھر سے عبداللہ اور مرینا نے کئی گولیاں ضائع کی تھیں۔

پھر گولیاں ضائع ہونے کا سلسلہ جاری رہا۔ وہ جگہ بدل بدل کر فائرنگ کرتے جا رہے تھے۔ الپا اس انتظار میں تھی کہ برادر کی گولی سے کوئی ایک زخمی ہو جائے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسی کے ذریعے اس کے ساتھی کو نقصان پہنچا سکے۔

ادھر مرینا اسی انتظار میں تھی۔ اسے صفورا کے لیے بھی تشویش تھی۔ پچھلے ایک گھنٹے سے رابطہ قائم کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ وہ اسی انتظار میں تھی کہ الپا کا وہ آدمی قابو میں آجائے تو صفورا سے بات کرے گی۔

دو گھنٹے گزر گئے مگر جنگل میں آنکھ مچولی اور فائرنگ کا سلسلہ ختم نہیں ہو رہا تھا۔ مرینا نے ناگواری سے کہا۔ "دشمن بہت چالاک ہے۔ اتنی دیر ہو گئی' قابو میں نہیں آرہا ہے۔"

عبداللہ نے کہا۔ "اس کے مقابلہ کرنے کے انداز سے پتا چل رہا ہے کہ وہ گوریلا فوج کا بہترین فائٹر رہ چکا ہے۔"

"مجھے تمہاری بہن کی فکر ہے مگر یہاں خیال خوانی کروں گی تو غفلت میں ماری جاؤں گی۔"

"میڈم! پچھلے پانچ منٹ سے خاموشی ہے۔ میں محتاط رہوں گا۔ آپ صرف خیریت معلوم کر کے چلی آئیں۔"

مرینا نے اینٹی ڈارک آئی لینسز کے ذریعے چاروں طرف نظر دوڑائی پھر کہا۔ "میں زمین پر لیٹ کر خیال خوانی کروں تو فائرنگ کی زد میں نہیں آؤں گی لیکن سانپوں اور بچھوؤں سے ڈر لگتا ہے۔"

"میرے کاندھوں پر سوار ہو کر آپ اس درخت پر چڑھ جائیں۔ دشمن صرف انسانی سروں کی بلندی تک فائرنگ کر رہا ہے۔ اس سے اوپر آپ تک گولیاں نہیں آئیں گی۔"

"یہ مناسب رہے گا۔ میں درخت کے پتوں میں چھپ کر دیکھتی رہوں گی۔ وہ جیسے ہی صاف نظر آئے گا میں گولی مار دوں گی۔"

بلیک آدم بہت کم فاصلے پر تھا۔ اس کا حساس مائیک مرینا اور عبداللہ کی گفتگو کیچ کر رہا تھا اور ہیڈ فون کے ذریعے اسے سنا رہا تھا۔ آواز اگرچہ دھیمی دھیمی سی آرہی تھی۔ کیڑوں مکوڑوں کے شور میں مشکل سے سنائی دے رہی تھی پھر بھی مرینا کے درخت پر چڑھنے والی بات سمجھ میں آگئی۔

اس نے مائیک کو آف کر کے جھاڑیوں کے پیچھے سے سر اٹھا کر دیکھا۔ دور ایک درخت کے تنے کو مرینا نے تھام رکھا تھا۔ بلیک آدم اور ان کے درمیان کئی درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ وہ دونوں نظر نہ آتے چونکہ وہ عبداللہ کے شانوں پر سوار تھی اور درخت کے تنے کو پکڑ کر اوپر اٹھتی جا رہی تھی اس لیے نظر آرہی تھی۔

بس یہی موقع تھا۔ طویل جنگ کا اختتام ہو سکتا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں رائفل لے کر بڑی احتیاط اور صبر سے نشانہ لیا۔ احتیاطیں بھی ضروری ہو گئی تھیں کہ اس کے پاس دو ہی کارتوس رہ گئے تھے۔

مرینا نے ایک اونچی شاخ کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا تھا۔ عبداللہ اسے شاخ پر چڑھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی وقت اس نے نشانہ لگا کر ٹریگر کو دبا دیا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہی مرینا کی چیخ ابھری' وہ اس کے شانوں پر سے ڈگمگا کر نیچے گر پڑی۔ الپا نے خوش ہو کر کہا۔ "شاباش برادر! میں اس کے دماغ میں جا رہی ہوں۔"

وہ اسی جنگل میں اپنی پہلی ٹیم کے افراد کے ذریعے مرینا کی آواز اور لہجے کو سن چکی تھی۔ اُس نے اس لہجے کو گرفت میں لیا پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ جس دماغ میں پہنچی' اس عورت نے کہا۔ "میں شی تارا فور بول رہی ہوں' پلیز میڈم کو ڈورڈز ادا کریں۔"

الپا نے شدید حیرانی سے پوچھا۔ "کیا تم شی تارا ہو؟ باربرا نہیں ہو؟"

"کون باربرا؟ گٹ لاسٹ۔"

اس نے سانس روک لی۔ الپا نے بلیک آدم کے پاس آکر کہا۔ "تم نے جس باربرا کو گولی ماری ہے' وہ اپنی اصلی آواز اور لہجے میں نہیں بولتی ہے۔ اس کے دماغ سے تنویمی عمل کے ذریعے اصل لہجہ کو بھلا دیا گیا ہے۔ وہ شی تارا کے لہجے میں بولتی ہے۔ میں اس کے دماغ تک نہیں پہنچ سکوں گی۔"

وہ بولا۔ "ان کی یہ چال پہلے سے معلوم ہوتی تو میں باربرا کو نہیں اس کے ساتھی پاشا کو زخمی کرتا۔"

پھر وہ کچھ سوچ کر بولا۔ "لیکن سسٹر! شی تارا تو فرہاد کی مخالف ہے۔ فرہاد نے باربرا کے دماغ میں اس دشمن عورت کا لہجہ کیوں نقش کیا ہے؟"

"ہم اس سوال پر بعد میں غور کریں گے۔ ادھر وہ زخمی پڑی ہے۔ کسی طرح پاشا کو بھی زخمی کرو' کسی بھی طرح سے باربرا کے پاس جا کر اسے اصل آواز اور لہجے میں بولنے پر مجبور کرو۔"

"میں ادھر نہیں جا سکوں گا۔ میرے پاس صرف ایک کارتوس رہ گیا ہے اگر مجھے یقین ہو جائے کہ پاشا ہتھیار استعمال نہیں کرے گا تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔"

"برادر! ہمیں پاشا کی جسمانی قوت کا صحیح اندازہ نہیں ہے۔ ان غیر معمولی فارمولوں کے پیش نظر اس کی غیر معمولی قوتوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔"

"سسٹر! تم خواہ مخواہ ڈرتی ہو۔ آخر اس گوشت پوست کے جسم میں انتہا کی قوت کتنی ہو گی؟ کیا وہ لوہے کا روبوٹ ہو گا؟ میں پھر بھی اسے مار ڈالوں گا۔"

"نہیں برادر! تم اس جنگل میں تنہا رہ گئے ہو۔ بڑے بھائی کے مشورے کے بغیر اس سے مقابلہ نہ کرنا بہتر ہے۔ اپنی گاڑی کے پاس جاؤ اور وہاں سے مزید کارتوس لے آؤ۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ پھر برین آدم کے پاس آئی۔ وہ مسکرا کر بولا۔ "میں بری خبر سننے کو تیار بیٹھا ہوں۔"

وہ بولی۔ "خبر اتنی بری بھی نہیں ہے۔ مجھے اپنے برادر پر فخر ہے۔ وہ باربرا اور پاشا کو قابو میں کر لے گا لیکن...."

وہ ہنس کر بولا۔ "لفظ 'لیکن' کے بعد ہمیشہ بات کا رخ یا اس بات کا مفہوم بدل جاتا ہے۔ آگے بولو۔"

"برادر کے پاس صرف ایک کارتوس رہ گیا ہے۔ وہ پاشا سے ہاتھا پائی کا مقابلہ کرنے کے لیے سوچ رہا تھا۔ میں نے کہا گاڑی کے پاس جا کر مزید کارتوس لے آؤ۔ میں بڑے بھائی سے مشورہ کر کے آتی ہوں۔"

"تم نے اچھا مشورہ دیا ہے۔ اس سے کہو' واپس آجائے۔ شہر بیضابہ میں رہے۔ وہ لوگ فارمولے حاصل کرنے کے بعد اسی شہر کی طرف لوٹیں گے۔ ہم ان کی واپسی تک وہاں کی عبوری حکومت کو بے بس کر کے خود عارضی حکمران بن جائیں گے۔ تم کل صبح تک خیال خوانی کے ذریعے وہاں کے حکمرانوں اور قبائلیوں کے سرداروں کو اپنا تابعدار بنانے کی کوشش کرو۔ ان میں سے کوئی یوگا کا ماہر ہو گا تو بلیک آدم اسے زخمی کر کے تمہارے حوالے کر دے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ اب ہمیں ان کی واپسی تک پورے شہر کی ناکہ بندی کرنی ہو گی۔ فرانس کی حکومت سے صومالیہ کا رابطہ عارضی طور پر ختم کروں گی تو پارس' باربرا اور پاشا کو کہیں سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ انہیں ائر پورٹ تک جانے کے لیے ایک گاڑی بھی نصیب نہیں ہو گی۔"

"سسٹر! تم میری طرح سوچتی اور سمجھتی ہو۔ البتہ بلیک آدم بعض حالات میں جوشیلا اور جذباتی ہو جاتا ہے' اسے فوراً واپس بیضابہ آنے کو کہو۔"

"بڑے بھائی! کیا آپ نے صومالیہ کا نقشہ دیکھا ہے اور آمدورفت کے راستے معلوم کیے ہیں؟"

"میں نے کافی معلومات حاصل کی ہیں۔ تمہیں شاید اندیشہ ہے کہ وہ کسی دوسرے راستے سے فارمولے لے کر نہ چلے جائیں۔"

"جی ہاں' میں یہی سوچ رہی ہوں۔"

"تمہاری نظر ہر پہلو پر نہیں ہے اس لئے ایسا سوچ رہی ہو۔ وہ جس راستے سے جائیں گے' ہمیں خبر ہو جائے گی۔"

"کیسے بڑے بھائی؟"

"پہلے اپنی ذہانت کو آزماؤ۔ ناکام رہو گی' تب بتاؤں گا۔"

وہ ذرا سوچنے کے بعد بولی۔ "او گاڈ! میں تھوڑی دیر کے لیے فلادر کو بھول گئی تھی۔ وہ پارس اور باربرا کے ساتھ رہے گی تو میں اس کے اندر رہ کر ان کے جانے آنے کے راستے معلوم کرتی رہوں گی۔"

"ہاں' اب تو اندیشہ نہیں رہا؟"

"بالکل نہیں بڑے بھائی! بیضابہ میں رہ کر ان کی جیتی ہوئی بازی ہم جیت لیں گے۔"

"اب جاؤ اور برادر کو فوراً واپس آنے کے لیے کہو۔"

"لیکن برادر تنہا کیسے آئے گا۔ تمام زر خرید آلۂ کار مارے گئے ہیں۔ یہاں کے جنگل تو جنگل' شہر بھی خطرات سے خالی نہیں

ہیں۔"

"درست کہتی ہو۔ میں صومالیہ کے ایک حاکم سے فون پر رابطہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ دس مسلح سپاہیوں کو دریائے جوبا کے گھاٹ پر بھیج دے تاکہ وہ ہمارے برادر کو حفاظت سے شہر لے آئیں۔"

اس نے ہاٹ لائن پر صومالیہ کے حاکم سے رابطہ کیا۔ اس سے درخواست کی کہ مملکتِ اسرائیل کے ایک خاص شخص کے لیے جوبا کے گھاٹ پر دس مسلح سپاہی بھیجے جائیں۔" حاکم نے کہا۔ "آپ لوگوں نے ہمیں مسلمان سمجھ کر یہاں کے فاقہ زدہ عوام کے لیے کبھی امداد نہیں بھیجی۔ ہم سے کبھی ہمدردی کا ایک لفظ نہیں کہا۔ اس کے باوجود ہم آپ کے ایک شخص کی حفاظت کریں گے۔ ویسے آپ یہاں کے سیاسی حالات سمجھ رہے ہیں۔ ہم خود یہاں پوری طرح محفوظ نہیں ہیں۔ سپاہیوں کی بے حد کمی ہے پھر بھی میں کوشش کر کے دو مسلح سپاہی بھیج دوں گا۔"

الپا نے کہا۔ "بڑے بھائی! فون رکھ دیں' اب اس کا باپ بھی میرے اشاروں پر چلے گا۔ میں جا رہی ہوں۔"

وہ بلیک آدم کے پاس آئی۔ وہ اپنی گاڑی کی طرف لوٹ کر آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "بڑے بھائی کا مشورہ ہے فی الحال میدان چھوڑ دو۔"

"سسٹر! جب تک ہتھیار ہیں' میں تنہا اور کمزور نہیں رہوں گا۔"

"کمزوری اور شہ زوری کی بات نہیں' حکمتِ عملی کی بات کرو۔ شہر بیضابہ واپس جاؤ۔ میں صبح تک تمہارے تعاون سے یہاں کے حکمرانوں اور قبائلی سرداروں کو ٹریپ کروں گی۔ ان کے دماغوں میں بیٹھ کر حکومت کروں گی یا اس تک پہنچنے والی تمام امداد اور تمام ذرائع بند کر دوں گی۔ فلاور کے ذریعے معلوم کروں گی کہ وہ فارمولے لے کر کس راستے سے آ رہے ہیں۔ ہم اس راستے میں قدم قدم پر ایسے سخت انتظامات کریں گے کہ وہ کسی بھیس میں بھی فارمولے چھپا کر نہیں لے جا سکیں گے۔"

وہ قائل ہو کر بولا۔ "یہ حکمتِ عملی بہت خوب ہے لیکن میں تنہا کیسے واپس جاؤں؟"

"تمہاری حفاظت کے لیے مسلح سپاہی یہاں دو چار گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے۔ پلیز' تم اس گھاٹ سے ذرا دور گاڑی لے جاؤ اور کسی کی نظروں میں نہ آؤ۔"

"ٹھیک ہے' میں گاڑی لے جا رہا ہوں۔ یہاں کی ساحلی آبادی میں وقت گزاروں گا۔"

وہ چلی گئی۔ وہ تاریکی میں چلتا ہوا اپنی گاڑی کے پاس آیا۔ وہاں سے کچھ دور وہ گھاٹ اسٹیشن تھا' ادھر دو کمروں سے روشنی جھلک رہی تھی۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر آ کر بیٹھا تو پتا چلا کہ سیٹ پر گدی نہیں ہے۔ اسٹیئرنگ پر ایک کاغذ چپکا ہوا تھا۔ کاغذ پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس نے پینسل ٹارچ کی روشنی میں پڑھا لکھا ہوا تھا۔

"گاڑی لنگڑی ہو چکی ہے۔"

تحریر کے نیچے "پی" لکھا ہوا تھا۔ سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ پارس نے لکھا ہے۔ اس نے گاڑی سے اتر کر پھر پینسل ٹارچ کی روشنی میں پہیوں کو دیکھا۔ دو پہیوں سے ہوا نکل گئی تھی۔ تحریر کے مطابق گاڑی واقعی لنگڑی ہو چکی تھی۔

اسے پوری طرح خطرے کا یقین ہو گیا کہ پارس کہیں قریب ہی موجود ہے۔ اس کے پاس صرف ایک ہی کارتوس رہ گیا تھا۔ وہ مزید اسلحہ حاصل کرنے گاڑی کے پچھلے حصے میں آیا۔ ٹارچ کی روشنی میں کلاشنکوف' سیون ایم ایم اور شاٹ گنز وغیرہ دکھائی دے رہی تھیں۔ صرف لکڑی کی وہ پیٹیاں نہیں تھیں جن میں کارتوس بھرے ہوئے تھے۔ ان کارتوسوں کے بغیر تمام ہتھیار کھوکھلے اور بیکار تھے۔ وہاں ایک جگہ کاغذ چپکا ہوا تھا۔ اس پر لکھا تھا۔ "بندوق ہو اور گولیاں نہ ہوں تو امن قائم رہتا ہے۔"

اس تحریر کے نیچے بھی "پی" لکھا ہوا تھا وہ چیخ کر گالیاں دینا چاہتا تھا پھر بڑے ضبط سے کام لیا۔ خیال آیا کہ چیخ کر کچھ بولے گا تو گھاٹ کے کمرے میں رہنے والے مسافر چلے آئیں گے۔ ان میں دشمن بھی ہو سکتے ہیں۔

خطرے کا احساس پریشان کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ دشمن کہیں قریب' بہت قریب ہے۔ وہ اچانک گولیاں چلائے گا تو بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اس نے سوچ کے ذریعے آواز دی "الپا! سسٹر الپا! تم کہاں ہو؟ میں خطرات میں گھرا ہوا شیر ہوں' جس کے فرار کے راستے مسدود کر دیے گئے ہیں۔ میں موت سے نہیں ڈرتا لیکن بے موت مرنا نہیں چاہتا۔ پلیز سسٹر! ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی طرح معلوم کرو کہ پارس کہاں چھپا ہوا ہے؟"

سسٹر بہت پہلے ہی جا چکی تھی۔ اسے جواب نہ ملا۔ تب پوری طرح نہتا ہونے کا یقین ہوا۔ نہ زر خرید آلۂ کار تھے' نہ ہتھیار تھے اور نہ ہی ٹیلی پیتھی کا سہارا تھا۔ دشمن بہت تگڑے ثابت ہو رہے تھے۔ انہوں نے پہلی ٹیم کے تمام افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ دوسری ٹیم کا انجام بھی تقریباً یہی ہو رہا تھا۔ ایک وہی اب تک سلامت رہ گیا تھا۔ جنگل میں ڈھائی گھنٹے تک گولیاں ضائع کرتا رہا تھا۔ ایک کو زخمی کیا تھا لیکن اس زخمی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا تھا۔

اِدھر یہ سلامت تھا۔ اُدھر مرینا بھی خیریت سے تھی۔ اچھی طرح نشانہ تاک کر گولی مارنے کے باوجود اسے ایک خراش تک نہ آئی جب کہ نشانہ بالکل درست تھا۔ گولی سیدھی مرینا کے جسم میں پیوست ہونے والی تھی لیکن مقدر میں سلامتی لکھی ہوئی تھی پھر وہ گولی کیسے لگتی۔ ہوا یہ کہ اُدھر سے گولی چلی۔ اِدھر اسی لمحے میں مرینا کے ہاتھوں سے وہ شاخ چھوٹ گئی جسے تھام کر وہ درخت پر چڑھ رہی تھی۔ ہاتھ چھوٹتے ہی وہ چیخ مار کر عبداللہ کے شانوں پر سے گرتی ہوئی گھاس پر آئی۔ عبداللہ نے بڑی پھرتی سے اسے زمین پر گرنے سے پہلے ہی بازوؤں میں جکڑ لیا تھا اور اس کے ساتھ گھاس پر آ گرا تھا۔

وہ گرتے ہی ذرا نشیب میں لڑھکتے گئے چونکہ ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے تھے اس لیے لڑھکنے کے دوران کبھی یہ نیچے اور وہ اوپر' اور کبھی وہ اوپر اور یہ نیچے ہو رہی تھی پھر وہ ہموار زمین پر تھم گئے۔ وہ چیخ مار کر بولی۔ "مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ مجھے بچاؤ۔ میرے بدن سے زہر نکالو۔"

"میڈم! آپ ناحق گھبرا رہی ہیں۔ میں نے ادھر کوئی سانپ نہیں دیکھا ہے۔"

"کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں۔ میری کمر میں چبھن سی ہوئی تھی۔ اب جلن ہو رہی ہے۔ شاید زہر پھیل رہا ہے۔"

وہ بول رہی تھی اور خوف سے لپٹنے کے باوجود اور لپٹی جا رہی تھی۔ وہ بری طرح ہانپ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "میڈم! تم بہت گوری اور حسین ہو۔ میری نیت بدل رہی ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں نمک حرامی نہیں کرنا چاہتا۔"

"تمہیں نمک کی پڑی ہے اور جلن کی شدت سے میری جان نکلی جا رہی ہے' اگر تم زہر کا توڑ نہیں جانتے تو سپیرے کو بلا لاؤ۔"

"میں جانتا ہوں لیکن تم چھوڑو گی تو کچھ کروں گا۔"

اس نے چھوڑ دیا۔ عبداللہ کو فکر تھی کہ دشمن نہ آ دھمکے۔ مرینا کو اپنی جان کی پڑی تھی۔ وہ لباس ہٹا کر بولی۔ "سانپ نے یہاں ڈسا ہے۔ یہاں جلن ہو رہی ہے۔"

اس نے وہاں ہاتھ رکھا تو دل کی دھڑکنیں پاگل ہونے لگیں۔ وہ کالا تھا۔ پیدائشی کالا تھا۔ زندگی میں صرف ایک بار ایک گوری چمڑی اس کے بازوؤں میں آئی تھی۔ ایک طویل مدت کے بعد پھر ایک حسینہ اسے مل رہی تھی۔ وہ بولی۔ "کیا کر رہے ہو؟ زہر کیوں نہیں چوس رہے ہو؟"

اس نے کپکپاتے ہوئے ہونٹ زہریلے بدن پر رکھ دیے۔ وہ بدن اسے ڈسنے لگا۔ وہ زہر چوس رہا تھا حالانکہ جانتا تھا' سانپ نے نہیں کاٹا ہے۔ ان اطراف میں ایسے کانٹے بھی ہوتے تھے جو چبھنے کے بعد کچھ دیر تک جلن پیدا کرتے تھے۔ مرینا اس جلن کو زہر کا اثر سمجھ رہی تھی جب کہ اس کا اثر عبداللہ پر ہو رہا تھا۔ اس نے مدہوشی میں خود کو بھلا دیا تھا اور خود فراموشی کے عالم میں زہر کا توڑ کر رہا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ آدمی ہر سانپ کے کاٹنے سے نہیں مرتا لیکن سانپ کی دہشت سے مر جاتا ہے۔ اس کا نفسیاتی علاج یہی ہے کہ سانپ نے نہ بھی کاٹا ہو تو اس کی دہشت دور کرنے کے لیے محض نمائشی طور پر زہر کا توڑ کیا جائے۔

عبداللہ سپیرا نہیں تھا' نہ بمن کی طرح زہریلا تھا لیکن اس نے بمن سے سانپ کے کاٹے کا منتر سیکھا تھا اگر واقعی سانپ ڈس لیتا تو وہ اس کا زہر اتار دیتا۔ بہرحال اس نے مرینا کی تسلی کر دی کہ اب اس پر زہر اثر نہیں کرے گا۔

وہ گھاس پر پڑی سوچ رہی تھی' خواہش شہروں میں نہیں جنگلوں میں بھی پکارتی ہے۔ جنگلی درندوں اور زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کی نگری میں بھی زہریلی خواہشات پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ اب وہ یہ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ یہ بات ثی تارا کو معلوم نہ ہو کیوں کہ وہ اسے اپنے بھائی پے پے سرنا کی ملکیت سمجھتی تھی اور یہ مرینا کو اچھا لگتا تھا۔ اسے امید تھی کہ ایک دن سرنا اس سے شادی کر لے گا اور وہ بدستور ثی تارا کے ساتھ آزادی سے دنیا گھومتی رہے گی۔

اب اسے پہلی بار احساس ہوا کہ وہ آزاد نہیں ہے۔ ثی تارا سے ڈرتی ہے اس لیے کسی کے ساتھ آزادی سے وقت نہیں گزار سکتی۔ اس کا بھائی ساری عمر اسے داشتہ بنا کر رکھے گا تو وہ بغاوت نہیں کر سکے گی۔ اپنی ایک الگ راہ پر نہیں چل سکے گی۔ وہ ثی تارا کی معمولہ اور تابعدار ہے اور یہ نادیدہ زنجیریں اگر نہ توڑ سکی تو مرتے دم تک اس کی تابعداری کرتی رہ جائے گی۔

اسے پارس کے بعد سرنا ملا تھا اور سرنا کے بعد عبداللہ اس کے حواس پر چھا رہا تھا۔ وہ کالا تھا مگر اس پر مر مٹنے والا تھا۔ بلا کا شہ زور تھا۔ اس پر طرّہ یہ کہ اس کا معمول اور تابعدار تھا۔ اس کے سامنے سرنا کچھ ماند پڑنے لگا تھا۔ وہ ایک طویل عرصہ کے بعد پھر اپنی ایک الگ راہ اختیار کرنے کے متعلق سوچنے لگی۔

صرف عورت کا جادو نہیں چلتا۔ بعض مرد بھی ساحرِ اعظم ہوتے ہیں۔ ان کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے۔

عبداللہ نے کہا۔ "دشمن کی طرف سے طویل خاموشی ہے یوں لگتا ہے' وہ ہمیں محبت کی آزادی دے کر چلا گیا ہے۔"

وہ گھاس پر لیٹی ہوئی تھی۔ اٹھ کر اُس کے گلے کا ہار ہو گئی پھر بولی۔ "میں نے چند دنوں کے لیے تم بمن بھائی کی خدمات حاصل کی تھیں لیکن اب تم ہمیشہ میرے غلام بن کر رہو گے۔"

وہ بولا۔ "ہم افریقی باشندے صدیوں سے غلامی کرتے آئے ہیں لیکن ہم اس عورت کی غلامی نہیں کرتے جو ہم سے زیر ہو جاتی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے تم مجھے خریدنے والی مالکہ تھیں۔ اب میری عورت ہو۔"

"بکواس نہ کرو۔ اس وقت میرے دل پر تمہاری حکمرانی ہے لیکن میری حکمرانی تمہارے دماغ میں ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ زیادہ مرد بننے کی کوشش کرو گے تو نگنی کا ناچ نچا دوں گی۔"

"میں مانتا ہوں' تمہاری ٹیلی پیتھی نے تمہیں مجھ سے زیادہ طاقتور بنا دیا ہے لیکن ہماری دنیا میں ہر مخلوق کی طاقت رفتہ رفتہ زوال پذیر رہتی ہے۔ جنگل کا شیر بھی ایک دن بیمار یا بوڑھا ہوتا ہے۔ ذرا سوچو کبھی تم بیمار ہو گی' خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہو گی تو پھر حکمرانی کہاں رہے گی؟ مرد کی آغوش میں نارمل رہو۔ آغوش سے اچھل کر سر پر نہ چڑھو۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی پھر بولی۔ "میرا یہ حسن و شباب تمہاری

اوقات سے زیادہ ہے۔ میں نے تمہیں اوقات سے زیادہ دے کر غلطی کی ہے۔ چلو اٹھو اور میرے دشمن کو تلاش کرو۔"

چونکہ مرینا کا انداز محبوبانہ نہیں رہا۔ حاکمانہ ہو گیا اس لیے وہ تابعداری میں سر جھکا کر کھڑا ہو گیا پھر اس کے حکم کے مطابق دشمن کو ڈھونڈنے کے لیے چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔ دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا اور نہ آہٹیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے وہ چلا گیا ہے۔"

"وہ اچانک ہی میدان چھوڑ کر کیوں جائے گا؟"

"ہو سکتا ہے اسے کوئی مشکل پیش آئی ہو۔ ہتھیار کام نہ آ رہے ہوں یا وقتی طور پر میدان چھوڑنے میں اس کی کوئی حکمتِ عملی ہو۔"

"یہاں سے آگے بڑھنے میں خطرہ ہے۔ وہ کہیں چھپا ہو گا۔"

"تم صفورا سے رابطہ کرو۔ اس کی خیریت معلوم ہو گی اور اسے کہہ سکو گی کہ وہ دو چار مسلح آلہ کاروں کو لے آئے۔ دشمن جہاں بھی چھپا ہو گا وہ محاصرے سے پریشان ہو کر اپنے بل سے نکل آئے گا۔"

مرینا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ صفورا کے پاس آ کر معلوم کیا' وہ گھاٹ اسٹیشن واپس آ گئی تھی اس نے پوچھا۔ "دشمنوں کا کیا بنا؟"

وہ بولی۔ "میں نے نیولے اور دو مسلح گارڈز کو جہنم میں پہنچا دیا ہے۔"

اس نے گوگا مبا اور نیولے سے مقابلے کی روداد سنائی۔ ایک اجنبی کا بھی ذکر کیا۔ مرینا نے پوچھا۔ "وہ تمہاری مدد کرنے والا اجنبی کون تھا؟"

صفورا نے سوچ لیا تھا کہ وہ مرینا کے سامنے پارس کا ذکر نہیں کرے گی۔ ورنہ وہ پارس کو ڈس لینے کا حکم دے گی اور ابھی وہ تذبذب میں تھی کہ کس طرح مرینا کی تابعدار بھی رہے اور پارس کی احسان مند بھی رہے۔ اس نے مرینا سے کہا۔ "پتا نہیں وہ کون تھا۔ چھلاوے کی طرح آیا اور میری مدد کی پھر یہ جا اور وہ جا۔ مجھے کچھ پوچھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔"

اس نے پوچھا۔ "کہیں وہ پارس تو نہیں تھا؟ وہ جوان لڑکیوں کو متاثر کرنے کے لیے ایسے ہی ڈرامائی انداز اختیار کرتا ہے۔"

"میڈم! میں کیا کہہ سکتی ہوں' آپ مجھ سے زیادہ جانتی ہیں۔ میں نے اسے کبھی دیکھا نہیں ہے۔"

"میری بات سنو اور اس پر فوراً عمل کرو۔ یہاں جس دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو رہا تھا اس نے اچانک خاموشی اختیار کر لی ہے۔ شاید وہ اطراف میں کہیں چھپا ہوا ہے۔ اچانک ہم پر کہیں سے بھی حملہ کر سکتا ہے۔ تم فوراً کچھ مسلح غلاموں کو لے کر آؤ اور اسے یہاں تلاش کرو۔"

"میڈم! دشمن ایک ہے یا دو ہیں؟"

"دو تھے' ایک کو ہم نے گولی مار دی ہے۔"

"پھر تو وہاں کوئی نہیں ہے۔ وہ زندہ بچنے والا گھاٹ کی طرف واپس آ گیا ہے اور گھاٹ سے کچھ دور اپنی گاڑی کے پاس موجود ہے۔"

"اسے وہیں روک دو۔ ورنہ وہ نئی تیاریوں کے ساتھ آئے گا۔"

"میں اسے بے دست و پا کر چکی ہوں۔ اس کی گاڑی کے پہیے بیکار کر چکی ہوں۔ میں نے اس کے پاس ہتھیار رہنے دیے ہیں لیکن تمام کارتوسوں کی پیٹیاں غائب کر دی ہیں۔"

"واہ صفورا! تم نے تو کمال کیا ہے۔ اب اس کم بخت کو ڈس لو تاکہ ایک دشمن پارٹی بالکل ہی ختم ہو جائے۔"

"میں جا کر دیکھتی ہوں۔ وہ گاڑی کے پاس ہو گا تو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

مرینا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر عبداللہ کو دیکھا اور سوچا دونوں بہن بھائی زبردست ہیں۔ الپا کی دونوں ٹیموں کو انہوں نے نابود کیا ہے۔ میں ان کے ساتھ ایک مضبوط ٹیم بنا سکتی ہوں۔"

عبداللہ نے پوچھا۔ "تم مجھے اس طرح کیوں گھور رہی ہو؟"

"سوچ رہی ہوں۔ اگر ہم ملکہ اور غلام نہ رہیں اور بہترین دوست بن جائیں تو بڑے بڑے دشمنوں کے دانت کھٹے کر سکتے ہیں۔"

"تم دوستانہ انداز میں سوچو گی تو میں تم پر جان قربان کرتا رہوں گا۔"

"اور اگر تم مجھے ایک زبردست دشمن سے نجات دلا دو گے تو میں تم سے شادی کر لوں گی۔"

"کون ہے وہ دشمن؟"

"اس کا نام شی تارا ہے۔ جس طرح میں نے تمہارے دماغ پر قبضہ جمایا ہے اسی طرح وہ میرے دماغ پر حکومت کرتی ہے۔ میں اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتی۔ اس کے خلاف کچھ سوچتی ہوں تو وہ میرے چور خیالات پڑھ لیتی ہے۔"

"پھر تو وہ تمہاری یہ باغیانہ باتیں بھی پڑھ لے گی؟"

"ہاں' لیکن آج کل وہ مجھ پر اندھا دھند اعتماد کرتی ہے۔ وہ میرے پاس آتی ہے۔ ضروری باتیں کرتی ہے مگر میرے چور خیالات نہیں پڑھتی۔ اسے شبہ ہو گا تو پڑھے گی اور میں شبہ ہونے نہیں دوں گی۔"

"مجھے اس کا پتا ٹھکانا بتاؤ۔ میں اس کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں گا۔"

"اتنی بڑی دنیا میں اس کا ایک ہی سگا بھائی ہے' اسے بھی وہ اپنا پتا ٹھکانا نہیں بتاتی ہے پھر ہمیں کیسے معلوم ہو گا؟"

"تمہارے ذہن میں کوئی تدبیر ہو تو بتاؤ۔ میں اس پر عمل کر کے تمہیں اس سے نجات دلاؤں گا۔"

"اگر کوئی تنویمی عمل کا ماہر مجھ پر عمل کرے۔ میرے دماغ سے میری موجودہ آواز اور لہجہ مٹا دے اس کے بعد میری اصل آواز اور لہجہ بھی مٹا دے اور ایک نیا لہجہ میرے ذہن میں نقش کر دے تو شی تارا کبھی میرے اندر نہیں آ سکے گی۔"

"یہ کون سی بڑی بات ہے۔ بیضابہ میں ایک تنویمی عمل کا ماہر ہے۔ ہم اس سے یہ کام لے سکتے ہیں۔"

"لیکن مجھے اندیشہ رہے گا کہ وہ عامل کہیں مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار نہ بنا لے۔"

"ایسا نہیں ہو گا۔ عمل کے دوران میں موجود رہوں گا۔ اسے تمہارے مزاج کے خلاف عمل نہیں کرنے دوں گا۔"

وہ بولی۔ "اس کا مطلب ہے' مجھے تم پر بھروسا کرنا ہو گا۔"

"کسی پر تو بھروسا کرنا ہی ہو گا۔ ورنہ تمام عمر شی تارا کی کنیز بن کر رہو گی۔"

وہ دونوں وہاں سے گھاٹ اسٹیشن کی طرف جانے لگے۔ مرینا سوچ رہی تھی۔ جلد ہی فیصلہ کرنا چاہئے۔ عبداللہ پر اعتماد کیا جائے یا زندگی بھر ان بہن بھائی کی تابعداری کی جائے۔ ایک طرف شی تارا اور سرنا تھے۔ دوسری طرف صفورا اور عبداللہ۔ ایک بہن بھائی سے چھوٹ کر دوسرے بھائی بہن پر اس لیے بھروسا کر سکتی تھی کہ ان دونوں میں کوئی ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ ان پر وہ حاوی رہ سکتی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ عبداللہ کی طرف مائل ہو رہی تھی۔

❁❁❁✱✱❁❁❁

صفورا گھاٹ اسٹیشن کی چار دیواری سے باہر نکل آئی۔ مرینا نے اسے حکم دیا تھا کہ گاڑی کے پاس جو ایک دشمن زندہ بچ گیا ہے' اسے جا کر ڈس لے۔ کسی کو بھی ڈسنے کے خیال سے اسے ایک طرح کی عجیب سی تسکین حاصل ہوتی تھی۔ پارس کو دیکھ کر بھی ایسے ہی ایک جذبے نے سر اٹھایا کہ اس کے بدن کے کسی حصے میں اپنے دانت پیوست کرے۔

ایسے جذبات حاوی ہوں تو وہ نارمل نہیں رہتی تھی۔ اس پر ایک بے خودی سی طاری ہو رہتی تھی۔ اس نے زندگی میں پہلی بار پارس کو دیکھ کر بلا کی کشش محسوس کی تھی۔ وہ بڑی محبت سے اسے ڈسنا چاہتی تھی۔ یہ سمجھتی تھی کہ وہ ناگ زہر کا اثر نہیں لے گا یا عارضی طور پر عذاب میں مبتلا رہے گا پھر اس سے محبت کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ ناگ اور ناگن کے محبت کرنے کے آداب کچھ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کبھی وہ ناگ پر سحر طاری کرتی ہے' کبھی ناگ اسے سحر زدہ کرتا رہتا ہے۔

وہ دل ہی دل میں یہ اعتراف کر رہی تھی کہ اس سے سحر زدہ ہو چکی ہے اور مجبوراً اس سے کترا رہی ہے لیکن کترا کر کتنی دور جا سکتی تھی۔ وہ چلتے چلتے ٹھٹک گئی۔ دور سے وہی دکھائی دے رہا تھا۔ اندھیری رات میں خواہ اینٹی ڈارک لینسز لگائے جائیں' دور سے چہرے بھی ٹھیک طرح پہچانے نہیں جاتے لیکن وہ ایک ہی ملاقات کے بعد اسے دل کی آنکھوں سے پہچاننے لگی تھی۔ وہ قریب آ کر بولا۔ "کہاں جا رہی ہو؟"

"مالکہ کا حکم ہے' اس گاڑی والے کا کام تمام کرنے جا رہی ہوں۔"

"میں نے تھوڑی دیر پہلے تمہارے سامنے اس کی گاڑی کے پہیوں سے ہوا نکال دی۔ اس کے تمام کارتوس غائب کر دیے۔ وہ بالکل نہتا اور بیکار ہو گیا ہے۔ اسے ہلاک کر کے کیا حاصل کرو گی۔"

"یہ میری مالکہ کا حکم ہے۔"

"کیا تم غلامی کے لیے پیدا ہوئی ہو؟"

اس نے چونک کر پارس کو دیکھا۔ وہ بڑی خوددار تھی' کسی کی محکوم نہیں رہنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا۔ "مجھے یہ پسند نہیں ہے۔ میں ایک آزاد اور عیش و عشرت سے بھرپور زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ بھائی عبداللہ نے کہا ہے' یہ مالکہ ایک ہفتہ کے لیے ہماری خدمات حاصل کر رہی ہے۔ ہمیں پچاس ہزار ڈالر دے گی۔ پیرس میں ہم کنگال ہو رہے تھے اس لیے یہ آفر قبول کر لی۔"

"اسے تنویمی عمل کیوں کرنے دیا؟"

"اس نے کہا تھا' بہت سے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن ہمیں جنگل میں ملیں گے۔ وہ میرے اور بھائی عبداللہ کو دماغی نقصان پہنچائیں گے۔ ہم پاگل نہیں ہونا چاہتے تھے اس لئے اسے تنویمی عمل کرنے کی اجازت دے دی گئی۔"

"کیا سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اس نے تم دونوں کو اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ تم بہن بھائی ایک ہفتے کے لیے نہیں ساری عمر کے لیے اس کے غلام بن گئے ہو۔"

"ہاں' ہم سمجھتے ہیں کہ لیکن اس لیے حالات سے سمجھوتا کر رہے ہیں کہ وہ کبھی کبھی مالکن بن جاتی ہے۔ ورنہ ہمارے ساتھ دوستانہ رویہ رکھتی ہے۔"

"عقل سے سوچو' جو دوست ہوتے ہیں وہ آقا بن کر نہیں رہتے پھر اپنا دماغ کسی کے حوالے کر دینا اور اپنے اندر کوئی راز چھپانے کے قابل نہ رہنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ کیا تمہاری زندگی میں ایسا کوئی راز نہیں ہے جسے تم اپنی مالکہ سے چھپانا چاہو گی؟"

صفورا نے اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ مرینا سے پارس کی بات اپنے دل میں چھپانے لگی تھی۔ یہ بھول گئی تھی کہ مرینا آرام سے بیٹھے گی تو اس کے چور خیالات کے ذریعے دل میں چھپے ہوئے ناگ کو پہچان لے گی۔

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "ہر انسان کی زندگی میں کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں جنہیں وہ ساری دنیا سے چھپاتا ہے۔ میں بھی چھپانا چاہتی ہوں۔ لیکن اب یہ ممکن نہیں رہا ہے۔"

"عقل سے کام لو گی تو یہ ممکن ہے۔ تم اور تمہارا بھائی اس سحر سے آزاد ہو جائیں گے۔"

"تم بہت اچھے ہو۔ ہماری بھلائی کی باتیں کرتے ہو۔ بتاؤ ہمیں آزادی کیسے ملے گی؟"

"میرے ساتھ باربرا تم پر عمل کر کے تمہیں مرینا کے تنویمی عمل سے نجات دلائے گی۔"

"ہرگز نہیں۔ اس طرح میں تم لوگوں کی تابعدار بن جاؤں گی۔ میرا بھائی بھی اس کے لیے تیار نہیں ہوگا۔"

"میں نے دانائی اور آزادی کا راستہ دکھایا ہے۔ اس راستے پر چلنا یا نہ چلنا تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔"

وہ جانے لگا اس نے آواز دی۔ "ٹھہرو۔ میری بات سنو اور اپنی بھلائی کے لیے اس پر عمل کرو۔"

"تم میری بات نہیں مان رہی ہو پھر میں تمہاری کسی بات پر عمل کیوں کروں؟"

"مجھ سے بحث نہ کرو۔ میں تمہیں وارننگ دیتی ہوں آئندہ میرے سامنے نہ آنا۔ آؤ گے تو پچھتانے کے لیے بھی زندہ نہیں رہو گے۔ یوں سمجھ لو میں تمہارا احسان بھول چکی ہوں۔"

وہ وہاں سے چلتی ہوئی گاڑی کے پاس آئی۔ بلیک آدم نہیں تھا۔ وہاں سے کہیں چلا گیا تھا۔ اس نے گھاٹ اسٹیشن کی طرف واپس جاتے ہوئے دور تک نظریں دوڑائیں۔ نظریں پارس کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ دل کہہ رہا تھا کہ وہ سچا عاشق ہوگا تو وارننگ کی پروا نہیں کرے گا۔ جان ہتھیلی پر رکھ کر چلا آئے گا۔

شاید وہ سچا عاشق نہیں تھا۔ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ گہری تاریکیوں میں جانے کہاں گم ہو گیا تھا۔ وہ چار دیواری کے تیسرے کمرے میں آ گئی۔ مرینا اور عبداللہ بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ وہ لوگ جب سے دریائے جوبا کے گھاٹ پر آئے تھے تب سے آرام کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ الپا کی پہلی پارٹی سے مقابلہ ہوا پھر دوسری پارٹی سے یوں رات کے دو بج گئے تھے۔ مرینا نے کہا۔ "تھکن سی ہو رہی ہے۔ صفورا چائے بناؤ۔ نیند ہمارے مقدر میں نہیں ہے۔"

"صفورا کیروسین آئل کے اسٹوو پر چائے تیار کرتے ہوئے بولی۔ "وہ دشمن گاڑی کے پاس نہیں تھا۔ شاید کہیں بھاگ گیا ہے۔"

مرینا نے کہا۔ "وہ شاید اب واپس نہ آئے۔ میں پارس کی وجہ سے پریشان ہوں۔ نہ لانچ آ رہی ہے کہ ہم پارس سے دور دریا پار چلے جائیں، نہ ہی وہ کم بخت سامنے آ رہا ہے۔ یہ آنکھ مچولی جاری رہے گی تو ہمیں دو گھڑی سونے کا بھی موقع نہیں ملے گا۔"

عبداللہ نے کہا۔ "تم آرام سے بے خوف و خطر سو جاؤ، میں جاگتا رہوں گا۔"

"صرف جاگنے کی نہیں اسے تلاش کرنے کی اور اس پر قابو پانے کی بات ہے وہ چھپ کر ہمیں پریشان کر رہا ہے۔"

اس وقت مرینا نے اپنے اندر شی تارا کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "ہیلو مرینا! کیسی ہو؟"

وہ بولی۔ "ٹھیک ہوں۔ تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ ہم سے بعض کامیابیاں حاصل کی ہیں کیا اس کی رپورٹ سناؤں؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بڑی دیر تک تمہارے چور خیالات پڑھتی رہی ہوں، مجھے تمام حالات کا علم ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "کیا... کیا تم بہت دیر سے میرے دماغ میں ہو؟"

"ہاں! تم اس خوش فہمی میں تھیں کہ میں تم پر اندھا اعتماد کرتی ہوں اس لیے چور خیالات نہیں پڑھوں گی۔"

"ہاں، مگر تم انسانی ذہن کو سمجھتی ہو۔ دماغ میں اچھے برے خیالات آتے رہتے ہیں اور انسان برے خیالات سے بچتا رہتا ہے۔ اسی طرح میں بھی اپنی آزادی کے متعلق سوچنے کے باوجود تمہاری تابعدار بن کر رہنا چاہتی ہوں۔"

"تم نہ چاہو گی، تب بھی میری تابعداری کرتی رہو گی۔ صفورا اور عبداللہ مجھ سے نجات حاصل نہیں کر سکیں گے۔ یہ اچھا ہے کہ پارس نے تمہیں جگائے رکھا ہے۔ میں بھی یہاں ایک معاملے میں مصروف ہوں۔ ویسے تمہیں صبح تک ضرور نیند آئے گی۔ میں تمہارے خوابیدہ دماغ پر اس بار ایسا عمل کروں گی کہ تم اپنے گاڈ کو بھول جاؤ گی اور مجھے دیوی مان کر میری پوجا کرتی رہو گی۔"

"شی تارا! پلیز مجھ سے..."

وہ بات کاٹ کر بولی۔ "شٹ اپ، آئندہ بے تکلفی سے میرا نام نہ لینا۔ اب تم محض دو کوڑی کی معمولہ ہو۔ میں جوتے مار مار کر تم سے اپنا کام کراتی رہوں گی۔ ابھی جا رہی ہوں۔ صبح تک آؤں گی۔ اپنے بچاؤ کی کوششیں کر دیکھو۔ مجھ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکو گی۔"

وہ چپ ہو گئی۔ مرینا نے اس کے مزید بولنے کا انتظار کیا پھر اسے آواز دی۔ "میڈم! تمہارے حکم کے مطابق تمہارا نام نہیں لوں گی لیکن میری التجا سن لو، میری یہ پہلی غلطی معاف کر دو۔"

وہ بول رہی تھی لیکن کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ عبداللہ نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟"

وہ گہری سانس لے کر چھوڑتی ہوئی بولی۔ "شی تارا نے میرے چور خیالات پڑھ لیے ہیں۔"

"کیا باغیانہ خیالات بھی پڑھ لیے ہیں؟"

"ہاں، اسے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ وہ تم بہن بھائی کو بھی تنویمی عمل کے جال سے نکلنے نہیں دے گی۔"

"یہ تو بہت برا ہوا۔ ہمیں فوراً ہی رہائی کی کوئی صورت نکالنا چاہیے۔"

مرینا نے سخت لہجے میں کہا۔ "اب رہائی کی بات نہ کرو۔ ہم تنویمی عمل کی دلدل میں ہیں۔ جتنا نکلنے کی کوشش کریں گے اتنا ہی اندر دھنستے جائیں گے۔"

صفورا سن رہی تھی اور پارس کو یاد کر رہی تھی اس نے کہا تھا، ... کام لو گی تو سحر سے آزاد ہو جاؤ گی۔ وہ تاک نا ممکن کو ممکن ... ہے۔ اس نے مرینا اور بھائی کو گرما گرم چائے پیش کرتے ... کہا۔ "پہلے چائے پیو پھر سوچو۔ پریشان ہونے سے مصیبت ... ٹلے گی۔ چائے پی کر تھکن دور ہو گی تو دماغ میں کوئی تدبیر آ ... ۔"

... تینوں چائے پینے لگے۔ عبداللہ نے پوچھا۔ "کیا شی تارا ... ہے؟"

... نہیں، شاید جا چکی ہے۔ ویسے اس کی موجودگی کا پتا نہیں چلتا ... میں چائے پی کر آرام کروں گی۔ صفورا یہاں میرے پاس ... گی اور تم پارس کو تلاش کرنے جاؤ گے۔ اندھیرے میں زیادہ ... جانا۔ ورنہ......"

... وہ بولتے بولتے چپ ہو گئی۔ ہاتھ سے پیالی چھوٹ گئی اپنے ... ہاتھ سے سینے کو سہلاتے ہوئے گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ ... نہ کھڑا ہوا تھا وہ بھی کھڑا نہ رہ سکا۔ آہستہ آہستہ فرش پر بیٹھ ... صرف صفورا اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی تھی کیوں کہ اس ... پر کوئی سی بھی ضرر رساں دوا اثر نہیں کر سکتی تھی۔

... اس نے مرینا کو تھام کر پوچھا۔ "میڈم! کیا ہو رہا ہے؟ کیا ... میں کچھ ملا ہوا ہے؟"

... باربرا کی آواز سنائی دی۔ "چائے میں نہیں، پانی میں ملا ہوا ... ۔"

صفورا نے دروازے کی طرف دیکھا۔ باربرا نے اندر آ کر ... "ہم تینوں اپنا سامان یہاں چھوڑ کر جنگ لڑنے گئے تھے۔ ... اپنا چلا گیا تھا میں اکیلی کیا کرتی؟ کچھ تو کرنا ہی تھا۔ اس لیے پانی کی ... ٹنکوں میں دوا حل کر دی۔ یوں اپنا مسئلہ حل کر لیا۔"

... صفورا نے کہا۔ "بہت بول رہی ہو۔ اب میں تمہارے خون ... کا زہر حل کروں گی۔"

... "مرینا کے پاس سے اٹھی باربرا نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "رک ... جب تک دور ہو، محفوظ ہو، قریب آ کر پچھتاؤ گی۔"

... وہ دونوں ہاتھ بڑھا کر لانبے ناخنوں کی نمائش کرتی ہوئی بولی۔ ... "ناخنوں کی ہلکی سی خراش تمہارے بدن پر پڑے گی تو گھنٹوں ... موت اور زندگی کی کش مکش میں رہو گی۔ میں تمہیں مرنے نہیں ... دوں گی۔ پارس کے لیے عبرت کا سبق بنا دوں گی اور اس سے اپنی ... اور میڈم کی سلامتی چاہوں گی۔"

... وہ دونوں ہاتھ بڑھا کر باربرا کو پنجے مارنا چاہتی تھی۔ اسی لمحے ... نے دروازے پر آ کر گولی چلائی۔ گولی شانے کی ہڈی توڑتی ہوئی ... گئی وہ چیخ مار کر لڑکھڑائی پھر پیچھے دیوار سے ٹکرا کر گر پڑی۔ ... الپا نے اس کے دماغ میں آ کر کہا۔ "مجھے خوش آمدید کہو۔ میں آ ... گیا ہوں۔"

... الپا نے باربرا کی پلاننگ کے مطابق لیلی اور سلمان کو مرینا اور عبداللہ کے دماغوں میں پہنچا دیا۔ وہاں لکڑی کے پرانے پلنگ بچھے ہوئے تھے۔ پاشا نے ان تینوں کو اٹھا کر ایک ایک پلنگ پر پہنچا دیا۔ باقی کام ہمارے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اور والیوں پر چھوڑ دیا۔ میں نے پارس کے پاس آ کر کہا۔ "ان تینوں کو تنویمی نیند کے لیے سلایا جا رہا ہے۔ یہ اچھا ہے کہ فارمولوں کے جتنے طلبگار ہیں وہ دریا پار کرنے سے پہلے ہی قابو میں آ جائیں یا یہ ملک چھوڑ کر چلے جائیں۔"

ہمیں الپا کی مصروفیات کا علم تھا لیکن ابھی تک یہ بات ہمارے علم میں نہیں آئی تھی کہ اسرائیل میں جو نئی تنظیم وجود میں آئی ہے، وہ چھ آدم برادرز پر مشتمل ہے اور ان کا ایک برادر بلیک آدم اس جنگل میں پہنچا ہوا ہے۔

پارس نے کہا۔ "پاپا! پتا نہیں وہ کون تھا، جس کی گاڑی میں نے بیکار کر دی اور اسلحہ سے محروم کر دیا اب وہ کہیں روپوش ہو گیا ہے یا واپس چلا گیا ہے۔"

"نہیں بیٹے! وہ تنہا اس جنگل میں سے گزر کر شہر واپس نہیں جائے گا۔ الپا اس کے لیے کچھ انتظامات کر رہی ہو گی۔"

"گویا پھر ایک نئی ٹیم یہاں آئے گی۔ پلیز، آپ اب لانچ والوں کو نہ روکیں۔ ادھر آنے دیں۔ ہمیں نئے دشمنوں کے آنے سے پہلے دریا پار کر لینا چاہیے۔"

ان تینوں پر تنویمی عمل کیا جا رہا ہے۔ وہ کم از کم تین گھنٹے بعد تنویمی نیند سے بیدار ہوں گے۔ یوں صبح ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے، اس وقت تک کچھ نئے مخالفین آ جائیں۔ نہ آئیں تو اچھی بات ہے۔ میں نے یہاں سے دو میل کے فاصلے پر ایک لانچ کو روک رکھا ہے۔ تم جب چاہو گے وہ لانچ یہاں چلی آئے گی۔"

پارس وہاں کی ساحلی بستی میں آ گیا تھا وہ کچھ دیر سونا چاہتا تھا۔ گھاٹ اسٹیشن کی چار دیواری میں کسی بھی نئے اجنبی دشمن سے خطرہ تھا۔ اس لیے وہ بستی میں آیا تھا۔ رات کا پچھلا پہر تھا۔ بستی میں خاموشی اور ویرانی تھی۔ گھاس پھوس کی جھونپڑوں میں رہنے والے خوراک کی تلاش میں شہروں کی طرف چلے گئے تھے جو رہ گئے تھے وہ بھوکے سو رہے تھے۔

پارس ایک جھونپڑی میں آیا وہاں ایک عورت اپنے بھوکے بچوں کے ساتھ دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ بھوک سے موت آ رہی تھی، نیند نہیں آ رہی تھی اس نے اپنے بیگ میں سے کھانے کے سربند ڈبے نکالے اور انہیں دیے وہ عورت بچوں کے ساتھ کھانے پر ٹوٹ پڑی وہ جھونپڑی کے اندر آیا۔ وہاں ایک اونچی مچان بنی ہوئی تھی۔ وہ جگہ سونے کے لیے مناسب تھی۔

دشمن بھی اپنے تحفظ کے لیے ایسی ہی مناسب جگہ تلاش کر سکتے ہیں۔ ٹھیک اس جھونپڑی کے پیچھے والی ایک جھونپڑی میں بلیک آدم پہنچا ہوا تھا۔ اس نے وہاں کے مکینوں کو کھانا کھلایا تھا اور اس کے عوض سونے کے لیے مچان پر چڑھ گیا تھا۔ الپا نے کہا تھا وہ

آرام کرے۔ نئی ٹیم کے پہنچتے ہی وہ اسے جگا دے گی۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے بے خبر ایک دوسرے کے پڑوسی بن کر سو گئے۔

***

جیسے ماں کی گود اجڑتی ہے' ویسے ہی ٹرانسفارمر مشین کی کوکھ اجڑ چکی تھی۔ اب کوئی نیا ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ سپر ماسٹر کے پاس دو ہی خیال خوانی کرنے والے رہ گئے تھے' جن میں سے ایک ٹیری ہارٹ لاپتا ہو گیا تھا۔ سپر ماسٹر کو ابھی یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ اس خیال خوانی کرنے والے کو یہودیوں نے اغوا کر لیا ہے۔ اب اس ملک میں جہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فصل اُگتی تھی' وہاں صرف ایک ہی خیال خوانی کرنے والا رہ گیا تھا جس کا نام ہوکی سول تھا۔

سپر ماسٹر نے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران سے کہا۔ "ہم ایک طویل عرصے سے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کر رہے ہیں اور دشمنوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ یہ پیدا ہونے والے دشمنوں کے ہاتھوں مرتے یا اغوا ہوتے رہے۔ اب ہمارے پاس کیا رہ گیا ہے؟ مشین آؤٹ آف آرڈر ہو چکی ہے اور صرف ایک خیال خوانی کرنے والا ہوکی سول رہ گیا ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہاں' سخت سے سخت پہرا لگانے اور فولادی قلعے میں بند رکھنے کے باوجود یہ آخری خیال خوانی کرنے والا بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل سکتا ہے۔ یہ ہمارا برسوں کا تجربہ یا برسوں کی بے عقلی ہے۔"

"اس آخری شخص کی حفاظت کرنی ہی ہوگی۔"

"مسئلہ صرف حفاظت کرنے کا نہیں ہے۔ اس پہلو پر بھی غور کرنا ہے کہ اس اکیلے خیال خوانی کرنے والے سے کیا کام لیا جائے۔ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے دو بندوں کو اپنا آلۂ کار بنا لیا تھا لیکن وہ دونوں گرفتار ہو گئے اس ادارے میں فرہاد اور اس کے بیٹے چوبیس گھنٹوں تک رہے لیکن ہم کامیابی حاصل نہ کر سکے کیوں کہ ہمارا یہ ٹیلی پیتھی جاننے والا فرہاد وغیرہ کے مقابلے میں طفلِ مکتب ہے۔"

"ایک ٹرانسفارمر مشین نے ہمیں زبردست سپر پاور بنایا تھا۔ سچ ہے' شیر سے طاقت چھین لی جائے تو وہ سرکس کا پالتو کتا بن جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم سپر پاور کے بجائے کتے کہلائیں' ہمیں نئے انداز سے بازی شروع کرنا چاہیے۔"

"کیا موجودہ زوال سے بچنے کی کوئی تدبیر تمہارے ذہن میں ہے؟"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے۔ اپنی طاقت کم پڑے تو دوسروں سے طاقت ادھار لینا چاہیے۔ ساری دنیا میں امریکی امداد مشہور ہے۔ ہم جیسے غریب اور کمزور ملکوں کو اناج' ہتھیار اور ڈالر قرضے کے طور پر دیتے ہیں پھر کیا ہم ٹیلی پیتھی کا ہتھیار قرض کے طور پر حاصل نہیں کر سکتے؟"

ایک فوجی افسر نے پوچھا۔ "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہمیں ثی تارا کی صلاحیتیں ادھار لینا چاہئیں؟"

"ہاں' اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "سپر ماسٹر! تم اس بوڑھے تمرزی صاحب کی پیش گوئی درست کرنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا تھا کہ ہم ثی تارا اور مرینا کی ٹیلی پیتھی کے محتاج ہو جائیں گے۔"

"ہمارا مسئلہ پیش گوئی کو درست یا غلط ثابت کرنا نہیں ہے۔ ہمارے پاس جو کمی ہے وہ کس طرح پوری کی جائے؟ کیا ہم مالک مین سے یا اسرائیلی حکومت سے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ادھار مانگ سکتے ہیں؟"

"نہیں' کوئی اپنی طاقت ہمیں نہیں دے گا اور دے گا تو ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ذریعے ہمارے اندرونی راز ضرور معلوم کرے گا۔"

ایک نے کہا۔ "صرف ثی تارا اور مرینا ایسی ہیں' جو کسی بڑے ملک کے زیرِ اثر نہیں ہیں۔ وہ کسی کے لیے جاسوسی نہیں کرتی ہیں۔ وہ ہمارے بیشتر معاملات میں ہماری معاون ثابت ہوں گی۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "فی الوقت ہمارے سامنے ٹرانسفارمر مشین کی مرمت کا مسئلہ ہے۔ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ مشین کتنے دنوں' کتنے ہفتوں' مہینوں اور سالوں میں درست ہوگی۔ تب تک ہم فرہاد اور یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سامنے سکڑ کر نہیں رہیں گے۔ ان کے آگے بے بس ہو کر ان کے جائز یا ناجائز مطالبات منظور کرنے پر مجبور نہیں ہوں گے۔"

"درست کہتے ہو' موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ ثی تارا اور مرینا کی خدمات حاصل کی جائیں۔"

"ان کی خدمات حاصل کرنے کے علاوہ ایک اور منصوبہ ہے' جس پر میں عمل کر رہا ہوں۔ اس کے نتیجے میں جلدی کامیابی حاصل ہوگی تو میں بہت بڑی خوشخبری سناؤں گا۔"

ایک حاکم نے پوچھا۔ "کیا تم اس منصوبے کو راز میں رکھنا چاہتے ہو؟"

"جی ہاں' مجبوری ہے' آپ میں سے کئی حضرات یوگا کے ماہر نہیں ہیں۔ میری زبان سے نکلا ہوا راز دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچ جائے گا۔ ایسا پہلے بھی ہو چکا ہے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا۔ "کوئی ضروری نہیں کہ اب بھی ایسا ہی ہو۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "تم یوگا کے ماہر نہیں ہو اس وقت تمہارے دماغ میں کوئی دشمن چھپا ہوا ہے۔ وہ تمہارے ذریعے ضد کر کے میرا خفیہ منصوبہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ میرے دماغ میں کوئی دشمن نہیں ہے۔"

"اگر نہیں ہے تو حب الوطنی کا ثبوت دو۔ اپنے ملک کی بہتری کی خاطر وقت سے پہلے خفیہ منصوبے کے متعلق کوئی سوال نہ کرو۔ یہاں جو بھی اس سلسلے میں ضد کرے گا' وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کا آلۂ کار سمجھا جائے گا۔"

وہ تمام حکام اور افسران خاموش رہے' جو یوگا کے ماہر نہیں تھے۔ سپر ماسٹر تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا پھر بولا۔ "دس منٹ کے بعد ثی تارا ہم سے رابطہ کرے گی۔"

ایک نے پوچھا۔ "اس سے رابطہ کیسے ہوتا ہے؟ کیا تمہارے پاس اس کا ایڈریس اور فون نمبر ہے؟"

"اس کا کوئی فون نمبر اور رہا ٹھکانا نہیں ہے۔ واشنگٹن میں ایک ڈی ثی تارا رہتی ہے۔ میں نے اس سے فون پر رابطہ کیا تھا اور اصل ثی تارا سے گفتگو کی خواہش ظاہر کی تھی۔ جو اصل ہے' وہ اپنی ڈی سے دن کے بارہ بجے اور رات کے بارہ بجے رابطہ کرتی ہے۔ ایسے رابطے کے بعد ڈی نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اس وقت مجھ سے باتیں کرے گی اس لیے میں نے آپ لوگوں سے اس اجلاس میں شریک ہونے کی درخواست کی تھی۔ اب چھ منٹ رہ گئے ہیں۔"

چھ منٹ کے بعد فون کی گھنٹی نے متوجہ کیا۔ سپر ماسٹر نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو' میں سپر ماسٹر بول رہا ہوں۔"

"میں ڈی بول رہی ہوں۔ مادام ثی تارا میرے دماغ میں موجود ہیں۔ اپنے کسی ایسے شخص کی آواز سناؤ جو سانس نہ روکتا ہو۔ مادام اس کے اندر آکر تم سے گفتگو کرے گی۔"

سپر ماسٹر نے اجلاس میں موجود ایک افسر سے کہا۔ "آپ ریسیور لے کر اپنی آواز سنائیں۔ مادام آپ کی زبان سے ہمیں مخاطب کریں گی۔"

اس نے ریسیور لے کر آواز سنائی۔ ثی تارا نے اس کی زبان سے کہا۔ "میں یہاں تم لوگوں کے درمیان حاضر ہوں۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم نے تمہیں نئے سرے سے دوستی کا رشتہ قائم کرنے کے لیے بلایا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے' تمہارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے کام نہیں آ رہے ہیں۔"

"وہ ہمارے کام آ رہے ہیں۔ تم یہ نہ سمجھو کہ ہم بہت زیادہ مجبور ہو کر اپنی کسی غرض کے لیے تم سے دوستی کر رہے ہیں۔"

"پھر میں کیا سمجھوں؟ کس لیے مجھ سے دوستی کا خیال آ رہا ہے؟"

"اس لیے کہ ہم کسی غرض کے بغیر پورے خلوص سے دوست بنانا چاہتے ہیں۔ تم یہ تسلیم کرو گی کہ دوستی ایک بڑی طاقت ہے اور یہ بڑی طاقت اس وقت حاصل ہوگی جب تم ہماری اور ہم تمہارے ہو جائیں گے۔"

"یہی فیصلہ دو دن پہلے کر لیتے تو ہم بابا صاحب کے ادارے سے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اغوا کر کے لے آتے؟"

"فیصلہ میں دیر ہوئی ہے' اندھیر تو نہیں ہوا ہے۔ ہمیں "دیر آید درست آید" کی کہاوت پر یقین رکھنا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے' آگے بولو۔ دوستی کیسے ہوگی؟ کن شرائط پر ہوگی؟ تم لوگ مجھے کیا دو گے اور میری صلاحیتوں سے کیا لو گے؟"

"سب سے پہلے تو ہم تمہیں امریکا کی شہریت دینا چاہتے ہیں۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی بھی ملک کی شہریت اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ قانونی اجازت نامہ کے محتاج نہیں رہتے۔"

"یہ درست ہے' لیکن ہم تمہیں صرف قانونی طور پر ہی نہیں' سرکاری طور پر بھی ایک بڑا عہدہ دینا چاہتے ہیں۔"

"یعنی سونیا ثانی کی طرح مجھے سپر مادام بنانا چاہتے ہو؟"

"ہاں' امریکا جیسے ملک کی سپر مادام بننا تمہارے شایانِ شان ہے۔ سونیا ثانی کو اتنے اختیار کبھی نہیں ملے' جتنے کہ ہم تمہیں دینے والے ہیں۔"

"بے شک' یہ بہت بڑی آفر ہے لیکن مجھ پر بہت زیادہ ذمے داریاں آن پڑیں گی اور ان تمام ذمے داریوں سے نمٹنے کے لیے مجھے واشنگٹن میں آکر قیام کرنا ہوگا۔"

"تم بے خوف و خطر یہاں آ سکتی ہو۔ ہم ایسے حفاظتی انتظامات کریں گے کہ کوئی تمہارے نقشِ قدم کو بھی نہیں پا سکے گا۔"

"مجھے یقین ہے کہ میں تمہارے کام آتی رہوں گی تو تم سب اپنی جان سے بھی زیادہ میری حفاظت کرو گے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ کئی محفوظ پناہ گاہیں بدل چکی ہوں پھر بھی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ فرہاد یا اس کے بیٹے کسی بھی دن مجھے آکر دبوچ لیں گے اور مجھے اپنے زیرِ اثر لے آئیں گے۔"

"فرہاد اور اس کے بیٹے بار بار جنم لے کر بھی ہماری حفاظتی دیواروں کو توڑ کر تمہارے پاس نہیں پہنچ سکیں گے۔ تم مرینا کے ساتھ چلی آؤ۔"

"مرینا دوسرے معاملات میں مصروف ہے۔ پہلے میں آؤں گی۔ چند ہفتوں کے بعد وہ بھی آجائے گی۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔ یہ بتاؤ تم کب آ رہی ہو؟"

"چوبیس گھنٹے کے اندر آنے کی کوشش کروں گی۔ آنے سے پہلے فلائٹ نمبر وغیرہ بتا دوں گی۔"

"او ویری نائس آف یو۔ تم نے جی خوش کر دیا ہے' ہم سب بے چینی سے تمہارا انتظار کرتے رہیں گے لیکن برا نہ مانو تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم ہی آ رہی ہو یا اپنی ڈی کو بھیج رہی ہو؟"

"میں آ رہی ہوں لیکن یقین نہیں دلا سکوں گی کہ اصل ہوں یا نقل؟ میرے بھائی پے پے سرنا کے سوا کسی نے میری صورت نہیں دیکھی ہے۔ تم لوگ مجھ پر شبہ کرو گے تو برا نہیں مانوں گی۔ مشکوک

ہو کر بھی تم لوگوں کے لیے کام آتی رہوں گی۔ رفتہ رفتہ میری سچائی کا یقین ہو جائے گا۔"

"درست کہتی ہو۔ ابتدا میں ہمیں اصل اور ڈمی کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے۔ ورنہ کبھی ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کر پائیں گے۔ بس تم چلی آؤ۔"

"میں جا رہی ہوں۔ وعدہ کے مطابق چوبیس گھنٹے کے اندر آ جاؤں گی۔"

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ "سپر ماسٹر مجھے نادان بچی سمجھتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ انہوں نے سونیا ثانی کو سُپر مادام بنا کر کس طرح ایک شاندار بنگلے میں قید کر رکھا تھا اور آخری وقت تک اسے گولی مار دینا چاہتے تھے۔ وہ بڑی مکار نکلی۔ پتا چلا وہ کبھی بنگلے میں تھی ہی نہیں۔ اس بنگلے میں اس کی ایک ڈمی موجود تھی۔"

شی تارا بھی یہی کرنے والی تھی۔ آج تک اس نے کسی کو اپنی اصلی صورت نہیں دکھائی پھر واشنگٹن آ کر خود کو ظاہر کرنے کی حماقت کیوں کرتی۔ اس کے پاس ایک نہیں کئی خفیہ پناہ گاہیں تھیں، جہاں وہ کسی کھٹکے یا دھڑکے کے بغیر رہتی تھی۔

وہ اپنی ڈمی نمبر تین یعنی شی تارا تھری کے پاس آئی۔ کچھ عرصہ پہلے پاشا لندن میں شی تارا تھری کے بیڈ روم میں پہنچ گیا تھا۔ جو کسی سے زیر ہو جاتی تھی اور ظاہر ہو جاتی تھی، شی تارا پھر اسے اپنی ڈمی بنا کر نہیں رکھتی تھی۔ تنویمی عمل کے ذریعے اس کی شخصیت بدل دیتی تھی۔ اس نے لندن والی شی تارا تھری کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔ اس کی جگہ ایک نئی شی تارا تھری کو اپنی آلۂ کار بنایا تھا۔ وہ دہلی میں رہتی تھی۔ شی تارا نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا کہ اسے واشنگٹن جا کر کس طرح اصل شی تارا کا رول پلے کرنا چاہیے۔ وہ دہلی سے وہاں جائے گی تو اور یقین پختہ ہو گا کہ شی تارا ہندوستانی ہے اس لیے دہلی سے آ رہی ہے۔

ان مصروفیات میں کئی گھنٹے صرف ہوئے اس نے گھڑی دیکھ کر حساب لگایا کہ صومالیہ میں صبح ہو چکی ہو گی۔ شاید مرینا سو رہی ہو گی۔ شی تارا نے سوچا، وہ سو رہی ہو یا جاگ رہی ہو، اس کے چور خیالات سے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ اب بھروسے کے قابل نہیں رہی۔ لہٰذا آئندہ بھی اس کے چور خیالات پڑھتے رہنا چاہیے۔ شی تارا بھی تمام رات جاگتی رہی تھی۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ دو چار گھنٹے سونے کے بعد وہ پھر مرینا کے پاس جائے گی اور اس پر مزید تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ سے بغاوت مٹا دے گی۔

وہ فی الحال چور خیالات پڑھنے آئی تو خیال خوانی کی لہریں بھٹک کر واپس آ گئیں۔ دوسری بار اس نے مرینا کے اصل لہجے کو گرفت میں لیا، تب بھی اس کے دماغ تک نہ پہنچ سکی۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ دشمنوں نے اسے زیر کر لیا ہے۔ اس کے لہجے کو بدل دیا ہے اور مرینا کے ذہن میں جو نیا لہجہ نقش کیا گیا تھا، اسے شی تارا نہیں جانتی تھی۔ اس لیے اپنی تابعدار مرینا کے دماغ میں نہیں پہنچ پا رہی تھی۔ یہ اسے بہت بڑا نقصان پہنچا تھا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی اب اس کی تابعدار نہیں رہی تھی۔

اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اپنی آدھی طاقت گھٹ گئی ہو۔ اپنا ایک بازو اچانک ٹوٹ گیا ہو۔ وہ پریشان ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگی۔ کوئی تین گھنٹے پہلے تک وہ غیر معمولی فارمولے حاصل کرنے کے راستے پر کامیابی سے جا رہی تھی۔ پورا یقین تھا کہ مرینا کے ذریعے بہت ہی زبردست فارمولے حاصل ہو جائیں گے لیکن اب اچانک ہی سارا کھیل ختم ہو گیا تھا۔ وہ جیتنے والی بازی ہار چکی تھی۔

لیکن نہیں، اتنی آسانی سے ہار نہیں مانی جاتی پھر وہ فارمولے اتنے اہم تھے کہ وہ ان کے حصول سے باز نہیں آ سکتی تھی۔ وہ پارس پر تلملا رہی تھی۔ وہ قاہرہ میں آنکھ نما دو ہیرے چھین کر لے گیا تھا، وہ ہیرے اسے ساری دنیا کی بے تاج ملکہ بنا سکتے تھے۔ وہاں اس نے خوش قسمتی چھینی۔ یہاں صومالیہ میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کو چھین لیا۔ ایسی بڑی بڑی ناکامیاں اس کے لیے ناقابلِ برداشت تھیں، وہ غصے سے ٹہل رہی تھی اور قسم کھا رہی تھی کہ صرف فارمولے ہی نہیں، دو ہیرا آنکھیں بھی پارس سے چھین لے گی۔ وہ ایک جگہ بیٹھ گئی، دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر اپنے دماغ کو پُرسکون رکھنے کی کوشش کرنے لگی اگرچہ مرینا ہاتھ سے نکل گئی تھی اور طاقت کچھ کم ہو گئی تھی تاہم سپر ماسٹر کی دوستی سے ایک نئی قوت حاصل ہو رہی تھی۔ اب وہ سپر ماسٹر کی خطرناک فورس کو پارس کے پیچھے لگا سکتی تھی۔ ایسا کرنے سے یہ نقصان ہوتا کہ سپر ماسٹر کو ان فارمولوں کا علم ہو جاتا، فائدہ یہ ہوتا کہ اس جنگل میں پارس کے مقابلے میں ایک بہت بڑی طاقت کو دیوار بنا دیتی۔ سپر ماسٹر کے خاص بندوں کے دماغوں میں رہتی۔ جب وہ فارمولے حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے تو ان سے فارمولے چھین کر اپنے قبضے میں کر لیتی۔

وہ تھوڑی دیر اس منصوبے کو اپنے دماغ میں پکارتی رہی پھر اس نے سپر ماسٹر کے نمائندے سے کہا۔ "تمہارے ماسٹر سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

نمائندے نے کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے سپر ماسٹر کے الفاظ کمپیوٹر کی اسکرین پر ابھرے۔ شی تارا نے نمائندے کے ذریعے پڑھا۔ وہاں لکھا تھا۔ "ہیلو! شی تارا میں حاضر ہوں، بولو کیا بات ہے؟"

نمائندے نے شی تارا کا جواب وہاں تک پہنچایا۔ اس کا جواب تھا۔ "میں کچھ اہم اور بہت ہی راز کی باتیں کرنے آئی ہوں۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "بے جھجک کہو۔ یہ نمائندہ ہمارا گہرا رازدار ہے۔"

وہ بولی۔ "تمہیں وہ لڑکی یاد ہو گی جو پیدائشی طور پر نہ لڑکا تھی، نہ لڑکی۔ بعد میں اس کے ساتھی جیری نے جبراً آپریشن کے ذریعے اسے لڑکی بنا دیا۔"

"مجھے یاد ہے، تم باربرا کی بات کر رہی ہو؟"

"ہاں، وہ باربرا پارس کے ساتھ صومالیہ کے جنگل میں ہے۔"

"کیا واقعی؟ وہ دونوں وہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"کیا تم نے یوسف البرہان عرف پاشا کا نام اور اس کی غیر معمولی صلاحیتوں کے متعلق کچھ سنا ہے؟"

"نہیں، یہ پاشا کون ہے؟"

وہ پاشا کے متعلق تمام باتیں تفصیل سے بتانے لگی۔ سپر ماسٹر نے کہا۔ "میں تمہاری باتوں کو غلط نہیں کہہ سکتا لیکن یہ ناقابلِ یقین بات ہے۔ وہ پاشا ہزاروں میل دور کی آوازیں سن لیتا ہے، گہری تاریکی میں دیکھ لیتا ہے، فولادی ذہن رکھتا ہے اور چٹانی جسم رکھتا ہے۔ یہ سب قصے کہانیوں کی باتیں لگتی ہیں۔"

"ابتدا میں ہر نئی چیز حیرت انگیز اور ناقابلِ فہم ہوتی ہے۔ جسے آج ہمارا دماغ تسلیم نہیں کرتا، اسے آنے والا وقت تسلیم کرا دیتا ہے۔ ویسے تم یقین نہ کرو۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیا تمہارے لیے اتنا کافی نہیں ہے کہ فرہاد کا بیٹا پارس اس غیر معمولی شخص پاشا اور باربرا کے ساتھ جنگل میں ہے۔"

"ہاں، باربرا ہماری ٹرانسفارمر مشین کی پیداوار ہے۔ وہ ہماری ملکیت ہے۔ اگر وہ افریقہ کے جنگل میں ہے تو ہم اپنے ہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی پوری کرنے کے لیے اسے ضرور حاصل کریں گے۔ لگے ہاتھوں پارس ہمارے قابو میں آ جائے تو ہم سونیا ثانی کے فریب کا انتقام لے سکیں گے پھر پاشا کی بھی غیر معمولی صلاحیتوں کو آزما لیا جائے گا۔"

وہ بولی۔ "اس کے لیے زیادہ وقت نہیں ہے۔ وہ تینوں لانچ کے انتظار میں گھاٹ اسٹیشن کی چار دیواری میں رات گزار رہے تھے۔ پہلی کوشش تو یہ کرو کہ انہیں دریا پار کرنے کے لیے کوئی لانچ نہ ملے۔ فوراً ہاٹ لائن پر صومالیہ کے حکام سے کہو کہ دریائے جوبا میں چلنے والی تمام لانچوں کے مالکان کو حکم دیا جائے کہ بارہ گھنٹوں تک کوئی لانچ نہ چلا سکے۔ کسی مسافر کو ایک جگہ سے دوسری نہ پہنچایا جائے۔"

"میں ابھی ہاٹ لائن پر بات کرتا ہوں۔ بائی دی وے، ان کے دریا پار کرنے سے ہمیں کیا نقصان پہنچے گا؟"

"وہ دریا پار کرنے کے بعد پاپگ مانس قبیلے میں پہنچ جائیں گے وہاں بیس فٹ اونچے بت کے اندر وہ فارمولے چھپا کر رکھے گئے ہیں۔ تم جانتے ہو، پارس کتنا مکار ہے، وہ سمجھ رہا ہو گا کہ واپسی کے تمام راستوں پر ہم اور یہودی کتنے سخت پہرے لگا چکے ہوں گے۔ وہ فارمولے لے کر ایتھوپیا یا کینیا کی طرف چلا جائے گا۔ فرہاد وسیع ذرائع کا مالک ہے۔ بیٹے کے لیے جنگل کے کسی میدانی علاقے میں ہیلی کاپٹر بھیج دے گا۔ اس لیے کہتی ہوں، دریا میں لانچوں کی روانی بند کرا دو۔"

سپر ماسٹر نے ہاٹ لائن پر صومالیہ کے ایک اعلیٰ حاکم سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا۔ "ہم نے پچھلی بار ایک ہزار ٹن اناج اور دوائیں بھیجی تھیں، ایک اور طیارہ امدادی سامان لے کر وہاں پہنچے گا۔ اس سے پہلے ہماری ایک فرمائش فوراً پوری کرو۔ دریائے جوبا پر چلنے والی تمام لانچوں کی آمد و رفت سے روک دو۔ آئندہ بارہ گھنٹوں تک کوئی لانچ نہ چلے۔ کوئی مسافر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جائے۔"

صومالیہ کے حاکم نے کہا۔ "جناب! اس دریا میں پچھلی رات سے ایک بھی لانچ نہیں چل رہی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ فرانس، اسرائیل اور امریکا جیسے بڑے ممالک دریائے جوبا کی لانچوں سے کیوں دلچسپی لے رہے ہیں؟"

سپر ماسٹر نے پوچھا۔ "فرانس اور اسرائیل کی طرف سے تمہیں کیا کہا گیا ہے؟"

"پہلے فرانس کی طرف سے یہی فرمائش کی گئی جو آپ کر رہے ہیں پھر ایک اسرائیلی حاکم نے ان سے کہا کہ ہم ان کے ایک آدمی کی حفاظت کے لیے اپنے مسلح سپاہی گھاٹ اسٹیشن بھیج دیں۔ میں صرف دو سپاہی بھیجنا چاہتا تھا مگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی میرے دماغ میں آ گئی۔ وہ مجھے طرح طرح سے مجبور کر رہی ہے۔"

شی تارا نے سپر ماسٹر سے کہا۔ "یہ الپا ہو گی جو اس جنگل میں اپنے لوگوں کی حفاظت کے لیے صومالیہ کے سپاہیوں سے کام لے رہی ہے۔"

"لیکن فرانس کے حاکم نے دریا میں لانچوں کی روانی روکنے کو کیوں کہا ہے جب کہ پارس، باربرا اور پاشا کو دریا پار کرنا ہے۔"

"فرانس کے حاکم کی پشت پر یقیناً فرہاد ہے۔ اس نے پارس کے لیے دریا پار کرنے کی کوئی آسانی پیدا کر دی ہو گی۔ باقی دوسری ٹیموں کو روکنے کے لیے وہ دریائی راستہ بند کرا چکا ہے۔"

"میری خفیہ فوج سات گھنٹے کے اندر صومالیہ پہنچ جائے گی۔ میں دیکھوں گا کہ فرہاد کس طرح ہمارا راستہ روکے گا۔"

"میں گائیڈ کرنے کے لیے اس فوج کے کمانڈر کے دماغ میں رہوں گی۔"

"تمہیں راہنمائی کے لیے ضرور موجود رہنا چاہیے لیکن تم نہیں جانتی ہو، میری خفیہ فوج کے جو پندرہ زبردست گوریلا فائٹر وہاں جائیں گے، وہ سب یوگا کے ماہر ہیں۔ ان سب کے دماغ اتنے حساس ہیں کہ وہ کسی بھی پرائی سوچ کی لہر کو گوارا نہیں کرتے ہیں۔"

"لیکن میں پرائی نہیں ہوں تم اور تمہارے اعلیٰ حکام مجھے سُپر مادام بنا چکے ہیں۔"

"یہ درست ہے لیکن خفیہ فوج کا کوئی جوان اپنے خاص ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی دماغ میں جگہ نہیں دیتا ہے۔ سونیا ثانی بھی

ان میں سے کسی کے دماغ میں کبھی نہ جا سکی۔ ویسے تمہارے لیے یہ سہولت ہو سکتی ہے کہ ان چند یوگا جاننے والوں کے ساتھ ایک عام فوجی جوان موجود رہے جس کے دماغ میں رہ کر تم باقی تمام کو گائیڈ کرتی رہو گی۔"

"نہیں' سپر ماسٹر! میں کسی ایک جوان پر تکیہ نہیں کروں گی اور یہ میری انسلٹ ہے کہ تمہارے فوجی مجھے اپنے اندر آنے نہیں دیں گے اور جب چاہیں گے مجھے دھوکا دیں گے' مجھے اپنے درمیان سے دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکیں گے۔"

"شی تارا! تم ہمارے لیے بہت اہم ہو۔ ہمارے فوجی تمہیں دھوکا نہیں دیں گے۔ ان پر بھروسا کرو۔"

"بھروسے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے آج ہی مرینا سے دھوکا کھایا ہے۔ اس ذلیل' کمینی کو میں نے اپنی سہیلی بنایا۔ وہ وفاداری ثابت کرتی رہتی تو شاید میں اسے اپنی بھابی بنا لیتی لیکن اس نے جلد ہی میری آنکھیں کھول دیں۔"

"کیا مرینا تم سے الگ ہو گئی ہے؟"

"ہاں' اس نے اپنے دماغ کو لاک کرا لیا ہے' پہلے وہ میری تابعدار تھی' اب آزاد ہو گئی ہے۔"

"کیا وہ بھی اسی جنگل میں ہے؟"

"ہاں' میرا خیال ہے اسے فرہاد نے ٹریپ کیا ہے اور اگر وہ فرہاد کے دام میں نہیں آئی ہے تو پھر اپنے دو ماتحتوں صفورا اور عبداللہ کے ساتھ کسی بڑی طاقت کی محتاج ہو گی۔ ہو سکتا ہے' وہ یہودیوں سے مدد مانگے یا تم سے مدد چاہے۔ ایسے میں تم کیا کرو گے؟"

"شی تارا! میرا امتحان نہ لو۔ عقل سے سوچو میں اس کی مدد نہیں کروں گا تو وہ فرہاد یا یہودیوں کی جھولی میں گر جائے گی۔ ہمیں حکمتِ عملی سے کام لینا چاہیے۔ تم غصہ کرو گی اسے ٹھکراؤ گی' ہمارے پاس آنے سے بھی روکو گی تو نتیجہ صاف ظاہر ہے' وہ دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرے گی۔"

"میں مانتی ہوں۔ بے شک مرینا کو دشمنوں کی جھولی میں نہیں گرنا چاہیے لیکن وہ تمہارے پاس آئے گی تو میری حیثیت کیا رہے گی؟"

"تم سپر مادام رہو گی۔"

"سپر مادام کو تمہارے خفیہ فوجی اپنے دماغوں سے دھتکار دیتے ہیں۔ مجھے ایسا مضحکہ خیز عہدہ نہیں چاہیے۔"

"پھر کیا چاہتی ہو؟"

"میں چاہتی ہوں کہ تم سب میری ذات پر بھروسا کرو۔ اپنے خفیہ فوجیوں کو حکم دو کہ وہ میرے لیے اپنے دماغوں کے دروازے کھول دیں۔ وہ تمہارے خاص فوجی ہیں اگر یہ بہانہ کرو گے کہ وہ تمہارا حکم نہیں مانتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ تمہارے دل میں کھوٹ ہے۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں اپنے فوجیوں سے کہہ دوں گا۔ تم خاص ضرورت کے وقت ان سے رابطہ کر سکو گی۔"

"صرف خاص ضرورت کے وقت وہ آنے دیں گے پھر مجھے اپنے اندر سے بھگا دیں گے۔ تو' سپر ماسٹر تو' میں اس مختصر سی فوج کے کمانڈر اور دو چار خاص جوانوں پر تنویمی عمل کروں گی۔ انہیں اپنا معمول بناؤں گی تاکہ میں اپنے خلاف ان کے چور خیالات معلوم کرتی رہوں۔"

"شی تارا! یہ تم بچگانہ باتیں کر رہی ہو۔ اگر میں کہوں کہ تم ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے پِکی سول کے لیے اپنے دماغ کے دروازے کھول دو اور اسے تنویمی عمل کی اجازت دو تو کیا تم اپنے چور خیالات پیش کرنے کے لیے معمولہ بن جاؤ گی؟"

"میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ دودھ کی جلی ہوں چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیوں گی۔ کسی پر بھروسا نہیں کروں گی۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "اپنوں اور بیگانوں سے دھوکے ملتے ہی رہتے ہیں پھر بھی انسانوں کی دنیا میں جینے کے لیے کسی نہ کسی پر بھروسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ میرا مشورہ ہے' تم ابھی ٹھنڈے دماغ سے اپنے حالات پر غور کرو۔ میری خفیہ فوج کے صومالیہ پہنچنے تک ایسا دانشمندانہ فیصلہ کرو کہ ہماری تمہاری دوستی رفتہ رفتہ مستحکم ہوتی جائے۔"

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ اس نے پارس پر غالب آنے کے لیے سپر ماسٹر سے دوستی کی تاکہ جنگل میں فوراً سپر پاور کی طرف سے خاطر خواہ مدد پہنچ جائے لیکن مرینا کی علیحدگی سے بات بگڑتی ہی جا رہی تھی اگر شی تارا ابھی سپر ماسٹر کے لیے چیلنج بن جائے تو مرینا سپر ماسٹر کے عہدے پر آ کر ذمے داریاں سنبھال لیتی۔

پھر وہ فارمولے حاصل کرنے کے لیے آخری ذریعہ سپر ماسٹر ہی رہ گیا تھا۔ شی تارا کا کوئی آلۂ کار افریقہ میں نہیں تھا اس نے دوسرے ملکوں میں خطرناک آلۂ کار پال رکھے تھے۔ وہاں سے ان قابلِ اعتماد آلۂ کاروں کو صومالیہ پہنچانے کے لیے وہ فوری انتظامات نہیں کر سکتی تھی۔ اس کی سب سے بڑی بد نصیبی یہ تھی کہ وہ مخالفین سے بھری ہوئی دنیا میں تنہا رہ گئی تھی۔ بھائی سرنا اپنی کھوئی ہوئی قوتیں حاصل کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ اسے نشے کا ایسا چسکا پڑا تھا کہ وہ سانس روکنے کی مشقوں کے دوران تھک جاتا تھا۔ ہانپنے لگتا تھا۔ بہن کے کسی کام نہیں آ سکتا تھا۔

ایسے میں عقل سمجھا رہی تھی کہ اسے کسی بڑے معاملے میں نہیں پڑنا چاہیے بلکہ ذہنی سکون کے لیے کچھ عرصہ تک تمام مصروفیات ملتوی کر دینا چاہئیں۔ یہ درست ہے کہ بڑے بڑے نقصانات برداشت نہیں ہوتے لیکن ان نقصانات کو پورا کرنے کے لیے آدمی مزید معاملات میں الجھتا چلا جاتا ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ عارضی طور پر جنگ سے باز آ کر پیچھے ہٹنا اور نئی تدابیر آزمانا لازم ہوتا ہے۔

اس نے فیصلہ کر لیا کہ کم از کم چھ گھنٹوں تک خیال خوانی نہیں کرے گی بلکہ سو جائے گی۔ جاگنے کے بعد بھی خوب آرام کرے گی۔ دائی ماں کے ساتھ ہنستی بولتی رہے گی۔ اسے موسیقی اچھی لگتی تھی' وہ اکثر آرام و سکون کے لیے نیم کلاسیکل گیت اور دھنیں سنا کرتی تھی لہٰذا اس نے طے کر لیا کہ وہ دور ہی سے فارمولے حاصل کرنے والوں کا تماشا دیکھتی رہے گی' کسی سے دماغی رابطہ نہیں کرے گی۔ البتہ اس تاک میں رہے گی کہ فارمولوں کو کسی طرح اچک لینے کا موقع مل جائے۔ مل جائے تو واہ واہ۔ نہ ملے تو سوگ نہیں منائے گی۔

دائی ماں نے آ کر کہا۔ "آگ لگے تمہاری ٹیلی پیتھی کو۔ یہ کیسی ظالم ودیا ہے کہ تمہیں اپنی خبر نہیں رہتی۔ تم جیتے جی آدھی مر جاتی ہو۔"

وہ ہنستی ہوئی اٹھی پھر دائی ماں کے دونوں بازوؤں کو تھام کر اُس کے ساتھ ایک دائرے میں گھومتی ہوئی بولی۔ "میں بہت خوش ہوں۔ مجھے عقل آ گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ پانے کی دوڑ لگاتی رہوں گی تو جوانی میں بوڑھی ہو جاؤں گی اور وقت سے پہلے مر جاؤں گی۔"

وہ دائی ماں کو صوفے پر بٹھا کر خود فرش پر بیٹھ گئی۔ پھر اس بوڑھی کی گود میں سر رکھ کر بولی۔ "آج میں شام تک تم سے باتیں کروں گی اور خوب ہنستی بولتی رہوں گی۔ ایک منٹ کے لیے بھی خیال خوانی نہیں کروں گی۔"

وہ بولی۔ "بھگوان کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ تمہیں عقل آ گئی۔ چلو اٹھو غسل کرو۔ کچھ کھاؤ پیو پھر اچھی طرح نیند پوری کرو۔ جاگنے کے بعد تمہیں اس چار دیواری کے باہر کھلی فضا میں لے جاؤں گی۔"

وہ تھوڑی دیر تک گود میں سر رکھے بیٹھی رہی اس سے بولتی رہی۔ دائی ماں بڑی ممتا سے اس کا سر سہلاتی رہی۔ ایسے ممتا بھرے انداز سے اسے نیند آنے لگی۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں سے جاگ رہی تھی۔ سکون پرور آغوش ملتے ہی وہ چند سیکنڈ میں سو گئی۔

اسے ہوش نہ رہا کہ وہ کہاں ہے؟ کہاں گم ہو گئی ہے؟ انسان جتنی دیر گہری نیند سوتا ہے' اتنی دیر کے لیے خود اپنے لیے مر چکا ہوتا ہے۔ اتنی دیر وہ اناج کا ایک دانہ اٹھا کر نہیں کھا سکتا۔ اگر ننگا سو رہا ہو تو اٹھ کر ایک لنگوٹ نہیں پہن سکتا۔ ہر رات نیند ہمیں سمجھاتی ہے کہ دنیا کی تمام دولت اور تمام فتوحات کو تم سوتے وقت اپنے کام میں نہیں لا سکتے۔ چوبیس گھنٹوں میں کم از کم چھ گھنٹے دنیا کی کوئی چیز تمہارے کام نہیں آتی۔ یہ ایک سبق ہے۔ یہ عبرت ہے کہ موت کے بعد کوئی چیز تمہارے کام نہیں آئے گی۔

سکون اسی وقت حاصل ہوتا ہے' جب انسان کچھ طلب نہیں کرتا اور نیند میں وہ طلب نہیں کر سکتا۔ اس لیے آرام سے رہتا ہے اگر وہ بیداری میں بھی طلب محدود کر لے۔ کم سے کم پر قناعت کرے تو یہ قدرت کا قانون ہے کہ اس پر کہیں سے عذاب نہیں آئے گا۔ کوئی پریشانی اسے چھو کر نہیں گزرے گی۔

جب وہ بیدار ہوئی تو شام ہو چکی تھی۔ دائی ماں نے الماری کھول کر کہا۔ "جاؤ' غسل کرو اور بتاؤ کون سا لباس پہنو گی؟"

اس نے اٹھ کر ایک شلوار قمیص کا انتخاب کیا پھر غسل خانے میں چلی گئی۔ دنیا کے تمام ممالک میں اس کی تمام بڑے شہروں میں شاندار کوٹھیاں اور بنگلے تھے وہ اپنے حالات اور دشمنوں کے مزاج کو سمجھتے ہوئے کسی ملک کے کسی شہر میں قیام کرتی تھی۔ موجودہ حالات میں اسے مجھ سے اور پارس سے کئی طرح کے اندیشے تھے اگرچہ اس نے اپنے بھائی پے پے سرنا کا برین واش کیا تھا اس کے دماغ سے میرے تنویمی عمل کے تمام اثرات مٹا دیے تھے پھر بھی اندیشہ تھا کہ میں نے سرنا کو رہا کرنے کے بعد اس خفیہ مقام تک اس کا تعاقب کیا ہو گا' جہاں اس نے بھائی کو لے جا کر چھپایا ہے اس طرح میں بھائی کے ذریعے بہن تک پہنچ سکتا ہوں۔

دوسرے یہ کہ پارس سے کچھ زیادہ ہی اندیشہ تھا۔ اس سانپ کی یہ خوبی بڑی تشویشناک تھی کہ وہ لاکھوں کی بھیڑ میں اور درِ ودرِ میک اَپ میں چھپے ہوئے چہروں کو ان کے بدن کی مہک سے پہچان لیتا تھا۔ ایسے میں وہ جس جگہ رہتی' اس شہر میں اگر پارس اسے تلاش کرنے آتا تو چہرے سے نہ پہچاننے کے باوجود کسی راستے یا شاپنگ سینٹر میں قریب سے گزرتے ہوئے اس کی مہک سے اسے پہچان لیتا۔

یہ دھڑکا بھی لگا ہوا تھا کہ وہ ناگ فارمولے حاصل کرنے کے بعد اسے ڈسنا چاہے گا اس مقصد کے لیے اسے تلاش کرے گا اور سوچے گا کہ وہ کس ملک اور کس شہر میں مل سکتی ہے؟

پیرس تو میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آماجگاہ تھی۔ انگلینڈ' جرمنی' اٹلی' سسلی اور یونان سب ہی فرانس کے آس پاس کے ممالک تھے۔ پارس بڑی سہولت سے ان ممالک میں اسے تلاش کرنے جا سکتا تھا۔ امریکا کے شہروں کے متعلق اس نے سوچا۔ وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا قحط پڑ گیا ہے ایسے میں تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے آلۂ کاروں کے دماغ میں موجود رہیں گے اور سپر ماسٹر کی کمزور پوزیشن سے فائدہ اٹھانے کی کوششیں کرتے رہیں گے۔ ان لوگوں کا تماشا دور ہی سے دیکھنا چاہیے۔ اس ملک کے کسی شہر میں فی الحال نہیں رہنا چاہیے۔

ایک خیال یہ بھی تھا کہ وہ ہندو ہے۔ پارس سوچے گا کہ وہ ہندوستان میں ہے لہٰذا وہ وہاں کے مختلف شہروں میں اسے تلاش کرنے جائے گا۔ البتہ پاکستان ایسا ملک ہے' جہاں اس کے متعلق یہ نہیں سوچا جائے گا کہ ایک ہندو دشمن عورت آ کر رہے گی پھر پارس کچھ عرصہ پہلے ہی پاکستان میں رہ کر گیا ہے۔ اتنی جلدی ادھر نہیں آئے گا۔ اس نے ہر پہلو سے اپنے حالات اور پارس کی مصروفیات کا جائزہ لیا پھر اسلام آباد آ گئی۔

اسلام آباد میں اس کی ایک محل نما شاندار کوٹھی تھی۔ اس

کوٹھی کا مالک دراصل ایک بہت بڑا جاگیردار اللہ وسایا تھا۔ اس کی ایک جوان بیٹی بانو شہناز تھی۔ اللہ وسایا نے وہ شاندار کوٹھی اپنی بیٹی کے نام کی تھی اور شی تارا نے اس کی بیٹی بانو شہناز کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔

اس کا یہی طریقہ کار تھا۔ وہ ہر ملک کے ہر شہر میں ایسا دولت مند دیکھتی تھی جس کی ایک ہی جوان بیٹی ہو اور کوئی بیوی بچہ یا قریبی رشتے دار نہ ہو۔ زیادہ رشتے دار ہونے سے ان سب کے نام اور رشتے یاد رکھنے پڑتے تھے پھر ان کے آنے جانے اور ملاقاتیں کرنے سے پریشانی بڑھ جاتی تھی اور وقت الگ ضائع ہوتا تھا۔ اسلام آباد میں بھی اس نے بانو شہناز کو اسی لیے تابعدار بنایا تھا کہ اس کے جاگیردار باپ اللہ وسایا کا کوئی قریبی رشتے دار نہیں تھا پھر دونوں باپ بیٹی مغرور تھے۔ دور کے رشتے داروں کو مُنہ نہیں لگاتے تھے۔ اس لیے جب شی تارا اس کی جگہ آتی تھی اور اس لڑکی کو کسی دوسرے ملک میں رہائش کے لیے بھیج دیتی تھی تو اس پر شبہ کرنے والا کوئی دور یا نزدیک کا رشتے دار نہیں ہوتا تھا۔

اس نے قاہرہ سے روانہ ہونے سے پہلے اسلام آباد کی بانو شہناز کو لندن جانے کا حکم دیا۔ لندن کی ڈی ٹی تارا اور ڈی سرنا کو سمجھا دیا کہ وہ شہناز پر نظر رکھیں اور جب تک دوسرا حکم نہ ملے اسے واپس اسلام آباد نہ جانے دیں اس طرح وہ بانو شہناز کے روپ میں اس کا شناختی کارڈ' پاسپورٹ اور دیگر اہم کاغذات کے ساتھ پہنچی تو قانون کی دست رس سے دور رہی۔ باپ نے بھی اسے بیٹی سمجھا کیوں کہ وہ بھی لاعلمی میں اس کا معمول اور تابعدار تھا۔

وہ جس ملک میں بھی جاتی وہاں دائی ماں کو ضرور ساتھ رکھتی تھی اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس بوڑھی کے دماغ میں اس ملک کی زبان اور تہذیب کو نقش کر دیتی تھی۔ اسلام آباد میں شی تارا اور دائی ماں کو دیکھ کر کوئی ان پر ہندو ہونے کا شبہ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ دونوں ہنڈا اکارڈ کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر کھلی فضا میں تفریح کے لیے نکلیں۔ موسم خوشگوار تھا' ہوا میں خنکی تھی۔ صاف ستھرا شہر تھکے ہوئے ذہن کو تازگی دے رہا تھا۔ شی تارا نے کہا۔ "واقعی ذہنی پریشانیاں ہوں تو اس شہر میں آ کر رہنا چاہیے۔ بشرطیکہ سیاسی پریشانیاں نہ ہوں۔ یہ شہر صرف سیاستدانوں کے لیے سر کا درد ہے۔"

وہ دونوں کسی ڈرائیور کی موجودگی میں خاموش رہتی تھیں۔ شی تارا اس کے دماغ میں آ کر بولتی تھی۔ دائی ماں نے کہا۔ "یہاں لوگ کتنے مہنگے لباس پہنتے ہیں۔ قیمتی ائرکنڈیشنڈ گاڑیاں ہر راستے پر نظر آتی ہیں۔ پاکستان کے لوگ امیر ہیں لیکن حکومت غریب اور اربوں ڈالرز کی مقروض ہے۔ ہمارے بھارت کے لوگ غریب ہیں لیکن بھارتی فوج ہتھیاروں اور دیگر قوتوں سے مالا مال ہے۔"

شی تارا نے ہنستے ہوئے کہا۔ "یہ مسلمان اندر سے کھوکھلے اور باہر سے دولت مند اور طاقتور دکھائی دیتے ہیں۔ یہ اتنے کھوکھلے ہو گئے ہیں کہ بوسنیا اور صومالیہ کے مسلمانوں کے آنسو پونچھنے کے بھی لائق نہیں رہے ہیں۔"

"واقعی بڑی حیرانی کی بات ہے۔ اسلامی ممالک میں بے انتہا دولت ہے پھر بھی وہ آفت زدہ مسلمانوں کی مدد نہیں کرتے ہیں۔"

"کیسے کریں گے؟ میں نے کہا نا کہ ان لوگوں میں غرور اور نمائش کی عادت بہت ہے۔ تم نے آج کا اخبار دیکھا ہے؟"

"نہیں' کوئی خاص خبر ہے کیا؟"

"خبر ہمارے لیے نہیں' مسلمانوں کے سوچنے اور سمجھنے کے لیے ہے۔ برونائی کے سلطان نے اپنی کار میں پچاسی کلوگرام سونا لگایا ہے۔ دنیا کی سب سے مہنگی کار کا نام "فراری" ہے۔ یہ کار اتنی مہنگی ہے کہ پوری دنیا میں اس کی تعداد صرف ایک ہزار ہے۔ اس کی قیمت پاکستان کرنسی میں تقریباً اسّی لاکھ روپے ہے۔ برونائی کے سلطان نے اس کار کی باڈی میں جو سونا لگوایا ہے اس کے بعد وہ کار تقریباً دو کروڑ پچاس لاکھ روپے کی ہو گئی ہے۔ افریقہ کے کئی ممالک کے مسلمان مرد عورتیں اور بچے روزانہ سیکڑوں کی تعداد میں بھوک اور بیماریوں سے مر رہے ہیں اور ایک اسلامی ملک کا سلطان ڈھائی کروڑ کی سونے کی کار میں بیٹھ کر شاہانہ عظمت کی نمائش کرتا ہے۔ کیا خوب تماشا ہے دائی ماں۔"

وہ دونوں ہنسنے لگیں۔ بات صرف ان دونوں کے ہنسنے کی نہیں ہے۔ ہم مسلمان نہ یہ دیکھ سکتے ہیں نہ سمجھ پاتے ہیں کہ دنیا کی دوسری تمام قومیں اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہم پر کس طرح ہنستے ہیں۔ ویسے جس قوم پر بے حسی اور بے غیرتی مسلط ہو جائے' وہ بازار میں ناچنے والی طوائف کی طرح کسی کی ہنسی کی پروا نہیں کرتی۔

اس وقت شی تارا اور دائی ماں نے مسلمانوں پر قہقہہ لگا کر ایک غلطی کی۔ کار ڈرائیو کرنے والا نوجوان چونک گیا۔ حیران ہو کر سوچنے لگا' پیچھے بیٹھی ہوئی بی بی جی اور ان کی گورنس بالکل خاموش بیٹھی ہوئی تھیں پھر دونوں ہی کسی بات پر قہقہہ لگا رہی ہیں؟

اس نے اچانک ہی کار روک دی پھر پلٹ کر انھیں دیکھا۔ شی تارا نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ گاڑی کیوں روک دی؟"

وہ بولا۔ "سوری بی بی جی! میں پوچھنا چاہتا ہوں' مجھ سے کیا حماقت ہو گئی کہ آپ دونوں کو ہنسی آ رہی ہے؟"

دونوں نے ایک دوسرے کو چور نظروں سے دیکھا۔ انھیں غلطی کا احساس ہو گیا۔ جب بات نہیں ہو رہی تھی کوئی لطیفہ بیان نہیں کیا جا رہا تو وہ بیک وقت کیوں ہنس پڑی تھیں؟ انھیں ہنسی پر قابو پانا چاہیے تھا۔

دائی ماں نے کہا۔ "تم سے کوئی حماقت نہیں ہوئی ہے۔ گاڑی چلاؤ۔"

"ابھی چلاتا ہوں لیکن کوئی بات مجھے پریشان کرتی ہے تو میرے اندر گیس بھر جاتی ہے۔ میں کوئی کام صحیح طور سے انجام نہیں دے پاتا۔ ایسی حالت میں کار چلاؤں گا تو۔۔۔ ایکسیڈنٹ کا خطرہ ہے۔"

شی تارا نے کہا۔ "پریشان کیوں ہوتے ہو؟ تمہیں تکلیف پہنچانے والی کوئی بات تو نہیں ہوئی ہے؟ ہمیں اچانک ہی ایک بات پر ہنسی آگئی تھی۔"

"مگر بی بی جی! آپ دونوں نے کوئی بات ہی نہیں کی تھی اور جب بات نہیں کی تھی تو پھر کس بات پر ہنسی آگئی تھی؟"

"زبان سے بات کرنا ضروری نہیں ہے۔ کبھی کبھی سوچ کر بھی ہنسی آجاتی ہے۔"

"یعنی دونوں نے بیک وقت ہنسنے کی بات سوچی۔ اور بیک وقت ہنس پڑیں۔ ایسا تو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہو سکتا ہے۔"

"کیا؟" وہ دونوں چونک پڑیں۔ یوں لگا جیسے شی تارا کی خیال خوانی کا بھید کھل گیا ہو۔ اس نوجوان کو ابھی حال ہی میں بانو شہناز نے ڈرائیور کے طور پر رکھا تھا۔ شی تارا نے بانو شہناز کے ذہن سے جو باتیں معلوم کیں ان کے مطابق اس کا نام عادل چنگیزی تھا۔ اس نے انگلش لٹریچر میں ایم اے کیا تھا پھر بانو شہناز کے عشق میں ڈرائیور بن گیا تھا۔ یہ عشق پچھلے ایک ماہ سے شروع ہوا تھا۔ شہناز اسے پسند کرتی تھی لیکن عشق نہیں کرتی تھی۔

پسندیدگی کی وجہ یہ تھی کہ اسے اسلام آباد کے ماحول میں تعلیم یافتہ ڈرائیور کی ضرورت تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ خوبرو بھی تھا اور احمق بھی۔ اپنی باتوں اور حرکتوں سے دلچسپی پیدا کرتا رہتا تھا۔ شی تارا نے شہناز کے خیالات پڑھ کر عادل چنگیزی کے متعلق ضروری معلومات حاصل کی تھیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں کچھ جانتا ہے۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں آئی۔ اس نے ذرا بے چینی محسوس کی پھر سانس روک لی۔ اس کے بعد خوش ہو کر بولا۔ "بی بی جی! میری برسوں کی دعا قبول ہو رہی ہے۔ شاید فرہاد بھائی جان میرے دماغ میں آنا چاہتے ہیں۔"

شی تارا نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "کیا تم فرہاد علی تیمور کو جانتے ہو؟ کیا وہ تمہارے دماغ میں آتا ہے۔"

"آپ نے بھی کیا سوال کیا ہے۔ بھلا فرہاد بھائی جان کو کون نہیں جانتا۔ جب میں ساتویں جماعت میں تھا تب سے بھائی جان کی داستان پڑھ رہا ہوں۔ یہ میری باڈی دیکھ رہی ہیں۔ ان کی داستانیں پڑھ پڑھ کر میں نے یہ صحت اور جان بنائی ہے۔ جوڈو کراٹے میں بلیک بیلٹ حاصل کیا ہے اور پورے پانچ منٹ تک سانس روک لیتا ہوں۔"

"کیا تم نے ٹیلی پیتھی بھی سیکھی ہے؟"

"کوشش کی تھی مگر ایک برس تک شمع کو تکتے تکتے اندھا ہو گیا تھا۔ میرے باپ نے میری خوب پٹائی کی مگر میں باز نہ آیا۔ اپنی امی سے کہتا تھا کہ وہ ہر ماہ فرہاد بھائی جان کی نئی داستان پڑھ کر سنایا کریں۔ امی مجھ پر جان دیتی تھیں۔ جب تک زندہ رہیں' مجھے داستانیں پڑھ کر سناتی رہیں موت سے پہلے وصیت لکھ دی کہ ان کی آنکھیں مجھے عطا کی جائیں۔ آپ میری آنکھوں کو دیکھیں' میں اپنی امی کی آنکھوں سے آپ لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔"

دائی ماں نے پوچھا۔ "کیا اب اپنی ماں کی آنکھوں سے شمع بینی کی مشقیں کرتے ہو؟"

وہ بولا۔ "اب تو کان پکڑ کے توبہ کرتا ہوں۔ یہ علم خدا کی دین ہے' وہ جسے چاہے دے۔ جسے چاہے نہ دے۔ میں نے سمجھ لیا ہے اللہ تعالیٰ کو میری خیال خوانی منظور نہیں ہے۔"

"ابھی تم نے کہا تھا' تمہاری برسوں کی دعا قبول ہو رہی ہے۔ تمہارے بھائی جان دماغ میں آنا چاہتے ہیں پھر تم نے سانس کیوں روک لی؟"

"میں الو کا پٹھا ہوں۔ کبھی کبھی زبردست حماقتیں کر بیٹھتا ہوں۔ میں نے بے اختیار سانس روک لی تھی' بعد میں غلطی کا احساس ہوا۔ آہ! میں اتنی دیر سے انتظار کر رہا ہوں' شاید وہ دوبارہ میرے دماغ میں آئیں گے۔"

"ٹھیک ہے' جب آئیں گے تو ہمیں بھی بتا دینا۔ میں بھی تمہارے بھائی جان سے باتیں کروں گی۔ ابھی گاڑی چلاؤ۔"

"آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں بی بی جی؟ گاڑی تو نہیں چل سکتی۔"

"کیوں نہیں چل سکتی؟"

"اس لیے کہ گاڑی چلانے کے دوران بھائی جان دماغ میں آئیں گے تو میں خوشی اور گھبراہٹ میں گاڑی الٹ دوں گا۔ میرا مطلب ہے' ایسے وقت میں اسٹیئرنگ میرے قابو میں نہیں رہے گا۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ "دائی ماں! میں اس انجانے شہر میں گاڑی نہیں ڈرائیو کرنا چاہتی اور یہ پاگل کا بچہ فرہاد کے انتظار میں ہمیں یہاں بٹھائے رکھے گا۔"

دائی ماں نے کہا۔ "یہ ہمارے دشمن سے دیوانہ وار محبت کرتا ہے مگر احمق ہے۔ ہمارے لیے بے ضرر ہے۔ اس کی خواہش پوری کر دو۔ فرہاد کی رشتے دار بن کر اس کی کھوپڑی میں جاؤ۔"

شی تارا اس کے دماغ میں آئی۔ وہ گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے بولا۔ "نہیں' اب میں۔۔۔ اب میں سانس نہیں روکوں گا۔"

"پیارے بھائی جان! یہ آپ ہی ہیں نا؟"

شی تارا نے کہا۔ "میں بھائی جان نہیں ہوں۔ میری نسوانی آواز سے بوجھو میں کون ہوں؟"

وہ کچھ سوچ کر بولا۔ "ہاں سمجھ گیا' آپ میری بھابی جان رسونتی ہیں۔"

"خبردار! ایسا ہندوانہ نام نہ لینا۔ اب تو وہ محترمہ آمنہ کہلاتی ہیں اور وہ دنیا والوں سے مُنہ موڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر چکی ہیں۔ وہ تمہارے پاس نہیں آئیں گی۔"

"اچھا سمجھ گیا پھر تو آپ بھائی جان کی دوسری شریکِ حیات لیلیٰ ہیں۔"

"واہ، تم تو بہت عقلمند ہو۔ آخر مجھے پہچان ہی لیا۔"

اس نے خوش ہو کر شی تارا کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "بی بی جی! ہاتھ ملایئے میرے دماغ میں بھابی جان آئی ہیں وہ مجھ سے باتیں کر رہی ہیں۔ میں ان سے باتیں کر رہا ہوں۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہیں۔ اس خوشی میں جلدی سے ہاتھ ملایئے ابھی مجھے ان سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔"

دائی ماں نے ناگواری سے کہا۔ "اے ڈرائیور! اپنی اوقات دیکھ' اپنی مالکہ کا ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے۔"

وہ بولا۔ "اے بڑھیا' چپ کر۔ دو برابر والوں کے بیچ میں نہ بول۔ مجھے بھابی جان کا تعاون حاصل ہو رہا ہے۔ اس لمحے سے میں ڈرائیور نہیں' بی بی جی کا ہونے والا شوہر ہوں۔"

دائی ماں نے غصے سے کہا۔ "ارے او گدھے کے بچے! تو تو ہوا میں اڑنے لگا ہے۔"

وہ بولا۔ "میری پیاری لیلیٰ بھابی جان! پلیز آپ اس بوڑھی کھوسٹ کی زبان بند کریں ورنہ یہ مجھے رشتے کی بات نہیں کرنے دے گی۔"

شی تارا نے دائی ماں کے اندر آ کر کہا۔ "تم دیکھ رہی ہو کہ یہ نرا احمق ہے پھر اس کی باتوں کا برا کیوں مانتی ہو۔ مجھے مسلسل پریشانیاں اٹھانے کے بعد یہ کھلونا دل بہلانے کو ملا ہے۔ ہمیں تفریحی موڈ میں رہنا چاہیے۔ تم دونوں ہونٹوں کو بند کر لو۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "ہاں یہ ہوئی نا بات۔ دونوں ہونٹ چپک گئے ہیں' اب یہ قبر میں جا کر کھلیں گے۔"

دائی ماں اندر ہی اندر تلملا کر رہ گئی۔ شی تارا نے کہا۔ "عادل! اب گاڑی چلاؤ۔"

وہ بولا۔ "بی بی جی! نن نہیں۔ اب تم بی بی جی نہیں ہو۔ میری بانو شہناز ہو۔ میں ہونے والے شوہر کی حیثیت سے حکم دیتا ہوں۔ خاموش بیٹھی رہو۔ گاڑی چلانے کو نہ کہو۔ میں بھابی جان سے ضروری گفتگو کر رہا ہوں۔"

وہ پھر اس کے اندر آ کر بولی۔ "سڑک کے کنارے ضروری مسئلے پر گفتگو نہیں ہوتی۔ بانو شہناز کو پرل کان میں پہنچا دو۔ وہاں پارکنگ ایریا میں پہنچ کر میرا انتظار کرو۔ میں آؤں گی۔ ابھی جا رہی ہوں۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل گئی۔ اس بے چارے پر سحر طاری ہو گیا۔ فرہاد کی جو روبات کر کے گئی تھی۔ ایسی حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین مسرتیں اس کم نصیب کو ملی تھیں۔ اس کا بس چلتا تو وہ ان مختصر سے لمحات کو یاد کرتے کرتے زندگی گزار دیتا۔ شی تارا نے پچھلی سیٹ سے کہا۔ "عادل! خدا کے لیے چلو۔"

وہ خیالات سے چونک گیا پھر اس نے یہ سوچ کر گاڑی اسٹارٹ کی کہ ہوٹل پرل کان کے پارکنگ ایریا میں پہنچنے سے بھابی جان پھر دماغ میں آئیں گی۔ لہٰذا وہاں جلد پہنچنا چاہیے۔ وہ تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتا ہوا۔ ہوٹل کے احاطے میں آ گیا۔ شی تارا دروازہ کھول کر دائی ماں کے ساتھ باہر آئی پھر وہاں سے چلتی ہوئی ڈائننگ ہال میں پہنچ گئی۔

وہ دونوں ایک میز کے اطراف بیٹھ گئیں۔ ڈائننگ ہال کے اس حصے میں سیلف سروس کا انتظام تھا۔ شی تارا نے کہا۔ "دائی ماں! تم جاؤ' اپنے اور میرے لیے کچھ کھانے کو لے آؤ۔ میں خیال خوانی میں مصروف رہوں گی۔"

"کیا اس گدھے کے پاس جا رہی ہو؟"

"نہیں دائی ماں! میں نے خاصی تفریح کی ہے۔ اب ذرا سنجیدہ معاملے کو دیکھنا چاہیے۔"

"تم نے آج صبح کہا تھا کہ تمہیں عقل آ گئی ہے۔ تم زیادہ سے زیادہ پانے کی دوڑ میں وقت سے پہلے بوڑھی ہونا یا مرنا نہیں چاہتیں۔ ان فارمولوں پر مٹی ڈالو۔ حاضر دماغ رہو اور اس ماحول کو انجوائے کرو۔"

"میں فارمولوں کے لیے زیادہ پریشان نہیں ہوں۔ وہ جو میرے پاس آنکھ نما ہیرا تھا وہ پارس نے لے لیا ہے۔"

"لے لیا ہے؟ کیسے لے لیا ہے؟ کیا اس سے سامنا ہوا تھا؟"

"ہاں' مگر جب تک سامنا رہا اس نے مجھے اور میں نے اسے نہیں پہچانا۔ بچھڑ جانے کے بعد ہمیں ایک دوسرے کی اصلیت معلوم ہوئی۔"

جو کچھ قاہرہ میں ہوا تھا' وہ دائی ماں کو سنانے لگی۔ دائی ماں میز پر قدرے جھکیں اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "تم نے جوتش وِدیا سے معلوم کیا تھا کہ تین' تیرہ یا تیئس تاریخوں کو ایسا ہو سکتا ہے۔ تم نے تاریخیں یاد نہیں رکھیں۔ اسی کو مقدر کا کھیل کہتے ہیں۔ تقدیر کسی نہ کسی طرح اپنا کھیل کھیل ہی جاتی ہے۔"

"جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ میں پارس کے دام میں آنے سے پہلے ہی بچ کر آ گئی ہوں۔"

"بیٹی! بچنا اسے کہتے ہیں جو تُو اپنا سب کچھ لُٹا آئی ہے۔"

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں مسلمان بننے سے بچ گئی۔ ایک بار لُٹ گئی۔ آئندہ دھوکا نہیں کھاؤں گی۔"

"میں نے تجھے دودھ پلایا ہے۔ تو مجھ سے جھوٹ نہ بولنا۔ سچ بتا' کیا اس مرد نے متاثر کیا ہے؟"

وہ کچھ نہ بول سکی سر کو جھکا لیا۔ دائی ماں نے کہا۔ "میں عورت ہوں۔ یہ جانتی ہوں' عورت پن کی لاج یہی ہے کہ جسے ایک بار لاج دے دی' اسے مرتے دم تک اپنے جسم و جان کا مالک بنا لیا۔"

"جب تم جانتی ہو تو کیوں پوچھ رہی ہو۔"

"اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ وہ مسلمان ہے۔ اسے جسم و جان کا مالک بنائے گی تو تقدیر تجھے مسلمان بنا دے گی۔"

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ وہ زہریلا مجھے بہت یاد آنے لگا ہے لیکن میں اس کی دوری برداشت کروں گی۔ برداشت نہ کر سکی تو آتما ہتیا کر لوں گی مگر اپنا دھرم نشٹ نہیں کروں گی۔"

"میں مانتی ہوں تو بہت ضدی ہے۔ رفتہ رفتہ اس کی زہریلی طلب کو کچل دے گی لیکن وہ دو ہیرے خوش بختی کی علامت ہیں۔ انہیں کیسے حاصل کرے گی؟"

"ابھی تو یہ معلوم کروں گی کہ وہ صومالیہ سے واپس آ کر کہاں قیام کرے گا۔ جہاں جائے گا' وہاں اپنی اور بھائی سرنا کی ڈمی کو اس کے پیچھے لگا دوں گی۔ بڑی خاموشی سے چالیں چلتی رہوں گی جب تک کامیابی کا پورا یقین نہیں ہو گا' اس پر حملہ نہیں کروں گی۔"

"بیٹی! پارس کے معاملے میں بہت محتاط رہو۔ وہ شیطان کا بچہ تمہاری کوششوں کا کوئی سرا تھام کر پھر تمہارے سامنے آ دھمکے گا۔"

"میں محتاط رہوں گی۔ تم جاؤ اور کھانا لے آؤ۔"

دائی ماں چلی گئی وہ سوچنے لگی' کس کے ذریعے معلوم کیا جائے کہ فارمولوں تک کوئی پہنچ بھی رہا ہے یا نہیں؟

مرینا نے اپنے ساتھ صفورا اور عبداللہ کے دماغوں کو بھی لاک کر دیا ہے۔ شاید فرہاد نے ہی مرینا کو ٹریپ کیا ہے پھر پارس کی ٹیم میں بھی باربرا اور پاشا یوگا کے ماہر تھے۔ ان تمام میں سے کوئی اس کی معلومات کا ذریعہ نہیں بن سکتا تھا۔

شی تارا اس فلاور کے متعلق نہیں جانتی تھی کہ وہ الپا کی ٹیم سے نکل کر پارس اور باربرا کی پناہ میں آ گئی ہے۔ اس کے متعلق معلوم ہوتا تو وہ کسی روک ٹوک کے بغیر اس کے دماغ میں پہنچ کر بہت کچھ معلوم کر لیتی۔

سپر ماسٹر کے متعلق اس نے سوچا کہ وہ اپنی خفیہ فوج وہاں بھیج چکا ہو گا۔ اس فوج سے پارس کی ٹیم کا تصادم ہوا ہو گا۔ پتا نہیں کون بازی جیت رہا ہو گا۔ ویسے پارس کے لیے وہ فارمولے لوہے کے چنے بن گئے ہوں گے۔ اس کی جان پر بن آئی ہو گی۔ شاید الپا بھی تیسری نئی ٹیم کے ساتھ وہاں پہنچ گئی ہو گی۔ کوئی بھی پارس کو روکنے اور اس پر سبقت لے جانے کے لیے اسے گولی مار سکتا ہے۔ پارس کون سا ان کا رشتہ دار ہے کہ وہ اسے بخشیں گے۔ وہ تو کوئی موقع کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کریں گے۔ سب ہی اسے دشمن سمجھتے ہیں۔ نشانے پر آتے ہی اسے ٹھائیں سے گولی مار دیں گے۔

وہ اندر سے کچھ پریشان ہوئی۔ اسے یہ منظور نہیں تھا کہ زہریلا مر جائے۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ اُس کا اسیر ہو جائے۔ اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اسے اپاہج بنا کر رکھے اور ہمیشہ اس پر حکومت کرتی رہے۔ یعنی کسی طرح بھی اسے رکھے اور اپنا بنا کر رکھے۔ محبت سے اپنائے یا نفرت سے اپنی ملکیت بنائے مگر اپنی تحویل میں رکھے۔ وہ نہیں سمجھ رہی تھی کہ یہی محبت کی نفسیات ہے۔ محبت بعض اوقات نفرتوں کی راہوں سے گزر کر دل میں آتی ہے۔

اس جنگل میں معلومات کا ذریعہ صرف پارس ہی تھا۔ اس نے اس کے دماغ پر دستک دی پھر بولی۔ "سانس نہ روکنا۔"

اس نے پوچھا۔ "کیوں نہ روکوں؟ آپ کون ہیں محترمہ؟ میرا آپ سے کیا رشتہ ہے؟"

"بکواس مت کرو۔ میں تمہیں خطرات سے آگاہ کرنے آئی ہوں۔ وہاں تمہارے مقابلہ پر کئی نامعلوم گوریلے فائٹر آئے ہوں گے۔ وہ سب سپر ماسٹر کی خفیہ آرمی کے جوان ہیں۔"

"اس خفیہ آرمی کو میرے مقابلہ پر آئے ہوئے چھ گھنٹے ہو چکے ہیں اور تم اب خطرے سے آگاہ کر رہی ہو۔ بہت دیر کی مہرباں آتے آتے۔ بائی دی وے اچانک مہرباں کیوں ہو رہی ہو؟"

وہ ذرا چپ ہوا پھر ہنستے ہوئے بولا۔ "اچھا مجھے باتوں میں الجھا کر چور خیالات پڑھ رہی ہو۔ معلوم کرنا چاہتی ہو کہ فارمولوں کے سلسلے میں یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"میں چور خیالات دل سے مجبور ہو کر پڑھ رہی ہوں۔ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ تمہارے دل میں میرے لیے کتنی جگہ ہے۔"

"کیا کرو گی معلوم کر کے' تمہاری جوانی بہت یاد آتی ہے۔"

"میں تو سر سے پاؤں تک تمہاری ہوں۔ راتوں کو بستر پر کروٹیں بدلتی رہتی ہوں۔ جب تک دماغ کو ہدایات نہیں دیتی' نیند نہیں آتی ہے۔"

"یہ تم سچ کہہ رہی ہو۔ میں جانتا ہوں' تنہائی میں تم میرے زہر کو پکارتی ہو گی۔ تم اُدھر پکارتی ہو تو اِدھر مجھے ہچکیاں آتی رہتی ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ تمہیں اپنے دماغ میں زیادہ رہنے نہیں دوں گا۔ میں ایک آواز سنا رہا ہوں۔ اس کے پاس جاؤ۔"

اس نے کہا۔ "فلاور ادھر آؤ۔ میری گھر والی بے گھر ہو گئی ہے۔ وہ تمہارے دماغ میں گھر بنائے گی۔"

فلاور کی آواز سنائی دی۔ "اس کا مطلب کیا ہوا؟ کیا اور بھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی آ رہی ہے۔"

"ہاں' آ رہی ہے۔ جاؤ شی تارا!"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر ہوٹل کی میز پر حاضر ہو گئی۔ دائی ماں ابھی تک کھانا لے کر نہیں آئی تھی۔ اس نے فلاور کے خیالات پڑھے پتا چلا' وہ الپا کی ٹیم سے بھٹک کر پارس کی ٹیم میں آئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ الپا اس فلاور کے دماغ میں آ کر دیکھتی رہتی ہے کہ پارس کیا کرتا پھر رہا ہے؟

شی تارا نے فلاور کی زبان سے کہا۔ "پارس' یہ کیا حماقت ہے؟ تم نے فلاور کو الپا کی جاسوسہ بنا کر اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔"

وہ بولا۔ "تمہیں بھی جاسوسہ بنا کر اس کے دماغ میں پہنچا چکا ہوں۔ موج کرو۔ آرام سے میرے خلاف معلومات حاصل کرتی

رہو۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پارس کو چاہیے تھا کہ فارمولے بحفاظت بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانے تک تمام دشمنوں کو اپنے سے دور رکھتا لیکن وہ فلاور کے ذریعے دشمنوں کو اپنے متعلق معلومات فراہم کر رہا تھا۔

وہ فلاور کی زبان سے بولی۔ "کیا تم اپنی زندگی سے بے زار ہو گئے ہو؟ کوئی بھی کہیں سے بھی چھپ کر تمہیں گولی مار دے گا۔"

اس نے کہا۔ "گولی ہو گی تو ماری جائے گی۔ میں نے موجودہ مہم میں یہی ایک طریقہ اپنایا ہے۔ دشمنوں کے پاس ہتھیار رہنے دیتا ہوں۔ کارتوس غائب کر دیتا ہوں۔"

"تم ہو پکے شیطان لیکن وہ تیروں اور تلواروں سے حملے کر سکتے ہیں۔"

"سپر ماسٹر کے گوریلوں نے میرے حق میں یہی حماقت کی ہے کہ اپنے ساتھ جدید ہتھیار لے کر آئے لیکن تیر چلانے والے ایرو شوٹر نہیں لائے۔ تلوار یا چاقو سے حملے کرنے کے لیے انہیں سامنے آنا ہو گا لیکن اب تک کسی نے سامنے آ کر حملہ نہیں کیا ہے۔"

"میں فلاور کے ذریعے دیکھ رہی ہوں' چھوٹی جھونپڑیاں اور بونے نیگرو نظر آ رہے ہیں۔ کیا پاپک ماکس قبیلے میں پہنچ گئے ہو؟"

"مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ میں ایک کام سے جا رہا ہوں۔ فلاور کے ذریعے جو معلوم کر سکتی ہو' کرتی رہو۔"

اس نے فلاور کے ذریعے دیکھا' وہ لوگ ایک پہاڑی کے دامن میں تھے۔ وہاں ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ وہاں کے رہنے والے سیاہ فام بونے تھے۔ جن کے قد تین یا چار فٹ سے زیادہ نہ تھے۔ اس پہاڑی کو بیس فٹ کی بلندی تک تراش کر ایک دیوتا کی مورت بنائی گئی تھی۔ وہ قبیلہ اس دیوتا کی پوجا کرتا تھا۔ اس نے فلاور کے ذریعے اتنا ہی دیکھا کہ پارس اس دیوتا کے دونوں پیروں کے درمیان سے گزر کر ایک غار میں جاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

فلاور کی سوچ نے بتایا کہ اس کے قریب ایک لکڑی کی چوکی پر نیلما اور بہرام بیٹھے ہوئے ہیں۔ شی تارا نے اس کی سوچ میں سوال پیدا کیا۔ "باربرا اور پاشا کہاں ہیں؟"

فلاور نے حیرانی سے سوچا۔ "یہ باربرا اور پاشا کون ہیں؟ میں ان ناموں والے افراد کو نہیں جانتی ہوں۔"

شی تارا نے پوچھا۔ "وہ نوجوان کون ہے۔ جس سے ابھی میں باتیں کر رہی تھی اور جو بت کے نیچے کسی غار میں گیا ہے؟"

"اس کا نام پارس ہے۔ وہ کبھی نظر آتا ہے۔ کبھی غائب ہو جاتا ہے۔"

"وہ ابھی کہاں گیا ہے؟"

"پتا نہیں کہاں گیا ہے۔ اس بستی میں پہنچنے کے بعد وہ چار گھنٹوں تک غائب رہا تھا۔ نیلما اور بہرام باتیں کر رہے تھے کہ یہاں کچھ ہونے والا ہے۔"

"تم تجسس پیدا کر رہی ہو۔ مجھے بتاؤ' یہاں کیا ہونے والا ہے؟"

فلاور کے دماغ سے باربرا کی سوچ کی لہریں ابھریں۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "شی تارا! یہ بے چاری فلاور کچھ نہیں جانتی ہے لیکن اس کے ذریعے آدھے گھنٹے بعد تمہیں' الپا کو اور سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے وکی سول کو ان فارمولوں کے متعلق کچھ نہ کچھ بتایا جائے گا۔ اپنی گھڑی دیکھو۔ ٹھیک آدھے گھنٹے بعد۔۔۔۔"

شی تارا نے گھڑی دیکھی۔ باربرا نے کہا۔ "تم سب کو حیرانی تھی کہ پارس نے فلاور کو تم لوگوں کے لیے معلومات کا ذریعہ بنا کر کیوں رکھا ہے؟ اسی لیے ہاں اسی لیے کہ تمہیں' سپر ماسٹر کو اور یہودیوں کو بیک وقت ان فارمولوں کا دیدار کرایا جائے۔ اب جاؤ۔ فلاور کو پریشان نہ کرو۔"

وہ دماغی طور پر ہوٹل کی میز پر حاضر ہو گئی۔ ابھی وہ خیال خوانی جاری رکھ کر معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ لوگ وہاں کیا کرتے پھر رہے ہیں اور سپر ماسٹر کے گوریلے فائٹر کہاں غائب ہو گئے ہیں لیکن خیال خوانی کا سلسلہ اچانک ہی ٹوٹ گیا۔ ڈرائیور عادل چنگیزی نے اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ کر کہا۔ "پیاری شہناز! بھابی جان نے میرے دماغ میں آنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ ابھی تک نہیں آئی ہیں۔ مجھے بتاؤ' میں کیا کروں؟"

وہ ناگواری سے بولی۔ "تم یہاں کیوں آئے ہو؟ ڈرائیور کی وردی میں میرے پاس بیٹھ گئے ہو۔ لوگ عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ جاؤ یہاں سے۔"

"نہیں جاؤں گا' تم سے عشق کرتا ہوں۔ مذاق نہیں کرتا ہوں۔ بھابی جان کے آتے ہی شادی کی تاریخ پکی کروں گا۔"

"دیکھو عادل! میں ابھی بہت مصروف ہوں۔ چلے جاؤ۔ ورنہ۔۔۔۔"

"ارے واہ' کھانے کی پلیٹ سامنے جوں کی توں ہے۔ نہ کھا رہی ہو' نہ کوئی کام کر رہی ہو۔ چپ چاپ بیٹھی ہوئی ہو اور کہہ رہی ہو کہ مصروف ہو۔ ارے اس طرح بیٹھے بیٹھے تو صرف خیال خوانی کرنے والے ہی مصروف رہتے ہیں۔ کیا تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"

وہ ہچکچائی پھر بولی۔ "میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہوں۔ یہاں کوئی سنے گا تو خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ جائے گا۔ تم یہاں سے فوراً جاؤ ورنہ۔۔۔۔"

وہ اس کے دماغ میں جگہ نہیں بنا سکتی تھی لیکن بھابی جان بن کر اس کے اندر زلزلہ پیدا کر کے وہاں سے جانے پر مجبور کر سکتی تھی لیکن ایسے میں عادل تماشا بن جاتا۔ وہ بھی اس تماشے کا کردار بن جاتی۔ اس نے تحمل سے کام لیتے ہوئے اس کے اندر پہنچ کر کہا۔ "پیارے دیور! مجھے افسوس ہے کہ وعدے کے مطابق نہ آ سکی۔ یہاں دشمنوں نے تمہارے بھائی جان کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ میں ان کی جان بچانے کی فکر میں ہوں۔ دشمنوں کو جہنم میں پہنچاتے ہی تمہارے پاس آؤں گی۔ تم فوراً پارکنگ ایریا میں جاؤ۔ میں جلد ہی آنے والی ہوں۔"

وہ فوراً ہی اٹھ کر وہاں سے باہر جانے لگا۔ شی تارا نے اطمینان کی سانس لی۔ دائی ماں نے کہا۔ "بیٹی! تم یوں بھی تماشا بنی ہوئی ہو۔ سامنے کھانے کی پلیٹ رکھ کر سر جھکائے بڑی دیر سے بیٹھی ہو۔ لوگ تمہیں دیکھ کر کیا سوچ رہے ہوں گے؟ کیا پھر ان فارمولوں کی دلدل میں دھنس رہی ہو؟"

"دائی ماں! ابھی آدھے گھنٹے میں بلکہ پچیس منٹ کے بعد پارس فارمولوں کے متعلق کچھ کہنے والا ہے۔ میری وہاں موجودگی لازمی ہے۔ معلوم تو ہو کہ ان فارمولوں کا کیا بن رہا ہے؟"

"ظاہر ہے' وہ پارس کے قبضے میں آ گئے ہیں اور تم اس پر قبضہ نہیں جما سکو گی۔"

"نہیں دائی ماں! ان فارمولوں کو جنگل سے بابا صاحب کے ادارے تک پہنچانے کے دوران انہیں چھین لے جانے کی بڑی گنجائش ہے۔ جنگل میں سپر ماسٹر اور یہودیوں کے محدود وسائل تھے مگر یہ بڑے ممالک فارمولوں کے پیرس پہنچنے تک قیامت برپا کر دیں گے۔ ایسے ہنگاموں کے دوران میری کوشش یہی ہو گی کہ میں وہ دو ہیرا آنکھیں پارس سے چھین کر اپنے قبضے میں کر لوں۔ مجھے فارمولوں سے زیادہ ان ہیروں کی ضرورت ہے۔ وہ میری خوش بختی کی علامت ہیں۔"

"ایسا ہے تو گھر چلو۔ یہاں ہوٹل میں مصروف نہیں رہ سکو گی۔ میں کھانا پیک کرا کے لے آتی ہوں۔"

وہ چلی گئی لیکن کھانا پیک کرا کے لانے تک بیس منٹ گزر گئے۔ اب پانچ منٹ میں پارس کے پاس جانا تھا۔ اسی وقت پھر عادل آ گیا۔ اسے دیکھتے ہی پریشان ہو کر بولی۔ "پھر کیوں آئے ہو؟ فوراً واپس جاؤ میں ابھی آ رہی ہوں۔"

وہ پاس والی کرسی پر بیٹھ کر بولا۔ "میں بہت پریشان ہوں۔ بڑی دیر سے سوچ رہا ہوں کہ بھائی جان کو کن دشمنوں نے گھیرا ہو گا اور بھابی جان اُن سے کس طرح نمٹ رہی ہوں گی۔"

"تمہارے سوچنے سے ان کی مصیبتیں تو دور نہیں ہوں گی۔ تم جاؤ۔"

"مصیبتیں کیسے دور نہیں ہوں گی؟ میں بڑی عقل سے سوچتا ہوں۔ اب بھابی جان آئیں گی تو ان سے ان کا پتا اور فون نمبر معلوم کروں گا پھر انہیں بتایا کروں گا کہ کس وقت کون دشمن ان کے مقابلے پر ہے اور ان سے کس طرح انہیں نمٹنا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے' پتا اور فون نمبر معلوم کر لینا۔ ابھی جاؤ۔"

"کہاں جاؤں؟ انہیں کیسے بتاؤں کہ اس وقت شی تارا اور کرنا' بھائی جان سے دشمنی کر رہے ہیں۔"

شی تارا نے چونک کر دیکھا پھر پوچھا۔ "تم میرے متعلق۔۔۔۔"

وہ کہتے کہتے رک گئی پھر سنبھل کر بولی۔ "تم شی تارا کے متعلق کیا جانتے ہو؟"

"ارے! اس کے بارے میں کیا جاننا ہے' وہ تو پکی حرافہ ہے۔ چلتر ہے۔۔۔۔"

وہ حلق کے بل چیخ پڑی۔ "یو شٹ اَپ۔ ذلیل' کمینے! میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تم نے مجھے گالیاں دینے کی جرات کیسے کی۔ میں تم جیسوں پر تھوک دوں تو وہ مر جاتے ہیں۔"

وہ اسے مارنے کے لیے آگے بڑھنا چاہتی تھی۔ دائی ماں آ کر اس سے لپٹ گئی۔ وہاں بیٹھے ہوئے بے شمار لوگ انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ہوٹل کا منتظم دو بیروں کے ساتھ دوڑا چلا آیا تھا۔ دائی ماں اسے تھپک تھپک کر کہہ رہی تھی۔ "بیٹی! شانت ہو جا۔ چپ کر' تماشا نہ بن' چل یہاں سے باہر چل۔۔۔۔"

وہ اسے سمجھاتی ہوئی باہر لے جانے لگی۔ عادل حیرانی سے دیدے پھیلائے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ منتظم نے پوچھا۔ "اے تم کون ہو؟ یہاں کیوں آئے ہو؟"

"میں ان بی بی جی کا یعنی اپنی ہونے والی کا ڈرائیور ہوں۔ آپ ہونے والی کا مطلب سمجھتے ہیں نا؟ بیویاں شادی کے بعد گالیاں دیتی ہیں۔ یہ شادی سے پہلے دے کر جا رہی ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میں ابھی اس سے نمٹ لوں گا۔"

وہ جانے لگا۔ دائی ماں اسے لے کر باہر آ گئی تھی اور سمجھاتی جا رہی تھی۔ "یہ زیادہ محنت کرنے اور دن رات مصروف رہنے کا نتیجہ ہے کہ تمہارا دماغ کمزور ہو رہا ہے۔ تم غصے پر قابو پانا بھول گئی ہو۔ تمہیں یہ بھی ہوش نہیں رہا کہ پبلک پلیس میں ہو' یہاں جاسوس بھی ہو سکتے ہیں۔ تمہاری ذرا سی غلطی پر شبہ ہو سکتا ہے اور مزید معلومات کے لیے تمہارے پیچھے پڑ سکتے ہیں۔"

"تم مجھے ہی کہتی جا رہی ہو' اس ذلیل کمینے نے مجھے گالیاں۔۔۔۔"

وہ بات کاٹ کر بولی۔ "تمہیں نہیں' شی تارا کو گالیاں دیں اور یہ تم بھول رہی ہو کہ ابھی شی تارا نہیں ہو۔ شی تارا کو ملنے والی گالیوں پر غصہ کرتے ہوئے تم نے وہاں ظاہر کر دیا کہ تم بانو شہناز نہیں ہو۔ اس بات کو اس احمق ڈرائیور نے نہیں سمجھا ہو گا لیکن دوسرا کوئی اس غلطی کو پکڑ سکتا ہے۔"

وہ گاڑی کے پاس آ کر اس سے ٹیک لگا کر بولی۔ "اوہ گاڈ! واقعی غصہ حرام ہوتا ہے۔ بھگوان کرے میری اس غلطی کو کسی نے سمجھا نہ ہو۔ دائی ماں! ایک مہربانی کرو۔ دیکھو وہ ڈرائیور آ رہا ہے۔ میں اس سے بعد میں نمٹ لوں گی۔ ابھی تم اسے بہلا پھسلا کر دور لے جاؤ۔ جب تک میں نہ کہوں اسے یہاں نہ آنے دو۔ پانچ منٹ گزر چکے ہیں۔ میرا اس جنگل میں پہنچنا ضروری ہے۔"

دائی ماں عادل کی طرف تیزی سے گئی۔ شی تارا کار کا دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی پھر فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کرتی

ہوئی فلاور کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے ذریعے معلوم ہوا کہ پارس ایک بڑی چٹان کے پاس کھڑا ہوا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' انہیں میں نے کہا تھا کہ وہ سب فلاور کے دماغ میں آجائیں۔ میں فارمولوں کے سلسلے میں اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی الپا نے کہا ہے کہ وہ فلاور کے اندر موجود ہے اور کوئی ہو تو آواز دے۔"

فلاور نے بلند آواز سے کہا۔ "میں سپر ماسٹر کا ٹیلی پیتھی جاننے والا دِکی سول بول رہا ہوں۔ میں بھی حاضر ہوں۔"

شی تارا نے بھی فلاور کی زبان سے کہا۔ "میں بھی موجود ہوں۔"

پارس نے کہا۔ "میرے پاس ایک انار ہے اور تین بیمار آچکے ہیں اور کوئی ہے؟"

مرینا نے بھی فلاور کے ذریعے کہا۔ "میں بھی ان فارمولوں کی طلب گار ہوں۔"

"واہ' واہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے کا وجود برداشت نہیں کرتے ہیں لیکن آج ایک فلاور کے دماغ میں آکر جمع ہو گئے ہیں۔ شی تارا' مرینا' الپا اور دکی سول یہ چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ پانچویں باربرا ہے' کیوں کہ ہمیں بھی ان فارمولوں کی ضرورت ہے۔"

شی تارا نے پوچھا۔ "وہ فارمولے کہاں ہیں؟"

"یہاں' میرے قدموں میں ہیں۔" پارس نے جھک کر اپنے قدموں کے پاس پڑے ہوئے ایک پلاسٹک کے تھیلے کو اٹھایا پھر اسے دکھاتے ہوئے کہا۔ "وہ فارمولے اس تھیلے میں بڑی حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں جب تک یہ اس میں بند ہیں اور تمام خود غرض ہاتھوں سے دور ہیں' تب تک کسی قدر امن و سکون ہے اگر یہ کسی ایک ہاتھ میں رہیں گے تو باقی تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ملک کے لیے یا اپنے ذاتی مفاد کے لیے اسے جبراً حاصل کرنا چاہیں گے پھر نتیجہ ظاہر ہے ان کاغذات کے لیے خون کی ندیاں بہائی جائیں گی۔"

الپا نے کہا۔ "یہ باتیں ہم بھی جانتے ہیں۔ وقت ضائع نہ کرو' کام کی بات کرو۔"

پارس نے کہا۔ "تمہارا وقت ضائع ہو رہا ہے لہٰذا یہاں سے چلی جاؤ۔"

مرینا نے کہا۔ "یہ پاگل کی بچی ہے۔ تم اپنی گفتگو جاری رکھو۔"

الپا نے کہا۔ "تُو ہے پاگل کی بچی' اگر تو میرے سامنے ہوتی تو منہ توڑ دیتی۔"

مرینا نے کہا۔ "تیری ایک نہیں دو ٹیمیں اس جنگل میں آئیں۔ میں نے دونوں کو جہنم میں پہنچا دیا۔ پہلے جا کر اپنی شکست کا ماتم کر پھر منہ توڑنے کی آرزو کرنا۔"

پارس نے کہا۔ "ایک انڈے میں دو چوزے اور ایک گھر میں دو عورتیں منہ بند کر کے نہیں رہ سکتیں۔ میں نے غلطی کی جو تم سب کو ایک جگہ جمع کر دیا۔"

شی تارا نے کہا۔ "انہیں آپس میں لڑنے دو۔ تم یہ بتاؤ' فارمولے تو تمہارے ہاتھ لگ گئے ہیں۔ اب تم کون سا تماشا کر رہے ہو؟ کیا یہ کاغذات ہمارے حوالے کر سکو گے؟"

"تم میں سے شاید کسی کو یقین نہیں آئے گا۔ میں یہ کاغذات تم سب کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔"

"پھر تو یہ اصل فارمولے نہیں ہیں۔ تم یہ نقلی کاغذات ہمیں دے کر یہاں سے صحیح سلامت نکل جانا چاہتے ہو۔"

"میں کاغذ کا ایک ٹکڑا دیے بغیر بھی بخیریت چلا جاؤں گا۔ ان کاغذات کو نقلی سمجھنے سے پہلے اپنے اپنے ملک کے سربراہوں سے جا کر مشورے کرو اور ان سے پوچھو کہ پارس کے ایک ہاتھ میں کاغذات ہیں اور دوسرے ہاتھ میں لائٹر ہے۔ کیا وہ کاغذات کو جلا دے؟"

دِکی سول نے کہا۔ "کاغذات اصلی ہوں یا نقلی' انہیں جلایا نہ جائے' ہمیں اس کے اصل ہونے کا یقین دلایا جائے۔"

الپا نے کہا۔ "میں یقین کرنے کے لیے وہ کاغذات پڑھنا چاہوں گی۔"

شی تارا نے کہا۔ "میں بھی انہیں پڑھنے کے بعد یقین کروں گی۔"

پارس نے کہا۔ "اگر اس طرح ایک خیال خوانی پڑھے گی تو جانتی ہو نتیجہ کیا ہو گا؟ مثال کے طور پر الپا جہاں ہے وہاں اپنے پاس کئی علمِ طب جاننے والوں کو کاغذ قلم کے ساتھ بٹھائے گی۔ اِدھر پڑھتی جائے گی۔ اُدھر بولتی جائے گی اور وہ علم طب کے جاننے والے لکھتے لکھتے پورا فارمولا نوٹ کر چکے ہوں گے پھر الپا بولے گی کہ یہ فارمولے اصلی نہیں تھے۔ انہیں جلا دیا جائے۔"

دکی سول نے کہا۔ "تم وہ فارمولے فلاور کے سامنے رکھ دو۔ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بیک وقت انہیں پڑھ لیں گے۔"

پارس نے کہا۔ "لیکن میں یہ نہیں چاہتا۔ اس پلاسٹک کے تھیلے میں بارہ کاغذات ہیں۔ میں چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں دو دو کے حساب سے بانٹنا چاہتا ہوں۔ ہر ایک کو دو کاغذات ملیں گے۔"

"ہم یہاں پانچ خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ تم چھ کیوں کہہ رہے ہو؟"

"ماسک مین کا خیال خوانی کرنے والا ایوان راسکا نمبر چھ ہے۔"

"لیکن وہ یہاں نہ موجود ہے نہ اس کا طلبگار' اسے شمار میں نہ لاؤ۔"

"اسے ان فارمولوں کا علم نہیں ہے۔ جب علم ہو گا تو وہ بھی انہیں حاصل کرنے کی خاطر لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گا۔ میں لڑائی نہیں چاہتا۔ اگر ہر ایک کے پاس دو دو کاغذات رہیں گے تو وہ دوسرے سے سمجھوتا کرے گا۔ اپنے کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ اسے دے گا۔ اس کے کاغذات کا ڈپلیکیٹ خود لے گا اس طرح جب تک چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے یا ان کے سربراہ ایک دوسرے سے محبت اور دوستی نہیں کریں گے' تب تک کسی کے پاس بھی مکمل فارمولا نہیں آئے گا۔ کیا میری بات سمجھ میں آرہی ہے؟"

شی تارا نے کہا۔ "تم ہمیں ادھورے فارمولے دو گے لیکن تم نے اپنے پاس مکمل فارمولے رکھے ہیں۔ کیا یہ انصاف ہے؟"

"بالکل انصاف ہے۔ جو دوڑ میں اول آتا ہے' اسے پہلا انعام ملتا ہے۔ مجھے مکمل فارمولوں کے طور پر پہلا انعام مل چکا ہے۔ پیچھے آنے والوں کو بھی کچھ نہ کچھ دیا جا رہا ہے۔ اگر اسے انصاف اور ہماری ایمانداری نہیں سمجھتی ہو تو اپنے گھر جاؤ؟"

الپا نے پوچھا۔ "کیا تم ان فارمولوں کو اپنے لیے دوسرے کاغذات پر نقل کیا ہے؟"

پارس نے کہا۔ "یہاں سے کاغذات پر نقل کر کے لے جانے کی حماقت کیوں کی جائے۔ راستے میں وہ کاغذات دشمن چھین کر لے جا سکتے ہیں۔ اس لیے ہم نے نقل نہیں کی ہے۔ دو گھنٹے پہلے سونیا ثانی' باربرا کے دماغ میں آئی تھی۔ باربرا وہ تمام فارمولے شروع سے آخر تک پڑھتی رہی۔ پیرس میں بیٹھی ہوئی ثانی انہیں لکھتی رہی یوں مکمل فارمولا وہاں پہنچ چکا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے پلاسٹک کے تھیلے سے دو کاغذات نکالے۔ تھیلے کو نیچے رکھا پھر دو کاغذات دکھاتے ہوئے بولا۔ "انہیں اچھی طرح دیکھ لو۔ یہ صرف دو ہیں۔ منصفانہ تقسیم کے مطابق یہ دو کاغذات باربرا کے یعنی ہمارے ہیں چونکہ یہ ہم کسی کو نہیں دکھائیں گے۔ اس لیے میں انہیں جلا رہا ہوں۔"

وہ لائٹر کے ذریعے انہیں جلانے لگا۔ وہ کاغذات جب تک جلتے رہے' تب تک خاموشی رہی۔ پھر الپا نے فلاور کی زبان سے کہا۔ "میں اپنے اکابرین سے مشورہ... کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے ایک آدھ گھنٹے کی مہلت دو۔"

دِکی سول نے کہا۔ "میں اپنے حصے کے دو کاغذات ضرور لینا چاہوں گا۔ اس سلسلے میں مجھے بھی ایک گھنٹے کا وقت دو۔"

پارس نے کہا۔ "تم سب کو وقت دیتا ہوں۔ ایک گھنٹے بعد آکر بتاؤ' اپنے اپنے حصے کے کاغذات کیسے وصول کرو گے؟ جانے سے پہلے یہ بھی سن لو کہ میں نے یہاں آکر سات گھنٹے ضائع نہیں کیے ہیں۔ اس بستی کے اطراف ایسے انتظامات کیے ہیں کہ ہم پر حملہ کرنے کے لیے فوج بھی آئے گی تو فنا ہو جائے گی۔ یقین نہ ہو تو سپر ماسٹر سے پوچھو کہ اس کی خفیہ آرمی کے جس سپاہی نے بھی اِدھر آنے کی حماقت کی وہ درختوں اور جھاڑیوں میں چھپے ہوئے بموں سے ہلاک ہو گیا۔ یہاں آنے اور یہاں سے جانے والوں کو زندگی کا نہیں' صرف موت کا پاسپورٹ ملے گا۔ اب جاؤ۔"

شی تارا دماغی طور پر کار کی پچھلی سیٹ پر حاضر ہو گئی۔ پارس کی حکمتِ عملی اور اس کا انداز اس کے حواس پر چھا رہا تھا۔ وہ لوہے کے ستون کی طرح اپنی جگہ گڑ جاتا تھا تو وہاں سے کوئی اسے اکھاڑ نہیں سکتا تھا۔ ایسے وقت وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی تھی۔ "میرے ستارے ایسے مرد سے کیوں ٹکرا رہے ہیں؟ میں حکومت کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہوں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ کوئی تابعداری کرنے والا مرد میرے مقدر میں لکھا ہوتا۔ اس زہریلے کی حرکتیں دیکھ دیکھ کر ہَول اٹھتا ہے کہ میرا کیا بنے گا؟"

الپا نے برین آدم کے پاس آکر اسے فارمولوں کے متعلق بتایا پھر کہا۔ "بڑے بھائی! یہ پارس بہت مکار ہے۔ اس نے فارمولوں کے سلسلے میں الجھن پیدا کر رہی ہے۔ وہ اصلی ہوں گے یا نقلی؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں؟"

برین آدم نے کہا۔ "میں مانتا ہوں' وہ شیطانی کھوپڑی رکھتا ہے۔ میری عقل کہتی ہے کہ وہ کاغذات نقلی ہوں تب بھی اپنا حصہ حاصل کرنا چاہیے۔ ہم علمِ طب کے ماہرین سے تصدیق کرائیں گے کہ وہ کس حد تک درست ہیں۔"

پھر وہ کچھ سوچ کر بولا۔ "کم بخت زبردست مکار ہے۔ سونیا کا صحیح جانشین ہے۔ اس نے اپنے حصے کے دو کاغذات جلا کر ان فارمولوں کو ادھورا بنا دیا ہے۔ یہ بات سمجھا دی ہے کہ تم' مرینا' دکی سول' شی تارا اور ایوان راسکا آپس میں کتنا ہی گٹھ جوڑ کر لو' وہ فارمولے اس وقت تک مکمل نہیں ہوں گے جب تک فرہاد سے دوستی اور اس کی خوشامد نہیں کی جائے گی۔"

"ایک طرح سے وہ فارمولے ہمارے لیے بے کار ہیں کیوں کہ مسلمانوں سے کبھی ہماری دوستی نہیں ہو گی۔"

"سسٹر! اس پہلو سے بیکار ہیں لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ فارمولے کے دو کاغذات ہمارے پاس رہیں گے تو شی تارا' مرینا' ماسک مین اور سپر ماسٹر ہمارے ان دو کاغذات کے محتاج رہیں گے۔"

وہ ذرا چپ ہوا۔ سوچتا رہا پھر بولا۔ "مائی گاڈ! اب اس شیطان کی چال سمجھ میں آرہی ہے۔ وہ ہم سب کو فارمولے مکمل کرنے کے معاملے میں الجھائے رکھے گا۔ ادھر مکمل فارمولوں سے بابا صاحب کے ادارے میں غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوت کے لوگ پیدا کیے جائیں گے۔"

"بڑے بھائی! ایسے لوگوں کو پیدا ہونے سے اب کوئی نہیں روک سکے گا۔ ہمیں ادھورے فارمولے کی خیرات نہیں لینا چاہیے۔"

"نہیں سسٹر! اپنے حصے کے دو کاغذات ضرور حاصل کرو۔ اگر ہم مزید دو چار حصے دوسروں سے چھین لیں تو ان مختلف کاغذوں کو جمع کرنے سے ہو سکتا ہے کہ ان میں سے قوتِ سماعت کا یا قوتِ بصارت کا یا کسی ایک غیر معمولی قوت کا فارمولا ہمیں مل جائے۔

جاؤ اور وہ حصے حاصل کرو۔"

"اس کے لیے اپنا ایک ایسا آدمی اس جنگل میں بھیجنا ہوگا' جو یوگا کا ماہر ہو اس کے دماغ میں کوئی دوسرا نہ جا سکے۔ میں اس کے اندر رہ کر اپنے حصے کے دو کاغذات پڑھوں گی اور انہیں یہاں نوٹ کرلوں گی پھر ہمارا وہ آدمی ان دو کاغذات کو وہیں جلا ڈالے گا۔"

"ٹھیک ہے' میں ایسے ایک شخص کو روانہ کرنے کے فوری انتظامات کرتا ہوں۔ پارس سے کہو' جس پہاڑی پر وہ بت تراشا گیا ہے۔ اس کی چوٹی پر ہمارا ہیلی کاپٹر اترے گا۔ یہ بھی پوچھو کہ ہمارے کتنے آدمی وہاں آسکتے ہیں۔"

الپا نے فلاور کے پاس آکر پوچھا۔ "پارس کہاں ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔ وہ کبھی نظر آتا ہے۔ کبھی غائب ہو جاتا ہے۔"

"میں اپنے حصے کا فارمولا لینے آئی ہوں۔ اسے بلاؤ۔"

"اس نے ایک گھنٹے بعد تم سب کو آنے کے لیے کہا ہے۔ تم آدھا گھنٹا پہلے آگئی ہو۔ جاؤ اور وقت پر آؤ۔"

دوسری طرف وکی سول نے سپر ماسٹر کو فارمولوں کی تفصیل بتائی۔ سپر ماسٹر نے کہا۔ "پارس وہ فارمولے تقسیم کرکے ہمیں آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔ کوئی بات نہیں' اپنے حصے کے دو کاغذات ضرور حاصل کرو تاکہ کوئی دوسرا ہمارے حصے کا فائدہ نہ اٹھائے۔"

مرینا ہماری معمولہ اور تابعدار بنی ہوئی تھی۔ اس بستی میں عبداللہ اور صفورا کے ساتھ ایک جھونپڑی میں تھی۔ صفورا بھی پارس کی آواز سنتی تو جھونپڑی سے باہر آجاتی تھی۔ اسے آتے جاتے دیکھتی رہتی تھی۔ اس کا جی چاہتا تھا کہ اس کے قریب رہے۔ جب وہ بستی کے اطراف درختوں اور جھاڑیوں میں ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ ہونے والے بم رکھ رہا تھا تب وہ اس کے ساتھ جنگل میں گھوم گھوم کر کام کرنے لگی تھی۔

اس نے ایک جگہ بم رکھتے ہوئے کہا۔ "تم جس انداز سے کام کرتے ہو' اس طرح ایک دن دھوکے میں مارے جاؤ گے۔"

"تم نے کس بنا پر یہ سوچ لیا کہ دھوکے میں مارا جاؤں گا۔"

وہ بولی۔ "وہاں گھاٹ میں جو بستی تھی' تم پچھلی رات ادھر ایک جھونپڑی میں جاکر سو گئے تھے۔ یہ معلوم کرنے کی زحمت نہیں کی کہ آس پاس کی جھونپڑی میں کوئی دشمن ہو سکتا تھا۔"

پچھلی رات یہی ہوا تھا۔ پارس جس جھونپڑی کے اندر جاکر ایک مچان پر سویا تھا' اس کے پیچھے دوسری جھونپڑی میں بلیک آدم سو رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے بے خبر ایک دوسرے کے پڑوسی بن کر نیند پوری کر رہے تھے۔

ویسے پارس کے لیے زیادہ خطرہ نہیں تھا۔ اس نے تمام کارتوس غائب کرکے بلیک آدم کو نہتا کر دیا تھا۔ پھر یہ کہ اس نے صرف دو گھنٹے کی نیند کے لیے دماغ کو ہدایت دی تھی۔ بلیک آدم سے پہلے ہی بیدار ہو گیا تھا۔ مچان سے اتر کر جھونپڑی سے باہر آیا تو پیچھے والی جھونپڑی کے قریب سے گزرتے ہوئے ٹھٹک گیا۔ وہاں قریب ہی کھانے کے خالی ڈبے پڑے ہوئے تھے۔ ان ڈبوں پر مل ایب کی فوڈ انڈسٹری کا نام درج تھا۔ وہ خالی ڈبے بتا رہے تھے کہ وہاں کوئی یہودی مسافر قیام پذیر ہے۔

اس نے جھونپڑی کے اندر جھانک کر دیکھا۔ وہ بلیک آدم کو نام سے نہیں' چہرے سے پہچانتا تھا۔ مچان کے نیچے ایک بیگ لٹک رہا تھا۔ اس نے بیگ کو کھول کر دیکھا۔ کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ اس نے ایک نوٹ بک میں ایک کاغذ پھاڑ کر اس پر لکھا۔ "پچھلی رات میں نے تمام کارتوس خالی کیے اور تمہاری گاڑی لنگڑی کر دی۔ ابھی تمہاری ٹانگیں توڑ کر تمہیں لنگڑا بنا سکتا ہوں مگر خوش نصیب ہو کہ سو رہے ہو۔ میں سونے والوں پر حملہ نہیں کرتا۔"

اس نے تحریر کے نیچے "پی" لکھ کر قلم اور نوٹ بک کو بیگ کے اندر رکھا پھر اس پرچی کو بیگ کی زپ میں پھنسا کر وہاں سے چلا آیا۔ بعد میں جنگل کے راستوں سے گزرتے ہوئے اس نے یہ بات صفورا کو بتائی تھی۔ اس نے پوچھا۔ "اگر وہ دشمن تم سے پہلے بیدار ہو جاتا تو کیا ہوتا؟"

"اگر پچھلی رات میں تمہیں نیولے سے نہ بچاتا تو کیا ہوتا؟"

"میں مر جاتی اور کیا ہوتا؟"

"تمہارے سوال کا جواب بھی یہی ہے' اگر ہم یہ سوچیں کہ سڑک پار کرنے سے کوئی گاڑی کچل کر چلی جائے گی تو ہم تمام عمر سڑک کے کنارے ہی کھڑے رہ جائیں گے۔"

"میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں؟"

"وہ تو پچھلی رات ادا کر چکی ہو۔"

"نیولے اور گوگا مبا سے بچانے کا نہیں' مرینا کی تابعداری سے نجات دلانے کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔"

"وہ تو ادا کر رہی ہو۔ تمہاری آنکھوں میں میرے لیے پیار ہے۔ تم میری ذات میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی لے رہی ہو۔ دشمن نل جائیں گے۔ فرصت ہو جائے گی تو جنگل میں منگل منا کر شکریہ ادا کرنا اور مجھے بھی شکریے کا موقع دینا۔"

***

شی تارا کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اس کے حصے میں فارمولے کے دو کاغذات آرہے ہیں' وہ انہیں ضرور حاصل کرے گی۔ وہ فوراً ہی اپنے کسی آلۂ کار کو وہ کاغذات لینے نہیں بھیج سکتی تھی۔ اس آلۂ کار کے لیے ہیلی کاپٹر وغیرہ کے انتظامات کرنے پڑتے۔ اس میں بڑا وقت ضائع ہوتا پھر اس نے یہ بھی سوچا کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے یہ کام کرے گی۔ اس نے پارس کو مخاطب کیا۔ وہ بولا۔ "میرے پاس کیوں آئی ہو؟ مقررہ وقت پر فلاور کے پاس آؤ۔"

"مقررہ وقت سے پہلے اس لیے آئی ہوں کہ ہمارا تمہارا کوئی اور بھی رشتہ ہے۔"

"پیش گوئی کے مطابق اس رشتے کے لیے سات برس تک انتظار کرنا ہوگا۔"

"میں پیش گوئی کو نہیں مانتی۔ تم گواہ ہو کہ کیسے اچانک رشتہ قائم ہوا پھر ہم بچھڑ گئے۔ میں نے سوچا پھر کسی دن بھیس بدل کر آؤں گی مگر تم بڑے وہ ہو' بدن کی مہک سے پہچان لو گے۔"

"میں نے وہ خوش بختی کے دونوں ہیرے سنبھال کر رکھے ہیں۔ سہاگ رات میں پیش کروں گا۔"

"ایسی باتیں نہ چھیڑو۔ انگڑائی آرہی ہے۔ میرا ایک کام کرو گے؟"

"اتنی دیر سے مکھن لگا رہی ہو۔ کیا ایک کام بھی نہیں کروں گا۔ حکم دو۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "میں ایک گھنٹے بعد آؤں گی۔ تم وہ فارمولے پڑھو گے۔ میں تمہارے دماغ سے سن کر لکھتی جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا کام کروں گا۔ تم میرا کام کرو۔ تمہاری ہنسی بڑی رس بھری ہے پھر سے ہنسو۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی پھر ہنستے ہنستے ایکدم سے چونک گئی۔ خیال خوانی کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ عادل چنگیزی کار کی کھڑکی پر جھکا ہوا اس کے ساتھ ساتھ ہنس رہا تھا۔ اسے اتنے قریب دیکھ کر وہ چیخ پڑی۔ "تم' تم... یہاں کیوں آئے ہو؟ کیوں پاگلوں کی طرح ہنس رہے ہو؟"

"کمال ہے' مجھے پاگل کہہ رہی ہو۔ خود سامنے تک رہی ہو اور خواہ مخواہ ہنستی جا رہی ہو۔ نہ سامنے کارٹون ہے نہ کوئی لطیفہ سنا رہا ہے۔ یہاں آتے وقت بھی خاموش رہتے رہتے اچانک ہنسنے لگی تھیں۔ کیا تمہیں کوئی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہنساتا ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ دائی ماں کہاں ہے؟"

"کون دائی ماں؟"

"میں اپنی گورنس کو پوچھ رہی ہوں۔"

"اچھا وہ۔ وہ مونگ پھلی اور چنے خریدنے کے لیے احاطے سے باہر گئی ہیں۔"

"کیا بکواس ہے۔ وہ ایسی چیزیں کیوں خریدیں گی؟"

"بات اصل میں یہ ہے کہ میں بار بار تمہارے پاس آنا چاہتا تھا۔ وہ بار بار مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا رہی تھیں۔ میں نے کہا۔ ایک شرط پر بیٹھوں گا۔ میرے لیے مونگ پھلی اور چنے لاؤ۔ میں کھاتا رہوں گا' جب تک وہ ختم نہیں ہوں گے' میں اس جگہ سے

نہیں اٹھوں گا۔ میں بھابی جان کی داستانیں پڑھ کر بہت چالاک ہو گیا ہوں۔ وہ اُدھر گئیں میں بھاگ کر اِدھر آگیا۔"

وہ اس کی باتیں سن رہی تھی اور بڑی مشکل سے غصہ برداشت کر رہی تھی پھر اس نے دائی ماں کے پاس پہنچ کر کہا۔ "وہ بے وقوف کا بچہ تمہیں بے وقوف بنا کر میرے پاس آگیا ہے۔ وہ فضول چیزیں نہ خریدو فوراً آؤ۔ میں گھر پہنچ کر اس گدھے کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کروں گی تاکہ یہ سانس نہ روک سکے اور میرا تابعدار بن کر رہے۔ مجھے اندیشہ ہے اگر میں نے اسے قابو میں نہ رکھا تو یہ احمق ہونے کے باوجود ہماری اصلیت معلوم کر لے گا۔"

پھر وہ عادل کے اندر آکر بولی۔ "میرے پیارے دیور!"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "آگئیں' بھابی جان آگئیں۔ السلام علیکم بھابی جان! آپ نے واپس آنے میں گھنٹوں لگا دیے مگر میں شکایت نہیں کروں گا۔ کیوں کہ آپ دشمنوں سے مقابلہ کر رہی تھیں۔ کیا آپ نے انہیں پٹخ دیا ہے؟"

"ہاں سب کو پٹخ دیا ہے۔ ایک بھاگ کر کہیں چھپ گیا ہے۔ میں اسے تلاش کرنے جا رہی ہوں پھر تمہارا خیال آیا۔ یہ کہنے آئی ہوں کہ اب تم چپ چاپ گاڑی ڈرائیو کرو۔ میں بانو شہناز کے دماغ میں رہ کر اسے تمہاری طرف مائل کروں گی پھر وہ گھر پہنچ کر تم سے محبت کرنے لگے گی۔"

"میں چاہتا ہوں' یہ میری ہو جائے مگر ایک بات کھٹک رہی ہے۔"

"کون سی بات۔"

"یہ بانو شہناز نہیں لگ رہی ہے۔ یہ کوئی دشمن عورت ہے۔"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ شہناز نہیں ہے۔"

"شہناز مغرور تھی مگر پاگل نہیں تھی۔ یہ ایک پگلی کی طرح تنہائی میں سوچتی رہتی ہے اور ہنستی رہتی ہے پھر میں نے شی تارا کو برا کہا تو یہ غصے میں آپے سے باہر ہو گئی۔ اس نے مجھے گالیاں دیں اور ایسی باتیں کہہ رہی تھی جیسے خود ہی شی تارا ہو۔"

"تم محض شبہ کر رہے ہو۔ ویسے میں ابھی اس کے چور خیالات پڑھ کر حقیقت معلوم کر لوں گی۔ تم گاڑی چلاؤ۔"

دائی ماں پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ عادل نے اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر گاڑی اسٹارٹ کی پھر ڈرائیو کرتا ہوا ہوٹل کے احاطے سے باہر آگیا۔ شی تارا نے سوچ کے ذریعے دائی ماں سے کہا۔ "اس ڈرائیور سے پیچھا چھڑانا ہوگا یا اسے تابعدار بنا کر رکھنا ہوگا۔ تم کیا کہتی ہو؟"

"بیٹی اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکو گی۔ یہ تمہارا دیوانہ ہے۔ ملازمت سے نکالو گی تو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تمہارا پیچھا کرتا رہے گا۔ یہ کمبل ہے۔ ہمیشہ تم سے لپٹا رہے گا۔ تنویمی عمل سے اس کی کھوپڑی گھما دو گی تو یہ پالتو جانور کی طرح تمہارے اشاروں پر چلتا رہے گا۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں' اس کی کھوپڑی نہ گھمائی تو یہ بھابی جان کو پکارتا' ٹیلی پیتھی کی گردان کرتا ہوا میرا پیچھا کرتا رہے گا۔ ابھی یہ شبہ ظاہر کر رہا تھا کہ میں بانو شہناز نہیں ہوں۔ یہ بات وہ کسی اور سے بھی کہہ سکتا ہے۔"

"پھر تو فوراً لگام دو۔"

"میں گھر پہنچ کر اس کے ساتھ محبت سے پیش آؤں گی۔ تم اس کے لیے ایک کپ چائے تیار کرو گی اور اس میں اعصاب شکن دوا ملا کر لاؤ گی۔ میں اسے بڑی محبت سے چائے پلاؤں گی۔"

"میں یہی کروں گی۔ ویسے ان فارمولوں کا کیا بنا؟"

"میں گھر پہنچ کر پارس سے رابطہ کروں گی۔ وہ مجھے فارمولوں کا کچھ حصہ ڈکٹیٹ کرائے گا۔ وہ فارمولے لکھنے کے لیے توجہ اور سکون کی ضرورت ہے۔ اور یہ اسی وقت میسر ہوگا' جب یہ کم بخت چائے پی لے گا۔"

وہ دونوں عادل کے ساتھ اس شاندار کوٹھی میں پہنچ گئیں۔ شی تارا نے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ "عادل! میرے ساتھ آؤ۔ ایک خوشخبری سناؤں گی۔"

پھر وہ دائی ماں سے بولی۔ "عادل کے لیے ایک کپ چائے لے آؤ۔"

وہ بولا۔ "میں چائے نہیں پیوں گا۔"

"لیکن بھابی جان نے میرے دماغ میں آکر حکم دیا ہے کہ میں تمہیں محبت سے چائے پلاؤں۔"

"کیا بھابی جان نے تم سے یہ کہا ہے؟ اوہ میں انہیں یہ نہیں بتا سکا کہ چائے نہیں پیتا ہوں؟"

"کوئی بات نہیں' دائی ماں! ایک اورنج اسکواش لے آؤ۔"

وہ بولا۔ "ایک نہیں' دو۔ میں اکیلا پیتا اچھا نہیں لگوں گا۔"

دائی ماں چلی گئی۔ وہ دونوں ایک بیڈ روم میں آئے۔ شی تارا نے کہا۔ "ابھی میں تم سے محبت کروں گی پہلے ہم ٹھنڈا پی لیں۔ تب تک میں خاموش رہ کر بھابی جان سے باتیں کرتی رہوں گی۔ تم بھی خاموش رہنا۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے دائی ماں کے پاس آئی۔ اس نے اورنج اسکواش کے دو گلاس تیار تھے۔ ایک گلاس میں دوا حل کر رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "جو گلاس عادل کو دینا ہے' وہ تم میرے ہاتھ میں دو گی۔"

"یعنی نقصان پہنچانے والا مشروب تمہارے ہاتھ میں دوں؟"

"ہاں' یہ اچھی طرح یاد رکھنا۔ بھولنا نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ پارس کے پاس آئی پھر بولی۔ "میں ابھی کاغذ قلم لے کر بیٹھوں گی۔ کیا وہ فارمولے نوٹ کراؤ گے؟"

"ضرور کراؤں گا۔ لکھنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"کیا صرف دو کاغذات کے فارمولے نوٹ کراؤ گے؟"

"میں سب ہی کو دو کاغذات دے رہا ہوں۔"

"میں سب نہیں ہوں' خاص ہوں۔ تمہاری اپنی ہوں۔ کیا ں نے اپنا سب کچھ تمہارے حوالے نہیں کیا ہے؟ کیا تم محبت کے اب میں محبت سے مکمل فارمولے نوٹ نہیں کراؤ گے؟"

"میری جان! تمہارے لیے تو جان بھی حاضر ہے مگر ابھی مکمل رمولوں کی بات نہ کرو۔"

اسی وقت دائی ماں مشروب لے کر آئی۔ وہ بولی۔ "پارس! ذرا یک منٹ۔ میں ابھی آ رہی ہوں۔"

دائی ماں نے ٹرے سے ایک گلاس اٹھا کر شی تارا کو دیا۔ را گلاس عادل کو پیش کیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے دائی ماں ے بولی۔ "تصدیق کرو کیا مجھے اپنا گلاس نہیں پینا چاہیے۔"

"ہاں' تمہارے ہاتھ میں جو گلاس ہے۔ وہ عادل کے لیے ہے۔"

یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ شی تارا نے مسکرا کر عادل سے کہا۔ "میں ابی جان سے تمہارے بارے میں باتیں کر رہی ہوں۔ وہ کہہ رہی کہ میں اپنا یہ گلاس تمہیں پیش کروں اور تم اپنا گلاس مجھے پیش رو۔ اس طرح محبت بڑھے گی۔"

دونوں نے بڑی محبت سے گلاسوں کا تبادلہ کیا۔ عادل بڑے باتی انداز میں اس کے حسین چہرے اور گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ں کو دیکھ رہا تھا۔ شی تارا نے اپنے رس بھرے لبوں کو گلاس سے کر ایک گھونٹ پیا پھر عادل سے کہا۔ "تم بھی پیو۔"

عادل نے اپنے گلاس کو ہونٹوں سے لگایا۔ شی تارا نے مطمئن کر اپنا گلاس میز پر رکھا پھر پارس کے پاس پہنچ کر بولی۔ "میں ایک مان کے ساتھ مصروف تھی۔ اسے مشروب پیش کرنے کے بعد ب اطمینان ہوا۔ تم بھی مجھے مطمئن کرو۔ کوئی بحث نہ کرو اور وہ ل فارمولے نوٹ کرا دو۔"

ادھر اس مہمان نے اپنے گلاس سے صرف ایک چسکی لی کن نیت شی تارا کے گلاس پر رہی۔ کیوں کہ حسینہ نے گلاس کے س سرے کو ہونٹ لگا کر ایک گھونٹ پیا تھا۔ وہاں سے لپ اسٹک رخ نشان اس کے جذبات کو پکار رہا تھا۔ وہ اس کے رس بھرے ں کو ابھی چھو نہیں سکتا تھا مگر ان لبوں کی سرخی چرا سکتا تھا۔

پھر اس نے چرا لیا۔ شی تارا پارس سے باتیں کرنے کے وران خلا میں تک رہی تھی۔ اس نے بڑی آہستگی سے کوئی آواز دا کیے بغیر اس کا گلاس اٹھایا اور وہاں اپنا گلاس رکھ دیا پھر سیدھا ٹھ کر گلاس کے اس سرے کو منہ لگایا جہاں لبوں کی سرخی تھی۔ نے مشروب بھی پیا اس کے رس بھرے لبوں کا چٹخارہ بھی لیا پھر کہا۔ "پیاری شہناز! مشروب پیتی جاؤ۔ ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ نہیں ٹھنڈا نہیں' گرم ہو جائے گا۔"

وہ خیال خوانی سے چونک کر اسے گھورتے ہوئے بولی۔ "میں نے تم سے خاموش رہنے کو کہا تھا۔"

"تم پیتی رہو۔ میں خاموش رہوں گا۔"

اس نے ناگواری سے گلاس اٹھا کر تین چار گھونٹ پیے پھر اسے میز پر رکھ کر پارس سے بولی۔ "ایک بن بلایا مہمان ڈسٹرب کر رہا ہے اور تم بھی پریشان کر رہے ہو۔ پلیز' میری بات مان لو۔"

عادل نے دیکھا۔ اب اس گلاس پر لبوں کی سرخی مسکرا رہی تھی' جسے ابھی شی تارا نے منہ لگایا تھا۔

محبت کا مارا اب اس گلاس کی سرخی کو چومنا چاہتا تھا جب کہ اس گلاس کا مشروب ضرر رساں تھا اور اس بات سے وہ دونوں پینے والے بے خبر تھے۔ شی تارا مکمل فارمولوں کے لیے پارس کی خوشامد کر رہی تھی۔ پارس جواباً کچھ کہنے والا تھا۔ اسی لمحہ میں شی تارا کی چھٹی حس نے چونکایا۔ پھر گلاس بدلنے کی آواز آگئی۔ وہ فوراً ہی دماغی طور پر حاضر ہو کر غصے سے بولی۔ "یہ کیا حرکت ہے؟"

وہ جھینپ گیا۔ بات بناتے ہوئے بولا" وہ... وہ میں محبت سے تمہارا جھوٹا پینا چاہتا ہوں۔"

شی تارا نے اس کے ہاتھ کے گلاس کو اپنا سمجھ کر لیا اور اپنے پاس رکھا ہوا گلاس اسے دے کر کہا۔ "چلو میرے ساتھ ساتھ پیو۔ تاکہ کوئی شرارت نہ کر سکو۔"

دونوں نے اپنے اپنے گلاس ہونٹوں سے لگائے پھر غٹاغٹ پینے لگے... شی تارا نے گلاس خالی کر کے اسے میز پر پٹخ کر کہا۔ "گدھے کے بچے! تم نے چند گھنٹوں میں میرا مغز ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اب تمہاری کھوپڑی کے بارہ بجیں گے۔ ابھی تم چکرا کر میرے قدموں.... میرے قد... قد..."

وہ ایک دم سے بیٹھے بیٹھے چکرا گئی۔ اس نے ایک ہاتھ سے سر تھام لیا۔ دوسرے ہاتھ سے اپنے سینے کو سہلاتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی پھر زور کی چیخ ماری۔ "دائی ماں' ماں۔ ماں...."

پھر ایک بار سر چکرایا۔ وہ لڑکھڑائی پھر سنبھلتے سنبھلتے فرش پر گر پڑی۔

زبان سے بولنے کی سکت نہیں رہی تھی مگر ڈوبتا ہوا ذہن گھبرا کر کہہ رہا تھا۔ "نہیں' پارس نہیں' میرے اندر نہ آنا۔ میں کمزور نہیں ہوں۔ تم آؤ گے تو سانس روک لوں گی۔"

اس کا ذہن سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی پارس خیال خوانی کے ذریعے آ رہا ہے۔

کاش! ایسے وقت مجھے یا میرے کسی خیال خوانی کرنے والے عزیز کو معلوم ہوتا کہ ایک احمق نے ہمارے لیے کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

"نادان کی دوستی جی کا جنجال..."

یہ بزرگ کہتے آئے ہیں۔ احمق دوست بن کر رہے یا ملازم بن کر، اپنی کسی نہ کسی حماقت سے ضرور نقصان پہنچاتا ہے۔ شی تارا سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایک نادان کی صحبت سے اسے کبھی دماغی نقصان پہنچے گا۔

شی تارا کے پاس کیا تھا؟ محض دماغی قوت جو ٹیلی پیتھی سے حاصل ہوئی تھی۔ یوگا کی مہارت اس کے لیے ڈھال بن گئی تھی۔ کوئی اُس کے دماغ کے اندر گھُس نہیں سکتا تھا۔ اُس نے خود کو اور زیادہ محفوظ رکھنے کے لیے گمنامی یا روپوشی اختیار کی تھی۔

کوئی اُس کی اصل آواز نہیں سن سکتا تھا کوئی اس کا اصل چہرہ نہیں دیکھ پاتا تھا اور نہ ہی کوئی اُس کے خفیہ ٹھکانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ اس رُوپوشی نے اسے ناقابلِ تسخیر بنا دیا تھا۔

لیکن روپوشی کی ایک حد ہوتی ہے۔ وہ چھُپنے کے لیے زمین کے اندر نہیں جا سکتی تھی۔ تہ خانے میں یا عالی شان محل کی آرام دہ چار دیواری میں بھی مسلسل رہنے سے دم گھٹتا ہے۔ دنیا جہان کی دولت اور ٹیلی پیتھی کی قوت رکھ کر وہ مسلسل قیدی کی زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔ اس لیے وہ ملک اور شہر بدلتی رہتی تھی۔ اپنی آواز اور حلیہ بدلتی تھی۔ نئی جگہ۔ نئے لوگوں سے بخوبی نمٹ لیتی تھی لیکن بدقسمتی اسی کو کہتے ہیں کہ ایک احمق سے نمٹ نہ سکی۔

دائی ماں اس کی چیخ سن کر دوڑتی ہوئی آئی تو اسے فرش پر گرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے پاس فرش پر آکر دو زانو ہو گئی۔ اُس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھتے ہوئے آواز دی۔ "بیٹی تارا! اٹھو۔ کیا ہو گیا ہے۔ تم نے کون سا شربت پیا ہے؟"

عادل نے کہا۔ "کوئی سا بھی شربت پیا ہے۔ کسی میں زہر نہیں تھا۔ شربت تو میں نے بھی پیا ہے۔"

"تم چپ رہو۔ تم نے کوئی ہیرا پھیری کی ہے۔ بولو۔ جواب دو؟"

"عجیب پاگل بڑھیا ہے۔ چپ رہنے کو بھی کہتی ہے، بولنے کو بھی کہتی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ میری تارا کو اٹھاؤ۔ بستر پر ڈالو۔"

"تم نے کیا تارا تارا کی رٹ لگا رکھی ہے؟ اس کا نام بانو شہناز ہے۔"

دائی ماں کو غلطی کا احساس ہوا وہ ایسی جذباتی سچویشن تھی کہ ہوش و حواس میں نہ رہ سکی۔ بے خودی اور بے اختیاری میں سچ زبان پر آگیا تھا۔ وہ احمق اسے فرش سے اٹھا کر بستر پر ڈال رہا تھا۔ اتنی دیر میں دائی ماں کو سنبھلنے اور بات بنانے کا موقع مل گیا۔ وہ بولی۔ "میں لاڈ پیار سے کبھی کبھی اسے تارا کہتی ہوں۔ فوراً کسی ڈاکٹر کو بلا کر لاؤ۔ دوڑ کر گاڑی میں جاؤ۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے جانے لگا۔ "اونہہ دوڑ کر گاڑی میں جاؤ۔ جب گاڑی ہے تو دوڑنے کی کیا ضرورت ہے اور جب دوڑ کر جانا ہو تو گاڑی کی کیا ضرورت ہوگی۔"

وہ دروازے پر رک گیا پھر بولا۔ "ڈاکٹر پوچھے گا کہ بیماری کیا ہے تو کیا کہوں گا؟"

"کہہ دینا مریضہ بے حد کمزور ہے۔ دماغی کمزوری کے باعث سر چکراتا ہے اور ایسا ہو تو وہ بے ہوش ہو جاتی ہے۔"

وہ چلا گیا۔ دائی ماں تشویش میں مبتلا ہو گئی۔ یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ میں نہ آ جائے۔ آئے گا تو اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لے گا۔

اس نے دونوں گلاسوں کو دیکھا وہ میز پر تھے۔ ایک خالی ہو چکا تھا۔ دوسرے میں آدھے سے زیادہ مشروب رہ گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ گلاس کیسے بدل گئے تھے؟ اس احمق سے کسی چالاکی کی توقع نہیں تھی۔ اب یہ اندیشہ بھی ہو رہا تھا کہ کیا کسی خیال خوانی کرنے والے نے عادل کے دماغ میں رہ کر گلاس تبدیل کیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ دشمن ابھی شی تارا کے اندر موجود ہوگا۔

اس نے جھک کر اُس کی پیشانی کو دیکھا جیسے کسی چھُپنے والے کو اس کی کھوپڑی کے اندر دیکھ رہی ہو پھر وہ گھور کر بولی۔ "کون ہو تم؟ تم کون ہو؟ میرے دماغ میں آؤ۔"

کوئی نہیں آیا۔ وہ پھر بولی۔ "میری بیٹی کے دماغ میں چھُپنے والے! اسے میں نے دودھ پلایا ہے۔ میں نے راتیں جاگ جاگ کر اس کی پرورش کی ہے۔ اسے تمام ظالم موسموں سے بچایا ہے۔ یہ بیمار ہوتی ہے یا کسی مصیبت میں گرفتار ہوتی ہے تو میں بھگوان سے پرارتھنا کرتی ہوں۔ آج ہاتھ جوڑ کر تم سے پرارتھنا کر رہی ہوں۔ اسے اپنی تابعدار نہ بناؤ۔ اس کے دماغ سے چلے جاؤ۔"

وہ بول رہی تھی لیکن جواب دینے کوئی اس کے اندر نہیں آ رہا تھا۔ کوئی ہوتا تو آتا۔ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے یہ بہترین موقع تھا۔ شی تارا جیسی ناقابلِ شکست کو کوئی بھی زیر کر سکتا تھا۔ وہ اپنی ذات سے بے خبر ہو کر، دماغ کے دروازے کھلے چھوڑ کر بے ہوش پڑی تھی۔ چوروں کے لیے دعوتِ عام تھی کوئی بھی آئے اور اسے چُرا لے۔

دائی ماں کو ذرا تسلی ہوئی کہ کوئی نہیں ہے اس لیے جواب نہیں مل رہا ہے۔ یہ تسلی وہ خود کو دے رہی تھی۔ یہ اندیشہ پھر بھی تھا کہ دشمن خاموشی سے اس کی بیٹی پر تنویمی عمل کرنے میں مصروف ہے۔ اس نے ایک آدھ بار شی تارا کو جھنجوڑ کر کہا۔ "اٹھو! میں اس لیے جھنجوڑ رہی ہوں کہ تنویمی عمل کرنے والا سکون سے عمل نہ کر سکے اور کامیاب نہ رہے۔"

اس کا خیال تھا کہ وہ وقفے وقفے سے اسے جھنجوڑتی رہے گی اور اس کے کان کے پاس بولتی رہے گی تو عمل کرنے والا ڈسٹرب ہوتا رہے گا۔ باہر گاڑی کی آواز سنائی دی تو وہ شی تارا کے پاس سے اٹھ گئی۔ ان گلاسوں پر نظر گئی۔ عقل نے سمجھایا دونوں گلاس وہاں سے ہٹا دیے جائیں۔ ورنہ ڈاکٹر شبہ کرے گا۔

وہ دونوں گلاسوں کو اٹھا کر تیزی سے چلتی ہوئی کچن کی طرف گئی۔ ادھر عادل ڈاکٹر کے ساتھ کمرے میں آیا۔ ڈاکٹر بستر کے پاس آکر شی تارا کا معائنہ کرنے لگا پھر اس نے کہا۔ "یہ تو اچھی بھلی صحت مند ہے۔ اچانک ہی دماغ کیسے چکرائے گا کوئی وجہ تو ہو گی۔ کیا ایسا پہلے بھی ہوا ہے؟"

دائی ماں نے کمرے میں آتے ہوئے کہا۔ "جی ہاں، یہ بظاہر صحت مند ہے مگر دماغ کمزور ہے۔ کبھی کبھی چکرا کر بے ہوش ہو جاتی ہے۔"

عادل نے کہا۔ "کیا بکواس کرتی ہو۔ یہ پہلے تو کبھی چکرا کر بے ہوش نہیں ہوئی۔"

وہ بولی۔ "ڈاکٹر صاحب! یہ احمق ہے۔ آپ عورتوں کی کچھ بیماریاں جانتے ہیں جن کے باعث وہ کمزور ہو جاتی ہیں۔ کبھی سر چکراتا ہے۔ کبھی بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔"

عادل نے کہا۔ "شربت پینے سے کوئی بے ہوش نہیں ہوتا۔ شربت پینے سے تو دماغ کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔"

"کیا مریضہ نے شربت پیا تھا؟"

"جی ہاں، میں نے بھی شربت پیا۔ بڑے مزے دار تھا مگر پتا نہیں یہ کیوں چکرا کر گر پڑیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری شہناز کی یہ حالت ہو گی تو میں گلاس نہ بدلتا۔"

دائی ماں نے چونک کر اسے دیکھا۔ ڈاکٹر نے پوچھا۔ "تم نے گلاس کیوں تبدیل کیا تھا؟"

وہ شرمانے لگا۔ ڈاکٹر نے حیرانی سے پوچھا۔ "اس طرح کیوں شرما رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "آپ نے سوال ہی ایسا کیا ہے۔ یہ ایسا پرائیویٹ معاملہ ہے کہ بتاتے ہوئے شرم آ رہی ہے۔"

"مسٹر! لگتا ہے کوئی سنگین معاملہ ہے۔ بتاؤ تم نے گلاس تبدیل کیوں کیا تھا؟"

وہ شرماتے ہوئے بولا۔ "مجھے اپنی شہناز کے ہونٹ بہت پسند ہیں لیکن میں انہیں چھو نہیں سکتا کیوں کہ ابھی ہماری شادی نہیں ہوئی ہے۔"

دائی ماں نے کہا۔ "ڈاکٹر صاحب پوچھ رہے ہیں تم نے گلاس کیوں تبدیل کیا؟"

"وہی بتانے جا رہا ہوں۔ تم بوڑھی ہو گئی ہو مگر ایسی باتیں مزے لے کر سن رہی ہو۔ شرم نہیں آتی؟"

دائی ماں نے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ کر غصہ برداشت کرتے ہوئے اسے گھورا۔ وہ بولا۔ "شہناز نے اپنے گلاس سے پہلے ایک گھونٹ پیا تو اس کے لبوں کی سرخی گلاس پر نقش ہو گئی۔ میں اس کے لبوں کو چوم نہیں سکتا تھا لہٰذا سرخی کو چومنے کے لیے یہ گھپلا کیا تھا۔"

"کیا مس شہناز نے اعتراض نہیں کیا؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "شہناز کو پتا ہی نہ چلا۔ وہ بھائی جان سے باتوں میں مصروف تھی۔"

ڈاکٹر نے پوچھا۔ "کون بھائی جان؟"

دائی ماں نے پریشان ہو کر اس بات کو ٹالنے کے لیے کہا۔ "کوئی بھائی جان نہیں ہے ڈاکٹر صاحب! یہ آدھا پاگل ہے۔"

"پاگل ہو گی تم۔ تم شربت یہاں دے کر چلی گئی تھیں۔ بھائی جان کیسے نظر آتیں؟ وہ تو دماغ کے اندر بول رہی تھیں۔"

ڈاکٹر نے پوچھا۔ "دماغ کے اندر کیسے بولا جاتا ہے؟"

"آپ نہیں جانتے۔ آپ تو صرف ایک ڈاکٹر ہیں۔ یہ ٹیلی پیتھی کا معاملہ ہے۔ میرے فرہاد بھائی جان کی دوسری شریکِ حیات بھی ٹیلی پیتھی جانتی ہیں۔ یوں سمجھیں ان کا پورا خاندان ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

"یہ تم نے کیا بکواس شروع کر دی ہے۔ میں یہاں علاج کرنے آیا ہوں مگر یوں لگتا ہے، پاگل خانے چلا آیا ہوں۔"

دائی ماں نے کہا۔ "ڈاکٹر صاحب! آپ اسے نظر انداز کریں۔ میری بٹی کو کسی طرح ہوش میں لائیں، اس کی توانائی بحال کرنے کے لیے کچھ کریں۔"

وہ نسخہ لکھ کر دیتے ہوئے بولا۔ "یہ دوائیں خرید کر اسے کھلاؤ، میں ایک انجکشن لگا رہا ہوں۔ انشاء اللہ جلد ہی یہ ہوش میں آ جائیں گی۔"

اس نے شی تارا کے بازو میں ایک انجکشن لگایا۔ دائی ماں نے فیس ادا کرتے ہوئے کہا۔ "عادل! ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ آؤ۔"

وہ ڈاکٹر کا بیگ اٹھا کر باہر آیا۔ اس کے لیے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ ڈاکٹر بیگ لے کر بیٹھ گیا۔ عادل نے اسٹیئرنگ سیٹ سنبھالی پھر کار ڈرائیو کرتا ہوا کوٹھی کے احاطے سے باہر آیا۔ ڈاکٹر نے پوچھا۔ "تم اچھے خاصے نوجوان ہو۔ احمق بھی نہیں لگتے پھر احمقانہ باتیں کیوں کرتے ہو؟"

"اکثر لوگ مجھ سے یہی پوچھتے ہیں۔ میں کیا کروں، اکثر باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔ اب یہی دیکھیں کہ ہم دونوں نے ایک ہی جیسا شربت پیا تھا لیکن مجھے کچھ نہیں ہوا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔"

"کیا تم یہ نہیں سوچتے کہ گورنس نے مس شہناز کے شربت میں کچھ ملایا ہو گا؟"

"میں نے کچھ ملاتے ہوئے دیکھا نہیں ہے۔ وہ بوڑھی بہت وفادار ہے۔ شہناز نے دو روز پہلے اسے کسی دوسرے ملک سے بلایا تھا۔ اسے بوڑھی پر بھروسا ہے، تب ہی اتنی دور سے بلایا تھا۔ میرا دل نہیں مانتا کہ وہ شہناز کا برا چاہے گی۔"

"کیا وہ تمہارا برا چاہتی ہو گی؟"

"ہو سکتا ہے۔ وہ مجھ سے بہت جلتی ہے۔ لڑتی رہتی ہے۔"

"تم ایک ڈرائیور ہو۔ مس شہناز تمہاری مالکن ہے۔ کیا

تمہارے عشقیہ انداز سے ناراض نہیں ہوتی ہے۔"

"آپ ناراض ہونے کی بات کر رہے ہیں، ہماری تو شادی ہونے والی ہے۔"

وہ حیرانی سے بولا۔ "اتنی دولت مند اور حسین لڑکی ڈرائیور سے شادی کرے گی؟"

"کیا میں ہینڈسم نہیں ہوں۔ ڈرائیور ہوں مگر ایم اے پاس ہوں۔"

وہ پچھلی سیٹ سے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "تم نے اتنی تعلیم حاصل کی ہے، تم احمق نہیں ہو سکتے اور اگر احمق ہو تو پھر ایم اے پاس نہیں ہو۔"

"ڈاکٹر صاحب! علم حاصل کرنے کے لیے حافظہ قوی ہونا چاہیے۔ میں جو سبق یاد کر لیتا ہوں اسے کبھی نہیں بھولتا مگر کیا کروں؟ جو سچ ہوتا ہے، اسے سچ کہوں تو احمق کہلاتا ہوں۔ آپ یقین نہیں کر رہے ہیں کہ مس شہناز پر پہلے کبھی ایسا دورہ نہیں پڑا۔ آپ یقین نہیں کر رہے ہیں کہ ایک جیسا شربت پی کر میں آرام سے ہوں اور وہ مصیبت میں مبتلا ہو گئی ہے اور آپ اس سچ کو بھی جھوٹ سمجھیں گے کہ جب میں نے گلاس تبدیل کیا تو بھابی جان اس کے دماغ میں آ کر بول رہی تھیں۔ وہ میرے بھی دماغ میں آتی ہیں۔"

"دیکھو عادل! تم ایک اچھے ہوشمند نوجوان ہو۔ کوئی کسی کے دماغ میں آ کر نہیں بول سکتا۔ یہ بکواس ہے۔"

وہ ایک جھٹکے سے کار روکتے ہوئے بولا۔ "تم میرے فرہاد بھائی جان کو بکواس کہہ رہے ہو۔ گاڑی سے اتر جاؤ۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "دیکھو ایسی ہی حرکتوں سے احمق کہلاتے ہو۔ میں نے تمہارے بھائی جان کو نہیں ٹیلی پیتھی کو بکواس کہا ہے۔ تمہیں برا لگتا ہے تو یہ بھی نہیں کہوں گا، پلیز کار چلاؤ۔ اتنی رات کو اس سڑک پر مجھے کوئی گاڑی نہیں ملے گی۔"

"ارے، تمہیں ڈاکٹر کس نے بنایا ہے۔ تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ میرے فرہاد بھائی جان ٹیلی پیتھی کی دنیا کے شہنشاہ ہیں۔"

"مجھے افسوس ہے، میڈیکل کالج میں ہمیں یہ نہیں پڑھایا گیا۔ تم سے اتنی اہم معلومات حاصل کرنے کے بعد خوشی ہو رہی ہے۔ اسی خوشی میں گاڑی چلاؤ اور مجھے گھر پہنچا دو۔"

اس نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔ پھر ڈاکٹر کو اس کی کوٹھی کے سامنے پہنچا دیا۔ ڈاکٹر نے کار سے اترتے ہی کہا۔ "پاگل کے بچے! تم اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سب کے سب پاگل ہیں۔ خبردار! آئندہ مریضہ مر بھی جائے تو میرے دروازے پر نہ آنا۔"

"پاگل کے بچے ہو تم! بھلا مر جانے کے بعد کوئی ڈاکٹر کے پاس آتا ہے؟ ٹھیک ہے پتر! آنے دو بھابی جان کو، اگر تمہاری کھوپڑی میں زلزلہ پیدا نہ کرایا تو مجھے عادل چنگیزی نہیں کتا کہہ لینا۔"

وہ کار ڈرائیو کرنے لگا۔ اس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے۔ اس نے ڈاکٹر سے درست کہا تھا کہ اس کا حافظہ بہت قوی ہے۔ اس لیے بہت زیادہ مارکس حاصل کر کے ایم اے کا امتحان پاس کیا تھا۔ اسے آج شام سے ہونے والی بہت سی غیر معمولی باتیں بھی یاد تھیں، جنہیں وہ شعوری طور سے بھولا ہوا تھا لیکن اس کے شعور میں وہ سب کچھ موجود تھا۔

اسے اب تنہائی میں ویران سڑک سے گزرتے ہوئے یاد آ رہا تھا کہ اس نے ہوٹل میں شی تارا کو گالیاں دی تھیں لیکن شہناز کو غصہ آیا تھا۔ اس نے غصے میں کہا تھا۔ "تم نے مجھے گالیاں دینے کی جرات کیسے کی؟"

وہ چونکہ بھابی جان کا شدت سے انتظار کر رہا تھا اس لیے اتنی اہم بات بھول گیا تھا پھر وہ گھر میں بے ہوش ہو گئی تھی تو بوڑھی گورنس اسے "تارا تارا" کہہ کر آوازیں دے رہی تھی۔ ہوٹل اور گھر کی باتیں اس کے دماغ میں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔

اسے ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہ بانو شہناز نہیں ہے۔ بلکہ شی تارا ہے لیکن وہ پچھلے دو ماہ سے بانو شہناز کو دیکھتا، اس کی خدمت کرتا اور اس سے عشق کرتا آ رہا تھا اس لیے اسے دل سے شہناز ہی کہتا تھا۔

سوچتے سوچتے سر میں درد ہو رہا تھا۔ اس نے لاری اڈے کے ایک چائے خانے کے سامنے گاڑی روک دی۔ اپنی سیٹ پر سے آواز دی۔ "چھوٹے! ایک ڈبل دودھ پتی لے آ۔"

اس نے دھیمی آواز میں کیسٹ ریکارڈر کو آن کیا۔ نیم کلاسیکل موسیقی ابھرنے لگی۔ شہناز انگلش پاپ میوزک کے کیسٹس سنتی تھی لیکن پچھلے دن سے کیسٹس بدل گئے تھے۔ شہناز ہندوستانی موسیقی سننے لگی تھی۔ اس نے اس تبدیلی پر غور نہیں کیا تھا۔

اب غور کرنے سے یاد آیا کہ اس کی عادتیں بھی کچھ بدل گئی ہیں۔ شہناز خیالوں کی دنیا میں نہیں رہتی تھی جب کہ یہ شہناز خلا میں تکتی رہتی تھی جیسے گہری سوچ میں ہو یا خیالی خوانی میں مصروف ہو پھر وہ سوچتے سوچتے آپ ہی آپ ہنسنے لگتی تھی جیسے کوئی اس سے ہنسنے مسکرانے کی باتیں کر رہا ہو۔

چائے آ گئی۔ وہ پینے لگا۔ اچانک ہی کئی مسلح سپاہی چائے خانے کے اطراف سے آئے پھر انہوں نے وہاں بیٹھے ہوئے مسافروں میں سے دو افراد کو گھیر لیا۔ ایک نے شلوار قمیص کے اندر ریوالور چھپایا ہوا تھا۔ ریوالور نکالنے کے لیے اس نے لباس کے اندر ہاتھ ڈالا لیکن انسپکٹر نے ہوائی فائر کر کے کہا۔ "خبردار! ہاتھ اوپر کرو ورنہ دوسری گولی تمہیں لگے گی۔"

عادل کار سے باہر آ گیا۔ انسپکٹر اس شخص کے لباس سے ریوالور برآمد کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "مسٹر بھارتی جاسوس! یہ داڑھی لگا کر جناح کیپ پہن لینے سے تم مسلمان یا پاکستانی نہیں بن

جاؤ گے۔"

وہ اس کی جناح کیپ اور نقلی داڑھی مونچھیں اتار رہا تھا۔ عادل نے حیرانی سے دیکھا۔ اس داڑھی مونچھوں والے کی صورت بالکل بدل گئی تھی۔ چند لمحے پہلے وہ ایک پاکستانی مسلمان تھا اب بھارتی جاسوس ثابت ہو رہا تھا۔

عادل کے دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ ایک دم سے شی تارا یاد آنے لگی تھی۔ انسپکٹر کہہ رہا تھا۔ "تم یہاں دین محمد کہلاتے ہو جبکہ تمہارا اصل نام وجے شنکر ہے۔ ہم نے ہوٹل کے کمرے سے تمہارے خلاف بہت سے ثبوت حاصل کیے ہیں۔"

عادل کے اندر ایک شور برپا تھا۔ دین محمد یا وجے شنکر؟ بانو شہناز یا شی تارا؟ ہندو یا مسلمان؟ بھارتی یا پاکستانی؟ وہ کون ہے؟ دو ماہ سے جس کی ملازمت کر رہا ہے اور جس سے عشق کر رہا ہے، کیا وہ شہناز ہے؟ اگر شہناز ہے تو شی تارا کو پڑنے والی گالیوں سے برہم کیوں ہوتی ہے؟ وہ بوڑھی اسے تارا کیوں کہتی ہے۔

وہ بہت دیر تک اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے کار اسٹارٹ کی۔ اس وقت رات کا ایک بجا تھا۔ وہ لمبے راستوں سے کار چلاتا اور سوچتا ہوا کوٹھی کے احاطے میں پہنچا تو دو بج رہے تھے۔ شی تارا گیارہ بجے ہوش میں آئی تھی۔ بہت کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ دائی ماں نے اسے دودھ میں اوولٹین ملا کر دیا۔ وہ پینے کے بعد پھر سو گئی۔ اس کے بعد دائی ماں بھی سونے کے لیے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

وہ کمزوری کے باعث سو گئی تھی لیکن ذہن پر ایک خوف سا طاری تھا کہ وہ ٹریپ کی گئی ہے۔ عادل کے پیچھے کوئی دشمن ہے۔ اس نے اسے اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا ہے۔ اب وہ دشمن کے چنگل سے نکل نہیں پائے گی۔ ابھی اس پر تنویمی عمل ہونے والا ہے پھر وہ ہمیشہ کے لیے دشمن کی تابعدار اور کنیز بن جائے گی۔

چونکہ اس نے دشمن کی صورت نہیں دیکھی تھی، صرف دوا پلانے والے عادل کو دیکھا تھا اس لیے وہی خواب میں نظر آ رہا تھا۔ اس کے قریب آ کر کہہ رہا تھا۔ "اسی طرح چاروں شانے چت لیٹی رہو۔ میں عادل نہیں، پارس ہوں۔ تمہیں اپنا تابعدار بنانے آیا ہوں۔ اپنا بدن ڈھیلا چھوڑ دو اور ٹرانس میں آ جاؤ۔"

وہ التجا کرنے لگی۔ "نہیں پارس! مجھ پر عمل نہ کرو۔ مجھے داشتہ بنا لو مگر اپنی معمولہ نہ بناؤ۔ میں ساری عمر غلامی برداشت نہیں کروں گی۔ مر جاؤں گی۔"

"مجھے افسوس ہے۔ یاد کرو، ان منحوس تین تاریخوں میں سے ایک تاریخ آج ہے۔ جوتش ودیا نے جو کہا، وہ پورا ہو رہا ہے۔ اپنے مقدر کے سامنے سر جھکا لو۔"

"نن..... نہیں۔ ٹھہرو پارس! میں ایک بہت بڑی آفر دیتی ہوں۔ میں ہندو دھرم چھوڑ دوں گی۔ مجھے مسلمان بنا لو مگر اپنی معمولہ نہ بناؤ۔"

عادل اس کے بستر کے قریب آ کر کھڑا ہوا تھا اور نیند میں اس کی بڑبڑاہٹ سن رہا تھا۔ اس نے شی تارا پر جھک کر پوچھا۔ "تم ہندو ہو۔ اس کا مطلب یہ کہ واقعی شی تارا ہو؟"

اس کے اس سوال پر شی تارا کے خواب میں مداخلت ہوئی۔ اس کی نیند کچی ہوئی لیکن خوف کے باعث پارس اور عادل کی صورتیں گڈمڈ ہو گئی تھیں۔ اس نے نیم خوابی کی حالت میں آنکھیں کھولیں تو عادل کا چہرہ اپنے اوپر جھکا ہوا نظر آیا۔ اس نے اور زیادہ سہم کر سوچا کہ تنویمی عمل کرنے والا عادل کے ذریعے اس پر جھکا ہوا ہے، وہ گھبرا کر بولی۔ "نہیں، مجھ پر تنویمی عمل نہ کرو۔ میں ویسے ہی تمہاری کنیز بن کر رہوں گی۔"

اس بات پر عادل کو میری داستان کے وہ تمام واقعات یاد آئے جن میں مختلف انداز سے تنویمی عمل پیش کیا گیا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ وہ سحر زدہ ہو رہی ہے۔ کیا یہ میری آنکھوں سے، آواز سے متاثر ہو کر معمولہ بننا چاہتی ہے۔ کیا میں ایسا عمل کر سکتا ہوں؟

اس نے آزمائش کے طور پر اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "خاموش رہو اور میری آنکھوں میں دیکھتی رہو۔"

وہ سہم کر چپ ہو گئی۔ تنویمی عمل کے لیے لازمی ہے کہ جسے معمولہ بنایا جا رہا ہو اسے اپنی مقناطیسی آنکھوں اور سحر زدہ کرنے والی بھاری بھرکم آواز سے متاثر کیا جائے۔ اس وقت شی تارا کے حالات کے مطابق یہ شرائط پوری ہو چکی تھیں، وہ دماغی کمزوری اور خوف کے باعث پہلے ہی عادل کو عامل سمجھ کر متاثر ہو چکی تھی اور جب تاثر قائم ہو جائے تو سامنے والے کی ہر بات دماغ پر نقش ہوتی جاتی ہے۔

اسے تنویمی عمل کا طریقۂ کار اچھی طرح یاد تھا۔ اس نے اسی طریقے سے کہا۔ "تم شی تارا ہو اور میری معمولہ ہو، بولو۔" اس نے آخری لفظ ڈانٹ کر ادا کیا۔ ڈانٹنے سے کمزور ذہن اور متاثر ہوا۔ وہ بولی۔ "میں شی تارا ہوں تمہاری معمولہ ہوں۔"

"اب میں تم سے عشق نہیں کروں گا کیوں کہ تم ایک دن میرے بھائی جان کے بیٹے پارس کی دلہن بننے والی ہو۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں، پارس کی دلہن بن جاؤ۔"

"میں پارس کی دلہن بن جاؤں گی۔"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں، شادی سے پہلے مسلمان ہو جاؤ۔"

وہ سحر زدہ ہو کر بولی۔ "میں شادی سے پہلے مسلمان ہو جاؤں گی۔"

"یہ عادل چنگیزی حکم دیتا ہے کہ تم پاکستان میں جاسوسی نہیں کرو گی۔"

اس نے اس کی بات دہراتے ہوئے وعدہ کیا۔ وہ بولا۔ "یہ میرا حکم ہے کہ دماغی اور جسمانی توانائی بحال ہونے کے بعد تم پارس کو تلاش کرو گی اور اس کے پاس جاؤ گی۔"

"میں پارس کو تلاش کروں گی اور اس کے پاس جاؤں گی۔"
"اور جب تک پارس نہیں ملے گا' تم مجھے ہر جگہ اپنے ساتھ رکھو گی۔"
اُس نے یہ وعدہ بھی کیا۔ عادل نے کہا۔ "تم روزانہ صبح و شام میرے دماغ میں آؤ گی۔ میرے خیالات کی لہروں کو اپنے ساتھ لے کر پرواز کراؤ گی اور اس طرح مجھے ٹیلی پیتھی سکھائی رہو گی۔"
"میں تمہاری سوچ کی لہروں کو صبح و شام پرواز کراؤں گی اور تمہیں ٹیلی پیتھی سکھاتی رہوں گی۔"
"اب تم آنکھیں بند کرو اور سکون سے تنویمی نیند پوری کرو۔"
شی تارا کی آنکھیں مسلسل عادل کی آنکھوں کو تک رہی تھیں اُس نے حکم کے مطابق آنکھیں بند کرلیں پھر گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔
عادل تھوڑی دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ جب یقین ہوگیا کہ وہ سو رہی ہے تو وہ دبے قدموں کمرے سے باہر آیا پھر کوٹھی سے باہر آیا۔ اسے مسرتیں برداشت نہیں ہو رہی تھیں' باہر آتے ہی اس نے بڑک ماری۔ "اوئے جیو عادل چنگیزی! آج سے توُ ہپناٹزم کا ماہر ہوگیا۔ توُ نے شی تارا جیسی ناقابلِ شکست عورت کو زیر کیا ہے۔ اوئے یہ تو کمال ہوگیا۔"
وہ دوڑتا ہوا لان کی گھاس پر آیا پھر اچھل اچھل کر قلابازیاں کھانے لگا۔

❁❁❁✱✱❁❁❁

پارس انتظار کر رہا تھا۔ شی تارا نے کہا تھا کہ وہ اپنے ایک مہمان کو شربت پلا کر ابھی آئے گی لیکن وہ نہیں آرہی تھی۔ پارس کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ وعدے کے مطابق نہ آنے والی پر کون سی افتاد آپڑی ہے۔ اگر شی تارا کی اصل آواز اور اس کا لہجہ معلوم ہوتا تو وہ باربرا سے کہتا۔ یوں انکشاف ہو جاتا کہ وہ اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہے۔ سانس نہیں روک سکتی ہے اور اس کا دماغ کھلی ہوئی کتاب کی طرح چور خیالات پڑھنے کی دعوت دے رہا ہے۔"
وہ بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے کے باوجود اس پہلو سے خوش نصیب تھی کہ ابھی تک دنیا کے کسی بھی خیال خوانی والے کو اس کی دماغی کمزوری اور بے بسی کا علم نہیں ہوا تھا۔ اس نے روپوشی کا جو طریقہ اختیار کر رکھا تھا وہ آج کام آرہا تھا۔
پارس نے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو ایک گھنٹے کا وقت دیا تھا۔ وہ ایک گھنٹا گزر چکا تھا' پہلے الپا نے فلاور کے دماغ میں آکر کہا۔ "میں فارمولوں کا اپنا حصہ لینے کے لیے کچھ لوگوں کو بھیج رہی ہوں۔"
پارس نے کہا۔ "صرف ایک شخص یہاں آئے گا۔ ایک سے زیادہ ہوا تو ہم اسے گولی مار دیں گے۔"
"اچھی بات ہے۔ ایک ہی آئے گا۔ یہ جو پہاڑی ہے۔ اس کی چوٹی پر ایک ہیلی کاپٹر اتارا جائے گا' تمہیں کوئی اعتراض ہے؟"
"اعتراض نہیں' اجازت ہے۔ ہیلی کاپٹر کتنی دیر میں آئے گا؟"
"آدھے گھنٹے میں پہنچ سکتا ہے۔"
اس نے وقت بتاتے ہوئے کہا۔ "اپنی گھڑی ملاؤ اور ٹھیک پینتالیس منٹ کے بعد ہیلی کاپٹر کو پہاڑی پر اتارنے کے لیے کہو۔ وہاں ایک پتھر پر ٹارچ کی روشنی میں دو کاغذات رکھے ہوئے نظر آئیں گے' تمہارا آدمی صرف دس منٹ میں وہ کاغذات اٹھا کر واپس چلا جائے ورنہ گیارہویں منٹ پر ایک بم بلاسٹ ہوگا اور ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ اپنے آدمیوں کو اچھی طرح سمجھا کر روانہ کرو۔"
الپا چلی گئی۔ پارس نے مرینا کو بلا کر وہ دو کاغذ دیتے ہوئے پھر کہا۔ "پاشا اور عبداللہ کے ساتھ پہاڑی کی چوٹی پر مسلح ہو کر جاؤ۔ ریموٹ کنٹرول سے بم بلاسٹنگ کا انتظام کرو۔ ان کاغذوں کو ٹارچ کی روشنی میں کسی اونچے پتھر پر رکھ دو۔ میری گھڑی سے وقت ملاؤ۔"
مرینا نے وقت ملایا۔ وہ بولا۔ "ہیلی کاپٹر سے اترنے والا ایک ہی آدمی ہوگا۔ پائلٹ کے علاوہ کوئی تیسرا نظر آئے تو ریموٹ کنٹرول سے ان سب کے چیتھڑے اڑا دو۔ ایسے کاغذات وہاں سے لے جانے کے لیے صرف دس منٹ کا ٹائم دو۔ گیارہویں منٹ پر اسے زندہ واپس نہیں جانا چاہیے۔"
وہ عبداللہ اور پاشا کو لے کر پورے انتظامات کے ساتھ پہاڑی پر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وِکی سول نے فلاور کے ذریعے کہا۔ "میں اپنے حصے کے کاغذات لینے آیا ہوں۔"
پارس نے کہا۔ "تم فلاور کے دماغ میں ہو۔ یہ تمہارے کاغذات پڑھے گی تم وہ فارمولے نوٹ کرتے جاؤ۔"
وہ بولا۔ "فلاور کے دماغ میں دوسرے خیال خوانی کرنے والے بھی آتے ہیں۔ وہ لوگ میرے فارمولے سن کر نوٹ کرلیں گے۔ ہم نے طے کیا ہے کہ ہمارا ایک آدمی وہاں آئے گا۔"
پارس نے کہا۔ "آگے نہ کہو۔ میں سمجھ گیا۔ وہ ہیلی کاپٹر میں پہاڑی پر آئے گا لیکن میری شرائط سن لو' وہ تنہا آئے گا۔ زیادہ سے زیادہ ایک پائلٹ ہوگا۔ کوئی تیسرا ہوا تو ایک بھی زندہ واپس نہیں جائے گا۔ دس منٹ سے ایک سیکنڈ زیادہ نہیں ہونا چاہیے ورنہ ان فارمولوں کے ساتھ اپنا آدمی اور ہیلی کاپٹر بھی گنوا دو گے۔"
اسرائیل اور امریکا دونوں کے ہیلی کاپٹرز شہر بیضابہ پہنچے ہوئے تھے الپا نے بلیک آدم کے پاس آکر اسے پارس کی تمام شرائط سنائیں پھر کہا۔ "برادر! تم وہاں کسی موقع سے فائدہ اٹھا کر پارس پر غالب آنا چاہتے تھے لیکن اس نے پہاڑی پر بھی سخت دفاعی انتظامات کیے ہیں۔ وہ بہت چالاک ہے' اپنے کسی آدمی کا نقصان کیے بغیر تم سب کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے فنا کردے گا۔ بہتر ہے تم نہ جاؤ۔ صرف پائلٹ کو جانے دو۔ میں پائلٹ کے اندر رہوں

گی۔ وہ کاغذات لے آئے گا۔"
"سسٹر! بظاہر ایک پائلٹ ہی پہاڑی پر جائے گا۔ اس سے پہلے پہاڑی کے پچھلے حصے پر ہیلی کاپٹر کی پرواز نیچی ہوگی میں اس پر سے چھلانگ لگا کر چھپتا ہوا اس بستی میں پہنچوں گا۔"
"اتنا بڑا خطرہ مول لینے کی کیا ضرورت ہے؟"
"ضروری ہے۔ ابھی فارمولوں کے وہ تمام کاغذات پارس کے پاس ہیں۔ پہلے ہم ہی اپنا حصہ لینے جا رہے ہیں۔ اگر میں کسی طرح اس بلند و بالا بُت کے اندر پہنچ جاؤں گا تو وہ تمام کاغذات چرا کر یا چھین کر لے آؤں گا۔"
"کہیں تم پارس سے انتقام لینے کے ارادے سے تو نہیں جا رہے ہو؟ اس نے تمہیں دو بار زِچ کیا ہے۔ ایک بار تمہارے تمام ہتھیاروں کے کارتوس غائب کر کے تمہیں بے بس اور مجبور بنا دیا۔ دوسری بار نیند کے دوران تمہاری شہ رگ تک آیا اور اس لیے زندہ چھوڑ کر چلا گیا کہ تم سو رہے تھے۔"
"ہاں اس نے مردانگی بھی دکھائی ہے اور میرا مذاق بھی اُڑایا ہے لیکن میں فی الحال انتقام لینے نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ کاغذات حاصل کرنے جا رہا ہوں۔"
اس نے گردن سے لے کر ٹخنوں تک سیاہ لباس پہن لیا تھا۔ سیاہ پلاسٹک کی کیپ اور سیاہ جوتے پہنے تھے۔ تاریکی میں وہ آسانی سے چھپ سکتا تھا۔ اینٹی ڈارک گوگلس کے ذریعے دشمنوں کو دیکھ سکتا تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر چہرے پر کالک تھوپ لی تاکہ گورا رنگ دکھائی نہ دے۔ اتنے اہتمام کے ساتھ وہ بیضابہ سے روانہ ہوگیا۔
اُدھر وِکی سول نے سپر ماسٹر کو تمام رپورٹ سنائی پھر کہا۔ "اس نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے صرف ہمارے ایک آدمی کو آنے کی اجازت دی ہے۔ اگر وہاں مقرر کردہ تعداد سے زیادہ ایک فرد بھی زیادہ نظر آیا تو وہ سب کو بم کے دھماکوں سے تباہ کردے گا۔ یہ ہم نہیں جانتے کہ اس نے ہمارے خلاف کیسے کیسے انتظامات کیے ہیں۔"
سپر ماسٹر نے کہا۔ "وِکی! ابھی تمہیں بڑے تجربات سے گزرنا ہے۔ اپنی ذہانت اور صلاحیتوں کو آزماؤ۔ یوں سمجھو کہ ہمارا کوئی بھی مخالف ان فارمولوں کے صرف دو کاغذات قبول نہیں کرے گا۔ سب ہی کی یہ کوشش ہوگی کہ اسے تمام کاغذات مل جائیں۔ وہ پارس کو وہاں قابو میں کرنے اور اس کے حصے کے کاغذات کی تحریر معلوم کرنے کی بھی کوششیں کریں گے۔ یہ سب ہی سمجھ رہے ہیں کہ یہ موقع ہاتھ سے نکلے گا تو وہ فارمولے پھر کبھی یکجا نہیں ملیں گے۔ سب تقسیم ہو کر مختلف سمتوں میں چلے جائیں گے۔"
"سچ پوچھو ماسٹر! تو میں بھی یہی سوچ رہا ہوں' ان تمام فارمولوں کو صرف ہماری تحویل میں آنا چاہیے۔ ہماری جو ٹیم بیضانہ میں ہے' میں نے انہیں ہر طرح کے ہتھیار سے لیس کیا ہے۔
ان کے پاس ایسے ڈی ٹیکٹیو آلات ہیں جو بارودی سُرنگوں اور چُھپے ہوئے بموں کی نشاندہی کرتے ہیں اور ایسے ریموٹ کنٹرولرز بھی ہیں جو دور ہی سے بموں کو فیوز کر دیتے ہیں۔"
"پارس نے اس بستی کے اطراف جگہ جگہ بم چھپائے ہیں۔ تم نے اس کا توڑ رکھا ہے۔ یہ دانشمندی ہے لیکن ہماری خفیہ آرمی وہاں تک کیسے پہنچے گی؟"
"ہمارے تین ہیلی کاپٹرز دوسری پہاڑی پر اتریں گے۔ وہاں سے بستی کا فاصلہ بہت کم ہے۔ رات کی تاریکی سازگار ہوگی۔ ایک بار ہماری آرمی اس بستی میں گھس جائے تو پھر وہ فارمولے اور پارس کی لاش لے کر ہی نکلے گی۔"
پارس بستی میں تھا۔ اس نے الپا کو پینتالیس منٹ بعد اپنا آدمی بھیجنے کو کہا تھا۔ وہ وقت قریب تھا۔ ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ مرینا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
"پارس! ہیلی کاپٹر پہاڑی کے پیچھے سے آرہا ہے۔"
"ہاں کچھ گڑبڑ ہے۔ کیا تمہیں نظر آرہا ہے؟"
"نہیں' اس کی ہلکی سی روشنی بھی دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ پاشا غیر معمولی قوتِ سماعت سے اس کی سمت بتا رہا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ پہاڑی کے پیچھے اُس کی پرواز نیچی ہے۔ پتھروں اور چٹانوں کے پیچھے سے ابھرے گا۔ بلندی پر آئے گا تو یہ تاریکی میں بھی اسے پرواز کرتے دیکھ لے گا۔"
ایک منٹ کے بعد مرینا نے کہا۔ "پاشا بتا رہا ہے کہ ہیلی کاپٹر نظر آگیا ہے' اس کی آواز بھی قریب آتی جا رہی ہے۔"
وہ پارس کے دماغ میں کمنٹری کر رہی تھی۔ یہ بتاتی جا رہی تھی کہ ہیلی کاپٹر پہاڑی پر آکر اتر گیا ہے۔ اترنے سے پہلے ہیلی کاپٹر سے سرچ لائٹ کی روشنی دور تک پھیل گئی تھی۔ اس سے ایک پائلٹ اتر کر اُس پتھر کے پاس آیا اور وہاں سے کاغذات اٹھا کر چلا گیا۔ پاشا نے دور سے دیکھ کر بتایا کہ پائلٹ تنہا آیا تھا۔
پھر وہ ہیلی کاپٹر واپس جانے لگا۔ پارس نے کہا۔ "یہودی بہت چالاک ہوتے ہیں مگر یہاں غلطی کر گئے۔"
باربرا نے پوچھا۔ "کیسی غلطی؟"
"ہیلی کاپٹر اس روٹ سے واپس گیا ہے جو بیضابہ کا سیدھا راستہ ہے۔ یہ آتے وقت سیدھے راستے سے نہیں آیا۔ پہاڑی کے پیچھے سے گھوم کر آیا تھا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ پچھلے راستے سے دشمن آرہے ہیں۔"
وہ ہیلی کاپٹر جا چکا تھا۔ دور تک خاموشی چھا گئی تھی۔ دس منٹ کے بعد ہی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دیں۔ مرینا نے پھر مخاطب کیا۔ "پارس! یہ پاشا کہہ رہا ہے کہ اسے تین ہیلی کاپٹر دکھائی دیے تھے پھر وہ بت کے بائیں طرف والی پہاڑی کی بلندی پر جا کر گم ہوگئے ہیں۔"
پارس نے کہا۔ "تم عبداللہ اور پاشا کے ساتھ پہاڑی سے اتر

آؤ۔"

"ہمیں کیوں بلا رہے ہو۔ پاشا اس بلندی سے اس دوسری پہاڑی کی طرف دیکھ سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے کہ کون اور کتنے لوگ آ رہے ہیں۔"

"بے شک' وہ وہاں سے بہت کچھ معلوم کر سکتا ہے لیکن الپا کے بھیجے ہوئے ہیلی کاپٹر سے کچھ مسلح یہودی پہاڑی کے پیچھے اترے ہوں گے۔ وہاں ان سے نہ ٹکراؤ۔ فوراً نیچے آ جاؤ۔"

انہوں نے ہدایات پر عمل کیا۔ نیچے آنے لگے۔ ان سے کافی دور اسی پہاڑی پر بلیک آدم پہنچا ہوا تھا۔ اس نے بھی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنی تھیں۔ آنکھوں پر اینٹی ڈارک گوگلس پہنے ہوئے تھے۔ اس کے ذریعے محدود فاصلے تک دیکھ سکتا تھا جب کہ پاشا حدِ نظر تک دیکھ لیا کرتا تھا۔ اسے وہ تینوں ہیلی کاپٹرز نظر نہیں آئے لیکن آوازوں سے معلوم ہوا کہ اس پہاڑی کی ڈھلان کے بعد جو دوسری پہاڑی شروع ہوتی ہے وہیں وہ ہیلی کاپٹرز غائب ہوئے ہیں۔

وہ دل ہی دل میں ان آنے والوں کو گالیاں دینے لگا اس کے اندازے کے مطابق وہ سپر ماسٹر کے گوریلے فائٹر ہوں گے۔ الپا اور بلیک آدم کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ جس مریتا کی ٹیم سے وہ دو بار شکست کھا چکے ہیں اس پوری ٹیم کو فرہاد نے ٹریپ کر لیا ہے۔ بلیک آدم سوچ رہا تھا کہ مریتا کی ٹیم سے بھی ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔

دوسری طرف وکی سول خفیہ آرمی کے کمانڈر لوگاس کے اندر موجود تھا۔ اس آرمی میں بارہ گوریلا فائٹرز تھے وہ سب جدید ہتھیاروں سے لیس تھے۔ آنکھوں پر اینٹی ڈارک لینسز چڑھے ہوئے تھے۔ وہ تاریکی میں ٹارچ کی روشنی کے بغیر دوسری پہاڑی سے اتر آئے تھے اور ڈی ٹیکٹیو آلات کے ذریعے بارودی سُرنگوں اور چھپے ہوئے بموں کا سراغ لگاتے جا رہے تھے اگر معلوم ہو تا کہ فلاں جگہ بم پوشیدہ ہیں تو مخصوص ریموٹ کنٹرول کے ذریعے راہ میں حائل ہونے والے بموں کو فیوز کر کے آگے بڑھ جاتے تھے۔

بستی میں داخل ہونے کے لیے بلیک آدم بھی پہاڑی سے نیچے اتر رہا تھا پھر اترنے کے بعد وہ بھی گھنے جنگل میں پہنچ گیا تھا اس کے پاس بھی ڈی ٹیکٹیو آلہ تھا جس کے ذریعے وہ بارودی سُرنگوں اور بموں سے بچتا جا رہا تھا۔ جنگل میں پہنچنے کے بعد ہی اس نے کانوں پر ہیڈ فون پہن کر مائیکرو فون کو آن کر دیا۔ ایسا کرنے سے جلد ہی پتا چلا کہ کچھ لوگ اسی کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ ان کے قدموں کی آواز قریب آتی جا رہی تھیں۔

وہ دبے قدموں چلتا ہوا ایک بڑے پتھر کے پیچھے آ کر چھپ گیا پھر سر اٹھا کر دیکھنے لگا۔ الپا نے کہا۔ "کسی ایک دشمن کو قابو میں کرو گے تو معلوم کر سکو گی کہ کس کی ٹیم تمہارے مقابلے پر ہے۔"

اس نے دیکھا' دو مسلح افراد فوجی وردی میں چلے آ رہے تھے۔ بڑی احتیاط سے ڈی ٹیکٹیو آلے کے ذریعہ بموں کا سراغ لگانے کے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ دائیں بائیں' اوپر نیچے دیکھ رہے تھے تاکہ دشمن درختوں میں چھپے ہوں یا پتھروں اور چٹانوں پر سے چھلانگیں لگانے والے ہوں تو وقت سے پہلے وہ سنبھل جائیں۔

دونوں نے اس پتھر کی سمت بھی دیکھا جس کے پیچھے وہ چھپا ہوا تھا پھر وہ دبے قدموں آگے بڑھتے ہوئے پتھر کے قریب آئے وہاں رک کر انہوں نے دور دور تک نظریں دوڑائیں پھر آگے بڑھنے لگے اس دوران وہ پتھر کے اوپر آ کر کھڑا ہو گیا تھا' جیسے ہی دونوں پلٹ کر جانے لگے اس نے چھلانگ لگا کر پیچھے سے بیک وقت دونوں کی گردنیں دونوں بازوؤں میں دبوچ لیں۔

یہ اُس کا مخصوص داؤ تھا کسی بھی شہ زور کی گردن اپنے بازو میں دبوچ لیتا تھا تو شاید ہی کوئی مقدر والا ہوتا جو رہائی پا لیتا تھا ورنہ گردن کی ہڈی ضرور ٹوٹ جاتی تھی۔ وہ دونوں گوریلا فائٹر شہ زور بھی تھے اور تجربہ کار بھی وہ اپنی گردنیں چھڑا لیتے لیکن وہ ایسے وقت ان کے سر ٹکرا دیتا تھا۔ مُنہ سے آواز نہیں نکل پاتی تھی۔ دم گھٹ رہا تھا جب سانس لینے کی مہلت نہ مل رہی ہو تو بدحواسی طاری ہو جاتی ہے۔ کوئی داؤ پیچ کام نہیں آتا۔ ذرا سی دیر میں دونوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔

اس نے ایک کو چھوڑا وہ زمین پر گر پڑا۔ اس نے دوسرے کو داؤ پر رکھ کر اُس کی گردن توڑ دی۔ دوسرا اپنی آخری تمام قوتیں سمیٹ کر اٹھ رہا تھا' اس نے دوسرے کی گردن دبوچ کر پوچھا۔ "بولو کون ہو تم؟"

وہ گرفت میں رہ کر کانپتے ہوئے بولا۔ "میں جو بھی ہوں' مجھے مار کر تم پچھتاؤ گے۔"

"میرے پچھتانے کی فکر نہ کرو۔ سوال کا جواب دو۔"

"پارس! تمہارے سوال کا جواب یہی ہے کہ اس جنگل سے زندہ واپس نہیں جا سکو گے۔"

الپا نے کہا۔ "یہ سپر ماسٹر کی خفیہ آرمی کا سپاہی ہے۔ یہ تعداد میں بارہ ہیں۔ دو کو تم نے ختم کر دیا ہے باقی دس رہ گئے ہیں۔ یہ سب یوگا کے ماہر ہیں' ان کے کمانڈر کا نام لوگاس ہے۔ وکی سول اس کے دماغ میں موجود رہتا ہے۔ اسے ختم کر دو۔"

بلیک آدم نے اس کی گردن توڑ دی۔ الپا نے کہا۔ "پاپک مائس قبیلے کا ایک بونا بیضابہ گیا تھا۔ اسے کمانڈر لوگاس نے اناج اور ضروریاتِ زندگی کی چیزیں دیں۔ اُس نے اسے بتایا ہے کہ کچھ عرصے پہلے ایک شخص اس قبیلے میں آیا تھا اور اپنی کوئی امانت قبیلے کے سردار کے حوالے کی تھی۔ بیس فٹ اونچے بت کے سر کے اندر دو کمرے ہیں۔ ان میں سے ایک کمرے کے اندر وہ امانت ایک جگہ چھپا کر رکھی گئی ہے۔"

"وہ شخص پاشا ہو گا اور وہ امانت یقیناً فارمولوں کی صورت میں ہو گی لیکن پارس ان فارمولوں کو وہاں سے نکال چکا ہو گا۔"

"ہاں' پھر بھی وہاں پہنچ کر اُس کھوپڑی کے اندر ضرور جانا' ہو سکتا ہے' کچھ مل جائے۔"

"یہ خفیہ آرمی کے لوگوں کے حواس پر پارس چھایا ہوا ہے۔ یہ کمبخت مرنے والا مجھے پارس سمجھ رہا تھا۔"

"برادر! اس بستی میں وہی ایک خطرناک اور ناقابلِ شکست شیطان ہے۔ اوّل تو اس سے سامنا نہ کرنا اگر ہو تو مقابلے کے دوران کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہنا کہ تم اس سے بازی لے جاؤ گے۔"

"سسٹر! مجھے افسوس ہے کہ تم اپنے برادر کی ایسی شہ زوری دیکھ کر بھی پارس سے خوف زدہ ہو۔ میں نے اس کا ٹائپ اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ وہ ہم جیسے شہ زوروں سے مقابلہ نہیں کرتا ہے' دور ہی سے کترا جاتا ہے۔ اسی لیے وہ ایک بار مجھے نہتا کر کے بھاگ گیا۔ دوسری بار مجھے نیند سے جگانے کی جرات نہ کر سکا۔ اس بستی میں وہ ضرور ملے گا۔ تم دیکھ لینا کہ تمہارا برادر اسے کیسی ذلت کی موت دیتا ہے۔"

وہ پھر بستی کی سمت جانے لگا۔ بستی زیادہ دور نہیں تھی۔ بارودی سُرنگوں کے باعث راستہ بدلنا پڑتا تھا اس لیے بستی تک پہنچنے کا راستہ لمبا ہو رہا تھا اور اس لمبے راستے میں وہ خفیہ آرمی کے دوسرے فائٹروں سے ٹکراتا رہا۔ کمانڈر لوگاس اور بلیک آدم دونوں کی ہی پلاننگ تھی کہ پارس اور اس کے ساتھیوں کو ان کی آمد کی خبر نہ ہو۔ اس کے لیے لازمی تھا کہ وہ ایک دوسرے پر فائرنگ نہ کریں اور وہ یہی کر رہے تھے۔ چھپ کر سائلنسر لگے ہوئے ریوالوروں سے فائرنگ کرتے تھے یا پھر ایک دوسرے پر ایرو شوٹر یعنی تیر چلانے والی گن یا چاقوؤں سے حملے کرتے تھے۔

بلیک آدم بلاشبہ زبردست گوریلا فائٹر تھا۔ بڑی چالاکی اور مہارت سے مقابلے پر آنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار رہا تھا۔ بستی میں پہنچنے تک اس نے خفیہ آرمی کے سات سپاہیوں کو ہلاک کر دیا۔ باقی کمانڈر اور چار سپاہیوں نے تمام جھونپڑیوں میں گھس گھس کر تلاش لی۔ پارس اور اس کے ساتھی کہیں نظر نہیں آئے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پارس انہیں بستی میں داخل ہونے نہ دیتا۔ وہاں مختلف محاذ بنا کر فائرنگ کرتا رہتا تو کوئی اندر نہ آتا۔

وہ سب اندر آ چکے تھے۔ ایک سمت سے بلیک آدم بھی پتھروں سے اور چٹانوں کے پیچھے چھپتے ہوئے بلند و بالا بُت کے قدموں تک پہنچ گیا۔ دوسری طرف سے کمانڈر لوگاس پوری بستی میں تلاشی لینے کے بعد اسی بت کی طرف آ رہا تھا۔ بلیک آدم نے ان پر فائر کرنا چاہا۔ پتا چلا سائلنسر لگے ہوئے ریوالور کی گولیاں ختم ہو گئی تھیں۔ ایرو شوٹر کے تمام تیر بھی ختم ہو گئے تھے مجبوراً اس نے ہلکی مشین گن سے فائرنگ شروع کی۔ دو سپاہی مارے گئے۔ باقی چھپ گئے۔

چھپنے والوں نے جوابی فائرنگ کی۔ پوری بستی فائرنگ کی آوازوں سے گونجنے لگی۔ بونے مرد' عورتیں اور بچے خوف سے جھونپڑیوں کے اندر دبکے ہوئے چیخ رہے تھے۔ بلیک آدم بت کے قدموں کے پاس چھپا ہوا دور تک نظریں دوڑا رہا تھا۔ اسے یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ پارس اور اس کے ساتھی خاموش کیوں ہیں؟

الپا نے کہا۔ "وہ شاید اس بت کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ ان کی خاموشی میں مکاری چھپی ہوئی ہے۔ وہ انتظار کر رہے ہوں گے کہ دو پارٹیاں آپس میں لڑ مر کر ختم ہو جائیں یا دو چار بچ رہیں تو وہ مقابلے پر آئیں گے۔"

"اگر ایسی بات ہے تو پہلے میں بت کے اندر نہیں جاؤں گا۔ پہلے کمانڈر کے آدمیوں کو اندر جا کر پارس اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کرنا چاہیے۔"

اس نے یہی کیا۔ ایک جگہ خاموشی سے چھپا رہا۔ کمانڈر کے دو سپاہی رہ گئے تھے۔ انہوں نے کئی بار فائرنگ کی لیکن دوسری طرف سے جوابی فائرنگ نہیں ہوئی۔ وکی سول نے کمانڈر سے کہا۔ "دشمن زخمی ہو گیا ہے یا مر چکا ہے۔ اپنے ایک سپاہی کو بت کے اندر جانے کا حکم دو۔"

کمانڈر نے کہا۔ "پارس کے کئی ساتھی ہیں۔ کوئی گولی نہیں چلا رہا ہے۔ شاید وہ بت کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔"

"وہ بت کے قدموں میں چھپے ہوئے ہوں یا اس کی کھوپڑی میں' ہمیں تو اندر جانا ہی ہو گا۔ وہ فارمولے جس کمرے میں رکھے ہوئے تھے۔ اس کی تلاشی لینے سے شاید کچھ ہاتھ آ جائے۔"

کمانڈر نے ایک سپاہی کو بت کے اندر جانے کا حکم دیا۔ وہ چھپتا ہوا' محتاط انداز میں چلتا ہوا بت کے ایک پیر کے پاس پہنچ گیا۔ دوسرے پیر کے پیچھے بلیک آدم اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وکی سول اس سپاہی کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا تاکہ پارس کی طرف سے حملہ ہو اور اسے بت کے اندر جانے سے روکا جائے تو وہ کمانڈر کو وہاں کی صورتِ حال بتا سکے لیکن اس سپاہی کو اندر جانے سے کسی نے نہیں روکا۔

وہ سپاہی بت کے اندر سیڑھیاں چڑھتا ہوا' اس کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ وہاں سناٹا اور ویرانی تھی کوئی اس کا راستہ روکنے والا نہیں تھا۔ وکی سول نے کمانڈر سے کہا۔ "کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اندر جاؤ۔"

وہ دوسرے سپاہی کے ساتھ دوڑتا ہوا بت کے اندر چلا گیا۔ بلیک آدم چھپا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا وہ اپنی جگہ سے نکل کر دوسرے پیر کے اندر آیا پھر محتاط انداز میں سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ بت کا پیٹ ایک وسیع و عریض ہال کی طرح تھا۔ وہاں کوئی زور زور سے ہانپتا ہو تو اس کے ہانپنے کی آواز بند ہال میں گونجنے لگتی تھی۔

بلیک آدم بُت کے پیٹ میں پہنچا تو اسے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ کمانڈر اپنے دو سپاہیوں کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتا ہوا بت کے سینے تک پہنچ گیا تھا۔ ہر لمحہ خطرے کا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔ ابھی یہ اندیشہ باقی تھا کہ پارس اور اس کے ساتھی بت کی

کھوپڑی میں چھپے بیٹھے ہوں گے اچانک وہاں سے حملہ کریں گے۔

کمانڈر بت کی گردن تک پہنچ کر رک گیا۔ اس نے ایک سپاہی کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔

وہ سیڑھی پر دبے قدموں اوپر جانے لگا۔ زینے کے آخری پائدان پر پہنچ کر بولا۔ "میں چھپنے والوں کو وارننگ دیتا ہوں میرے تین گننے تک باہر آجائیں ورنہ میں ایک ٹائم بم اندر پھینکوں گا جو ٹھیک ایک منٹ میں بلاسٹ ہوگا۔ بت کی کھوپڑی کے ساتھ سب کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔"

اس نے گنتی شروع کی پھر ایک سے تین تک گننے کے بعد جیب سے ایک چھوٹا ڈبا نکال کر کھوپڑی کے اندر والے کمرے کے فرش پر پھینکا جو فرش پر پھسلتا ہوا کمرے کے وسط میں رک گیا۔ اس کے اندر سے ٹک ٹک کی مسلسل آواز آرہی تھی۔

وہ ساٹھ سیکنڈ بڑے سنسنی خیز تھے۔ ٹک ٹک کی مسلسل آوازیں دھمکیاں دے رہی تھیں کہ دھماکا ضرور ہوگا۔"

ان لمحات میں یوں لگ رہا تھا جیسے ایک صدی گزر رہی ہے لیکن ایک منٹ نہیں گزر رہا ہے۔

آخر وقت کو تو گزرنا ہی ہوتا ہے۔ وہ گزر تا گیا۔ ایک منٹ بھی گزر گیا مگر ٹک ٹک کی آواز جاری رہی۔ سپاہی نے کمانڈر سے کہا۔ "سر! آجائیں اندر کوئی نہیں ہے۔"

اس نے اندر آکر ٹک ٹک کرنے والے ڈبے کو اٹھایا' اس گھڑی کی آواز کو بند کیا اور پھر اسے جیب میں رکھ لیا۔ بت کی کھوپڑی میں دو کمرے تھے۔ سب نے ان کمروں میں آکر دیکھا۔ ایک دیوار پر طاق نما شگاف تھا۔ قریب جانے پر ایک پلاسٹک کا تھیلا نظر آیا۔ کمانڈر نے تھیلے کو اٹھایا اس کے اندر سے کاغذات نکال کر دیکھے حساب کے مطابق بارہ عدد کاغذات ہونے چاہئیں تھے لیکن وہاں آٹھ عدد تھے۔

یہ آٹھ کا حساب درست تھا۔ پارس نے اپنے حصے کے دو کاغذات سب کے سامنے جلا دیے تھے اور دو کاغذات الپا کا ایک آدمی ہیلی کاپٹر میں آکر لے گیا تھا۔ ان کاغذات کے علاوہ دو تہ کیے ہوئے خطوط تھے' ایک پر وِکی سول کا اور دوسرے پر الپا کا نام لکھا ہوا تھا۔

وِکی سول نے کمانڈر لوگاس سے کہا۔ "میرا خط کھول کر پڑھو۔"

اس نے پڑھا۔ لکھا تھا۔ "سپر ماسٹر! فارمولے کے یہ آٹھ عدد کاغذات جعلی نہیں ہیں۔ جتنے ماہرینِ طب سے تصدیق کرا سکتے ہو کرا لو۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ان فارمولوں سے زیادہ ان ہیلی کاپٹرز کی ضرورت ہے جن میں تمہاری آرمی آئی ہے تم نے ہماری واپسی کا انتظام کیا۔ شکریہ۔ فقط پارس۔"

خط کے اختتام پر اچانک ہی فائرنگ ہوئی۔ کمانڈر اور سپاہیوں کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا۔ دروازے کی طرف پلٹنے سے پہلے ہی دونوں سپاہی گولیوں کا نشانہ بن کر فرش پر گرے پھر اٹھ نہ سکے کمانڈر زخمی ہو کر لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے ٹکرا کر فرش پر اوندھے منہ گرا پھر فائرنگ ہوئی اس کے دونوں ہاتھ گولیوں سے چھلنی ہو گئے۔

اُس نے بے بسی سے دروازے کی طرف دیکھا وہاں ایک پہاڑ جیسا قد آور شخص کھڑا ہوا تھا وہ بولا۔ "تم سب جنگل میں مقابلہ کرنے کے دوران مجھے پارس سمجھ رہے تھے۔ پارس کیا چیز ہے؟ کیا وہ میری طرح سپر ماسٹر کی زبردست تربیت یافتہ آرمی کو اکیلا جہنم میں پہنچا سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔"

وِکی سول نے زخمی کمانڈر کی زبان سے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"میں یہودیوں کی خفیہ تنظیم کی طاقت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہوں۔ ہمارا نام ابھی دنیا والوں کے سامنے نہیں آیا ہے۔ جب آئے گا تو ہمارے نام سن سن کر لرزتے رہو گے۔"

وہ باتوں کے دوران آٹھ عدد کاغذات اٹھا کر دیکھ رہا تھا پھر اُس نے الپا کے نام کا خط کھول کر پڑھا۔ لکھا تھا۔ "میں نہیں جانتا' یہ کاغذات کس کے ہاتھ لگیں گے۔ میری دعا ہے کہ یہودیوں کے ہاتھ لگ جائیں۔ یہ کاغذات بالکل اصلی ہیں لیکن یہ کاغذات ان کے لیے بہت بڑی سزا بن جائیں گے اور وہ میری جوجو کو اغوا کرنے کی جرات کرنے کی سزا ہوگی۔ فقط۔ پارس۔"

الپا نے کہا۔ "برادر! پہاڑی کے اوپر جاؤ۔ ہمارا ایک ہیلی کاپٹر تمہارے لیے آرہا ہے۔"

بلیک آدم نے جانے سے پہلے کمانڈر لوگاس کو دیکھا۔ وہ زندگی اور موت کے درمیان تڑپ رہا تھا۔ زندگی اس کا ساتھ چھوڑنا چاہتی تھی لیکن موت نہیں آرہی تھی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر منہ سے لہو نکل رہا تھا۔ آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "سسٹر! یہ آخری سانسوں میں کچھ کہنا چاہتا ہے۔ ذرا معلوم کرو۔"

الپا نے کہا۔ "میں نے کسی کے بھی ذریعے اس کی آواز نہیں سنی ہے اور اب اس کی آواز بند ہو گئی ہے۔ میں اس کے دماغ میں نہیں جا سکوں گی۔ اسے چھوڑو برادر! یہاں سے نکل چلو۔"

"سسٹر! میں سمجھ گیا۔ یہ جاں کنی کی حالت میں ہے۔ یہ مر کر ہی موجودہ اذیت سے نجات پائے گا۔ مجھے اس کے ساتھ یہ نیکی کرنا چاہیے۔"

اس نے گن سیدھی کی پھر اسے گولی مار دی۔ وہ اوندھا تھا گولی کھاتے ہی تڑپ کر چاروں شانے چت ہوا اور اسی لمحہ میں ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کا چہرہ پُر سکون ہو گیا تھا۔

***

سپر ماسٹر نے غصے سے بھڑک کر کہا۔ "تم بری خبر سے زیادہ اور کیا سناؤ گے؟ تمہارے پاس ذہانت ہے نہ قابلِ ذکر صلاحیت! ٹرانسفارمر مشین نے تمہیں ٹیلی پیتھی کا علم دیا لیکن علم حاصل کر لینے سے آدمی باکمال نہیں ہو جاتا۔ علم کو استعمال کرنے کا' اسے کام میں لانے کا سلیقہ آنا چاہیے۔"

وِکی سول نے کہا۔ "سر! آپ پہلے میری پوری رپورٹ سن لیں اگر میں نالائق اور ناکارہ ہوں تو آپ خفیہ آرمی کے متعلق کیا کہیں گے۔ پہلی بار پارس نے ٹیلی پیتھی کا سہارا لیے بغیر آدھی آرمی کا صفایا کر دیا اور باقی کو بھاگنے پر مجبور کیا۔ دوسری بار کوئی یہودی گوریلا فائٹر مقابلے پر آیا اس نے پوری آرمی کا صفایا کر دیا۔ یعنی پہلی بار بھی ایک شخص نے' دوسری بار بھی ایک شخص نے ہماری تربیت یافتہ فوج کو نابود کیا۔ یہ ہم سب کے لیے شرم کی بات ہے۔ اگر آپ کی آرمی کا ایک سپاہی بھی دشمن کو تھوڑا سا زخمی کر دیتا تو میں اس کے دماغ پر قبضہ جما لیتا۔ آپ ذرا غور کریں' وہاں ٹیلی پیتھی کا نہیں' گوریلا فائٹروں کی چالاکی اور حکمتِ عملی کا کام تھا۔"

سپر ماسٹر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگا پھر کمپیوٹر کے ذریعے بولا۔ "ہمارے گوریلا فائٹرز برسوں کے تجربہ کار تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ سب کے سب کیسے مارے گئے۔ ایسے وقت ماننا پڑتا ہے کہ تقدیر جب چاہتی ہے بڑے سے بڑے زبردست کو بھی زیر دست کر دیتی ہے بہرحال ابھی جاؤ۔ آج شام پانچ بجے اجلاس میں حاضر ہو جانا۔"

پھر اس نے کمپیوٹر کے ذریعے اپنے نائب سے کہا۔ "تمام اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کو اطلاع دو۔ ہمیں صومالیہ میں ناکامی ہوئی ہے۔ فارمولے کے جو کاغذات ہمیں ملنے والے تھے' وہ یہودی چھین کر لے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں اہم میٹنگ ہے۔ سب ہی کو حاضر ہونا چاہیے۔"

وہ کمپیوٹر کو آف کر کے اپنی جگہ سے اٹھ گیا پھر اس کمرے سے نکل کر اپنے بیڈ روم میں آیا۔ وہاں موبائل فون اٹھا کر ایک صوفہ پر بیٹھ گیا پھر اس نے نمبر ڈائل کر کے رابطہ قائم کرنے کے بعد کہا۔ "ہیلو' ایس ایم اسپیکنگ۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔ "یس سر! ی ڈاکٹر ڈیسوزا اٹینڈنگ۔"

"دونوں مریضوں کی رپورٹ سناؤ۔"

"سر! ہمیں توقع سے زیادہ کامیابی ہو رہی ہے۔ میں نے آپریشن کے بعد ہی یقین سے کہا تھا کہ ان دونوں کو اپنی پچھلی زندگی کے ساتھ ہی ٹیلی پیتھی کا بھولا ہوا علم بھی یاد آجائے گا۔ آج ایک نے بڑی کامیابی سے خیال خوانی کی ہے۔ میرے دماغ میں آکر دیر تک باتیں کرتا رہا تھا۔"

"ڈاکٹر ڈیسوزا! تم نے یہ کامیابی حاصل کر کے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

اُس نے رابطہ ختم کر کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ "ہیلو مسٹر ریچ ووڈ! ابھی ڈاکٹر ڈیسوزا نے خوشخبری سنائی ہے۔ میں اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ تم بھی چلے آؤ۔"

دوسری طرف سے ریچ ووڈ نے کہا۔ "میں ابھی آرہا ہوں اور نگرانی کرنے والوں کو تمہاری رہائش گاہ کے آس پاس سے ہٹا رہا ہوں۔"

سپر ماسٹر انتونی پاڈلیا نے کچھ عرصہ قبل خفیہ سرگرمیوں کی ابتدا کی تھی۔ اس کا علم اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کو نہیں تھا۔ حکومت کے تمام اعلیٰ عہدے داران کی سرکاری اور ذاتی مصروفیات پر بھی نظر رکھتے تھے۔ سپر ماسٹر نے ایسے سراغرسانوں سے بچنے کے لیے انٹیلی جنس کے چیف ریچ ووڈ کو اپنے اعتماد میں لیا تھا۔ اس نے ریچ ووڈ کو اپنی خفیہ تنظیم کا اہم ممبر بنایا تھا۔

چونکہ یہ خفیہ تنظیم ملک کے مفاد کے لیے قائم کی گئی تھی اس لیے ڈاکٹر ڈیسوزا اور انٹیلی جنس کا چیف ریچ ووڈ حب الوطنی کے جذبے سے سپر ماسٹر کا ساتھ دے رہے تھے۔ انہوں نے عہد کیا تھا کہ بدلتے ہوئے حکمرانوں اور فوجی افسروں کو اپنی سرگرمیوں کا علم نہیں ہونے دیں گے۔

جب سپر ماسٹر خفیہ تنظیم کی مصروفیات کے لیے اپنی رہائش گاہ سے باہر جانا چاہتا تو انٹیلی جنس کا چیف اس کے بنگلے کے اطراف سے سراغرسانوں کی ڈیوٹی بدل دیتا تھا جو نئے جاسوس ڈیوٹی پر آتے تھے' وہ خفیہ تنظیم کے خاص افراد ہوا کرتے تھے اس طرح وہ سرکاری سراغرسانوں کی نظروں میں آئے بغیر خفیہ سرگرمیاں جاری رکھتا تھا۔

سپر ماسٹر انتونی پاڈلیا نے پھر فون پر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ "یس سر! میں آپ کا خادم ڈی کرو سو بول رہا ہوں۔ حکم کریں۔"

"سیکیورٹی فورس کے ساتھ تیار رہو۔ میں بنگلے سے نکل رہا ہوں اور انڈر گراؤنڈ جا رہا ہوں۔"

"یس سر! آپ دس منٹ کے بعد بنگلے سے نکل سکتے ہیں۔"

ڈی کرو سو ایک قد آور باڈی بلڈر تھا۔ سپر ماسٹر کا خاص باڈی گارڈ تھا۔ اس نے اپنی نگرانی میں اپنے ماسٹر کو ایک خفیہ اڈے میں پہنچا دیا۔ انٹیلی جنس کا چیف ریچ ووڈ بھی وہاں پہنچ گیا۔ خفیہ اڈے کے اس حصے میں ایک آپریشن تھیٹر قائم کیا گیا تھا۔ وہاں سرجری کے تمام جدید آلات اور مشینیں تھیں۔ ڈاکٹر ڈیسوزا برین سرجری کا ماہر تھا۔ اُس نے سپر ماسٹر کے تعاون سے ایک جدید طرز کا آپریشن تھیٹر قائم کیا تھا اور اس تھیٹر میں سب سے پہلے بی جی تھرمال کا برین آپریشن کیا گیا تھا۔

قارئین بی جی تھرمال کے متعلق بہت کچھ پڑھ چکے ہیں۔ وہ جان لمبوڈا کا داماد تھا۔ اس نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا لیکن اس علم کے ذریعے اپنے ملک کو کوئی بڑا فائدہ نہیں پہنچایا تھا۔ کئی بار اس نے چھوٹے بڑے نقصانات پہنچائے تھے۔ اس کی نااہلی کے پیشِ نظر تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن سے ٹیلی پیتھی کے علم کو مٹا دیا گیا تھا۔

اس کے متعلق یہ طے ہو چکا تھا کہ وہ ذہین نہیں ہے۔ جان لمبوڈا کی سفارش سے اسے ٹیلی پیتھی سکھائی گئی تھی۔ اعلیٰ حکام نے

فیصلہ کیا تھا کہ اُس کے پاس یہ علم ہے گا تو دشمن اس سے فائدے اٹھائیں گے۔ اس فیصلے کے مطابق اسے ٹیلی پیتھی سے محروم کر کے ایک عام سا آدمی بنا کر چھوڑ دیا گیا تھا۔

سپر ماسٹر انتونی پاڈلیا نے اس مسئلے پر غور کیا' جب ایک پرانی کھٹارا گاڑی کو مرمت کر کے اس میں نیا انجن لگا کر اسے تیز رفتار بنایا جا سکتا ہے تو پھر بی جی تھرہال کے اندر ایک نیا انجن یا نیا برین پیدا کر کے اسے کار آمد کیوں نہیں بنایا جا سکتا؟

تھرہال میں یہی خرابی تھی کہ وہ ذہین نہیں تھا۔ سپر ماسٹر نے سوچا ہمارے ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا قحط پڑا ہے ایسے وقت ناکارہ خیال خوانی کرنے والوں کو کار آمد بنانا چاہیے۔ ان کی خرابیاں اور کمزوریاں دور کر دی جائیں تو وہ بہترین کارکردگی دکھا سکیں گے۔

یہی سوچ کر اس نے تھرہال کو برین سرجری کے لیے ڈاکٹر ڈیسوزا کے حوالے کیا تھا۔ ڈاکٹر نے یقین دلایا تھا کہ آپریشن کے نتیجے میں ذہنی کمزوریاں دور ہو جائیں گی۔ اس نے درست کہا تھا۔ آپریشن کے بعد اس کی ذہانت کو آزمایا گیا تو اس نے اپنے بچپن سے لے کر اب تک کی بے شمار باتیں بیان کی اور خود اپنی ذات پر تنقید کی کہ اُس نے خیال خوانی کے دوران کب' کہاں اور کیسی غلطیاں کی ہیں۔

سپر ماسٹر انتونی پاڈلیا اور ریچ ووڈ اس کے سامنے بیٹھے اس کی باتیں سن کر خوش ہو رہے تھے۔ انہوں نے کئی پیچیدہ سوالات کیے۔ "تھرہال نے بڑی ذہانت سے جواب دیا پھر ڈاکٹر ڈیسوزا نے کہا۔ "تھرہال! خیال خوانی کا مظاہرہ کرو۔"

وہ سپر ماسٹر کے دماغ میں آ کر بولا۔ "ہیلو میں بی جی تھرہال حاضر ہوں۔ کیا چور خیالات پڑھوں؟"

سپر ماسٹر نے سانس روک لی۔ وہ انٹیلی جنس کے چیف ریچ ووڈ کے پاس آ کر بولا۔ "سپر ماسٹر نے سانس روک کر مجھے دماغ سے نکال دیا۔ کیا میں آپ کے چور خیالات پڑھوں؟"

ریچ ووڈ نے سانس روک کر مسکراتے ہوئی کہا۔ "خیال خوانی آتے ہی ہمارے چور خیالات پڑھنے لگے' شاباش! ایسی ہی چالاکی سے کام لیا کرو' کسی پر بھروسا نہ کرو کیوں کہ اپنوں کے اندر بھی دشمنی چھپی ہوتی ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "جلد ہی تمہاری ذہانت کو عملی طور پر آزمایا جائے گا۔ اس سے پہلے ہر طرح سے تمہاری حفاظت کے انتظامات کرنے ہوں گے۔"

تھرہال نے پوچھا۔ "آپ کیسے انتظامات کرنا چاہتے ہیں؟"

"تم آپریشن کے بعد کمزور ہو گئے ہو۔ چند لمحوں سے زیادہ سانس نہیں روک پاؤ گے۔ ایسے میں کوئی دشمن تمہیں ٹریپ کر سکتا ہے۔ لہٰذا تم پر تنویمی عمل کیا جائے گا تاکہ دشمنوں کی یلغار کو روکنے کے لیے تمہارے دماغ کو لاک کیا جا سکے۔"

وہ بولا۔ "یہ میرے مزاج کے خلاف ہے کہ مجھ پر تنویمی عمل کیا جائے۔ تمام خیال خوانی کرنے والوں کو معلوم ہے کہ میرے دماغ سے ٹیلی پیتھی مٹا دی گئی ہے۔ میں نے یہ علم دوبارہ حاصل کر لیا ہے' یہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ ایسے میں کوئی میری طرف نہیں آئے گا۔ میں ایک ماہ کے اندر اندر اپنی یوگا کی صلاحیتیں واپس لے آؤں گا۔"

"ایک ماہ کا عرصہ بہت ہوتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں' تم کل ہی سے کام شروع کر دو۔ تمہارے میدانِ عمل میں آتے ہی سب ہی تمہارے دماغ میں آنے کی کوشش کریں گے۔ اس لیے تم پر تنویمی عمل لازمی ہے۔"

وہ تھرہال کے کمرے سے باہر آ گئے۔ ریچ ووڈ نے آہستگی سے کہا۔ "یہ خوشی کی بات ہے کہ ہمارے پاس ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا ہو گیا ہے لیکن اس کی باتوں سے بغاوت کی بُو آ رہی ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "اسی لیے تنویمی عمل کرایا جا رہا ہے۔ اس کا دماغ بھی لاک ہو گا اور یہ ہمیشہ ایک کتے کی طرح ہمارا وفادار رہے گا۔"

"خوش قسمتی سے یہ ایک خیال خوانی کرنے والا ہمیں ملا ہے۔ اسے مضبوطی سے اپنی مٹھی میں رکھا جائے گا۔"

سپر ماسٹر نے مسکرا کر کہا۔ "میں تمہیں سرپرائز دے رہا ہوں۔ ہمارے پاس ایک نہیں دو خیال خوانی کرنے والے ہیں۔"

انٹیلی جنس کے چیف ریچ ووڈ نے حیرانی اور خوشی سے پوچھا۔ "کیا واقعی؟"

"ہاں' ٹرانسفارمر مشین نے ایک اور نوجوان کو ٹیلی پیتھی کا علم دیا تھا۔ اس جوان کو برین ماسٹر نے اپنا ماتحت بنا لیا پھر فرہاد نے اسے اور باربرا کو ٹریپ کیا تھا پھر پتا نہیں کس طرح وہ فرہاد کے تنویمی عمل سے آزاد ہو گئے تھے اور آزاد ہو کر کہاں کہاں بھٹکتے رہے تھے۔"

"تم کس کی بات کر رہے ہو؟ کیا وہ جیری ہاک ہے؟"

"ہاں' اس نے سمرقند میں باربرا کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کا آپریشن کروایا تھا۔ اسے مکمل لڑکی بنایا تھا لیکن پھر ایک بار فرہاد کے چنگل میں پھنس گیا تھا۔ اس بار سلمان نے اسے ناکارہ سمجھ کر تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ سے ٹیلی پیتھی مٹا دی تھی وہ ایک عام انسان کی طرح یہاں واشنگٹن چلا آیا تھا۔ مجھے پتا چلا تو میں نے ڈی کروسو کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لے۔ اس نے جیری ہاک کو پکڑ کر ڈاکٹر ڈیسوزا کے حوالے کر دیا تھا۔"

"یعنی اس کا بھی برین واش کیا گیا ہے؟"

"ہمارے ہپناٹزم کے ماہر جے پرگولا نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کے اندر سے چھپی ہوئی ٹیلی پیتھی کو نکالا ہے۔ دماغ سے کوئی چیز مٹائی نہیں جا سکتی۔ اسے مٹانا چاہو تو وہ تحت الشعور میں جا کر چھپ جاتی ہے۔ بہرحال' ہم کھوئی ہوئی توانائی اپنی حکمت عملی سے حاصل کر رہے ہیں۔"

وہ دوسرے کمرے کے سامنے آئے۔ وہاں ہپناٹزم کا ماہر جے پرگولا کھڑا ہوا تھا۔ وہ مصافحہ کرتے ہوئے بولا۔ "میں نے وہ کمال کیا ہے جو کوئی دوسرا تنویمی عمل کرنے والا نہیں کر سکتا۔ یوں سمجھو کہ میں ایک ٹرانسفارمر مشین ہوں۔ اپنے عمل کے ذریعے انسانی دماغ کو کچھ سے کچھ بنا دیتا ہوں۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "پرگولا! یہ تم میں بڑی خرابی ہے۔ بولتے بہت ہو۔ بھئی' کارنامہ خود بولتا ہے۔ کارنامہ انجام دینے والے کو بولنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کہاں ہے جیری ہاک؟"

اس نے کمرے کا دروازہ کھول کر کہا۔ "وہ رہا جیری۔"

وہ ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ اس نے اٹھ کر کہا۔ "آیئے سپر ماسٹر انتونی پاڈلیا اور چیف آفیسر ریچ ووڈ! میں نئی زندگی حاصل کرنے کی خوشی میں یہ مشروب پی رہا ہوں' کیا آپ دونوں میری خوشی میں شریک ہونا پسند کریں گے؟"

اس نے دونوں سے مصافحہ کیا۔ جے پرگولا نے کہا۔ "آپ لوگ مشروب پئیں اور جیری کا امتحان لیں۔ میں ڈاکٹر ڈیسوزا کو بلا کر لاتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ دونوں ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔ جیری نے دو گلاسوں میں ان کے لیے مشروب تیار کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے باربرا کے ساتھ شرافت سے زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا تھا اس کے لیے اس کے ساتھ تھوڑی سی بے ایمانی کی' اسے دھوکے سے ایک مشروب پلا کر اسے اپنی معمولہ بنا لیا۔ اسے آپریشن کرانے پر آمادہ کر لیا۔ آپ ہی بتائیں' میں نے اسے مکمل عورت بنا کر کوئی جرم کیا تھا؟"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "ہرگز نہیں۔ تم نے اچھا کیا تھا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آج وہ تمہاری بیوی ہوتی۔ ہماری ٹیم میں ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والی کا اضافہ ہو جاتا۔"

"اس سنگدل حسینہ نے میری محبت کا یہ صلہ دیا کہ فرہاد کے جال میں پھنسا دیا اور سلمان نے میری ٹیلی پیتھی کی صلاحیت چھین لی۔"

ریچ ووڈ نے کہا۔ "شکر کرو' اس نے زندہ چھوڑ دیا اور ہمیں موقع مل گیا' تمہیں نئی زندگی دینے کا ورنہ تم تو گئے تھے کام سے....."

"یہ تم لوگوں کی مہربانی ہے لیکن میں نے باربرا سے محبت اور مہربانی کی سزا پا کر یہ سبق حاصل کیا ہے کہ یہ بے ایمان لوگوں کی دنیا ہے۔ یہاں بے ایمانی کرتے رہنے سے دولت' شہرت اور لمبی زندگی ملتی ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "شاباش' بے ایمانی کرو دشمنوں سے اور ہم جیسے دوستوں سے وفاداری کرتے رہو۔"

"نہیں مسٹر انتونی پاڈلیا! بے ایمانی کی لغت میں دوستی اور وفاداری کے الفاظ نہیں ہوتے۔ بے ایمان سب سے پہلا وار اپنے محسنوں اور مہربانوں پر کرتے ہیں اور وہ میں کر چکا ہوں۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر جیری سے پوچھا۔ "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

جیری نے کہا۔ "اپنے اپنے گلاس خالی کرنے سے پہلے یہ سوال کرتے تو بچ نکلنے کی کوئی صورت نکال لیتے۔"

دونوں نے خالی گلاسوں کو اپنے ہاتھوں سے چھینکتے ہوئے پوچھا۔ "یہ اس میں کیا تھا؟"

جیری خاموش رہا مگر انہیں جواب ملنے لگا۔ دونوں اپنے اندر کمزوری اور گھبراہٹ محسوس کرنے لگے۔ انہوں نے مدد حاصل کرنے کے لیے دروازے کی سمت دیکھا۔ وہاں جے پرگولا' باڈی گارڈ ڈی کروسو اور بی جی تھرہال کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ سپر ماسٹر نے باڈی گارڈ کو دیکھتے ہی کہا۔ "اچھ..... اچھا ہوا تم آ گئے۔ ہمیں فوراً طبی امداد پہنچاؤ۔ یہ..... یہ جے..... جیری نے ہم سے دھوکا کیا ہے۔"

ڈی کروسو نے کہا۔ "سوری' میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گا۔"

"کیا بکواس کرتے ہو؟ میں تمہارا باس ہوں۔ تم میرے باڈی گارڈ ہو۔"

"سوری' میں تمہارا نہیں جے پرگولا کا وفادار ہوں۔"

جیری نے کہا۔ "اتفاق سے میں بھی جے پرگولا کا معمول اور تابعدار ہوں۔"

بی جی تھرہال نے کہا۔ "میرے دماغ پر بھی ہپناٹزم کے ماہر پرگولا کی حکمرانی ہے۔"

دونوں نے حیرانی اور پریشانی سے جے پرگولا کو دیکھا۔ وہ مسکرا کر بولا۔ "تم امریکا کے سپر ماسٹر تھے۔ کیا یہ کافی نہیں تھا؟ وہ خوامخواہ اس زیرِ زمین تنظیم کے بھی سربراہ بننے کی حماقت کر رہے تھے۔ میں کسی ملک کا وفادار نہیں ہوں اور نہ ان میں سے کوئی کسی کا وفادار ہے۔ یہ سب میرے تابعدار ہیں اور صرف میری ہی تابعداری کرتے رہیں گے۔"

باڈی گارڈ ڈی کروسو نے آگے بڑھ کر سپر ماسٹر اور ریچ ووڈ کی گردنیں پکڑیں پھر انہیں اٹھا کر ایک بستر کی طرف دھکیلتا ہوا لے گیا وہاں لے جا کر انہیں اس بستر پر پھینک دیا۔ جیری نے سپر ماسٹر کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ "میرے باس! جے پرگولا کا حکم ہے کہ میں فوراً تم پر تنویمی عمل کروں اور تمہیں اس کا غلام بنا دوں تاکہ تم بدستور اپنے ملک کے سپر ماسٹر رہ کر ہمارے کام آتے رہو۔"

بی جی تھرہال نے انٹیلی جنس کے چیف ریچ ووڈ کے دماغ میں آ کر کہا۔ "میرے باس جے پرگولا کے حکم کی تعمیل کرو۔ اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دو۔ تنویمی عمل کے لیے مائل ہو جاؤ۔ اس عمل کے بعد تم جے پرگولا کے غلام رہو گے اور بدستور انٹیلی جنس کے چیف رہ کر ہماری سیکیورٹی کے انتظامات کرتے رہو گے۔"

جے پرگولا نے مسکرا کر دیکھا۔ وہ دونوں بستر پر چاروں شانے چت پڑے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ اس سے ظاہر تھا کہ جیری اور تھرہال خیال خوانی کے ذریعے انہیں سلا رہے ہیں تاکہ خوابیدہ دماغ پر عمل کر سکیں۔ جے پرگولا اپنی صفات میں شیطان تھا۔ اس نے جیری' تھرہال' ڈی کروسو اور ڈاکٹر ڈیسوزا پر ایسا تنویمی عمل کیا تھا کہ وہ چاروں کبھی اس کے تنویمی چنگل سے نہیں نکل سکتے تھے۔

وہ ڈی کروسو کے ساتھ ایک کمرے میں آ کر بیٹھ گیا پھر بولا۔ "انسانی دماغوں کو تسخیر کرنے کے لیے میں اکیلا ہی کافی تھا لیکن جیری اور تھرہال کے اضافے سے بڑی سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں۔"

ڈی کروسو نے کہا۔ "تنویمی عمل اور خیال خوانی میں خاصا فرق ہے۔ آپ کو کسی پر عمل کرنے کے لیے اس کے قریب جانا پڑتا ہے۔ اپنی آواز اور مقناطیسی آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں جھانک کر اسے سحرزدہ کرنا پڑتا ہے جب کہ خیال خوانی کرنے والے فون پر بھی آواز سن کر اپنے ٹارگٹ کے دماغ میں پہنچ جاتے ہیں۔"

"اسی لیے میں نے ان دونوں خیال خوانی کرنے والوں کو اپنی مٹھی میں رکھا ہے۔ میری کوشش ہوگی کہ ان کے ذریعے مزید ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کیا جائے۔ میں قطرہ قطرہ کر کے ٹیلی پیتھی کا سمندر بناؤں گا۔"

جیری اور تھرہال ایک گھنٹے کے اندر واپس آ گئے۔ جے پرگولا کے پاس بیٹھ گئے۔ جیری نے کہا۔ "تنویمی عمل ہو چکا ہے اس کے چور خیالات سے کچھ اہم باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دکی سول کو ملٹری ہیڈ کوارٹر میں رکھا گیا ہے۔ اس کے بنگلے کے باہر اور اندر سخت پہرا لگایا گیا ہے۔ کچھ ایسے الیکٹرونک حفاظتی انتظامات کیے گئے ہیں کہ وہاں قدم رکھنے والا دوسرا قدم اٹھانے کے قابل نہیں رہتا۔"

پرگولا نے کہا۔ "اتنے حفاظتی انتظامات کے باوجود اس کی خدمت کرنے والے' اسے کھانا اور ضروریات زندگی کی دوسری چیزیں پہنچانے والے اس بنگلے کے اندر آتے جاتے ہوں گے۔"

تھرہال نے کہا۔ "میں نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کے خیالات پڑھے ہیں حالانکہ وہ چیف ہے لیکن اسے بھی آج تک دکی سول کے پاس جانے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ضروری بات ہو تو اس سے فون پر رابطہ کرو۔ صرف ایک فوجی جوان اس کے لیے کھانے پینے کی چیزیں لے جاتا ہے۔ وہ دن رات میں کئی بار صرف دس منٹ کے لیے جاتا ہے پھر واپس آ جاتا ہے۔ ہر دس منٹ کے لیے خطرناک حفاظتی انتظامات کو بے اثر بنایا جاتا ہے۔"

جے پرگولا نے کہا۔ "یہ اہم معلومات ہیں۔ ہم سوچیں گے کہ دکی سول کو کیسے ٹریپ کیا جائے۔"

جیری نے کہا۔ "آج صبح دکی سول نے سپر ماسٹر کو یہ بری خبر سنائی ہے کہ اس کی خفیہ آرمی کے کئی سپاہی اور کمانڈر مارے گئے ہیں اور فارمولوں کے تمام کاغذات یہودی لے گئے ہیں۔"

ڈی کروسو نے کہا۔ "اگرچہ الپا خاصی تجربہ کار ہو چکی ہے لیکن میں یقین سے کہتا ہوں اس کامیابی کے پیچھے یہودیوں کی نئی خفیہ تنظیم ہے۔ ہمیں اس تنظیم کے متعلق معلوم ہونا چاہیے۔ جب تک معلوم نہ ہو' تب تک ہم بھی ان کے لیے اجنبی اور پُراسرار بن کر رہیں گے۔ میرے تجربات کہتے ہیں کہ دشمن کا چہرہ دیکھنے اور اس کی عادتیں معلوم کرنے کے بعد اس کے مقابلے پر آؤ۔"

جیری نے کہا۔ "سپر ماسٹر کے خیالات نے بتایا ہے کہ شی تارا اور مرینا کے درمیان پھوٹ پڑ گئی ہے۔ شی تارا نے یہ شرط پیش کی تھی کہ سپر ماسٹر' مرینا سے دوستی نہیں کرے گا' تب وہ سپر ماسٹر کے ملک کے لیے کام کرے گی۔"

پرگولا نے کہا۔ "شی تارا کی یہ شرط ہم مان لیں گے۔ میں سپر ماسٹر کو حکم دوں گا کہ وہ اعلانیہ شی تارا سے دوستی کرے اور درپردہ مرینا سے بھی رابطہ رکھے اس طرح ہمیں دونوں میں سے کسی کے قریب پہنچنے اور اسے ٹریپ کرنے کا موقع ملے گا۔"

"لندن میں ڈی شی تارا اور ڈی سرنا رہتے ہیں۔ سپر ماسٹر فون پر ان سے رابطہ کر کے کہتا ہے کہ اصلی شی تارا سے رابطہ کرایا جائے۔ وہ اصلی شی تارا دن کے بارہ بجے اور رات کے بارہ بجے اپنی تمام ڈی سے باتیں کرتی اور پیغامات وصول کرتی ہے پھر اسی کے مطابق سپر ماسٹر سے رابطہ کرتی ہے۔"

"ابھی سپر ماسٹر اپنی تنویمی نیند پوری کر لے تو اسے حکم دوں گا کہ شی تارا کو کال کرے۔"

سپر ماسٹر نے پچھلی رات ڈی شی تارا سے کہا تھا لیکن ڈی نے رات بارہ بجے کے بعد بتایا کہ اصلی شی تارا نے دستور کے مطابق رابطہ نہیں کیا ہے۔

پرگولا نے گھڑی دیکھ کر کہا۔ "اب تو دن کے دو بج چکے ہیں۔ اس نے رات کے بارہ بجے رابطہ نہیں کیا۔ ابھی دن کے بارہ بجے ضرور سپر ماسٹر کے نائب کے دماغ میں گئی ہو گی۔ تم فوراً معلوم کرو۔"

جیری نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر نائب کے دماغ میں پہنچ کر بولا۔ "میں دکی سول ہوں۔ سپر ماسٹر ایک اہم معاملے میں مصروف ہیں۔ انہوں نے پوچھا ہے کیا شی تارا نے رابطہ کیا تھا؟"

"ڈی شی تارا نے فون پر معذرت چاہی تھی۔ کہا تھا کہ اصلی شی تارا سے رابطہ نہیں ہو رہا جیسے ہی وہ رابطہ کرے گی اسے سپر ماسٹر کا پیغام پہنچا دیا جائے گا۔"

"کیا تم نے پوچھا نہیں کہ رات کے بارہ کا وقت گزر گیا۔ دن کے بھی بارہ بج گئے۔ رابطہ نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ کیا شی تارا دوستی نہیں کرنا چاہتی ہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ ڈی شی تارا خود حیران ہے اور اصلی شی تارا سے رابطہ نہ ہونے پر پریشان ہے۔ خیال ہے کہ وہ بیمار ہے یا کسی اہم معاملے میں الجھی ہوئی ہے۔"

جیری نے دماغی طور پر حاضر ہو کر جے پرگولا کو تمام باتیں بتائیں۔ پرگولا نے کہا۔ "شاید بیمار ہے ورنہ اہم معاملہ کیا ہو سکتا ہے۔ کل رات تک وہ فارمولے اہم تھے لیکن وہاں شی تارا کا نام سننے میں نہیں آیا۔ صرف دکی سول اور الپا کی ٹیمیں ایک دوسرے سے لڑتی رہیں۔"

"جی ہاں اور مرینا بھی اپنی ٹیم کے ساتھ اچانک ہی جنگل سے کہیں چلی گئی تھی۔ سپر ماسٹر کے خیالات نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ دونوں خیال خوانی کرنے والیاں لاپتا رہی تھیں۔"

"پھر تو وہ دونوں معمّا بن گئی ہیں۔ ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ ہو سکتا ہے دونوں میں کوئی جھگڑا نہ ہوا ہو۔" وہ دونوں اب بھی ہم خیال سہیلیاں ہوں۔ سپر ماسٹر سے جھوٹ کہا ہو۔ ان کا ایک ساتھ غائب ہو جانا اور فارمولوں میں دلچسپی نہ لینا کوئی معنی رکھتا ہے۔"

جے پرگولا سوچ میں پڑ گیا۔ یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ دونوں کہاں گم ہو گئیں ہیں اور گم ہو کر کیا کرتی پھر رہی ہیں؟"

****

تمام دشمنوں نے بڑا زور لگایا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے سے میری فیملی کے کسی فرد کو شکار کر کے لے جائیں۔ یہودی اس ارادے میں کامیاب بھی ہوئے تھے۔ جوجو کو ٹریپ کر کے لے جا رہے تھے لیکن ثانی اور علی تیمور نے ان کی کوششوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

جوجو واپس آ گئی تھی اور اس کے دماغ سے الپا کے تنویمی عمل کے اثرات کو ختم کر دیا گیا تھا پھر دشمنوں کو پتا چلا کہ ادارے میں فرہاد اور اس کے دونوں بیٹے نہیں ہیں۔ یہ اعلان گمراہ کرنے کے لیے تھا کہ فرہاد' اس کے بیٹے اور فیملی کے دوسرے سبھی افراد چوبیس گھنٹے تک ادارے میں رہیں گے جب دشمنوں کو معلوم ہوا کہ انہیں احمق بنا کر ان کے عداوتی ارادے معلوم کیے گئے ہیں تو سب ہی ادارے سے منہ پھیر کر چلے گئے۔

مجھے معلوم تھا کہ ایسی حکمتِ عملی سے دشمن مایوس ہو کر چلے جائیں گے پھر میرے لیے راستہ صاف ہو جائے گا۔ میں سونیا اور نوزائیدہ بچوں کو دیکھنے کے لیے ادارے میں آ گیا۔

سونیا خوشی سے پھول کی طرح کھلی ہوئی تھی۔ اس نے اعلیٰ بی بی کو گود میں لے کر کہا۔ "میں نے بیٹی اٹھالی ہے' تم تو پہلے بیٹے کو گود میں لو گے۔"

میں نے پوچھا۔ "تم نے یہ کیوں سوچ لیا کہ پہلے بیٹے کی طرف اٹھوں گا؟"

"نوّے فیصد لوگ بیٹا ہی چاہتے ہیں۔"

"میں باقی دس فیصد میں ہوں۔ میرے خاندان میں ایک بیٹی کی کمی تھی' وہ آج تم نے پوری کر دی۔"

میں نے اعلیٰ بی بی کو اس کے ہاتھوں سے لے کر خوب چوما۔ اس خوبصورت سی بچی کو دیکھ دیکھ کر دل نہیں بھرتا تھا۔ سونیا نے مسکرا کر کہا۔ "بس اب دوسرے کے لیے بھی پیار رہنے دو۔"

میں نے اسے سونیا کو دیا پھر کبریا کو اٹھا کر چومتے ہوئے کہا۔ "اولاد کو جتنا بھی پیار دو' وہ کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔"

"کتنے دنوں کے لیے آئے ہو؟"

"ایک دن تمہارے لیے اور ایک دن کبریا کے لیے ہے۔ باقی زندگی کے جو دن رہ گئے ہیں' وہ اپنی بیٹی کے ساتھ گزارنا چاہوں گا۔"

"پھر تو اس لڑکی کے متعلق پیش گوئی درست ہے کہ جو اسے دیکھے گا' اس کا دیوانہ ہو جائے گا۔ تم پہلی ہی ملاقات میں اپنی باقی زندگی اس کے ساتھ گزارنے کی تمنا کر رہے ہو۔ ایسے تو یہ بڑی مغرور ہو جائے گی۔"

"حسن میں غرور کی ملاوٹ ہو تو اس میں اور کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ تم میری بیٹی پر ابھی سے تنقید نہ کرو۔"

"تمہاری لاڈلی تمہیں مبارک رہے۔ دوسری باتیں کرو۔"

"دوسروں سے دوسری باتیں کی جاتی ہیں۔ تم دوسری نہیں ہو پھر دوسری باتیں کیوں کروں؟"

"خوب باتیں بنانے کے موڈ میں ہو۔"

"بھئی' تم نے ایسے ننھے ننھے' پیارے پیارے سے مکھڑے دکھائے ہیں' پھر موڈ کیوں نہیں بنے گا۔"

میں نے اور سونیا نے زندگی میں بڑے مصائب جھیلے تھے اور طرح طرح کی مسرتیں بھی حاصل کی تھیں لیکن اس روز میں ایسی مسرتوں سے مالا مال ہوا تھا' جو سونیا کے حوالے سے مجھے مل رہی تھیں۔ ایسے وقت سونیا ثانی نے میرے دماغ پر دستک دی' گوڈ ورڈز ادا کیے پھر کہا۔ "پارس اپنی پوری ٹیم کے ساتھ پیرس پہنچ گیا ہے۔ باربرا کے ساتھ ادارے میں آ رہا ہے۔ پاشا' مرینا' صفورا اور عبداللہ کا کیا کیا جائے؟"

میں نے کہا۔ "پاشا کو ابھی ملٹری ہیڈ کوارٹر میں رکھو۔ میں ابھی مرینا سے بات کرتا ہوں۔"

سونیا چلی گئی۔ میں نے سونیا سے کہا۔ "تمہارا بیٹا پارس آ رہا ہے۔"

"اچھا۔ میرا بیٹا ہے۔ تمہارا نہیں ہے؟"

"ہے تو سہی۔ مگر کمبخت تمہارے گُن ایسے گاتا ہے جیسے آسمان سے سیدھا تمہارے پیٹ میں آیا ہو۔ اپنی پیدائش کا کریڈٹ باپ کو نہیں دیتا ہے۔"

"پھر بھی باپ پر گیا ہے۔ ایک حسین نمونہ اپنے ساتھ ضرور رکھتا ہے۔"

"ہاں' باربرا کے ساتھ آ رہا ہے لیکن یہ پہلی حسین لڑکی ہے جو

اسے انسان بنا کر رکھتی ہے۔ اسے اخلاق اور تہذیب کے دائرے میں رکھتی ہے۔"

"چلو اچھا ہے۔ پاشا اور مرینا کے متعلق بتاؤ؟'

"میں نے پاشا کو فی الحال ملٹری ہیڈ کوارٹر میں رکھنے کے لیے کہا ہے۔ مرینا کے متعلق بھی غور کرنا ہوگا۔ یہ دونوں ایسے ہیں' جنہیں یہاں ادارے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ملے گی۔ ہم بے حد مصروف رہا کرتے ہیں۔ ان کی وفاداری اور بے وفائی پر نظر نہیں رکھ سکیں گے۔ اگر ہم نے ہر پندرہ دن بعد ان پر تنویمی عمل نہ کیا تو یہ آزاد ہو کر بھٹک جائیں گے۔"

وہ بولی۔ "میں تمہارا انتظار کر رہی تھی کہ آؤ گے تو تمہارے ساتھ بچوں کو لے کر جناب تبریزی صاحب کے حجرے میں حاضری دوں گی۔ وہیں ہم جناب تبریزی صاحب سے پاشا اور مرینا کے سلسلے میں مشورہ لیں گے۔"

میں نے ادارے کے مخصوص فون کے ذریعے جناب تبریزی صاحب سے رابطہ کیا۔ انہیں سلام کرنے کے بعد عرض کیا۔ "میں سونیا اور بچوں کے ساتھ حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ پارس بھی پہنچنے والا ہے۔"

انہوں نے فرمایا۔ "مجھے تم سے مل کر خوشی ہوگی۔ آجاؤ۔"

میں نے ننھی اعلیٰ بی بی کو بازوؤں میں اٹھایا۔ سونیا نے کبریا کو گود میں لیا۔ ہم کوارٹر سے نکل کر باہر آئے۔ وہاں ہمارے لیے ایک چھوٹی موٹر ٹرالی آئی۔ بابا صاحب کا ادارہ کئی میل تک پھیلا ہوا تھا۔ ایک قلعہ بند شہر کی طرح فصیل کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے موٹر ٹرالیاں چلتی رہتی تھیں۔ ہم اس کے ذریعے حجرے کے سامنے پہنچ گئے۔ اجازت حاصل کر کے اندر داخل ہوئے۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی کے سامنے دونوں بچوں کو فرش پر ڈال کر ان سے مصافحہ کیا پھر دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔

انہوں نے کبریا اور اعلیٰ بی بی کو باری باری اٹھا کر دعا پڑھی۔ ان کی پیشانیوں کو بوسہ دیا پھر انہیں ہمارے حوالے کرتے ہوئے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے' جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ان بچوں کو عزت' شہرت اور خوشحالی نصیب ہوتی رہے گی۔"

وہ خاموش ہوئے۔ حجرے میں چند لمحوں تک سکوت طاری رہا پھر انہوں نے فرمایا۔ "ہم اپنے مختلف علوم کے ذریعے انسانوں کے دلوں اور دماغوں کے راز معلوم کر لیتے ہیں لیکن مقدر کے بھید صرف وہی عالم الغیب جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اگلے پل اس پر کیا افتاد آپڑے گی یا اگلے چند لمحوں میں وہ خلافِ توقع کامیابی و کامرانی حاصل کرنے والا ہے یا پھر موت کسی بھی لمحے میں اسے آ دبوچنے والی ہے۔ یہ کوئی نہیں جانتا' ایک وہی عالم الغیب جانتا ہے۔ تم کسی کی تقدیر بنانے کے لیے اسے دولت دو' اگر مقدر میں کنگال رہنا یا عذاب اٹھانا ہے تو وہ بدنصیب دولت پانی کی طرح بہا دے گا۔ کسی طوائف یا چور ڈاکو کے حوالے کر دے گا۔ تم کسی کی تقدیر بگاڑنا چاہو گے اور اس کے مقدر میں سنورنا لکھا ہوگا تو وہ تدبیر اور تقدیر کے اشتراک سے سنورتا ہی جائے گا۔ یوں انسانی ہاتھ نہ کسی کو بنا سکتے ہیں' نہ کسی کو بگاڑ سکتے ہیں۔

"تم کیوں چاہتے ہو کہ پاشا اور مرینا کی تقدیر تمہاری مٹھی میں رہے؟ تم جہاں چاہو' انہیں بٹھاؤ اور جہاں چاہو' اٹھا کر پھینک دو؟ جو کام قدرت کا ہے' وہ تم کیوں کرو گے؟

"ماضی میں تم نے کتنے ہی سرکش ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا پھر انہیں آزاد کر دیا۔ فاتح اعظم وہی ہوتا ہے' جو علاقے فتح کرتا ہے پھر اپنی طاقت کا لوہا منوانے کے بعد ان علاقوں کو آزاد کر دیتا ہے۔ دشمن لاشعوری طور پر تم سے متاثر اور مرعوب ہوتے ہیں۔ ان کے اندر یہ خیال پختہ ہوتا ہے کہ تم آئندہ بھی ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تسخیر کرتے رہو گے اور آزادی کی خیرات دیتے رہو گے۔ یوں دشمن پر تمہارا ہی تاثر قائم ہوتا ہے۔"

وہ بول رہے تھے۔ ہم سن رہے تھے۔ میں نے اور سونیا نے سوچا تھا کہ پاشا اور مریم کے سلسلے میں ان سے مشورے لیں گے لیکن ہمارے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی وہ مشورے دے رہے تھے۔

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور۔ دل کی بات بلا جھجک بیان کرو۔"

"جناب! پاشا غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ آزادی ملتے ہی وہ دشمنوں کے ہتھے چڑھے گا پھر دشمن اس کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔"

انہوں نے فرمایا "فائدہ اٹھانے دو۔ جو مثبت انداز میں فائدہ نہیں اٹھاتے' وہ فائدے کے دھوکے میں نقصان اٹھاتے ہیں۔ عرب ملک تیل کی دولت سے کتنا فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ اور اسلامی ممالک کو کتنا نقصان پہنچا رہے ہیں؟ اسی طرح اسرائیل اپنی یہودی سیاست کے ذریعے امریکا سے کتنے فائدے اٹھاتا رہتا ہے اور اس کے باوجود کیسی ذلتیں کماتا رہتا ہے۔ یہ حساب کرو گے تو انکشاف ہوگا کہ ایمان سے اور سلیقے سے فائدہ نہ اٹھایا جائے تو انجام کار ناکامی اور ذلتیں ہی ملتی رہتی ہیں اس لیے اندیشہ نہ کرو کہ دشمن پاشا کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں گے اور تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر' ہم پاشا اور مرینا کو آزاد کر دیں گے۔"

سونیا نے پوچھا۔ "فرہاد کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا یہ یہاں قیام کر سکتے ہیں؟"

"مجھے افسوس ہے۔ قواعد و قوانین سب کے لیے یکساں ہیں۔ اس ادارے میں کسی بھی میاں بیوی کو ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم ادارے کے مغربی زون میں

رہتی ہو۔ فرہاد مغربی زون میں سے دو میل کے فاصلے پر رہے۔ تم میاں بیوی اپنے بچوں کے ساتھ دن کو کسی وقت بھی ریکریشن ہال میں روزانہ ملاقات کر سکتے ہو۔"

اسی وقت پارس کی آواز سنائی دی۔ "محترم جناب عالی! میں اندر آسکتا ہوں؟ میرے ساتھ باربرا ہے۔"

انہوں نے اجازت دی۔ دونوں نے اندر آکر سلام کیا پھر مصافحہ کر کے ان کے سامنے دو زانو ہو گئے۔ جناب تبریزی صاحب نے کہا۔ "پارس' اپنے بھائی بہن کے لیے نہایت ہی قیمتی تحفہ لے کر آیا ہے۔"

پارس نے مسکرا کر اپنی جرسی کے اندر سے وہ فارمولے نکالے جو بارہ عدد کاغذات پر مشتمل تھے۔ اس نے وہ کاغذات جناب تبریزی صاحب کے قدموں میں رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ میری اور باربرا کی کمائی ہے۔ ہم دونوں کی خواہش ہے کہ اس کمائی کا فائدہ سب سے پہلے کبریا اور اعلیٰ بی بی کو پہنچے۔"

انہوں نے تائید کی۔ "تمہاری خواہش پوری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے یہ بہن بھائی غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوتوں کے مالک ہوں گے۔"

سونیا اپنی جگہ سے اٹھ کر پارس کے پاس آئی پھر اسے اپنی بانہوں میں لے کر اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد باربرا کو گلے لگا کر دعائیں دیں۔ باربرا نے جناب تبریزی صاحب سے کہا۔

"جناب! آج مجھے آپ کے سامنے دو زانو ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ میں اس ادارے میں رہ کر مزید علوم و فنون حاصل کرتی رہوں۔"

انہوں نے کہا۔ "بے شک' تم اس ادارے میں رہنے کے قابل ہو۔ میں ابھی تمہاری رہائش کا پروانہ جاری کر دوں گا۔"

میں نے کہا۔ "جناب! ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آئندہ ہمیں کن معاملات میں دلچسپی لینا چاہیے۔"

"تم دلچسپی لو یا نہ لو۔ معاملات اور مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ خود ہی اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں پھر تم سب ان میں الجھتے جاتے ہو۔ آئندہ بھی یہی ہوگا۔ اب جاؤ۔ میری عبادت کا وقت ہو رہا ہے۔"

ہم سب انہیں سلام کر کے حجرے سے باہر آئے۔ باہر آتے ہی پارس نے سونیا کو بازوؤں میں جکڑ کر خوب چومتے ہوئے کہا۔ "جناب تبریزی صاحب کے سامنے جرأت نہیں ہوئی۔ اپنی ممّا سے لپٹنے کے لیے دل سینے سے باہر آرہا تھا۔"

وہ ہنستی رہی اور وہ اسے چومتا رہا۔ میں نے کہا۔ "دیوانے برخوردار! بس کرو۔ باقی حسرتیں کوارٹر میں پوری کر لینا۔"

ہم وہاں سے کوارٹر میں آئے۔ میں نے کہا۔ "تم سب یہاں باتیں کرو۔ میں پاشا کے سلسلے میں علی سے باتیں کر رہا ہوں۔"

میں نے دوسرے کمرے میں آکر علی کو مخاطب کیا۔ علی نے کہا۔ "میں ثانی کے ذریعے آپ سے باتیں کرنے والا تھا۔ آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ پارس نے صومالیہ میں کیا کیا ہے؟"

"صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ تمام فارمولے لے آیا ہے۔"

"پاپا! وہ شیطان وہاں سے حاتم طائی بن کر آیا ہے۔ وہ سپر ماسٹر' ماسک مین' شی تارا اور الپا وغیرہ کو فارمولوں کے دو دو کاغذات خیرات کرنے والا تھا لیکن یہودی دس کاغذات چھین کر لے گئے۔"

"کیا یہودی جو کاغذات لے گئے ہیں وہ اصلی ہیں؟"

"ثانی نے پاشا کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہے۔ پارس نے پاپگ مائس قبیلے میں پہنچنے کے بعد ان فارمولوں کو بت کی کھوپڑی سے نکالا تھا۔ وہاں بیٹھ کر اس نے دوسرے بارہ کاغذات پر پاشا سے ان فارمولوں کی نقل کرائی تھی۔ اصل کاغذات اپنے پاس رکھ لیے تھے۔ نقل کے بارہ کاغذات میں سے دو کاغذات سب کے سامنے یہ کہہ کر جلا دیے تھے کہ وہ اپنے حصے کے دو کاغذات جلا رہا ہے۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ اصل کاغذات تو ہمارے پاس ہیں۔ یہودیوں کے پاس بھی اصل فارمولے گئے ہیں لیکن وہ ادھورے ہیں۔ بائی داوے' پاشا کے خیالات اور کیا کہتے ہیں؟"

"وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا ہے۔"

"پھر تو پارس نے اس کی لاعلمی میں گڑبڑ کی ہوگی۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر پارس کو بلایا پھر پوچھا۔ "کیا تم نے فارمولے کے دس کاغذات یہودیوں کے حوالے کیے ہیں؟"

"جی ہاں' انہوں نے جوجو کو اغوا کرنے کی جرأت کی تھی۔ اس جرأت پر انہیں انعام دیا ہے۔"

"یعنی کوئی گڑبڑ کی ہے؟ ثانی نے پاشا کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہے' تم نے ہو بہو اصل فارمولوں کو دوبارہ لکھوا کر انہیں یہودیوں کے حوالے کیا ہے۔ اس میں راز کیا ہے؟"

"پاپا! جب میں پاشا سے ان فارمولوں کی نقل کرا رہا تھا تب باربرا پاشا کے دماغ میں تھی۔ قوتِ سماعت و بصارت اور جسمانی و دماغی قوتوں سے متعلق بہت سی دواؤں کے مرکب بنانے کے نسخے لکھے ہوئے تھے۔ باربرا نے ہر فارمولے میں دو چار دواؤں کے نام تبدیل کرا دیے۔ پاشا اسے اپنے اندر محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اس لیے سمجھ رہا تھا کہ وہ اصل فارمولوں کے مطابق لکھتا جا رہا ہے۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم نے چال اچھی چلی ہے لیکن یہودی دھوکا نہیں کھائیں گے۔ وہ ان فارمولوں سے دوائیں تیار کر کے پہلے کسی ایک عام شخص پر انہیں آزمائیں گے۔ یوں پتا چل جائے گا کہ فارمولے جعلی ہیں۔"

"اس انکشاف کے بعد کہ وہ سب جعلی ہیں' پھر بھی وہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔"

"وہ کیسے برخوردار؟"

"ایسے کہ سپر ماسٹر' ماسک مین اور شی تارا وغیرہ تو یہی سمجھ

رہے ہیں کہ وہ اصلی ہیں۔ یہودی واویلا مچائیں گے کہ وہ جعلی ہیں' تب بھی کوئی یقین نہیں کرے گا۔ یہی سمجھا جائے گا کہ یہودی ازل سے جھوٹے ہیں۔ وہ دھوکا دینے لیے اصل کو جعلی کہہ رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے پاپا کہ شی تارا' سپر ماسٹر اور ماسک مین وغیرہ ان فارمولوں کو حاصل کرنے کے لیے اسرائیل پر دھاوا بولیں گے۔ تل ابیب' جافہ' حیفہ اور یروشلم میں بڑے ممالک کے جاسوس اور خطرناک تنظیموں کے تخریب کار پہنچ رہے ہوں گے۔ اسرائیل کے بڑے شہروں کا امن و امان غارت ہو جائے گا۔ وہاں ذہین اور تجربہ کار سراغرسانوں کا میلہ لگے گا تو یہودیوں کی نئی خفیہ تنظیم پردوں میں چھپی نہیں رہ سکے گی۔ یہ راز کھل جائے گا کہ وہ خفیہ تنظیم کیسی ہے؟ اس میں کون لوگ ہیں اور وہ کس انداز سے کام کرتے ہیں؟"

میں نے بیٹے کو فخر سے مسکرا کر دیکھا پھر علی کے پاس پہنچ کر اسے ساری تفصیلات بتائیں۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے بولا۔ "اسی لیے میں اسے شیطان کہتا ہوں۔ واقعی پاپا! اس نے یہودیوں کو فارمولے دے کر انہیں ایک طویل عذاب میں مبتلا کر دیا ہے اور صرف یہودیوں کو ہی نہیں' تمام دشمنوں کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے ایک دوسرے سے لڑانے کی فضا قائم کر دی ہے۔"

"پاشا کہاں ہے؟"

"ہیڈ کوارٹر میں ہے۔"

"ثانی سے کہو' میرے پاس آئے' میں تمہارے دماغ میں رہوں گا۔ اس طرح ہم تینوں باتیں کر سکیں گے۔"

ثانی نے آ کر مجھے سلام کیا۔ میں نے کہا۔ "جناب تبریزی صاحب کا مشورہ ہے کہ پاشا اور مرینا کو آزاد کر دیا جائے۔"

"ٹھیک ہے پاپا! ان کے مشورے کے پیچھے کوئی مصلحت چھپی ہو گی۔ میں ابھی پاشا کو آزاد کر دوں گی۔ ویسے آپ ہمیں کیا مشورہ دیں گے؟ کیا ہمیں پیرس میں رہنا چاہیے؟"

"بیٹی! راوی چین لکھتا ہے۔ تم دونوں کے لیے میرا مشورہ ہے کہ جب تک آرام اور سکون ہے' شادی کے مسئلے پر غور کرو اور اس کے لیے کوئی مبارک دن مقرر کر لو۔"

"اوہ نو پاپا! میں اتنی جلدی شادی نہیں کروں گا۔"

ثانی نے کہا۔ "یہ گھر بسانے کی نہیں' ساری دنیا دیکھنے کی عمر ہے۔ پلیز آپ شادی کی بات نہ کریں۔"

"اچھا جاؤ۔ پاشا کو تنویمی عمل سے رہائی دو۔"

وہ چلی گئی۔ میں نے لیلیٰ کو مخاطب کیا۔ اس نے مسکرا کر پوچھا۔ "آپ کیسے ہیں؟"

"خیریت سے ہوں۔ تم سناؤ۔"

"میں کیا سناؤں؟ آپ بتائیں' میرا انتظار کب ختم ہو گا؟"

"میں ابھی ادارے میں سونیا کے پاس ہوں۔"

"وہاں تو میاں بیوی کو رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی؟"

"اب بھی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔ وہ ادارے کے مشرق میں ہو گی تو میں مغرب میں۔ وہ شمال میں ہو گی تو میں جنوب میں۔ اجازت اتنی ہے کہ ہم یہاں کے ریکریشن ہال میں یا پارک میں ملاقاتیں کرتے رہیں گے۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی۔ "پھر تو آپ جلدی ہی بھاگ آئیں گے۔"

"تم میری شریکِ حیات ہو۔ تم سے زیادہ مجھے اور کون سمجھے گا۔ میں ہفتے میں ایک دن کے لیے پیرس آیا کروں گا پھر واپس ادارے میں آ کر آرام کیا کروں گا۔ کچھ عرصہ کبریا اور اعلیٰ بی بی کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔"

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ "اللہ کرے کوئی ایسا معجزہ ہو کہ میں بھی آپ کے بچوں کی ماں بن سکوں۔"

"میں آمین کہتا ہوں اور اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں؟ یہ تو قدرت کے کھیل ہیں۔ تم جانتی ہو' سونیا نے اپنی زندگی داؤ پر لگائی۔ زہریلی ماریہ کے ساتھ رہ کر خود کو رفتہ رفتہ اس حد تک زہریلا بنایا کہ اس کی کوکھ نے میرا زہر قبول کر لیا۔ ایسا قدرت کی مرضی سے ہوا ہے۔ قدرت کو منظور نہ ہوتا تو سونیا کی حالت بھی وہی ہوتی' جو پارس کے زہر سے جوجو کی ہوئی تھی۔"

"میں بھی آپ کے بچوں کو جنم دینے کے لیے یہ خطرہ مول لوں گی۔"

"ایسا ہرگز نہ کرنا۔ جوجو کو بڑی مشکلوں سے بچایا گیا تھا۔ تم تو بہت ذہین ہو۔ تمہیں سمجھنا چاہیے کہ انسان کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔ اگرچہ تم بانجھ نہیں ہو لیکن میرے حوالے سے خود کو بانجھ تسلیم کرو اور صبر کرو۔"

"اب تک صبر ہی کر رہی ہوں۔"

"میں یہ کہنے آیا ہوں کہ مرینا' عبداللہ اور صفورا کو تنویمی عمل سے آزاد کر دو۔"

"تم انہیں آزاد کیوں کر رہے ہو؟ وہ ہمارے دشمنوں سے مل جائیں گے۔ ہمارے خلاف دشمنوں کی اضافی قوت بن جائیں گے۔"

"ہاں' ایسا ہو سکتا ہے لیکن یہ جناب تبریزی صاحب کا مشورہ ہے۔ ویسے میں چاہتا ہوں' صفورا ہمارے پاس رہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"اچھا خیال ہے۔ وہ بہت کام کی لڑکی ہے۔"

"تم مرینا اور عبداللہ کے پاس جاؤ۔ میں صفورا سے بات کرتا ہوں۔"

میں اس زہریلی لڑکی کے پاس آیا چونکہ وہ ہماری معمولہ تھی اس لیے مجھے اپنے دماغ میں محسوس نہ کر سکی۔ وہ کئی منٹ تک سانس روک لیتی تھی۔ کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا اسے ٹریپ نہیں کر سکتا تھا۔ بہترین فائٹر بھی تھی۔ اس وقت وہ پیرس کے ایک گارڈن میں بیٹھی ہوئی تھی اور شکستہ دلی سے پارس کے

متعلق سوچ رہی تھی۔ اسے یہ صدمہ تھا کہ اس نے ادارے میں جانے سے پہلے الوداعی ملاقات نہیں کی تھی۔ اس سے مسکرا کر رخصت ہونا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

میں نے اسے مخاطب کیا۔ "ہیلو صفورا!"

وہ چونک گئی۔ اس نے آس پاس دیکھا پھر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"میں پارس کا باپ ہوں' فرہاد علی تیمور۔"

"کیا واقعی؟" اس نے بے یقینی سے پوچھا۔

میں نے کہا۔ "یقین کرو' تمہیں یہ اعتماد ہے کہ کوئی تمہارے دماغ میں نہیں آ سکتا اور یہ بھی جانتی ہو کہ باربرا نے تمہیں مرینا کے تنویمی عمل سے نجات دلائی ہے۔ صرف باربرا اور اس کے خیال خوانی کرنے والے ساتھی ہی تمہارے دماغ میں آ سکتے ہیں۔ اسی طرح میں آیا ہوں۔ کوئی دشمن تمہارے پاس نہیں آ سکے گا۔"

"بے شک' آپ پارس کے پاپا ہیں۔"

"صرف پارس کا نہیں' تمہارا بھی ہوں۔ تم میری بیٹی ہو۔"

وہ خوشی سے کھل گئی۔ مسکرا کر بولی۔ "تھینک یو پاپا۔ میں خود کو دنیا کی سب سے خوش نصیب لڑکی سمجھ رہی ہوں۔"

"تمہیں یہ خوش خبری سنانے آیا ہوں کہ تم تنویمی عمل سے آزاد ہو۔ میں باپ کی حیثیت سے اپنی بیٹی کو آزادی کا تحفہ دے رہا ہوں۔ کیا آزادی کے بعد میری فیملی میں رہنا چاہو گی؟"

وہ آسمان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "اے میرے خدا! یہ میں کیا سن رہی ہوں۔ میرے نصیب یوں جاگ رہے ہیں کہ مجھے یہ خواب سا لگ رہا ہے۔ پاپا! میں ساری عمر آپ کی بیٹی بن کر آپ کی خدمت کرتی رہوں گی۔"

"کیا اپنے بھائی عبداللہ سے دور رہ سکو گی؟"

"میں آپ کے لیے ساری دنیا کو چھوڑ سکتی ہوں۔ کیا آپ میرے بھائی کو اپنی فیملی میں جگہ نہیں دیں گے؟"

"مجھے افسوس ہے۔ ابھی اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس میں صرف ایک ہی خوبی ہے کہ وہ حیرت انگیز جسمانی قوتوں کا مالک ہے۔ اس سے زیادہ پاشا شہ زور ہے لیکن ہم پاشا کو بھی اپنی فیملی سے دور کر رہے ہیں۔"

"آپ بہتر سمجھتے ہیں۔ آپ مجھے بھائی سے جتنی دور جانے کو کہیں گے' میں چلی جاؤں گی۔"

"تم ہمارے ایک خاص مشن پر امریکا جاؤ گی۔"

"آپ کے خاص مشن کے لیے جان ہتھیلی پر رکھ کر جاؤں گی۔"

"ہتھیلی پر جان رکھ کر نہیں' دل رکھ کر جانا ہے کیونکہ پارس تمہارے ساتھ ہو گا۔"

وہ خوشی سے اچھل پڑی۔ پھر بولی۔ "اوہ پاپا! آپ مجھے اتنی خوشیاں دے رہے ہیں۔ میں تو پاگل ہو جاؤں گی۔"

"تم پاگل نہیں ہو گی۔ میں تمہارے اندر رہ کر سمجھ رہا ہوں۔ تم بہت ہی مضبوط ارادوں کی مالک ہو۔ سفر کی تیاری کرو۔ میں تمہاری روانگی کے انتظامات کر رہا ہوں۔"

"کیا صرف میری روانگی کے انتظامات؟"

"ہاں' تم یہاں سے تنہا جاؤ گی۔ ہماری پلاننگ کے مطابق وہاں کے اونچے سرکاری عہدے داروں سے دوستی کرو گی۔ وہیں پارس ایک اجنبی بن کر تم سے ملاقات کرے گا تاکہ دشمنوں کو شبہ نہ ہو کہ تم دونوں وہاں کسی منصوبے کے تحت کوئی کھیل کھیل رہے ہو۔"

میں نے فرانس کے ایک اعلیٰ سرکاری آفیسر سے کہا کہ وہ مس صفورا سے ملاقات کرے اور صفورا کے پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات امریکی شہری کی حیثیت سے تیار کرے۔

O☆O

مرینا اور عبداللہ ایک ہوٹل کے کمرے میں شام تک سوتے رہے پھر دونوں کی آنکھیں ایک ساتھ کھلیں۔ دونوں نے سر گھما کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ مرینا نے پوچھا۔ "تمہیں یاد ہے' ہم بے وقت کیوں سو گئے تھے؟"

عبداللہ نے کہا۔ "ہاں' کوئی میرے دماغ میں بول رہا تھا کہ مجھ پر تنویمی عمل کیا جا رہا ہے۔ جس کے بعد میں کسی کا معمول اور تابعدار نہیں رہوں گا۔ آزاد ہو جاؤں گا۔"

مرینا نے کہا۔ "میرے دماغ میں بھی کسی نے یہی کہا تھا۔ اس کے بعد میں سو گئی تھی۔"

"کیا ہمارا برین واش ہو چکا ہے؟ میرا مطلب ہے' ہمارے دماغ سے تنویمی عمل مٹا دیا گیا ہے۔"

"شاید یہی ہوا ہے۔ ہمیں اپنی آزادی کی تصدیق کرنا چاہیے۔"

"تصدیق کیسے کی جائے؟"

"میں ابھی بتاتی ہوں۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی عبداللہ کے دماغ میں پہنچی۔ اسی لمحے اس نے سانس روک لی پھر کہا۔ "مرینا! ابھی میرے دماغ میں کوئی آنا چاہتا تھا۔"

"میں باربرا کا لہجہ اختیار کر کے تمہارے اندر آنا چاہتی تھی کیونکہ اسی نے ہم پر عمل کیا تھا لیکن تم نے سانس روک کر ثابت کر دیا ہے کہ باربرا کے تنویمی عمل کا اثر تمہارے اندر نہیں رہا۔ تم آزاد ہو۔"

وہ مرینا کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ کر خوشی سے بولا۔ "میں کسی کا غلام نہیں ہوں' تم بھی آزاد ہو۔"

وہ خود کو اس کی گرفت سے چھڑا کر بولی۔ "باؤلے ہو گئے ہو؟ مجھے یقین کرنے دو کہ آئندہ کوئی میرے اندر نہیں آ سکے گا۔"

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ باربرا کے دماغ میں آئی۔

باربرا نے کوڈورڈز پوچھے۔ وہ بولی۔ "میں مرینا ہوں۔ واپس جا رہی ہوں۔ پلیز فوراً میرے دماغ میں آؤ۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ چند سیکنڈ کے بعد اس نے باربرا کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا جب کہ پہلے وہ محسوس نہیں کرپاتی تھی۔ باربرا نے پوچھا۔ "تم نے مجھے کیوں بلایا ہے؟"

مرینا نے سانس روکی پھر محسوس کیا کہ وہ آنے والی سوچ کی لہریں جا چکی ہیں۔ اب اس کے اندر کوئی نہیں ہے۔ وہ خوش ہو کر سانس لیتے ہوئے بولی۔ "عبداللہ! واقعی ہم آزاد ہو گئے ہیں۔ میں نے ابھی باربرا کی سوچ کی لہروں کو بھگایا ہے۔"

دونوں خوشی سے دیوانے ہو گئے۔ بستر پر لوٹ پوٹ کر لپٹ لپٹ کر' ہنسنے بولنے لگے۔ بڑی دیر تک دنیا کو بھولتے رہے پھر مرینا نے تھک ہار کر ہانپتے ہوئے کہا۔ "ہمیں ہوش میں رہنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ باربرا اور فرہاد کے دوسرے خیال خوانی کرنے والوں نے ہمیں رہائی کیوں دی ہے؟"

"ہاں' ہمیں غور کرنا اور سمجھنا چاہیے۔ تمہارے پاس ٹیلی پیتھی کا خطرناک ہتھیار ہے جو بھی تمہارے دماغ پر قبضہ جمائے گا وہ مرتے دم تک تمہیں اپنے چنگل سے نکلنے نہیں دے گا پھر انہوں نے کیوں رہائی دے دی؟"

وہ دونوں اس سوال پر غور کرتے ہوئے باتھ روم میں گئے۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہونے تک سوچتے رہے۔

عبداللہ نے کہا۔ "یہ اندیشہ رہا کرے گا کہ کوئی ایسا خیال خوانی کرنے والا ہمارے اندر چھپا رہتا ہے جو ہمارے لیے اجنبی ہے اور ہمارا عامل ہے۔ ہم اسے محسوس نہیں کرسکتے ہیں۔"

"میں اپنے دل اور دماغ میں کسی قسم کا اندیشہ نہیں رہنے دوں گی۔ اگر فرہاد کے خیال خوانی کرنے والے کسی حکمتِ عملی سے چھپے ہوئے ہیں تو وہ یہ نہیں چاہیں گے کہ میں سپر ماسٹر کی دوست بن جاؤں اور ان کے خلاف سپر ماسٹر کے لیے کام کرتی رہوں۔ ایسے میں وہ مجھے میرے اپنے ملک امریکا کے لیے کام کرنے سے روکیں گے۔ اگر ہم رک جائیں گے' مجبور ہو جائیں گے تو ان کا فراڈ ظاہر ہو جائے گا۔"

"یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ اس طرح فرہاد اور اس کے لوگوں کی دیانتداری اور بے ایمانی کھل کر سامنے آجائے گی۔"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ تم کھانے کا آرڈر دو۔ مجھے مخاطب نہ کرنا۔ میں سپر ماسٹر کے پاس جا رہی ہوں۔"

وہ ایک صوفے پر آکر آرام سے بیٹھی پھر سپر ماسٹر کے نائب کے پاس پہنچ کر بولی۔ "میں مرینا ہوں۔ تمہارے ماسٹر سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

نائب نے کہا۔ "سپر ماسٹر اس وقت ایک اہم میٹنگ میں مصروف ہے۔ آپ ایک گھنٹے بعد رابطہ کریں۔"

وہ واپس آگئی کچھ عرصہ پہلے مرینا اور تھی تارا نے سونیا ثانی کو بے نقاب کرنے کے لیے چند اعلیٰ حکّام اور فوجی افسران سے دماغی رابطہ رکھا تھا۔ انہوں نے ثانی کو بے نقاب کیا مگر اسے سپر ادام کے روپ میں گرفتار نہ کرسکے لیکن اس کوشش میں مرینا کی دوستی چند حکّام اور فوجی افسران سے ہو گئی تھی۔ اس نے سر جھکا کر ایک دوست افسر کی آواز اور لہجے کو یاد کیا پھر آسانی سے اس افسر کے اندر پہنچ گئی۔

وہ فوج کا میجر تھا اور اس وقت ہیڈ کوارٹر کے ایک بنگلے میں تھا۔ اس بنگلے کے بڑے سے ڈرائنگ روم میں اس کے علاوہ چند اہم فوجی افسران اور اعلیٰ حکّام تھے۔ اس وقت سپر ماسٹر ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "میرا خیال ہے۔ میں نے آپ حضرات کو انتظار نہیں کرایا ہے۔ ٹھیک وقت پر آیا ہوں۔"

اس نے حاضرین سے باری باری مصافحہ کیا پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ مرینا بھی آرام سے میجر کے اندر بیٹھی ہوئی تھی اور وہ اسے محسوس نہیں کر رہا تھا۔ سپر ماسٹر نے گفتگو کا آغاز کیا پھر صومالیہ میں اپنی ناکامی اور یہودیوں کی کامیابی کی روداد سنانے لگا۔

روداد ختم ہوئی تو ایک اعلیٰ فوجی افسر نے پوچھا۔ "تمہارا خیال خوانی کرنے والا وکی سول کہاں ہے؟"

وکی سول نے ایک جونیئر افسر کی زبان سے کہا۔ "میں اس افسر کے اندر موجود ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا۔ "تم ہمارے ایک ہی خیال خوانی کرنے والے رہ گئے ہو۔ تم بھی سابقہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح غلطیاں کر رہے ہو اور ناکامی کا منہ دکھا رہے ہو۔"

وکی سول نے کہا۔ "سپر ماسٹر نے دوبار خفیہ آرمی وہاں بھیجی۔ نتیجہ سامنے ہے۔ سب کے سب مارے گئے۔ کیا سپر ماسٹر کی آرمی میں کوئی بھی مرد میدان نہیں تھا۔ کسی سپاہی نے دشمن کو زخمی کر کے مجھے اس کے اندر پہنچنے کا موقع نہیں دیا پھر میں وہاں کیا کرسکتا تھا! آپ میں سے کوئی میری کسی غلطی کو ثابت نہیں کرسکے گا۔"

جنرل واسکوڈی نے کہا۔ "اب تمہاری غلطیاں ثابت کر کے کیا حاصل ہو گا؟ کیا ناکامی' کامیابی میں بدل جائے گی۔"

وکی نے کہا۔ "آئندہ کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے لازمی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کی غلطیوں کی نشاندہی کی جائے۔ جس طرح میں نے چیلنج کیا ہے کہ کوئی میری غلطی ثابت نہیں کرسکے گا اس طرح صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ اتنی بڑی مہم سر کرنے کے لیے سپر ماسٹر نے دوبار ناکارہ فوج بھیجی تھی۔"

جنرل واسکوڈی نے پوچھا۔ "کیوں سپر ماسٹر! تم کیا کہتے ہو؟"

سپر ماسٹر نے مسکرا کر کہا۔ "وہ میرے گھر کی تربیت یافتہ فوج نہیں تھی۔ یہ آپ ہی لوگوں کا دعویٰ تھا کہ آپ نے میرے چارج میں بہترین گوریلا آرمی دی ہے۔ جو مجھے دی گئی' وہی میں نے بھیجی۔"

وہاں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ وکی سول نے کہا۔ "تنی

یہودی خفیہ تنظیم بہت زبردست ہے۔ اس تنظیم میں ایسے ذہین اور دلیر افراد ہیں' جنہوں نے ہماری بہترین تربیت یافتہ آرمی کو فنا کر دیا۔ انہوں نے صرف ہمیں شکست نہیں دی۔ پارس جیسے مکّار کو بھی دھوکا دیا۔ پارس تمام خیال خوانی کرنے والوں کو فارمولوں کے دو دو کاغذات دینا چاہتا تھا لیکن وہ یہودی بارہ میں سے دس کاغذات اڑا لے گئے۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "سوال پیدا ہوتا ہے' پارس اتنی محنت سے حاصل کیے ہوئے فارمولے اپنے تمام دشمنوں میں تقسیم کیوں کرنا چاہتا تھا؟"

"اس سوال کا جواب یہ ہے کہ پارس مکمل فارمولے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے میں نوٹ کرا چکا تھا۔ اس کے بعد وہ تمام دشمنوں کو دو دو کاغذات دے کر انہیں ایک دوسرے سے لڑانا چاہتا تھا۔ اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہوئی۔ تمام خیال خوانی کرنے والوں کے حصوں کے کاغذات یہودی لے گئے۔"

ایک اور حاکم نے کہا۔ "اس طرح پارس کی یہ مکّاری ظاہر ہوتی ہے کہ وہ درپردہ باقی دس کاغذات یہودیوں کے حوالے کرنا چاہتا تھا تاکہ ہم سب ان کاغذات کے حصول کے لیے یہودیوں کا جینا حرام کردیں۔"

"اس کی بدمعاشی یوں بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ باقی دس کاغذات بت کی کھوپڑی میں چھوڑ گیا تھا جب کہ ان کاغذات کو اپنے ساتھ لے جا سکتا تھا۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "ہم جس پہلو سے بھی بات کریں گے' نتیجہ یہی سامنے آئے گا کہ پارس تمام بڑے ممالک کو اور تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو عذاب بنا کر یہودیوں پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے' کیا ہم وہ کاغذات حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو تسلیم کر لو کہ پارس کا مکّارانہ منصوبہ کامیاب ہو رہا ہے۔ ہماری طرح دوسری بڑی طاقتیں بھی ان کاغذات کے پیچھے پڑ جائیں گی اور خفیہ یہودی تنظیم کے لیے عذاب بن جائیں گی۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "بائی گاڈ! ایسا شیطانی سیاسی کھیل سونیا کا بیٹا ہی کھیل سکتا ہے۔ پارس سے تو علی تیمور بہتر ہے' جو آتا ہے۔ ایک ہی وار میں دو ٹکڑے کرتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ پارس کی طرح طویل عذاب میں مبتلا نہیں کرتا۔"

مرینا خاموشی سے ان سب کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ سپر ماسٹر یوگا کا ماہر ہے۔ اگر رابطہ کرے گی تو وہ سانس روک لے گا پھر بھی وہ میجر کے دماغ سے نکل کر سپر ماسٹر کے دماغ میں آ گئی۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ پوچھے گا تو اپنا نام بتائے گی لیکن یہ حیرت کا مقام تھا کہ اس نے نام نہیں پوچھا۔ اسے اپنے اندر محسوس ہی نہیں کیا۔

اس کی دو ہی وجوہات سمجھ میں آئیں۔ ایک تو یہ کہ شاید وہ کچھ بیمار ہے یا پھر اس کے دماغ میں پہلے سے کوئی موجود ہے۔ دوسرا خیال درست نکلا۔ چند لمحوں کے بعد ہی مرینا نے پرائی سوچ کی لہروں کو سنا۔ کوئی سپر ماسٹر سے کہہ رہا تھا۔ "یہ تم پارس کی حکمتِ عملی بتانے اور اس کی تعریفیں کرنے میں وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔ اپنے کام کی بات شروع کرو۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "پلیز' ذرا صبر کرو۔ میں ابھی اسی بات کی طرف آنے والا ہوں۔"

مرینا نے اتنی دیر میں چور خیالات سے معلوم کیا' وہ ٹرانسفارمر مشین کا ذکر چھیڑنا چاہتا ہے لیکن ابھی تک اس موضوع پر آنے کا مناسب موقع نہیں مل رہا تھا۔ تب اچانک ہی موقع ملا۔ جنرل واسکوڈی نے کہا۔ "سپر ماسٹر! تم نے پچھلی میٹنگ میں کہا تھا کہ کسی اہم منصوبے پر کام کر رہے ہو۔ ہم معلوم کرنا چاہیں گے کہ تم اپنے اس منصوبے سے ملک اور قوم کو کیا فائدہ پہنچا رہے ہو؟"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "جنرل واسکوڈی! ٹرانسفارمر مشین' تمہارے چارج میں ہے۔ ہم میں سے کوئی تم سے یہ نہیں پوچھتا کہ وہ مشین کہاں چھپا کر رکھی گئی ہے اور اس کی مرمت کے لیے ایسا کیا کیا جا رہا ہے کہ اب تک ناکامی ہو رہی ہے اور وہ مشین اس قابل نہیں ہو پا رہی ہے کہ ہمارے ملک کے لیے کم از کم ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا کرسکے۔"

جنرل نے کہا۔ "ٹرانسفارمر مشین' ایٹمی منصوبوں سے بھی زیادہ اہم ہے۔ میں اسے ملک اور قوم کی بہتری کے لیے چھپا رہا ہوں۔"

جنرل نے کہا۔ "ایسا تم میری ضد میں کہہ رہے ہو۔"

"یہ تمہارا خیال ہے جنرل! ورنہ تم ہی ایک محبِ وطن نہیں ہو۔ ہم سب لوگ اپنے ملک سے محبت کرتے ہیں۔ ہمارے درمیان یہ معاملہ طے ہونا چاہیے کہ ہم میں سے جو افراد یوگا کے ماہر ہیں' ان سے ملک کا کوئی راز نہ چھپایا جائے۔ ہم رازوں کے امین ہوتے ہیں۔ کوئی ہمارے دماغوں میں چوری سے آکر کوئی راز نہیں چرا سکتا۔"

ملٹری انٹیلی جنس کا چیف رچ وڈ' سپر ماسٹر کا ہم نوا تھا۔ اس نے تائید کی۔ "بے شک' میں بھی یوگا کا ماہر ہوں اور فوج کے نہایت ہی اہم عہدے پر فائز ہوں لیکن ٹرانسفارمر مشین کو مجھ سے بھی چھپایا جاتا ہے۔ اسی طرح سپر ماسٹر بھی اپنا منصوبہ ہم سے چھپا رہا ہے اور یہ مناسب نہیں ہے۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا۔ "صاف بات تو یہ ہے کہ جنرل واسکوڈی ٹرانسفارمر مشین کو پوری ذمے داریوں کے ساتھ سنبھال نہیں پائے۔ یہ اب تک صفائی پیش نہ کرسکے کہ مشین کیسے خراب ہوئی؟ جب کہ یہ دعویٰ تھا کہ ایک چیونٹی بھی مشین کی طرف جائے تو خطرے کی گھنٹی بجنے لگتی ہے پھر یہ کہ یہ اب تک مشین کی مرمت

کرانے میں ناکام رہے ہیں۔ اتنی بڑی ذمّے داری کسی ایک ہاتھ میں دی جائی تو ملک کو اسی طرح نقصان پہنچتا ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "میرا مشورہ ہے کہ ملک کی اہم ذمّے داریاں سنبھالنے والے جتنے یوگا کے ماہر ہیں ان کا ایک خفیہ اجلاس ہو اور ان سب کو ٹرانسفارمر مشین کا ذمّے دار بنایا جائے اگر میرا یہ مشورہ مان لیا جائے گا تو میں اپنے ایک چونکا دینے والے منصوبے کی جھلک پیش کروں گا۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ سپر ماسٹر کا مشورہ قابلِ قبول ہے۔"

سب اس کی تائید کرنے لگے۔ جنرل واسکوڈی نے ناگواری سے کہا۔ "مجھے نااہل ثابت کر کے تم لوگ مشین کی ذمّے داری لے رہے ہو' اگر تم بھی اس کی مرمّت نہ کرا سکے تو؟"

"تو کم از کم سب ہی کو یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ مشین مرمّت کے کن مراحل سے گزر رہی ہے۔ ہم سب ایک دوسرے کے مشورے سے کام کرتے رہیں گے تو سب ہی مشین کے سلسلے میں مطمئن رہیں گے۔"

ایک نے کہا۔ "جنرل واسکوڈی کو یہ بات ناگوار گزر رہی ہے کہ مشین ایک ہاتھ سے نکل کر ہم سب کے ہاتھوں میں آ رہی ہے۔"

جنرل نے کہا۔ "میری ناگواری سے تم لوگوں کی صحت پر اثر نہیں پڑے گا۔ اب سپر ماسٹر کا فرض ہے کہ یہ اپنے اہم منصوبے کی جھلک ہمیں دکھائے۔"

"ضرور دکھاؤں گا' لیکن یوگا کے ماہرین کے اجلاس میں تاکہ یہ راز صرف ہمارے درمیان رہے۔"

"کچھ معلوم تو ہو کہ وہ منصوبہ کیا ہے؟"

"اگر ابھی بتاؤں گا تو پھر راز' راز نہیں رہے گا۔ جنرل کو ذرا صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔"

جنرل نے غصّے سے کہا۔ "تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟ اگر اعتماد کا ووٹ لوں تو یہاں اکثریت میرے حق میں ہوگی' یہ نہ بھولو کہ سپر ماسٹر کسی وقت بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔"

"میں وہ سپر ماسٹر نہیں ہوں کہ تم جیسوں کی سازشوں اور خود غرضیوں کا شکار ہو کر عہدہ چھوڑ دوں اور الزامات اٹھا کر فوج کی گولیوں کا نشانہ بن جاؤں۔ جنرل! مجھے میرے عہدے سے ہٹانے سے پہلے تم استعفا دینے پر مجبور ہو جاؤ گے۔"

انٹیلی جنس کے چیف نے کہا۔ "یہاں ایک دوسرے کو چیلنج نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ عہدے سے اسے ہٹایا جائے گا' جس کی کارکردگی ناقص ہوگی اور جنرل واسکوڈی مشین کے معاملے میں تمہاری کارکردگی نہایت ناقص ہے۔ تم پر بڑے الزامات ہیں لہٰذا تم خاموش رہو تو بہتر ہے۔"

جنرل نے کہا۔ "آج کے اجلاس میں تم سب یہ سوچ کر آئے تھے کہ میرا محاسبہ کیا جائے گا جب کہ مشین کی خرابی میں میرا ہاتھ نہیں ہے۔ جلد ہی تم سب کو یقین آ جائے گا کہ کسی سازش کے تحت مشین کو ناکارہ نہیں بنایا گیا ہے۔ اس بوڑھے تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق تم لوگ بھی برسوں تک اسے درست نہیں کر سکو گے۔"

دوسرے نے کہا۔ "بے شک' جنرل واسکوڈی کا درجہ ہماری نظروں میں بہت بلند ہے۔ آپ جتنے یوگا کے ماہرین یہاں موجود ہیں اپنے اگلے اجلاس کی تاریخ اور وقت مقرر کر لیں تاکہ ٹرانسفارمر مشین کو جلد سے جلد کارآمد بنایا جا سکے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "اگلے اجلاس میں یہ بھی طے کیا جائے گا کہ فارمولے کے دس عدد کاغذات یہودیوں سے حاصل کرنے کے لیے مؤثر پلاننگ کی جائے گی اور باقی دو کاغذات فرہاد اور اس کی فیملی سے حاصل کیے جائیں گے؟"

وہ سب ان موضوعات پر تھوڑی دیر بحث کرتے رہے پھر دوسرے دن یوگا کے ماہرین کی میٹنگ کا وقت مقرر کر کے وہ اجلاس برخاست کر دیا گیا۔ مرینا نے میجر سے کہا۔ "ہیلو' میں مرینا بول رہی ہوں۔ ابھی کسی کو میری موجودگی کے متعلق نہ بتاؤ۔"

میجر نے کہا۔ "مرینا! تمہاری آمد سے مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے' یہ تم میرے خیالات پڑھ کر معلوم کر سکتی ہو۔"

"بے شک۔ تم مجھے دل سے چاہتے ہو۔ اسی لیے آئی ہوں۔ ایک کام کرو۔ جنرل واسکوڈی کو اپنے بنگلے میں روک لو۔ میں بہت ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

اجلاس میں شریک ہونے والے اعلیٰ حکّام اور اعلیٰ فوجی افسران اس بنگلے سے جا رہے تھے۔ میجر نے جنرل کو ایک طرف لے جا کر کہا۔ "آپ چند منٹ کے لیے رک جائیں۔ میں تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

وہ بولا۔ "میجر! آج کے اجلاس سے میرا موڈ خراب ہو گیا ہے۔ میں کسی سلسلے میں کوئی بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

وہ کان کے قریب جھک کر بولا۔ "کیا آپ مرینا سے بھی بات نہیں کریں گے۔"

اس نے چونک کر پوچھا۔ "کیا اس سے رابطہ ہو رہا ہے؟"

"جی ہاں' یہ ابھی ہمارے درمیان موجود ہے۔ ذرا لوگوں کو چلا جانے دیں۔"

وہ اجلاس میجر کے بنگلے میں منعقد ہوا تھا۔ اس لیے میجر نے تمام اعلیٰ عہدے داران کو دروازے کے باہر آ کر رخصت کیا پھر دروازے کو اندر سے بند کر کے ڈرائنگ روم میں جنرل واسکوڈی کے پاس آیا۔ اس بار مرینا نے کہا۔ "ہیلو جنرل! میں مرینا ہوں اور میجر کی زبان سے بول رہی ہوں۔"

وہ بولا۔ "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ایسی پریشانی کے وقت تم بہت بڑا سہارا بن کر آئی ہو۔ سپر ماسٹر اور چیف آفیسر برج ووڈ نے میرے خلاف بہت زبردست محاذ بنایا ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔ ابھی میں سپر ماسٹر کے دماغ میں تھی اور اس کے تمام چور خیالات پڑھ رہی تھی۔"

"کیا سپر ماسٹر نے تمہیں اپنے دماغ میں رہنے کی اجازت دی تھی؟"

"اسے پتا ہی نہ چلا کہ میں موجود تھی۔ دراصل مجھ سے پہلے ایک خیال خوانی کرنے والا وہاں تھا۔ اس کی موجودگی کے باعث وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کر سکا۔"

"وہ خیال خوانی کرنے والا کون تھا؟"

"اس کا نام جیری ہاک ہے۔"

"جیری؟ کیا وہی جیری جس نے ہماری ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا؟"

"جی ہاں' سپر ماسٹر اپنے جس اہم منصوبے کا ذکر کر رہا ہے' وہ یہی ہے کہ اس ملک کے گمشدہ اور ناکارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پھر سے کارآمد بنا رہا ہے۔ اس نے جان لمبوڈا کے داماد بی جی تھرمال کو بھی کارآمد بنا لیا ہے۔"

جنرل نے کہا۔ "پھر تو وہ ٹرانسفارمر مشین کے بغیر بہت بڑا کارنامہ انجام دے رہا ہے اور میں مشین اپنی تحویل میں رکھ کر اس کے مقابلے میں صفر ہو گیا ہوں۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ سپر ماسٹر اس کارنامے کے پیچھے ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے کی سازش کی جا رہی ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"کیا آپ ہپناٹزم کے ماہر جے پرگولا کو جانتے ہیں؟"

"اسے کون نہیں جانتا۔ وہ ہپناٹزم کا شیطان ہے۔ اس کی آنکھوں میں ایسی مقناطیسی کشش ہے کہ پہلی نظر میں کسی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ کیا وہ بھی سازش میں شریک ہے؟"

"وہ ایک خفیہ تنظیم کا سرغنہ ہے۔ پہلے سپر ماسٹر نے زیرِ زمین تنظیم بنائی تھی۔ جیری اور تھرمال کو ٹریپ کر کے ان کے برین واش کرائے پھر جے پرگولا نے تنویمی عمل کے ذریعے صرف ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہی نہیں سپر ماسٹر' برج ووڈ اور تنظیم کے دوسرے اہم افراد کو بھی اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔"

جنرل نے کہا۔ "اب سمجھ میں آ رہا ہے کہ سپر ماسٹر میرا زبردست حمایتی تھا' آج اچانک زبردست مخالف کیوں ہو گیا تھا۔"

مرینا نے کہا۔ "وہ جے پرگولا کا غلام بن چکا ہے۔ ان کا خفیہ منصوبہ یہ ہے کہ ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ جمایا جائے۔ اس کی مرمت کر کے وہ اپنے شیطانی مقاصد کے لیے نئے خیال خوانی کرنے والے پیدا کرنا چاہتے ہیں۔"

جنرل نے کہا۔ "مرینا! ہم تمہیں سلام کرتے ہیں۔ تم نے بڑی سازش اور بہت بڑی ہونے والی تباہی کا سراغ لگایا ہے۔ اگر وہ شیطان جے پرگولا اپنے مقصد میں کامیاب ہو گا تو ہماری ٹرانسفارمر مشین سے ہمارے ہی ملک کے خلاف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنا لے گا۔"

میجر نے پوچھا۔ "کیا تم نے یہ معلوم کیا ہے کہ جے پرگولا اور دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری اور تھرمال کہاں رہتے ہیں؟"

وہ بولی۔ "سپر ماسٹر' جے پرگولا کا غلام ہے اور غلام کو یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ آقا اور اس کے خیال خوانی کرنے والوں کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ البتہ سپر ماسٹر نے ایک خفیہ اڈّا بنایا تھا۔ جے پرگولا اس اڈّے کا مالک بن گیا ہے کیوں کہ وہاں برین آپریشن کے لیے ایک جدید طرز کا آپریشن تھیٹر بنایا گیا ہے۔ وہیں جیری اور تھرمال کا برین آپریشن کیا گیا تھا۔"

"تم یہ معلوم کرو کہ وہ سب اس خفیہ اڈّے میں کب آ کر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔"

"صرف ایسے وقت وہاں جاتے ہیں' جب کسی کا برین آپریشن کیا جاتا ہے یا کسی کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا غلام بنایا جاتا ہے۔"

"کیا تم سپر ماسٹر کے دماغ میں کسی وقت بھی جا سکتی ہو۔"

"ہاں' میں نے جیری کی موجودہ آواز اور اس کے لہجے کو یاد کر لیا ہے۔ ان کے درمیان ادا ہونے والے کوڈ ورڈز بھی معلوم کر لیے ہیں۔"

میجر نے کہا۔ "کل یوگا کے ماہرین کی میٹنگ ہے۔ اس کے بعد جنرل واسکوڈی کو ٹرانسفارمر مشین کا خفیہ اڈّا بتانا ہو گا پھر جے پرگولا' سپر ماسٹر کے ذریعے اس مشین کا مالک بن جائے گا۔"

مرینا نے کہا۔ "میٹنگ میں تمہاری پوزیشن بہت کمزور ہو گی۔ تم ملک کے دشمنوں کو قانون کی گرفت میں نہیں لے سکو گے۔"

میجر نے کہا۔ "میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ کل کسی طرح میٹنگ ملتوی کر دی جائے یا پھر سپر ماسٹر کو ہی گولی مار دی جائے۔"

جنرل نے کہا۔ "اس کی موت اس انداز میں ہو گی تو مجھ پر ہی شبہ کیا جائے گا۔"

مرینا نے کہا۔ "جے پرگولا کا غلام صرف سپر ماسٹر ہی نہیں' ملٹری انٹیلی جنس کا چیف برج ووڈ اور دو فوجی افسران بھی ہیں۔ جے پرگولا اس مشین پر اپنی گرفت مضبوط کر چکا ہے۔ سوچو کہ اسے کس طرح مشین سے دور رکھا جا سکتا ہے؟"

جنرل واسکوڈی نے کہا۔ "ایک راستہ ہے کہ میں ٹرانسفارمر مشین کے نقشوں میں تبدیلی کرا دوں اور مشین کے کچھ اہم پرزے غائب کر دوں۔"

"میں تائید کرتی ہوں۔ فوری طور پر یہی کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح وہ دشمن مشین درست کرنے کے لیے نقشہ دیکھیں گے تو نقشہ میں گم شدہ پرزوں کی جگہ دوسرے پرزے نظر آئیں گے۔"

"لیکن تبدیلی ایسی ہو کہ مجھ پر شبہ نہ کیا جا سکے۔"

"کوئی شبہ نہیں کرے گا۔ میں تمہارے دماغ میں آ رہی ہوں۔ مشین کے خفیہ اڈّے میں جو انچارج ہے' تم اس سے فون پر بات

کرو۔ میں انچارج کی آواز سن کر اس کے دماغ میں پہنچ جاؤں گی پھر اس کے ذریعے پرزے غائب کردوں گی اور نقشے میں تبدیلی بھی لے آؤں گی۔"

جنرل واسکوڈی نے پوچھا۔ "مرینا! تم ہمارے بہت کام آرہی ہو۔ پچھلے روز شی تارا سپر ماسٹر کے پاس آئی تھی۔ اس نے ہمارا کام کرنے کے لیے شرائط پیش کی تھیں۔ کیا تمہاری بھی کچھ شرائط ہوں گی؟"

"شی تارا ہندوستانی ہے اور میں امریکی ہوں۔ وہ ہزار شرائط منوا کر بھی وفادار نہیں رہے گی اور میں کوئی شرط اس لیے پیش نہیں کروں گی کہ میں تمہارے لیے نہیں اپنے ملک کے لیے کام کر رہی ہوں۔"

"تمہاری وطن دوستی قابلِ قدر ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ماضی میں تمہیں محبِ وطن تسلیم نہیں کیا گیا۔ میں تمہیں دل سے ملک و قوم کی وفادار تسلیم کرتا ہوں۔"

وہ گفتگو کے دوران سوچ رہی تھی' حب الوطنی اپنی جگہ ہے لیکن میں کسی پر بھروسا نہیں کروں گی۔ ٹرانسفارمر مشین کے انچارج کے دماغ پر قبضہ جما کر مشین کے صحیح نقشے کو پہلے ذہن نشین کروں گی۔ اس کے پرزوں کو ضائع نہیں ہونے دوں گی۔ ایسی چال چلوں گی کہ آئندہ وہ مشین میرے کام آسکے۔

❁❁❁✱✱❁❁❁

ایک پاشا رہ گیا تھا۔ اسے بھی آزاد کردیا گیا۔

یہ سب ہی جانتے تھے کہ کوئی بھی اس کے دماغ میں گھس کر فارمولوں کی تفصیل معلوم نہیں کرسکے گا کیوں کہ اس نے ان فارمولوں کو ذہن نشین نہیں کیا تھا۔ اگرچہ غیر معمولی دماغی قوت کا حامل تھا' حیرت انگیز یادداشت کا مالک تھا۔ تاہم ان فارمولوں کو زبانی یاد نہیں رکھا تاکہ کوئی خیال خوانی کرنے والا انہیں دماغ سے چرا نہ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان فارمولوں کے لیے اسے صومالیہ تک سفر کرنا پڑا تھا۔

اس نے تنویمی نیند سے بیدار ہو کر خود کو ایک انجانے کمرے میں دیکھا۔ سوچنے لگا کہ سونے سے پہلے کہاں تھا اور اب کہاں پہنچا ہوا ہے؟ موجودہ کمرا سمجھ میں آگیا۔ وہ کسی ہوٹل میں تھا۔ ایک بستر پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے سر گھما کر دیکھا' پہلو میں فلاور نہیں تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یاد آنے لگا کہ وہ جھیل کنارے پارس کے کاٹیج میں تھا۔ ایک بیڈ روم میں فلاور اس کے ساتھ تھی پھر پتا نہیں وہ کیسے گہری نیند سو گیا۔ آنکھ کھلنے پر خود کو ہوٹل کے کمرے میں دیکھ رہا تھا۔

وہ سوچنے لگا۔ "میں یہاں کیسے آیا؟ کیا مجھے اٹھا کر لایا گیا ہے؟"

یہ بات مضحکہ خیز لگی۔ وہ بیمار نہیں تھا۔ اسے چار آدمی اٹھا کر ہوٹل میں نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اس نے فون کا ریسیور اٹھا کر ہوٹل

کے منیجر سے رابطہ کیا پھر پوچھا۔ "آپ جانتے ہیں کہ میں کس کمرے سے بول رہا ہوں اور میرا نام کیا ہے؟"

"جی ہاں۔ ہوٹل کے ایکسچینج سے معلوم ہوا ہے' آپ کمرا نمبر چھ سو چار سے بول رہے ہیں اور یہاں رجسٹر میں آپ کا نام یوسف البرہان عرف پاشا لکھا ہوا ہے۔"

پاشا نے پوچھا۔ "کیا میرے ساتھ کوئی یہاں آیا تھا؟"

"جی نہیں' رجسٹر دیکھ کر مجھے یاد آگیا ہے' آپ پانچ گھنٹے پہلے یہاں کاؤنٹر پر آئے تھے۔ آپ کے ساتھ ایک اٹیچی تھی۔ آپ نے ایک کمرا لیا۔ رجسٹر پر اپنے دستخط کیے پھر ملازم کے ساتھ نمبر چھ سو چار میں چلے گئے۔ ویسے بات کیا ہے جناب؟ کوئی پرابلم ہے؟"

"نہیں' کوئی بات نہیں ہے۔ تھینک یو۔"

اس نے ریسیور رکھ کر اٹیچی کو دیکھا پھر اسے اٹھا کر کھولا۔ کپڑوں کے اوپر ایک نیا پاسپورٹ اور دیگر ضروری شناختی کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ کچھ فرانسیسی ڈالرز اور برٹش پونڈز بھی تھے۔ اس نے ایک تہ کیا ہوا کاغذ کھول کر دیکھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔ "آزادی مبارک ہو۔ تم کسی کے تنویمی عمل کے زیرِ اثر نہیں ہو جس ملک میں جانا چاہو۔ فون نمبر فور زیرو فور ڈائل کرو اور اپنی خواہش ظاہر کرو۔ تمہیں ایک گھنٹے کے اندر اس ملک کا ویزا مل جائے گا۔ ویش آل۔"

اس نے جھنجلا کر کاغذ کو مٹھی میں بھینچتے ہوئے کہا۔ "اتنا کچھ لکھا ہوا ہے' فلاور کے متعلق ایک لفظ نہیں لکھا۔ کیا یہ میرا کوئی رقیب ہے' جو ایسی حرکتیں کررہا ہے؟ کیا وہ فلاور کو مجھ سے چھین کر لے گیا ہے؟"

اگر فلاور کہیں بول رہی ہوگی تو وہ اس کی باتیں سن کر اس کی خیریت سے مطمئن ہوسکتا تھا۔ اس نے سر جھکا کر اس کی آواز اور لہجے پر توجہ دی۔ کان لگا کر سننے لگا۔ دھیمی سی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ زیرِ لب کچھ کہہ رہی تھی۔ یاد آیا کہ وہ یہودی ہے۔ عبرانی زبان میں کچھ دعا پڑھ رہی تھی۔

پھر کسی بوڑھے کی لرزتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "بیٹی! اس عبادت خانے کے پیچھے رہائشی کمرے ہیں' تم یہاں قیام کرسکتی ہو۔ میری دعا ہے کہ جسے تلاش کررہی ہو' وہ تمہیں جلد مل جائے۔"

پاشا نے کہا۔ "میری جان! میں ایک ہوٹل میں ہوں۔ مجھے بتاؤ تم یہودیوں کے کون سے سینا گوج میں....."

وہ بولتے بولتے چپ ہوگیا۔ جذبات میں آکر بھول گیا تھا کہ فلاور اس کی آواز نہیں سن سکے گی۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ یہ طے کرلیا کہ پہلے محبوبہ کو تلاش کرے گا پھر کسی ملک میں جانے کی بات سوچے گا۔

اس نے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کیا۔ فرانسیسی ڈالرز کی ایک گڈی جیب میں رکھی پھر کمرے سے باہر آگیا۔ رات کے نو بجنے والے تھے۔ نیچے ڈائننگ ہال میں کھانے والوں کو دیکھ کر بھوک لگنے لگی۔ وہ ڈائننگ ہال میں داخل ہوا پھر رک گیا۔ سامنے سے ایک حسین عورت آرہی تھی۔ اس میں اتنی کشش تھی کہ کسی دل پھینک عاشق کا راستہ بدل سکتی تھی۔ وہ ڈائننگ ہال سے باہر جا رہی تھی۔ وہ بھی اس کے پیچھے باہر چلا آیا۔ بھوک اڑ گئی تھی۔

اس حسینہ کے ساتھ ایک مرد بھی تھا۔ پاشا نے دل کو سمجھایا کہ وہ مرد اس حسینہ کا شوہر نہیں ہوگا۔ محبوب بھی نہیں ہوگا۔ ہاں اس کا بھائی ضرور ہے۔ اس رشتے نے حوصلہ دیا کہ حسینہ اس کے حصے میں آسکتی ہے۔

ایسے وقت فلاور کا خیال آیا۔ خیال ایسے ہی آیا جیسے وقت آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ اس نے سوچا۔ "یہ اچھا ہی ہوا' بیچاری اپنے کسی سینا گوج میں پہنچ گئی ہے۔ وہاں عزت و آبرو سے رہ کر کسی نیک بندے سے شادی کرلے گی چونکہ وہ صحیح جگہ پہنچی ہوئی ہے اس لیے اب اس کی فکر نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ حسینہ اپنے ساتھی کے ساتھ ہوٹل سے باہر آئی۔ ساتھی اس کے لیے کار کا دروازہ کھولنے لگا۔ پاشا دوڑتا ہوا ایک ٹیکسی کے پاس آیا پھر پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے بولا۔ "چلو۔"

وہ کار اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔ "کہاں چلوں؟"

"وہ سامنے سفید کار جارہی ہے اس کے پیچھے چلتے رہو۔"

ایسا کہتے ہوئے اس نے سو ڈالر کے دو نوٹ اس کے آگے کر دیے۔ وہ نوٹ لے کر سفید کار کے پیچھے چل پڑا۔ دونوں گاڑیاں شاہراہوں پر ایک گھنٹے تک آگے پیچھے دوڑتی رہیں پھر سفید کار ایک بار کے سامنے رک گئی۔ وہ دونوں کار سے باہر آئے۔ پاشا نے ٹیکسی سے باہر نکلتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔ "تم کئی گھنٹوں کے لیے انگیج ہوچکے ہو۔ میں اندر جاؤں تو میرا انتظار کرنا۔"

اس نے سوچا تھا کہ حسینہ اندر جائے گی تو وہ بھی بار میں جائے گا لیکن اس کا ساتھی تنہا بار میں گیا۔ وہ بیچاری تنہا فٹ پاتھ پر کھڑی رہی۔ عورت کہیں تنہا ہو تو بیچاری اور تعاون کی محتاج لگتی ہے۔ دل نے کہا۔ "یہی موقع ہے۔ لفٹ لینا چاہیے۔"

وہ ایک قدم آگے بڑھا ذرا ہچکچایا کہ وہ کہیں اس شخص کی بیوی نہ ہو۔ دوسرے قدم پر دل نے کہا' اگر وہ میاں ہوتا تو بیوی بھی اس کے ساتھ شراب خانے میں جاتی پس ثابت ہوا کہ بہن ہے۔

اسے حوصلہ ہوا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا پھر اتنی ہی تیزی سے رک گیا۔ رکنے سے پہلے لڑکھڑایا کیوں کہ شراب خانے سے ایک نہایت ہی حسین و جمیل عورت باہر آئی تھی۔ یوں لگا تھا جیسے رات کو آفتاب نکل آیا ہو۔ پاشا سحر زدہ سا ہو کر کبھی پہلی کو کبھی دوسری کو دیکھنے لگا۔ تیزی سے سوچنے لگا۔ "کسے پکڑے اور کسی چھوڑے۔"

دوسری حسینہ بار سے نکل کر ایک کار کی طرف جارہی تھی وہ فوراً ہی پلٹ کر ٹیکسی کی طرف جاتے ہوئے بڑبڑایا۔ "مجھے رسک نہیں لینا چاہیے۔ اس پہلی کے ساتھ جو مرد ہے' وہ اس کا بھائی ہو ہی نہیں سکتا' اس کا عاشق یا شوہر ہے۔ یہ دوسری حسینہ اکیلی ہے۔ فری پورٹ ہے۔ کوئی ڈیوٹی یا رکاوٹ نہیں ہے۔"

وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھائی۔ پاشا نے کہا۔ "وہ جو سرخ رنگ کی کار...."

ڈرائیور نے بات کاٹ کر کہا۔ "سر! میں اسی کے پیچھے جا رہا ہوں۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا۔ "تم نے کیسے سمجھ لیا؟"

"میں پورے پچاس برس کا ہوں اور پچیس برس سے ٹیکسی چلا رہا ہوں' پچھلی سیٹ پر بیٹھنے والوں کے ارادے پڑھ لیتا ہوں۔"

سرخ رنگ کی کار تیز رفتاری سے آگے جارہی تھی۔ ڈرائیور نے ٹیکسی کی رفتار بھی اسی کی مناسبت سے رکھی۔ اس نے کہا۔ "سر! آپ مائنڈ نہ کریں تو ایک بات پوچھوں؟"

"ہاں ضرور پوچھو۔"

"آپ نے پہلے والی کو کیوں چھوڑ دیا؟ جب کہ وہ بھی حسین تھی۔"

"ہاں حسین تو تھی لیکن میں نے سوچا کہ اگر شوہر والی ہوئی تو وقت ضائع ہوگا۔"

"یہ آپ مجھ سے پوچھ لیتے۔ وہ شوہر والی نہیں ہے۔"

"تو پھر وہ اس کا محبوب ہوگا۔"

"جی نہیں' محبوب بھی نہیں ہے۔"

"اچھا تو پھر میرا پہلا خیال ہی درست نکلا۔ وہ اس کا بھائی تھا۔"

"ایسی عورتوں کے بھائی نہیں ہوتے۔ وہ اس کا ایک گاہک تھا۔ آپ ریٹ بڑھاتے تو آپ کو مل جاتی۔"

وہ ناگواری سے بولا۔ "لعنت ہے۔ میں بازاری عورتوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا؟"

"میں کشمکش میں تھا۔ آپ کے ذاتی معاملے میں مجھے بولنا چاہیے یا نہیں؟ جب آپ نے پہلی والی کا خیال چھوڑ دیا تب میں نے پوچھنے کی جرأت کی ہے۔"

سرخ رنگ کی کار ائرپورٹ کے احاطے میں داخل ہورہی تھی۔ پاشا نے کہا۔ "تم چھٹے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور ہو' اس اگلی کار والی کے متعلق بتاؤ۔ کیا وہ کسی محبوب سے ملنے ائرپورٹ آئی ہے؟"

"اس کا کوئی محبوب نہیں ہے۔"

"اس کا مطلب ہے' یہ بھی بازاری عورت ہے؟"

"عورت؟ نو سر! یہ عورت نہیں ہے۔ پیرس کا سب سے مشہور اور مہنگا خسرا ہے۔"

"شٹ اپ یو نان سنس!" وہ حلق کے بل چیخ پڑا۔ ڈرائیور نے سہم کر ایک طرف کار روک دی پھر کہا۔ "معافی چاہتا ہوں سر!

آپ نے پوچھا تو میں نے سچ کہہ دیا پھر ایک بار معافی چاہتا ہوں۔"

پاشا دھوکا کھانے پر شرمندہ سا تھا۔ وہ ڈرائیور کو سو ڈالر دیتے ہوئے بولا۔ "تم بہت تجربہ کار ہو۔ آئندہ مجھے پہلے ہی ٹوک دینا۔ گاڑی پارک کرو۔ میں ابھی آؤں گا۔"

وہ ٹیکسی سے اتر کر ائرپورٹ کی عمارت میں داخل ہوا۔ دوبارہ ناکام ہونے کے باعث بھوک بڑھ گئی تھی۔ وہ ریستوران میں آ کر ایک میز کے پاس بیٹھ گیا۔ بیرے کو ایک بیئر کین لانے کا آرڈر دے کر سوچنے لگا۔ "حسین عورتوں کے انتخاب کے معاملے میں ایسی حماقتیں پہلے کبھی نہیں ہوئیں۔ تعجب ہے فلاور جیسی محبت کرنے والی کو چھوڑ کر ایک سوسائٹی گرل کے پیچھے دوڑ پڑا۔ وہ بازاری عورت بھی کسی حد تک گوارا تھی لیکن مت ماری گئی تھی کہ ایک خسرے کے لیے اس حسینہ کو بھی چھوڑ کر چلا آ رہا ہوں۔ ویسے پیرس کی ہر چیز حسین ہے۔ خسرے بھی اتنے حسین اور نازک اندام ہوتے ہیں کہ نگاہیں دھوکا کھا جاتی ہیں۔"

وہ بیئر کو گلاس میں انڈیلتے ہوئے سوچنے لگا۔ "میں بے وفا نہیں ہوں۔ میری فلاور میرا انتظار کر رہی ہوگی۔ میں ڈنر سے فارغ ہوتے ہی پیرس کے تمام سینا گوچ میں اسے تلاش کروں گا۔"

آدھا گلاس پینے کے بعد اس نے دل ہی دل میں کہا۔ "آہ! میری جانِ حیات! میری فلاور! میں تمہاری محبت کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں۔ آج سے کسی عورت کو ہوس کی نگاہوں سے نہیں دیکھوں گا۔ آج سے دنیا کی ہر عورت کو ماں۔ بہن۔ بہن۔ ب......"

وہ بولتے بولتے رک گیا۔ عین نگاہوں کے سامنے حسن کا شاہکار نظر آیا۔ پہلی نظر میں پتا چل گیا کہ وہ ایشیائی دوشیزہ ہے۔ اس کا حسن ایسا لاجواب تھا کہ شاذو نادر ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ وہ سامنے ہی ایک میز پر آ کر بیٹھ گئی۔ پاشا نے خوب نظر بھر کر اسے دیکھا لیکن دودھ کا جلا تھا چھاچھ پھونک پھونک کر پینا چاہتا تھا۔ اس لیے وہاں سے اٹھ گیا۔ تیزی سے چلتا ہوا ریستوران کے باہر آیا پھر عمارت کے باہر آ کر ٹیکسی ڈرائیور کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "میرے ساتھ آؤ۔"

اس نے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔ "کیا بات ہے سر!"

وہ بولا۔ "ایک نہایت ہی حسین و جمیل دوشیزہ ہے۔ اپنے لباس سے ایشیائی لگتی ہے غالباً پاکستانی ہے۔ ویسے تم بڑے گھاگ ہو۔ اسے دیکھ کر تصدیق کرو کہ وہ لڑکی ہے کیوں کہ پاکستان میں بھی خسرے پائے جاتے ہیں۔"

وہ دونوں ریستوران کے دروازے پر ہی رک گئے۔ پاشا نے باہر سے ہی اندر کی طرف اشارہ کیا۔ "وہ دیکھو وہاں ایک میز پر تنہا لڑکی ہے۔ اس کی شلوار، قمیص اور دوپٹے پر سب رنگ کے چھینٹے ہیں جیسے قوس قزح کے سب رنگوں کو پہن رکھا ہو۔"

ڈرائیور نے کہا۔ "ہاں، وہ اس بھیڑ میں الگ پہچانی جا رہی ہے۔ کیا آپ کی نظر کمزور ہے وہ سو فیصد لڑکی ہے۔"

"میری نظروں کی بات نہ کرو۔ میں تاریکی میں بھی دیکھ لیتا ہوں لیکن عشق اندھا ہوتا ہے۔ اس لیے تمہیں لاٹھی بنا کر لایا ہوں۔ شکریہ مسٹر لاٹھی! اب یہاں سے جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ پاشا ریستوران کے اندر آیا پھر حسینہ کے قریب آ کر بولا۔ "کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "ضرور۔ یو آر موسٹ ویل کم۔ سچ پوچھو تو بور ہو رہی ہوں۔ آدھ گھنٹا پہلے آئی ہوں۔ یہاں آ کر پتا چلا، فلائٹ ایک گھنٹے لیٹ ہے۔"

وہ سامنے والی میز کے دوسری طرف بیٹھ کر بولا۔ "بہت افسوس ہوا کہ فلائٹ صرف ایک گھنٹا لیٹ ہے اسے اور زیادہ لیٹ ہونا چاہیے۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا۔ "اور زیادہ کیوں لیٹ ہونا چاہیے؟"

"تاکہ میں زیادہ سے زیادہ تمہارے پاس بیٹھا رہوں اور اپنی نظروں کی پیاس بجھاتا رہوں۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی پھر بولی۔ "تم بہت زندہ دل ہو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ایک گھنٹا چٹکی بجاتے ہی گزر جائے گا۔ بائی دی وے کس ملک سے تعلق ہے؟"

"میں ترک مسلمان ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم پاکستانی مسلمان ہو۔ یہ شلوار قمیص پاکستان کا شناختی لباس بن گئی ہے۔ ویسے کچھ پینا پسند کرو گی؟"

"میں سردی میں کافی، گرمی میں کولڈ ڈرنک اور غصے میں خون پیتی ہوں۔ بولو کیا پلاؤ گے؟"

"خون تو جب چاہو پی لو۔ یہ تمہارے لیے ہے اسی لیے آج تک اسپتال میں نہیں دیا۔"

وہ پھر کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ بیرا آیا تو اسے کافی کا آرڈر دیا گیا۔ پاشا نے پوچھا۔ "کہاں جا رہی ہو؟"

"زیادہ دور نہیں، بس یہیں فرینکفرٹ تک جا رہی ہوں، کل شام تک واپس آ جاؤں گی۔"

"پھر تو تم مجھ سے ایک ڈالر ادھار لے لو۔"

"وہ کس لیے؟"

"اس لیے کہ قرض وصول کرنے کے بہانے تم سے دوبارہ ملاقات کر سکوں۔"

وہ پھر ہنسنے لگی۔ اسے ہنسنا بولنا بہت پسند تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر کھل کر قہقہے لگاتی تھی۔ کافی کی ٹرے آ گئی، وہ دو پیالیاں تیار کرنے لگی۔ پاشا نے کہا۔ "تمہاری زندہ دلی نے مجھے متاثر کیا ہے۔ مجھے بتاؤ کل کس وقت واپسی ہو گی۔ میں یہاں منتظر رہوں گا۔"

"تم انتظار کرو گے تو مجھے بہت خوشی ہو گی، پتا نہیں کیوں، تم پہلی ملاقات میں ہی اچھے لگ رہے ہو۔"

وہ کافی پیتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ کافی میں اور باتوں

میں محبت کی مٹھاس گھلتی رہی۔ یوں دیکھتے ہی دیکھتے وقت گزر گیا۔ پاشا نے اسے ہوٹل کا نام اور کمرا نمبر بتایا۔ وہ بولی۔ "میں کل دو بجے فون کرکے بتاؤں گی کہ کس فلائٹ سے آرہی ہوں۔"

جدا ہونے سے پہلے اس نے ہاتھ ملایا۔ پاشا نے کہا۔ "میں تمہارا ہاتھ چومنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے تم برا نہیں مناؤ گی۔"

اس نے جھک کر اس کی دائیں ہتھیلی کی پشت کا بوسہ لیا۔ وہ مسکراتی ہوئی' شرماتی ہوئی' اپنا ہاتھ چھڑا کر چلی گئی۔ پاشا پر سحر طاری ہو گیا تھا۔ وہ اسے نظروں سے اوجھل ہونے تک دیکھتا رہا پھر بوجھل قدموں سے چلتا ہوا ٹیکسی کے پاس آگیا۔ ڈرائیور نے اسے غور سے دیکھا پھر کہا۔ "سر! وہ کوئی شریف زادی تھی۔ پھنسنے والی نہیں تھی۔ آپ غم نہ کریں۔"

پاشا نے کہا۔ "کیا بکتے ہو۔ وہ پھنس گئی ہے۔ میرا مطلب ہے' ہم دونوں کو ایک دوسرے سے سچی محبت ہو گئی ہے۔"

"چلئے صاحب! ایسی سچی محبتیں میں نے پچھلی سیٹ پر بہت دیکھی ہیں۔"

وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی چل پڑی۔ وہ سوچ رہا تھا۔ "شاید اس بار مجھے سچی محبت ہو گئی ہے۔ اگر یہ پاکستانی دوشیزہ مجھے مل جائے تو میں دنیا کی ساری عورتوں کو ماں' بیٹی اور بہن...."

وہ سوچتے سوچتے رک گیا پھر سوچنے لگا۔ "اتنی جلدی اتنی بڑی قسم نہیں کھانا چاہیے۔ پتا نہیں' نصیب میں اور کیا کچھ ملنے والا ہے۔"

اس نے ہوٹل پہنچ کر کھانا کھایا پھر کمرے میں آکر لیٹ گیا۔ بڑی دیر تک کروٹیں بدلتا رہا۔ وہ حسینہ نگاہوں کے سامنے شرماتی اور مسکراتی رہی پھر اس نے رت جگے سے پریشان ہو کر دماغ کو ہدایات دیں اس کے بعد سو گیا۔

دیر سے سویا تھا۔ دیر سے آنکھ کھلی۔ دوسرا دن نکل آیا تھا۔ دس بج چکے تھے۔ اس نے دروازے کے نیچے سے آنے والے اخبار کو اٹھایا۔ پہلے صفحے پر ایک سرخی پڑھتے ہی چکرا کر بیٹھ گیا۔ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ جاگ رہا ہے۔ ایک خواب سا لگ رہا تھا۔ اخبار کی سرخی بتا رہی تھی کہ کل رات ساڑھے گیارہ بجے پیرس سے فرینکفرٹ جانے والا طیارہ گر کر تباہ ہو گیا ہے۔

اس نے آگے پڑھا۔ لکھا ہوا تھا۔ طیارے کے تمام بدنصیب مسافر مارے گئے ہیں کوئی زندہ نہیں بچا ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک گم صم بیٹھا رہا۔ وہ نگاہوں کے سامنے آ رہی تھی۔ اس کی باتوں پر کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔ پھر کہہ رہی تھی۔ "تم انتظار کرو گے تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔ پتا نہیں کیوں' تم پہلی ملاقات میں ہی اچھے لگ رہے ہو۔ تم مجھے اچھے لگ رہے ہو۔ اچھے لگ رہے ہو۔"

وہ اس کے دماغ کے اندر شور مچا رہی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بڑبڑا رہا تھا۔

"نہیں' مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ اخبارات نے جھوٹی خبر شائع کی ہے۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر ہوٹل کے ایکسچینج سے کہا۔ "ایئرپورٹ انکوائری آفس سے فوراً رابطہ کراؤ۔"

تھوڑی دیر انتظار کی کوفت سہنے کے بعد رابطہ ہوا۔ اس نے جہاز نمبر کے حوالے سے دریافت کیا۔ کیا واقعی حادثہ ہوا ہے؟ جواب دل شکن تھا کہ ایک بھی مسافر زندہ نہیں بچ سکا۔ لاشوں کے چیتھڑے اڑ گئے ہیں۔ چہرے بھی ناقابل شناخت ہو گئے۔ ان کے ورثا کو جائے حادثہ تک پہنچانے کے لیے دن کے ایک بجے ایک ایئربس روانہ ہو رہی ہے۔

پاشا نے کہا۔ "ایئربس میں میری ایک سیٹ رکھی جائے۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھا۔ باتھ روم میں گیا۔ لباس تبدیل کیا پھر ایک ٹیکسی کے ذریعے ایئرپورٹ پہنچ گیا۔ وہاں ہلاک شدگان کے ورثا کی بھیڑ اور آہ و زاری دیکھ کر پاشا کی خوش فہمی ختم ہو گئی کہ محبوبہ اس کے لیے زندہ رہ گئی ہو گی۔ وہ ایک بجے کی فلائٹ سے جائے حادثہ پر پہنچا۔ وہاں کا منظر بڑا المناک تھا۔ ایک بھی انسانی جسم سالم نہیں تھا۔ چہرے ایسے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے کہ ان کے ٹکڑے ایک جگہ نہیں رہے تھے۔

پاشا نے اس پاکستانی دوشیزہ کے ایک آدھ ٹکڑوں کو پہچان لیا۔ ان ٹکڑوں سے وہ سب رنگ لباس کے چیتھڑے چپکے ہوئے تھے پھر مرنے والوں کی فہرست میں اس دوشیزہ کا نام بھی شامل تھا۔ وہ دل برداشتہ ہو کر پیرس واپس آگیا۔

وہ پاشا کی ایسی تمنا تھی جو پوری نہیں ہوئی تھی اور جو محبوب چیز ہاتھ آنے سے پہلے فنا ہو جائے اس کا غم بھاری ہوتا ہے۔ اس رات اس نے خوب شراب پی۔ یوگا کے ماہر کوئی نشہ نہیں کرتے کیوں کہ نشہ آدمی کو اندر سے کھوکھلا کرتا ہے۔ اسے سانس روکنے کی قوتوں سے محروم کر دیتا ہے لیکن پاشا غیر معمولی جسمانی اور دماغی توانائی کا حامل تھا۔ اس لیے نشہ اس پر غالب نہیں آتا تھا۔ ایسے وقت کوئی اس کے اندر آکر زلزلہ پیدا کرتا' تب بھی دماغ پر اثر نہ ہوتا۔ بہرحال اس نے خوب پی لیکن دماغی توانائی کے باعث برائے نام مدہوش رہا جسے بھلانا چاہتا تھا' اسے نہ بھلا سکا وہ اور یاد آنے لگی۔

تب ایک عجیب بات ہوئی۔

ایک ایسا معجزہ ہوا جو آج کے دور میں نہیں ہوتا اور وہ معجزہ ہو جائے تو کوئی یقین نہیں کرتا۔

اچانک ہی پاشا نے اپنی غیر معمولی سماعت کے ذریعہ سنا' وہ بول رہی تھی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ پہلے تو یوں لگا جیسے نشے میں کان بج رہے ہوں اور اس کی کہی ہوئی بات یاد آگئی ہو۔

اس نے دوسری بار خود کو جانچا' پرکھا کہ نشے میں نہیں ہے اور

اب ہوش و حواس میں رہ کر اس مرنے والی کی آواز سننے والا ہے پھر اس نے سر جھکا کر' آنکھیں بند کرنے کے بعد اس کی آواز اور لہجے پر پوری توجہ دی' قوتِ سماعت کو ابھارا تو اس کی آواز سنائی دینے لگی۔

وہ زندہ تھی اور بول رہی تھی۔

یہ چشم دید واقعہ تھا کہ وہ طیارے میں بیٹھ کر گئی تھی۔ وہی طیارہ گر کر تباہ ہوا تھا۔ اس کی لاش کے اور لباس کے ٹکڑے اور چیتھڑے ملے تھے۔ موت برحق ہے۔ وہ سچ مچ مر چکی تھی۔

لیکن غیر معمولی قوتِ سماعت بھی غلط نہیں تھی۔ یہ قوت کہہ رہی تھی کہ وہ زندہ ہے اور بول رہی ہے۔

یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ اگر قارئین صرف اس پہلو سے غور کریں کہ وہ ایک پاکستانی لڑکی تھی تو بات سمجھ میں آجائے گی کہ وہ مرنے کے بعد بھی کیسے بول رہی ہے۔

میں آئندہ باب میں اس کی وضاحت پیش کروں گا۔

**

جنرل واسکوڈی نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اسے آپریٹ کیا پھر رابطہ قائم ہونے کے بعد بولا "ہیلو مسٹر جیرالڈ! میں جنرل واسکوڈی بول رہا ہوں۔ میرے کوڈ ورڈز ہیں' دی آر دی مارکس آف سیفٹی فار دی مشین" (ہم ٹرانسفارمر مشین کی حفاظت کی علامت ہیں)

"ہیلو جنرل واسکوڈی ہیلو! میں آرمی کا چیف انجینئر جیرالڈ اٹینڈ کر رہا ہوں۔"

"مسٹر جیرالڈ! آج کے اجلاس میں یہ طے پایا ہے کہ ٹرانسفارمر مشین اب ہماری تحویل میں نہیں رہے گی۔ آئندہ سپر ماسٹر اور دوسرے یوگا جاننے والے مشین کی حفاظت کریں گے اور اس خفیہ اڈے کی سیکیورٹی کے انتظامات سنبھالیں گے۔ آپ وہ خفیہ اڈا ان کے حوالے کرنے کے سلسلے میں کاغذی تیاریاں مکمل کر لیں۔"

ان کی گفتگو کے دوران مرینا' جیرالڈ کی دماغ میں پہنچ گئی۔ جنرل نے پہلے ہی مرینا کو بتا دیا تھا کہ اس خفیہ اڈے کے تین بڑے افسران میں دو یوگا کے ماہر ہیں اور تیسرا ان کا سینئر افسر جیرالڈ شراب پینے کا عادی ہے۔ یہ معلوم کرنے کے بعد ہی وہ اس کے دماغ میں آئی تو اسے جگہ مل گئی وہ اسے محسوس نہ کر سکا۔

وہ اطمینان سے اس کے اندر رہ کر ٹرانسفارمر مشین اور اس کے خفیہ اڈے کے متعلق معلومات حاصل کرنے لگی۔ یہ بھی معلوم کیا کہ اس مشین کا نقشہ کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے؟

جیرالڈ کی سوچ کی لہروں نے بتایا کہ مشین کے دو اہم پرزے کثرتِ استعمال سے ناکارہ ہو گئے ہیں چونکہ اس مشین کے فاضل پرزے اسٹاک میں نہیں رکھے جاتے ہیں اس لیے وہ دو نئے پرزے تیار کیے جا رہے ہیں۔ تیار ہونے کے بعد ان نئے پرزوں کو آزمایا جائے گا۔ اگر ان کی کارکردگی درست نہ رہی تو پھر دوسرے نئے پرزے بنوائے جائیں گے۔

مرینا نے معلوم کہ مشین میں اور کتنے ایسے پرزے ہیں جو بڑی مشکل سے اور بڑی محنت سے دوبارہ تیار کیے جا سکتے ہیں؟

اس کی سوچ نے چند پرزوں کے متعلق بتایا۔ مرینا نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما کر اسے غافل بنا دیا۔ وہ مشین اس خفیہ اڈے کے تہ خانے میں تھی۔ وہاں صرف تین افسران ہی جا سکتے تھے اور وہ سب سے بڑا افسر تھا۔ جب وہاں پہنچا تو مسلح پہرے داروں نے اس کے لیے تہ خانے کا دروازہ کھول دیا۔ وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نچلے حصے میں آیا۔ موجودہ دور کی وہ عجیب و غریب مشین وہاں رکھی ہوئی تھی۔ وہ مشین کے پاس آکر اس پر جھک گیا پھر ایک اوزار کی مدد سے اس کا ایک اہم پرزہ نکال لیا۔

وہ اپنے ساتھ ایک چھوٹی سی بوتل میں تیزاب لے کر آیا تھا۔ اس نے لباس کے اندر سے وہ بوتل نکالی پھر مشین پر جھک گیا۔ اس مشین کے دوسرے اور تیسرے اہم پرزوں پر تھوڑی تیزاب انڈیلنے لگا۔ چاقو کا فولادی پھل تیزاب سے گلتا نہیں ہے لیکن اپنی آب کھو دیتا ہے اس کی دھار کند ہو جاتی ہے اسی طرح وہ لوہے کے پرزے نہیں گل رہے تھے' صرف اپنی بناوٹ کی خصوصیات سے محروم ہو رہے تھے۔ یوں اس نے چھ پرزوں کو ناکارہ بنا دیا۔

پھر وہ تہ خانے کے دوسرے حصے میں آیا۔ وہاں ایک آہنی سیف کو کھول کر اس میں سے مشین کی بناوٹ کا تفصیلی نقشہ اور اس کے بلیو پرنٹس نکالے پھر لائٹر کے ذریعے ایک ایک نقشے کو جلانے لگا۔ جب وہ سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا تو مرینا نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

وہ ایک دم سے گھبرا گیا اور دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر تہ خانے کو دیکھنے اور سوچنے لگا۔ "یہ...... یہ کیا ہے "میں یہاں کیسے پہنچ گیا؟ کیا کوئی دشمن میرے دماغ میں گھس آیا ہے؟"۔

مرینا نے بھاری بھرکم لہجے میں کہا۔ "ہاں تمہارے دماغ میں ایک نہیں' دو دشمن ہیں' میرا نام جیری ہاک ہے۔"

پھر وہ لہجہ بدل کر بولی۔ "اور میرا نام بی جی تھرمال ہے۔"

جیرالڈ نے کہا۔ "میں تم دونوں کے نام سن چکا ہوں اور تھرمال' تم تو آنجہانی جان لبوڈا کے داماد ہو۔ جس مشین نے تم دونوں کو ٹیلی پیتھی کا علم دیا' اسی کو تم تباہ کر رہے ہو؟"

"ہاں، ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے مقابلے میں آئندہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا ہو۔"

"میں نے سنا تھا، تم دونوں کے دماغوں سے ٹیلی پیتھی مٹا دی گئی ہے پھر یہ علم دوبارہ کیسے حاصل ہو گیا؟"

مرینا کبھی تھرمال کے اور کبھی جیری کے لہجے میں بول رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "یہ ہمارے سپر ماسٹر اور ہپناٹزم جاننے والے جے پرگولا کی مہربانی ہے۔ ہم نے ان دونوں کی محنت اور جدوجہد سے کھویا ہوا علم حاصل کیا ہے۔"

"یہ کیسی نادانی ہے۔ کل تک سپر ماسٹر کو اس مشین کی ذمّے داری سونپ دی جاتی۔ اس مشین سے سپر ماسٹر بڑے فائدے حاصل کر سکتا تھا پھر اسے تباہ کیوں کیا گیا ہے؟"

"اس لیے کہ سپر ماسٹر کو ناکارہ مشین دی جانے والی تھی۔ اس کی خرابی دور ہوتی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس لیے ہم نے یہ پلاننگ کی ہے کہ اسے بالکل ہی بگاڑ دیا ہے۔ اس کی تباہی کی ذمّے داری جنرل واسکوڈی پر ہو گی۔ سپر ماسٹر نے آج کے اجلاس میں چیلنج کیا تھا کہ جنرل واسکوڈی استعفا دینے پر مجبور ہو جائے گا۔ اب اس تباہی کے بعد اسے استعفا دینا ہی پڑے گا۔"

وہ چیخ کر بولا۔ "یہ سازش ہے۔ ملک سے غدّاری ہے۔ میں نے جان بوجھ کر جرم نہیں کیا ہے لیکن تم دو شیطانوں نے مجھے مجرم بنا دیا ہے۔"

وہ چیختا چلّاتا دوڑتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ مسلّح فوجی جوان اس کی چیخیں سن کر دوڑتے ہوئے سیڑھیوں پر آئے۔ وہ بولا۔ "سپر ماسٹر کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری اور تھرمال دشمنی کر رہے ہیں۔ انہوں نے میرے دماغ پر قبضہ جما کر مشین کو تباہ کر دیا ہے۔"

مرینا نے جیری کے لہجے میں کہا۔ "خاموش رہو، ورنہ دماغ میں زلزلہ پیدا کروں گا۔"

وہ پہرے داروں سے بولا۔ "جیری میرے دماغ میں زلزلہ پیدا کرنے کی دھمکی دے۔۔۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی مرینا نے زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر گرا اور سیڑھیوں پر سے لڑھکتا ہوا نیچے تہ خانے میں چلا گیا۔ پہرے دار اسے سنبھالنے کے لیے اس کے پاس پہنچے۔ ایک فوجی جوان نے ٹرانسمیٹر پر جنرل واسکوڈی سے رابطہ کیا۔ اسی وقت مرینا جنرل کے دماغ میں آ کر بولی۔ "ابھی آپ کو مشین کی تباہی کی اطلاع ملنے والی ہے۔ آپ حکم دیں کہ تباہی کی بات ابھی چھپائی جائے۔ چیف انجینئر جیرالڈ کو رازداری سے حراست میں رکھا جائے۔"

ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہو رہا تھا۔ جنرل نے اسے آن کیا۔ مسلّح پہرے دار نے مختصر الفاظ میں رپورٹ دی کہ جیرالڈ کے دماغ پر ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے قبضہ جمایا ہے۔ جنرل نے کہا۔ "میں ابھی آ رہا ہوں۔ یہ بات ابھی اس خفیہ اڈّے سے باہر نہ جائے۔"

وہ ٹرانسمیٹر آف کر کے میجر کے بنگلے پر آیا پھر مسلّح فوجی گارڈ کے ساتھ ایک گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ مرینا سوچ کے ذریعے اسے ساری روداد سنا رہی تھی۔ اس نے سب کچھ سننے کے بعد کہا۔ "تم نے میرے حق میں بہت بڑا ڈراما پلے کیا ہے۔ کل کے اجلاس میں سپر ماسٹر کی شامت آ جائے گی لیکن مشین کے تباہ ہونے سے ہمارے ملک کو نقصان پہنچے گا۔"

وہ بولی۔ "یہ مشین درست ہونے والی نہیں تھی۔ اگر ہو جاتی تو ملک دشمن تنظیم کا سرغنہ جے پرگولا، سپر ماسٹر کے ذریعے مشین سے فائدہ اٹھاتا۔ میں نے ایسے سارے راستے بند کر دیے ہیں۔"

"ہم بھی نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں پیدا کر سکیں گے؟"

"جنرل! تم مجھ سے مخلص نہیں ہو۔ ایک اہم راز مجھ سے چھپا رہے ہو۔"

اس نے انجان بن کر پوچھا۔ "کیسا اہم راز؟"

وہ بولی۔ "کیا تم سمجھ رہے ہو کہ میں تمہارے چور خیالات نہیں پڑھ رہی ہوں۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "اوہ مرینا! یہ غلط بات ہے۔ میں سانس روک لوں گا۔"

"اگر مجھے اپنے دماغ سے نکالو گے تو جے پرگولا اور سپر ماسٹر کے مقابلے میں چیونٹی برابر ہو جاؤ گے۔"

وہ بے بسی سے بولا۔ "میں تمہیں دوست بنائے رکھنا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر سنو۔ تمہارے چور خیالات نے بتایا ہے کہ ٹرانسفارمر مشین کی بناوٹ کا نقشہ بلیو پرنٹ کی صورت میں محفوظ ہے اور وہ نقشہ نیوی کی آبدوز میں یعنی سمندر کی گہرائی میں ہے۔"

"آہ! تم ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کوئی بات راز رکھنا ممکن نہیں ہوتا لیکن صرف نقشے سے کیا ہو گا؟"

"ایک نئی مشین تیار ہو گی۔ ابھی ساری دنیا میں یہ خبر پھیلنے دو کہ مشین تباہ ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ سارے نقشے جلا دیے گئے ہیں۔"

جنرل واسکوڈی سوچنے لگا۔ مشین تو تباہ ہو چکی ہے۔ اس کا ماتم کرنا فضول ہے۔ فی الوقت مخالفین سے نمٹنے کے لیے مرینا سے دوستی لازمی ہے۔ اس کے بعد اسی مشین کے تباہ شدہ ڈھانچے کی مرمّت کی جائے گی۔ نقشے کے مطابق اسے بنایا جائے گا تو ایک نئی مشین تیار ہو جائے گی۔ اس کام میں دو چار برس لگیں گے۔ ان حالات میں اس بوڑھے تبریزی کی پیش گوئی درست ثابت ہوتی جا رہی ہے۔

دوسرے دن یوگا کے ماہرین کا خفیہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں جنرل واسکوڈی اور سپر ماسٹر ایک دوسرے کے حریف تھے۔ ملٹری انٹیلیجنس کا چیف ریچ ووڈ درپردہ جے پرگولا کا غلام اور سپر ماسٹر کا حمایتی بھی وہاں موجود تھا۔ باقی جتنے اعلیٰ عہدے دار تھے، وہ غیر جانبدار تھے۔

جنرل واسکوڈی نے کہا۔ "آج کے اجلاس میں آڈیو ریکارڈنگ کے انتظامات کیے گئے ہیں تاکہ ہم میں سے کوئی بعد میں اپنے بیانات سے انکار نہ کر سکے۔ میں نے ٹرانسفارمر مشین اور وہ خفیہ اڈّا سپر ماسٹر کے حوالے کرنے کے لیے تمام کاغذی تیاریاں کر لی ہیں۔ میرے سامنے رکھی ہوئی فائل میں وہ کاغذات ہیں۔ آپ حضرات مطالعہ کر سکتے ہیں۔"

اس نے میز پر رکھی ہوئی فائل آگے بڑھا دی۔ وہاں ملک کے دس اہم افراد تھے۔ انہوں نے باری باری فائل کے کاغذات دیکھے پھر فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "سپر ماسٹر! ان کاغذات کے مطابق وہ مشین اور خفیہ اڈّا ہم یوگا کے ماہرین کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اب تم وعدہ پورا کرو، تم نے کہا تھا کہ آج کے اجلاس میں ایک چونکا دینے والے منصوبے کی جھلک پیش کرو گے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "بے شک، میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ میرا منصوبہ یہ ہے کہ ہمارے جو ناکارہ خیال خوانی کرنے والے تھے اور جن کے دماغوں سے ٹیلی پیتھی مٹا دی گئی تھی، ان نوجوانوں کی برین واشنگ کی جائے اور انہیں دوبارہ کارآمد بنایا جائے۔"

ایک نے کہا۔ "یہ ناممکن ہے کہ دماغ سے جو علم مٹا دیا گیا ہے اسے دوبارہ ذہن میں نقش کیا جا سکے۔"

سپر ماسٹر نے فخر سے کہا۔ "میں نے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے۔ جیری ہاک اور بی جی تھرمال جیسے ناکارہ جوانوں میں پھر سے ٹیلی پیتھی کو زندہ کر دیا ہے۔"

ایک عہدے دار نے پوچھا۔ "کیا واقعی ہمارے ملک میں دو خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ ہو چکا ہے؟"

"ہاں اضافہ ہو چکا ہے۔ وہ دونوں پہلے سے زیادہ ذہین اور معاملہ فہم ہو گئے ہیں۔"

جنرل نے پوچھا۔ "تم نے اتنے ذہین خیال خوانی کرنے والوں کو فارمولے حاصل کرنے کے ضمن میں استعمال کیوں نہیں کیا؟"

"صومالیہ کے مشن میں ایک وکی سول کافی تھا۔ ایک ہی مسئلہ پر تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو استعمال کرنا دانشمندی نہ ہوتی۔"

جنرل نے پوچھا۔ "تم نے ان دونوں خیال خوانی کرنے والوں کو حکومت کے ذمّے دار افراد کے سامنے پیش کیوں نہیں کیا۔ انہیں اب تک چھپا کر کیوں رکھا تھا؟"

"اس لیے کہ میں آج کے اجلاس میں یہ سرپرائز دینا چاہتا تھا۔"

جنرل نے کہا۔ "معزّز حاضرین! حقیقت کچھ اور ہے۔ آپ لوگوں نے ہپناٹزم کے ماہر جے پرگولا کا نام سنا ہے۔ جیری اور تھرمال اس جے پرگولا کے غلام ہیں۔ یہ سپر ماسٹر اور انٹیلی جنس کا چیف ریچ ووڈ بھی اس کے معمول اور تابعدار ہیں۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ بکواس ہے۔ تم ہم پر بچکانہ الزام لگا رہے ہو۔"

وہ دونوں غصہ دکھانے لگے۔ ایک عہدے دار نے پوچھا۔ "جنرل! اس الزام میں کتنی صداقت ہے۔"

"میں ابھی ثبوت پیش کروں گا۔ سپر ماسٹر اور ریچ ووڈ بظاہر محبِ وطن بنتے ہیں لیکن انہوں نے کل رات ٹرانسفارمر مشین کو بری طرح تباہ کرا دیا ہے۔ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت جیری اور تھرمال نے مشین کے انچارج افسر جیرالڈ کے دماغ پر قبضہ جما لیا تھا اور اسے آلۂ کار بنا کر صرف مشین ہی تباہ نہیں کرائی، اس کے ساتھ مشین کے نقشے بھی جلا دیے۔ خفیہ اڈّے کے دوسرے افسران اور وہاں کے درجنوں مسلّح فوجی جوان اس بات کے گواہ ہیں۔ میں ان سب کو یہاں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔"

اجازت دی گئی۔ جنرل نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ کر کے کسی سے کہا۔ "تمام گواہان کو یہاں بھیج دو۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "جنرل! تم میرے خلاف گھناؤنی سازش کر رہے ہو۔ اس کا نتیجہ برا ہو گا۔ میں نے کل کہا تھا کہ تم استعفا دینے پر مجبور ہو جاؤ گے اور وہ وقت آ گیا ہے۔"

جنرل نے کہا۔ "تمہارے پاس دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں، تم کسی پر بھی برا وقت لا سکتے ہو۔"

مشین کے اس خفیہ اڈّے میں ڈیوٹی دینے والے افسران اور سپاہی حاضر ہونے لگے۔ سب سے پہلے جیرالڈ نے پوری روداد سنائی کہ جیری اور تھرمال نے کس طرح اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا اور اسے غائب دماغ بنا کر مشین اور نقشے کو اس کے ہاتھوں سے تباہ کرایا تھا۔

دوسرے افسران اور سپاہیوں نے گواہی دی کہ جیرالڈ سچ بیانی سے کام لے رہا تھا۔ جیری اور تھرمال نے اسے سچ بیانی سے روکنے کے لیے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا۔

سپر ماسٹر نے کہا۔ "یہ جھوٹ ہے۔ جیری اور تھرمال کو الزام دیا جا رہا ہے۔ جنرل کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے جیرالڈ کو تابعدار بنا کر ایسا کیا ہے۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ "جنرل کا کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والا وکی سول میرا ماتحت ہے۔ وہ میری نگرانی میں رہتا ہے اور وہ کل شام سے ایک اہم معاملے میں مصروف ہے۔"

ریچ ووڈ نے کہا۔ "تو پھر جنرل نے ثنی تارا سے دوستی کی ہو گی۔"

جنرل نے کہا۔ "سپر ماسٹر دو دن پہلے سب کے سامنے کہہ چکا ہے کہ ثنی تارا سے اس کا رابطہ ہے اور وہ جلد ہی ہمارے لیے کام کرنے لگے گی پھر وہ میری دوست کیسے بنے گی؟"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "ثنی تارا اور مرینا کے درمیان جھگڑا ہو گیا

ہے۔ تم مرینا سے کام لے رہے ہو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "سپر ماسٹر! تم کسی ثبوت اور گواہ کے بغیر الزام لگا رہے ہو جب کہ جنرل نے درجنوں معتبر گواہ پیش کیے ہیں۔"

دوسرے عہدے دار نے کہا۔ "جنرل واسکوڈی کا کوئی خیال خوانی کرنے والا دوست یا ماتحت نہیں ہے اس کے برعکس سپر ماسٹر نے اعتراف کیا ہے کہ جیری اور تھرہال اس کے ماتحت ہیں۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا۔ "ہم نہیں جانتے کہ وہ شیطان جے پرگولا کیا رول ادا کر رہا ہے لیکن سپر ماسٹر نہ جانے کب سے ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہم سے چھپاتا آ رہا ہے۔"

"بہتر ہے کہ اس معاملے کی انکوائری مکمل ہونے تک سپر ماسٹر اور رچ ووڈ کو حراست میں رکھا جائے۔"

رچ ووڈ نے کہا۔ "یہ غلط فیصلہ ہے۔ آپ حضرات غور کریں سپر ماسٹر کو اس مشین سے فائدہ پہنچنے والا تھا پھر وہ اسے تباہ کیوں کرائے گا۔"

جیرالڈ نے بیان دیا۔ "جیری اور تھرہال مجھ سے کہہ رہے تھے کہ سپر ماسٹر کو ایک ناکارہ مشین دی جا رہی ہے۔ اس کی خرابی دور ہوتی نظر نہیں آتی۔ لہٰذا اسے بالکل ہی تباہ کر دیا جائے تو اس کی تباہی کا الزام جنرل واسکوڈی پر آئے گا پھر سپر ماسٹر کے چیلنج کے مطابق جنرل استعفا دینے پر مجبور ہو جائے گا۔"

ایک نے کہا۔ "یہ بڑے شرم کی بات ہے۔"

دوسرے نے کہا۔ "سپر ماسٹر اور رچ ووڈ کو حراست میں رکھنے کا فیصلہ معقول ہے۔"

جیری سپر ماسٹر کے دماغ میں موجود تھا۔ اس نے کہا۔ "میں اپنے باس جے پرگولا کو اس شوٹنگ کی روداد سناتا جا رہا ہوں۔ باس نے کہا ہے کہ تم بری طرح پھنس گئے ہو۔ اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا ایک ہی راستہ ہے۔"

"مجھے جلدی سے کوئی راستہ بتاؤ۔"

جیری نے کہا۔ "ریوالور نکالو اور جنرل واسکوڈی کو زخمی کرو تاکہ میں اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کر سکوں کہ جنرل ہمارے باس جے پرگولا اور ہم دونوں خیال خوانی کرنے والوں کے متعلق کیسے جانتا ہے؟"

اُدھر تھرہال نے چیف افسر رچ ووڈ سے کہا۔ "ہمارا باس جے پرگولا یہ معلوم کرنے کے لیے بے چین ہے کہ جیرالڈ کے دماغ میں کس نے آ کر مشین تباہ کی ہے اور جنرل کیسی گہری چالیں چل رہا ہے۔ جنرل کو زخمی کرو۔ ہم ابھی اس کے دماغ میں گھس کر سب کچھ معلوم کر لیں گے۔"

اِدھر جیری نے سپر ماسٹر کو اور اُدھر تھرہال نے رچ ووڈ کو اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر فائر کرنے پر مجبور کیا۔ دونوں نے فائرنگ کی جنرل اس سے پہلے ہی کرسی سے گر کر میز کے نیچے چھپ گیا۔ اتنی دیر میں وہاں گواہ کے طور پر آنے والے فوجی جوانوں نے اپنی گنوں سے ان دونوں کے قدم اکھاڑ دیے۔ وہ گولیاں کھا کر فرش پر گرے جیری نے سپر ماسٹر سے کہا۔ "تم اور رچ ووڈ ہمارے باس کے غلام اور وطن کے غدار ثابت ہو گئے ہو اگر زندہ رہتے تب بھی ہمارے کسی کام کے نہ رہتے۔ باس نے کہا ہے، جلدی مر جاؤ۔"

اس نے بجھتے ہوئے دماغ کو ٹیلی پیتھی کا ایک جھٹکا دیا۔ سپر ماسٹر کی سانس اکھڑ گئی۔ اُدھر رچ ووڈ بھی حرام موت مر چکا تھا۔ جنرل واسکوڈی نے مرینا کو اپنے اندر محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "شاباش مرینا! تم مجھے زوال سے پھر عروج پر لے آئی ہو۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

یہ بہت بڑی بات تھی۔ مرینا نے اس کی شکست کو فتح میں بدل دیا تھا۔ ورنہ اس اجلاس میں وہ بری طرح ذلیل ہو کر استعفا دینے والا تھا۔ اتنی بڑی کامیابی نے اسے مرینا کے سامنے جھکا دیا۔ وہ بولی۔ "آج کے بعد کوئی تمہاری حُبّ الوطنی پر شبہ نہیں کرے گا۔ تمام اعلیٰ حکّام اور فوجی افسران تم پر اسی طرح بھروسا کریں گے، جس طرح جان لمبوڈا پر کیا کرتے تھے۔ اب اگلا قدم ٹرانسفارمر مشین کے نقشے کی طرف اٹھاؤ گے۔"

"بے شک، میں چاہتا ہوں کہ، نئی مشین تیار ہو۔ کوشش یہ کی جائے گی کہ اسی پرانے ڈھانچے سے نئی تیار ہو جائے۔"

"پرانا ڈھانچہ کام آئے تو لاگت کم آئے گی اور مشین کم سے کم وقت میں تیار ہو جائے گی۔"

"میں اس سلسلے میں جلد ہی نیوی کے اعلیٰ افسران سے گفتگو کروں گا۔ ہمیں مشین کے نقشے کا بلیو پرنٹ مل جائے گا۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ جنرل نے ریسیور اٹھا کر پوچھا۔ "ہیلو کون؟"

دوسری طرف سے اس کی بیوی کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ چھوٹے بیٹے کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی اسے ملٹری اسپتال میں داخل کیا ہے لہٰذا وہ میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی اسپتال چلا آئے۔

اگر اس وقت جنرل کی بیوی فون نہ کرتی، تب بھی مرینا اس عورت کے دماغ میں کسی طرح پہنچ جاتی، کیوں کہ بیوی کے ذریعے میاں کو کمزور بنانے کا ارادہ تھا تاکہ جنرل واسکوڈی کبھی اس کے خلاف سر نہ اٹھائے اور ہمیشہ تابعدار بن کر رہا کرے۔

اسے دوسرے دن موقع مل گیا۔ اس نے تنویمی عمل کے اسی طریقۂ کار پر عمل کیا، جو ہم سب ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں یعنی اس نے جنرل کی بیوی کے ذریعے اسے اعصابی کمزوری کی دوا پلائی۔ اسے خیال خوانی کے ذریعے گہری نیند سلایا پھر اس کے خوابیدہ دماغ پر عمل کر کے اسے اپنا معمول اور محکوم بنا لیا۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی کہ وہ جلد ہی نیوی کے اعلیٰ افسران سے مشین کے نقشے کا بلیو پرنٹ حاصل کرے گا اور اس کے لیے وہ میامی شہر جائے گا۔

دوسرے دن اس نے بھی پیرس چھوڑ دیا۔ وہ پیرس سے اس وقت روانہ ہوئی، جب عبداللہ سو رہا تھا۔ جب وہ ہوٹل کے بیڈ پر بیدار ہوا تو مرینا اس کے پہلو میں نہیں تھی۔ تھوڑی دیر بعد اسے اپنے دماغ میں مرینا کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا۔ "عبداللہ! میں ہوں مرینا! میں اپنا راستہ الگ کر چکی ہوں۔ اگرچہ تمہیں پسند کرتی ہوں لیکن تمہارا ساتھ میرے لیے مصیبتیں لائے گا۔ ایک سیاہ فام نیگرو کو دیکھتے ہی شبہ ہو گا کہ اس کے ساتھ گوری چمڑی والی مرینا ہی ہے۔"

"مرینا! میں تو بڑے سہانے خواب دیکھ رہا تھا۔ تم نے ایک ہی ٹھوکر میں الگ کر کے آنکھیں کھول دیں۔ مانتا ہوں کہ میری کالی چمڑی تمہاری شناخت بن جائے گی لیکن میں تمہاری خاطر پیشانی سے پاؤں کے انگوٹھے تک اپنی کالی کھال اتروا کر پلاسٹک سرجری کے ذریعے سفید فام بننے کو تیار ہوں۔"

"ایسا ممکن تو نہیں ہے لیکن دیوانے ہو، شاید ایسا کر گزرو۔ میری مجبوری یہ ہے کہ میں ایک ملک، ایک شہر، ایک گھر اور ایک مرد کی آغوش میں ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ مجھے دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے جگہ اور ساتھی بدلنے پڑتے ہیں۔"

"پلیز مرینا! اتنی سنگدل نہ بنو۔ میں کوئی ایسا راستہ اختیار کروں گا کہ......"

وہ مزید کچھ سنے بغیر اس کے دماغ سے نکل آئی۔ جس کی ضرورت نہ رہی ہو، اس کے ساتھ وقت ضائع نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے نیویارک پہنچ کر اپنے چہرے پر ہلکی سی تبدیلی کی۔ اس مقصد کے لیے اس نے جنرل واسکوڈی کی نوجوان سالی روزی کو اپنی معمولہ بنایا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ نیویارک چلی آئے۔

روزی نے ائرپورٹ پر اس سے ملاقات کی۔ دونوں جنرل واسکوڈی کے ایک چھوٹے سے بنگلے میں آئیں۔ وہاں دونوں نے ایک دوسرے کا چہرہ اپنایا۔ روزی، مرینا بن گئی اور مرینا نے روزی کا چہرہ اپنا لیا۔ اس کے تمام اہم کاغذات اپنی تحویل میں لیے اپنا پاسپورٹ اور دیگر کاغذات اسے دے کر پیرس جانے والے طیارے میں بٹھا دیا وہ اپنی شناخت بھول چکی تھی۔ مرینا بن کر وہاں سے چلی گئی۔

اس نے سوچ رکھا تھا کہ ہر پندرہویں دن وہ روزی پر تنویمی عمل کیا کرے گی اور اسے مرینا بنا کر نگر نگر گھماتی رہے گی۔ وہ نیویارک سے واشنگٹن آئی۔ جنرل واسکوڈی اور اس کی بیوی کو اس پر شبہ نہیں ہوا۔ انہوں نے اسے روزی ہی سمجھا کیوں کہ وہ دونوں اس کے زیرِ اثر تھے۔ جنرل کی بیوی یعنی روزی کی بہن گھر گرہستی اور بچوں میں مصروف رہتی تھی۔ جنرل نے اس سے کہا۔ "میں ایک ضروری کام سے چند دنوں کے لیے میامی جا رہا ہوں۔ روزی میرے ساتھ جا رہی ہے تاکہ میری سیکریٹری کے فرائض انجام دیتی

رہے۔"

بیوی نے اعتراض نہیں کیا۔ وہ خوش ہو کر روزی کے ساتھ میامی کے ایک سرکاری بنگلے میں آیا۔ خوشی اس بات کی تھی کہ اسے نوجوان سالی کے ساتھ سیرو تفریح کے مواقع نصیب ہوتے رہیں گے۔ اسے معلوم نہیں تھا اور نہ ہی آئندہ معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے دماغ پر حکمرانی کرنے والی مرینا کو ساتھ لے کر گھوم رہا تھا۔

مرینا کو خوش فہمی تھی کہ اپنا یا بیگانہ کوئی اسے روزی کے روپ میں نہیں پہچان سکے گا۔

***

پارس وہاں پہنچا ہوا تھا۔ وہ ٹرانسفارمر مشین کی تباہی کے متعلق ابھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ یہ بات بھی اس کے علم میں نہیں تھی کہ مشین کے نقشے جلا دیے گئے ہیں اور اب ان کے بلیو پرنٹس بحری فوج کے پاس محفوظ ہیں لیکن وہ یہ ضرور جانتا تھا کہ بڑے ممالک اپنے اہم ترین راز سمندر کی تہ میں آبدوز کے اندر چھپا کر رکھتے ہیں۔

اس لیے وہ میامی پہنچا ہوا تھا۔ وہاں نیوی کی ایک بڑی بندرگاہ تھی۔ بحری فوج کا یہ اڈا شہر سے تیس میل کے فاصلے پر تھا۔ ادھر کسی عام آدمی کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ بحری فوج کے سپاہی اور افسران ہفتے کی رات اور اتوار کے دن چھٹی منانے کے لیے شہر آتے تھے پھر جی بھر کے عیاشی کرنے کے بعد بحریہ کے ہیڈ کوارٹر میں واپس چلے جاتے تھے۔

ہفتے کی رات کو صبح تک شہر میں بڑی رونق رہتی تھی۔ شراب خانے' قمار خانے' تھیٹر اور کلب وغیرہ میں حسین عورتوں کا میلہ لگا رہتا تھا اور یہ میلہ لوٹنے کے لیے بڑے بڑے دولتمند اور بحری فوج کے افسران آیا کرتے تھے۔ شہر میں ایک ایسا مشہور اور مہنگا ہوٹل تھا' جس کے ایک فلور پر کھانے اور دوسرے فلور پر ناچنے گانے کا انتظام تھا۔ تیسرے فلور پر شرمناک کیبرے رقص پیش کیا جاتا تھا۔ چوتھے فلور پر قمار خانہ تھا' پانچویں فلور پر امریکی حسینائیں' چھٹے فلور پر یورپ اور ساتویں فلور پر مشرقی ممالک کی حسینائیں دستیاب ہوتی تھیں۔ ایک رات میں لاکھوں ڈالرز لٹانے والے ہی اس عمارت میں داخل ہوتے تھے۔

باربرا نے وہاں کا ماحول دیکھ کر پارس کو ناگواری سے گھورا پھر کہا۔ "تمہارے دماغ میں غلاظت بھری ہے۔ اسی لیے ایسی جگہ آئے ہو۔ مجھے یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"یہاں شریف عورتیں آنے سے پرہیز کرتی ہیں اور تم عورت نہیں ہو۔ مرد ہونے کا دعویٰ کرتی ہو تو اعتراض نہ کرو' موج کرو۔"

"میں پوچھتی ہوں' یہاں کیوں آئے ہو؟"

"اور میں پوچھتا ہوں' تم میرے ساتھ ہزاروں میل دور کیوں آئی ہو؟ تم نے تبریزی صاحب سے کہا تھا کہ ادارے میں رہ کر اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کرو گی۔"

"پاپا نے کہا تھا کہ یہاں تمہارے ساتھ کسی خیال خوانی کرنے والے کو ہونا چاہیے۔"

"انہوں نے خیال خوانی کرنے والا کہا تھا اور تم والا ہو نہ والی ہو۔ صاف کیوں نہیں کہتیں کہ میرے بغیر نہیں رہ سکتیں؟"

"زیادہ ہوا میں نہ اڑو۔ فضول قسم کی لڑکیاں تمہیں لفٹ دے کر تمہارا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچا دیتی ہیں۔ مجھے ایسی ویسی سمجھو گے تو آسمان سے زمین پر گرا دوں گی۔"

"میرے ساتھ گرو گی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"کیا فضول باتیں ہی کرو گے؟ یہ نہیں بتاؤ گے کہ یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟"

"بات یہ ہے یہ جگہ بہت مہنگی ہے۔ یہاں دو طرح کے عیاش آتے ہیں۔ ایک وہ جو بہت زیادہ دولتمند ہوتے ہیں اور دوسرے عیاش فوجی افسران ہوتے ہیں۔ یہاں جو عیاش نظر نہ آئے' شراب پیتا ہوا دکھائی نہ دے تو سمجھ لینا کہ وہ بحری فوج کا جاسوس ہے۔"

"ہوں' تم میری معلومات میں اضافہ کر رہے ہو۔ یہ جاسوس ہم جیسے غیر ملکیوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں۔"

"تم ذرا سی کوشش سے بحری فوج کے سراغرسانوں کو پہچان لو گی۔"

وہ بار کی ایک میز کے اطراف آ کر بیٹھ گئے۔ پارس نے پوچھا۔ "کیا پیو گی؟"

"کیا دماغ چل گیا ہے؟ شراب خانے میں پینے کی بات پوچھ رہے ہو؟"

ویٹر ان کے پاس آ کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ پارس نے کہا۔ "ایک کولڈ ڈرنک اور ایک وہسکی کا لارج گلاس۔"

ویٹر حکم کی تعمیل کے لیے چلا گیا۔ وہ میز پر جھک کر آہستگی سے بولی۔ "اگر تم نے شراب کو ہاتھ بھی لگایا تو میں ابھی پاپا سے رابطہ کروں گی۔"

وہ محض اتنا ہی جانتی تھی کہ پارس زہریلا ہے اس نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا کہ جو زہر کو ہضم کر لیتا ہے اس کے لیے شراب صرف سادہ پانی کے برابر ہو گی۔

وہ عاجزی سے بولا۔ "پلیز' پاپا سے شکایت نہ کرنا۔ میں تھوڑا سا غم غلط کرنا چاہتا ہوں۔"

"بکواس نہ کرو۔ تمہیں کیا غم ہو سکتا ہے؟"

"تم مجھے عیاش سمجھتی ہو مگر یقین نہیں کرو گی کہ میرے اندر ایک محبت کرنے والا دل ہے' جو صرف ایک لڑکی کے لیے دھڑکتا ہے۔"

"کون ہے وہ لڑکی؟"

"میں نے اسے دل کے تہ خانے میں چھپا رکھا ہے۔ اس کا نام نہ پوچھو۔"

"کیوں نہ پوچھوں؟ تمہیں بتانا ہو گا۔"

ویٹر کولڈ ڈرنک' وہسکی اور برف وغیرہ لے آیا۔ وہ سب کچھ میز پر رکھ کر چلا گیا۔ پارس نے وہسکی میں برف کے ٹکڑے ڈالے پھر گلاس اٹھانے لگا۔ باربرا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ بولا۔ "محبت سے ہاتھ پکڑا ہے تو چھوڑ نہ دینا۔"

وہ ہاتھ چھوڑ کر بولی۔ "شٹ اپ! اِدھر مجھ سے لفٹ لے رہے ہو اور اُدھر کسی لڑکی کے غم میں پی رہے ہو۔ اس نے تمہاری عادتیں دیکھ کر ہی تمہیں ٹھکرایا ہو گا۔"

اس نے گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا پھر ایک ہی سانس میں اسے خالی کر کے میز پر رکھ دیا۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔ "ایسے پیو گے تو یہاں سے اٹھنے کے قابل بھی نہیں رہو گے۔ میں صاف کہہ دیتی ہوں۔ بہکنے لگو گے تو چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔"

اس نے ویٹر کو بلا کر کہا۔ "دو لارج گلاس لے آؤ اور ذرا جلدی جلدی آتے جاتے رہا کرو۔"

باربرا نے ویٹر کے جاتے ہی کہا۔ "بائی گاڈ! تم مدہوشی میں اپنا پول کھولو گے۔ ملٹری انٹیلی جنس والوں کو اپنے پیچھے لگا لو گے۔"

"ایسا کوئی نازک وقت آئے تو بے وفائی نہ کرنا۔ اپنی بانہوں میں مجھے چھپا لینا۔"

"پارس آدمی بنو۔ تمہاری زبان کچھ لڑکھڑانے لگی ہے۔"

"بات یہ ہے میری جان! کہ....."

"خبردار! مجھے میری جان نہ کہنا۔"

"چلو نہیں کہوں گا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ اس ماحول میں پینا اور نشے میں نظر آنا ضروری ہے ورنہ جاسوس شبہ کرتے ہوئے سوچیں گے کہ ہم نیک بندے یہاں کیا لینے آئے ہیں۔"

"اس کے لیے پینا ضروری نہیں ہے۔ یہاں کے قمار خانے میں چل کر جوا کھیلو۔ کوئی شبہ نہیں کرے گا۔"

وہ میز پر جھک کر آہستگی سے بولا۔ "میرے اندر آؤ۔"

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں آ کر بولی۔ "کیا بات ہے؟"

پارس نے کہا۔ "یہ تمہارے دائیں جانب والی میز پر جو شخص ہے' اس پر توجہ دو۔ اس ماحول میں اسے شراب پینا چاہیے۔ یہ تمہاری طرح کولڈ ڈرنک پی رہا ہے۔"

باربرا نے کن انکھیوں سے دیکھا۔ ایک صحت مند شخص ایک عورت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کولڈ ڈرنک کی چسکیاں لے رہا تھا۔ دیکھنے والا تماشا یہ تھا کہ عورت شراب پی رہی تھی اور میز کے نیچے اپنا ایک پیر اٹھا کر اس شخص کے گھٹنوں پر رکھ کر اسے چھیڑ رہی تھی۔ اس کے جذبات کو بھڑکا رہی تھی۔

ایسے ہی وقت وہ شخص ایک دم سے چونک گیا' کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ایک ہاتھ سے سر پکڑ کر آس پاس دور تک بیٹھے ہوئے لوگوں کو متلاشی نظروں سے دیکھنے لگا۔ پارس نے میز پر جھک کر باربرا سے سرگوشی میں پوچھا۔ "کیا تم اس شخص کے دماغ میں گئی تھیں؟"

وہ بولی۔ "میں نے اس کی آواز ہی نہیں سنی ہے۔ دماغ میں کیسے جا سکتی ہوں؟"

"تم اس کا انداز دیکھ رہی ہو؟ اس کی حرکتوں سے یوں لگتا ہے' کوئی اس کے دماغ میں آنا چاہتا ہے' وہ سانس روک کر اس آنے والے شخص کو ناکام کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے پارس یہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے۔"

"کون ہو سکتا ہے؟"

یہ سپر ماسٹر کی نگری ہے۔ وکی سول کے متعلق یہ ہی سوچا جا سکتا ہے اور اگر وکی سول نہیں' کوئی اور ہے تو سمجھ لو' دوسری تنظیم کے لوگ بھی نقشے کی تلاش میں یہاں آ چکے ہیں۔"

"یعنی وہ تمہاری طرح سوچ رہے ہیں کہ پوری ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کرنے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ علی نے بھی اس مشین کے بری طرح پرخچے اڑا دیے تھے' انہوں نے دوسری تیار کر لی۔"

پارس نے کہا۔ "اصل چیز اس کا نقشہ ہے۔ یہ معلوم کرنا بھی فضول ہے کہ اس نقشے کے کتنے بلیو پرنٹس تیار کیے گئے ہیں اور انہیں کہاں کہاں چھپایا گیا ہے۔ جس طرح ایک مشین کی تباہی کے بعد دوسری مشینیں تیار ہوتی رہیں' اس طرح درجنوں نقشے جلائے

جانے کے باوجود پھر کوئی نقشہ کہیں نہ کہیں ضرور ہوگا!"

"جب لاکھ جتن کے بعد بھی دشمنوں کے پاس نقشہ موجود رہے گا تو پھر یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"

"یہاں آنے کے دو مقاصد ہیں' ایک تو یہ کہ اب اس مشین کا ایک نقشہ بابا صاحب کے ادارے میں بھی رہنا چاہیے تاکہ دشمن ملک' ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج پیدا کرے تو ان کے مقابلے میں ہمارے پاس بھی خیال خوانی کرنے والوں کی کمی نہ رہے۔ ہم بھی خاندانی منصوبہ بندی کو بالائے طاق رکھ کر ٹیلی پیتھی کے بچے پیدا کرتے رہیں گے۔"

"یہاں آنے کا دوسرا مقصد کیا ہے؟"

"یہ ہے کہ تمہارے ساتھ دن رات وقت گزارتا رہوں اور یہ ثابت کرتا رہوں کہ لاکھ انکار کے باوجود تمہارا دل میرے لیے دھڑکتا رہتا ہے۔"

"تم ساری زندگی ایسی بکواس کرتے رہو گے مگر کچھ حاصل نہیں کر سکو گے بہتر ہے کام کی باتیں کیا کرو۔"

پارس گفتگو کے دوران اس شخص کو دیکھ رہا تھا۔ جس نے اپنے دماغ میں کسی کو محسوس کیا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹہلنے کے انداز میں اِدھر اُدھر جا رہا تھا اور لوگوں کو ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پارس نے کہا۔ "ہاں تو ہم نقشے کی باتیں کر رہے تھے۔ اس سلسلے میں میرا ایک آئیڈیا ہے۔"

"وہ آئیڈیا کیا ہے؟"

"یہ ہے کہ نقشہ دیکھ کر ٹرانسفارمر مشین بنائی جاتی ہے۔ سنا ہے اسی لاکھ ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔ خواہ مخواہ اتنی بڑی رقم خرچ کی جاتی ہے۔ ہم ایک ڈالر بھی خرچ کیے بغیر ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کر سکتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟"

"ایسے کہ تم خود کو عورت تسلیم نہیں کرتی ہو۔"

"آئندہ بھی تسلیم نہیں کروں گی۔ نقشے کی بات کرتے کرتے مجھ پر کیوں آ گئے؟"

"سنو تو سہی۔ تم کبھی شادی بھی نہیں کرو گی؟"

"کبھی نہیں کروں گی۔"

"بچے تو پیدا کرو گی؟"

"بکواس کرو گے تو منہ نوچ لوں گی۔"

"بھئی' میں گناہ کرنے اور ناجائز بچے پیدا کرنے کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ اگر ٹرانسفارمر مشین کا وہ نقشہ گھول کر تمہیں پلا دیا جائے اور تمہارے پاؤں بھاری ہو جائیں تو ٹیلی پیتھی جاننے والے بچے پیدا ہوتے رہیں گے۔"

"تمہیں شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے؟"

"اور تمہیں شرم نہیں آتی مرد کہلاتے ہوئے؟ تم میرا مستقبل تاریک بنا رہی ہو۔"

"میں؟ اور تمہارا مستقبل تاریک بنا رہی ہوں۔"

"ہاں' یہ تو لکھ لو کہ دیر سویر تم میری گھر والی ضرور بنو گی۔ اس کے بعد اولاد کا مسئلہ پیدا ہوگا کیوں کہ اولاد کے معاملے میں جوجو کا انجام سب نے دیکھا ہے۔ لہٰذا اپنی آئندہ نسل جاری رکھنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ نقشہ گھول کر تمہیں پلا کر تمہارے پاؤں بھاری کیے جائیں۔"

وہ ہنسنے لگی پھر بولی۔ "جب مجھے زیادہ غصہ آتا ہے تو میں ہنسنے لگتی ہوں۔ ویسے بھی پاگلوں کی باتوں پر ہنستے رہنا ہی دانشمندی ہے۔"

اس نے دوسرا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا پھر اسے بھی ایک سانس میں خالی کر دیا۔ وہ بولی۔ "پارس! یہاں کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موجودگی کا یقین ہو چکا ہے۔ اگر وہ تمہاری مدہوشی سے فائدہ اٹھائے گا۔ تمہارے دماغ میں آئے گا تو اسے تمہاری حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ میں بھی ظاہر ہو جاؤں گی۔"

وہ اسے نشیلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "یہی تو میں چاہتا ہوں کہ کوئی میرے اندر آئے۔ اس طرح معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون ہے۔"

"واقعی میں نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔ تم الٹی سیدھی حرکتوں سے بھی کوئی نہ کوئی فائدہ اٹھاتے رہتے ہو۔"

پارس نے ایک سمت دیکھ کر کہا۔ "بڑی زبردست ہے۔"

"کون؟" باربرا نے ادھر دیکھا۔ ایک حسین عورت ایک ادھیڑ عمر کے مرد کے ساتھ تھی۔ اپنے ساتھی کے ساتھ میز پر سے اٹھ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بڑے ناز و انداز سے چلتی ہوئی آ رہی تھی۔ اس شراب خانے سے نکل کر ہوٹل کے دوسرے فلور پر جانے کے لیے پارس اور باربرا کے قریب سے گزرنا ضروری تھا جب وہ قریب سے ہو کر گزری تو پارس نے ایک گہری سانس لی۔ باربرا نے کہا۔ "بہت ہی چھچھورے ہو۔ جس حسینہ کو دیکھتے ہو' سرد آہ کھینچنے لگتے ہو۔"

"میں سرد آہ نہیں کھینچ رہا تھا اس گزرنے والی کو سونگھ رہا تھا۔ وہ مرینا تھی۔"

"کیا؟" وہ چونک کر سیدھی بیٹھ گئی۔

وہ بولا۔ "یہ بیٹھنے کا نہیں' اٹھنے کا وقت ہے۔ اس کا پیچھا کرو۔ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کس کے ساتھ ہے اور کیا کرتی پھر رہی ہے؟"

"تم بھی چلو۔"

"میں نے نکاح نہیں پڑھوایا ہے کہ ہر جگہ تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

"اٹھو گے یا گریبان پکڑ کر اٹھاؤں؟"

"میں نشے میں لڑکھڑاؤں گا تو تم تماشا بن جاؤ گی۔"

مرینا بار کے دروازے سے باہر جا رہی تھی۔ باربرا کو تنہا اس کے پیچھے جانا پڑا۔ پارس سوچنے لگا۔ مرینا نے ٹی تارا سے نجات پانے کے بعد اس ملک میں پناہ لی ہے۔ آخر یہاں کی پیداوار ہے۔ اسی ملک کے لیے کام کرنے آئی ہے۔ یہاں آ کر اچھا روپ بدلا ہے۔ اسے خوش فہمی تھی کہ کوئی اسے پہچان نہیں سکے گا اور خوش فہمی پارس کو بھی تھی۔ وہ بھیس بدلنے کے بعد اکثر بھول جاتا تھا کہ اس کے دیدے سانپ کی طرح ساکت رہتے ہیں اور وہ پلکیں جھپکنا بھول جاتا ہے۔

مرینا نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے کوئی غیر معمولی سی بات محسوس کی۔ جنرل واسکوڈی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے سوچنے لگی۔ وہ شخص کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔ دوسروں سے کچھ مختلف سا معلوم ہو رہا تھا۔ آخر کیا بات ہے جو مجھے کھٹک رہی ہے؟

وہ شراب خانے سے نکل کر لفٹ میں آئی۔ اوپر قمار خانے والی منزل پر جانا چاہتی تھی۔ باربرا بھی لفٹ میں آئی۔ جب وہ اوپر جانے لگی تو مرینا کی سمجھ میں آیا کہ وہ شخص پلکیں نہیں جھپک رہا تھا۔ اسے ذرا دور سے آ کر پارس کے قریب سے گزرنے میں چند سیکنڈ لگے تھے' اتنی سی دیر میں پلکیں جھپکی نہیں جاتی ہیں لیکن اس کے دیدوں کے ساکت رہنے میں عجیب سی بات تھی جیسی سانپ ساکت ہو کر دیکھ رہا ہو۔

وہ ایک دم سے چونک کر بولی۔ "میں واپس بار میں جاؤں گی۔"

جنرل نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

"میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا ہے۔ وہ کچھ جانا پہچانا سا لگ رہا تھا۔"

لفٹ رک گئی۔ دروازہ کھلتے ہی باربرا باہر آئی۔ دروازہ بند ہو گیا۔ وہ لفٹ پھر نیچے جا رہی تھی۔ باربرا نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ پارس کے دماغ میں کوڈ ورڈز ادا کر کے بولی۔ "شاید مرینا کو تم پر شبہ ہوا ہے۔ وہ بار میں واپس آ رہی ہے۔"

"وہ مجھ پر شبہ کر رہی ہے؟ او گاڈ! میں شاید پلکیں نہیں جھپک رہا تھا۔ کیا اس نے میرے ساتھ تمہیں نہیں دیکھا تھا؟"

"وہ میرے پیچھے سے آ رہی تھی۔ اس لیے میری صورت نہیں دیکھی تھی' غالباً اسی لیے لفٹ میں پہچان نہ سکی۔"

اسی وقت مرینا آ گئی۔ پارس نے سر اٹھا کر پلکیں جھپکتے ہوئے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی۔ "کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟"

"ضرور۔ مجھے خوشی ہوگی۔"

"یہ میرے بہنوئی ہیں۔ فوج میں جنرل ہیں۔"

پارس نے کرسی سے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ وہ بولا میرا نام جان واسکوڈی ہے۔ یہ میری سالی روزی ہے۔"

اس نے بیٹھنے کے لیے کہا پھر پوچھا۔ "آپ لوگ کیا پینا پسند کریں گے۔"

تب مرینا نے دھیان دیا کہ پارس کے سامنے وہسکی کا گلاس رکھا ہوا تھا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر بولی۔ "آپ مجھے کچھ جانے پہچانے سے لگ رہے تھے۔"

"کیا اب نہیں لگ رہا ہوں؟"

"ہاں' وہ بات یہ ہے کہ وہ صاحب شراب نہیں پیتے اور آپ پی رہے ہیں۔"

"اتفاق سے پہلے میں بھی نہیں پیتا تھا۔ اب یہ بری عادت پڑ گئی ہے۔ پہلے میری مونچھیں داڑھی تھیں اب میدان صفا چٹ ہے۔ اسی لیے آپ مجھے پہچاننے میں دشواری محسوس کر رہی ہیں۔ ویسے میں آپ کو پہچان رہا ہوں۔"

مرینا نے تعجب سے پوچھا۔ "آپ مجھے کیسے پہچانتے ہیں؟ کیا پہلے کبھی دیکھا ہے؟"

"کئی بار دیکھا ہے۔ آپ جیسی حسین لڑکیاں خوابوں میں نظر آتی رہتی ہیں۔"

مرینا اور جنرل ہنسنے لگے۔ پارس نے ایک دم سے دھماکا کرنے کے انداز میں کہا۔ "آپ تو بالکل مرینا کی طرح ہنستی ہیں۔"

مرینا کی ہنسی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اس نے حیرانی اور پریشانی سے پوچھا۔ "کک... کون مرینا؟"

"میں نے پرسوں اسے پیرس میں دیکھا تھا۔ وہ ایک سیام فام

نیگرو کے ساتھ تھی۔"

مرینا اندر سے گھبرانے لگی۔ اس نے پوچھا۔ "آپ مرینا کو کیسے جانتے ہیں؟"

"میں تو سیاہ فام عبداللہ کو بھی جانتا ہوں۔"

"مگر کیسے؟"

"میں پرل کے ڈائننگ ہال میں کھانا کھا رہا تھا۔ میرے ساتھ والی میز پر وہ اس کلوٹے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ ایسی حسین دوشیزہ کو ایک کالے حبشی کے ساتھ دیکھ کر میرا دل جل گیا۔ اس نے کسی بات پر ہنستے ہوئے ایک ادائے ناز سے زلفوں کو پیچھے کی طرف جھٹکا دیا۔ ہائے کیا شاعرانہ انداز تھا۔ ابھی آپ نے بالکل یہی انداز اختیار کیا تھا۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کا نام مرینا تھا؟"

"اس کے کلوٹے ساتھی نے اسے مرینا کہہ کر مخاطب کیا تھا پھر بیل بوائے نے آکر پوچھا۔ "کیا تمہارا نام مرینا ہے؟"

"ہاں ہے۔۔" وہ اعتراف کرتے ہی چونک گئی۔ پارس نے اس انداز میں اس کی طرف جھک کر اچانک پوچھا تھا کہ بے اختیار زبان سے "ہاں" نکل گئی۔

وہ گھور کر بولی۔ "کون ہو تم؟"

"میں ابھی بتا چکا ہوں' مجھے وکی براؤن کہتے ہیں۔ عجیب بات ہے میں ہوٹل کے بیل بوائے کی بات کر رہا تھا اس نے مرینا سے آکر نام پوچھا تھا اور تم یہاں اعتراف کر رہی ہو۔ کیا واقعی تمہارا نام مرینا بھی ہے؟"

پارس نے سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے ایک بار روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے پارس کے دماغ پر عمل کیا تھا جس کے نتیجے میں کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کی اصلیت معلوم نہیں کر سکتا تھا۔

مرینا کو یہی معلوم ہوا کہ اس کا نام وکی براؤن ہے اور وہ اپنی ایک کزن کے ساتھ پیرس سے یہاں آیا ہوا ہے۔ خیال خوانی کے ذریعے یہ معلوم کرنے کے بعد اسے یقین کرنا پڑا۔ جنرل واسکوڈی نے مسکرا کر کہا۔ "مسٹر براؤن! تم نے کچھ زیادہ ہی پی لی ہے۔ میری سالی روزی کو مرینا کہہ رہے ہو۔"

پارس نے کہا۔ "جنرل! آپ نے توجہ نہیں دی۔ مس مرینا خود اعتراف کر چکی ہیں۔"

"میں نے کوئی اعتراف نہیں کیا ہے۔"

وہ جنرل سے بولی۔ "چلو جان! میں نے یہاں آکر وقت ضائع کیا ہے۔"

"مس مرینا! میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ آپ مجھ سے کترا رہی ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے۔ آپ کی خوبصورت ہنسی کا تصور لے کر پیرس سے یہاں تک آیا ہوں آپ کو اپنے قدر دان کے سامنے پھر اسی طرح ایک بار ہنسنا چاہیے۔"

وہ جنرل کے ساتھ جانے لگی۔ جنرل نے کہا۔ "میں حیران ہوں۔"

"کس بات پر حیران ہو؟"

"یہی کہ تم اس انداز میں نہیں ہنسا کرتی تھیں۔"

"اس میں حیرانی کی کیا بات ہے۔ میں نے اپنے ہنسنے کا انداز بدل دیے ہیں۔ میری مرضی ہے' میں ہنسنے رونے کے لیے کوئی سا بھی اسٹائل اپنا سکتی ہوں۔"

"لیکن وہ تمہیں مرینا کہہ رہا تھا۔"

"یعنی میں تمہاری سالی نہیں ہوں۔"

"سالی ضرور ہو مگر میں سوچ رہا ہوں' کیا اس نے اسی مرینا کا ذکر کیا ہے' جو مجھ سے رابطہ کرتی ہے؟"

مرینا اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کی سوچ میں بولی۔ "مجھے اپنی سالی کے سامنے مرینا اور اس کے رابطے کا ذکر نہیں کرنا چاہیے اور اب مجھے کسی بھی مرینا کی بات نہیں کرنا چاہیے۔ وکی براؤن کی ہر بات کو بھول جانا چاہیے۔"

وہ تابعدار تھا۔ فوراً ہی پارس کی تمام باتیں بھول گیا۔

باربرا نے خیال خوانی کے ذریعے پارس سے پوچھا۔ "کیا میں مرینا پر نظر رکھوں؟"

"صرف مجھ پر نظر رکھو۔ مجھے نظر لگاتی رہو اور میرے پاس چلی آؤ۔"

وہ اوپری منزل سے اتر کر آگئی۔ اس کے پاس بیٹھ کر بولی۔ "مجھے یقین ہے مرینا نے تمہیں نہیں پہچانا ہوگا۔"

وہ نشے میں لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے بولا "میں نے مرینا کے سامنے تیسرا گلاس خالی کیا۔ اسے یقین ہو گیا کہ میں وہ نہیں ہوں' جس کی تلاش میں آئی تھی۔"

"اس کے متعلق کچھ معلوم ہوا؟"

"اس سالی کی بات کیا پوچھتی ہو۔ وہ سالی ایک جنرل کی سالی بنی ہوئی ہے۔"

"یہ سالی' سالی کیا بک رہے ہو۔ کیا شراب دماغ پر چڑھ گئی ہے؟"

ویٹر نے چوتھا لارج گلاس لا کر رکھا۔ وہ غصے سے بولی۔ "میں یہ گلاس تمہارے سر پر توڑ دوں گی۔ ویٹر اسے اٹھاؤ اور واپس لے جاؤ۔"

"اس سے پہلے کہ ویٹر اٹھاتا پارس نے اٹھا کر غٹا غٹ پی لیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ کر رہ گئی۔ اس نے نشے میں جھومتے ہوئے کہا۔ "میری جان! اب تم مجھے میری جان کہنے سے نہیں روک سکو گی کیوں کہ میں نشے میں ہوں۔"

"اوہ گاڈ! میں کیا کروں۔ تم اس حالت میں اپنے پیروں پر چل کر کیسے جاؤ گے۔"

"تو مے ری وہیل چیئر ہو۔ مجھے تمہاری گود میں بیٹھ کر جانا ہوگا۔"

اس نے پریشان ہو کر خیال خوانی کی پرواز کی پھر مجھے مخاطب کیا۔ "پاپا! یہ پارس میرے لیے پرابلم بن گیا ہے۔"

"کیا وہ تمہیں پریشان کر رہا ہے؟"

"ہم سب کی پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔ یہ اپنے ساتھ مجھے بھی بے نقاب کر دے گا۔ موجودہ مشن میں ہماری ناکامی صاف نظر آرہی ہے۔"

"بیٹی! پھر تو تم اسے غلط سمجھ رہی ہو۔ وہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا جس سے اس کی کارکردگی پر حرف آئے۔"

"پاپا! یہ ایسی حرکتیں کر رہا ہے۔ یہ آدمی بوتل سے زیادہ پی چکا ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے پوچھا۔ "کیا پی رہا ہے؟"

"شراب پاپا' شراب۔ نشے میں اس کی زبان لڑکھڑا رہی ہے ہم ایک بار میں ہیں۔ یہ اپنے پیروں پر چل کر نہیں جا سکے گا۔"

میں ہنسنے لگا۔ وہ بولی۔ "پاپا! آپ ہنس رہے ہیں؟"

"بیٹے! میں نے پارس کے متعلق تمہیں بہت کچھ بتایا تھا۔ شاید یہ بتانا بھول گیا تھا کہ شراب اس کے لیے پانی ہے۔ اس زہریلے پر کوئی نشہ' کوئی مہلک دوا اثر نہیں کرتی ہے۔ وہ تمہیں الو بنا رہا ہے۔ اب جاؤ۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی پھر اسے گھور کر دیکھنے لگی۔ وہ شرابی لہجے میں بولا۔ "اے۔۔ تو م مو جھے محبت سے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

"میں سوچ رہی ہوں' تم بہت زیادہ نشے میں ہو۔ اس وقت تمہیں جتنی بھی گالیاں دوں گی' وہ تمہیں سنائی نہیں دیں گی۔ کیوں بے اُلّو کی دم' گدھے کے باپ اور اور کون سی گالی دوں؟ ٹھہرو میں سوچ کر دیتی ہوں۔"

وہ سوچنے کے انداز میں سر جھکا کر اس کے دماغ میں آئی پھر بولی۔ "بیٹے! میں تمہاری امی لیلیٰ ہوں۔"

اس نے کہا۔ "آداب امی! کیسے آنا ہوا؟"

"بیٹا! بری خبر ہے۔ تمہارے پاپا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔"

وہ ایک دم سے پریشان ہو کر کرسی پر سیدھا ہو گیا۔ "امی! میرے پاپا کہاں ہیں؟"

"وہ اسپتال میں ہیں۔"

"کس اسپتال میں ہیں؟"

"اس اسپتال کا نام ہے تمہاری کھوپڑی۔ اُلّو گدھے! کیا ہوا تمہارا نشہ؟"

پارس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔ "اوہ خدایا! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ پاپا خیریت سے ہیں۔ میری تو جان ہی نکل گئی تھی۔"

پھر اس نے مسکراتے ہوئے باربرا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ "ویل ڈن۔ تم نے خوب چکر دیا۔"

وہ جواباً مسکرا کر بولی۔ "آج تمہیں اُلّو گدھا کہہ کر میں نے دل کی بھڑاس نکال لی۔"

"میں نے برا نہیں مانا کیوں کہ میں گدھا نہیں ہوں لیکن خبردار گدھے کو گدھا نہ کہنا۔ ہماری دنیا کے گدھے برا مان جاتے ہیں۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی۔ "اچھا اب مرینا کے متعلق بتاؤ۔"

"اس نے فوج کے ایک جنرل کو پھانس لیا ہے۔ یقیناً اسی نقشے کے چکر میں یہاں آئی ہے۔"

"وہ جنرل کے دماغ میں رہ کر بھی نقشہ حاصل کر سکتی تھی۔ کیا یہ خود آکر اپنے لیے خطرات کو دعوت نہیں دے رہی ہے؟"

"ہاں ایسا کر رہی ہے' شاید وہ یہ چاہتی ہے کہ نقشہ سیدھا اسی کے ہاتھ میں آئے۔ جنرل واسکوڈی کو شاید معلوم نہیں ہے کہ مرینا اس کی سالی روزی بنی ہوئی ہے۔ تم معلوم کر سکتی ہو۔"

"جنرل واسکوڈی یوگا کا ماہر ہوگا۔"

"ہونے دو۔ تم مرینا کے پاس جاؤ۔ اس کے سانس روکنے سے پہلے ہی بولو اگر وہ تمہیں دماغ سے بھگائے گی تو تم بھی اعلان کر دو گی کہ وہ ایک جنرل کی سالی بن کر نقشہ حاصل کرنے آئی ہے۔"

"ہوں' اُسے اِسی طرح بلیک میل کر کے اُس کی مصروفیات پر نظر رکھی جا سکتی ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ میری واپسی تک خوب پیو اور جیو۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر مرینا کے دماغ میں پہنچی' وہ سانس روکنا چاہتی تھی۔ باربرا نے کہا۔ "تم خطرات میں گھری ہوئی ہو۔ میری بات سنے بغیر سانس روک لو گی تو میں ابھی سب کے سامنے یہاں تمہیں ظاہر کر دوں گی۔"

مرینا نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "کون ہو تم؟"

"دوست ہوں اگر دشمن ہوتی تو تمہیں بے نقاب کر کے تماشا

دیکھتی اور معلومات حاصل کرتی کہ اس شہر میں اور اس کلب میں مزید کتنے خیال خوانی کرنے والے تمہاری ناک میں ہیں۔"

"کیا تم ثی تارا ہو؟"

"تم مجھے نہیں جانتی ہو۔ کوئی میرے نام سے اور میری ذات سے واقف نہیں ہے۔ میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی دنیا میں چند ہی روز پہلے پیدا ہوئی ہوں۔"

"مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"وہی جو تم جنرل واسکوڈی سے چاہتی ہو۔"

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں یہاں جنرل کی سالی بن کر رہتی ہوں۔"

"میرے ذرائع بہت وسیع ہیں۔ کہاں تک سنوں اور میں کہاں تک سناؤں گی البتہ اتنا سن لو کہ مجھ سے چھپنے کے لیے یہ جنرل کی سالی کا بہروپ اتار پھینکو گی تو میں تمہارے آئندہ روپ میں بھی تمہیں پہچان لوں گی۔ یقین نہ ہو تو آج کل میں بھیس بدل کر دیکھ لینا۔"

"مائی گاڈ! کیا تم وکی براؤن کی ساتھی ہو؟"

"تمہیں وکی براؤن کیوں یاد آرہا ہے؟"

"اس نے میری ہنسی کے انداز سے مجھے پہچان لیا تھا۔ تم بھی میرے کسی انداز سے مجھے پہچان لیتی ہو۔ اس لیے مجھے ہر بھیس میں پہچان لینے کا دعویٰ..."

وہ کہتے کہتے چونک گئی پھر بولی۔ "اوہ گاڈ! مجھے یہ یاد نہیں رہا تھا کہ پارس میری بُو سے مجھے پہچان لیتا ہے۔ تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں۔ تم پارس کی ساتھی ہو۔ باربرا ہو۔ اس ناگ نے یہاں میری بُو پالی ہے۔"

وہ ذرا چپ ہوئی۔ باربرا نے کہا۔ "ہاں سوچو اور کچھ سوچو۔ تمہاری عقل کیا کہتی ہے؟"

"یہ کہتی ہے کہ میں جنرل کو تابعدار بنا کر خوش ہو رہی تھی۔ نقشہ حاصل کرنے کی خوشی تھی' اتنے بڑے ملک پر حکومت کرنے کی خوشی تھی ایسے میں عقل سے کام لینا بھول گئی۔ وکی براؤن کو شراب پیتے دیکھ کر بھی یہ یاد نہیں آیا کہ پارس کے لیے شراب پانی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے میں نے اس کی ساکت کھلی ہوئی آنکھیں دیکھی تھیں۔ اس کی باتوں میں الجھ کر سب کچھ بھول گئی۔"

باربرا نے کہا۔ "دراصل تمہیں بہت زیادہ خوش فہمی تھی کہ ہم میں سے کوئی میامی شہر کا رخ نہیں کرے گا۔ تم یہ بھول گئیں کہ جب تک موت نہیں آتی' تب تک شامت کہیں بھی آسکتی ہے اور دونوں کے آنے کا کوئی وقت اور کوئی جگہ مقرر نہیں ہے۔"

"آہ! آخر تم لوگوں نے مجھے گھیر ہی لیا۔"

"ہمیں یہ خوش فہمی نہیں ہے۔ ہم کسی بھی کامیابی کو عارضی سمجھتے ہیں۔ تم اپنی بات کرو کہ اب یہ نقشے والا کھیل کیسے کھیلو گی؟"

"اب تو اس کھیل میں پارس کو شامل کرنا ہی ہوگا۔"

"شاباش! اور جب تک کامیابی حاصل نہیں ہوگی' تم مجھے اپنے دماغ میں آنے دیا کرو گی۔"

"نہیں باربرا! یہ خیال خوانی والا رابطہ نامناسب ہے۔ جب ہمارا مقصد اور جنرل ایک ہے تو کیوں نہ ہم روبرو ملاقات کریں اور ایک ساتھ رہ کر کام کریں۔"

"ہم ایسے نادان نہیں ہیں کہ اب تمہیں نظر آئیں۔ ہم یہاں سے ابھی جا رہے ہیں تم سے دور کی دوستی رہے گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر پارس سے بولی۔ "اس نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ یہاں سے فوراً چلو۔ ورنہ وہ ایک طرح سے خود جنرل بھی ہوئی ہے۔ ہمارے خلاف بہت کچھ کر سکتی ہے۔"

پارس نے بل ادا کیا۔ اس کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا بولا۔ "کیا بازی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے؟"

"نہیں' مرینا ہمارے شکنجے میں ہے۔ خود کو ظاہر کرنا نہیں چاہتی ہے۔ یہ خوف بھی ہے کہ تم اس کی بُو کے ذریعے اسے کسی بھیس میں بھی پہچان لو گے۔ ہماری جیت اسی میں ہے کہ ہم ابھی اس کے ہاتھ نہ آئیں۔"

وہی ہار یا جیت کا وقت تھا۔ مرینا نے بھی یہی سوچا کہ پارس اور باربرا ابھی یہاں کی چار دیواری میں ہیں۔ اگر یہاں گرفت میں نہ آئے تو پھر پارس اسے کسی بھیس میں چھپ کر رہنے نہیں دے گا۔ اس کی بُو پانے والی ناک ہمیشہ کے لیے بند کر دی جائے۔

اس نے جنرل کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ "میں مرینا بول رہی ہوں۔ فوراً اس عمارت کے وہ تمام دروازے بند کرا دو جو باہر جانے کے لیے کھلتے ہیں۔ مرد ہو یا عورت ایک شخص کو بھی باہر نہ جانے دو۔ جلدی کرو۔ اس حکم کی تعمیل کراؤ۔"

جنرل نے ٹرانسیٹر کے ذریعے اس ملٹری انٹیلی جنس کے افسر کو کال کیا جو خاص طور پر اس عمارت کی نگرانی پر مامور تھا کیوں کہ اس عمارت کے شراب خانے اور قمار خانے میں بحری فوج کے افسران آیا کرتے تھے۔ جنرل نے کہا۔ "ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایک غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ اس عمارت میں ہے۔ فوراً دروازے بند کراؤ اور کسی کو باہر نہ جانے دو۔"

پھر اس نے مرینا کی مزید ہدایات کے مطابق کہا۔ "میں آرہا ہوں۔ تمام سراغرسانوں کو سمجھا دو کہ میں جس شخص کی طرف انگلی اٹھاؤں' اسے فوراً گولی مار دیں۔"

مرینا کا ارادہ تھا کہ وہ وکی براؤن کو دیکھتے ہی جنرل کی کھوپڑی میں گھس کر اسے پارس کی طرف اشارہ کرنے کو کہے گی۔ اس کے ساتھ ہی اسے گولی ماردی جائے گی۔

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات انتیسویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں جو ۱۵ مارچ ۱۹۹۴ء کو شائع ہوگا۔